# نزہۃ المتّقین

## اُردو شرح

# ریاض الصّالحین

امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی

اوّل

مؤلّفین، ڈاکٹر مصطفیٰ سعید الخن۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا۔ محی الدّین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی

ترجمہ و فوائد : مولانا شمس الدّین     نظرِ ثانی : حافظ محبوب احمد خان

مکتبۃ العلم
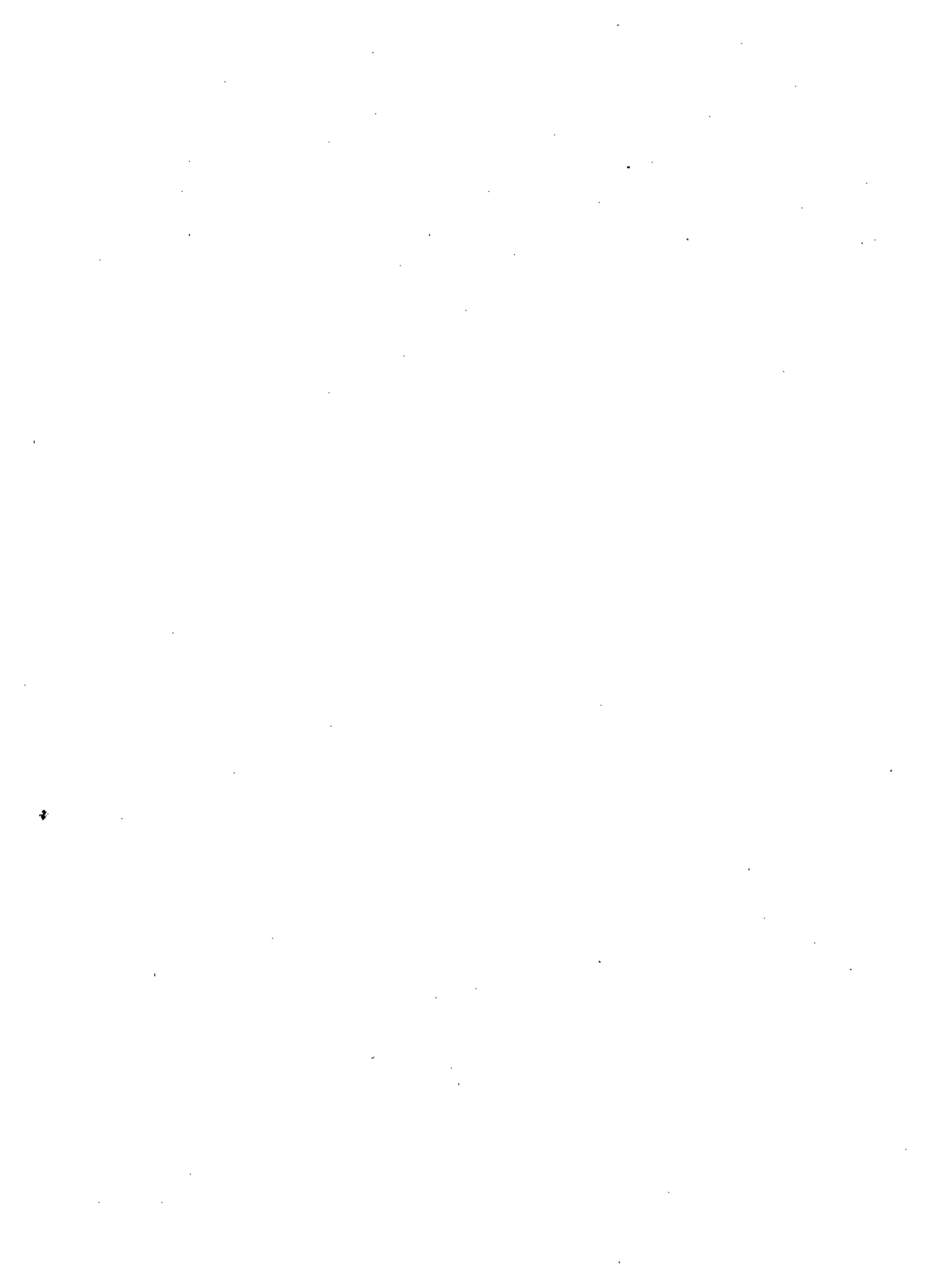
۱۸-اردو بازار۔ لاہور۔ پاکستان

نزہۃ المتقین
اردو شرح
ریاض الصالحین
امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی
اول
مؤلفین : ڈاکٹر مصطفی سعید الخن - ڈاکٹر مصطفی البغا - محی الدین مستو - علی الشربجی - محمد امین لطفی
ترجمہ و فوائد : مولانا شمس الدین
نظر ثانی : حافظ محبوب احمد خان
ناشر
مکتبۃ العلم
۱۸ - اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان
7231788-7211788

نام کتاب ........... نزہۃ المتقین اردو شرح ریاض الصالحین

مؤلفین:........... { ڈاکٹر مصطفےٰ سعید الخن۔ ڈاکٹر مصطفےٰ البغا
محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی }

ترجمہ و فوائد: ........... مولانا شمس الدین

نظرِ ثانی: ........... حافظ محبوب احمد خان

طابع ........... خالد مقبول

مطبع ........... افضل شریف پرنٹرز

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228

مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7221395

مکتبہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور 7211788

فہرست

## کتاب الادب



## کتاب آداب الطعام

## کتاب اللباس



## کتاب آداب النوم



## کتاب السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرضِ ناشر

دین متین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے' قرآن مجید اور اس کی حقیقی تشریح یعنی سنت سید الانبیاء' خاتم المعصومین ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی رکھنے کا سامان کر دیا اس لئے اسباب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو سامان کیا اس کو رسول رحمت ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ: ''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں'' کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء شریعت کی وضاحت وتشریح کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور یہ ذمہ داری امت مسلمہ کے علماء پر ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی وفات سے لے کر آج تک ہر دور کے علماء نے شریعت مطہرہ کی وضاحت اور حفاظت کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی عظیم المرتبت محدثین رحمہم اللہ میں سے ہیں' جنہوں نے حفاظت واشاعت حدیث کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ کتاب ''ریاض الصالحین'' بھی آپ کا ہی بلند پایہ علمی شاہکار ہے جس سے لاتعداد انسانوں نے علم حاصل کیا۔ علامہ نوویؒ نے اپنی اس عظیم المرتبت کی خود ہی تشریح بھی فرمائی جس کا نام ''نزہۃ المتقین'' رکھا چنانچہ آپ نے کتاب ریاض الصالحین کی ترتیب اور سبب تالیف کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی وضاحت بھی اسی انداز سے فرمائی کہ قارئین استفادہ میں کوئی کمی محسوس نہ کریں۔ اصل کتاب ریاض الصالحین کے ترجمہ کے ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ اس کی شرح کو بھی آسان اردو کے قالب میں ڈھال دیا جائے چنانچہ کتاب کے ترجمہ کے بعد اس کی تصحیح کے لئے وقت کے مقتدر علماء اور پروفیسرز کی خدمات حاصل کی گئیں۔

اللہ رب العالمین نے اپنے بندہ ضعیف کی دلی خواہش کی تکمیل کے لئے غیب سے سامان کیا اور شہر چنیوٹ کے بزرگ عالم حضرت مولانا شمس الدین مدظلہ سے ایک محسن کے ذریعہ رسائی ہوئی۔ حضرت محترم نے کمال شفقت سے میری درخواست کو پذیرائی بخشی اور پھر شبانہ روز کی محنت شاقہ سے اس علمی ورثہ کو عربی سے اردو میں منتقل کیا اور بفضل الٰہی کتاب معنوی اعتبار سے ایک لاجواب شاہکار بن گئی۔

کتاب کے ترجمہ وتخریج وفوائد کے بعد جب نظر ثانی کا مرحلہ آیا تو اس کے لئے محترم جناب حافظ محبوب احمد خاں (ایم۔اے عربی واسلامیات) نے اس کتاب میں رنگ بھرا اور حتی المقدور کوشش کی کہ اس کتاب کے ترجمہ میں

کوئی سقم نہ رہے۔اس کے علاوہ چیدہ چیدہ مقامات پر فوائد کے سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے استاد جناب سعید صدیق صاحب نے بڑی مدد بہم پہنچائی۔اللہ عزوجل ان کے خلوص کو قبول فرمائے۔ہماری ہر انسانی سعی کے باوجود غلطی محسوس کریں' تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

امید ہے کہ قارئین محترم اس کتاب کو پہلے کی طرح پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے آئندہ اس سلسلہ میں مستند اور اہم کتب کے تراجم وتشریح کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی بھی کریں گے تاکہ اس علمی ورثہ کو اردو کے قالب میں ڈھال کر مفید سے مفید تر بنایا جاسکے۔

اس موقع پر اللہ کے حضور شکرادا کرتے ہوئے ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں' جنہوں نے اس علمی خزانے کو آپ تک منتقل کرنے میں میری کسی طرح بھی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی میں اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے صاحب فہم وبصیرت قارئین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی دعاؤں میں میرے والد (جو اس کارِخیر میں میرے لئے رہنما بھی ہیں اور ہمت افزائی کا باعث بھی اور بالخصوص میری والدہ مرحومہ جن کے سایہ عاطفت اور دینی ودنیاوی تربیت نے آج اس مقام پر کھڑا کیا ہے) اور میرے لئے' میرے اساتذہ اور رفقاء ادارہ کے لئے خاتمہ بالخیر اور نیکی میں استقامت کی دعا فرمائیں۔

والسلام!

خالد مقبول

# تعارف مترجم

اس علمی ذخیرہ کو اردو میں منتقل کرنے میں حضرت مولانا شمس الدین مدظلہ العالی کی شفقت ہی میرے لیے سب سے بڑا سبب بنی۔

مولانا شمس الدین مدظلہ کا تعلق اس علمی خانوادے سے ہے' جس کے ایک چشم و چراغ امت مسلمہ کے محسن' سفیر ختم نبوت' مناظر اسلام' حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مرحوم ہیں۔ جو مولانا شمس الدین صاحب چنیوٹی کے پھوپھی زاد ہیں اور وادیٔ علم میں ان دونوں بزرگوں نے بیک وقت قدم رکھا۔

مترجم کتاب مولانا شمس الدین مدظلہ العالی نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم المدینہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالوارثؒ سے حاصل کی اور پھر دورۂ حدیث آسمانِ علم کے درخشندہ ستاروں استاذ الکل فی الکل' جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث مولانا رسول خانؒ ایسے نابغۂ عصر بزرگوں کی زیرنگرانی مکمل کیا۔

علوم قرآنی اور تفسیر کے لیے آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر اساتذہ سے کسب فیض کیا جن میں علومِ قرآنی کے اسرار و رموز سے آگاہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں قدس سرہٗ حافظ الحدیث واستاذ التفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد حسین نیلوی مدظلہ جیسے اکابر ہیں۔

تدریسی زندگی کے لیے اپنے استاذ مرحوم کے ادارہ دارالعلوم المدینہ' چنیوٹ کے لئے آپ کے لئے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی جہاں سے سینکڑوں علماء آپ کی شاگردی کے اعزاز سے سرفراز ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ اس علم و عرفان کے چشمۂ صافی کو مزید برکات سے نوازے' آمین۔

ادارہ مکتبۃ العلم لاہور کی درخواست پر آپ نے کمال شفقت و مہربانی کرتے ہوئے امام نوویؒ کی علمی وراثت ''ریاض الصالحین'' کو اردو کے جدید سلیس اور آسان قالب میں منتقل کیا اور اب اس کی شرح ''نزھۃ المتقین'' کے ترجمے سے فراغت حاصل کی اور انتہائی آسان اور عام فہم پیرائے میں فوائد و لغت بیان کی تاکہ عام قاری بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ادارہ کے کارکنان آپ کی علمی و روحانی ترقی کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ حضرت مولانا شمس الدین مدظلہ العالی آئندہ بھی ہماری علمی سرپرستی فرمائیں گے۔

کارکنانِ ادارہ

# امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

## مؤلف کتاب کا نام ونسب:

امام نوویؒ کا مکمل نام اس طرح ہے: ابوزکریا محی الدین یحیٰی بن شرف النووی بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام۔ اپنی جائے پیدائش نوی کی طرف نسبت کی وجہ سے النووی کہلاتے ہیں اور یہ بستی دمشق کے قریب حوران نامی مقام کے متصل ہے۔ امام نوویؒ کے آباؤاجداد حزام سے سکونت ختم کر کے یہاں آ کر رہائش پذیر ہوئے۔

## ولادت:

امام نوویؒ کی ولادت اسی علاقے نوی میں ۶۳۱ ھ میں ہوئی۔ ان کے والد محترم نے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام اپنی خاص توجہ سے کیا اور امام نوویؒ کے والد محترم خود بھی ایک نیک بزرگ تھے۔ اور انہوں نے اپنے پسر میں خداداد ذہانت وقابلیت کے جوہر نمایاں ہوتے اس کی اوائل عمر ہی میں پرکھ لیے تھے۔

## ابتدائی تعلیم:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ربّ ذوالجلال والاکرام نے تین چیزوں یکجا کر کے ودیعت کی تھیں ان میں: (۱) علم اور اس پر صحیح عمل، (۲) کامل زہد، (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ایک اعلیٰ اخلاق کا نمونہ تھے۔ امام صاحبؒ کے متعلق شیخ یاسین یوسف مراکشی کہتے ہیں کہ میں نے امام نوویؒ کی پہلی مرتبہ اس وقت دیکھا جب وہ دس سال کی عمر کے ہوں گے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے بچے اپنے ساتھ کھلانے پر بضد تھے اور وہ ان سے درگزر کر کے کتراتے تھے لیکن بچے مسلسل اصرار کر کے تنگ کر رہے تھے اور یہ بچہ (امام نوویؒ) رو رہے تھے اور اس حالت میں بھی وقفہ وقفہ سے تلاوت قرآن کو وردِ زبان بنائے ہوئے تھے۔ ان کی قرآن سے یہ محبت دیکھ کر میں ششدر رہ گیا اور ان کے استادِ محترم کے پاس جا کر کہا کہ اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے۔ انہوں نے کہا کیا تو نجومی قسم کی کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا: ہرگز نہیں یہ الفاظ تو شاید اللہ نے ہی مجھ سے آپ کے سامنے کہلوائے ہیں۔ استادِ محترم نے ان کے والد سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اس بچے (امام نوویؒ) کو دین ہی کے لیے وقف کر دیا۔ بلوغت سے پہلے ہی قرآن

مجید ناظرہ ختم کیا اور آگے پڑھنے کی لگن اس عرصے میں بڑھتی رہی۔

## راہ علم کی تکالیف و آلائم:

اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ میری عمر جب انیس برس کی تھی تو میرے والد مجھے دمشق لے آئے اور آنے کا مقصد صرف اور صرف تحصیل علم ہی تھا اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو! ☆ کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

شاید امام نوویؒ بھی اپنی اس اوائل عمری ہی میں اسی بات کا سراغ پا گئے تھے کہ علم کے بغیر زندگی لایعنی و بے معنی ہے۔خود ہی فرماتے ہیں کہ میں مدرسہ رواحیہ میں رہنے لگا دو سال ایسے گزارے کہ تھکن سے چور ہونے کے باوجود اک پل بھی آرام نہ کیا۔ مدرسہ کی روکھی سوکھی روٹی پر بخوشی گزارا کرتا اور تنبیہ جیسی کتب میں نے تقریباً ساڑھے چار ماہ میں یاد کرلی اور میں نے مہذب کی عبارات کا چوتھائی حصہ یاد کرلیا پھر میں شیخ اسحٰق مغربی کے پاس رہ کر شرح وتصحیح کتب (نظر ثانی) کا کام کرنے لگا اور ان کے پاس دلجمعی سے کام کیا۔

خود ہی فرماتے ہیں ہ اللہ نے میرے اوقاتِ کار میں اتنی برکت دی تھی اور میں نے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے بہتر سے بہتر طریقے پر استعمال کیا۔آپ کے شاگرد فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے مجھے بتایا کہ میں بارہ سبق پڑھتا تھا۔ دو سبق وسیط کے ایک سبق مہذب کا ایک سبق جمع الصحیحین کا اور ایک سبق صحیح مسلم کا اور ایک سبق علم نحو میں ابن جنی کی لمع کا اور ایک سبق ابن سکیت کی اصلاح منطق کا اور ایک سبق صرف کا اور ایک سبق اصول فقہ کا کبھی ابو اسحٰق کی لمع اور کبھی فخر الدین رازی کی منتخب کا اور ایک سبق اسماء الرجال کا اور ایک سبق اصول دین کا اور میں ان تمام کتب کے متعلقات (یعنی مشکلات کی شرح اور عبارت کی توضیح اور ضبط لغت کے بارہ میں نوٹ یا حواشی) لکھتا۔فرماتے ہیں کہ مجھے علم طب سیکھنے کا بھی شوق پیدا ہوا لیکن بعد میں اپنی طبیعت کا میلان دین ہی کی طرف دیکھ کر کچھ عرصہ اس شعبے میں سر کھپانے کے بعد واپس اپنی اصل کی طرف آ گیا۔

## شیوخ واساتذہ:

ابوابراہیم اسحٰق بن احمد مغربی ابومحمد عبدالرحمٰن بن نوح المقدسی ابوحفص عمر بن اسعد الرابعی الدربلی ابوالحسن سلار بن حسن الدربلی ابواسحٰق ابراہیم بن عیسیٰ المرادی ابوالبقا خالد بن یوسف النابلسی ضیاء بن تمام الحنفی ابوالعباد احمد بن سالم المصری ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مالک الجیلانی ابوالفتح عمر بن بندر ابواسحٰق ابراہیم بن علی الواسطی ابوالعباس احمد بن سالم المصری ابوعبداللہ محمد ب عبداللہ بن مالک الجیلانی ابوالفتح عمر بن بندر ابواسحٰق ابراہیم بن علی الواسطی ابوالعباس احمد بن عبدالدائم المقدسی ابومحمد اسمٰعیل بن ابی الیسر التنوخی ابومحمد عبدالرحمٰن بن سالم الانباری ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن قدامہ المقدسی ابومحمد عبدالعزیز بن محمد الانصاری اسکے علاوہ بھی ان کا ذوق وشوق دیکھتے ہوئے امید واثق ہے کہ مشائخ کی تعداد بے شمار ہوگی لیکن تاریخ اس تفصیل سے خاموش ہے۔

## شاگردو تلامذہ:

عطاء الدین عطار' ابوالعباس' احمد بن ابراہیم بن مصعب' ابوالعباس احمد بن محمد الجعفری' ابوالعباس احمد بن فرح الاشبیلی' الرشید اسمٰعیل بن المعلم الحنفی' ابوعبداللہ بن محمد بن ابی الفتح حنبلی' ابوالعباس احمد الضریر الواسطی' جمال الدین سلیمان بن عمر الدرعی' ابو الفرج عبدالرحمٰن بن محمد القدسی' البدر محمد بن ابراہیم بن جماعت' الشمس محمد بن ابی بکر بن النقیب' الشہاب محمد بن عبدالخالق الانصاری الشرف ھبۃ اللہ بن عبدالرحیم الباری' ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن نمری۔ اس کے علاوہ شاگردانِ رشید کی اتنی تعداد ہے کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔

## علمی خدمات:

جیسا کہ امام صاحب اپنی آپ بیتی میں خود لکھ چکے ہیں کہ مجھے اساتذہ سے اسباق لیتے وقت ان پر اپنی رائے حواشی کی صورت میں لکھنے کی عادت تھی اس ہی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کم ہی ایسے طالب علم ہو گے جو علم کے شائق ہوا اور ایسے تو شاذ ہی ہوں گے کہ جو زمانہ طالب علمی ہی میں تحقیق و جستجو کے میدان میں اتر پڑھیں اس پیمانے پر پرکھ لیجئے کہ ان کی تصانیف کس پایہ کی ہوں گی۔ ان کتب میں سے صحیح مسلم کی شرح' تہذیب الاسماء واللغات' کتاب الاذکار اور ریاض الصالحین جیسی نہایت اہم کتب شامل ہیں ان سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حالات وقرآئن یہ بتلاتے ہیں کہ امام صاحب کے علمی شوق کی وجہ سے انہوں نے دیگر تصانیف بھی لکھی ہوں گی اگرچہ جو نام ہم نے درج کیے ان کے علاوہ بھی کچھ کے نام معلوم ہیں مگر مرورِ زمانہ اور اشاعت کی آج جیسی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے جہاں دیگر علماء کرام کی کئی ناپید ہو گئیں وہیں امام صاحب کی کچھ کتب کے متعلق بھی یہ شبہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

## موت العالِم موت العالَم:

امام صاحبؒ اپنی آمد کے بعد ۲۸ سال دمشق میں گزارنے کے بعد اپنے راہِ ہدایت سے فیض یاب کرسکیں اور ان کی صحیح راہنمائی کریں۔ کچھ عرصہ بعد ہی مختصر سی بیماری کے بعد ۶۷۶ ھ میں انتقال ہوا۔ جنازہ میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے کہ بقول شخصے: اس سے پہلے اتنے اشخاص کی کسی جنازے کے موقع پر اکٹھے ہونے کی نظیر کم ہی ملتی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مُقَدّمَه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ، الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ، مُكَوِّرِ اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ تَذْكِرَةً لِّأُولِى الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ ، وَتَبْصِرَةً لِّذَوِى الْاَلْبَابِ وَالْاِعْتِبَارِ ، الَّذِىْ اَيْقَظَ مِنْ خَلْقِهٖ مَنِ اصْطَفَاهُ فَزَهَّدَهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدَّارِ ، وَشَغَلَهُمْ بِمُرَاقَبَتِهٖ وَاِدَامَةِ الْاَفْكَارِ ، وَمُلَازَمَةِ الْاِتِّعَاظِ وَالْاِدِّكَارِ ، وَوَفَّقَهُمْ لِلدَّاْبِ فِىْ طَاعَتِهٖ ، وَالتَّاَهُّبِ لِدَارِ الْقَرَارِ ، وَالْحَذَرِ مِمَّا يُسْخِطُهٗ وَيُوْجِبُ دَارَ الْبَوَارِ ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلٰى ذٰلِكَ مَعَ تَغَايُرِ الْاَحْوَالِ وَالْاَطْوَارِ۔

اَحْمَدُهٗ اَبْلَغَ حَمْدٍ وَاَزْكَاهُ ، وَاَشْمَلَهٗ وَاَنْمَاهُ۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْبَرُّ الْكَرِيْمُ ، الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَحَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ ، الْهَادِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ، وَالدَّاعِىْ اِلٰى دِيْنٍ قَوِيْمٍ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ ، وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ ، وَآلِ كُلٍّ ، وَسَائِرِ الصَّالِحِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا

تمام تعریفوں کا حق دار وہ اکیلا' زبردست' غالب وبخشش کرنے والا ہی ہے جورات کودن میں اس لئے داخل کرنے والا ہے تاکہ اہل قلب ونظر اور عقل و دانش کے لئے یادداشت اور عبرت ونصیحت کا باعث ہو۔ اسی ذات ہی نے اپنے بندوں میں سے بعض کے دلوں کو بیدار کر کے چن لیا اوران کو اس دُنیا سے بے رغبتی عنایت فرما کر ہمیشہ ذکر وفکر اور غور وتدبر کی نگہبانی میں مشغول ومصروف کر دیا' اوران کو ہمیشہ اپنی اطاعت گزاری اور دارِ آخرت کی تیاری کی توفیق بخشی اور ساتھ ساتھ اپنی ناراضگی اور جہنم کے اسباب سے محتاط رہنے کی ہمت دی اور حالات کی تبدیلی کے باوجودان کو اس پر ثابت قدم رہنے کی قوت وطاقت عنایت فرمائی۔

میں اس کی پاکیزہ تر اور بلیغ ترین حمد کرتا ہوں۔ ایسی حمد جو تمام صفاتِ کمال کو شامل اور خوب نفع بخش ہو۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو احسان کرنے والا سخی' نرمی کرنے والا' مہربان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کے خلیل و حبیب ہیں جو سیدھے راستے کے راہنما اور مضبوط دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپؐ پر اور تمام انبیاء (علیہم السلام اوران کی آل) اور تمام نیک بندوں پر ہوں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنَ﴾[الذاريات:٥٦'٥٧]وَهٰذَا تَصْرِيْحٌ بِاَنَّهُمْ خُلِقُوْا لِلْعِبَادَةِ ' فَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاِعْتِنَاءُ بِمَا خُلِقُوْا لَهٗ وَالْاِعْرَاضُ عَنْ حُظُوْظِ الدُّنْيَا بِالزَّهَادَةِ ' فَاِنَّهَا دَارُ نَفَادٍ لَا مَحَلُّ اِخْلَادٍ ' وَمَرْكَبُ عُبُوْرٍ لَا مَنْزِلُ حُبُوْرٍ ' وَمَشْرَعُ انْفِصَامٍ لَا مَوْطِنُ دَوَامٍ فَلِهٰذَا كَانَ الْاَيْقَاظُ مِنْ اَهْلِهَا هُمُ الْعُبَّادَ ' وَاَعْقَلُ النَّاسِ فِيْهَا هُمُ الزُّهَّادَ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتٰهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطَنَا
طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتَنَا
نَظَرُوْا فِيْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا
اَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا
جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَّاتَّخَذُوْا
صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنَا

[يونس:٢٤] ' وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ. وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْقَائِلُ :

فَاِذَا كَانَ حَالُهَا مَا وَصَفْتُهٗ ' وَحَالُنَا وَمَا

وَالْاِنْسَ ......﴾ (الذاریات) ''میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے کچھ رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں''۔ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ انس وجن کی تخلیق عبادت کے لئے ہے۔ پس ان کو اپنے مقصدِ تخلیق کی طرف توجہ دینی لازم ہے اور دنیا کی لذات و تعیّشات سے زہد وتقویٰ کے ذریعہ اعراض کریں۔ کیونکہ دُنیا فناء کا گھاٹ ہے۔ قیام کی جگہ نہیں اور یہ گزرنے کی سواری ہے۔ سرور وخوشی کی منزل نہیں اور انقطاع کا مقام ہے' دوامی کارگاہ نہیں۔

فلہٰذا اس کے بندوں میں عبادت گزار ہی فی الحقیقت بیدار ہیں۔ زہد وتقویٰ والے ہی سب سے بڑے عقلاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ......﴾ (یونس) ''بے شک دنیا کی زندگی کی مثال آسمان سے اترنے والے پانی جیسی ہے۔ پس اس کے ساتھ سبزہ رلا ملا نکلا۔ جس کو آدمی اور جانور کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین سبزے سے خوبصورت اور مزیّن ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ اس پیداوار پر قابو پالیں گے۔ تو اچانک رات یا دن ہمارا عذاب والا حکم پہنچا تو ہم نے اسے کاٹ کر اس طرح کر دیا گویا کل وہاں کچھ ہی نہ تھا۔ غور وفکر کرنے والوں کے لئے ہم نے نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں''۔ اس سلسلہ کی آیات بہت ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

(۱) بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے سمجھدار بندے ہیں جنہوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور دنیا کی فتنہ سامانیوں سے ڈر گئے۔

(۲) انہوں نے دنیا میں غور کیا جب یقین سے یہ جان لیا کہ یہ کسی زندہ کے لئے وطن نہیں ہے۔

(۳) تو انہوں نے اس کو گہرا سمندر قرار دے کر نیک اعمال کو اس کے لئے کشتیاں بنالیا۔

جب دنیا کی حالت یہی ہے جو میں نے بیان کی اور ہمارا مقصود جس

خُلِقْنَا لَهُ مَا قَدَّمْتُهُ ، فَحَقَّ عَلَى الْمُكَلَّفِ اَنْ يَذْهَبَ بِنَفْسِهِ مَذْهَبَ الْاَخْيَارِ ، وَيَسْلُكَ مَسْلَكَ أُولِي النُّهَى وَالْاَبْصَارِ ، وَيَتَاَهَّبَ لِمَا اَشَرْتُ اِلَيْهِ ، وَيَهْتَمَّ بِمَا نَبَّهْتُ عَلَيْهِ ، وَاَصْوَبُ طَرِيْقٍ لَهُ فِي ذٰلِكَ ، وَاَرْشَدُ مَا يَسْلُكُهُ مِنَ الْمَسَالِكِ : اَلتَّاَدُّبُ بِمَا صَحَّ عَنْ نَبِيِّنَا سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ، وَاَكْرَمِ السَّابِقِيْنَ وَاللَّاحِقِيْنَ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة:٢] وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : ((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ)) وَاَنَّهُ قَالَ : ((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ)) وَاَنَّهُ قَالَ : ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) وَاَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : ((فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ))

کے لئے ہم بنائے گئے وہ ہے جو میں نے پہلے ذکر کیا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ ......﴾ (الذاریات) تو ہر مکلف کی ذمہ داری ہے کہ نیک لوگوں کے راستہ کو اختیار کرے اور اہل عقل و بصیرت کی راہ پر گامزن ہو اور جس طرف میں نے اشارہ کیا اس کی تیاری کرے اور جس کے متعلق میں نے خبردار کیا اس کا اہتمام کرے اور اس کے لئے سب سے زیادہ صحیح راستہ اور راہوں میں رشد و ہدایت کی راہ ان احادیث سے راہنمائی حاصل کرنا ہے جو سید الاولین والاخرین سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں۔ ہمارے پیغمبر تمام سابقین اگلے پچھلے لوگوں سے زیادہ مکرّم و معزز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدہ) ''نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو''۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ ((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ ......)) ''اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے'' اور یہ بھی فرمایا کہ ((مَنْ دَلَّ ......)) ''جو کسی کی بھلائی کی طرف راہنمائی کرے اس کو کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے اور یہ فرمایا: ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى ......)) ''جس نے ہدایت کی طرف راہنمائی کی اس کو ان سب کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور یہ چیز ان کے اجر میں سے کچھ کم نہ کرے گی'' اور آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ((فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ ......)) ''قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت دے دے وہ سرخ اونٹوں سے بہت بہتر ہے''۔

فَرَاَيْتُ اَنْ اَجْمَعَ مُخْتَصَرًا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ ، مُشْتَمِلًا عَلٰى مَا يَكُوْنُ طَرِيْقًا لِصَاحِبِهِ اِلَى الْاٰخِرَةِ ، وَمُحَصِّلًا لِاٰدَابِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ ، جَامِعًا لِلتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ آدَابِ السَّالِكِيْنَ : مِنْ اَحَادِيْثِ الزُّهْدِ ، وَرِيَاضَاتِ النُّفُوْسِ ، وَتَهْذِيْبِ الْاَخْلَاقِ ،

پس ان روایات کی بناء پر میں نے خیال کیا کہ احادیث صحیحہ کا ایک مختصر مجموعہ میں مرتب کروں۔ جو ایسی باتوں پر مشتمل ہو جو پڑھنے والے کے لئے آخرت کا راستہ بتائے اور ظاہری اور باطنی آداب کے حصول کا ذریعہ ثابت ہو اور اس میں ترغیب و ترہیب اور آداب سالکین کی تمام اقسام پائی جائیں۔ یعنی زہد اور ریاضت نفس کی روایات اور تہذیب اخلاق اور طہارت قلوب اور اس کے معالجات

وَطَهَارَاتِ الْقُلُوْبِ وَعِلَاجِهَا ، وَصِيَانَةِ الْجَوَارِحِ وَاِزَالَةِ اِعْوِجَاجِهَا، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَقَاصِدِ الْعَارِفِيْنَ۔

اور انسانی اعضاء کی حفاظت اور ان کے ٹیڑھے پن کا ازالہ وغیرہ جو کہ مقاصد عارفین میں سے ہے۔

وَاَلْتَزِمُ فِيْهِ اَنْ لَّا اَذْكُرَ اِلَّا حَدِيْثًا صَحِيْحًا مِّنَ الْوَاضِحَاتِ ، مُضَافًا اِلَى الْكُتُبِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَاتِ ، وَاُصَدِّرَ الْاَبْوَابَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَزِيْزِ بِاٰيَاتٍ كَرِيْمَاتٍ ، وَاُوَشِّحَ مَا يَحْتَاجُ اِلٰى ضَبْطٍ اَوْ شَرْحِ مَعْنًى خَفِيٍّ بِنَفَائِسَ مِنَ التَّنْبِيْهَاتِ۔ وَاِذَا قُلْتُ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثٍ :مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، فَمَعْنَاهُ :رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

(۱) میں نے اس میں اِلتزام کیا کہ صرف ایسی صحیح اور واضح روایات ذکر کروں گا جو مشہور کتب احادیث کی طرف منسوب ہوں گی اور ابواب کی ابتداء قرآن مجید کی آیات سے کروں گا۔ جو لفظ لفظی ضبط یا معنی کی وضاحت کا محتاج ہو گا۔ نفیس تنبیہات سے ان کی تشریح کروں گا۔

(۲) جب میں کسی حدیث کے آخر میں ''متفق علیہ'' کا لفظ لکھوں گا تو اس سے مراد بخاری و مسلم ہوں گے۔

وَاَرْجُوْا اِنْ تَمَّ هٰذَا الْكِتَابُ اَنْ يَّكُوْنَ سَائِقًا لِّلْمُعْتَنِيْ بِهٖ اِلَى الْخَيْرَاتِ ، حَاجِزًا لَّهٗ عَنْ اَنْوَاعِ الْقَبَائِحِ وَالْمُهْلِكَاتِ۔ وَاَنَا سَائِلٌ اَخًا انْتَفَعَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ اَنْ يَّدْعُوَ لِيْ ، وَلِوَالِدَيَّ، وَمَشَايِخِيْ ، وَسَائِرِ اَحْبَابِنَا ، وَالْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ، وَعَلَى اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اِعْتِمَادِيْ ، وَاِلَيْهِ تَفْوِيْضِيْ وَاسْتِنَادِيْ ، وَحَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔

مجھے اُمید ہے کہ اگر یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو توجہ کرنے والے کے لئے نیکیوں کی طرف راہنمائی ہوگی اور مختلف برائیوں اور تباہ کن گناہوں سے رکاوٹ کا فائدہ دے گی۔ میں اس بھائی سے درخواست کرتا ہوں جو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل کرے کہ میرے لئے اور میرے والدین، میرے شیوخ اور ہمارے تمام احباب خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے لئے عموماً دعا گو رہے۔ اللہ کریم کی ذات پر میرا اعتماد ہے اور میں نے اپنے تمام کاموں کو اسی کے سپرد کیا اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ وہ میرے لئے کافی ہے اور بہت خوب کارساز ہے۔ بُرائی سے حفاظت اور نیکی پر قوّت و طاقت اس کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی جو بڑا زبردست اور حکمتوں والا ہے۔

## ۱ :بَابُ الْإِخْلَاصِ وَإِحْضَارِ النِّيَّةِ فِيْ جَمِيعِ الْأَعْمَالِ

## بَاب: تمام ظاہری و باطنی اعمال اور اقوال و احوال میں حسن نیت اور اِخلاص کو پیش نظر رکھنے کا بیان

قَالَ اللّٰه تَعَالٰی: ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة:٥] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ [الحج:٣٧] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ إِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ أَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [آل عمران: ٢٩]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اوران کو اسی بات کا حکم دیا گیا کہ وہ اِخلاص کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور یہی مضبوط دین ہے''۔ (البینہ)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ کو ہرگز ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے''۔ (الحج)
ارشادِ خداوندی ہے: ''فرما دیجئے اگر تم اپنے سینوں میں چھپاؤ (کوئی بات) یا ظاہر کرو۔ اللہ اس کو جانتے ہیں''۔ (آل عمران)

حل الآیات: الاخلاص: یہ اخلص کا مصدر ہے۔ اخلاص دل کے اس عمل کو کہتے ہیں جس میں سوائے رضائے الٰہی کے اور کوئی چیز مقصود نہ ہو۔ اعمال کی قبولیت کے لئے یہ شرط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو ہی قبول فرماتے ہیں جو خالصۃً اس ہی کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے۔ حنفآء: یہ جمع حنیف ہے وہ لوگ جو باطل ادیان سے کٹ کر صرف اسلام کی طرف جھکیں۔ محاورۂ عرب ہے کہ تَحْنُفُ إِلَى الْإِسْلَامِ یعنی اسلام کی طرف قائل ہوا۔ القیمة: یہ موصوف محذوف کی صفت ہے۔ أَيُّ دِيْنِ الْمِلَّةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ یعنی مضبوط ملت والا دین یا دِيْنُ الْأُمَّةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ بِالْحَقِّ یعنی حق پر قائم رہنے والی اُمت کا دین۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا: یعنی اللہ کو ہرگز ان کا گوشت نہ پہنچے گا۔ درحقیقت قبولیت کو اس طرح مجازاً تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس آیت میں اس جاہلی رسوم کی تردید ہے جو ان میں زمانہ جاہلیت میں رائج تھی کہ قربانی کا خون بیت اللہ پر لگاتے تھے۔

۱: وَعَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ ابْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

۱: حضرت امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر ایک کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہو گی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوىٰ : فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَي اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَي اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا، اَوِ امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلىٰ صِحَّتِهِ. رَوَاهُ إِمَا مَا الْمُحَدِّثِيْنَ :اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ حَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمِ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُوْرِيُّ فِيْ كِتَابَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا اَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ.

وسلم) کے لئے شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لئے شمار ہوگی۔ متفق علیہ روایت ہے اس کو امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں اور امام ابوحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ یہ دونوں کتابیں قرآن مجید کے بعد کتب احادیث میں سب سے زیادہ صحیح کتابیں ہیں۔

**تخریج** : بخاری باب بدء الوحی. وفی الایمان' باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبه ولكم امرئ ما نوىٰ وفی العتق وغیرها' و مسلم فی الامارة' باب قول النبی صلی الله علیه وسلم : انما الاعمال بالنية

**اللغات**: الْحَفص : شیر کو کہتے ہیں۔ اَبُوْحَفْصٍ :عمر بن الخطاب کی کنیت ہے۔ إِنَّمَا :حصر کا کلمہ ہے۔اپنے بعد والے حکم کو پختہ کرنے کے لئے آتا ہے۔ النیات :جمع نیت' یہ لفظ مصدر یا اسم مصدر ہے۔لغت میں ارادہ کو کہتے ہیں ۔البتہ شریعت میں اس ارادہ کو کہتے ہیں جو فعل سے متصل ہو۔ الھجرۃ :لغت میں تو ترک کرنا اور چھوڑنا کے معنی ہیں مگر شریعت میں فتنہ کے خوف سے دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا۔

**تنبیہ** : طبرانی نے مضبوط سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔اس عورت کا لقب ام قیس تھا۔عورت نے شادی کرنے سے انکار کیا مگر شرط لگائی کہ اگر وہ ہجرت کرے تو وہ اس سے شادی کرلے گی۔اس شخص نے ہجرت کرکے اس عورت سے نکاح کرلیا اس وجہ سے ہم اس کو مہاجر ام قیس کہتے تھے۔

**فوائد**: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اعمال میں نیت ضروری ہے تاکہ ان اعمال پر ثواب مل سکے۔لیکن نیت کے صحت اعمال کے لئے شرط ہونے میں اختلاف ہے۔شوافع فرماتے ہیں کہ اعمال کے ذرائع مثلاً وضو یا مقاصد مثلاً نماز ہر دو میں شرط ہے۔احناف فرماتے ہیں نیت صرف اصل اعمال میں شرط ہے اسباب و ذرائع میں نہیں ۔نیت کا مقام دل ہے۔اسی لئے نیت کو الفاظ میں ادا کرنا لازم ہے۔ عمل میں قبولیت کی اہم شرط اس عمل کا خالص اللہ کی ذات کے لئے ہونا ہے۔کیونکہ اللہ اس عمل کو قبول نہیں فرماتے جو خالص اس کی ذات کریم کے لئے نہ کیا جائے۔

۲ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ

۲: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ : یَغْزُوْ جَیْشٌ الْکَعْبَۃَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَآخِرِھِمْ۔ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَآخِرِھِمْ وَفِیْھِمْ اَسْوَاقُھُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ؟ قَالَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَآخِرِھِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ– مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ، ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر حملہ آور ہوگا جب وہ بیداء (ہموار زمین) میں پہنچے گا تو اس لشکر کے اوّل سے آخری آدمی تک تمام کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ان کے اوّل و آخر کو دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں ان کے عام لوگ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے اوّل و آخر کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اپنی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے۔ بالفاظِ بخاری (متفق علیہ)

**تخریج**: رواہ البخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق۔ مسلم کتاب الفتن باب الخسف

**اللُّغَات**: جَیْشٌ :اللہ کو ہی اس لشکر اور اس کے زمانہ کا علم ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئیوں میں سے ہے۔ بَیْدَاء : جنگل۔ جمع بید۔ وہ چٹیل زمین جس پر کوئی چیز نہ اُگی ہو۔ یہ بیداء مکہ ہے یا اور کوئی مراد ہے۔ اس میں اختلاف ہے حقیقت کا علم اللہ کو ہے۔ اَلْخَسَفُ : زمین میں دھنسنا۔ اَسْوَاقُھُمْ :بعض نے کہا ان کے بازاری لوگ جیسا بخاری کی رائے ہے۔ بعض نے کہا حکام کے علاوہ عوام مراد ہیں۔ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ :یعنی اللہ ان کو ان کی قبور سے اٹھائے گا اور اپنے اپنے مقاصد و اغراض کے مطابق ان کا محاسبہ ہوگا۔

**فوائد**: (۱) انسان اپنے قصد سے اچھائی' برائی کا معاملہ کرتا ہے۔ (۲) ظالموں اور فاسقوں کی دوستی سے بچنا چاہئے۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت پر آمادہ کیا گیا۔ (۵) آنحضرت ﷺ نے جن مغیبات کی اطلاع دی ہے۔ ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ قریبی زمانہ میں ضرور واقع ہوں گے جس طرح آپؐ نے فرمایا کیونکہ آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔

۳ : وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ، وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَمَعْنَاہُ: لَا ھِجْرَۃَ مِنْ مَّکَّۃَ لِاَنَّھَا صَارَتْ دَارَ اِسْلَامٍ۔

۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تم کو جہاد کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً نکل جاؤ۔ (متفق علیہ) (مراد یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت لازم نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ پھر جب تمہیں جہاد کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو)۔

**تخریج**: رواہ البخاری فی الجہاد باب وجوب التنفیر باب فضل الجہاد ، مسلم فی الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکہ۔

**اللُّغَات**: بَعْدَ الْفَتْحِ :یعنی فتح مکہ کے بعد جو ۸ ہجری میں ہوا۔ اَلْجِھَاد :کفار سے لڑائی۔ قول و فعل میں اپنی وسعت و طاقت کے مطابق کوشش کرنا۔ نِیَّۃٌ :اللہ کے لئے مخلصانہ عمل کرنا۔ اَسْتُنْفِرْتُمْ :جب تم سے جہاد میں جانے کے لئے کہا جائے۔ نَفَرَ اِلَی الشَّیْءِ :اہل عرب جلدی کرنے کے لئے بولتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) جب کوئی شہر دارالاسلام بن جائے اس سے ہجرت واجب نہیں۔ (۲) جب کوئی علاقہ دارالکفر ہو اور دین کے احکامات کی ادائیگی نہ ہوسکتی ہو تو وہاں سے ہجرت واجب ہے۔ (۳) جہاد کا ارادہ کرنا اور تیاری کرنا ضروری ہے۔ (۴) جب جہاد کے لئے بلایا جائے تو اس وقت فوراً جہاد کے لئے نکل پڑے۔

٤ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ : اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ : "اِلَّا شَرِكُوْكُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِیْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِیًا اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ .

۴ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں آنحضرت ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جتنا تم نے سفر کیا اور وادیاں طے کیں وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہیں۔ ان کو بیماری نے آنے سے روک دیا"۔ ایک روایت میں شَرِكُوْكُمْ فِی الْاَجْرِ کے لفظ بھی ہیں۔ (مسلم) بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت اس طرح ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے لوٹ رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی یا وادی میں سفر کریں وہ ہمارے ساتھ اجر میں شریک ہیں۔ ان کو عذر نے ہمارے ساتھ آنے سے روک دیا۔

**تخریج:** مسلم عن جابر فی کتاب الامارة باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض ۔ حدیث بخاری فی کتب الجهاد باب من حبسه الغزو العذر عن الغزو ، فی المغازی

**اللغات:** اَلْاَنْصَارِی : انصار کی طرف نسبت ہے۔ یہ اسم منسوب ہے۔ انصار کا مفرد ناصر ہے۔ دراصل قاعدہ یہ ہے کہ مفرد سے اسم منسوب بنتا ہے۔ مگر یہ جمع سے بنایا گیا کیونکہ یہ جمع کا لفظ ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور ان کے دین کی نصرت کی تھی۔ بطور علم کے مشہور ہو گیا اور علم مفرد ہوتا ہے۔ اس لئے اسم منسوب بنانا درست ہوا۔ فِیْ غَزَاةٍ : یہ غزوہ تبوک ہے۔ جو ۹ھ میں پیش آیا۔ شَرِكُوْكُمْ فِی الْاَجْرِ : یعنی تمہارے ساتھ ثواب میں شریک ہیں۔ اَقْوَامًا : یعنی مرد کیونکہ قوم کا لفظ مردوں پر بولا جاتا ہے۔ شِعْبًا : یہ لفظ شین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ جو راستہ پہاڑ میں سے ہو کر گزرے۔ وَادِیًا : قاموس میں ہے کہ پہاڑوں کے درمیان کھلی جگہ یا ٹیلہ ہے۔

**فوائد:** جس کو کوئی عذر جہاد میں جانے سے روک دے۔ اس کو مجاہدین جیسا اجر ملتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی نیت صحیح ہو اور جہاد میں جانے کا ارادہ ہو۔

٥ : وَعَنْ اَبِیْ یَزِیْدَ مَعْنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ ، وَهُوَ وَ اَبُوْهُ وَجَدُّهُ صَحَابِیُّوْنَ ،

۵ : حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کی نیت سے الگ نکال کر

قَالَ : كَانَ اَبِیْ يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا۔ فَقَالَ : وَاللّٰهِ مَا اِيَّاكَ اَرَدْتُّ ، فَخَاصَمْتُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ ، وَلَكَ مَا اَخَذْتَ يَا مَعْنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ایک آدمی کو مسجد میں دیئے۔ میں مسجد میں آیا اور اس آدمی سے وہ دینار لے لئے اور والد کے پاس لے آیا۔ اس پر انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنا جھگڑا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اے یزید! تیرے لئے تیری نیت کا ثواب ہے اور اے معن تو نے جو دینار لئے وہ تیرے ہیں۔ (صحیح بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الزکاۃ ' باب اذا تصدق علی ابنه وھو لا یشعر۔

**اللغات** : صَحَابِيُّوْنَ : صحابی عام طور پر اس ذات کو کہا جاتا ہے جس نے ایمان کی حالت میں آنحضرت ﷺ کی صحبت پائی ہو۔ خواہ وہ صحبت تھوڑی دیر کے لئے میسر آئے نیز اس کی موت بھی ایمان پر آئی ہو۔ مگر علماء اصول کے نزدیک مذکورہ بالا تعریف میں یہ اضافہ بھی ہے اس نے عرصہ دراز تک آپ کی صحبت کا شرف پایا یہاں تک کہ اس پر صاحب کا لفظ بول جا سکے۔ لَكَ مَا نَوَيْتَ : یعنی اس کا ثواب کیونکہ انہوں نے محتاج پر صدقہ کی نیت کی تھی اور ان کا بیٹا محتاج تھا خواہ اس کی نیت نہ کی تھی۔ لَكَ مَا اَخَذْتَ : یعنی جو تو نے لیا اس کا تو مالک ہے۔ کیونکہ ان کا قبضہ صحیح شرعی قبضہ تھا۔

**فوائد** : (۱) نفلی صدقہ اپنی نسل کو دینا درست ہے۔ البتہ فرضی صدقہ جیسے زکوۃ یا اصل (باپ، دادا) ونسل (اولاد، پوتے) دونوں کو دینا درست نہیں۔ (۲) صدقہ میں تقسیم کے لئے وکیل بنانا جائز ہے۔

٦ : وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَالِكِ بْنِ اُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ ابْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ الْقُرَشِیِّ الزُّهْرِیِّ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ ۔ قَالَ : "جَآءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ؟ قَالَ : لَا قُلْتُ : فَالشَّطْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَا قُلْتُ؟ فَالثُّلُثُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ۔ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ

٦ : حضرت ابواسحق بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جوان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو (دنیا میں اکٹھی) جنت کی خوشخبری دی گئی۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ میرے پاس حجۃ الوداع والے سال عیادت کیلئے تشریف لائے کیونکہ میں شدید درد میں مبتلا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرا درد کس قدر شدید ہے اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے۔ کیا میں مال کا دو تہائی صدقہ کر دوں؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا آدھا مال یارسول اللہ؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا تیسرا حصہ یارسول اللہ؟ ارشاد فرمایا: تیسرا اور تیسرا حصہ بہت یا بڑا ہے اگر تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ تم ان کو تنگ دست ومحتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے خرچ کرو گے اس پر اجر پاؤ گے حتیٰ کہ وہ لقمہ بھی جو تم

وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ ، وَاِنَّكَ لَنْ تُنفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيِ امْرَاَتِكَ قَالَ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ؟ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ، وَلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ" يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں چھوڑے جاؤ گے (اگر ایسا ہوا تو اس میں تمہارے لئے بہتری ہے) جو عمل بھی ان کے بعد تم اللہ کی رضا مندی کیلئے کرو گے۔ اس سے تمہارے درجہ اور مرتبہ میں اضافہ ہوگا اور شاید تمہیں پیچھے رہنے کا موقعہ ملے۔ یہاں تک کہ اس سے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو فائدہ اور دوسروں (کافروں) کو نقصان پہنچے (پھر دعا فرمائی) اے اللہ میرے صحابہ کیلئے ان کی ہجرت کو پورا فرما اور ان کو نامراد واپس نہ فرما۔ لیکن قابل رحم سعد بن خولہ ہے کہ جن کیلئے رحمت و ہمدردی کی دعا اللہ کے رسولؐ فرما رہے ہیں۔ کیونکہ ان کی وفات مکہ میں ہوگئی تھی (وہ ہجرت نہ کر سکے)۔ (متفق علیہ)

**تخریج**: رواه البخاري كتاب الجنائز باب رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خوله والوصايا باب ان يترك ورثته اغنياء ۔ وفي الايمان والمغازي ۔ مسلم في كتاب الوصية باب الوصية بالثلث

**اللغات**: اَلشَّطْرُ :نصف آدھا۔ تَذَرَ :چھوڑے۔ عَالَةً :فقراء اس کا واحد عائل ہے۔ يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ :لوگوں سے وہ چیز مانگیں جو ان کے ہاتھوں میں ہو۔ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ :کیا میں مکہ میں چھوڑ دیا جاؤں گا ان کے مکہ سے لوٹنے کے بعد۔ یہ آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئیوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایران فتح کیا۔ بہت سے لوگوں کو ان کے ہاتھ پر اسلام لانا نصیب ہوا۔ پس ان کو نفع پہنچا اور ان کے ہاتھوں بہت سے کافر قتل ہوئے چنانچہ ان کو نقصان و خسارہ ملا۔ امض :پورا کر۔ البائس :وہ شخص جس کی حاجت اور غم بہت بڑھ جائے اس بات کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس ذکر کرنے کا مقصد ان کی ہجرت کی قبولیت اور تکمیل میں دل جوئی فرمانا ہے ان کے ساتھ اس طرح کا معاملہ پیش نہ آئے گا جیسا کہ ان کے ہم نام سعد بن خولہ کو پیش آیا۔ يَرْثِيْ لَهٗ :غم زدہ اور دکھ کا اظہار فرمانے والے ہیں۔ قَوْلُهٗ لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ : یہ راوی کا کلام ہے روایت کے الفاظ نہیں۔ یہ سعد اسلام لائے مگر مکہ سے ہجرت نہ کی۔ ان کی پریشانی ہجرت نہ کرنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کی اور بدر میں موجود تھے پھر مکہ واپس لوٹے اور وہیں فوت ہوگئے۔ ان کی پریشانی ہجرت ساقط ہونے کی وجہ سے تھی کیونکہ وہ اپنی مرضی سے مکہ واپس لوٹے اور وہیں وفات پائی۔ بعض نے کہا حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی بدر وغیرہ غزوات میں شریک رہے اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ میں وفات پائی۔ ان کی پریشانی کا سبب اس صورت میں مکہ میں ان کی وفات ہے جس سے ہجرت کے مکمل اجر سے وہ محروم رہے اور اسی طرح مسافری کے کامل اجر سے بھی محروم رہے۔

**فوائد**: (۱) مرض کا تذکرہ کسی صحیح غرض کے لئے جائز ہے مثلاً کسی نیک صالح کی دعا حاصل کرنے کے لئے۔ (۲) حلال ذرائع سے

مال جمع کرنا جائز ہے۔ یہ اس جمع کرنے میں نہیں (جس پر وعید ہے۔ مترجم) جبکہ اس مال کا مالک اس کا حق ادا کرتا ہو۔ (۳) صدقہ یا وصیت مرض الموت میں ورثاء کی اجازت کے بغیر ثلث ۱/۳ مال سے زائد میں جائز نہیں۔ (۴) نیت کے سبب انسان کو اس کے عملوں پر ثواب ملتا ہے۔ (۵) اہل وعیال پر خرچ کرنے پر اجر ملتا ہے جبکہ اس خرچ سے اللہ کی رضامندی مقصود ہو۔

۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِكُمْ ، وَلَا اِلٰی صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ [رَوَاهُ مُسْلِمٌ]

۷: حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں (اور اعمال) کو دیکھتے ہیں۔

(صحیح مسلم)

**تخریج** : صحیح مسلم ، کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره۔

**اَللُّغَاتٌ** : لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِكُمْ : یعنی ان پر تم کو اجر نہیں دیتا۔ اس کی دلیل وہ آیت ہے: ﴿ وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (سباء) 'اور تمہارے اموال اور اولادیں تمہیں ہماری بارگاہ کے قریب نہیں کر سکتیں مگر جو آدمی ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کئے (وہ نیک عمل اور ایمان ہماری بارگاہ کے قریب کرنے والا ہے)۔

**فوائد**: (۱) دل میں جس قدر اخلاص اور صحیح نیت ہو اسی قدر اعمال کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) دل کی حالت کی طرف پوری توجہ مبذول کرنی چاہئے اور مقاصد قلبی کو ایسے مفاسد سے پاک وصاف رکھنا چاہئے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔ دل کی اصلاح تمام اعضاء کے اعمال سے مقدم ہے کیونکہ دلوں کی اصلاح کے بغیر شرعی اعمال درست نہیں۔

۸ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شُجَاعَةً ، وَیُقَاتِلُ حَمِیَّةً وَ یُقَاتِلُ رِیَاءً اَیُّ ذٰلِكَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸: حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہادری کی خاطر لڑے اور غیرت کی خاطر لڑے اور ریاکاری کے لئے لڑے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اس لئے لڑائی کی تاکہ اللہ کی بات بلند ہو جائے وہ صرف اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

(متفق علیہ)

**تخریج** : صحیح بخاری کتاب العلم باب من سأل وهو قائم عالما جالسًا ، صحیح مسلم ، کتاب الامارة باب من قاتل لتكون كلمة الله هی العلیا۔

**اَللُّغَاتٌ**: سُئِلَ :یہ پوچھنے والے لاحق بن طرہ باہلی ہیں۔ حَمِیَّةً: غیرت یا خاندان کی حفاظت کے لئے۔ رِیَاءً: ظاہر داری کے

لئے لوگ اس کی لڑائی دیکھیں۔ کَلِمَةُ اللّٰهِ :اللہ کا دین۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کا اعتبار نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔ (۲) فضیلت ان مجاہدین کی ہے جو فقط اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑیں۔لیکن میدان جہاد میں قتل ہونے والے تمام مقتولین سے معاملہ شہداء والا کیا جائے گا نہ ان کو غسل دیا جائے گا اور نہ (عام میتوں کی طرح) کفن دیا جائے گا اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی (عند الشوافع مگر عند الاحناف پڑھی جائے گی) بلکہ ان کے زخموں اور خون کے ساتھ دفن کر دیا جائے گا۔نیت وارادہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا (کیونکہ دلوں کے اسرار سے وہی واقف ہے)

۹ : وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ :اِنَّهٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹ : حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے کا سامنا کرتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ آتا ہے۔مگر مقتول کا کیا معاملہ ہے؟ ارشاد فرمایا وہ بھی اپنے مسلمان ساتھی کو قتل کرنے کا حریص تھا۔ (متفق علیہ)

**تخریج:** بخاری، کتاب الفتن، مسلم فی کتاب الفتن۔

**اللُّغَاتُ:** اِلْتَقَی الْمُسْلِمَانِ :ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا ہو۔

**فوائد:** (۱) جو آدمی دل سے معصیت کا پختہ ارادہ کرے اس کو سزا ملے گی اور جو اپنے آپ کو کسی برائی کا عادی بنا لے اور اس کے اسباب کو اختیار کرلے۔وہ بھی سزا کا مستحق ہے۔خواہ معصیت کا ارتکاب کرے یا نہ کرے۔یہ حکم اس وقت ہے جب تک کہ اللہ کی طرف سے معافی نہ ملے۔باقی رہے وہ خیالات جو دل میں پیدا ہوتے ہیں اور ان پر معافی کا ملنا روایات احادیث سے ثابت ہے تو ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ ان خیالات کا صرف گزر دل سے ہوا۔ان کو نہ تو دل نے اپنے اندر جمایا ہو اور نہ ان کا ارادہ کیا ہو۔ (۲) مسلمانوں کو باہمی لڑنے سے باز رہنا چاہئے کیونکہ اس سے ان میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اترتی ہے۔

۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ سُوْقِهٖ وَبَیْتِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلَاةَ ، لَا یَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا

۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آدمی کی جماعت والی نماز، بازار یا گھر میں پڑھی جانے والی نماز سے بیس اور کچھ اوپر درجہ رکھتی ہے اور یہ اس لئے کہ جب کوئی اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر نماز ہی کے ارادہ سے مسجد میں آتا ہے اور اس کو نماز ہی ادھر اٹھا کر لاتی ہے تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے بدلہ میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب وہ مسجد میں داخل

دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِيَ تَحْبِسُهُ ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَقَوْلُهُ ﷺ : "يَنْهَزُهُ هُوَ۔ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّايِ: اَيْ يُخْرِجُهُ وَيُنْهِضُهُ۔

ہوتا ہے تو جب تک اس کو نماز روکے رکھتی ہے وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور نمازی جب تک اپنی نماز والی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں اور اس طرح کہتے ہیں: اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اے اللہ اس کو بخش دے اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما (یہ دعائیں جاری رکھتے ہیں) جب تک کہ کسی کو ایذاء نہ پہنچائے۔ جب تک بے وضو نہ ہو۔

(متفق علیہ)

یہ مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں۔

لفظ يَنْهَزُهُ اَيْ يُخْرِجُهُ : نکالے۔اُٹھالے۔

**تخريج** : رواه البخاري في كتاب الصلوة باب الصلوة في المسجد السوق، وفي كتاب الاذان باب فضل صلاة الجماعة وفي كتاب البيوع و مسلم في كتاب الصلاة ، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة۔

**اَللُّغَاتُ** :اَلْبِضْع : یہ لفظ تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔اَحْسَنَ الْوُضُوْءِ :کامل وضو کیا اور اس کے آداب وسنن کو بجالایا۔ خُطْوَةً : دو قدموں کا درمیانی فاصلہ اور اَلْخَطْوَة ۔ ایک مرتبہ قدم اٹھانا۔دَرَجَةً ۔ مرتبہ و مقام حسی مرتبہ کا بھی احتمال ہے یا معنوی مرتبہ یعنی رتبہ کی بلندی۔حُطَّ : حُطَّ ،مٹانا۔خَطِيْئَةً : گناہ۔فِي الصَّلَاةِ :یعنی اس کے ثواب میں۔اَلْمَلَائِكَةُ :جمع ملک نورانی اجسام ہیں جو مختلف شکلیں ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد حفاظتی فرشتے ہوں۔يُصَلُّوْنَ : دعا کرتے ہیں۔مَالَمْ يُحْدِثْ : جب تک کوئی ایسی چیز نہ پیش آئے۔جس سے وضو ٹوٹتا ہے اور فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

**فوائد**: (۱) بازار میں نماز جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے۔کیونکہ اس میں دل مشغول رہتا ہے اور خشوع حاصل نہیں ہوتا۔(۲) انفرادی طور پر مسجد میں نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنا ۲۵ یا ۲۶ یا ۲۷ درجہ زیادہ ثواب رکھتا ہے۔جیسا کہ بعض روایات میں صراحتًا موجود ہے۔(۳) یہ ثواب تب ملتا ہے جبکہ اخلاص ہو (۴) نماز دیگر اعمال سے افضل ہے، جیسا کہ نمازی کے لئے ملائکہ کی دعا کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔(۵) ملائکہ کے ذمہ ہے کہ وہ ایمان والوں کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جو عرش کو اٹھانے والے اور وہ جو اس کے گرد ہیں۔وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں (غافر) یہ اس وقت تک کیلئے ہے جب تک نمازی وضو کے ساتھ رہے' بے وضو ہو کر مسجد میں ملائکہ کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔

۱۱ : وَعَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

۱۱: حضرت ابو العباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں اور پھر ان کی وضاحت

كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ : فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلىٰ سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلىٰ اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ، وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالىٰ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمائی کہ جو آدمی کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کر نہیں پاتا اللہ تعالیٰ اس کی ایک کامل نیکی لکھ دیتے ہیں اور اگر ارادہ کر کے اس کو کر گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ نیکیاں اس کی لکھ دیتے ہیں اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی ایک کامل نیکی لکھ لیتے ہیں اور اگر ارادہ کر کے اس کو کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک برائی لکھ دیتے ہیں۔

(متفق علیہ)

**تخریج** : رواه مسلم في كتاب الايمان، باب اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم بسيئة لم تكتب۔ رواه البخاري في كتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سيئة والتوحيد

**اللُّغَات** : يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ : یہ حدیث قدسی ہے یہ اس خبر کو کہتے ہیں جو الہام یا خواب یا اور کسی بھی کیفیت وحی سے معلوم ہو اور حضور علیہ السلام اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر فرمائیں۔ اس کا حکم اعجاز، تواتر اور بے وضو چھونے کی حرمت میں وہ نہیں جو کہ قرآن مجید کا ہے۔ کیونکہ وہ قرآن کی خصوصیات ہیں۔ تَعَالىٰ : یعنی وہ اس بات سے پاک ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں۔ كَتَبَ : یعنی کراماً کاتبین کو لکھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ هَمَّ : اس کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا کرنا اس کے ہاں راجح ہوتا ہے۔ عِنْدَهٗ : اس سے قرب، شرف و مرتبہ مراد ہے کیونکہ باری تعالیٰ تو لامکاں ہیں۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی نیکی کا ارادہ رکھتا ہو اس کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کو کیا نہ ہو کیونکہ نیکی کا پختہ ارادہ اس کے کرنے کا ذریعہ ہے اور بھلائی کا سبب بھی بھلائی ہے۔ (۲) جو برائی کا ارادہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اس سے رجوع کر لیتا ہے کوئی اور جذبہ کارفرما نہیں ہوتا تو اس کی ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے کیونکہ برائی کے پختہ ارادہ سے پھر جانا بھی خیر ہے اسی لئے اس کو نیکی کے ساتھ بدلہ دیا گیا۔

اعتراض: برائی کا پختہ ارادہ کرنے سے برائی کیوں نہیں لکھی جاتی ہے۔

جواب: رجوع کا پختہ ارادہ کیونکہ متاخر ہے۔ اس لئے وہ گزشتہ پختہ ارادہ کو منسوخ کرنے والا ثابت ہوگا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾۔

۱۲ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲: حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم سے پہلی اُمتوں کے تین آدمی سفر کر رہے تھے۔ رات گزارنے کے لئے ایک

يَقُوْلُ : اِنْطَلَقَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى آوَاهُمُ الْمَبِيْتُ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ ۔ فَقَالُوْا : اِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ ۔ قَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ : اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَاٰى بِيْ طَلَبُ الشَّجَرِ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُّهُمَا نَائِمَيْنِ ، فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْ مَالًا ، فَلَبِثْتُ ، وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ ۔ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرِقَ الْفَجْرُ ۔ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ ۔ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهُ — قَالَ الْآخَرُ : اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتْ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ : كُنْتُ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَاَرَدْتُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ ، حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ : اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ ،

غار میں داخل ہوئے۔ پہاڑ سے ایک پتھر نے لڑھک کر غار کے منہ کو بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اس پتھر سے ایک ہی صورت میں نجات مل سکتی ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہ پلاتا تھا۔ ایک دن لکڑی کی تلاش میں میں بہت دور نکل گیا جب شام کو واپس لوٹا تو وہ دونوں سو چکے تھے۔ میں نے ان کے لئے دودھ نکالا اور ان کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے ان کو سویا ہوا پایا۔ میں نے ان کو جگانا ناپسند سمجھا اور ان سے پہلے اہل و عیال و خدام کو دودھ دینا بھی پسند نہ کیا۔ میں پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے جاگنے کے انتظار میں طلوعِ فجر تک ٹھہرا رہا۔ حالانکہ بچے میرے قدموں میں بھوک سے بلبلاتے تھے۔ اسی حالت میں فجر طلوع ہوگئی۔ وہ دونوں بیدار ہوئے اور اپنا شام کے حصہ والا دودھ نوش کیا۔ اے اللہ اگر یہ کام میں نے تیری رضا مندی کی خاطر کیا تو تو اس چٹان والی مصیبت سے نجات عنایت فرما۔ چنانچہ چٹان تھوڑی سی اپنی جگہ سے سرک گئی۔ مگر ابھی غار سے نکلنا ممکن نہ تھا۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ میری ایک چچازاد بہن تھی۔ وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب تھی جتنی کسی بھی مرد کو کوئی عورت ہو سکتی ہے۔ میں نے اس سے اپنی نفسانی خواہش پورا کرنے کا اظہار کیا مگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ قحط سالی کا ایک سال پیش آیا جس میں وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اپنے نفس پر مجھے قابو دے گی۔ اس نے آمادگی ظاہر کی اور قابو دیا۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں جب اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا تو اللہ سے ڈر! اور اس مُہر کو ناحق و ناجائز طور پر مت توڑ۔ چنانچہ میں اس فعل سے باز آ گیا حالانکہ مجھے اس سے بہت محبت

فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُهَا : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ ، فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا ۔ وَقَالَ الثَّالِثُ : اَللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ وَذَهَبَ ، فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ فَجَاءَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَدِّ اِلَيَّ اَجْرِيْ فَقُلْتُ : كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ ۔ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ ! فَقُلْتُ : لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ ، فَاَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا : اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بھی تھی اور میں نے وہ سونا اس کو ہبہ کر دیا۔ یا اللہ اگر میں نے یہ کام تیری خالص رضا جوئی کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عنایت فرما جس میں ہم مبتلا ہیں۔ چنانچہ چٹان کچھ اور سرک گئی۔ مگر ابھی تک اس سے نکلنا ممکن نہ تھا۔ تیسرے نے کہا: یا اللہ میں نے کچھ مزدور اُجرت پر لگائے اور ان تمام کو مزدوری دے دی۔ مگر ایک آدمی ان میں سے اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کاروبار میں لگا دی۔ یہاں تک کہ بہت زیادہ مال اس سے جمع ہوگیا۔ ایک عرصہ کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھے عنایت کر دو۔ میں نے کہا تم جتنے سامنے جتنے اونٹ، گائیں، بکریاں، غلام دیکھ رہے ہو یہ تمام کی تمام تیری مزدوری ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے میرا مذاق مت اڑا۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ سارا مال لے گیا اور اس میں سے ذرّہ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ تیری رضامندی کے لئے کیا تو تُو اس مصیبت سے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہمیں نجات عطا فرما۔ پھر کیا تھا وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ باہر نکل آئے۔ (متفق علیہ)

**تخریج**: رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء، باب ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم، حدیث الغار۔ کتاب الاجارہ و مسلم فی کتاب الرقاق، باب قصۃ فی اصحاب الغار الثلاثۃ والتوسل بصالح الاعمال۔

**اَللُّغَاتُ**: نَفَر: یہ اسم جمع ہے۔ مردوں کی ۳ سے ۱۰ تک تعداد پر بولا جاتا ہے۔ اس کا واحد نہیں آتا۔ لَا اَغْبِقُ، غَبُوْق: پچھلے پہر پینا۔ الصَّبُوْح: صبح کا پینا۔ مقصد یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو مقدم نہیں کرتا۔ وَلَا مَالًا: یعنی غلام و خادم۔ فَنَائِیْ: دور گیا۔ النَّائِیْ: دوری کو کہتے ہیں۔ فَلَمْ اُرِحْ: میں واپس نہ لوٹا۔ یُقَال: کہا جاتا ہے محاورۂ عرب میں اَرَحْتُ الْاِبِل: یعنی میں نے اونٹوں کو رات کے وقت باڑے میں لوٹا دیا۔ بِرق: چمکا اور ظاہر ہوا۔ یتضاغون: بھوک سے بلبلاتے تھے۔ الضغاء: عاجزی اور بھوک کی آواز۔ ابتغاء وَجْهِكَ: تیری ذات کی رضامندی چاہنے کے لئے اور وجہ بول کر ذات مراد لینا لغت عرب میں عام ہے۔ ففرج: یہ کھولنے کی دعا ہے کہ آپ کھول دیں۔ فَاَرَدْتُهَا: یہ طلب جماع سے کنایہ ہے۔ اَلَمَّتْ: اتری: سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ: سخت قحط جس میں زمین پر کچھ نہ اُگے۔ قَدَرْتُ عَلَيْهَا: بلا رکاوٹ جماع کی قدرت پالی۔ لَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ: اَلْفُضّ کا لفظ توڑنے اور کھولنے کے لئے آتا ہے۔ خَاتَمَ: یہ شرمگاہ اور بکارت سے کنایہ ہے۔ اِلَّا بِحَقِّهٖ: شرعی نکاح۔ فَثَمَّرْتُ: بہت پھلے پھولے۔

**فوائد:** (۱) کرب ومصیبت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور سارے اعمال سے اللہ کی بارگاہ میں توسل پیش کرنا جائز ہے۔(۲) والدین پر احسان اور ان کی خدمت کی فضیلت اور اولاد وبیوی پر ان کو ترجیح دینا (۳) حرام چیزوں سے دامن کو پاک رکھنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور خاص طور پر جبکہ وہ اللہ ہی کے لئے ہے۔(۴) معاملات میں خوش فعالگی اور ادائے امانت اور عمدہ وعدہ بہترین خصلتیں ہیں۔(۵) سچائی اور اخلاص سے جو آدمی مصائب میں اللہ کی طرف متوجہ ہو۔اس کی دعا قبول ہوتی ہے خاص کر وہ آدمی کہ جس نے پہلے کوئی نیک عمل کیا ہو۔(۶) جو اچھا عمل کرلے اللہ تعالیٰ اس کا عمل ضائع نہیں کرتا۔

## ۲: بَابُ التَّوْبَةِ

قَالَ الْعُلَمَآءُ: اَلتَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ آدَمِيٍّ فَلَهَا ثَلٰثَةُ شُرُوْطٍ: اَحَدُهَا اَنْ يُّقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَالثَّانِيْ اَنْ يَّنْدَمَ عَلٰى فِعْلِهَا، وَالثَّالِثُ اَنْ يَّعْزِمَ اَنْ لَّا يَعُوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا، فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الثَّلٰثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ، وَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِآدَمِيٍّ فَشُرُوْطُهَا اَرْبَعَةٌ هٰذِهِ الثَّلٰثَةُ وَاَنْ يَّبْرَاَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا، فَاِنْ كَانَتْ مَالاً اَوْ نَحْوَهُ رَدَّهُ اِلَيْهِ، وَاِنْ كَانَ حَدَّ قَذْفٍ وَّنَحْوَهُ مَكَّنَهُ مِنْهُ اَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ، وَاِنْ كَانَ غِيْبَةً اسْتَحَلَّهُ مِنْهَا۔ وَيَجِبُ اَنْ يَّتُوْبَ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ، فَاِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ وَبَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِيْ ۔ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ، وَالسُّنَّةِ، وَاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّوْبَةِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور: ۳۱] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ﴾ [ھود: ۳] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى

## باب: توبہ کا بیان

علماء نے فرمایا ہر گناہ سے توبہ فرض ہے۔ پھر اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ کسی بندہ کا حق اس سے متعلق نہیں تو اس سے توبہ کی تین شرائط ہیں: (۱) گناہ کو ترک کرنا' (۲) گناہ پر شرمسار ہونا' (۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔ اگر ان میں سے ایک شرط معدوم ہوگی تو پھر توبہ صحیح نہ ہوگی اور گناہ کا تعلق کسی بندہ کے حق سے ہے۔ تو پھر اس کی چار شرائط ہیں۔ تین مذکورہ بالا اور چوتھی یہ ہے کہ حق والے کے حق سے بری الذمہ ہو۔ اگر وہ حق مال وغیرہ کی قسم سے ہے تو اس کو واپس کرے۔ اگر وہ بندہ کا حق تہمت وغیرہ کی قسم سے ہے تو اس کو اپنے اوپر اختیار دے یا اس سے معافی مانگے اور اگر غیبت وغیرہ ہو تو پھر بھی اس سے معافی مانگے۔ تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر اس نے بعض گناہوں سے توبہ کی تو اہل حق کے نزدیک اس گناہ سے اس کی توبہ تو درست شمار کرلی جائے گی اور باقی گناہ اس کے ذمہ رہیں گے۔ توبہ کے لزوم پر کتاب وسنت اور اجماع اُمت کے بہت سے دلائل ہیں۔ چند ارشاداتِ الٰہی پیش کررہے ہیں: فرمانِ خداوندی ہے: ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔ فرمانِ خداوندی ہے: ''اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو''۔ فرمانِ خداوندی ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو''۔

اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ [التحریم :۸]

حل الآیات : اَلتَّوْبَةُ : لغت میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں البتہ شریعت میں اللہ کے بُعد سے بچ کر اس کے قُرب کی طرف لوٹنا۔ یَقْلَعُ : روکنا اور منقطع ہونا۔ اَهْلِ الْحَقِ : اہل سنت والجماعت۔ اَلتَّوْبَةُ النَّصُوْحِ : مخلصانہ سچی توبہ۔

۱۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے ایک ایک دن میں ستر ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الدعوات ' باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیوم و اللیلة

**اللغات** : استغفر : گناہ سے معافی طلب کر۔ غَفَرَ کا اصل معنی چھپانا آتا ہے۔

**فوائد** : (۱) امت مرحومہ کو توبہ واستغفار پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ معصوم اور بہترین خلائق تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف فرما دی تھیں۔ مگر پھر بھی آپ ﷺ دن میں ستر مرتبہ توبہ واستغفار کرتے۔

۱٤ : وَعَنِ الْاَغَرِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴ : حضرت اغر بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں تم توبہ و استغفار کرو۔ میں دن میں سو سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں''۔ (صحیح مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الذکر ' باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه

**فوائد** : (۱) اس سے پہلی روایت اور اس سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کثرت سے استغفار کرنا اور توبہ میں جلدی کرنا زیادہ مناسب ہے۔ البتہ جن روایات میں تعداد کا تذکرہ ہے۔ اس سے مراد کثرت ہے' تحدید نہیں۔

۱٥ : وَعَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِيْ اَرْضٍ فَلَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ : "اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى

۱۵ : حضرت انس بن مالک انصاریؓ خادمِ رسولؐ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے کہیں اس سے بھی بڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔ جتنا وہ آدمی جس نے بیابان میں اپنے اونٹ کو گم گشتہ ہونے کے بعد پالیا'' (متفق علیہ) صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جبکہ وہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرے کہیں اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنا وہ آدمی کہ جس نے کسی صحرا میں اپنی سواری کو گم کر دیا۔ وہ

رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ ، اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ".

سواری اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جبکہ اس کا کھانا اور پینا اس پر لدا ہوا تھا۔ وہ شخص اس کی تلاش میں مایوس ہو کر ایک درخت کے سایہ کے نیچے آ کر لیٹ گیا۔ اسی دوران وہ سواری اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور وہ اس کی نکیل کو تھام کر انتہائی خوشی میں یوں کہہ اٹھتا ہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ کہ: ''اے اللہ تُو میرا بندہ اور میں تیرا ربّ''۔ گویا خوشی کے جوش میں وہ غلطی کر گیا۔

**تخریج** : رواه البخاري في كتاب الدعوات، باب التوبة و مسلم في كتاب التوبة، باب الحض على التوبة

**اللغات**: لَلّٰه : یہ جوابِ قسم ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے وَاللّٰه لَلّٰه ۔ اَفْرَحُ : بہت خوش ہوتا ہوں۔ فَرِحَ : پسندیدہ چیز۔ تَعْبِيْر : پسندیدہ چیز کو پا لینے سے انسان کے دل کو جو لذت و سرور ملتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کے لئے فرح کا معنی رضامندی ہے۔ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ : گم شدہ اونٹ کی اطلاع پائی اور اس کا آمنا سامنا بلا قصد ہوا۔ اَضَلَّهٗ : اس کو گم کر دیا۔ فَلَاةٍ : بنجر زمین جس میں نباتات اور پانی نہ ہو۔ الرَّاحِلَةُ : سواری خواہ اونٹنی ہو یا اور الْخِطَامِ : درخت کے چھلکے یا بالوں یا السی کی رسّی بنا کر چھلے کے ایک طرف باندھی جائے اور دوسری طرف لوٹا کر پھر اسی حلقہ میں باندھ دی جائے۔ یہاں تک کہ وہ گولائی میں ہو جائے۔ پھر اس کو اونٹ کے گلے میں لٹکا کر مہار کو ناک کے ساتھ دوبارہ ملا دیا جائے۔ ابحطم : ہر جانور کے ناک اور منہ کا اگلا حصہ۔

**فوائد**: (۱) اللہ تعالیٰ کی بندوں پر رحمت و شفقت کتنی زیادہ ہے کہ ان کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اس لئے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (۲) بندوں کو توبہ کی ترغیب دلائی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ہے۔ (۳) نادانستہ ہونے والی غلطی پر مواخذہ نہیں۔ (۴) مطلب کی وضاحت اور مقصد کو ذہن کے قریب تر لانے کے لئے تعلیم کے وقت آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں مثال دینی چاہئے۔ (۵) فائدہ اور مصلحت کے پیشِ نظر تاکید کے لئے قسم کھائی جا سکتی ہے۔

١٦ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶: حضرت ابوموسیٰ عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن میں گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرے اور دن کو اپنا دستِ قدرت پھیلاتے ہیں تاکہ رات کو گناہ کرنے والا دن کو توبہ کرے۔ (یہ معافی کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا) یہاں تک کہ (قربِ قیامت) مغرب سے سورج طلوع ہو''۔ (صحیح مسلم)

**تخریج** :رواه مسلم في كتاب التوبة، باب غيرة الله تعالى .

**اللغات**: يَبْسُطُ يَدَهٗ : اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے مگر اس کی کیفیت اللہ خود جانتے ہیں اور اسی طرح اس کے کھولنے کی کیفیت بھی اسی کو

معلوم ہے۔ بعض اہل علم کے ہاں یہ وسعت ورحمت بندوں کے لئے توبہ کا دروازہ کھولنے سے کنایہ ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ کی رحمت وعفو ہر زمانہ کے لئے عام ہے کوئی مکان وزمان خاص نہیں۔ البتہ بعض مقامات کو دوسروں پر مرتبہ اور بلندی تو حاصل ہوگی۔ (۲) دن رات کی جس گھڑی میں گناہ ہو جائے جلدی توبہ کر لینی چاہئے۔ (۳) توبہ کی قبولیت بھی دائمی ہے جب تک اس کا دروازہ کھلا ہے اور توبہ کا دروازہ اس وقت بند ہوگا جبکہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور یہ قیامت کی عظیم ترین نشانی ہے۔

۱۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی سورج کے مغرب سے نکلنے سے پہلے پہلے توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الذکر و الدعا' باب استحباب الاستغفار

**اللغات** : تاب الله عليه : اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔

**فوائد**: (۱) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے توبہ قبول فرماتے ہیں۔ جب توبہ اپنی تمام شروط کے ساتھ پائی جائے۔ (۲) توبہ کی شرائط میں سے بعض یہ ہیں: (۱) سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے ہو کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں یہ بات آئی ہے۔
﴿يَوْمَ يَاْتِیْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا﴾ یہاں بعض آیات سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔

۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: "قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْ غِرْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۸: حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک عالم نزع اس پر طاری نہ ہو''۔ (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات' باب التوبہ مقبولة قبل الغر غرة

**اللغات** : يُغَرْ غِرْ : یہ غرغرہ سے نکلا ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر پھر نگلے بغیر اس کو منہ میں پھیرنا غرغرہ کہلاتا ہے۔ مراد اس سے روح کا حلق کے نچلے حصہ میں پہنچنا ہے جو کہ بوقت نزع ہوتا ہے۔

**فوائد**: (۱) توبہ کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ مکلف سے اس وقت سے پہلے واقع ہو جبکہ عادتاً زندگی قائم نہیں رہتی جیسا کہ قرآن میں فرمایا: ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ﴾ ''کہ ان لوگوں کی بھی توبہ قبول نہیں جو متواتر برائیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ جب وقت نزع شروع ہوتا ہے تو کہتے ہیں اب ہم توبہ کرتے ہیں''۔

۱۹ : وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ : اَتَيْتُ

۱۹: زِر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں موزوں پر مسح کرنے کے متعلق مسئلہ

صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهٗ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَآءَ بِكَ يَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ: ابْتِغَآءَ الْعِلْمِ فَقَالَ: اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ: اِنَّهٗ قَدْ حَكَّ فِيْ صَدْرِيْ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَآئِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتُ امْرَاً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهٗ يَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفَرًا۔ اَوْ مُسَافِرِيْنَ اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ ' لٰكِنْ مِنْ غَآئِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهٗ يَذْكُرُ فِي الْهَوٰى شَيْئًا؟ قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهٗ جَهْوَرِيٍّ: يَا مُحَمَّدُ ' فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ هَاؤُمْ فَقُلْتُ لَهٗ: وَيْحَكَ اَغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا! فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَغْضُضُ۔ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ: اَلْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَابًا مِّنَ الْمَغْرِبِ مَسِيْرَةُ عَرْضِهٖ اَوْ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ عَرْضِهٖ اَرْبَعِيْنَ اَوْ سَبْعِيْنَ عَامًا قَالَ سُفْيَانُ اَحَدُ الرُّوَاةِ: قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَفْتُوْحًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

پوچھنے کیلئے حضرت صفوان بن عسالؓ کی خدمت میں آیا تو آپؓ نے فرمایا: اے زِر! کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا حصولِ علم کیلئے۔ تو فرمایا: فرشتے طالب علم کی اس طلب پر خوش ہوکر اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پیشاب' پاخانہ کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ میرے دل میں کھٹکتا ہے۔ آپ چونکہ صحابیِ رسولؐ ہیں۔ لہٰذا میں یہ مسئلہ دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ کیا آپ نے اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کو کچھ فرماتے سنا؟ فرمایا: جی ہاں۔ آنحضرتؐ ہمیں حکم فرماتے کہ جب ہم سفر میں ہوتے یا مسافر ہوتے کہ تین دن رات تک اپنے موزوں کو نہ اُتاریں۔ البتہ جنابت کی حالت میں اتار دیں۔ لیکن پیشاب' پاخانہ نیند کی حالت میں نہ اُتاریں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے محبت کے متعلق حضورؐ کو کچھ فرماتے سنا۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہماری موجودگی میں ایک بدو (دیہاتی آدمی) آیا اور بلند آواز سے یا محمد کہہ کر آواز دی۔ آپؐ نے بھی بلند آواز سے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا ادھر آؤ۔ میں نے اس دیہاتی کو کہا افسوس ہے تم پر۔ تم اپنی آواز کو پست کرو کیونکہ تم نبی اکرم ﷺ کے پاس ہو اور اس طرح آواز بلند کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں تو آواز پست نہ کروں گا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا حضرت! اگر کوئی شخص کسی گروہ سے محبت کرتا ہو مگر ابھی ان کے ساتھ نہ ملا ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ آپؐ گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک دروازہ کا ذکر فرمایا جو مغرب کی جانب واقع ہے۔ اس دروازے کی چوڑائی میں ایک سوار چالیس یا ستر سال چلتا رہے۔ حضرت سفیان جو اس روایت کے رواۃ میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ شام کی طرف ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے پیدا فرما کر توبہ کیلئے کھول دیا ہے اور وہ اس وقت تک کھلا رہے گا

وَغَيْرُهٗ وَقَالَ:حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (ترمذی حدیث حسن صحیح)

**تخریج** : رواه الترمذی فی الدعوات ' باب ما جاء فی فضل التوبة والاستغفار وما ذكر من رحمة الله لعباده ورواه النسائی فی كتاب الطهارة ' باب التوقيت فی المسح على الخفين للمسافر وابن ماجه فی كتاب الطهارة والفتن۔

**اللُّغَاتُ**: مَا جَاءَ بِكَ : تجھے کونسی چیز یہاں لائی ۔اِبْتِغَاءِ الْعِلْمِ :علم حاصل کرنے کے لئے۔ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا اپنے پر رکھتے اور بچھاتے ہیں مراد اس سے اعانت اور کام میں آسانی ہے۔ حَكَّ فِيْ صَدْرِيْ : یعنی میرے دل میں کھٹکتی ہے یعنی مجھے شبہ ہے۔ الْغَائِطِ : زمین میں گہری' نیچی جگہ۔ یہاں پاخانہ مراد ہے جو کہ عموماً دور اور نچلے مقامات پر کیا جاتا ہے۔ سَفْراً : جمع سَافِرٌ جیسا صحب جمع صاحب۔ اَوْ کا لفظ یہاں راوی کی طرف سے شک کے طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے سَفْراً کا لفظ کہا یا مُسَافِرِيْنَ کا لفظ کہا۔ خِفَافَنَا :یہ خف کی جمع ہے اس کا معنی موزہ ہے۔ يَاْمُرُنَا : ہمیں حکم دیتے۔ یہاں حکم سے مراد جواز اور اجاحت ہے نہ کہ فرض۔ الْجَنَابَةُ : لغت میں دوری کو کہتے ہیں۔شرعاً یہ جماع وانزال جس سے غسل لازم ہو جائے اس کو کہتے ہیں۔ الْهَوٰى : محبت۔ اَعْرَابِيٌّ :یہ اعراب کا اسم منسوب ہے جنگل کے رہنے والوں کو کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ جمع منسوب ہی لایا جاتا ہے تا کہ دیہات یا شہر کے رہنے والے عربی سے امتیاز رہے۔ الْجَهْوَرِيِّ : بلند اور کرخت آواز۔ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ : یعنی اسی طرح کی بلند آواز سے۔ هَاؤُمُ ۔ لَوْ ۔ وَيْحَكَ : یہ شفقت اور ہمدردی کا کلمہ ہے جو اس آدمی پر بولا جاتا ہے جو کسی ایسی تکلیف میں پڑے جس کا خود مستحق نہ ہو۔ اَغْضُضْ :تم ہلکا کرو۔ لَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ :ان جیسا کامل عمل اس نے نہیں کیا۔ وَفَمَا زَالَ یعنی حضور ﷺ۔ لِلتَّوْبَةِ :قبول توبہ کے لئے۔

**فوائد**: (۱) دین کی جس بات میں مشکل پیش آئے اس کے متعلق اہل علم سے ضرور پوچھ لینا چاہئے۔ (۲) موزوں پر مسح جائز ہے۔ مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات اس کی مدت ہے۔ موزوں کے پہننے کے بعد حدث کے پیش آنے کے بعد سے مسح کا وقت شروع ہوتا ہے۔ مسح کے جائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ موزہ پاک ہو۔ طہارتِ کاملہ کے بعد اس کو پہنا جائے۔ اس سے ٹخنے چھپے ہوئے ہوں۔ ان کے ساتھ پہن کر مسلسل چلا جا سکے اور اپنی ضروریات میں بلا تردد اِدھر اُدھر آ جا سکے۔ فقط حدثِ اصغر میں موزوں کا مسح پاؤں کے دھونے کے قائم مقام ہوگا جیسا کہ حدیث میں غائط اور بول' نوم کے الفاظ موجود ہیں۔ حدثِ اکبر یعنی جنابت وحیض' نفاس میں موزہ دھونے کے قائم مقام نہیں بن سکتا' اس صورت میں پاؤں کو دھونے کے لئے موزوں کا دونوں پاؤں سے اتارنا ضروری ہے۔ (۳) علماء وصلحاء کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہئے۔ (۴) علم کی مجلس میں آواز آہستہ کرنی چاہئے۔ (۵) جاہل کو تعلیم دینی اور عمدہ آداب اور شریعت کے قواعد و اسرار بتانے چاہئیں۔ (۶) حسن اخلاق اور حلم میں حضور علیہ السلام کی ہمیں اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور لوگوں سے ان کی عقل کا لحاظ کر کے بات کرنی چاہئے۔ (۷) صلحاء کی مجالس اور ان کے قرب و محبت میں ہر مسلمان کو نمایاں ہونا چاہئے۔ برے لوگوں کی مجلس سے بچنا اور ان سے گہرے قلبی تعلق سے باز رہنا چاہئے۔ (۸) محبت محب کو محبوب کے طریقہ کی اطاعت و پیروی کی طرف کھینچتی ہے۔ (۹) وعظ ونصیحت میں امید بشارت اور نجات کی نرمی کا دروازہ کھلا رکھنا چاہئے۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت ہے کہ اس نے ہدایت کے اسباب کو آسان کر دیا اور توبہ کے دروازہ کو کھول دیا۔ (۱۱) جس دروازہ کا تذکرہ ہے یہ رحمت سے کنایہ بھی ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ واقعہ میں ایسا دروازہ بھی ہو جس کی حقیقت کا علم اسی کو ہے۔

۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ سِنَانِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَاهِبٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ : اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ : لَا ، فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ، ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ : اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، وَمَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ ، فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ : جَآءَ تَائِبًا مُّقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی ، وَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ : اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ ، فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِیْ صُوْرَةِ اٰدَمِیٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ اَیْ حَكَمًا فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰی اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰی اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحِ فَكَانَ اِلَی الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحِ فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ وَاِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَقَالَ : قِيْسُوْا

۲۰: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے۔ پھر علاقہ کے کسی بڑے عالم کے متعلق دریافت کیا۔ اس کو ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اسکے پاس پہنچا اور کہا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا اسکی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ اس نے اسے قتل کر کے سو کی تعداد مکمل کر دی۔ پھر علاقہ کے بڑے عالم کا پتہ دریافت کیا۔ اس کو ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ اس نے اس سے عرض کیا کہ اس نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ کیا اسکی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اللہ اور اسکے بندے کی توبہ کے درمیان کون رکاوٹ ڈال سکتا ہے؟ تم فلاں علاقہ میں جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ تم بھی انکے ساتھ عبادت میں شامل ہو جاؤ اور اپنے علاقے کی طرف واپس مت جاؤ کیونکہ وہ برا علاقہ ہے چنانچہ وہ چل دیا۔ ابھی وہ آدھے راستے میں پہنچا تھا کہ اسے موت آ گئی۔ اسکے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ دل سے تائب ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے ایک بھی بھلائی کا کام نہیں کیا۔ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں انکے پاس آیا۔ انہوں نے اسے اپنے مابین فیصل مقرر کرلیا۔ اس نے کہا زمین کے دونوں حصوں کی پیمائش کرو۔ دونوں میں سے جس حصہ کے زیادہ قریب ہوگا وہی اس کا حکم ہوگا۔ جب انہوں نے پیمائش کی تو اسے اس زمین کے زیادہ قریب پایا جس طرف کا ارادہ کئے ہوئے تھا چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اسے لے لیا" (متفق علیہ) صحیح کی روایت میں یہ بھی ہے: "وہ نیک بستی کی طرف ایک بالشت زیادہ قریب نکلا تو اللہ نے اسے ان نیکوں کے ساتھ کر دیا" اور بخاری کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ "اللہ نے اس زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور دوسری کو فرمایا تو قریب ہو جا اور فرمایا انکے درمیان پیمائش کرو چنانچہ اسکو (صالحین) کی زمین کے ایک بالشت

مَا بَيْنَهُمَا ۔ فَوَجَدُوْهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ وَفِیْ رِوَايَةٍ :"فَنَاٰى بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا"۔ قریب پایا۔ اس بنا پر اسے بخش دیا گیا'' اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ'' وہ اس زمین کی طرف اپنے سینہ کے ساتھ تھوڑا سا دور ہوا''۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء' باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ' و مسلم فی کتاب التوبۃ ' باب قبول التوبۃ القاتل۔

**اللّغَات:** رَاهِبٌ : جو دنیا کی مشغولیتوں سے الگ تھلگ ہو کر اور دنیا کو چھوڑ کر الگ پناہ گاہ بنانے والا ہو۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والا اور مشقتوں پر اعتماد کر کے اہل دنیا سے الگ ہو جانے والا۔ مَنْ يَّحُوْلُ : استفہام انکاری ہے۔ یعنی کوئی چیز بھی فاصل اور حائل نہیں بن سکتی۔ بَيْنَهٗ : تائب اور توبہ کے درمیان۔ اَرْضِ كَذَا وَكَذَا : طبرانی نے کہا کہ اس بستی کا نام بُصریٰ تھا اور اس بستی میں کافر رہتے تھے۔ نصف الطّريق : یعنی نصف راستہ طے کیا۔ الْاَرْضَيْن : وہ بستی جس سے نکلا اور وہ بستی جس کی طرف چلا گیا۔ اَدْنٰى : قریب تر۔ نَاٰى : بڑی مشقت اور تکلیف سے اٹھا۔ اس موت کے بوجھ کے بالمقابل جو اس کو پہنچا۔

**فوائد:** (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت اندازِ نصیحت اور عمدہ توجیہات اور واقعاتی مثالیں بیان فرمانا۔ (۲) گزشتہ امتوں کے ایسے واقعات بیان کرنا جائز ہے جن کے خلاف حکم اسلام میں موجود نہ ہو۔ (۳) جن نفوس میں خیر اور حق کی استعداد موجود ہو۔ وہ بالآخر استقامت کی راہ پر لوٹ آتے ہیں اگر چہ خواہشات کبھی کبھی ان کو ہدایت کی راہ سے پھسلا دیں۔ (۴) علم قلت عبادت کے باوجود اس کثیر عبادت سے افضل ہے جو جہالت کے ساتھ ہو کیونکہ بعض اوقات جاہل عابد برائی کر گزرتا ہے مگر اس کو نیکی سمجھ رہا ہوتا ہے۔ پس اس طرح وہ خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالتا ہے اور عالم اپنے نور علم سے راہ پاتا ہے۔ اس لئے حق کی توفیق اس کو میسر ہو جاتی ہے پس جہاں وہ اس نور سے خود فائدہ اٹھاتا ہے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ (۵) توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور تائب کی توبہ مقبول ہے۔ خواہ گناہ کتنا ہی بڑا ہو اور غلطیاں کتنی ہی زیادہ ہوں۔ (۶) خیر کی طرف دعوت دینے والا اور نفوس کا معالج بالغ النظر ہونا چاہئے تاکہ وہ نفوس کی اصلاح کے لئے وہ چیز اختیار کر لے جو زیادہ مناسب ہو اور نفوس کو امید کے راستہ پر چلائے اور اُمید کا دروازہ کھولے۔ (۷) عمداً قتل کرنے والے کی توبہ بالاجماع قبول ہے کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ مضمون ثابت ہو رہا ہے کہ اس نے لوگوں کو عمداً قتل کیا تھا۔ اگر چہ یہ احکام ان شرائع کے ہیں جو ہم سے پہلے گزر چکیں۔ مگر ہماری شریعت میں خود اس کی تائیدات موجود ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ کو ﴿لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ (۸) اہل معصیت سے علیحدگی اور قطع تعلق چاہئے جب تک کہ وہ اپنے حال پر قائم رہیں۔ (۹) اہل تقویٰ اور علم و اصلاح والے لوگوں سے تعلق رکھنا چاہئے۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کو بہت پسند فرماتے ہیں اور ملائکہ کے سامنے اس بات کو بطور فخر کے ذکر فرماتے ہیں اور توبہ کرنے والے بندوں کے ہاتھ کو پکڑ کر نجات تک پہنچا دیتے ہیں۔ (۱۱) نیکوں کے ساتھ ملنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور اس راستے میں اگر کوئی مشقت پیش آ بھی جائے تو اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے۔ (۱۲) مقربین کے عمل کی اتباع درحقیقت سچی توبہ کی طرف رغبت کی پختہ دلیل ہے۔ (۱۳) کسی ناپسندیدہ بات کو نقل کرتے ہوئے غائب کا صیغہ استعمال کرنا چاہئے۔ (۱۴) جب اس طرح کی نامناسب بات سے کسی کو مخاطب ہو تو حسن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس مخاطب کی طرف اس کی نسبت

نہ کرے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔ (۱۵) حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ فرشتے مختلف شکلیں بدل سکتے ہیں۔ (اِنَّهٗ قَتَلَ فَهَلْ لَّهٗ ۔ وَمَنْ يَّحُوْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ) (۱۷) انسان کی فضیلت کی طرف واضح اشارہ کردیا گیا کہ فرشتوں کی ہر دو جماعتوں کا فیصل فرشتہ صورت انسانی میں آیا اور ان کا فیصلہ کیا جس کو تسلیم کرلیا گیا۔

۲۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔ قَالَ كَعْبٌ : لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ ، اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ ۔ وَلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ ، وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا ، وَكَانَ مِنْ خَبَرِيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ ، وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ

۲۱: جناب عبداللہ جو اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے راہبر تھے وہ اپنے والد کعب کا واقعہ جو غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کے سلسلہ میں پیش آیا خود ان کی اپنی زبان سے بیان کرتے ہیں۔ کعب کہتے ہیں کہ میں کسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا۔ سوائے غزوۂ تبوک کے۔ البتہ غزوۂ بدر میں میں پیچھے رہا۔ مگر اس غزوہ میں کسی بھی پیچھے رہ جانے والے پر عتاب نازل نہیں ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قریش کے قافلہ کا قصد کر کے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر کسی قول و قرار کے ان کو ان کے دشمنوں کے ساتھ جمع کر دیا۔ بیعت عقبہ ثانیہ کی رات جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام پر عہد و پیمان باندھا تو میں اس میں موجود و حاضر تھا اور مجھے تو بدر کی حاضری سے بڑھ کر وہ حاضری محبوب ہے اگرچہ لوگوں میں تذکرہ و شہرت غزوۂ بدر کی زیادہ ہے۔ میرا واقعہ کچھ اس طرح ہے جبکہ میں غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا۔ میں پہلے کبھی اتنا تنومند اور خوشحال نہ تھا جتنا کہ اس غزوہ کے وقت تھا' جس میں کہ پیچھے رہ گیا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے دو سواریاں کبھی میرے ہاں اکٹھی نہ ہوئی تھیں جبکہ اس غزوہ میں میرے پاس دو سواریاں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے سلسلہ میں توریہ فرماتے۔ مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ فرمایا تو وہ سخت گرمی کا زمانہ تھا اور سفر بھی دور دراز اور بیابانوں کا درپیش تھا اور بہت زیادہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيْرًا ، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ " يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَانَ" قَالَ كَعْبٌ فَقَلَّ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى بِهٖ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيٌ مِّنَ اللّٰهِ ، وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْا لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهٗ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا وَّاَقُوْلُ ۔ فِيْ نَفْسِيْ ۔ اَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِذَا اَرَدْتُّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَّالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ فَيَالَيْتَنِيْ فَعَلْتُ ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِيْ فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي

تعداد والے دشمن کا سامنا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے سامنے وضاحت سے بیان فرما دیا تاکہ وہ اچھی طرح اس غزوہ کے سلسلہ میں تیاری کر لیں۔ اسی طرح آپ نے اس جانب کی بھی وضاحت فرمادی جس کا ارادہ آپؐ رکھتے تھے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثیر تعداد میں تھے اور ان کے ناموں کو محفوظ کرنے والے اوراق اور کتب بھی نہ تھیں۔ مراد رجسٹر ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص لڑائی سے غائب رہنے کا ارادہ بھی کرتا تو وہ یہ گمان کرتا کہ اس کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہے گا۔ جب تک کہ اس کے متعلق اللہ کی طرف سے کوئی وحی نہ اترے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ اس موسم میں فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور سائے پسند آنے لگے تھے اور میرا میلانِ طبعی ان کی طرف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیاری کی۔ میں صبح سویرے تیاری کے لئے آتا مگر بغیر کچھ تیاری کئے واپس لوٹ جاتا اور اپنے دل میں یوں کہتا کہ میں جب چاہوں گا ایسا کرلوں گا۔ کیونکہ مجھے اس پر پورا قابو حاصل ہے۔ سو یہ تاخیر مجھ پر کچھ اسی قدر طاری رہی اور لوگ جہاد کی تیاری میں مسلسل مصروف رہے۔ یہاں تک کہ ایک صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان غزوہ پر روانہ ہو گئے اور میں نے اپنا سامان اب تک بالکل تیار نہ کیا۔ پھر میں صبح سویرے آتا اور بغیر تیاری واپس لوٹ جاتا۔ یہ تاخیر مجھ پر طاری رہی اور مسلمانوں نے جلدی کی اور جہاد کا معاملہ آگے بڑھ گیا۔ میں نے کوچ کا ارادہ بھی کیا تاکہ ان کو جاملوں۔ کاش کہ میں ایسا کر لیتا۔ مگر میں ایسا نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو یہ دیکھ کر غمگین ہوتا کہ میرے سامنے جو نمونہ آتا وہ یا تو نفاق سے تہمت یافتہ ہوتا یا پھر وہ شخص جس کو اللہ کی طرف سے بوجہ ضعف و کمزوری کے معذور قرار دیا جا چکا۔

النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً
اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا فِي النِّفَاقِ اَوْ رَجُلًا مِّمَّنْ
عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ
تَبُوْكَ :فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ :
مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ
سَلِمَةَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ
فِيْ عِطْفَيْهِ ۔ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ :بِئْسَ مَا قُلْتَ! وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا ، فَسَكَتَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ عَلٰى
ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُبِيْضًا يَزُوْلُ بِهِ السَّرَابُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ فَاِذَا هُوَ اَبُوْ خَيْثَمَةَ
الْاَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ
التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ كَعْبٌ :فَلَمَّا
بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوْكَ حَضَرَنِيْ بَثِّيْ
فَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ :بِمَ اَخْرُجُ
مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا وَّاَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ
ذِيْ رَاْيٍ مِّنْ اَهْلِيْ ، فَلَمَّا قِيْلَ اِنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا
زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّيْ لَمْ اَنْجُ
مِنْهُ بِشَيْءٍ اَبَدًا فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَاَصْبَحَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا ،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر میرا تذکرہ فرمایا جبکہ آپ
ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ کہ کعب بن مالک نے کیا
کیا؟ بنی سلمہ قبیلہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس کو اس کی دونوں چادروں اور اپنے دونوں کندھوں کی طرف نگاہ
ڈالنے نے روک دیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے
بہت بری بات کہی۔ قسم بخدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس
میں بھلائی ہی دیکھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار
فرمائی۔ اسی دوران ایک سفید پوش آدمی ریگستان میں دیکھا۔
آپ ﷺ نے فرمایا: ابوخیثمہ ہو؟ تو وہ واقعی ابوخیثمہ انصاری تھے۔
یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے ایک صاع کھجور صدقہ کی تو منافقین نے
ان پر طعنہ زنی کی تھی۔ کعب کہتے ہیں کہ جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں تو مجھ
پر غم چھا گیا اور جھوٹے بہانے ذہن میں لانے لگا اور کہنے لگا کہ کس
طرح کل آپ ﷺ کی ناراضی سے نکلوں۔ اس سلسلہ میں اپنے
اقارب میں سے صاحب الرائے افراد سے (مشورہ میں) مدد طلب
کی۔ جب یہ اطلاع ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچنے والے
ہیں تو میرے دماغ سے تمام جھوٹے بہانے والا خیال نکل گیا۔ میں
نے جان لیا کہ میں ان میں سے کسی چیز سے میں نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ
میں نے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو
تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپ
سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جا
کر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ پھر لوگوں کی ملاقات کے لئے تشریف
فرما ہوتے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو پیچھے رہ جانے والے
قسمیں اٹھا کر معذرتیں پیش کرنے لگے۔ ان کی تعداد اسی سے زیادہ
تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرما
کر ان سے بیعت لے لی اور ان کے لئے استغفار بھی فرما دیا اور ان

وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ
فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا
فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ
وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ، وَكَانُوْا بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا
فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَلَهُمْ
وَ وَكَلَ سَرَآئِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى
جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبُ
ثُمَّ قَالَ : تَعَالٰى، فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى
جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ؟ اَلَمْ
تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ قَالَ قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ
اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنِّيْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ
بِعُذْرٍ، لَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ
عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ
تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ يُسْخِطُكَ
عَلَيَّ وَاِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ
فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا فِيْهِ عُقْبَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ، وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ
قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ
عَنْكَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّم : اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى
يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ ۔ وَسَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ
سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ :وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ
اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِيْ اَنْ لَّا
تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّم بِمَا اعْتَذَرَ بِهِ الْمُخَلَّفُوْنَ، فَقَدْ

کے باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ میں نے حاضر ہو کر
جب سلام عرض کیا تو آپؐ نے ناراضگی بھرا تبسم فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا
آگے آجاؤ! میں آگے بڑھتے بڑھتے آپؐ کے سامنے جا بیٹھا۔ آپؐ
نے فرمایا تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ کیا تم نے اپنی سواری نہ خرید لی تھی؟
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! اگر میں کسی
دنیا دار کے سامنے ہوتا تو کوئی عذر پیش کر کے اس کی ناراضگی سے نکل
سکتا تھا۔ مجھے بات کرنے کا اچھی طرح سلیقہ ہے۔ لیکن واللہ مجھے اس
بات کا یقینی طور پر علم ہے کہ اگر میں نے کوئی جھوٹی بات کہی جس سے
آپؐ مجھ پر راضی ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپؐ کو مجھ پر ناراض
کر دیں گے اور اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی بات کہی
اگرچہ وقتی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ناراض ہوں گے مگر اللہ
تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس پر بہتر انعام کی توقع ہے۔ واللہ! مجھے کوئی
عذر نہ تھا۔ بخدا! میں اتنا صحت مند اور خوش حال پہلے کبھی نہیں رہا جتنا
اس وقت تھا جبکہ میں آپ ﷺ سے پیچھے رہ گیا۔ کعب کہتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے یقیناً سچ کہا ہے۔
جاؤ! یہاں تک کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے۔
خاندان بنی سلمہ کے کچھ لوگ مجھے پیچھے آ کر ملے اور کہنے لگے ہمیں تو
آج تک تمہارا کوئی گناہ معلوم نہیں مگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں کوئی ایسا عذر پیش کرنے سے قاصر رہے۔ جو پیچھے رہ
جانے والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔
تیرے اس گناہ کی معافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
استغفار فرما دینا کافی تھا۔ واللہ وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے
رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں واپس جا کر اپنی بات کی تکذیب کر دینے کا ارادہ کر لیا۔
مگر پھر میں نے ان کو کہا کہ کیا ایسا معاملہ میرے علاوہ اور بھی کسی کے
ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ تمہارے جیسا معاملہ دو

كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَكَ قَالَ :فَوَ اللّٰهِ مَا
زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُّ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَاُكَذِّبَ
نَفْسِيْ ' ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ :هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ مِنْ
اَحَدٍ قَالُوْا :نَعَمْ لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ
مَا قُلْتَ وَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ قَالَ :
قُلْتُ : مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا : مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ
الْعَامِرِيُّ ' وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ ' قَالَ :
فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا
فِيْهِمَا اُسْوَةٌ قَالَ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا
لِيْ۔ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّم عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ
تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ :فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ ' اَوْ قَالَ
تَغَيَّرُوْا لَنَا ۔ حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِي
الْاَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا
عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً۔ فَاَمَّا صَاحِبَايَ
فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ ' وَاَمَّا
اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ
اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ
وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ
وَّاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم
فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ
فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ
السَّلَامِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ
النَّظَرَ ' فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ

اور آدمیوں کو بھی پیش آیا اور انہوں نے بھی وہی کہا جو تم نے کہا اور
ان دونوں کو وہی کہا گیا جو تمہیں کہا گیا۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون
ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ مرارہ بن الربیع العامری اور ہلال بن امیۃ
الواقفی ہیں۔ کعب کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے سامنے ایسے دو نیک
انسانوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان میں میرے
لئے نمونہ تھا چنانچہ ان کا تذکرہ سن کر میں اپنی بات پر پختہ ہوگیا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تین
افراد کے ساتھ گفتگو کرنے سے لوگوں کو منع فرمادیا۔ لوگ ہم سے بدل
گئے یا گریز کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں تو یہ یہ جگہ بھی
ناواقف اور اوپری بن گئی۔ گویا یہ وہ جگہ نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔
اسی حالت میں پچاس راتیں گزر گئیں۔ میرے ساتھی تو تھک ہار کر
گھروں میں بیٹھ رہے اور شب و روز گریہ وزاری میں گزرتا۔ مگر میں
ان تمام میں جوان اور مضبوط تھا۔ میں باہر نکلتا ' نمازوں میں
مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا اور بازاروں میں چکر لگاتا۔ مگر
میرے ساتھ کوئی کلام تک نہ کرتا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوکر آپؐ کو سلام عرض کرتا جبکہ نماز کے بعد آپ
ﷺ اپنی مجلس میں رونق افروز ہوتے میں اپنے دل میں کہتا کہ
دیکھوں کہ آیا آپؐ کے لب مبارک میرے سلام کے جواب میں
حرکت میں آئے یا نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوکر
نماز پڑھتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظریں چرا کر دیکھتا۔ جب میں
اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نگاہ
فرماتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تو آپ صلی
اللہ علیہ وسلم میری طرف سے توجہ ہٹا لیتے۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ
بے رغبتی بہت طویل ہوگئی۔ میں ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ
کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر گیا میں نے ان کو سلام کیا۔ قسم بخدا!
انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے ان کو کہا اے ابوقتادہ

وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ اَعْرَضَ عَنِّیْ، حَتّٰی اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَیَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِیْنَ مَشَیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِیْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّیْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ۔ فَقُلْتُ لَهٗ : یَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَسَکَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ فَسَکَتَ فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُهٗ۔ فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَیْنَایَ وَتَوَلَّیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ ، فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ فِیْ سُوْقِ الْمَدِیْنَةِ اِذَا نَبَطِیٌّ مِّنْ نَبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ یَبِیْعُهٗ بِالْمَدِیْنَةِ یَقُوْلُ :مَنْ یَدُلُّ عَلٰی كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ یُشِیْرُوْنَ لَهٗ اِلَیَّ حَتّٰی جَآءَنِیْ فَدَفَعَ اِلَیَّ کِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ ، وَكُنْتُ كَاتِبًا ، فَقَرَاْتُهٗ فَاِذَا فِیْهِ :اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ یَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْیَعَةٍ ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ حِیْنَ قَرَاْتُهَا : وَهٰذِهٖ اَیْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ فَتَیَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا ، حَتّٰی اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِیْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْیُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم یَاْتِیْنِیْ فَقَالَ :اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ ، فَقُلْتُ : اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ فَقَالَ : لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا وَاَرْسَلَ

میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو میرے متعلق جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے ان کو دوبارہ قسم دے کر پوچھا وہ پھر بھی جواب میں خاموش رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ ان کو قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول اس کو بہتر جانتے ہیں۔ اس پر میری آنکھیں بہہ پڑیں۔ میں انہی قدموں پر دیوار پھاند کر واپس لوٹ آیا۔ اسی دوران جبکہ میں مدینہ کے بازار میں پھر رہا تھا۔ شام کے علاقہ کا ایک نبطی شخص جو مدینہ میں اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے کعب بن مالک کے متعلق کون بتلائے گا؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط میرے حوالہ کیا۔ میں چونکہ لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ میں نے جب اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ اما بعد! ہمیں اطلاع ملی کہ تمہارے آقا نے تم پر زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے مقام میں نہیں رکھا اور نہ ہی ضائع ہونے کے لئے بنایا۔ تم ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم تیرے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ میں نے جب اس کو پڑھا تو کہا یہ ایک اور آزمائش ہے۔ میں نے اس کو لے کر تنور کا قصد کیا اور اس کو آگ کے حوالہ کر دیا۔ اسی حالت پر چالیس دن گزر گئے اور وحی کا سلسلہ میرے بارے میں بند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا تمہیں حکم ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرو۔ میں نے پوچھا کیا میں اس کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا اس سے علیحدگی اختیار کرو اور اس کے قریب مت جاؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ اپنے خاندان والوں کے ہاں چلی جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ فرما دے۔ ہلال بن امیہ کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ انتہائی درجہ بوڑھے ہیں اور ان کا کوئی

اِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ : اَلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَجَآءَ تِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهٗ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَآئِعٌ لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ؟ قَالَ : لَا وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ :اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ مِنْ حَرَكَةٍ اِلٰى شَيْءٍ وَّ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا۔ وَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ :لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِي امْرَاَتِكَ فَقَدْ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ؟ فَقُلْتُ : لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا ذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِذَا اسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ ، فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا ، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَّا قَدْ ضَاقَتْ عَلٰى نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ۔ فَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم النَّاسَ

خادم بھی نہیں کیا آپؐ کو ناپسند ہے اگر میں ان کی خدمت کروں؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ لیکن وہ تمہارے قریب ہرگز نہ جائیں۔ اس نے عرض کیا حضرت ان میں تو کسی چیز کی طرف حرکت کرنے کی سکت بھی نہیں۔ وہ تو اللہ کی قسم! اس وقت سے جب سے یہ معاملہ پیش آیا۔ زاروقطار رورہے ہیں اور اب تک یہی حال ہے۔ میرے بعض قریبی رشتہ داروں نے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے متعلق اجازت طلب کرتے تو مل جاتی جس طرح ہلال بن امیہ کو خدمت کی اجازت مل گئی۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب نہ کروں گا۔ کیا معلوم آپ ﷺ مجھے کیا جواب مرحمت فرمائیں جب میں اجازت مانگوں۔ میں تو جواں سال آدمی ہوں۔ اسی طرح مزید دس راتیں گزر گئیں۔ ہمارے ساتھ گفتگو کی ممانعت سے لے کر اب تک پچاس راتوں کا عرصہ گزر چکا تھا۔ میں نے فجر کی نماز پچاسویں صبح کو اپنے مکان کی چھت پر ادا کی۔ میں اس حال میں بیٹھا ہوا تھا جس کا تذکرہ باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں: ﴿فَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ میری جان بھی مجھ پر تنگ ہوگئی اور زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی۔ میں نے کوہ سلع پر چڑھ کر کسی آواز دینے والے کو بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے کعب بن مالک خوشخبری ہو۔ میں فوراً سجدہ ریز ہوگیا۔ میں نے اسی وقت جان لیا کہ اللہ کی طرف سے کشادگی آ گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا۔ لوگ ہمیں مبارک باد دینے لگے۔ میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے گئے اور میری طرف ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور بنو اسلم قبیلہ کا ایک شخص میرے پاس دوڑ کر آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کی آواز گھوڑے پر سوار ہو کر آنے والے سے جلد پہنچ گئی۔ جب وہ شخص میرے پاس آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی تو میں نے اپنے

بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا ، فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ قِبَلِيْ وَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ ، فَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اَتَاَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِيْ : لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهٗ فَكَانَ كَعْبٌ لَّا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ ۔ قَالَ كَعْبٌ : فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ :اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ فَقُلْتُ : اَمِنْ عِنْدِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ:لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ

کپڑے اُتار کر اس کو خوشخبری کے انعام میں پہنا دیے۔ اللہ کی قسم! اس دن مَیں اُس جوڑے کے علاوہ کسی اور جوڑے کا مالک نہ تھا۔ میں نے کسی دوسرے آدمی سے عاریتاً دو کپڑے پہننے کیلئے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا لوگ جوق در جوق مجھے مل رہے تھے اور میری توبہ پر مبارک باد پیش کر رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ تمہیں مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ چلتے چلتے میں مسجد میں داخل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور قدم بڑھا کر مجھے مبارک پیش کی اور مصافحہ کیا۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے علاوہ نہ اٹھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ، حضرت طلحہ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھنے والے تھے۔ کعب کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے ٹمٹما رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اس مبارک ترین دن کی خوشخبری ہو جو ان تمام ایام میں سب سے بہتر ہے۔ جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ خوشخبری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے۔ روئے انور اس وقت اس طرح چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے اور ہم آپ کی خوشی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے پہچان لیتے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ کا حصہ یہ بھی ہے کہ میں اپنے سارے مال کو اللہ اور اس کے رسول کی خدمت میں بطور صدقہ پیش کر دوں اور اس سے الگ ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے پاس کچھ مال

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم :اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ۔ فَقُلْتُ: اِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ وَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ !اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا اَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَّآ اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ ، فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا بَقِيَ قَالَ :فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ حَتّٰى بَلَغَ :اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ حَتّٰى بَلَغَ :اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ :وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَنْ لَّآ اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا

رکھ لینا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ پھر دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ کی بدولت نجات دی اور بیشک میری توبہ کا یہ بھی حصہ ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔ اللہ کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت سے مجھے معلوم نہیں کہ کسی مسلمان کو اتنے اعلیٰ انعام سے نوازا گیا ہو۔ جتنا بڑا انعام مجھے سچ بولنے کے عوض میں ملا اور اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جان بوجھ کر ایک جھوٹ بھی نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ بقیہ زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے محفوظ فرمائیں گے۔ کعب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور ان مہاجرین وانصار پر رجوع فرمایا جنہوں نے تنگی کے وقت میں آپ کی پیروی واتباع کی''۔ یہ آیت انہوں نے ﴿اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ تک تلاوت فرمائی اور ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ ...... كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ تک تلاوت فرمائی اور ان تینوں پر رجوع فرمایا جن کے معاملہ کو ملتوی کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان پر زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہوگئی۔ اور خود ان کے اپنے نفس بھی ان پر تنگ ہو گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے سوائے اس اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کریں یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو۔ کعب کہتے ہیں کہ جب سے اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت سے نوازا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سب سے بڑا انعام میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا جھوٹ نہیں بولا۔ ورنہ جھوٹ بولنے

حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ قَالَ كَعْبٌ : كُنَّا خُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ بِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَاِرْجَاؤُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَكَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ۔

والوں کی طرح میں بھی ہلاک ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جب وحی نازل فرمائی تو سب سے زیادہ سخت بات جو کسی کو کہی جاتی ہے وہ ان کو فرمائی ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ الایہ کہ عنقریب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے تعرض نہ کرو۔ آپ ان سے اعراض فرمائیں کیونکہ وہ پلید ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ان فاسقوں سے راضی نہ ہوں گے۔ کعب کہتے ہیں ہم تینوں کا معاملہ پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا۔ ان لوگوں سے جنہوں نے قسمیں اٹھائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کو قبول فرمالیا اور ان سے بیعت لے لی اور ان کے لئے استغفار بھی فرما دیا۔ مگر ہمارے معاملے کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فیصلہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ الایۃ اس آیت میں ﴿خُلِّفُوْا﴾ کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔ اس سے ہمارا غزوہ سے پیچھے رہنا مراد نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے معاملہ کو ملتوی کرنا اور پیچھے چھوڑنا مراد ہے۔ ان لوگوں سے جنہوں نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت کر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی معذرت کو قبول فرمالیا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کو روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن سفر کے لئے نکلنا عموماً پسند فرماتے اور ایک روایت کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ آپ سفر سے عموماً چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب المغازی ' باب غزوة تبوك وفی کتاب التفسیر فی سورة براءة باب لقد تاب

الله على النبى و باب و على الثلاثة الذين خلفوا وغيره ورواه مسلم فى كتاب التوبة كعب بن مالك۔

اَللُّغَاتُ : تَبُوْك : جگہ کا نام ہے۔ تَخَلَّفَ : جہاد میں آپ کے ساتھ نہیں گیا۔ بَدْرٍ : مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ کفر و اسلام کا مشہور معرکہ یہیں پیش آیا۔ اس لئے اس غزوہ کا نام بھی اس جگہ کے نام پر رکھا گیا۔ اَلْعِيْرُ : وہ اونٹ جن پر سامان لدا ہوا ہو۔ مَوْعِد : وعدہ۔ اتفاق :لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ : یہ وہ رات جس میں اکابرین انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت ﷺ کے دست حق پرست پر اسلام کی نصرت وحمایت کے لئے بیعت کی۔ یہ بیعت 'بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے معروف ہے۔ تواففنا : ہم نے اس پر بیعت کی اور معاہدہ کیا۔ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بِدْرٍ : مجھے یہ پسند نہیں کہ میں بدر میں تو موجود ہوتا اور بیعت عقبہ ثانیہ میں موجود نہ ہوتا۔ اَذْكَرَ :یعنی فضیلت کے لحاظ سے زیادہ مشہور ہے۔ وَرّٰى :اصل مقصود کو چھپا کر دوسرا ظاہر کرنا۔ توریہ : ایسے کلام کو کہا جاتا ہے جو ذومعنیین ہو۔ سامع اس سے جو مطلب سمجھے متکلم کی وہ مراد نہ ہو۔ مَفَازَةً یا مَفَازاً :بیابان جس میں پانی اور گھاس کچھ بھی نہ ہو۔ ایسا تفاولاً کہا گیا۔ فجلى : مقصد کو بالکل واضح کر دیا گیا۔ لِيَتَأَهَّبُوْا : سفر کی ضروریات تیار کر لیں۔ الاُهْبَة : تیاری۔ بِوَجْهِهِمْ :اپنے اس مقصد کے ساتھ جس کی طرف وہ متوجہ ہیں۔ طَابَتْ : پک جانا۔ اَصْعَرُ :زیادہ مائل ہونا۔ طَفِقْتُ : میں نے بنایا۔ یہ ان افعال میں سے ہے جو اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ ان میں کام کو شروع کرنے کا معنی پایا جاتا ہے اور جب ان کو کسی فعل سے قبل استعمال کیا جائے تو استمرار کا فائدہ بھی دیتے ہیں۔ اَلْجِدُّ :سفر کے معاملات میں کوشش ومحنت۔ جَهَازِيْ : میری ضروریاتِ سفر۔ مَغْمُوْصًا :جس کے دین میں نقص کی وجہ سے طعن ہو۔ بنو سلمه : یہ انصار کا معروف خاندان ہے۔ اَلرَّجُلُ سے مراد عبداللہ بن اُنیس ہیں۔ حبسه برداه والنظر فى عطفيه :حبسه کا معنی نکلنے سے روکا۔ برداه : یہ برد کی تثنیہ ہے اس کا معنی چادر، ازار ہے۔ البرود: دھاری دار یمنی چادریں۔ عطفيه: دونوں اطراف ہیں۔ یہ تکبر اور خود پسندی سے کنایہ ہے۔ مبيضا :سفیدی پہننے والا۔ يزول به السراب:حرکت کرنا ہے۔ اس کو سراب کہتے ہیں۔ لَمَزَهُ :طعن کیا۔ قَافِلًا :لوٹتے ہوئے۔ بَثِّيْ :بث سخت غم کو کہتے ہیں۔ اَظَلَّ قَادِمًا :متوجہ ہوا اور قریب ہوا۔ زَاحَ :زائل ہوا اور چلا گیا۔ اَبَدًا :زمانۂ مستقبل۔ اَجْمَعْتُ : پکا ارادہ کرنا۔ اِبْتَعْتُ : میں نے خریدا۔ ظَهْرَكَ : ایسے اونٹ جن پر سواری کی جاتی ہے۔ تَجِدُ : ناراض ہونا۔ عُقْبَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اللہ تعالیٰ میرے رجوع کی وجہ سے بہتر بدلہ دے گا اور اپنے پیغمبر کو مجھ پر راضی فرمادے گا۔ وَثَارَ :کودا، اٹھا۔ يُؤَنِّبُوْنَنِيْ :بہت زیادہ ملامت کر رہے تھے۔ للعمرى : یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں مسلم کے الفاظ للعامرى ہیں۔ اُسْوَةٌ :نمونہ۔ تَنَكَّرَتْ :تبدیل ہوا۔ فَاسْتَكَانَا : جھکنا۔ اَشَبَّ الْقَوْمِ :یعنی عمر میں تمام سے چھوٹا۔ اَجْلَدَهُمْ :سب سے قوی ومضبوط۔ اَطُوْفُ : دائرے میں گھوم کر چلنا۔ اُسَارِقُهُ النَّظَرَ : میں خفیہ طور پر آپ کو دیکھتا۔ جَفْوَة :اعراض۔ تَسَوَّرْتُ : میں دیوار پر چڑھا۔ حَائِط : باغ۔ اَنْشُدُكَ :تم سے سوال کرتا ہوں۔ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ :میری آنکھوں سے بہت زیادہ آنسو بہے۔ تَوَلَّيْتُ :میں واپس ہوا۔ نَبَطِيٌّ : کسان۔ یہ نام کنوئیں سے پانی نکالنے کی وجہ سے ہوا۔ اَلطَّعَامُ :کھانے کی اشیاء۔ طَفِقَ :شروع ہوا۔ مَلِكُ غَسَّانَ : جبلہ بن الایہم۔ لَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ : اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے گھر میں الگ تھلگ نہیں چھوڑا کہ جس میں آپ کی توہین کی جائے یا اس میں تیرا حق ضائع کیا جائے۔ نُوَاسِكَ : یہ لفظ مواساۃ سے بنا ہے۔ ہم تمہارے دکھ کو ہلکا کریں گے۔ اَلْبَلَاءِ :آزمائش وامتحان

جواللہ کی طرف سے ہو۔ فَتَيَمَّمْتُ :میں نے قصد کیا۔ التَّنُّوْرُ :جس میں روٹی پکائی جاتی ہے۔ فَسَجَرْتُهَا :اس میں ڈال کر جلا دیا۔ اسْتَلْبَثَ :اس نے سستی کی۔ اعْتَزِلْهَا :اس سے جماع اور بوس وکنار نہ کرے گا۔ شَيْخٌ :زیادہ عمر والا جو تیس سے اوپر ہو اور بعض کہتے ہیں جو چالیس سے گزر جائے۔ مَابِهٖ حَرْكَةٌ :جو اس کو حرکت دے۔ یہ اس کی انتہائی تکلیف کی وجہ سے ہے۔ بَعْضُ اَهْلِهٖ :ان بعض سے وہ مراد ہیں جو اس کی خدمت کرتی تھیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ وہ ان میں داخل نہیں جن سے کلام کی ممانعت تھی۔ الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ مِنَّا :یعنی اس ارشاد میں ہماری حالت ذکر فرمائی۔ ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ﴾ الایہ :بِمَا رَحُبَتْ :وسعت کے باوجود۔ صَارِخٌ :زور سے آواز دینے والے ابوبکر صدیق تھے۔ رَجُلٌ :یہ زبیر بن العوام تھے۔ سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ :یہ حمزہ بن عمر اسلمی تھے۔ اَوْفٰى :بلند ہوا اور اوپر چڑھا۔ سَلْعٍ :یہ مدینہ شریف کا پہاڑ ہے۔ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا :یعنی میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ فَاٰذَنَ :پس بتلایا۔ قِبَلَ صَاحِبَيَّ :ان دونوں کی جانب۔ اَتَاَمَّمُ :میں قصد کرتا ہوں۔ يَبْرُقُ :چمک رہا تھا۔ یہ خوشی سے کنایہ ہے۔ اسْتَنَارَ : خوب روشن ہو گیا۔ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ :یعنی توبہ کی توفیق دینے اور اس کو قبول کرنے کے شکریہ میں۔ اَنْخَلِعَ :میں نکل جاؤں۔ الگ ہو جاؤں۔ مراد اس سے صدقہ ہے۔ سَهْمِيَ :میرا حصہ اور بقیہ۔ اَبْلَاهُ اللّٰهُ :اس پر انعام فرمایا۔ قَالَ :یعنی حضرت کعب اس آیت کی وضاحت کرتے ہیں جن میں ان کی اور ان کے ساتھیوں کی توبہ کی قبولیت مذکور ہے۔ وہ سورۂ توبہ کی آیات ۱۱۷ اور ۱۱۹ ہیں۔ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ﴾ :یعنی ان پر ہمیشہ رجوع فرمایا اور ان کو قبول کیا۔ ﴿سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ :تنگی کا وقت۔ یہ غزوۂ تبوک کی حالت ہے۔ اس وقت گرمی سخت اور پھل پکے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک طرف تو سفر خرچ اور سواریوں کی کمی اور دوسری طرف سفر کی مسافت نہایت طویل۔ اِرْجَاءٌ :مؤخر کیا۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کا طرز عمل سچائی، خلوص اور کوتاہیوں کے اعتراف پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ منافقین کی طرح جھوٹے عذر پیش نہیں کرتا۔ (۲) آنحضرت ﷺ نے اس طرح فوجی میدان کا پُرحکمت نقشہ کھینچا کہ جس طرح چھوٹے دستے کی نگرانی کی جاتی ہے اور اپنے لشکر کو جھوٹی امیدوں میں مبتلا نہ کیا بلکہ حقیقت واقعہ ان کے سامنے رکھی تاکہ اپنا بوجھ اپنی ہمت کے مطابق اپنے اپنے کندھوں پر رکھیں۔ (۳) مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پوری رضا و رغبت سے جاتا ہے کسی قسم کا تردد اس کے دل میں نہیں ہوتا۔ (۴) نیکی کے کاموں میں جلدی سے تیار ہو جانا چاہئے۔ کسی قسم کی تاخیر اور تردد سے کام نہ لینا چاہئے۔ (۵) مسلمان کو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جانے پر قلق ہوتا ہے اور اس کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ منافقین اور تاخیر کرنے والوں میں نہ ہو۔ (۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ سے صاف اور سچی بات کہتے خواہ وہ سچی بات ان کے اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہوتی۔ (۷) کسی بھی انسان سے اس کے ظاہر پر معاملہ کرنا چاہئے۔ باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے۔ (۸) منافق آدمی جھوٹے اعذار اور تزئین باطل کے باوجود باز پرس سے بچ نہیں سکتا۔ (۹) اہل صلاح و تقویٰ کی اتباع و پیروی کرنی چاہئے اور اخلاق و اعمال میں ان کی مشابہت اختیار کرنی چاہئے۔ (۱۰) اہل نفاق، فساق و فجار سے تعداد میں اضافہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کو حالات کے حوالہ کر دیا جائے۔ تاکہ وہ خود ذلیل و رسواء ہو جائیں۔ (۱۱) گناہ کرنے والے سے میل جول اور سلام و کلام نہ کیا جائے۔ تاکہ وہ گناہ کی ذلت محسوس کر کے توبہ کی طرف لوٹ آئے اور گناہ سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کش ہو جائے۔ (۱۲) مؤمن جلد بازی سے اگر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اس کو دکھ ہوتا ہے اور وہ اپنے کئے پر روتا ہے۔

(۱۳) نافرمانوں کو چھوڑنے اور ان سے علیحدگی اختیار کرنے میں شدت اس لئے اختیار کی گئی تا کہ ان کو اچھی طرح تنبیہ ہو جائے۔ (۱۴) رحمت کے مقامات پر رحمت طلب کرنا اور خوب مغفرت مانگنا اور بہت زیادہ توبہ کرنا مستحب ہے۔ (۱۵) گناہگار کو چاہئے کہ وہ صاحب حق کے سامنے نرمی اور محبت سے معذرت پیش کرے۔ (۱۶) آنحضرت ﷺ کے عمدہ اخلاق اور صحابہ کرام پر آپ ﷺ کی شفقت و محبت ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ان کی خوشی پر آپ ﷺ کو خوشی اور ان کی بھلائی پر آپ ﷺ کو انتہائی فرحت ملتی تھی۔ (۱۷) مؤمن کی آزمائش دین و دنیا ہر دو کے سلسلہ میں ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ کئے گئے وعدہ پر قائم رہتا ہے۔ (۱۸) مؤمن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے۔ (۱۹) جس سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جس سے اس کے نفاق یا کفر کا گمان گزرے تو اس کی بیوی کو اپنے پر قابو نہ دینا چاہئے۔ (۲۰) اچھی بات پر مبارکباد دینا مستحب ہے اور خوشخبری کا پیغام لانے والے کو انعام دینا بھی مستحب ہے۔ خوشی اور سرور کے مقامات پر پیغام خوشی میں پہل کرنا بھی مستحب ہے۔ (۲۱) تمام مال کو صدقہ کر دینا مکروہ ہے تا کہ فقر و احتیاج اور لوگوں سے سوال کی نوبت نہ آئے۔ (۲۲) سچائی انسان کی دنیا اور آخرت میں نجات کے لئے مؤثر ہے۔ (۲۳) تائبین اور گناہگاروں کے گناہوں کی معافی اور قبولیت توبہ اور اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی رحمت پر ان کو شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ (۲۴) وعدہ ہمیشہ پورا کرنا اور گناہ کے بعد اطاعت اختیار کرنا مؤمن کا طریقہ ہے۔ (۲۵) مؤمن توبہ اور حق و صدق کی توفیق ملنے پر خوش ہوتا ہے۔ حدیث کے فوائد بہت ہیں ہم نے صرف اہم اور باب توبہ سے مناسبت رکھنے والے فوائد کو یہاں ذکر کیا ہے۔

۲۲ : وَعَنْ اَبِیْ نُجَیْدٍ "بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِ الْجِیْمِ" عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَیْنَةَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَّهَا فَقَالَ : اَحْسِنْ اِلَیْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِیْ فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُدَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ : تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ : لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَوَ سِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ مِنْ

۲۲ : حضرت ابو نجید عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں۔ اس کو مجھ پر قائم فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اس کے وارث کو بلایا اور اس کو فرمایا کہ اسے اپنے ہاں اچھے طریقے سے رکھو! جب بچہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم فرمایا کہ اس کے کپڑوں کو اس کے جسم پر باندھ دو اور اس کو رجم کر دو۔ چنانچہ وہ رجم کر دی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا۔ اس نے زنا کیا ہے؟ کیا پھر بھی آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو اُن کی

اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بخشش کے لئے کفایت کر جائے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ اللہ کی خاطر اس نے اپنی جان قربان کر دی۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحدود ' باب من اعترف علی نفسه بالزنی۔

**اللغات:** **امْرَاَۃ من جُھَیْنَۃَ** : اس کا نام خولہ بنت خویلد ہے۔ امام مسلم کے نزدیک یہ عورت جہینہ کی شاخ غامد سے تعلق رکھتی تھی۔ **اَصَبْتُ حَدًّا** : یعنی میں نے ایسا فعل کیا ہے جس کی سزا حد ہے۔ **فَشُدَّتْ** : ستر کی خاطر اس کے کپڑوں کو اس کے جسم پر باندھ دیا گیا۔ **فَقَالَ لَهُ عُمَرُ** : حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکمت پر روشنی ڈلوانے کی خاطر اور حکمت کی وضاحت کے لئے یہ کہا نہ کہ انکار کے طور پر۔ **سَبْعِيْنَ** : یعنی ستر ایسے گناہگار۔ **لَوَسِعَتْهُمْ** : ان کے گناہوں کی معافی کے لئے کافی ہو جائے گی۔ **اَفْضَلَ** : سب سے بڑھ کر۔ **جَادَتْ بِنَفْسِهَا** : اللہ کی رضامندی کے لئے پیش کیا۔

**فوائد:** (۱) مؤمن کی عادت یہ ہے کہ جب اس سے گناہ ہو جاتا ہے تو اس کو دکھ ہوتا ہے اور شرمندگی بھی۔ چنانچہ وہ اس گناہ سے پاک ہونے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے۔ خواہ اس میں اس کی موت و ہلاکت ہی کیوں نہ ہو۔ تاکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں۔ (۲) دنیوی سزا جب بچی تو بہ و ندامت کے ساتھ ہوگی تو گناہ کا مکمل طور پر کفارہ بن جائے گی۔ (۳) حاملہ پر وضع حمل سے قبل حد قائم نہیں کی جائے گی پھر اگر حد کوڑے ہوں تو نفاس کی مدت کے تمام ہونے کے بعد قائم کی جائے گی اور اگر سنگساری ہو تو بچے کے اس سے بے نیاز ہونے پر قائم ہوگی۔ خواہ بے نیازی کسی دوسری عورت کے دودھ کی ذمہ داری اٹھا لینے کی وجہ سے ہو یا بطریق دیگر۔

۲۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ ' وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳ : حضرت عبد اللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی اور توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ (متفق علیہ)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الرقاق ' باب ما یتقی من فتنة المال وقول الله تعالی انما اموالکم واولادکم فتنة۔ ومسلم فی کتاب الزکاۃ ' باب لو ان لابن آدم وادیین لا تبغی ثالث۔

**اللغات:** **وَادِيًا** : وادی بھر کر۔ **مَنْ يَّمْلَاَ جَوْفَهُ اِلَّا التُّرَابُ** : یعنی حرص اس کی موت تک رہتی ہے۔ یہاں تک کہ قبر کی مٹی اس کے پیٹ کو بھر دیتی ہے۔

**فوائد:** (۱) انسان مال کو جمع کرنے اور دنیا کے سامان پر کس قدر حریص ہے۔ اس حرص سے اگر اطاعت الٰہی میں فرق پڑے اور دل آخرت کی بہ نسبت دنیا میں زیادہ مشغول ہو تو قابل مذمت ہے۔ (۲) جو آدمی بری عادت سے توبہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔

٢٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : يَضْحَكُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اِلٰی رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ فَيُسْتَشْهَدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنسیں گے (یہ ہنسنا جیسا اس کی ذات کے لائق ہے) کہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور جنت میں جاتے ہیں۔ ایک اللہ کی راہ میں لڑتا ہے اور قتل کیا جاتا ہے پھر قاتل پر اللہ رجوع فرماتے ہیں وہ مسلمان ہو کر شہید ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الجهاد ' باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد بعد و یقتل و مسلم فی کتاب الامارة ' باب بیان الرجلین یقتل احدهما الآخر یدخلان الجنة

**اللغات** : يَضْحَكُ : ضَحِكَ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات کو خود معلوم ہے۔ بعض نے تاویلاً کہا ہے کہ ضحک سے مراد اللہ تعالیٰ کا ان کے اس فعل سے راضی ہونا اور ثواب دینا مراد ہے۔

**فوائد** : (۱) توبہ ضروری ہے اور ناامیدی ممنوع ہے خواہ کتنا بڑا گناہ کیوں نہ ہو۔ (۲) اسلام زمانہ کفر کے تمام جرائم و گناہوں کو محو کر دیتا ہے اور توبہ اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے (البتہ حقوق العباد اس سے مستثنیٰ ہیں)

## ۳ : بَابُ الصَّبْرِ

## باب: صبر کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا﴾ [آل عمران: ٢٠٠] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة: ١٥٣] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّمَا يُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ١٠] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوری: ٤٣] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة: ١٥٣] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو! صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور ضرور بضرور ہم تم کو آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے رہے ہیں''۔ (البقرہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلا حساب دیا جائے گا''۔ (الزمر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا۔ بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوریٰ)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں''۔ (البقرہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ضرور بضرور ہم تم کو آزمائیں گے۔ حتیٰ

وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالصَّبْرِ وَبَيَانِ فَضْلِهٖ كَثِيْرَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ۔

کہ ہم ظاہر کر دیں تم میں سے مجاہدین کو اور صبر کرنے والوں کو''۔ (محمد) آیات صبر کے حکم اور فضیلت میں بہت کثرت سے معروف ہیں۔

حل الآیات :اصْبِرُوْا : طاعات ومصائب پر صبر کرو اور گناہوں سے صبر کا مطلب گناہوں سے رکنا ہے۔امام راغب مفردات میں فرماتے ہیں عقل یا شرع جس چیز کا تقاضا کریں اس پر جمے رہنا اور عقل وشرع جس چیز کا تقاضا نہ کریں اس سے دور رہنا صبر ہے۔صَابِرُوْا :کفار پر صبر میں غالب آؤ۔وہ تم سے زیادہ صبر کرنے والے نہ ہوں۔رَابِطُوْا : جہاد پر قائم رہو۔رَابِطٌ :مرابطة دشمن کی سرحد پر پہرہ دینا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ : نماز کو تمام اعمال میں مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے ذکر کیا۔آنحضرت ﷺ کو جب بھی کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ نماز کی طرف رجوع فرماتے۔لَنَبْلُوَنَّكُمْ :قسم بخدا ہم ضرور جہاد کا حکم دے کر تمہیں آزمائیں گے۔تاکہ مطیع اور عاصی معلوم ہو جائیں۔

٢٥ : وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ ' وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ ۔ اَوْ تَمْلَاُ ۔ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ' وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ ' وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ ' وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ ' وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْعَلَيْكَ - كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٢٥ :حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی اور طہارت ایمان کا حصہ ہے اور الحمد للہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتے ہیں۔ تَمْلَاٰنِ کا لفظ فرمایا یا تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے لفظ فرمائے (آسمان و زمین کے مابین خلا کو بھر دیتے ہیں) نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں حجت ہے یا تمہارے خلاف۔ ہر شخص صبح سویرے اپنے نفس کو بیچنے والا ہے اور پھر اس کو آزاد کرنے والا یا ہلاک کرنے والا ہے۔(رواہ مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی باب الطھارۃ' باب فضل الطھور

اللغات : اَلطَّهُوْرُ : پاکیزگی حاصل کرنا۔ اَلطُّهُوْرُ :طہارت و پاکیزگی یہ لفظ طہارت سے نکلا ہے۔لغت میں حسی یا معنوی صفائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔شرع میں اس فعل کو کہتے ہیں جس پر ثواب و جزا و جواز مرتب ہو۔ شَطْرُ الْاِيْمَانِ :نصف ایمان یعنی اس کے اجر کا اضافہ ایمان کے نصف تک بڑھتا جاتا ہے اور ایمان سے مراد حقیقت ایمان ہے۔امام نووی نے یہاں ایمان سے صلاۃ مراد لی ہے اور نماز طہارت کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔اس لئے وہ ایمان کے نصف کی طرح بن گئی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ :اللہ تعالیٰ کا عیب و نقائص سے پاک ہونا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ :اپنے اختیار سے اللہ کی تعریف کرنا اور اس پر یقین کرنا۔ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ :میزان وہ آلہ جس سے چیزوں کی مقدار معلوم کی جائے۔یہ میزان مختلف اشیاء کے لئے مختلف ہیں مثلاً جسم' کثافت' قوت وغیرہ کے لئے مختلف ہیں۔بعض علماء نے فرمایا کہ آخرت میں حقیقتاً ایک میزان ہوگا جس سے اعمال تولے جائیں گے خواہ اعمال کو جسم دیا جائے یا ان کے صحائف کا

وزن ہو۔ گناہوں پر وہ میزان ہلکا ہو جائے گا اور نیکیوں پر بوجھل ہو جائے گا۔ نماز نور ہے یعنی نماز نمازی کے لئے دنیا میں حق کا راستہ روشن کرتی ہے اور قیامت میں پل صراط کے راستہ کو گزرتے وقت روشن کرے گی۔ مسند احمد میں ابن عمر سے روایت ہے کہ جس نے نماز کی حفاظت کی اس کے لئے نماز نور اور نجات کا باعث ہوگی اور جس نے حفاظت نہ کی تو اس کے لئے نہ نور' نہ برہان اور نہ ہی نجات کا باعث ہوگی اور اس کا حشر قارون' فرعون' ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ **اَلصَّدَقَةُ** :صدقہ برہان ہے یعنی ادا کرنے والے کے ایمان کی دلیل ہے۔ **اَلصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ** :ضیاء تیز روشنی کو کہتے ہیں۔صبر سے اندھیرے اور مصائب کھل جائیں گے۔ اگر اس کے حکم کی اطاعت کی اور مناہی سے اپنے آپ کو روکا۔**وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ** :اگر اس کے اوامر نواہی کا لحاظ نہ کیا جائے۔ بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے تو قرآن پڑھا کرو۔ یہ پڑھنے والے کے لئے سفارشی ہوگا۔**فَمُعْتِقُهَا** :عذاب سے اس کو چھڑانے والا ہے۔**يَامُوْبِقُهَا** : گناہوں کے ارتکاب اور دین سے دوری اور محرومی کے ذریعہ اس کو ہلاک کرنے والا ہے۔

**فوائد:** (۱) اسلام میں وضو کا مقام بہت بڑا ہے کہ وہ صحت نماز کے لئے شرط ہے۔(۲) اس ارشاد میں ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔(۳) نفلی نماز کی کثرت پر آمادہ کیا گیا۔ کیونکہ نماز مؤمن کے لئے زندگی میں سلامتی کے راستہ کو روشن کرتی ہے اور اس لئے بھی کثرت کا حکم دیا یہ برائی اور بے حیائی سے روکنے والی ہے اور سیدھے راستے کی راہنما اور ہلاک کن مقامات سے بچانے والی ہے۔ (۴) کثرتِ صدقہ کا حکم دیا گیا۔ یہ صدقہ مؤمن کے صدق و اخلاص کی علامت ہے۔(۵) صبر کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔(۶) قرآن مجید تمام شرعی احکامات کا اصل الاصول اور اختلافی جھگڑے کے وقت یہی مرجع اور مسلمان کا دستور العمل ہے۔(۷) ہر انسان کو صبح سویرے عمل کرنے چاہئے تا کہ اس کا نفس سستی سے دن کے اوقات میں اس کو ترک نہ کردے۔(۸) مسلمان اپنی عمر کو اطاعت الٰہی میں خرچ کر کے اس سے زائد سے زائد فائدہ حاصل کرتا ہے۔

۲۶ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ سِنَانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ، ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ ، حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَیْءٍ بِيَدِهٖ :"مَا يَكُنْ مِّنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ. وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۶: حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار کے بعض لوگوں نے آپ سے کچھ سوال کیا۔ آپ نے ان کو دے دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ آپ نے پھر ان کو دے دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہوگیا اور ہر چیز جو آپ کے ہاتھ میں تھی وہ خرچ ہوگئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس کو میں تم سے ہرگز جمع کر کے نہیں رکھتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے بچا لیتے ہیں اور جو بے نیازی طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز کر دیتے ہیں جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطا کرتے ہیں اور صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر عطیہ کسی کو نہیں دیا گیا''۔ (متفق علیہ)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الزکاۃ ' باب الاستعفاف عن المسئلہ و مسلم فی الزکاۃ ' باب فضل التعفف و الصبر

اَللُّغَاتُ: فَلَنْ اَدَّخِرَهُ : میں تم سے اعراض کر کے اوروں کے لئے اس کو ذخیرہ نہ بناؤں گا یا میں اس کو نہ چھپاؤں گا کہ تمہیں اس سے روک دوں۔ مَنْ يَّسْتَعْفِفْ : جو لوگوں سے سوال کرنے سے اپنے آپ کو بچائے اور اس کی طرف جھانکنے سے اپنے آپ کو محفوظ محفوظ رکھے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ يُعِفَّهُ اللّٰهُ : اللہ تعالیٰ اس کو پاک دامنی عنایت فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ قناعت والا اور پاک دامن بن جائے گا۔ کتاب نہایہ میں ہے کہ استعفاف صبر اور کسی چیز سے بچنے کو کہتے ہیں۔ يُغْنِهِ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی بنا دیتے ہیں اور اس کے لئے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ :صبر وسیع تر شے ہے کہ اس سے معارف' مشاہد اور مقاصد وسیع ہوتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) آنحضرت ﷺ کی سخاوت اور وہ مکارمِ اخلاق جو آپ ﷺ کی فطرت میں ڈالے گئے۔ (۲) مالداری کثرتِ اشیاء سے نہیں بلکہ اصل مالداری دل کی ہے۔ (۳) قناعت اور سوال سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۴) صبر سے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ صفات میسر آتی ہیں۔

۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ يَحْيٰی صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ۔ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ۔ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ ' وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۷ : ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ مؤمن کا سارا معاملہ ہی عجیب ہے کہ اس کے تمام کام اس کے لئے خیر ہیں۔ مؤمن کے سوا اور کسی کو یہ چیز حاصل نہیں۔ اگر اس کو خوشحالی میسر آتی ہے تو شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اس کو تنگ دستی آ جائے تو صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے''۔ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی كتاب الزهد ' باب المؤمن امره كله خير

اَللُّغَاتُ: عَجَبًا : یہ مفعول مطلق ہے۔ ابن آدم کسی شے سے اس وقت تعجب کرتا ہے جب وہ چیز اس کے ہاں عظیم معلوم ہو اور اس کا سبب مخفی ہو۔ جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ : اس سے مراد کامل مؤمن ہے اور کامل مؤمن وہ ہے جو اللہ کی پہچان رکھتا ہو اور اس کے حکموں پر راضی اور اس کے وعدوں کی تصدیق پر عمل پیرا ہو۔ اَلسَّرَّآءُ : جو خوشی اس کو حاصل ہو۔ اَلضَّرَّآءُ :جس چیز سے بدنی نقصان پہنچے یا وہ نقصان جو اس کے متعلقین' اہل وعیال اور مال کو پہنچے۔

**فوائد:** مسلمان کی زندگی میں پیش آنے والی خوشی اور غمی ہر ایک اس کے حق میں خیر اور اللہ کے ہاں اجر کا باعث ہے۔ (۲) کامل مؤمن خوشی میں اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی پاتا ہے۔ باقی ناقص الایمان' وہ مصیبت میں اکتاہٹ ظاہر کرتا ہے جس سے اس کے ذمہ مصیبت کا حصہ اور ناراضگی کا بوجھ دونوں پڑ جاتے ہیں۔ اسے نعمت کی قدر نہیں اس لئے وہ اس کے حق کی ادائیگی نہیں کرتا اور نہ ہی شکریہ ادا کرتا ہے۔ اسی لئے نعمت اس کے حق میں سزا بن جاتی ہے۔

۲۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ

۲۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت

النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : وَاكَرْبَ اَبَتَاهُ فَقَالَ : لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ : يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ ' يَا اَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابُ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوگئی اور بے چینی نے ڈھانپ لیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اُف ابا جان کی بے چینی! آپؐ نے فرمایا: آج کے دن کے بعد تمہارے باپ پر بے چینی نہ ہوگی۔ جب آپؐ نے وفات پائی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آہ! میرے ابا جان جنہوں نے اپنے ربّ کے بلاوے کو قبول کرلیا۔ اے میرے ابا! جنت الفردوس جن کا ٹھکانہ ہے۔ اے میرے ابا! جن کی موت کی اطلاع ہم جبریل کو دیتے ہیں۔ جب آپؐ دفن کردیے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمہارے دِلوں نے یہ بات گوارا کرلی کہ تم رسول اللہؐ کے جسم مبارک پر مٹی ڈالو۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی آخر المغازی ' باب مرض النبی ﷺ.

**اللُّغَاتُ:** ثَقُلَ : بیماری کی زیادتی کی وجہ سے بوجھل ہونا۔ اَلْكَرْبُ : سکرات موت کی سختی باوجود درجہ کی بلندی اور مرتبہ عالیہ کے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ آزمائش انبیاء علیہم السلام پر سب سے بڑھ کر آتی ہے۔ اَلْفِرْدَوْسِ : اس باغ کو کہا جاتا ہے جس میں درخت و پھول دونوں جمع ہوں۔ جِبْرِيْل : وہ عظیم الشان فرشتہ جو اللہ کی طرف سے وحی لانے پر مقرر ہے۔ نَنْعَاهُ : ہم آپ کی موت کی خبر اس کو دیتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) میت کے لئے دکھ کا اظہار بوقت حضور موت درست ہے۔ (۲) موت کے بعد میت کے صفات کا تذکرہ درست و جائز ہے۔ (۳) موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں پر آپ ﷺ کا بے مثال صبر اور کامل ضبط۔

۲۹ : وَعَنْ اَبِيْ زَيْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِبِّهِ وَابْنِ حِبِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا ۔ فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ : اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ؟ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا' فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ' وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ' وَزَيْدُ بْنُ

۲۹: حضرت ابوزید اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما' یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور آپؐ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے ہیں' روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک بیٹی نے آپؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ان کا بیٹا قریب المرگ ہے۔ آپؐ تشریف لائیں۔ آپؐ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ ...... اللہ کے لئے ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور ہر چیز کی ایک مقدار مقرر ہے' تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو! بیٹی نے پھر پیغام بھیجا۔ وہ آپؐ کو قسم دے کر کہہ رہی تھیں کہ آپؐ ضرور تشریف لائیں۔ آپؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی

ثَابِتٍ ' وَرِجَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ' فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ فَاَقْعَدَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ ' فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ ' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ : هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ :فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَمَعْنٰى "تَقَعْقَعُ" تَتَحَرَّكُ وَتَضْطَرِبُ۔

بن کعب اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین کچھ اور آدمی بھی تھے۔ بچے کو آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس کو اپنی گود میں بٹھایا اور بچہ اس وقت اضطراب و بے چینی میں تھا۔ چنانچہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد بن عبادہؓ نے عرض کی یارسول اللہ یہ آنسو کیسے؟ آپؐ نے فرمایا یہ رحمت (کے آنسو ہیں) اس رحمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دیا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اپنے بندوں کے دلوں میں سے جس میں چاہا رکھ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں رحم کرنے والوں پر رحمت فرماتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تَقَعْقَعَ :مضطرب اور بے چین ہونا اور ایک معنی میں حرکت کرنا کے بھی ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجنائز ' باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببکاء واھلہ علیہ ۔ وفی المرضی والایمان وغیرھا من الابواب ومسلم فی الجنائز ' باب البکاء علی المیت

**اللغات** : بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ : یہ زینب ہیں جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔اِنَّ اِبْنِيْ :اس سے زینب کا بیٹا علی بن ابی العاص مراد ہے۔بعض نے کہا اس سے عبداللہ بن عثمان یا محسن بن علی مراد ہے۔مسند احمد میں مذکور ہے کہ پیغام بھیجنے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں اور بچے سے مراد ان کی بیٹی امامہ بنت ابی العاص ہیں۔حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ مراد لینا زیادہ اقرب واحسن ہے۔ اُحْتُضِرَ :موت کے مقدمات پیش آئے۔فَاشْهَدْنَا : ہم حاضر ہوئے۔بِاَجَلٍ مُّسَمًّى :مقرر ومعلوم۔اجل کا لفظ عمر کے آخری حصہ اور تمام عمر پر بولا جاتا ہے۔ وَلْتَحْتَسِبْ :صبر میں اللہ تعالیٰ سے حصول ثواب کی نیت کرتا کہ یہ اعمال صالحہ میں شمار ہو۔فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ : بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ پیغام بھیجا اور تیسری مرتبہ آپؐ تشریف لے گئے۔فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ :آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے پر ہوگئیں یا آنسو آنکھیں بھر کر بہنے لگے۔ الرُّحَمَاءُ :جمع رحیم یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔

**فوائد**: (۱) فضیلت والے لوگوں کو موت کے احتضار کے وقت بلانا مستحب ہے تاکہ ان کی برکت ودعا حاصل ہو اور اس کے لئے ان کو قسم دے کر تاکید کر کے بلانا بھی جائز ہے۔ (۲) قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنا مستحب ہے۔ (۳) اللہ کی مخلوق کے ساتھ شفقت ورحمت برتنا چاہئے۔ (۴) دل کی سختی اور آنکھ کے نہ بہنے بلکہ رکے رہنے سے ڈرایا گیا ہے۔ (۵) نوحہ کے بغیر رونا درست ہے۔(۶) جن پر مصیبت اترے ان کو مناسب الفاظ سے تسلی دینا مستحب ہے۔

۳۰ : وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

۳۰ : حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر

كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ
سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ
فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ : فَبَعَثَ
إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ وَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ
رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ
وَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ
إِلَيْهِ ۔ فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ ، فَشَكَا ذٰلِكَ
إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ : إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ
فَقُلْ : حَبَسَنِيَ أَهْلِي وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ
فَقُلْ :حَبَسَنِيَ السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ
إِذْ أَتَى عَلَى دَآبَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ
النَّاسَ فَقَالَ : اَلْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ
الرَّاهِبُ أَفْضَلُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ ، اَللّٰهُمَّ
إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ
السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّآبَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ
النَّاسُ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ فَأَتَى
الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ ۔ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ أَيْ بُنَيَّ
أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا
أَرٰى وَإِنَّكَ سَتُبْتَلٰى فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ
عَلَيَّ: وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ
وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ فَسَمِعَ
جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا
كَثِيرَةٍ فَقَالَ مَا هٰهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ
شَفَيْتَنِي فَقَالَ إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا
يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى فَإِنْ آمَنْتَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى
دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ ، فَآمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ کو کہا میں بوڑھا ہوگیا
ہوں۔ میرے پاس ایک لڑکا بھیجو جس کو میں جادو سکھادوں۔ اس نے
ایک لڑکا بھیج دیا۔ جس کو وہ جادو سکھانے لگا۔ اس لڑکے کے راستہ پر
ایک راہب رہتا تھا۔ یہ لڑکا اس کے پاس بیٹھا اور اس کی گفتگو سنی تو
اس کو اس کی گفتگو پسند آئی۔ وہ لڑکا جب بھی ساحر کے پاس جاتا تو وہ
اس راہب کے پاس بیٹھتا۔ جب وہ ساحر کے پاس جاتا وہ اس
لڑکے کو مارتا اس لڑکے نے راہب کو شکایت کی تو راہب نے کہا۔
جب ساحر کا ڈر ہو تو کہنا میرے گھر والوں نے روک لیا اور جب گھر
والوں کا ڈر ہو تو کہنا مجھے ساحر نے روک لیا۔ معاملہ اسی طرح چلتا رہا
تا آنکہ اس لڑکے کا گزر ایک دن ایک بڑے جانور پر ہوا جس نے
لوگوں کا راستہ روکا ہوا تھا۔ لڑکے نے (دل میں) کہا آج میں معلوم
کروں گا کہ ساحر افضل ہے یا راہب؟ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور اس
طرح کہا: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ
فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّآبَّةَ: ''اے اللہ اگر آپ کو جادوگر سے راہب کا معاملہ
زیادہ پسند ہے تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کردے'' تاکہ لوگ
گزر سکیں۔ چنانچہ اس نے پتھر مارا اور اس کو ہلاک کردیا اور لوگ گزر
گئے۔ پھر وہ راہب کے پاس آیا اور اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔
راہب نے اسے کہا اے بیٹے آج تو مجھ سے افضل ہے۔ تیرا معاملہ
جہاں تک پہنچ گیا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں عنقریب آزمائش
میں ڈالا جائے گا اگر تمہیں آزمائش میں ڈالا جائے تو میری اطلاع نہ
دینا اور یہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو (بحکم خدا) درست کرتا اور
لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا۔ بادشاہ کا ایک ہم مجلس اندھا ہو
چکا تھا۔ وہ اس لڑکے کے پاس بہت سے عطیات لے کر آیا اور کہنے
لگا۔ اگر تو نے مجھے شفا بخش دی تو یہ تمام عطیات تمہارے ہیں۔ لڑکے
نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔ شفاء اللہ دیتے ہیں۔ اگر تم اللہ پر
ایمان لاؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تمہیں شفا دے گا۔

فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ
كَمَا كَانَ يَجْلِسُ ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَنْ رَدَّ
عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ : رَبِّيْ قَالَ اَوَلَكَ رَبٌّ
غَيْرِيْ؟ قَالَ : رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔ فَاَخَذَهُ فَلَمْ
يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ فَجِيْءَ
بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : اَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ
سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَتَفْعَلُ
وَتَفْعَلُ فَقَالَ : اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا اِنَّمَا
يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى۔ فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ
حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِيْءَ بِالرَّاهِبِ
فَقِيْلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَعَا
بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ
فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ، ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ
الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى
فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَشَقَّهُ حَتّٰى
وَقَعَ شِقَّاهُ ، ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ :
ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ
اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰى جَبَلِ كَذَا
وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ
فَاِنْ رَّجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاطْرَحُوْهُ ۔ فَذَهَبُوْا
بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ
بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا
وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ :
مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ
تَعَالٰى ، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ :
اذْهَبُوْا بِهٖ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ وَتَوَسَّطُوْا بِهٖ

چنانچہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا۔ اللہ نے اس کو شفا دے دی۔ وہ
بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح بیٹھ گیا۔ جس طرح پہلے بیٹھا کرتا
تھا۔ بادشاہ نے کہا تمہاری بینائی تمہیں کس نے واپس کی؟ اس نے کہا
میرے ربّ نے۔ بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ
ہے؟ اس نے جواب دیا میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ اس نے اسے
گرفتار کرلیا اور اس کو سزا دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس لڑکے کا
پتہ بتلا دیا۔ لڑکے کو لایا گیا بادشاہ نے کہا اے بیٹے تیرا جادو یہاں تک
پہنچ گیا کہ تو مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو درست کرتا ہے اور فلاں
فلاں کام کرتا ہے۔ اس نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔ بے شک میرا
اللہ شفا دیتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو سزا دیتا
رہا۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کا پتہ بتا دیا۔ پھر راہب کو لایا گیا
اور اس کو کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا۔ مگر اس نے انکار کیا۔
بادشاہ نے آرا منگوا کر اس کے سر کو آرے سے دو حصوں میں کاٹ
دیا۔ پھر بادشاہ کے ہم مجلس (وزیر) کو لایا گیا۔ اس کو کہا گیا کہ تو اپنے
دین سے پھر جا۔ اس نے انکار کر دیا پس آرا اس کے سر پر رکھ کر اس
کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کے دونوں ٹکڑے اِدھر اُدھر
گر پڑے۔ پھر لڑکے کو لایا گیا۔ اس کو بھی کہا گیا کہ تو دین سے پھر
جا۔ اس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے مصاحبین کی ایک
جماعت کے سپرد کر کے حکم دیا کہ اس کو پہاڑ پر چڑھاؤ۔ جب تم پہاڑ
کی بلند چوٹی پر پہنچ جاؤ پھر اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ
اس کو نیچے پھینک دو۔ وہ لوگ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ اس
لڑکے نے دعا کی: ''اے اللہ جس طرح آپ چاہیں ان کے مقابلہ
میں مجھے کافی ہو جائیں''۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہوا جس سے وہ تمام
لوگ گر پڑے اور لڑکا صحیح سلامت چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔
بادشاہ نے اس سے کہا تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا
اللہ میری طرف سے ان کیلئے کافی ہوگیا۔ اس نے پھر اس کو اپنی ایک

الْبَحْرَ فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاقْذِفُوْهُ۔ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَقَالَ :اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ ' فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا وَجَآءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ لِلْمَلِكِ :اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اٰمُرُكَ بِهٖ ۔ قَالَ :مَا هُوَ؟ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ وَّتَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِيْ ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔ ثُمَّ ارْمِنِيْ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ ' فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ وَّصَلَبَهٗ عَلٰى جِذْعٍ ثُمَّ اَخَذَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قَالَ :بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ صُدْغِهٖ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ : اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَاُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهٗ : اَرَاَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ ' قَدْ اٰمَنَ النَّاسُ ۔ فَاَمَرَ بِالْاُخْدُوْدِ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَاُضْرِمَ فِيْهَا النِّيْرَانُ وَقَالَ : مَنْ لَّمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا اَوْ قِيْلَ لَهُ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَآءَتِ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِيْهَا ' فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ : يَا اُمَّهْ اصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"ذِرْوَةُ الْجَبَلِ" : اَعْلَاهُ وَهِـيَ

خصوصی جماعت کے سپرد کیا اور ان کو ہدایت کی کہ اس کو کشتی میں سوار کرو اور سمندر کے درمیان میں لے جا کر پوچھو! اگر یہ دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ سمندر میں پھینک دو۔ چنانچہ وہ اس کو لے گئے۔ اس لڑکے نے دعا کی: ''اے اللہ جس طرح آپ چاہیں ان کے مقابلہ میں میرے لئے کافی ہو جائیں''۔ چنانچہ کشتی اُلٹ گئی اور وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ لڑکا پھر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس واپس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ ان تمام کیلئے میری طرف سے کافی ہو گیا۔ پھر اس نے بادشاہ کو مخاطب ہو کر کہا تو مجھے ہرگز قتل نہیں کر سکتا' جب تک کہ وہ طریقہ نہ اختیار کرے جو میں کہتا ہوں' بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تو تمام لوگوں کو وسیع میدان میں جمع کر۔ پھر مجھے سولی دینے کیلئے ایک کھجور کے تنے پر چڑھاؤ اور ایک تیر میرے تھیلے میں سے لے کر اس کو کمان میں رکھ کر اس طرح کہو: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ''میں اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا ربّ ہے تیر مارتا ہوں''۔ پھر مجھے تیر مارو جب تم اس طرح کرو گے تو مجھے قتل کر سکو گے پس بادشاہ نے لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کیا اور تیر لے کر تیر کو کمان میں رکھا۔ پھر کہا: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ اور تیر اس کی طرف پھینک دیا۔ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا لگا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھا اور مر گیا۔ لوگ اس پر پکار اُٹھے ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو بادشاہ کے پاس لایا گیا اور بادشاہ کو بتلایا گیا کہ تُو جس چیز سے خطرہ محسوس کرتا تھا وہ خطرہ تجھ پر منڈ لانے لگا۔ لوگ تو ایمان لے آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ گلیوں کے کناروں پر خندقیں کھودی جائیں۔ وہ کھودی گئیں اور ان خندقوں میں آگ بھڑکا دی گئی۔ بادشاہ نے حکم دے دیا کہ جو اپنے دین سے نہ پھرے اس کو آگ میں جھونک دیا جائے یا اس کو کہا جائے کہ تُو اس آگ میں گھس جا۔ پھر انہوں نے اسی طرح کیا۔ حتیٰ کہ ایک عورت

بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا۔ وَ "الْقُرْقُوْرُ" : بِضَمِّ الْقَافَيْنِ نَوْعٌ مِّنَ السُّفُنِ۔ وَ "الصَّعِيْدُ" : هُنَا : الْاَرْضُ الْبَارِزَةُ وَ "الْاُخْدُوْدُ" الشُّقُوْقُ فِي الْاَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيْرِ وَ "اُضْرِمَ" اُوْقِدَ وَ "انْكَفَاَتْ" اَيْ: اِنْقَلَبَتْ وَتَقَاعَسَتْ" :تَوَقَّفَتْ وَجَبُنَتْ۔

آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا۔ وہ آگ میں گرنے سے کچھ ہچکچائی۔ لڑکے نے اس کو آواز دی اے اماں! تو صبر کر تو حق پر ہے۔ (مسلم)

ذِرْوَةُ الْجَبَلِ :پہاڑ کی بلندی۔
الْقُرْقُوْرُ :ایک قسم کی کشتی۔
اَلصَّعِيْدُ : کھلی جگہ' چٹیل۔
الْاُخْدُوْدُ : کھائی' نالہ۔
اُضْرِمَ :بھڑکائی گئی۔
تَقَاعَسَتْ :توقف کیا' بزدلی دکھائی۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الزھد والرقاق ' باب قصہ اصحاب الاخدود والراھب والغلام

**اللغات:** رَاهِبٌ : نصاریٰ کے بہت زیادہ عبادت کرنے والے لوگ۔ حَبَسَنِيْ اَهْلِيْ :میرے گھر والوں نے مجھے روکا۔ اِذْ اَتٰى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ : ایک بڑے جانور پر ان کا گزر ہوا۔ یہ ترمذی کے الفاظ ہیں۔ بعض نے کہا وہ شیر تھا۔ الْاَكْمَهَ : مادر زاد اندھا۔ الْاَدْوَاءِ :جمع داء بیماریاں۔ فِيْ مَفْرَقِ الرَّاْسِ :بالوں میں مانگ کی جگہ۔ فَرَجَفَ : پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہل گیا۔ جِذْعٍ : کھجور کی لکڑی' تنا۔ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ :کمان کے درمیان میں۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ کبد قوس کمان سے تیر چلاتے وقت ہاتھ ڈالنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ فِيْ صُدْغِهِ :کنپٹی۔ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ :جمع سکۃ' گلیوں کے دروازے۔ فَخُدَّتْ :خندقیں بنائی گئیں۔ فَاَقْحِمُوْهُ :زبردستی ان کو ان خندقوں میں پھینکا۔

**فوائد:** (۱) اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔ (۲) لڑائی کے موقعہ اور جان کا خطرہ ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ (۳) مؤمن کا امتحان لیا جاتا ہے خواہ حق پر ثابت قدمی اور ایمان پر پختگی میں اس کو جان کی بازی لگانی پڑے۔ (۴) دعوت حق اور اظہار حق کے راستہ میں قربانی دینی پڑتی ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرتا ہے اور اہل حق کی مدد فرماتا ہے' باطل اور اہل باطل شکست سے دوچار ہوتے ہیں۔ (۶) جب عام دینی فائدہ ہو تو انسان کو اپنی جان قربانی کے لئے پیش کرنا جائز ہے۔ (۷) اس واقعہ سے قرآن مجید کا اعجاز ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے ان پوشیدہ خبروں سے پردہ اٹھایا جن کو تاریخ نے نسیاً منسیاً کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ﴾ الایۃ خندقوں والے ہلاک ہوگئے۔ (۸) مربی کو واقعات کا استعمال وضاحت کے لئے کرنا چاہئے کیونکہ بعض دفعہ اس میں وہ تاثیر ہوتی ہے جو سادہ نصیحت میں نہیں پائی جاتی۔

۳۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى امْرَاَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: "اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ"

۳۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تُو اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا مجھ سے ہٹ جاؤ! تمہیں

فَقَالَتْ : اِلَيْكَ عَنِّيْ ، فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِيْ ، وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا :اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ : اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ :تَبْكِيْ عَلٰى صَبِيٍّ لَهَا۔

میرے والی مصیبت نہیں پہنچی اور نہ تم اس کو جانتے ہو۔ اس عورت نے آپ ﷺ کو نہ پہچانا۔ جب اس کو بتلایا گیا کہ وہ آنحضرت ﷺ تھے تو وہ آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوئی اور وہاں کسی دربان کو نہ دیکھا تو کہنے لگی میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ صبر (جو قابل اَجر ہے) وہی ہے جو تکلیف کے آغاز میں کیا جائے۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: وہ اپنے بچّے کی قبر پر رو رہی تھی۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجنائز ' باب زیارۃ القبور وفی کتاب الاحکام و مسلم فی الجنائز ' باب الصبر عند المصيبة عند الصدمة الاولی۔

**اللغات:** اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ : قرطبی نے کہا ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رونے میں نوحہ کی حد تک پہنچی ہوئی تھیں۔ اِلَيْكَ عَنِّيْ : اسم فعل ہے۔ یہ تنح اور ابعد کے معنی میں آتا ہے یعنی مجھ سے دور ہو جاؤ۔

**فوائد:** (۱) عدم صبر تقویٰ کے خلاف ہے۔ (۲) مصیبت کے اچانک آ جانے پر جو صبر کیا جائے وہ قابل تعریف ہے بعد میں وقت گزرنے سے خود صبر آ جاتا ہے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کا جاہل کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ (۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر وقت لازم ہے۔ (۵) عورتوں کے لئے زیارت قبور جائز ہے ورنہ اس کو منع کیا جاتا (مگر دوسری روایت میں زائرات القبور پر لعنت وارد ہے جو ممانعت کی واضح دلیل ہے۔ مترجم)

۳۲: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : "مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس مؤمن بندے کے لئے جس کی دنیا میں سب سے زیادہ محبوب چیز میں لے لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کرے اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الرقاق ' باب العمل یبتغی به وجه الله تعالی

**اللغات:** صَفِيَّهُ : محبوب دوست جس سے اخلاص برتے اور گہری دوستی رکھے۔ ثُمَّ احْتَسَبَهُ : اللہ کے ہاں ذخیرہ کرے اور یہ صبر و تسلیم سے ہوتا ہے۔

**فوائد:** (۱) انسان پر ایک عظیم مصیبت دوست و احباب کی جدائی ہے۔ (۲) کافر اگر کوئی نیک کام کرے تو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی بدلہ نہ ملے گا۔

٣٣ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ ، فَاَخْبَرَهَا اَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ يَشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِي الطَّاعُوْنِ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلَ اَجْرِ الشَّهِيْدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٣٣ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا اس کو مسلط کرتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان والوں کے لئے رحمت بنا دیا جو مؤمن طاعون میں مبتلا ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر وثواب سے ٹھہرا رہے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اس کو وہی پہنچے گا جو اس کے نصیب میں لکھا جاچکا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الطب ' باب اجر الصابر علی الطاعون

**اللُّغَات:** الطَّاعُوْنِ : احادیث سے اس کی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بغل میں ایک دردانگیز پھوڑا نکلتا ہے جس کے گرد جلن اور سیاہی ہوتی ہے اور مریض دل کی دھڑکن اور قے کا شکار ہو جاتا ہے۔ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ : کافر یا کبائر کا مرتکب یا صغائر پر اصرار کرنے والا۔ مُحْتَسِبًا : اللہ تعالیٰ سے اجروثواب کا امیدوار ہو۔

**فوائد:** (۱) علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں: (۱) کہ جب مؤمن کا ارادہ اللہ کے ہاں ثواب اور اس کے وعدہ کی امید پر قائم ہو کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اگر وہ طاعون میں مبتلا ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوگا اگر وہ بچ گیا تو یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہوگا۔ اگر وہ بہت پھیل جائے تو اس سے اکتاہٹ کا اظہار نہ کرے بلکہ صحت و بیماری ہر حال میں اللہ پر اعتبار و اعتماد کرے تو اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔ (۲) طاعون یا اس کے مشابہ مرض پر صبر کرنے والے کو قبر کی آزمائش سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ جب کسی شہر میں طاعون پھیل جائے اور یہ وہاں مقیم ہو تو وہاں سے نہ نکلے تا کہ بیماری کو دوسری جگہ منتقل کرنے والا نہ بنے (۴) شہید کا اجر صرف جہاد میں قتل ہونے والے کو ہی نہیں ملتا بلکہ طاعون میں مبتلا، ڈوبنے والے، نفاس والی عورت وغیرہ سب اس ثواب کو پانے والے ہیں۔

٣٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ ، يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٣٤ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں مبتلا کر دوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے بدلہ میں جنت عنایت فرمائیں گے۔ مراد دو محبوب چیزوں سے اس کی دو آنکھیں ہیں۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب المرضی ' باب فضل من ذهب بصره۔

**اللُّغَات:** اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ : امتحان والا اس سے معاملہ کرتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) آنحضرت ﷺ نے نابینا کو اس بدلے کے ساتھ مخصوص فرمایا کیونکہ آنکھیں انسان کے محبوب ترین اعضاء میں سے

ہیں۔(۲)جنت میں بہت بڑا بدلہ ہے کیونکہ آنکھوں کا نفع تو دنیا کے فنا ہونے سے فنا ہوجائے گا مگر جنت کا نفع ہمیشہ قائم رہے گا۔

٣٥ : وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ قَالَ :قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَلاَّ اُرِیْکَ امْرَاَۃً مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ؟ فَقُلْتُ : بَلٰی قَالَ : ھٰذِہِ الْمَرْاَۃُ السَّوْدَآءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : اِنِّی اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیْ قَالَ :اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّۃُ ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُعَافِیَکِ" فَقَالَتْ : اَصْبِرُ. فَقَالَتْ : اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰہَ اَلاَّ اَتَکَشَّفَ فَدَعَا لَھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

٣٥ : حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ میں نے عرض کی جی ہاں؟ انہوں نے فرمایا یہ کالی کلوٹی عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضرت! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میرا جسم برہنہ ہو جاتا ہے۔آپؐ دعا فرمائیں۔آپؐ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اس تکلیف پر صبر کر تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تمہیں اس سے عافیت عنایت فرمائیں۔اس نے عرض کی میں صبر کروں گی۔پھر اس نے عرض کیا میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔آپؐ دعا فرمائیں کہ برہنہ نہ ہوں۔آپؐ نے دعا فرمادی۔(متفق علیہ)

**تخریج**: رواہ البخاری فی المرضی ، باب فضل من یصرع من الریح و مسلم فی البر ، باب ثواب المومن فیما یصیبہ

**اللُّغَاتْ**: الصَرَعُ : صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ یہ ایسی بیماری ہے کہ جونفیس اعضاء کو بغیر نیند کے کام سے روک دیتی ہے۔ اس کا سبب دماغ کے درمیان میں سدہ کا واقعہ ہوتا ہے۔یہ اعضاء کو حرکت دینے والے اعصاب کی رگوں میں کسی غلیظ خلط یا چکناہٹ وغیرہ کے داخل ہوجانے کے بعد روح کو ان اعصاب میں طبعی داخلے سے روک دیتی ہے جس سے اعضاء میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔فتح الباری میں ہے کہ اس عورت کو جن کے چھونے سے مرگی تھی کسی خلط فاسد کی وجہ سے نہ تھی۔اَتَکَشَّفُ : یہ تَکَشَّفَ سے ہے اور اِنْکَشَفَ انکشاف سے ہے۔اس سے مقصد یہ ہے کہ اس کو خطرہ یہ ہوا کہ غیر شعوری طور پر اس کا ستر نہ کھل جائے۔

**فوائد**: (۱)دنیا میں مصائب پر صبر کرنا مسلمان کو جنت کا حق دار بناتا ہے۔(۲)دعا اور سچی التجاء میں بھی دواء کے ساتھ ساتھ امراض کا علاج ہے۔(۳)عزیمت کو اختیار کرنا رخصت سے افضل ہے جبکہ انسان اس کی برداشت کی قدرت پاتا ہو تو اس کو اجر بہت زیادہ ملے گا۔

٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَحْکِیْ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ وَھُوَ

٣٦ : حضرت ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرتے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ جس کو اُن کی قوم نے مار کر لہولہان کر دیا اور وہ اپنے چہرے سے خون کو صاف

يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کر کے یوں فرما رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ: ''اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتے''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الانبياء ' باب ما ذکر عن بنی اسرائیل وفی کتاب المرتدين و مسلم فی الجهاد ' باب غزوه احد۔

**اللغات:** يَحْكِيْ نَبِيًّا: عبید بن عمرو لیثی کہتے ہیں اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں آنحضرت ﷺ یہ خود اپنے بارے میں فرما رہے ہیں۔

**فوائد:** (۱) تبلیغ دعوت کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام بڑی بڑی تکالیف برداشت فرماتے ہیں۔ (۲) نبوت کے اخلاق یہ ہیں کہ جہالت کا جواب بخشش اور درگزر سے دیا جائے۔ (۳) جہلاء سے ان کی جاہلانہ حرکت کے مطابق معاملہ نہ کیا جائے۔ (۴) دین کی خاطر تکالیف اٹھانے میں آنحضرت ﷺ کے اخلاق کو اپنانا چاہیے۔ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک زخمی کیا گیا اور احد کے دن خون کے فوارے چھوٹے مگر آپ ﷺ نے اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ جانتے نہیں۔

۳۷ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حَزَنٍ وَّلَا اَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ ''الْوَصَبُ'': الْمَرَضُ۔

۳۷ : حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ ' بیماری ' غم ' رنج ' دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ وہ کانٹا بھی جو اس کو چبھتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی غلطیاں معاف فرماتے ہیں۔ (متفق علیہ)

اَلْوَصَبُ: بیماری

**تخریج:** رواه البخاری فی المرضى ' باب ما جاء فی کفارة المرض وقول الله من یعمل سوءً یجز به و مسلم فی کتاب البر ' باب ثواب المؤمن فیما یصیبه ' من مرض او حزن او نحو ذلك حتی الشوكة ليشاكها

**اللغات:** نَصَبٍ: تھکاوٹ۔ وَلَا اَذًى: جو چیز نفس کے مخالف ہو۔ وَلَا غَمٍّ: یہ غم حزن سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جس پر طاری ہو جائے وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسا اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ يُشَاكُهَا: اس کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ مِنْ خَطَايَاهُ: بعض گناہ مراد ہیں کیونکہ بعض گناہوں کا یہ کفارہ نہیں بن سکتیں مثلاً حقوق العباد اور کبائر۔

**فوائد:** (۱) امراض اور دیگر ایذائیں مؤمن کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں (۲) اصل مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہ جائے۔

۳۸ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ :

۳۸ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" قُلْتُ : ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ اَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهٖ ' وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ "الْوَعْكُ" : مَغْثُ الْحُمّٰى، وَقِيْلَ : الْحُمّٰى۔

بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو سخت بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ ﷺ کو اجر بھی دو ملتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ یہ اسی طرح ہے جس مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس کا گناہ مٹاتے ہیں اور اس کے گناہ اس سے اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت اپنے پتے گراتا ہے۔ (متفق علیہ)

اَلْوَعْكُ : بخار کی تکلیف یا بخار

**تخریج:** رواہ البخاری فی المرضی ' باب شدة المرض و مسلم فی البر ' باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض او حزن او نحو ذلك واخراج ابن سعد فی الطبقات والبخاری فی الادب المفرد وابن ماجه وو الحاکم وصححه البیهقی فی الشعب عن ابی سعید قال دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو محموم فوضعت یدی فوق القطیفة فوجدت حرارة الحمی فوق القطیفة ' فقلت ما اشد حماك یا رسول الله ' قال : ((انا کذلك معشر الانبیاء یضاعف علینا الوجع لیضاعف الاجر))۔

**اللغات:** اَجَلْ : یہ نعم کی طرح جواب کے لئے آتا ہے۔ اخفش فرماتے ہیں یہ نعم سے تصدیق میں بہتر ہے اور نعم استفہام میں اس سے بہتر ہے۔ اَلْمَغْثُ : بخار ہو جانا اصلاً یہ ہلکی ضرب کو کہا جاتا ہے۔

**فوائد:** (۱) تمام قسم کی آزمائشوں میں ثواب تبھی ملتا ہے جبکہ صبر کیا جائے۔ (۲) سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں کیونکہ وہ کمال صبر اور صحیح اخلاص سے متصف اور مخصوص ہوتے ہیں اور اس لئے بھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے اسوہ اور اعلیٰ نمونہ بنایا ہے۔

۳۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

وَضَبَطُوْا "يُصِبْ" : بِفَتْحِ الصَّادِ وَكَسْرِهَا۔

۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو تکلیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

لفظ دونوں طرح ہے: یُصَبْ

**تخریج:** رواہ البخاری فی المرضی ' باب ما جاء فی کفارة المرض وقول الله تعالی : ﴿من یعمل سوء یجز به﴾

اللُّغَاتُ: يُصَبْ مِنْهُ : مصیبت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور مصیبت اس کے بدن، مال یا پسندیدہ چیز کو پہنچتی ہے۔

**فوائد:** مؤمن بیماری، کمی، کمزوری سے کبھی خالی نہیں ہوتا مگر اس سے وقتی طور پر اس کو یہ بھلائی ملتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف التجاء کرتا ہے اور انتہاءً اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

٤٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اگر اسے کرنا ہی ہو تو یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ: اے اللہ مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میں میرے لئے خیر ہے اور مجھے موت دے جب موت میں میرے لئے بہتری ہو۔ (متفق علیہ)

**تخریج:** رواه البخاری فی المرضی ، باب تمنی المريض الموت و الدعوات و مسلم فی الذکر ، باب تمنی کراهة الموت لضر نزل به۔

اللُّغَاتُ: الضُّرِّ : انسان کو جو تکلیف پہنچے۔ اَللّٰهُمَّ : اس کا اصل یا اللہ ہے میم حرف نداء کے عوض میں ہے۔ مَا كَانَتْ : میں مَا مصدریہ ہے۔

**فوائد:** (۱) موت و زندگی کے چناؤ میں مؤمن کو اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ (۲) اللہ کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا برا نہیں۔ (۳) شہادت فی سبیل اللہ یا عظمت والے مقام میں دفن کی تمنا یا دین میں فتنہ کے خوف سے موت کی تمنا ناپسند نہیں۔

٤١ : وعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوْ لَنَا ؟ فَقَالَ قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ ، وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَعَظْمِهٖ مَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ ، وَاللّٰهِ

۴۱: حضرت ابوعبداللہ خباب بن اُرت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی جبکہ آپ ﷺ بیت اللہ کے سایہ میں ایک چادر کا تکیہ بنا کے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا! آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے۔ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو زمین میں گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لے کر اُس کے سر پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت اور ہڈیوں کے اُوپر والے حصے کو چھیدا جاتا مگر یہ تمام تکالیف اس کو دین سے نہ روک سکتیں۔ قسم بخدا!

لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً۔

اللہ تعالیٰ اس دین کوضرور غالب فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک اکیلا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا اور نہ بھیڑئے کا ڈر ہوگا اپنی بکریوں پر۔ لیکن اے میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) تم جلدی سے کام لیتے ہو۔ ایک روایت میں مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً الخ ' کہ آپ چادر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکین کی طرف سے (ان دنوں) تکالیف پہنچ رہی تھیں۔ (بخاری)

**تخريج** : رواه البخاری فی کتاب علامات النبوة ، باب علامات النبوة فی الاسلام وباب ما لقی النبی ﷺ واصحابه من المشرکین بمکة۔

**اللغات** : اَلْبُرْدَةُ : دھاری دار چادر۔ بعض کہتے ہیں وہ چھوٹی چوکور سیاہ رنگ چادر جس کو بدو پہنتے تھے۔ اس کی جمع برد ہے۔ مُتَوَسِّدٌ : چادر کو سر کے نیچے رکھنے والے تھے۔ مَا يَصُدُّهُ : روکے۔ هٰذَا الْاَمْرُ : دین اسلام مراد ہے۔ الرَّاكِبُ : مُسَافِرٌ، راکب کی قید درحقیقت غلبہ کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

**فوائد**: (۱) دین کی خاطر جو تکلیف آئے اس پر صبر کرنے کو سراہا گیا ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ نے اسلام کو پھیلنے کے متعلق اور اسی طرح امن وسلامتی کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ اسی طرح واقع ہوا۔ یہ آپ ﷺ کی سچائی کی علامت ہے (یہ نبوت کی پیشین گوئیوں میں سے ہے)۔ (۳) تکالیف پر دل راضی اور مطمئن ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبر کیا اور یہ شکایت اکتاہٹ کی بنا پر نہ تھی بلکہ انہوں نے سلامتی کو مناسب خیال کیا تا کہ اس میں فراغت سے عبادت کر سکیں اور کامل سعادت حاصل کریں۔ (۴) جن صالحین نے آزمائشوں میں صبر کیا ان کے راستہ کو اپنانا چاہئے۔ (۵) ایمان کی مخالفت پرانے زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ ہر زمانہ کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ تکالیف کو برداشت کریں اور ظلم و مجبوری پر صبر کریں۔ (۶) اسلام درحقیقت امن وسلامتی کا دین ہے۔

٤٢ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ :فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِّائَةً مِّنَ الْاِبِلِ ، وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَاَعْطٰى نَاسًا مِّنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ۔ فَقَالَ رَجُلٌ : وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا اُرِيْدَ فِيْهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ ، فَتَغَيَّرَ

۴۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حنین کا دن تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنائم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ اقرع بن حابس کو سو اونٹ عنایت فرمائے۔ عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی عنایت فرمائے اور عرب کے بعض دیگر سرداروں کو بھی اسی طرح دیتے اور ان کو تقسیم غنائم میں ترجیح دی۔ ایک آدمی نے کہا قسم بخدا! یہ ایسی تقسیم ہے جس میں عدل نہیں کیا گیا اور نہ اللہ کی رضامندی پیش نظر رکھی گئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کے رسول کو ضرور اس کی خبر دوں گا۔ چنانچہ میں نے حاضر خدمت ہو کر اس شخص کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں

وَجْهَهٗ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ. ثُمَّ قَالَ: فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ؟ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ. فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا اَرْفَعُ اِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهٗ "كَالصِّرْفِ" هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ: وَهُوَ صِبْغٌ اَحْمَرُ.

نقل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک یہ سن کر متغیر ہو گیا۔ گویا کہ وہ سرخ رنگ کی طرح ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے تو اور کون عدل کرے گا۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکالیف پہنچائی گئیں اور انہوں نے صبر کیا۔ میں نے (دل میں کہا) کہ یقیناً میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک آئندہ کوئی بات نہ پہنچاؤں گا۔ (متفق علیہ)

كَالصِّرْفِ: سرخ

**تخریج:** رواه البخاری فی الجواب الخمس فی الانبیاء، وفی الدعوات وفی الادب، باب من اخبر صاحبه بما یقال فیه ورواه مسلم فی الزکاة، باب المطاء المولفة قلوبهم علی الاسلام وتصبر من قولی ایمانه۔

**اللغات:** حُنَيْنٍ: یہ مکہ اور طائف کے درمیان عرفات کے پچھلی طرف ایک وادی ہے۔ مکہ سے اس کا فاصلہ اٹھارہ انیس میل ہے۔ ناسًا: اس سے مراد مؤلفۃ القلوب ہیں جو طلقاء ورؤساء عرب تھے۔ فِي الْقِسْمَةِ: ہوازن کی غنائم کو تقسیم کرنے میں۔ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ: یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا۔ فتح مکہ سے قبل اسلام لایا۔ حنین و طائف کے غزوہ میں حاضر تھا۔ وفات رسول اللہ ﷺ پر مرتد ہو گیا پھر دور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آیا۔ اَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ: اقرع لقب اس لئے تھا کہ سر میں گنج تھا۔ یہ بنوتمیم کے سرداروں میں سے تھے۔ جاہلیت و اسلام میں عمدہ کردار والے تھے۔ آثَرَهُمْ: ان کو عمدہ عطیات دیئے۔ يَوْمَئِذٍ: حنین کے دن۔ فَقَالَ رَجُلٌ: یہ مسلم شریف کے الفاظ ہیں اور بخاری شریف میں رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ کے الفاظ مذکور ہیں۔ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ: یہ شخص ذوالجویصرہ تھا۔ اس کو انصار میں شمار کرنے کی وجہ حلیف انصار ہونے کی بناء پر ہے اور موالات کی وجہ سے حلیف کو انہی میں سے گنا جاتا ہے۔ (اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی مقصود نہیں) فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ: یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ روایت بخاری کے الفاظ اس طرح ہیں: فَغَضِبَ حَتّٰى رَاَيْتَ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ: کہ آپؐ ناراض ہوئے جس کا اثر مبارک آپؐ کے چہرہ پر نظر آنے لگا۔ یعنی شدید ناراض۔ اب مسلم کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ زرد ہو گیا اور اتنا زرد ہو گیا کہ گویا اس پر سونے کا پانی پھیر دیا گیا ہو۔ لَا جَرَمَ: یقیناً۔

**فوائد:** (۱) اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے کو تمام سے خیر خواہی برتنی چاہئے (۲) کمینے اور بہاڑیے قسم کے لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کرنا یہ شیوہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ (۳) آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی مجسم تصویر ﴿فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ بن کر اس موقعہ پر پیش فرمائی اور اس سے درگزر کیا۔ (۴) رسول و انبیاء علیہم السلام انسان اور کامل انسان ہوتے ہیں جن جن چیزوں سے طبائع انسانی متاثر ہوتی ہیں ان سے وہ بھی متاثر ہوتے ہیں مثلاً غصہ، خوشی، غمی وغیرہ۔

٤٣: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۴۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا ، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ : إِنَّ عِظَمَ الْجَزَآءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَآءِ ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دنیا میں بھی گناہ کی سزا جلد دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو گناہ کے باوجود سزا کو روک لیتے ہیں تا کہ پوری سزا قیامت کے دن دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑا بدلہ بڑی آزمائش کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتے ہیں تو ان کو ابتلاء میں ڈال دیتے ہیں جو اس ابتلاء پر راضی ہوا اس کے لئے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لئے ناراضگی ہے۔ (ترمذی)

**تخريج:** رواه الترمذى فى كتاب الزهد ' باب ما جاء فى الصبر على البلاء رقم ۲۳۹۸

**اللُّغَات:** يُوَافِيَ : اپنے گناہوں کو کندھوں پر اٹھا کر لائے گا۔ فَمَنْ رَّضِيَ : جس نے قبول کرلیا اور اُکتایا نہیں۔

**فوائد:** (۱) لوگوں کا ابتلاء ان کے دین کے درجہ کے مطابق ہوتا ہے۔ (۲) مصائب اور امراض پر صبر گناہوں سے طہارت کا ذریعہ ہے۔ (۳) نیک بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت آزمائش بھی ہے۔ (۴) مؤمن پر لازم ہے کہ جس ابتلاء میں اس کو مبتلا کیا جائے وہ راضی ہو کر اس کو قبول کر لے اور ناامید نہ ہو اور نہ ہی خفگی کا اظہار کرے۔ (۵) آزمائش پر صبر کرنا گناہوں کے کفارے کی علامات میں سے ہے۔

٤٤ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْتَكِيْ ، فَخَرَجَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِيْ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ: هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ لَهُ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ : وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُوْطَلْحَةَ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ۔ فَقَالَ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ : احْمِلْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَبَعَثَ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ۔ فَقَالَ : أَمَعَهُ شَيْءٌ؟

۴۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کام کاج کے لئے گئے تو بچہ فوت ہو گیا۔ جب واپس آئے تو پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ بچے کی ماں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ پہلے سے زیادہ آرام میں ہے۔ بیوی نے ان کے ساتھ رات کا کھانا کھایا۔ انہوں نے نوش کیا۔ پھر بیوی سے ہمبستری کی۔ جب فارغ ہوئے تو بیوی نے کہا بچہ کو دفن کر آؤ۔ جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس بات کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے رات کو ہمبستری کی؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا ۔ اے اللہ ان دونوں کو برکت عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا عنایت فرمایا۔ مجھے ابوطلحہ نے کہا اس کو اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں۔ آپؐ نے استفسار

قَالَ : نَعَمْ تَمَرَاتٌ ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِيْ الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ:قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْآنَ . يَعْنِي مِنْ اَوْلَادِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَوْلُوْدِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : مَاتَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا : لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهُ ، فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ اَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا ، فَلَمَّا اَنْ رَاَتْ اَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا اَبَا طَلْحَةَ ، اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِيَتَهُمْ اَهْلَ بَيْتٍ ، فَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ ، اَلَهُمْ اَنْ يَمْنَعُوْهُمْ؟ قَالَ :لَا ، فَقَالَتْ :فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ ، قَالَ : فَغَضِبَ ثُمَّ قَالَ : تَرَكْتِنِيْ حَتّٰى اِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ اَخْبَرْتِنِيْ فَابْنِيْ ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا قَالَ : فَحَمَلَتْ ، قَالَ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَى الْمَدِيْنَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوْقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا اَبُوْ طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ : اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ اَنَّهُ

فرمایا کیا کوئی چیز اس کے ساتھ ہے؟ اس نے کہا ہاں! چند کھجوریں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو لیا اور اپنے منہ مبارک میں ان کو چبا کر ان کو نکالا اور بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا (متفق علیہ) بخاری کی روایت میں ہے: ابن عیینہ نے کہا ایک انصاری نے کہا اس نے اس عبداللہ کے نو (۹) بیٹے دیکھے۔ تمام کے تمام قرآن مجید کے قاری تھے یعنی عبداللہ کے بیٹے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ اُمِ سلیم کے بطن سے پیدا ہونے والا ابوطلحہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا تو اُمِ سلیم نے کہا ابوطلحہ کو بیٹے کے متعلق کوئی بات نہ کرنا۔ جب تک میں کوئی بات نہ کروں۔ ابوطلحہ آئے اُمِ سلیم نے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھایا پیا پھر پہلے سے زیادہ بن سنور کر ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے ان سے ہمبستری کی۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ خوب سیر ہو گئے اور ہمبستری کر لی تو اُمِ سلیم کہنے لگیں۔ اے ابوطلحہ تم بتلاؤ! اگر کچھ لوگ کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً دے دیں۔ پھر وہ اپنی عاریت کی چیز طلب کریں تو کیا ان گھر والوں کو اس عاریت کے روکنے کا حق ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو اس پر اُمِ سلیم نے کہا۔ اپنے بیٹے کے متعلق ثواب کی امید کر۔ وہ اس پر ناراض ہوئے اور پھر کہا تو نے مجھے چھوڑے رکھا۔ جب میں آلودہ ہو گیا تو اب میرے بیٹے کے متعلق تو اطلاع دیتی ہے۔ اس پر وہ چل دیئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور آپؐ کو اس صورت حال کی اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی : بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا : اللہ تمہاری رات میں برکت عنایت فرمائیں وہ حاملہ ہو گئیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک سفر میں تھے اور یہ (ام سلیم) بھی اس سفر میں آپؐ کے ساتھ تھیں۔ آنحضرتؐ جب مدینہ تشریف لائے تو رات کو تشریف نہ لاتے۔ جب قافلہ مدینہ کے قریب ہوا تو اُمِ سلیم کو دردِ ولادت شروع ہو گیا۔ اس لئے ابوطلحہ وہیں رک گئے اور آنحضرتؐ نے اپنا سفر جاری رکھا۔

يُعْجِبُنِىْ اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ ، وَاَدْخُلَ مَعَهٗ اِذَا دَخَلَ ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰى! تَقُوْلُ اُمُّ سُلَيْمٍ : يَا اَبَا طَلْحَةَ ، مَا اَجِدُ الَّذِىْ كُنْتُ اَجِدُ، اَنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا۔ فَقَالَتْ لِىْ اُمِّىْ : يَا اَنَسُ لَا يُرْضِعُهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ احْتَمَلْتُهٗ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ"۔ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ ابوطلحہ آئے اور اس طرح دعا کی: اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ ...... اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے نکلنا پسند ہے جب آپؐ مدینہ سے نکلیں اور داخل ہونا پسند ہے جب آپ مدینہ میں داخل ہوں۔ اے اللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں تو رک گیا۔ اُم سلیم کہتی ہیں اے ابوطلحہ مجھے وہ درد اب نہیں جو پہلے محسوس ہو رہا تھا۔ آپ روانہ ہو جائیں۔ ہم وہاں سے چل پڑے۔ جب مدینہ منورہ پہنچ گئے تو ان کو دوبارہ دردِزہ شروع ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ اُم سلیم کہنے لگیں اے انس! اس کو کوئی اس وقت تک دودھ نہ پلائے۔ جب تک کہ تم اس کو حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش نہ کرو۔ جب صبح ہوئی تو میں اس کو اُٹھا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا اور مکمل روایت آگے بیان کی۔

**تخریج:** رواه البخارى فى الجنائز ' باب من لم يظهر حذنه عند المصيبة وفى العقيقة ' باب تسمية المولود و مسلم فى الادب باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وفى فضائل الصحابة ' باب من فضائل ابى طلحه انصارى ۔

**اللُّغَاتُ:** اَسْكَنُ مَا كَانَ : اس کے اوقات پہلے سے زیادہ پرسکون ہیں۔ اُمُّ سُلَيْمٍ : یہ مالک بن نضر کی زمانہ جاہلیت میں بیوی تھیں۔ یہ مالک حضرت انس کے والد کا نام ہے جب اسلام آیا تو ام سلیم مسلمان ہوگئیں اور اپنے خاوند پر اسلام پیش کیا وہ ناراض ہوکر شام کی طرف چلا گیا اور مر گیا۔ ام سلیم نے اس کے بعد ابوطلحہ سے شادی کی اور یہ فوت ہونے والا بچہ ابوطلحہ کا تھا اور والدہ کی طرف سے انس کا بھائی تھا۔ اَصَابَ مِنْهَا : یہ ہمبستری سے کنایہ ہے۔ وَارُوا الصَّبِىَّ : اس کو دفن کر کے چھپا آؤ۔ اَعَرَّسْتُمْ :قربت و وطی مراد ہے۔ حَنَّكَهٗ :صحاح میں ہے کہ حَنَّكْتَ الصَّبِى اس وقت بولتے ہیں جب کھجور کو چبا کر پھر بچے کے تالو سے ملا جائے۔ ابن عُيَيْنَه :یہ سفیان بن عیینہ ہیں۔ یہ امام مالک کے ساتھی اور تبع تابعین میں سے ہیں۔ تَصَنَّعَتْ : خاوند کے لئے خوب زینت کی۔ تَلَطَّخْتُ : میں جماع کی وجہ سے گندگی والا ہوگیا۔ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوْقًا :رات کو اس کے پاس کوئی نہ جائے۔ فضربها المخاض : ولادت کا درد شروع ہوا۔

**فوائد:** (۱) اس حدیث میں مسلمان عورت کی حقیقی تمثیل ذکر کی گئی ہے کہ ایک نیک بیوی کتنی عظیم عقل اور روشن ذہانت رکھتی ہے۔ (۲) ام سلیم کا اپنے بیٹے کی موت پر صبر عورتوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال ہے۔ (۳) وفات یا مصیبت کی خبر انتہائی نرم الفاظ سے دینی چاہئے۔ خاوند کو خوش کرنا زیادہ بہتر سمجھا بجائے اس کے کہ وہ بیٹے کے غم میں مبتلا ہوئی۔ یہ خاوند کی مکمل وفاداری کی علامت ہے۔ (۵) عورت کا جہاد میں شامل ہونا اور اور مجاہدین کے اجر میں شرکت کرنا۔ (۶) صحابہ کرام کی حضور علیہ السلام سے شدید محبت اور آپؐ

کے ساتھ ہروقت رہنے کی حرص اور آپؐ سے ذاتی معاملات میں مشورہ کرنا اور آپؐ کی صحبت سے برکت حاصل کرنا۔ (۲) سنت یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کی تکلیف کو ہلکا اور کم کرے اور ایک دوسرے کے لئے زینت کریں تا کہ ہمیشہ ساتھ رہے اور صحبت بڑھے۔ (۷) بیٹوں کے لئے اچھے ناموں کا چناؤ کرنا چاہئے۔ ناموں میں سے افضل نام عبداللہ ہے۔ (۸) جو اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر عوض دیتے ہیں۔

٤٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ ' اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ "الصُّرْعَةُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّآءِ ' وَاَصْلُهٗ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ يَصْرَعُ النَّاسَ كَثِيْرًا۔

۴۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مضبوط وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ مضبوط وہ ہے جو اپنے آپ پر غصہ کے وقت کنٹرول کرے۔ (متفق علیہ)

الصُّرْعَةُ : صاد پر پیش اور راء پر زبر۔ عربوں میں بول چال میں اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو بہت پچھاڑے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب ' باب الحذر م الغضب و مسلم فی البر ' باب فضل من یملك نفسه عند الغضب ۔

**فوائد**: (۱) اسلام نے قوت کے جاہلی مفہوم کو بدل کر ایک نیا فطری اور اجتماعی شاندار عنوان دیا۔ (۲) اپنے نفس پر کنٹرول کرنا اور اس کا مجاہدہ دشمن کے مجاہدے سے زیادہ سخت ہے۔ (۳) غصہ سے دور رہنا چاہئے کیونکہ اس میں جسمانی' نفسیاتی اور اجتماعی نقصانات ہیں۔

٤٦ : وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنُ صُرَدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ ' وَاَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ ' وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهٗ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : اِنِّیْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ' لَوْ قَالَ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ۔ فَقَالُوا لَهٗ : اِنَّ النَّبِيَّ قَالَ : تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶ : حضرت سلیمان بن صُرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو آدمی گالم گلوچ کر رہے تھے۔ ایک کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسی بات جانتا ہوں اگر یہ اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ اگر یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ لوگوں نے اسے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ (متفق علیہ)

**تخریج**: رواه البخاری فی بدء الخلق ' باب صفة ابلیس وجنوده والادب ما ینهی من السباب واللعن وباب الحذر

من الغضب ومسلم فی البر' باب من یملك نفسه عند الغضب وبای شی ء یذھب الغضب

**اللغات**: یَسْتَبَّانِ : ایک دوسرے کوگالی گلوچ کرنا۔اَوْدَاجُهُ :جمع وَدَجٍ : ذبح کے وقت اطراف گردن کی جورگیں کاٹی جاتی ہیں۔جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ کَلِمَةً :اس کالغوی معنی مراد ہےیعنی ایک بات۔اَعُوْذُ : میں پناہ لیتا ہوں۔الشَّیْطَانُ :سرکش۔یہ شاط سے ہے۔جس کامعنی جلنا ہے۔یا شطن سے ہے جس کا معنی دوری ہے۔الرَّجِیْمُ : یہ فعیل بمعنی مفعول ہے۔اللہ کی رحمت سے دور ہونے والا۔

**فوائد**: (۱) یہ حدیث ارشادالٰہی سے لی گئی ہے ﴿اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ﴾ الایۃ ''کہ جب کوئی شیطان چوک لگائے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آ جاؤ۔ بیشک وہی ہر بات سننے اور جاننے والا ہے''۔غصہ کو شیطان بڑھاتا ہے اوراس غصہ پر دینی اور دنیاوی نقصانات مرتب ہوتے ہیں اسی لئے اس غصہ کے سبب کو جو وسوسہ ہے۔اللہ کی پناہ طلب کرنے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔
(۲) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہنمائی اور توجیہات کے سلسلہ میں مناسب آیات کی کس قدر خواہش رکھتے تھے۔

٤٧ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : مَنْ كَظَمَ غَیْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُنْفِذَهُ ، دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُخَیِّرَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ مَا شَآءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۴۷ : حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غصہ کو پی لیا۔ باوجودیکہ وہ اس کو نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کے سامنے بلائیں گے اور اسے فرمائیں گے کہ وہ حورعین میں سے جس کو چاہے چن لے۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج**: رواہ ابوداود فی الادب ' باب من کظم غیضًا ' والترمذی فی ابواب صفة القیامة ' باب فضل الرافق بالضعیف والوالدین والملوك رقم ٢٤٩٥

**اللغات**: كَظَمَ غَیْظًا : غصہ پینا'اس کے سبب کو برداشت کرنا اوراس پر صبر کرنا۔اصل كَظَمَ کامعنی زائل ہونے سے روکنا اور بند کرنا ہے۔اَلْحُوْرُ الْعِیْنِ : جوجمع حوراء ہے آنکھ میں بہت سفیدی اور بہت سیاہی کو کہتے ہیں۔وَالْعِیْن جمع عَیْنَاء ہے۔بڑی آنکھوں والی مراد یہاں خوبصورت عورت ہے۔

**تخریج**: (۱) غصہ پی جانے کی ترغیب ملتی ہے۔(۲) بدلہ لینے کی قدرت ہواور پھر معاف کر دینا قابل قدر ہے۔

٤٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَوْصِنِیْ۔ قَالَ : لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا ، قَالَ : لَا تَغْضَبْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۴۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔اس نے دوبارہ یہی گزارش کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:لَا تَغْضَبْ ۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی الادب ' باب الحذر من الغضب

**اللغات:** اَوْصَانِیْ یعنی ایسی وصیت جو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کی جامع ہو۔ایک روایت میں ہے کہ اَخْبَرَنِیْ یعنی مجھے ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور بہت زیادہ نہ بتلائیں تا کہ میں اس کو سمجھ نہ سکوں۔

**فوائد:** (۱) غصہ کا بگاڑ بہت بڑا ہے جو اس سے پیدا ہوتا ہے وہ بھی بڑا ہے۔(۲) غصہ کے اسباب سے بھی بچنا چاہئے۔یہ قابل مذمت چیز ہے۔(۳) دنیا کی خاطر غصہ مذموم ہے۔(۴) محمود غصہ وہ ہے جو اللہ کی خاطر ہو اور اس کے دین کی مدد کے لئے ہو۔ آنحضرت ﷺ کو تب غصہ آتا جب اللہ کی حدود میں سے کسی کی خلاف ورزی ہوتی۔

٤٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن مرد و عورت کی جان' اولاد اور مال پر آزمائش آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الزهد : باب ما جاء فی الصبر علی البلاء رقم ۲۴۰۱

**اللغات:** اَلْبَلَاءُ :امتحان خواہ بھلائی سے ہو یا برائی سے مگر اس لفظ کا استعمال اب مصائب کے لئے ہوتا ہے۔

**فوائد:** (۱) مؤمن ہر وقت قسم قسم کی آزمائشوں کے سامنے ہے۔(۲) امتحان والے مؤمن کو بشارت ہے ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ......﴾ ''کہ ہم تم کو خوف' بھوک اور اموال کی کمی اور جانوں کی کمی اور پھلوں کی کمی سے آزماتے رہیں گے۔ آپ ﷺ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں''۔

٥٠ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ ' وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ' وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ وَمُشَاوَرَتِهٖ – كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا – فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ ابْنِ اَخِیْ :لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَيْهِ ' فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ' فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ :هِیَ يَا ابْنَ

۵۰: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس مہمان بنے۔یہ حُر ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل تھا۔ قراء حضرت عمر کے ہم مجلس اور مشورہ والے تھے۔خواہ نو جوان تھے یا بوڑھے۔عیینہ نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ تمہارا اس امیر کے ہاں مرتبہ ہے۔میرے لئے ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرو۔چنانچہ حر نے اجازت مانگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ جب عیینہ آپ کے پاس آئے تو کہنے لگے۔اے ابن خطاب قسم بخدا! تو نہ ہمیں زیادہ عطیات دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان انصاف

الْخَطَّابِ ، فَوَ اللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ ، وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ! فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُوْقِعَ بِهٖ. فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ، وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سے فیصلہ کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا یہاں تک کہ اس کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ حر نے کہا اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ "آپ عفو و درگزر سے کام لیں اور بھلائی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض فرمائیں" اور یہ جاہلوں میں سے ہے جب یہ آیت حُر نے تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ذرا بھی آگے نہ بڑھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر رک جانے والے تھے۔

(بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب التفسیر سورة الاعراف باب خذ العفو وامر بالمعروف والاعتصام ' باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی الله علیه وسلم

**اللغات:** عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ : فتح مکہ کے دن اسلام لایا یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا۔ یہ سخت مزاج دیہاتیوں میں سے تھا۔ یہ مرتد ہوگیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا۔ اپنے بھتیجے حُر بن قیس بن حصن فزاری کے پاس مہمان بنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حر کو قریب بٹھاتے تھے کیونکہ وہ قراء اور فقہاء صحابہ میں سے تھے۔ النفر : یہ دس سے کم تعداد پر بولا جاتا ہے اس کی جمع انفار ہے۔ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ : ان کی مجلس میں اکثر بیٹھنے والے۔ کھولاً : تیس سال سے چالیس سال تک کی عمر والا بعض نے کہا ۳۳ سے پچاس سال تک کی عمر جس کی ہو۔ لَكَ وَجْهٌ : تمہیں مرتبہ اور مقام حاصل ہے۔ هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ : یہ ڈانٹ کا کلمہ ہے۔ بعض نے کہا هِيَ ضمیر ہے اور خبر محذوف ہے۔ هِيَ دَاهِيَةٌ (وہ بڑی مصیبت ہے) بخاری کے الفاظ یہ ہیں هِيْه یا ايه نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہے۔ اب تنوین کے بغیر اس کا ترجمہ زِدْنِيْ مِنَ الْحَدِيْثِ الْمَعْهُوْدِ مقررہ بات مزید فرمائیں اور تنوین کے ساتھ اس کا ترجمہ یہ ہے کسی بھی بات کا اضافہ فرمائیں۔ الْجَزل : بڑا عطیہ۔ هَمَّ : ارادہ کیا۔ خُذِ الْعَفْوَ : درگزر فرمائیں یعنی لوگوں کے اخلاق کے سلسلہ میں معافی اور آسانی والی بات کریں اور اس کے متعلق زیادہ کھود کرید نہ کریں۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ : بھلائی کا حکم دیں' بھلائی سے مراد جو شرع میں مستحسن ہو۔ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ : جاہلوں سے اعراض کریں یعنی سفاہت کے ساتھ ان کا سامنا نہ کریں۔ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ : یہ اطاعت کتاب اللہ سے کنایہ ہے اور آیات کے سلسلہ میں کامل اہتمام سے کنایہ ہے یعنی "کتاب اللہ پر رک جانے والے اور اس سے آگے نہ بڑھنے والے"۔

**فوائد:** (۱) اس میں قرآن مجید سے عامل کے مواقع پر اس قرآن مجید کے عامل علماء کا مرتبہ بیان کیا گیا ہے وہ لوگ اس سے مراد نہیں ہیں جو خوشی و غمی کے مواقع پر اس قرآن مجید سے مال کماتے ہیں۔ (۲) حاکم کو چاہئے کہ وہ ایسے لوگوں کو راز دار اور ہم مجلس بنائے جو بھلائی و صلاحیت والے ہوں تا کہ ان سے وقتاً فوقتاً مشورہ کر سکے اور ان کے پاس بیٹھ سکے۔

٥١ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِىْ اَثَرَةٌ وَاُمُوْرٌ تُنكِرُوْنَهَا! قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ : تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِىْ عَلَيْكُمْ ، وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِىْ لَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَالْاَثَرَةُ : الْاِنْفِرَادُ بِالشَّىْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيْهِ حَقٌّ۔

٥١ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ترجیح ہوگی اور ایسے معاملات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب سمجھو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس حالت میں آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم وہ حق ادا کرو جو تم پر لازم ہے اور اللہ سے وہ مانگو جو تمہارا اپنا حق ہے۔ (متفق علیہ)

اَلْاَثَرَةُ : کسی ایسی چیز سے کسی کو خاص کرنا جس میں اس کا حق ہو۔

**تخریج** : رواه البخارى فى كتاب الانبياء ' باب علامات النبوة فى الاسلام وفى الفتن ' باب قول النبى ﷺ سترون بعدى اموراً تنكرونها ورواه مسلم فى كتاب الامارة ' باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء ' الاول فالاول

**اللغات** : تُؤَدُّوْنَ : تم ادا کرتے ہو۔

**فوائد** : (١) جو آدمی کی طاقت میں ہو اس پر صبر کرنا قضاوقدر کے طبع کے مخالب وموافق فیصلہ پر راضی رہنا۔ (٢) اللہ علیم وحکیم کی مراد حکم پر سر جھکا دینا (٣) اگر نگران حاکم ظالم ہو تو اس کی اطاعت کرنا اور اس کے خلاف خروج نہ کرنا اور نہ اس کی بیعت توڑنا بلکہ اللہ کی بارگاہ میں ان کی تکلیف کے ازالہ کی دعا کرنا اور ان کے شر کو دور کرنے اور درستگی کے لئے دعا کرنا۔

٥٢ : وَعَنْ اَبِىْ يَحْيٰى اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' اَلَا تَسْتَعْمِلُنِىْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ فَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِىْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِىْ عَلَى الْحَوْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَ "اُسَيْدٌ" :بِضَمِّ الْهَمْزَةِ۔ وَحُضَيْرٌ : بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُوْمَةٍ وَضَادٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

٥٢ : حضرت ابو یحیٰی اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عامل کیوں نہیں بناتے جس طرح فلاں کو بنایا؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں میرے بعد ترجیح کا سامنا کرنا پڑے گا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ مجھے تم حوض پر ملو۔ (متفق علیہ)

اُسَيْدٌ :حُضَيْرٌ کا وزن یہ ہے۔

**تخریج** : رواه البخارى فى الفتن ' باب قول النبى ﷺ سترون بعدى اموراً تنكرونها والجنائز والخمس والمناقب والمغازى والرقاق و مسلم فى الامارة ' باب الامر بالصبر عند ظلم الولاة واستئثارهم

**اللغات** : اَلَا تَسْتَعْمِلُنِىْ : یہ عرضداشت کے الفاظ ہیں کہ آپ مجھے عامل کیوں نہیں بناتے؟ اَلْحَوْضِ :یہ وہ حوض ہے جو ہمارے پیغمبرؐ کے ساتھ خاص ہے۔ فُلَانًا : یہ لفظ بول کر لوگوں میں سے وہ خاص آدمی جس کے بارے میں بات کی جارہی ہو وہ مراد ہوتا ہے۔

**فوائد:** (۱) آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے امت کو دی۔ (۲) افضل یہ ہے کہ عہدہ خود نہ مانگے البتہ اگر اس کا اہل ہو اور کوئی اس کا مد مقابل بھی نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (۳) آنحضرت ﷺ کے دیکھ لینے اور پھر عہدہ پر مقرر نہ کرنے سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ اس کے لئے مناسب نہیں۔ (۴) جب معاملات بگڑ جائیں اور مستحق حضرات کو مناسب مناصب نہ ملیں تو صبر کرنا چاہئے۔

۵۳ : وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِیْهِمْ فَقَالَ :یَا اَیُّهَا النَّاسُ ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اَهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔

۵۳ : حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ دشمن کے ساتھ ایک لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار کیا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! دشمن کے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور جب دشمن سے سامنا ہو جائے تو جمے رہو اور یقین کرلو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ پھر یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِ اے اللہ کتاب کے اتارنے والے، بادلوں کے دوڑانے والے اور اعداء اسلام کے مختلف گروہوں کو شکست دینے والے ان کافروں کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری امداد فرما۔ (متفق علیہ) وباللہ التوفیق

**تخریج:** رواه البخاری فی الجهاد ، باب الجنة تحت بارقة السیوف ، وباب لا تتمنوا لقاء العدو ورواه مسلم فی الجهاد ، باب کراهة تمنی لقاء العدو والامر بالصبر عند اللقاء

**اللغات:** فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ : غزوات وحروب کے ایام میں سے کسی دن یا کسی غزوہ میں۔ اِنْتَظَرَ :انتظار کیا یعنی قتال کو مؤخر کیا۔ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ :یہاں تک کہ سورج مائل ہو گیا یعنی زوال کی طرف جھک گیا۔ اسْاَلُوْ اللّٰهُ الْعَافِیَةَ :اللہ سے عافیت مانگو۔ امام نووی فرماتے ہیں عافیت طلب کرنے کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں یہ ایسا لفظ ہے جو بدن کی ظاہری و باطنی آفات اور دین کی باطنی آفات اور اسی طرح دنیا و آخرت کی آفات و مصائب کے دفعیہ کو شامل ہے۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالُ السُّیُوْفِ : یہ نفیس اور عمدہ کلام ہے جو بلاغت کی تمام اقسام کو جامع ہے۔ اس کے الفاظ نہایت شاندار شیریں اور استعارات بہترین ہیں۔ فصحاء و بلغاء اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔ اس ارشاد میں مختصر ترین الفاظ میں جہاد پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور اس کے ثواب کی خبر دی گئی ہے اور دشمن کے قریب ہو کر تلوار کے استعمال پر آمادہ کیا گیا۔ تلواروں پر اعتماد کا حکم دیا گیا اور لڑنے والوں کو دشمن سے مقابلہ کے وقت اتنا قریب کرنے کا حکم ہے کہ تلواریں بلند ہو کر تلوار چلانے والوں کا سایہ بن جائیں۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار چلانے والا جنت میں داخل ہوگا۔ اَلْاَحْزَابُ :اس سے مراد کفار کے وہ گروہ ہیں جو غزوۂ خندق کے موقعہ پر جمع ہو کر

مسلمانوں کومٹانے کے لئے مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔

**فوائد:** (۱) جہاد کی تیاری کرنی چاہئے دشمن سے مقابلہ کے لئے نکلنے اور ہتھیاروں کی قوت حاصل کر لینے کے ساتھ ساتھ سچی توبہ اور ترکِ معاصی سے اللہ کی بارگاہ میں پناہ طلب کرنی چاہئے۔ (۲) مصائب و تکالیف میں خوب عجز و نیاز سے دعا کرنی چاہئے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کی اپنی امت پر شفقت و رحمت ظاہر ہوتی ہے۔ (۴) آپ ﷺ نے دشمن سے مقابلہ کرنے کی تمنا کرنے سے منع فرمایا۔ (۵) مادی قوت پر اعتماد کر کے احتیاط اور حفاظتی تدابیر کو ترک کرنا اچھی بات نہیں۔ (۶) صبر پر آمادہ کیا گیا ہے جبکہ وہ جہاد کے اہم عناصر میں سے ہے۔

## ٤ : بَابُ الصِّدْقِ

## بَابٌ : سچائی کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ [التوبة:١١٩]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔ (التوبہ)

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ﴾ [الاحزاب:٣٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ [محمد:٢١]۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں۔ (الاحزاب) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر وہ اللہ سے سچ بولتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ (محمد)

صِدْق : علماء کے نزدیک اس کی بہترین تعریف یہ ہے کہ جو خبر واقعہ کے مطابق ہو کذب اس کا اُلٹ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ صدق ظاہر و باطن، سر و علانیہ کی یکسانی کو کہتے ہیں اور صدق کی تعریف یہ بھی ہو سکتی ہے احکام شرع کے تقاضہ کے مطابق عمل۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ ۔ فَالْاَوَّلُ:

احادیث ملاحظہ ہوں:

٥٤ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا ، وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت لے جانے والی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے اور بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

**تخريج** : رواه البخاری فی الادب ، باب قول الله تعالى : ﴿يايها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصدقين﴾ وما ينهى عن الكذب و مسلم فی البر باب تحريم النميمة وباب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله

اللغات: اَلْبِرُّ: بھلائی و نیکی۔ یہ بَرَّ یَبِرُّ بَار سچا متقی کَذَا فِی الْمِصْبَاحِ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بِر حقیقتاً تمام بھلائیوں کا جامع نام ہے۔ یَهْدِیْ براہنمائی کرے اور پہنچائے۔ صِدِّیْقًا: یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو بار بار سچ بولنے اور اختیار کرنے کی وجہ سے سچ اس کی عادتِ ثانیہ بن جائے۔ اَلْفُجُوْرَ: فَجَرَ یَفْجُرُ فُجُوْرًا برے اعمال کرنا۔ کَذَّابًا: یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس آدمی کو کہتے ہیں جو بار بار جھوٹ بولنے کی وجہ سے جھوٹ کو اپنی عادت ثانیہ بنا لے۔ یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا اس کے لئے صدق کا حکم کردیا جاتا ہے۔ وہ اس صفت کا مستحق اور صادقین کے ثواب کا حقدار بن جاتا ہے۔ کَذٰلِکَ یُکْتَبُ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا: اس کے لئے کذب کا فیصلہ کردیا جاتا ہے۔ وہ صفت کذب کا حقدار بن جاتا ہے اور کذابین کے عذاب کا حقدار بن جاتا ہے۔

**فوائد:** (۱) صدق کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ وہ ہر بھلائی کا سبب ہے اور جھوٹ کی ممانعت کی گئی کیونکہ وہ ہر برائی کا سبب و سرچشمہ ہے اور جو آدمی کسی چیز میں مشہور ہو جائے وہ اسی وصف کا حق دار بن جاتا ہے۔ (۲) ثواب و عذاب کا دارومدار اس عمل پر ہے جو انسان انجام دے۔

الثانی:

۵۵ : عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلٰی مَا یَرِیْبُکَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِیْنَۃٌ، وَالْکَذِبَ رِیْبَۃٌ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ. قَوْلُہٗ: "یُرِیْبُکَ" ھُوَ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَضَمِّھَا: وَمَعْنَاہُ اُتْرُکْ مَا لَا تَشُکُّ فِیْ حِلِّہٖ وَاعْدِلْ اِلٰی مَا تَشُکُّ فِیْہِ۔

۵۵: حضرت ابومحمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں یاد ہیں: "دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلٰی مَا یَرِیْبُکَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِیْنَۃٌ، وَالْکَذِبَ رِیْبَۃٌ" جو بات شک میں مبتلا کرے اس کو چھوڑ اور اس کو اختیار کر جو شک میں نہ ڈالے۔ سچائی اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے۔ (ترمذی)

یُرِیْبُکَ: جس کے حلال ہونے میں شک ہو اس کو چھوڑ دو اور اس کی طرف جھک جاؤ جس میں شک نہ ہو۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب صفۃ القیامۃ باب اعقلھا وتوکل رقم ۲۵۲۰

اللغات: یُرِیْبُکَ: یہ رَابَ یا اَرَابَ سے ہے۔ اور اَرَابَ مجرد کی بہ نسبت زیادہ فصیح ہے۔ رَاب اس امر کو کہتے ہیں جس میں شک کا یقین ہو۔ اَرَابَ جس امر میں شک کا وہم ہو۔ طُمَاْنِیْنَۃٌ: اِطْمَانُ الْقَلْبِ یعنی دل پرسکون ہو جائے اور اس میں اضطراب نہ رہے۔ طمانیت یہ اسم ہے یعنی سکون۔

**فوائد:** (۱) شبہات والی چیزوں سے بچنا مستحب ہے اور واضح حلال کو اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ جو شبہات سے بچا اس نے اپنی عزت اور دین کو محفوظ و مامون کرلیا۔

الثالث:

۵۶ : عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ

۵۶: حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ اپنے اس طویل بیان

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيْثِ الطَّوِيْلِ فِيْ قِصَّةِ هِرَقْلَ ' قَالَ هِرَقْلُ : فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ قُلْتُ : يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ' وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ۔ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالْعَفَافِ ' وَالصِّلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں جو ہرقل کے قصہ میں مذکور ہے کہتے ہیں کہ ہرقل نے کہا وہ پیغمبر تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے جواب دیا وہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ وہ ہمیں نماز کا حکم دیتے ہیں اور سچ بولنے اور پاک دامنی اور صلہ رحمی اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی آخر کتاب بدء الوحی و الصلاۃ وغیرھا و مسلم فی کتاب الجھاد ' باب کتاب النبی ﷺ الی ھرقل یدعوہ الاسلام

**اللُّغَاتٌ** : هِرَقْلُ : یہ روم کے بادشاہ کا نام تھا جس کا لقب قیصر تھا۔ یہ ان حکمرانوں میں سے ہے۔ جن کی طرف آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کے چھٹے سال خطوط لکھ کر ان کو اسلام کی دعوت دی۔ مگر اس نے قبول نہ کی۔ الْعِفَافُ :حرام کاموں سے بچنا جوانمردی کے خلاف کاموں سے بچنا۔ الصِّلَةِ :صلہ رحمی اور ہر وہ رشتہ کا حق جس کو اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم دیا اور یہ صلہ رحمی نیکی اور اکرام کے ساتھ ہے۔ یہ روایت بخاری نے بدء الوحی میں تفصیلاً ذکر کی ہے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کا ہمیشہ صدق کو اختیار کرنا اور اس سے معروف و مشہور ہونا اور دشمنوں کا آپؐ کے صدق کی گواہی دینا (۲) اس دین کی جڑ توحید اور شرک سے بچنا ہے اور یہ تمام فضائل کا سرچشمہ ہے۔ (۳) دین کے معاملہ میں اندھی تقلید سے بچنا چاہئے۔

ترجمہ :

۵۷ : عَنْ اَبِيْ ثَابِتٍ وَقِيْلَ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَقِيْلَ اَبِي الْوَلِيْدِ ' سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَهُوَ بَدْرِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : مَنْ سَاَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ ' وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۷ : حضرت ابو ثابت اور بعض نے کہا ابوسعید اور بعض نے کہا ابوالولید سہل بن حنیف بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ شہادت مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مراتب میں پہنچا دیں گے۔ خواہ اس کی موت اپنے بستر پر ہو۔ (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی الامارۃ ' باب استحباب الشھادۃ فی سبیل اللہ تعالٰی

**اللُّغَاتٌ** : بَدْرِيٌّ : وہ صحابی جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے ہوں۔ اَلشَّهَادَةُ اصل اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اللہ کے دشمن کے خلاف لڑائی کرتے ہوئے موت کا آنا۔ اس کو شہادت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ شہید کے لئے اللہ اور اس کے فرشتے جنت کی گواہی دیتے ہیں اور بعض نے کہا کہ شہید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور مرا نہیں (یعنی عالم برزخ میں) گویا کہ وہ شاہد و حاضر ہے۔ بعض نے کہا کہ رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ حق کی گواہی کے لئے کھڑا ہوا یہاں تک کہ اسی راہ میں قتل

کر دیا گیا۔ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء کے درجات۔

**فوائد:** (۱) دِل کی سچائی حاجت تک پہنچنے کا سبب و باعث ہے جو آدمی کسی نیک کام کی نیت کرے۔ خواہ اس پر عمل نہ کر پائے۔ اس پر اس کو ثواب دیا جائے گا۔ (۲) اخلاص سے شہادت کا طلب کرنا مستحب ہے۔

اَلْعَاشِرُ:

٥٨ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ لِقَوْمِهٖ : لَا يَتْبَعَنِّيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا ، وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا ، وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ اَوْلَادَهَا۔ فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ : اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا ، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَآءَتْ – يَعْنِي النَّارَ – لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا ، فَقَالَ : اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ : فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ۔ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ ، فَقَالَ : فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ۔ فَجَاؤُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ ، فَوَضَعَهَا فَجَآءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا۔ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ، ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٥٨: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ایک پیغمبر جہاد کیلئے نکلے۔ انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا میرے ساتھ ایسا کوئی آدمی نہ نکلے جس نے نئی نئی شادی کی ہو اور وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی تک ہمبستری نہ کی ہو اور نہ ہی وہ جس نے مکان بنایا ہو مگر ابھی تک اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور نہ ہی وہ آدمی جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔ چنانچہ وہ پیغمبر جہاد پر روانہ ہو گئے اور اس شہر میں عصر کی نماز کے وقت یا عصر کے قریب اس شہر میں پہنچے۔ پس انہوں نے سورج کو خطاب کر کے فرمایا: اے سورج تو بھی اللہ کی طرف سے مامور ہے اور میں اللہ کی طرف سے مامور ہوں۔ اے اللہ! سورج کو ہمارے لئے روک دے۔ چنانچہ سورج کو روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ شہر فتح کر دیا پھر انہوں نے غنائم کو جمع فرمایا۔ آسمان سے آگ ان کو جلانے کیلئے آئی مگر آگ نے اس کو نہ کھایا اور نہ جلایا۔ انہوں نے فرمایا تمہارے اندر مال غنیمت میں خیانت پائی جاتی ہے۔ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ ایک آدمی کا ہاتھ ان میں سے آپ کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے قبیلہ میں خیانت ہے۔ تمہارا قبیلہ میری بیعت کرلے۔ چنانچہ دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چمٹ گئے۔ آپ نے فرمایا خیانت تم میں ہے۔ پھر وہ ایک سونے کا سر لائے جو گائے کے سر کے برابر تھا۔ جب اس کو مال غنیمت میں رکھا۔ پس اسی وقت آگ اتری اور اس مال کو کھا گئی (پھر آنحضرتؐ نے فرمایا) ہماری شریعت سے پہلے غنائم کا مال کسی کیلئے استعمال کرنا

"اَلْخَلِفَاتُ" بِفَتْحِ الْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ : جَمْعُ خَلِفَةٍ وَهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ۔

جائز نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے غنائم کو حلال کر دیا۔ جب ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا۔ (متفق علیہ)

الْخَلِفَاتُ مَعَ خَلِفَةٌ :حاملہ اونٹنی

**تخریج**: رواه البخاری فی الجهاد ' باب قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم و فی النکاح ' باب من احب البناء قبل الغزو و مسلم فی کتاب الجهاد ' باب تحلیل الغنائم لهذه الامه خاصة

**اللُّغَاتُ**: نَبِيٌّ : یہ حضرت یوشع بن نون ہیں جیسا سیوطی نے کہا۔ بُضْعَ : یہ نکاح جماع' شرم گاہ پر بولا جاتا ہے۔ يَبْنِيَ بِهَا : عورت کے پاس داخل ہونا۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب خاوند عورت کے پاس قربت کے لئے آتا تو ایک خیمہ اس عورت کے لئے لگوایا جاتا جو بالوں کا بنا ہوا ہوتا تھا۔ یہ بناء کا لفظ بول کر دخول مراد لیا گیا ہے۔ مِنَ الْقَرْيَةِ : یہ اریحا ہے۔ لَمْ تَطْعَمْهَا :علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اس لفظ کو لَمْ تَأْكُلْهَا کی بجائے بطور مبالغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے ذائقہ تک بھی نہیں چکھا۔ غُلُوْلًا :غنیمت کے مال میں خیانت۔

**فوائد**: (۱) قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: پیغمبر ﷺ نے قوم کے اس قسم کے افراد کو اپنے ساتھ چلنے سے منع فرمایا کیونکہ ان کا دھیان ان کاموں کی طرف متوجہ رہے گا۔ جس کی وجہ سے ان کی شہادت اور جہاد کی طرف رغبت ڈھیلی پڑ جائے گی اور ارادے کمزور اور ضعیف ہو جائیں گے۔ (۲) پیغمبر ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ ان مشغولیتوں سے جب وہ فارغ ہوں گے تو سچی نیت اور پختہ عزم کے ساتھ جہاد کریں گے۔ (۳) دنیا کے معاملات سے مجاہدین کو فارغ رکھنا چاہئے تاکہ صدق وصفائی کے ساتھ وہ جہاد کی طرف متوجہ ہوں اور رہیں۔ (۴) انبیاء علیہم السلام کے معجزات برحق ہیں۔ (۵) جمادات کا معاملہ تسخیر وتکوین پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتے ہیں ان سے کام لے لیتے ہیں اور انسانوں کا معاملہ خود ظاہری اسباب کے اختیار کرنے پر ہے۔ (۶) اس زمانہ میں غنائم کی قبولیت اور اس میں خیانت نہ ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا دیتی تھی۔ اسلام میں مال غنیمت کا استعمال حلال کیا گیا اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت مبارکہ میں سے ہے۔

السادس :

۵۹ : عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا ' فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِیْ بَیْعِهِمَا ' وَاِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا مُحِقَتْ بَرَکَةُ بَیْعِهِمَا " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۹ : حضرت ابو خالد حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فروخت کنندہ اور خریدار کو اختیار ہے جب تک وہ اس مجلس سے جدا نہ ہوں۔ اگر دونوں نے حقیقت کو نہ چھپایا اور سچ بولا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائے گی اور اگر حقیقت کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

**تخریج**: رواه البخاری فی البیوع ' باب اذا بین البیعان ولم یکتما نصحا وغیره ومسلم فی البیوع ' باب ثبوت خیار المجلس للمتابعین

**اَللُّغَات:** اَلْبَيِّعَان : بائع اور مشتری۔ اَلْخِيَارِ : اختیار، تخییر فسخ و اجازت میں جو زیادہ خیر ہو اس کو طلب کرنا۔ اس کو خیار مجلس کہا جاتا ہے۔ فَإِنْ صَدَقَا : جس میں ان کو اختیار ملا یعنی بائع کو بیع میں اور مشتری کو ثمن میں۔ بَيَّنَا : بائع و مشتری اس کے عیب ظاہر کر دیں۔ بُوْرِكَ لَهُمَا : یعنی خرید و فروخت میں برکت اور کثرتِ خیر کو کہا جاتا ہے یا زیادہ نفع حاصل کرنے والے اسباب آسان ہو جائیں۔ كَتَمَا : سامان یا ثمن کے عیوب چھپائیں۔ مُحِقَتْ بَرَكَتُهَا بَيْعِهِمَا یعنی برکت مٹادی جاتی ہے فقط تھکاوٹ رہ جاتی ہے۔

**فوائد:** (۱) بیع کرنے والوں کو مجلس میں اختیار حاصل ہوتا ہے۔ عند الشوافع، عند الاحناف خیار و تفرق قول سے ثابت ہوگا۔ فَرَغَا مِنَ الْإِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ : ایجاب و قبول سے فارغ ہوں۔ بعض نے کہا کلام سے جدائی یعنی قبول میں اختلاف کا اظہار مثلاً وہ کہے بعتك بِعَشْرَةٍ اور مشتری جواب دے۔ اشْتَرَيْتُ بِعِشْرِيْنَ کہ میں نے بیس میں خریدی۔ (۲) سامان کے عیب کو ظاہر کرنا ضروری ہے اور اس کو چھپانا حرام ہے۔ جب عیب ظاہر ہو جائے تو بیع کو فسخ کرنے کا مشتری کو اختیار ہے جیسا کہ فقہا نے ذکر کیا۔ جھوٹ سے برکت مٹ جاتی ہے۔ (۳) جس طرح تاجر کو سامان میں سچائی برتنے اور ملاوٹ نہ کرنے سے بیع میں برکت دی جاتی ہے اسی طرح اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات میں اخلاص اختیار کرے اور واجبات کی ادائیگی میں ریاکاری اختیار نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس میں برکت عنایت فرماتے ہیں اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب بھی عنایت فرمائیں گے۔

## ۵ : بَابُ الْمُرَاقَبَةِ

## بَاب مراقبہ کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ﴾ [الشعراء :۲۱۸-۲۱۹] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ [الحديد :٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ﴾ [آل عمران :٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:١٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ [غافر :١٩]
وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ ذات جو تمہیں دیکھتی ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ کرنے والوں میں آتے جاتے ہو۔ (الشعراء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ (اپنی قدرت و علم سے) تمہارے ساتھ ہیں جہاں بھی تم ہو۔ (الحدید)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پر آسمان و زمین کی کوئی چیز مخفی اور چھپی ہوئی نہیں ہے۔ (آل عمران)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک آپ کا ربّ گھات میں ہے۔ (الفجر)
ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں اور جو سینوں میں مخفی باتیں ہیں ان کو بھی جانتے ہیں۔ (غافر)
آیات اس سلسلہ میں معروف ہیں۔

حل الآیات : حِيْنَ تَقُوْمُ : جب تو نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تَقَلُّبَكَ : آپ کا ارکان نماز مثلاً قیام، قعود، سجود میں منتقل ہونا۔ فِي السَّاجِدِيْنَ : نمازیوں کے ساتھ۔ بعض نے کہا انبیاء علیہم السلام کی اصلاب میں منتقل ہونا۔ مَعَكُمْ : اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اس معیت کی حقیقت اللہ کو معلوم ہے۔ بعض نے معیت سے علم مراد لیا ہے۔ اَلْمِرْصَادُ وَالْمَرْصَدُ : راستہ یا گھات کی جگہ۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا نگران ہے اس سے کوئی بھی غائب نہیں۔ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ :محرمات کی طرف چوری سے دیکھنے والی نگاہ۔ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ :دل جو چھپاتے ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ :فَالْاَوَّلُ

٦٠ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعَرِ ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ ، اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ قَالَ: صَدَقْتَ۔ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ : فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ؟ قَالَ :اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهٖ ، وَكُتُبِهٖ، وَرُسُلِهٖ ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔ قَالَ : صَدَقْتَ۔ قَالَ : فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ؟ قَالَ :اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ : قَالَ : فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ۔ قَالَ :مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ قَالَ :فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا۔ قَالَ :

احادیث ملاحظہ ہوں:

٦٠ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی جو انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا تھا آیا۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا اور ہم میں سے اس کو کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس اس طرح بیٹھا کہ اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا لئے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی رانوں پر دراز کر لیں اور کہنے لگا یا محمد (ﷺ) مجھے اسلام کے متعلق بتلاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بشرطِ استطاعت بیت اللہ شریف کا حج کرے۔ اس نے یہ سن کر کہا تم نے سچ کہا۔ ہم نے تعجب کیا کہ خود ہی سوال کر رہا ہے اور خود ہی تصدیق کر رہا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے ایمان کے متعلق بتلاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتلاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو! گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر چہ تم اس کو واقعہ میں دیکھ نہیں رہے ہو۔ وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے قیامت کے متعلق خبر دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ اس نے کہا تم مجھے اس کی کچھ علامات کے متعلق بتلاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے

اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا ' وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ۔ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ :يَا عُمَرُ ' اَتَدْرِیْ مِنَ السَّائِلِ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ : فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پاؤں' ننگے جسم' تنگ دست' بکریوں کے چرواہے بڑی بڑی عمارات بنائیں گے۔ پھر وہ چلا گیا میں کچھ دن ٹھہرا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: اے عمر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔ (مسلم)

وَمَعْنٰى : "تَلِدُ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا" : اَیْ سَيِّدَتَهَا ؛ وَمَعْنَاهُ اَنْ تَكْثُرَ السَّرَارِیْ حَتّٰى تَلِدَ الْاَمَةُ السَّرِيَّةُ بِنْتًا لِسَيِّدِهَا ' وَبِنْتُ السَّيِّدِ فِي مَعْنَى السَّيِّدُ وَقِيْلَ غَيْرَ ذٰلِكَ ۔ وَ" الْعَالَةُ" : الْفُقَرَآءُ۔ وَقَوْلُهٗ "مَلِيًّا" اَیْ زَمَانًا طَوِيْلًا ' وَكَانَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا۔

تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا ۔ رَبَّتَهَا کا معنی مالکہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لونڈیاں بہت ہو جائیں گی۔ یہاں تک کہ لونڈی اپنے آقا کی بیٹی کو جنم دے گی اور آقا کی بیٹی آقا کے معنی میں ہے تو حاصل یہ ہوا کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ بعض نے اور معانی بھی کئے ہیں۔ اَلْعَالَةُ :فقرو محتاج۔ مَلِيًّا :طویل عرصہ اور یہ تین دن تھا۔ حدیث میں بھی اس سے مراد تین دن تھے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی اول کتاب الایمان

**اَللُّغَاتُ:** تَشْهَدَ :اقرار کرے' ظاہر کرے۔ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ :نماز کو ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرے۔ الصلاۃ لغت میں دعا کو کہتے ہیں۔ شریعت میں مخصوص شرائط کے ساتھ جو اقوال وافعال ادا کئے جاتے ہیں اور ان کی ابتداء تکبیر اور انتہاء تسلیم پر ہوتی ہے۔ تُؤْتِی الزَّكٰوةَ :زکوٰۃ ادا کرے۔ الزَّكٰوةُ :لغت میں نمو اور تطہیر کو کہتے ہیں اور شرع میں ایک معلومہ مقدار کو کہتے ہیں جو سال کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ اَلصَّوْمُ :لغت میں رکنا۔ شرع میں فطرات ثلاثہ سے رکنا۔ رَمَضَان : یہ ایک خاص مہینہ کا نام ہے اس کو روزوں کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ گناہوں کو جلاتا ہے۔ اَلْحج :لغۃً ارادہ کو کہتے ہیں۔ شرع میں حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ شریف کا قصد کرنا۔ اَلسَّبِيْلُ :راستہ' یہاں مراد زادِ راحلہ کا مالک ہونا ہے۔ تومن باللّٰه :اللہ تعالیٰ اس پاک ذات کا نام ہے جو تمام صفات کمالیہ کو جامع ہے۔ بعض نے کہا یہ اسم اعظم ہے اور اس کی ذات کے علاوہ کسی پر بولا نہیں جاسکتا۔ اَلْمَلَائِكَةُ : اللہ تعالیٰ کے وہ مکرم و معزز بندے جو کسی بات میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور مختلف شکلوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وظیفہ کو پورا کرنے والے ہیں اور نور سے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حقیقت کو جانتے ہیں۔ اَلْيَوْمُ الْاٰخِرِ :قیامت کا دن' اس کو یوم آخرت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد کوئی دن نہیں۔ اَلْقَضَاءُ لغت میں فیصلہ کو کہتے ہیں۔ شرع میں اللہ تعالیٰ کا وہ ازلی ارادہ جو اشیاء سے متعلق ہے اس طرح کہ جس طرح وہ اشیاء حقیقت میں ہیں اور جس طرح وہ اشیاء آئندہ رہیں گی۔ القدر : لغت میں اندازہ کو کہتے ہیں یعنی کسی چیز کو خاص انداز میں کر دینا۔ شرع میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق اشیاء کا ایجاد کرنا۔ خیرہ و شرہ :لوگوں کو جو بھلائی پہنچتی ہے مثلاً شادابی اور برائی پہنچتی ہے مثلاً قحط وغیرہ۔ یہ دونوں خیر و شر لوگوں کی نسبت سے ہے۔ باقی اللہ کے

ہاں تو ہر چیز حکمت کے ساتھ ہے جس کو وہ خود جانتے ہیں۔ اَلْاِحْسَانُ :عبادت میں پختگی اور اس کو کامل ترین انداز سے ادا کرنا۔ احسان کو مؤخر لایا گیا کیونکہ یہ انتہاء کمال ہے بلکہ ان تمام کو قائم کرنے والا ہے۔ اَنْ تَعْبُدَ :عبادت عاجزی کا انتہائی درجہ اللہ پر یقین اور اس کی رضامندی کے ساتھ۔ كَاَنَّكَ تَرَاهُ :گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ دوسرا لفظ يَرَاكَ حذف کردیا کیونکہ پہلا اس پر دلالت کرتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔ یہ اللہ کی نگہبانی کا انتہائی درجہ ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ :یعنی وہ کام نہ کرو جو اس کو پسند نہ ہوں اس لئے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ الساعة :قیامت کا دن۔ والمسئول عنه :یعنی جس سے اس کے وجود کا زمانہ دریافت کیا جارہا ہے۔ اَمَارَاتِهَا : یہ جمع امارت ہے مراد اس سے ایسی علامات جو قیامت کے قرب کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ اَلْاَمَةُ :لونڈی۔ رِعَاءَ :راعی۔ چرواہا۔ الشَّاءِ جمع شاة بکری۔ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ :آپس میں مکانات کی بلندی پر فخر کریں گے۔ یہ کنایہ ہے کہ معاملات نااہلوں کے سپرد ہوں گے۔ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ :دین کے احکام سکھاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام کی طرف تعلیم کی نسبت مجازی ہے کیونکہ اصل سکھانے والے تو حضور ﷺ ہیں۔

**فوائد:** (۱) جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کو آواز دی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ......﴾ کہ ایک دوسرے کی طرح نام لے کر حضور علیہ السلام کو آوازمت دو۔ ان کے معاملہ کو مخفی رکھنے کے لئے ایسا کیا گیا کہ گویا وہ نوارد دیہاتی ہیں یا فرشتے اس آیت کے حکم سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ كُمْ کی ضمائر ظاہر کرتی ہیں۔ (۲) ایمان دین کے بنیادی قواعد کی تصدیق کو کہتے ہیں۔ اسلام ظاہری افعال میں شریعت کی اطاعت ایمان و اسلام کا مفہوم الگ الگ ہے۔ مگر باہم لازم وملزوم ہیں۔ ایمان کا اعتبار بغیر اسلام کے نہیں ہوسکتا اور اسلام کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ شریعت میں توسعاً یہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ (۳) دنیا میں کسی انسان پر اسلام کا حکم تب لگائیں گے جب وہ اقرار کی قدرت ہوتے ہوئے شہادت کا اقرار کرے گا۔ (۴) جبرئیل علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کی گفتگو سے باہمی گفتگو کے طریقہ وسلیقہ کی تربیت دی گئی ہے اور سوال و جواب کا طریقہ سمجھایا گیا ہے۔ (۵) جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھنا یہ سکھلاتا ہے کہ علم کی مجلس میں کس طرح ادب واحترام سے بیٹھا جاتا ہے۔ (۶) قیامت کا تحدیدی علم کسی مخلوق کو نہیں ملا مگر قیامت کی بہت علامات ہیں جن میں سے چند یہاں ذکر کی گئی ہیں اور دیگر روایات میں اور علامات کا تذکرہ ہے۔ مشہور علامات مثلاً آمد عیسیٰ علیہ السلام ظہور دجال مغرب سے سورج کا طلوع ہونا وغیرہ۔ (۷) انسان کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حالت سے مطلع اور واقف ہے۔ (۸) حدیث میں اشارہ ہے کہ بعض اوقات غیر اہل کو معاملہ سونپ دیا جاتا ہے اور اس میں کثرت سے قطع رحمی ہوتی ہے اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ (۹) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کی بنیادوں کی نگہبانی کرے اور اس کے ارکان کی حفاظت کرے اور اس بات کو محسوس کرے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ پس ایمان کے دفاع اور اللہ کی نگہبانی سے اس کا عمل عمدہ ہو جائے گا۔

اَلثَّانِيْ :

۶۱ :عَنْ اَبِيْ ذَرٍ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ وَاَبِيْ

۶۱ : حضرت ابوذر جندب بن جنادہ اور عبدالرحمان معاذ بن جبل رضی

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا: وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی تم ہو اور غلطی کے بعد نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی اس غلطی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی)

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب البر والصلة 'باب ما جاء فی معاشرة الناس رقم ۱۹۸۸

**اللغات:** اِتَّقِ اللّٰهَ :اپنے اور عذاب الٰہی کے درمیان بچاوا بنا لے۔ یہ چیز اللہ کے اوامر کو کرنے اور مناہی کے ترک سے ہوگا۔ حَيْثُمَا كُنْتَ : جس جگہ میں بھی تُو ہو۔ جہاں تُو لوگوں کو دیکھے مگر وہ تم کو نہ دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے پر اکتفاء کرتے ہوئے۔ وَاَتْبِعْ : جب تو کوئی برائی کر بیٹھے تو اس کے ساتھ نیکی ملالو۔

**فوائد:** (۱) نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے یعنی محافظ فرشتوں کی کتابوں سے اس کو زائل کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ مواخذہ نہ کرنے سے کنایہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ صغائر کے سلسلہ میں ہے۔ البتہ کبائر تو ان کا کفارہ توبہ بن سکتی ہے۔ جو تو بہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو اور اس کا تعلق بھی ان گناہوں سے ہے جو حقوق العباد سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ (۲) خوش باش رہنا یہ حسن اخلاق کا حصہ ہے اور اسی طرح لوگوں کو ایذاء دینے سے باز رہنا اور ان سے نیک سلوک کرنا اور ان سے ایسا معاملہ کرنا جو اپنے بارے میں کیا جانا پسند ہو یہ حسن اخلاق کا حصہ ہے۔

الثالث :

٦٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: "كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ :يَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ :اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ ' وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ' وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

۶۲ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے۔ میں تم کو چند باتیں سکھاتا ہوں: (۱) اللہ (کے حکم کی) حفاظت کرو۔ وہ تیری حفاظت کرے گا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے (حق کی) نگہبانی کر اس کو تو اپنے سامنے پائے گا۔ (۳) جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے کر۔ (۴) جب تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ۔ (۵) اور یقین کر کہ اگر سارے لوگ کسی چیز سے تجھے نفع پہنچانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو وہ تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہو۔ (۶) اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے تمام جمع ہو

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ :احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ ' تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَآءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ ' وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ ' وَمَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ : وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ ' وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ ' وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا"۔

جائیں تو تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا۔قلم اُٹھائے جا چکے۔صحائف خشک ہو چکے۔(ترمذی)

ترمذی کے علاوہ روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ کی حفاظت کر اسے تو اپنے سامنے پائے گا۔اللہ کو خوشحالی میں پہچان وہ سختی میں تمہیں پہچانے گا اور یقین کر کہ جو تم سے چوک جائے (تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے) وہ تمہیں ملنے والا نہیں اور جو تم کو حاصل ہونے والا ہے۔ وہ تمہیں ملے بغیر رہ نہیں سکتا اور یقین کر مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے اور بلاشبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

**تخريج:** رواه الترمذى فى ابواب صفة القيامة ' باب يمكن يا حنظلة ساعة و ساعة رقم ۲۵۱۸

**اَللُّغَاتٌ:** يَوْمًا :دن کی کسی گھڑی میں۔ غُلَام :دودھ چھڑوانے سے لے کر بالغ ہونے تک یہ لفظ بولا جاتا ہے۔اس وقت ابن عباس کی عمر دس سال تھی۔ كَلِمَاتٌ :یہ جمع کلمہ ہے اور یہ جمع قلت ہے۔یہ چند کلمات اس لئے ہیں تاکہ یاد کرنا آسان ہو اور قریب ہونا ان کلمات کی عظمت کی اطلاع کے لئے ہے۔اِحْفَظِ اللّٰهَ تقویٰ کو لازم پکڑتے ہوئے اس کے دین کی حفاظت کر۔ان چیزوں سے پرہیز رکھ جو اسکو پسند نہیں۔تُجَاهَكَ :اپنے ساتھ اللہ کی معیت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے بعض نے کہا کہ اللہ سے مراد حفاظت' تائید' اعانت مراد ہے۔اسْتَعَنْتَ :دین کے معاملات میں سے کسی معاملہ میں مدد طلب کرے۔الْاُمَّةُ :جماعت انبیاء علیہم السلام کے پیروکار مگر یہاں مراد تمام مخلوق ہے۔رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ :ان پر لکھنا چھوڑ دیا گیا۔یہ کسی کام سے فراغت اور انقطاع کو کہتے ہیں۔جَفَّتِ :خشک ہو گئیں۔الصُّحُفُ :اس سے مراد وہ اوراق ہیں جن میں مخلوق کی تقدیریں ہیں مثلاً لوح محفوظ۔الرَّخَآءِ :نعمت :الْفَرَجَ :غم سے نکلنا غم اس تنگی کو کہتے ہیں جو نفس کو پیش آتی ہے۔

**فوائد:** (۱) اس چیز کا سوال غیر اللہ سے کرنا حرام ہے جس پر سوائے خدا کے کسی کو قدرت نہ ہو یعنی مافوق الاسباب ہو مثلاً رزق' شفاء' مغفرت' ورود نصرت وغیرہ۔مگر جن چیزوں میں لوگ ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور وہ ان کے دائرہ اختیار میں بھی ہو۔اس کے سوال میں کوئی حرج نہیں۔مثلاً مانگ کر کوئی چیز لینا' قرض طلب کرنا' کسی سے سیدھی بات یا راستہ طلب کرنا وغیرہ (۲) جو چیز اللہ کے علم میں ہے یا اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو اُم الکتاب میں ثبت فرما دیا ہے وہ ثابت ہے۔غیر مبدل' غیر متغیر' غیر منسوخ ہے۔جو واقع ہو چکا یا آئندہ واقع ہوگا۔وہ اللہ کو معلوم ہے اور کوئی شے اللہ کے علم کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔(۳) یہاں کشادگی کو تنگی اور آسانی کو تنگ دستی کے ساتھ ذکر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ جب تنگی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو بندہ تمام مخلوق سے مایوس ہو جاتا ہے اور اس کا دل صرف اللہ تعالیٰ سے متعلق ہو جاتا ہے اور توکل کی یہی حقیقت ہے۔(۴) یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا عظیم الشان اصول ہمارے سامنے رکھتی ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت کرنی چاہئے اور اپنے آپ کو اس کے حکم کے سپرد کر دینا چاہئے اور اسی پر ہی بھروسہ کرنا

چاہئے تاکہ اس کی توحید وتفرید کا ہر وقت مشاہدہ ہو اور تمام مخلوق کو عاجز اور اس کا ہر وقت محتاج سمجھے۔

اَلرَّابِعُ :

٦٣ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

وَقَالَ : اَلْمُوْبِقَاتُ : اَلْمُهْلِكَاتُ۔

۶۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! آج کل تم بعض کاموں کو بال سے بھی زیادہ باریک اور حقیر اپنی نگاہوں میں قرار دیتے ہو۔ مگر ان کاموں کو ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہلاکت انگیز کاموں میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

اَلْمُوْبِقَاتُ : مہلکات۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الرقاق ' باب ما یتقی من محقرات الذنوب

**اللُّغَات:** اَلشَّعْرُ : عین کا فتحہ اور جزم دونوں درست ہیں۔قلت اور باریکی میں بال سے مثال بیان کی جاتی ہے۔

**فوائد:** (۱) کسی گناہ کو معمولی سمجھنا یہ اللہ کے خوف میں کمی کی علامت ہے جس طرح کہ اس کا عکس اللہ تعالیٰ کے خوف کے کامل ہونے اور اللہ کی نگہبانی پر کامل یقین کی علامت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی پہچان سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ میں پائی جاتی تھی۔ کیونکہ دوسرے لوگ جن باتوں کو معمولی سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ان کو مہلکات یعنی تباہ کن باتوں سے قرار دیا کیونکہ وہ جلال الٰہی کا مشاہدہ کرنے والے اور اللہ کی کامل معرفت رکھنے والے تھے۔

اَلْخَامِسُ :

٦٤ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ ' وَغَيْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ يَّاْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْغَيْرَةُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ : وَاَصْلُهَا الْاَنَفَةُ۔

۶۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت کرتے ہیں اور اللہ کو غیرت دلانا یہ ہے کہ آدمی اس کام کا ارتکاب کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو۔ (متفق علیہ)

اَلْغَيْرَةُ : غین کے زبر کے ساتھ ہے جبکہ معناً اصل میں خو داری کو کہتے ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی النکاح ' باب الغیرہ و مسلم فی التوبۃ ' باب غیرۃ اللہ تعالیٰ و تحریم الفواحش

**اللُّغَات:** اَلْغَيْرَةُ : انسانوں کے سلسلہ میں حالت کی تبدیلی اور بےقراری کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ناممکن ہے۔ پس غیرۃ اللہ سے مراد لوگوں کو تمام فواحش و محرمات سے روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا کرنا پسند نہیں۔

**فوائد:** اس سے نفرت کرنا چاہئے جو محرمات کا ارتکاب کرے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔

الشاوىٰ:

۶۵ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : اِنَّ ثَلَاثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ. فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا فَقَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ الْاِبِلُ - اَوْ قَالَ الْبَقَرُ - شَكَّ الرَّاوِیْ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا۔ فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : شَعْرٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَذِرَنِیْ النَّاسُ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا۔ قَالَ : فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا : فَاَتَی الْاَعْمٰی فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ بَصَرِیْ فَاُبْصِرَ النَّاسَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهٗ۔ قَالَ : فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : الْغَنَمُ فَاُعْطِیَ شَاةً وَّالِدًا ، فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ. ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَی الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْئَتِهٖ فَقَالَ : رَجُلٌ مِّسْكِیْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ

۶۵: حضرت ابو ہریرہؓ کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی کوڑھی، گنجا، اندھا کو اللہ تعالیٰ نے آزمانے کا ارادہ فرمایا۔ پس ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور مجھ سے وہ تکلیف دور ہو جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اس سے وہ تکلیف جاتی رہی۔ جس کی وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ اس کو خوبصورت رنگ دے دیا گیا۔ پھر فرشتے نے کہا تمہیں کونسا مال تمام مالوں میں زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے) چنانچہ اس کو دس ماہ کی گابھن اونٹنی دے دی گئی۔ پھر فرشتے نے دعا دی بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عنایت فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اچھے بال اور یہ کہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ جس کی بنا پر لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ جس سے اس کا گنجا پن صحیح ہو گیا اور اس کو خوبصورت بال مل گئے۔ پھر فرشتے نے کہا تمہیں کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا گائے۔ اس کو ایک حاملہ گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کو دعا دی: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مال میں برکت دے۔ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ مجھے واپس کر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔ پھر فرشتے نے کہا تمہیں اموال میں سے کونسا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا بکریاں۔ اس کو ایک بچہ جننے والی بکری دے دی

سَفَرِىْ ' فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ
اَسْاَلُكَ بِالَّذِىْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ
وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِىْ
سَفَرِىْ" فَقَالَ : اَلْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ۔ فَقَالَ :
كَاَنِّىْ اَعْرِفُكَ' اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ
النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ : اِنَّمَا
وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ' فَقَالَ اِنْ
كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى
الْاَقْرَعَ فِىْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا
قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هٰذَا ۔ فَقَالَ:
اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ۔
وَاَتَى الْاَعْمٰى فِىْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ :
رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ انْقَطَعَتْ بِىَ
الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِىْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا
بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِىْ رَدَّ عَلَيْكَ
بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِىْ سَفَرِىْ؟ فَقَالَ :قَدْ
كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلٰى بَصَرِىْ فَخُذْ مَا
شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَ اللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ
الْيَوْمَ بِشَىْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ فَقَالَ :
اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ ' فَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ
عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ" مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔

"وَالنَّاقَةُ الْعُشَرَآءُ" بِضَمِّ الْعَيْنِ وَفَتْحِ
الشِّيْنَ وَبِالْمَدِّ :هِىَ الْحَامِلُ :قَوْلُهٗ "اَنْتَجَ"
وَفِىْ رِوَايَةٍ "فَنَتَجَ" مَعْنَاهُ : تَوَلّٰى نِتَاجَهَا
وَالنَّاتِجُ لِلنَّاقَةِ كَالْقَابِلَةِ لِلْمَرْاَةِ - وَقَوْلُهٗ

گئی ۔ بس ان دو کے جانور بھی پھلے پھولے اور اس کی بکری نے بھی
بچے دیئے ۔ پس ایک کے لئے اگر اونٹوں کی وادی تھی تو دوسرے کی
گائیں وادی کو بھر دیتی تھیں اور تیسرے کی بکریاں بھی وادی کو پُر
کرنے والی تھیں ۔ پھر معاملہ یہ ہوا کہ وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس اسی
شکل صورت میں گیا ( کوڑھی کی شکل بنا کر ) اور کہا میں ایک مسکین اور
غریب آدمی ہوں میرے سفر کے تمام ذرائع مسدود ہو چکے ۔ اب
میرے لئے آج کے دن گھر پہنچنے کا اللہ تعالیٰ کے سوا اور پھر تیرے سوا
کوئی ذریعہ نہیں ۔ اس لئے میں تم سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا
ہوں ۔ جس نے تجھے اچھا رنگ اور خوبصورت کھال اور مال عنایت
فرمائے ۔ میں تم سے ایک اونٹ مانگتا ہوں جس کے ذریعہ میں منزل
مقصود تک پہنچ جاؤں ۔ اس نے جواب دیا ۔ میرے ذمہ بہت سے
حقوق ہیں ۔ فرشتے نے اسے کہا گویا میں تجھے پہچانتا ہوں ۔ کیا تو وہی
نہیں جس کے جسم پر سفید برص کے داغ تھے لوگ تجھ سے نفرت کرتے
تھے اور تو فقیر ومحتاج تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال سے نوازا ۔ اس نے
کہا یہ مال تو میں نے باپ دادا سے ورثہ میں پایا ہے ۔ فرشتے نے کہا
اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو تھا ' پھر فرشتہ گنجے
کے پاس اسی کی شکل وصورت میں گیا اور اس نے وہی کہا جو کوڑھی کو
کہا تھا اور اس نے اسی طرح جواب دیا جس طرح اس نے جواب
دیا تھا ۔ اس پر فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اسی طرح
کر دے جس طرح پہلے تھا پھر اندھے کے پاس نابینا بن کر گیا اور کہا
میں ایک مسکین اور مسافر ہوں اور سفر کے تمام ذرائع مسدود ہو گئے ۔
اب منزل تک پہنچنا اللہ کی مدد اور پھر تیرے سہارے کے سوا ممکن
نہیں ۔ میں تم سے اس اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے
تیری نگاہ واپس کی ۔ مجھے ایک بکری عنایت کر دو تاکہ میں اپنی منزل
مقصود تک پہنچ سکوں ۔ اس نے کہا میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے بینا
کر دیا میرے اس مال میں سے جو چاہتے ہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ

"وَلَّدَ هٰذَا" هُوَ بِتَشْدِيْدِ اللَّامِ : اَیْ تَوَلّٰی وِلَادَتَهَا وَهُوَ بِمَعْنٰی اَنْتَجَ فِی النَّاقَةِ - فَالْمُوَلِّدُ ، وَالنَّاتِجُ ، وَالْقَابِلَةُ بِمَعْنًی لٰكِنْ هٰذَا لِلْحَيَوَانِ وَذٰلِكَ لِغَيْرِهٖ۔ قَوْلُهٗ "انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ" هُوَ - بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ : اَیِ الْاَسْبَابُ - وَقَوْلُهٗ : "لَا اَجْهَدُكَ" مَعْنَاهُ : لَا اَشُقُّ عَلَيْكَ فِیْ رَدِّ شَیْءٍ تَاْخُذُهٗ اَوْ تَطْلُبُهٗ مِنْ مَّالِیْ وَفِیْ رِوَايَةِ الْبُخَارِیِّ : "لَا اَحْمَدُكَ" بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمِيْمِ وَمَعْنَاهُ : لَا اَحْمَدُكَ بِتَرْكِ شَیْءٍ تَحْتَاجُ اِلَيْهِ كَمَا قَالُوْا : لَيْسَ عَلٰی طُوْلِ الْحَيَاةِ نَدَمٌ : اَیْ عَلٰی فَوَاتِ طُوْلِهَا۔

دو۔قسم بخدا اس میں سے آج تو جو اللہ کے لئے لے لے گا میں انکار نہ کروں گا۔فرشتے نے کہا اپنے مال کو تم اپنے پاس ہی رکھو۔ بلاشبہ تمہاری آزمائش کی گئی جس میں اللہ تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہوگیا (متفق علیہ)

اَلنَّاقَةُ الْعُشَرَاءُ :حاملہ اونٹنی ۔اَنْتَجَ وتَنَجَ :اس کے بچوں کا مالک بنا۔ اَلنَّاتِجُ :اونٹنی کے بچے جنوانے والا جیسا قابلہ کا لفظ دایہ عورت کے لئے ہے۔ وَلَّدَ هٰذَا :بکری کے بچوں کا مالک ہوا۔ یہ لفظ انتج کے ہم معنی ہے اونٹنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے نَاتِجٌ، مُوَلِّدٌ، قَابِلَۃٌ تینوں ہم معنی ہے۔صرف انسان کے لئے قابلہ آتا ہے اور بقیہ حیوانات کے لئے آتے ہیں۔ اِنْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ کا معنی اسباب کا منقطع ہونا۔لَا اَجْهَدُكَ :میں کسی چیز کی واپسی کی تکلیف نہ دوں گا۔لَا اَحْمَدُكَ :میں تیری تعریف نہ کروں گا کسی ایسی چیز کے ترک پر جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اہل عرب کا محاورہ ہے کہ زندگی کی درازی پر ملامت نہیں یعنی عمر کی لمبائی نہ ہونے پر ندامت نہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الانبیاء ' باب ما ذکر عن بنی اسرائیل و مسلم فی الزھد فی فاتحۃ

**اللُّغَات:** اَلْبَرَصُ: فسادِ مزاج کی وجہ سے جسم پر ظاہر ہونے والے سفید داغ۔ اَلْقَرَعُ :کسی بیماری سے سر کے بال جھڑ جانا۔ يَبْتَلِيَهُمْ : امتحان لینا' آزمانا' یعنی امتحان والے جیسا معاملہ ان سے کرنے والے ہیں تاکہ ان کا معاملہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو سکے۔ورنہ علم الٰہی تو موجود و معدوم کو ان کے وجود سے پہلے ہی شامل ہے۔قَذِرَنِیْ :لوگ مجھ سے کراہت کرتے ہیں اور مجھ سے دور ہوتے ہیں۔فَلَا بَلَاغَ :میں مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ :باپ دادا سے۔

**فوائد:** (۱) بخل انتہائی قبیح عادت ہے یہی وہ عادت ہے جس نے ان دونوں آدمیوں کو انعامات الٰہی بھولنے اور ان کو پس پشت ڈالنے پر آمادہ کیا۔(۲) بخل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو لازم کرنے والی خصلتیں ہیں۔جیسا کہ ابرص اور اقرع کے سلسلہ میں ہوا۔(۳) سچائی اور سخاوت ان عمدہ صفات میں سے ہو جو شکر اللہ اور سخاوت پر آمادہ کرنے والی ہیں۔اندھا انہی سے متصف تھا اسی لئے رضائے الٰہی کو پالیا۔(۴) اللہ کی بارگاہ میں بدلہ انسان کی نیت کے مطابق ملتا ہے۔(۵) بنی اسرائیل کے واقعات کو بیان کرنا درست ہے (جب تک ہماری شریعت کے کسی حکم کے خلاف نہ ہوں) ان واقعات میں عبرت و نصیحت ہے۔(۶) واقعات سے بات کو سمجھانا اور ان سے رہنمائی کرنا درست ہے۔ کیونکہ اس کی تاثیر دلوں میں عام نصیحت سے زیادہ ہوتی ہے۔(۷) مؤمن کو صدق و

سخاوت سے متصف ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکریہ قول و عمل سے جلد ادا کرنا چاہئے۔

اَلتَّاسِعُ :

٦٦ : عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ الْاَمَانِیَّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ قَالَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهَا مِنَ الْعُلَمَآءِ : مَعْنٰی دَانَ نَفْسَهٗ حَاسَبَهَا۔

٦٦: حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو مطیع رکھے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے تیاری کرے اور بے وقوف وہ ہے جس نے خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی آرزوئیں اور تمنائیں کیں''۔(ترمذی)

دَانَ نَفْسَهٗ : نفس کا محاسبہ کیا۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب القیامة ، باب الکیس من دان نفسه رقم ٢٤٦١

**اللّغات:** اَلْکَیِّسُ : عقلمند۔ اَلْعَاجِزُ : بیوقوف کمزور جو اس کام کو چھوڑ دے جس کا کرنا واجب ہو۔

**فوائد:** (١) نفس اور اس کے محاسبہ میں پوری احتیاط کرنی چاہئے اور بندگی کے لوازمات کو سرانجام دینا چاہئے اور جھوٹی تمنائیں اور دھوکا دینے والے توہمات میں نہ پڑنا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ دیں گے نہ کہ ان اعمال کا جن کی انہوں نے تمنا و خواہش کی۔

اَلثَّامِنُ

٦٧ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهٗ۔

٦٧ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے اسلام کی خوبی اس کا بے فائدہ کاموں کو ترک کر دینا ہے''۔ (ترمذی)

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الزهد ، باب ما جاء فمن تکلم فیما لا یعنیه ، ٢٣١٨ رقم

**اللّغات:** مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ : یعنی آدمی کے اسلام کی کمال اور استقامت۔ تَرْکُهٗ مَا لَا یُعْنِیْهِ : جس کی اس کو ضرورت نہیں اور نہ وہ اس کا حاجت مند ہے۔

**فوائد:** (١) آدمی کو اس کام میں مشغول ہونا چاہئے جس میں اس کے معاش و معاد کی بھلائی ہو اور ان کاموں سے احتراز و اعتراض کرنا چاہئے جو نہ اس کے لئے فائدہ مند ہوں اور نہ اس کی ضرورت ہو۔ بلکہ وہ کام اس کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔ اسی طرح بچوں کی طرح دوسروں کے کاموں میں دخیل نہ ہو یہی کمال استقامت ہے۔

الشالع

۶۸ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ ضَرَبَ امْرَاَتَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ۔

۶۸ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آدمی سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو مارا''۔ (ابوداؤد)

**تخریج**: رواہ ابوداود وفی النکاح، باب فی ضرب النساء۔

**اللغات**: لَا يُسْأَلُ: پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

**فوائد**: (۱) مرد عورت کو ایک دوسرے کے راز کی حفاظت کرنی چاہئے۔ مرد سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا کیونکہ بعض اوقات یہ ضرب ایسے اسباب کی وجہ سے پیش آتی ہے جن کا تذکرہ کرنا وہ ناپسند کرتا ہے یا جس کا چھپانا ہی بہتر ہے۔ یہ بات خاوند اور اللہ کی نگہبانی کے سپرد کر دینی چاہئے۔ کیونکہ خاوند اپنی بیوی کو ادب سکھانے کا ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر معاملہ عدالت میں چلا جائے اور معاملہ میں سوال و جواب کی نوبت آئے تو اس بات کو کہہ دینا مناسب ہے تاکہ حق واضح ہو جائے اور باہمی تعلقات کی درستگی ہو سکے۔

## ۶: بَابٌ فِي التَّقْوٰى

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ [آلِ عمران:۱۰۲] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن:۱۶] وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ مُبَيِّنَةٌ لِلْمُرَادِ مِنَ الْاُوْلٰى۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ [الاحزاب:۷۰] وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّقْوٰى كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق:۱-۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ [الانفال:۲۹]

## باب ۶: تقویٰ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس قدر تم میں استطاعت ہو''۔ یہ آیت پہلی آیت کا مطلب واضح کر رہی ہے۔ (التغابن) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی اور درست بات کہو''۔ (الاحزاب) تقویٰ کے حکم سے متعلقہ آیات بہت اور معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا''۔ (الطلاق) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک خاص امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ تم سے زائل کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے''۔ (الانفال)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ۔ آیات اس سلسلہ کی بہت ہیں۔

حل الآیات : التَّقْوٰی :یہ وقایہ سے اخذ کیا گیا ہے۔وقایہ سرکوڈھانپنے والی چیز کو کہتے ہیں جیسے خود وغیرہ اور التُّقَاۃ: یہ اس کا ہم معنی ہے۔اللہ کا تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کے درمیان اور جس چیز پر اس کی سزا کا خطرہ ہے۔اس کے درمیان کوئی بچاو ابنالے۔تا کہ اس کی سزا سے بچ سکے اور یہ بچاو اور روک اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی اور اس کے مناہی سے پرہیز کرنے سے حاصل ہوسکتا ہے۔حق تُقَاتِہٖ :ایسا تقویٰ جو اللہ کی ذات کے لائق ہو۔مَا اسْتَطَعْتُمْ: تمہاری طاقت کے مطابق اس میں وہ تمام کام آ جاتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جن سے روکا۔کیونکہ ایسا کرنا انسان کی طاقت میں ہے۔سَدِیْدٌ :یہ سداد سے بنا ہے۔درست بات کو کہتے ہیں۔مَخْرَجًا : وہ راستہ جو دنیا و آخرت کے مصائب سے اس کو نکال لے۔لَا یَحْتَسِبُ :دل میں خیال تک نہیں گزرتا۔فُرْقَانٌ :یہ فرق کا مصدر ہے۔ وہ چیز جو دو چیزوں میں جدائی ظاہر کرے۔یہاں مراد حق و باطل کے درمیان فاصل اور شبہات سے نکلنے والی ہو۔

**فوائد:** (۱) اللہ کا تقویٰ قول و عمل سے لازم ہے۔تقویٰ مشکلات سے نکلنے کا سبب ہے اور رزق حلال کے حصول کا ذریعہ ہے۔جو آدمی تقویٰ کو لازم پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور عقل میں ایک ایسی روشنی پیدا کرتے ہیں جس سے وہ حق کو پہچان کر اس کی اتباع کرتا ہے اور باطل کا فرق کر کے اس سے پرہیز کرتا ہے اور اسکے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کی معافی اور مغفرت کی بارش طلب کرتا ہے۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَالْاَوَّلُ :

۶۹ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ : "اَتْقَاهُمْ" فَقَالُوْا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ :فَیُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ بْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ" قَالُوْا :لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ "فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ؟ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَ "فَقُهُوْا" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَی الْمَشْهُوْرِ وَحُکِیَ کَسْرُهَا : اَیْ عَلِمُوْا اَحْکَامَ الشَّرْعِ۔

احادیث درج ذیل ہیں:

۶۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جو ان میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو''۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا ہم اس کے متعلق آپؐ سے سوال نہیں کرتے۔تو آپؐ نے فرمایا: ''پھر یوسف اللہ کے نبی باپ نبی دادا نبی پردادا نبی خلیل اللہ ہیں''۔صحابہ کرام رضوان اللہ نے عرض کیا ہم اس کے متعلق بھی سوال نہیں کر رہے۔آپؐ نے فرمایا پھر عرب کے خاندانوں کے متعلق دریافت کر رہے ہو۔ارشاد فرمایا: ''ان میں جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرلیں''۔(متفق علیہ)

فَقُهُوْا: شریعت کے احکام جان لیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء ' باب و اتخذ اللہ ابرھیم خلیلا و غیرہ و مسلم فی کتاب الفضائل ' باب من فضائل یوسف علیہ السلام

اللُّغَاتُ : اَکْرَم :یہ کرم سے اسم تفضیل ہے۔اصل میں کثرت خیر کو کہا جاتا ہے۔یہ کمینگی کی ضد ہے۔ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ :یعقوب علیہ

السلام۔ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ : حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ابْنُ خَلِيْلِ اللّٰهِ :ابراہیم علیہ السلام۔مَعَادِنِ :جمع معدن۔سونا نکلنے کے مقامات اور ہر چیز کے اصل کو کہا جاتا ہے۔یہاں قبائل عرب مراد ہیں۔فَقُهُوْا :اَلْفقه لغت میں فہم وفراست کو کہتے ہیں اور فقہ کا معنی فقہ جس کی عادت بن جائے۔

**فوائد:** (۱)انسان مکرم ومشرف اللہ تعالیٰ کے تقویٰ سے ہوتا ہے اور جو آدمی متقی ہو وہ دنیا میں بھی بہت زیادہ بھلائی والا ہوتا ہے اور آخرت میں اس کو بلند درجہ ملے گا۔(۲)انسان اپنے آباؤ واجداد اور خاندان سے بھی مشرف ہوتا ہے جب کہ وہ اتقیاء وصالحین ہوں اور یہ ان کے طرز عمل کو اپنانے والا ہو۔

الثانی :

۷۰ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : " اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا" فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ' فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءِ ؛ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَاءِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَآءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۰ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بے شک دنیا میٹھی' سرسبز ہے۔اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں نائب بنانے والا ہے۔پس وہ دیکھے گا کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔پس تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے۔کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں کے بارے میں تھی۔(مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الرقاق ' باب اکثر اهل الجنة الفقراء واکثر اهل النار النساء وبیان الفتنة بالنساء

**اللغات:** حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ :یعنی دنیا کی طرف میلان یہ میٹھے پھل کے ذائقہ کے مشابہ ہے اور رنگت میں اس کے رنگ کی طرح سبزی والا ہے۔مُسْتَخْلِفُکُمْ :تم کو دنیا میں خلیفہ بنایا تم بمنزلہ وکلاء کے ہو۔اتَّقُوا الدُّنْیَا :دنیا پر مغرور ہونے سے بچو۔اتَّقُوا النِّسَاءَ :عورتوں کے ذریعہ فتنے میں مبتلا ہونے سے بچو۔فِتْنَة کے لفظ کو کئی معانی میں استعمال کرتے ہیں۔(۱) گمراہی (۲) مشقت (۳) کسی چیز پر غور کرنا۔فِتْنَة :اس کو فتنہ میں ڈالا۔فِی النِّسَاءِ :یعنی عورتوں کے سبب سے یہ فِیْ بَا کے معنی میں ہے۔

**فوائد:** (۱)عورتوں کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان اسباب کو ترک کر دو۔جو خفیہ شہوت کو ابھارنے والے ہیں۔مثلاً عورتوں سے میل جول' اجنبی عورتوں کے ان مقامات پر نظر ڈالنا جو فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہوں اور حلال عورتوں سے تمتع اور فائدہ اٹھانے میں اتنا مشغول نہ ہو جائے کہ فرائض خداوندی کو بھول جائے۔(۲) سابقہ وگزشتہ امتوں سے نصیحت وعبرت حاصل کرنی چاہئے۔بنی اسرائیل کو جو پیش آیا وہ دوسروں کو بھی پیش آسکتا ہے۔جبکہ وہ اُس کے اسباب کو اختیار کریں۔

الثالث :

۷۱ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ : " اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ

۷۱ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی

اَلْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى : "اے اللہ میں آپؐ سے ہدایت' پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل و من شر مالم یعمل

**اللغات:** اَلْهُدٰى : راہنمائی' دلالت کرنا۔ اَلتُّقٰى : یہ اتقی کا مصدر ہے۔ اَلْعَفَافُ : اس چیز سے رکنا اور پاک رہنا جو حلال نہ ہو۔ اَلْغِنٰى : یہ فقر کی ضد ہے۔ مراد اس سے نفس کی غنا ہے اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے پروائی اختیار کرنا۔

**فوائد:** (۱) تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنا اور جھکنا چاہئے۔ (۲) ان صفات کو دیگر صفات پر افضلیت حاصل ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان کو اپنے لئے طلب فرمایا ہے اور آپ تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم رکھنے والے ہیں۔

الرابع :

۷۲ : عَنْ اَبِىْ طَرِيْفٍ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ رَاٰى اَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْهَا فَلْيَاْتِ التَّقْوٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۲ : حضرت ابوطریف عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو آدمی کسی بات پر قسم کھا لے پھر اس سے زیادہ تقویٰ والی بات دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ تقویٰ والی بات کو اختیار کرے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الایمان ' باب ندب من حلف یمیناً فرای غیرھا خیرا منھا ان یاتی الذی ھو خیر و یکفر عن یمینه۔

اَلْحَلْفُ وَالْيَمِيْنُ : ان دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے عزم و نیت کے ساتھ ایک عقد کرنا۔ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ یہ تاکید ہے۔ اَتْقٰى اللّٰهَ : اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا اور معصیت سے دور رہنے والا۔

**فوائد:** (۱) تقویٰ کو اختیار کرنا لازم ہے۔ (۲) جو آدمی کسی گناہ کے کام کی قسم اٹھائے تو وہ اس کو مت پورا کرے۔ (۳) اگر اس کے کرنے کی قسم اٹھا چکا تو اس قسم کو توڑ ڈالے اور قسم کا کفارہ ادا کرے اور معصیت کا ہرگز ارتکاب نہ کرے۔

الخامس :

۷۳ : عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ : "اتَّقُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيْعُوْا اُمَرَآءَكُمْ تَدْخُلُوْا

۷۳ : حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: "اے لوگو! اللہ سے ڈرو' پانچوں نمازیں ادا کرو' مہینے کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حکام کی اطاعت کرو اپنے رب کی

جَنَّةَ رَبِّكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي آخِرِ كِتَابِ الصَّلٰوةِ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔ (ترمذی کتاب الصلوۃ کے آخر سے) اور کہا حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ' باب صلاة الجمعة

**اللُّغَات** : حجَّة الْوَدَاع : یہ آنحضرت ﷺ کا آخری حج ہے۔الوداع کالفظ تودیع کا مصدر ہے جس کا معنی الوداع کہنا ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ آپ ﷺ نے اس میں لوگوں کو الوداع فرمایا۔ خَمْسَكُمْ : پانچ فرض نمازیں۔ شَهْرَكُمْ : شہر رمضان مراد ہے۔ امراء کم : حکام۔

**فوائد** : (۱)ان امور کولازم پکڑنا یہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ میں سے ہے اور طریق جنت کا نہ صرف راستہ بلکہ دخول جنت کی شرط ہے اور استقامت فی الدین آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔(۲)حکام کی اطاعت ضروری ہے مگر ان کی اطاعت کی شرط یہ ہے کہ وہ اس بات کا حکم نہ دیں جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو۔

## ۷ :بَابٌ فِي الْيَقِيْنِ وَالتَّوَكُّلِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَمَّا رَاَى الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ، وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ، وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾ [الاحزاب :۲۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا : حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ﴾ [آل عمران:۱۷۳-۱۷۴] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾ [الفرقان:۵۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [آل عمران:۱۶۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ [آل عمران:۱۵۹] وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ

## باب ۷: یقین وتوکل کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:''جب مؤمنوں نے کفار کے گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس بات نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں اضافہ کیا''۔ (الاحزاب) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا بے شک لوگ تمہارے لئے جمع ہو گئے ہیں۔پس ان سے ڈرو تو ان کا ایمان بڑھ گیا اور کہنے لگے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہ ہمیں تو اللہ کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔پس وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے اور ان کو ذرہ بھر تکلیف نہ پہنچی اور انہوں نے اللہ کی رضامندی کی اتباع کی اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں''۔(آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور تم بھروسہ کرو اس زندہ ذات پر جس پر موت نہیں''۔(الفرقان) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''جب تم عزم کرلو تو پھر اللہ پر بھروسہ کرو''۔ (آل عمران) توکل کے سلسلہ میں آیات بہت معروف ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے

بِالتَّوَكُّلِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ– وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [الطلاق:۳] اَیْ كَافِيهِ۔ وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ [الانفال:۲] وَالْاٰيَاتُ فِیْ فَضْلِ التَّوَكُّلِ كَثِيرَةٌ مَعْرُوْفَةٌ۔

وہ اللہ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے''۔ (الطلاق) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : ''کہ بے شک مؤمن وہی ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ آیات ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں''۔ (الانفال)

توکل کی فضیلت پر آیات بہت معروف ہیں۔

حل الآیات :اَحْزَاب :اس سے مراد قریش' قیس' غطفان ہیں جنہوں نے اس لئے اتفاق کیا کہ مسلمانوں پر مدینہ میں حملہ آور ہو کر مکمل طور پر مسلمانوں کا استیصال کریں۔آپ ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ کے گرد خندق کھودی۔ اس لئے اس غزوہ کا نام غزوۂ خندق ہے۔جس طرح کہ اس کا نام غزوۂ احزاب ہے۔یہ ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا۔هٰذَا مَا وَعَدَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ :یعنی یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ فرمایا یعنی کفار کے ساتھ لڑائی کی آزمائش اور ان پر غلبہ۔ اِيْمَانًا :اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کی تصدیق اور اللہ کی مدد پر یقین۔تَسْلِيْمًا :اللہ کے حکم کو تسلیم کرنا۔اَلَّذِيْنَ :مراد اس سے آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔اَلنَّاسُ :مراد اس سے نعیم بن مسعود اشجعی ہے۔ان الناس : اس سے مراد ابوسفیان اور ان کے ساتھی ہیں۔حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ :اللہ ان کے معاملہ اور شرکت کے لئے ہمیں کافی ہے اور وہ ذات بہت خوب ہے جس کے ساتھ ہم نے اپنا معاملہ کیا ہے وہی ہمارا حمایتی اور کارساز ہے۔فَانْقَلَبُوْا :وہ لوٹے۔بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ :یعنی سلامتی اور نفع کے ساتھ۔لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ:ان کو کوئی تکلیف قتل و زخم وغیرہ کی نہیں پہنچی۔رِضْوَانَ اللّٰهِ :جو اللہ کو راضی کر دے یعنی اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کرے۔یہ آیت آنحضرتؐ اور صحابہ رضوان اللہ کے متعلق اتری۔تَوَكُّلْ : اسباب ضروریہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ۔لَا يَمُوْتُ :فنا نہ ہونا۔عزمت :ارادہ کو پختہ کرنا۔وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ :ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں یعنی اسکی عظمت کے سامنے جھک جاتے ہیں اور اسکے جلال کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔تُلِيَتْ :پڑھی جاتی ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث یہ ہیں:

۷۴ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهٗ

۷۴ :حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں۔ میں نے ایک پیغمبر کو دیکھا کہ ان کے ساتھ چھوٹی جماعت ہے اور ایک اور نبی ہیں کہ ان کے ساتھ ایک اور دو آدمی ہیں اور ایک نبی ہیں کہ جن

اَحَدٌ اِذَا رُفِعَ لِیْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِیْ فَقِيْلَ لِیْ : هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِیْ : انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ الْاٰخَرِ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِیْ : هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ " ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِیْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِى الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ — وَذَكَرُوْا اَشْيَآءَ — فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : مَا الَّذِیْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ : هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ فَقَالَ : ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ : "اَنْتَ مِنْهُمْ" ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ : ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ : "سَبَقَكَ اللّٰهُ بِهَا عُكَّاشَةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الرُّهَيْطُ" بِضَمِّ الرَّآءِ تَصْغِيْرُ رَهْطٍ وَهُمْ دُوْنَ عَشَرَةِ اَنْفُسٍ — "وَالْاُفُقُ" النَّاحِيَةُ وَ الْجَانِبُ "وَعُكَّاشَةُ" بِضَمِّ الْعَيْنِ وَتَشْدِيْدِ الْكَافِ وَبِتَخْفِيْفِهَا وَالتَّشْدِيْدُ اَفْصَحُ۔

کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اچانک میرے سامنے ایک بہت بڑا گروہ ظاہر ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ وہ میری امت ہے۔ مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے۔لیکن تم افق کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک بہت بڑا گروہ نظر آیا۔ پھر مجھے کہا گیا دوسرے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا گروہ ہے۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہ تیری امت ہے۔ ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو جنت میں بلا حساب و عذاب داخل ہوں گے۔ پھر آپ اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔لوگ ان کے متعلق گفتگو کرنے لگے جو جنت میں بلا حساب و عذاب داخل ہوں گے۔بعض نے کہا شاید وہ لوگ ہیں جو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔بعض نے کہا شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور شرک نہیں کیا۔ اسی طرح کی کئی چیزوں کا لوگوں نے تذکرہ کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو فرمایا تم کس بحث میں مصروف ہو؟ انہوں نے اطلاع دی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہ خود کرتے ہوں اور نہ کسی سے کرواتے ہیں اور نہ ہی شگون لیتے ہیں بلکہ اپنے رب پر کامل بھروسہ کرتے ہیں۔حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کردے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی عرض کی کہ میرے لئے بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ اس میں تم سے سبقت کر گئے۔(متفق علیہ)

الرُّهَيْطُ :یہ رھط کی تصغیر ہے۔دس سے کم پر بولا جاتا ہے۔

اَلْاُفُقُ: طرف و جانب۔

عُكَّاشَہ :تشدید کے ساتھ زیادہ صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه البخارى فى الطب ' باب من اكتوى او كوىٰ غيره ومسلم فى الايمان ' باب الدليل على دخول

طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب

**اَللُّغَاتُ** : اَلنَّبِیُّ :یعنی انبیاء علیہم السلام میں سے ایک پیغمبر یہاں مراد وہ ہیں جن پر شریعت اتاری جائے اور اس کی تبلیغ کا ان کو حکم دیا جائے اور یہی رسول کہلاتے ہیں۔رُفِعَ لِیْ سَوَادٌ عَظِیْمٌ :یعنی میرے سامنے بہت سے لوگ پیش کئے گئے۔ سواد الناس کے لفظ کا معنی عام لوگ ہے۔مُوْسٰی وَقَوْمُهٗ : موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے لوگ۔هٰذِهٖ اُمَّتُكَ :دونوں عظیم جماعتوں کا مجموعہ۔فَاضَ :کسی معاملہ میں داخل ہونا' یہاں گفتگو کرنا مراد ہے۔لَا يَرْقُوْنَ :یعنی کوئی ایسی چیز نہیں پڑھتے کہ جس سے واقعہ ہونے والے یا متوقع شرور سے پناہ مقصود ہو۔يَسْتَرْقُوْنَ :تعویذ لینا۔الرُّقْيَةُ : یہ رقی کا مصدر ہے تعویذ کرنا۔لَا يَتَطَيَّرُوْنَ :شگون نہیں لیتے۔يَتَوَكَّلُوْنَ :اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ان اسباب ضرور یہ کو اختیار کرنے کے ساتھ جن کا شرع نے حکم دیا ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آپ پر امتوں کو پیش کیا گیا۔ یہ پیش کیا جانا یا تو نیند میں تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی برحق ہے یا پھر اسراء کی رات حالت بیداری میں یا اس کے علاوہ کوئی خاص صورت ہو۔اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ کو جس چیز سے چاہیں خاص فرما دیں۔(۲) اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبرؐ پر کس قدر فضل و احسان ہے کہ آپؐ کی امت تمام امتوں میں سب سے زیادہ تعداد میں ہے۔(۳) اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل دفع ضروریات حصول نفع کے لئے کس قدر عمدہ چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے توکل والوں کے لئے کتنا عظیم اجر و ثواب دینے کا وعدۂ عظیم فرمایا ہے۔(۴) تعویذ کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے بعض جائز ہیں جن میں ان مسنون دعاؤں کو استعمال کیا جائے جو آپؐ سے ثابت ہیں اور قرآن سے دم کرنا جائز ہے۔ان میں سے ناجائز تعویذات وہ ہیں جو جاہلیت والے شرکیہ کلمات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے صحت ایمان اور کمال توکل کے خلاف ہیں۔(۵) بدشگونی اور فال حرام ہے۔

اَلثَّانِیْ :

۷۵ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ ، وَبِكَ خَاصَمْتُ: اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا تَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۵ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ آنحضرتؐ دعا میں فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ ......''اے اللہ میں آپ کا فرمانبردار بنا اور آپ پر ایمان لایا اور آپ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور آپ ہی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی مدد سے میں جھگڑتا ہوں۔اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے راستہ سے بھٹکائے۔تو ایسا زندہ رہنے والا ہے جس پر موت نہیں اور جن و انس سب مر جائیں گے''۔(متفق علیہ) یہ روایت بخاری میں مختصر ہے۔یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

**تخریج** : أخرجه البخاری فی التوحید ' باب قولی تعالی وهو العزیز الحکیم ' سبحان ربك رب العزة عما یصف ولله العزة ولرسوله و مسلم فی الذکر و الدعاء ' باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما یعمل

اللُّغَات : اَسْلَمْتُ : تیرے حکم کوتسلیم کیا اوراس پر راضی ہوا۔ تَوَكَّلْتُ تمام کاموں میں تیری تدابیر پر میں نے بھروسہ کیا۔ اَنَبْتُ : میں نے رجوع کیا۔ بِكَ خَاصَمْتُ : میں اللہ کے دشمنوں سے اے اللہ! آپ کی خاطر جھگڑتا ہوں۔ اَعُوْذُ : میں پناہ مانگتا ہوں۔ بِعِزَّتِكَ آپ کی طاقت وشوکت کے ساتھ۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا اور اسی سے ہی حفاظت مانگنی چاہئے۔ کیونکہ کمال کی تمام صفات اسی ہی کے لائق ہیں۔ اسی ہی کی ذات اس قابل ہے۔ باقی تمام مخلوق عاجز ہے اور موت سے ان کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ اسی لئے وہ بھروسہ کے لائق نہیں۔ (۲) آنحضرت ﷺ کی اتباع اور پیروی میں ان کلمات جامعہ کو اپنی دعاؤں میں استعمال کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ سچے ایمان اور انتہائی یقین کی سچی عملی تصویر ہے۔

الثالث :

۷٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا قَالَ : حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ ﷺ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ ' وَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا : حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ اٰخِرَ قَوْلِ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ : حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

۷٦ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا اور حضرت محمد ﷺ نے اس وقت کہے جب لوگوں نے یہ کہا : اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ کہ مشرکین تمہارے لئے اکٹھے ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے ڈر جاؤ تو مسلمانوں کا ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے کہا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (بخاری) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو ان کی آخری بات یہ تھی: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہ میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔

**تخریج** : أخرجه البخاری فی التفسیر ' تفسیر سورة آل عمران ' باب ﴿ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم﴾

اللُّغَات : حَسْبُنَا: ہمیں کافی ہے۔ اَلْوَكِيْلُ : جس کے کام سپرد کیا جائے۔ یہ الفاظ ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہے جب ان کو نار نمرود (آگ) میں بذریعہ منجنیق ڈالا گیا۔

**فوائد** : (۱) توکل کی فضیلت اور اس کی ضرورت تنگی کے اوقات میں اس روایت سے ثابت ہو رہی ہے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اور مقربین بارگاہ الٰہی کی دعا اور توکل میں پیروی کرنی چاہئے۔

الرابع :

۷۷ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۷۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قِيْلَ مَعْنَاهُ مُتَوَكِّلُوْنَ ، وَقِيْلَ قُلُوْبُهُمْ رَقِيْقَةٌ۔

ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کچھ لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں جیسے ہوں گے۔ (مسلم) اس کا ایک معنی متوکل کیا ہے اور دوسرا معنی نرم دل کیا ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجنۃ ، باب یدخل الجنۃ اقوام افئدتھم مثل افئدۃ الطیر

**اللغات** : اَقْوَامٌ: جمع قوم۔ مراد مردوں اور عورتوں کی جماعت ہے۔

**فوائد** : (۱) اس میں توکل اور رقت قلب پر آمادہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں جنت میں داخلہ کا سبب اور اس کی نعمتوں سے فیض یاب ہونے کا ذریعہ ہے۔

الثامن :

۷۸ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُمْ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا قَالَ : مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ :قَالَ جَابِرٌ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَاِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ :تَخَافُنِيْ؟ قَالَ :لَا فَقَالَ : مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ : اللّٰهُ وَفِيْ

۷۸ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو یہ بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے۔ راستہ میں کانٹے دار درختوں کی ایک وادی میں نیند نے ان کو آ لیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ یہاں اتر پڑے۔ درختوں کے سایہ کی تلاش میں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی متفرق ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے سو گئے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمیں آوازیں دے رہے تھے اور ایک بدو آپ کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا: اس نے میری تلوار مجھ پر سونت لی اس حال میں کہ میں سو رہا تھا۔ جب میں بیدار ہوا تو تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ کون تجھے مجھ سے بچائے گا میں نے تین مرتبہ کہا اللہ اللہ اللہ۔ آپ نے اس سے بدلہ نہ لیا اور وہ بیٹھ گیا۔ (متفق علیہ) ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ؐ کے ساتھ تھے۔ جب ہم ایک گھنے سایہ دار درخت کے پاس آئے تو اس درخت کو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا۔ پس مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور آنحضرت ﷺ کی درخت سے

رِوَايَةِ اَبِیْ بَكْرٍ الْاِسْمَاعِيْلِيِّ فِیْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ : مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟ قَالَ : اللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟ فَقَالَ : كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ : تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ : لَا وَلٰكِنِّیْ اُعَاهِدُكَ اَنْ لَا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُّقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ قَوْلُهٗ :"قَفَلَ اَیْ رَجَعَ"- "وَالْعِضَاهُ" الشَّجَرُ الَّذِیْ لَهٗ شَوْكٌ- "وَالسَّمُرَةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّ الْمِيْمِ : اَلشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلْحِ وَهِیَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِضَاهِ "وَاخْتَرَطَ السَّيْفَ": اَیْ سَلَّهٗ وَهُوَ فِیْ يَدِهٖ :"صَلْتًا" اَیْ مَسْلُوْلًا ' وَهُوَ بِفَتْحِ الصَّادِ وَضَمِّهَا۔

لٹکی ہوئی تلوار اس نے لے لی اور سونت کر کہنے لگا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے کہا اللہ۔ امام ابوبکر اسماعیلی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّیْ ۔ قَالَ اللّٰهُ۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار پکڑ کر فرمایا۔ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا تم بہتر تلوار پکڑنے والے بن جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ میں آپ ﷺ سے لڑوں گا اور نہ میں ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تمہارے پاس ایسے شخص کے ہاں سے آیا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔

قَفَلَ : لوٹا۔ اَلْعِضَاهُ : کانٹے دار درخت۔ السَّمُرَةُ : کیکر کا درخت۔ یہ عضاۃ سے بڑا ہوتا ہے۔ اِخْتَرَطَ السَّيْفَ تلوار ہاتھ میں سونت لی۔ صَلْتًا : سونتی ہوئی۔

**تخريج** : أخرجه البخاری فی الجهاد ' باب من علق سيفه بالشجر فی السفر والمغازی باب غزوة ذات الرقاع و مسلم فی الفضائل ' باب توكله ﷺ علی الله تعالی وعصمة الله تعالی له من الناس

**اَللُّغَاتُ** : نَجْدٍ : بلند زمین۔ مراد حجاز کے علاوہ علاقہ۔ الْقَائِلَةُ: وقت قیلولہ یعنی دوپہر کی نیند۔ اَعْرَابِیٌّ : یہ غورث بن الحارث تھا جو کہ بنی محارب میں سے تھا۔ جن کے خلاف جہاد کے لئے غزوہ ذات الرقاع میں حضور ﷺ نکلے تھے۔ اس موقعہ کے بعد یہ اسلام لے آیا اور آپ کا صحابی بنا۔ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس میں جوتے نہ ہونے کے باعث صحابہ کرام نے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے باندھے تاکہ پاؤں کو شدید حرارت سے محفوظ کیا جائے۔ بعض نے کہا ذات الرقاع مدینہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اس پہاڑ کی رنگت سرخ 'سیاہ' سفید ہے۔ گویا وہ ٹکڑے ہیں۔ غزوہ اس پہاڑ کے پاس واقع ہوا۔ اسلئے اس کا نام ذات الرقاع پڑ گیا۔ اس کے متعلق اور بھی اقوال ہیں۔ یہ غزوہ ۶ ہجری میں پیش آیا۔ ثَلَاثًا: اس نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ آپ ﷺ نے بھی اسی طرح اپنا جواب تین مرتبہ دہرایا۔ ظَلِيْلَة: بہت سایہ دار درخت۔ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ : آپ عفو درگزر فرمائیں اور میری کوتاہی کی جگہ نیکی سے بدلہ دیں۔ خَلّٰى سَبِيْلَهٗ :اس کا راستہ چھوڑ دیا یعنی اس پر احسان فرمایا اور اس کو آزاد کر دیا۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کی بہادری اور دشمن کے سامنے دل کی مضبوطی۔ (۲) اللہ تعالیٰ پر آپ ﷺ کا بھروسہ اور سچا توکل

اور اس کی بارگاہ میں احسن انداز سے التجاء۔ (۳) توکل مصائب میں اکسیر کا کام دیتا ہے۔ (۴) آپؐ کا معاف کرنا اور اعلیٰ اخلاق اور اپنی ذات کی خاطر انتقام نہ لینا۔ (۵) معاملات میں آپ کی دوراندیشی اور حق کی طرف لانے کیلئے نفوس کا شاندار علاج۔

السادس:

۷۹ :عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ – مَعْنَاهُ تَذْهَبُ اَوَّلَ النَّهَارِ خِمَاصًا :اَيْ ضَامِرَةَ الْبُطُوْنِ مِنَ الْجُوْعِ وَتَرْجِعُ اٰخِرَ النَّهَارِ بِطَانًا : اَيْ مُمْتَلِئَةَ الْبُطُوْنِ۔

۷۹: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسے توکل کا حق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس طرح رزق عنایت فرماتے جیسا کہ پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح سویرے خالی پیٹ نکلتے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شروع دن میں بھوک کی شدت کے باعث ان کے پیٹ سکڑے ہوتے ہیں اور دن کے آخر میں پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب الزھد ' باب فی التوکل علی اللہ رقم ۲۳۴۵

**اللغات**: حَقَّ تَوَكُّلِهٖ :یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے سلسلہ میں تمام حالات میں سچائی کا دامن پکڑنے والا ہو۔

**فوائد** : (۱) ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر سچے توکل اور یقین پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) رزق کی تلاش میں اسباب کو اختیار کرنا اور کوشش کرنا یہ صحیح توکل ہے۔ جس طرح پرندے صبح گھروں سے نکل کر جانے کو ترک نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے یہ کوشش جاری رکھتے ہیں۔

السابع:

۸۰ : عَنْ اَبِيْ عِمَارَةَ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ :اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ ' وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ' لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ

۸۰: حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ''اے فلاں! جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ ' وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ ...... اے اللہ میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا اور میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کیا اور اپنا معاملہ آپ کے سپرد کیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنایا۔ رغبت کر کے یا ڈر کر تجھ سے۔ تیری پکڑ سے کوئی پناہ گاہ نہیں اور نہ نجات کی کوئی جگہ ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے

الَّذِیْ اَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِكَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ : وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنِ الْبَرَآءِ : قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ ثُمَّ قَالَ : وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ :

اتاری اور تیرے اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا''۔ (پھر آپؐ نے فرمایا) اگر تیری موت اس رات میں آ گئی تو تیری موت فطرت اسلام پر آئی اور اگر صبح کی تو تو نے خیر و بھلائی کو پالیا۔ (متفق علیہ) حضرت براء کی صحیحین والی روایت میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں: ''آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے براء تم جب اپنے بستر پر جاؤ۔ تو نماز والا وضو کرو پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور اس طرح کہو آگے اوپر والے الفاظ نقل کئے۔ پھر آخر میں فرمایا کہ ان کلمات کو سب سے آخر میں کہو''۔

**تخریج** : رواه البخاري في الدعوات ' باب ما يقول اذا نام و باب اذا بات طاهراً وباب النوم على الشق الايمن والتوحيد۔ و مسلم في الذكر والدعاء ' باب ما يقول عند النوم واخذ المضجع

**اللغات** : اَوَیْتَ: مل جائے اور سکون اختیار کرے۔ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ : میں نے اپنے آپ کو آپ کا مطیع بنا دیا۔ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَیْكَ : میں آپ کی طرف راضی خوشی متوجہ ہوا۔ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ : میں نے تمام معاملات میں آپ کی ذات پر توکل کیا۔ اَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ : میں نے اپنی حفاظت میں آپ پر اعتماد کیا۔ رَغْبَۃً وَّرَهْبَۃً اِلَیْكَ : آپ کے ثواب کی طمع میں اور آپ عتاب سے ڈر کر لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا کوئی نجات کی جگہ اور خلاصی کا مقام نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نہیں جس پر اعتماد کیا جائے اور کوئی ایسا نہیں جس کے پاس تیرے عذاب سے بچنے اور تیری مغفرت اور عفو حاصل کرنے کے لئے بھاگ کر جا سکیں۔ كِتَابِكَ : قرآن مجید جو تمام کتب منزلہ کا مصدق ہے۔ نَبِیِّكَ : حضرت محمدؐ جو تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں۔ الْفِطْرَۃِ : صحیح دین اور کامل ایمان فطرت کا اصل معنی جبلت اور ایسی طبیعت جو دین صحیح کو قبول کرنے کے لئے ہر دم تیار رہے۔ مَضْجَعَكَ : بستر اور نیند کی جگہ۔ شِقِّكَ : جانب۔ نَحْوَهٗ : سابقہ روایت کی ہم معنی۔ آخِرَ مَا تَقُوْلُ : نیند کے وقت کی دعاؤں میں سے آخری ہو۔

**فوائد** : (۱) تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرنی چاہئے۔ (۲) ہر رات اللہ تعالیٰ سے وعدہ کی تجدید اور اسلام و ایمان کی توثیق قولاً اور فعلاً کر لینی مناسب ہے۔ (۳) نیند کے وقت یہ کلمات کہنا مستحب ہے اور دن کی گفتگو آدمی کو ان کلمات پر ختم کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ یہ ایمان و یقین کے معانی پر مشتمل ہے اور ان چیزوں پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھی حالت پر آمادہ کرتی ہیں۔

اشاعت :

۸۱ : عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَیْمِ بْنِ مُرَّۃَ ابْنِ كَعْبِ بْنِ

۸۱ : حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن لوی بن غالب قرشی التیمی رضی اللہ عنہ۔ جو خود اور ان کے والد اور والدہ سب صحابی ہیں رضی اللہ عنہم۔ سے روایت ہے کہ میں نے

لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ وَالتَّيْمِيِّ – وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَاُمُّهُ صَحَابَةٌ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ : نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلٰى رُءُ وْسِنَا فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا – فَقَالَ :مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مشرکین کے قدم دیکھے جبکہ ہم غار میں تھے۔ وہ ہمارے سروں کے اوپر کھڑے تھے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی نچلی جانب دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے کہ اللہ جن کا تیسرا ہے''۔

(متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب التفسیر ' باب قوله ثانی اثنین اذ هما فی الغار ' وفی فضائل الصحابه ' باب مناقب المهاجرین وفضلهم ' و مسلم فی فضائل الصحابه ' باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی الله عنه

**اللُّغَاتِ** : اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ :وہ مشرکین جو آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات کو تلاش کر رہے تھے جبکہ آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ الْغَارِ :غارِ ثور۔ عَلٰى رُءُ وْسِنَا :ہمارے بالکل اوپر۔

**فوائد** : (١) اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد لازم ہے اور اس کی نگہبانی اور عنایت پر مکمل اطمینان ہونا چاہئے جبکہ اپنی حد تک پوری کوشش کر چکا ہو۔ (٢) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفقت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدید محبت اور آپ ﷺ کے بارے میں دشمنوں کے خطرہ کو محسوس کرنا۔ (٣) اللہ تعالیٰ کی اپنے پیغمبروں علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء پر خصوصی عنایات اور اپنی مدد سے ان کی نگہبانی کرنا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا : ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا﴾ الآیۃ ہم اپنے رسولوں کی ضرور مدد کرتے ہیں اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے۔ دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔ (٤) آنحضرت ﷺ کی بے مثال بہادری اور قلب و نفس کا اطمینان ثابت ہوتا ہے۔

الثَّامِنُ :

٨٢ :عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ سَلَمَةَ وَاسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ اَبِيْ اُمَيَّةَ حُذَيْفَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ : قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا بِاَسَانِيْدَ

٨٢ :حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا جن کا نام ہند بنت ابی امیہ حذیفہ مخزومیہ ہے روایت کرتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ اپنے گھر سے تشریف لے جاتے تو نکلتے وقت یوں دعا کرتے : بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ...... ''میں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اس بات سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں راستہ سے بھٹک جاؤں یا ہٹایا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں یا میں کسی پر ظلم

صَحِيْحَةٍ - قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ۔

کروں یا ظلم کیا جاؤں یا جہالت کا ارتکاب کروں یا مجھ سے جہالت والا سلوک کیا جائے''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

**تخریج** : رواه الترمذی فی الدعوات ' باب التعوذ من ان تجهل او يجهل علينا و ابوداود فی الادب ' باب ما يقول اذا خرج من بيته

**اللّغَات** : اَضِلَّ :حق کے راستہ سے ضائع ہوکراس کی طرف راہ نہ پاسکوں۔اُضَلَّ :دوسرا کوئی گمراہ کر دے۔اَزِلَّ: باطل اور گناہوں کے گھڑے میں پھسل کرگر پڑوں۔اَجْهَلَ :غلطی اور بیوقوفی میں پڑ جاؤں۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں اوراسی طرح اس دعا کے اندر جو بھلائیاں ہیں ان کو حاصل کرنے اوراپنے نفس کوخبردار کرنے یانصیحت دلانے کی غرض سے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا مستحب ہے۔تاکہ گمراہی اور پھسلنے اورظلم و جبر سے نفس دور رہے۔(۲) حق کے راستہ سے انحراف سے حفاظت کی خاطر اورحق کے راستہ کے ہٹ جانے سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کومضبوطی سے تھامنا چاہئے اوراس کی بارگاہ میں اس کی التجاء کرنا چاہئے۔

**الثالث** :

۸۳ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ - يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ' يُقَالُ لَهٗ :هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ ' وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ ' زَادَ اَبُوْدَاوُدَ : فَيَقُوْلُ - يَعْنِي الشَّيْطَانَ - لِشَيْطَانٍ آخَرَ : كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ؟

۸۳: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشادفرمایا کہ جوشخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لے: بِسْمِ اللّٰهِ ...... ''میں اللہ کا نام لے کرگھر سے نکلتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور معصیت سے پھرنا اور نیکی پرقوت اللہ کی ہی مدد سے مل سکتی ہے''۔تو اس کو کہہ دیا جاتا ہےتو نے ہدایت پائی اور کفایت کر دیا گیا اور بچا لیا گیا اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی) ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ایک شیطان دوسرے شیطان کو کہتا ہے تیرا اس آدمی پر کس طرح قابو چلے گا جس کو ہدایت دی گئی اوروہ کفایت کر دیا گیا اور محفوظ کر دیا گیا۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی الدعوات ' باب ما جاء ما يقول اذا خرج من بيته ' فی ابوداود فی الادب ' باب ما يقول اذا خرج من بيته

**اللّغَات** : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ :معصیت سے بچانہیں جاسکتا اوراطاعت پرقدرت وطاقت نہیں مگراللہ کی مدد سے۔ يُقَالُ لَهٗ: احتمال ہے کہ کہنے والے خود اللہ تعالیٰ ہوں یا وہ فرشتہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے رکھا ہے۔وُقِيْتَ :ہر برائی سے بچ گیا۔ تَنَحّٰى :اس کی طرف سے ہٹ جاتا اوراس کے راستہ سے دور ہو جاتا ہے۔

**فوائد** : (۱) ہرشر سے حفاظت کے لئے مؤمن کا قلعہ اللہ کی بارگاہ میں پناہ اوراس کی بارگاہ میں توکل ہے۔(۲)اس دعا میں مذکور

نیکیوں کو حاصل کرنے کے لئے ان کلمات کو کہنا مستحب ہے۔

٨٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ اَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

"يَحْتَرِفُ" يَكْتَسِبُ وَيَتَسَبَّبُ۔

٨٤: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے آپؐ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دوسرا کمائی کرتا۔ اس کمانے والے نے اپنے بھائی کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ شاید تمہیں اسی کی وجہ سے رزق ملتا ہے۔ (ترمذی)

يَحْتَرِفُ : کمانا اور اسباب اختیار کرنا۔

**تخریج** : رواه الترمذي في الجواب الزهد ' باب في التوكل على الله

**اللغات** : يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : یعنی آپ کے ساتھ رہتا تا کہ علوم نبوت حاصل کرے اور دین کے مسائل سیکھے۔ فَشَكَا : کام کرنے والے نے شکایت کی کہ یہ تو میرا کام بالکل نہیں کرتا۔ تُرْزَقُ بِهٖ : اس کے سبب سے تمہیں رزق ملتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی علم کو حاصل کرنے اور دین کے احکام سیکھنے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو یاد کرنے کے لئے الگ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی مہیا فرما دیتے ہیں جو اس کے کاموں کو انجام دینے والے اور اس کی ضروریات کی کفالت کرنے والے ہوتے ہیں۔ (۲) اہل علم کی مدد و معاونت کرنی چاہئے (۳) جن لوگوں کی آدمی خبر گیری کرتا ہے ان کے سبب سے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

## ٨ : بَابٌ فِي الْاِسْتِقَامَةِ

## بَابٌ : استقامت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ﴾ [هود : ١١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾ [حم السجدة : ٣٠۔٣١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ''تم استقامت اختیار کرو جیسا تمہیں حکم ہوا''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر استقامت اختیار کی۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں یہ کہ نہ تم ڈرو اور نہ غم کرو اور تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ تمہارے لئے ہے جو تمہارے نفس چاہیں گے اور تمہیں ملے گا جو تم مانگو۔ یہ بخشنے والی اور رحم کرنے والی ذات کی طرف سے مہمانی ہے''۔ (حم السجدۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جنتی ہیں۔

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الاحقاف:١٣-١٤] اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ ان کے اعمال کا بدلا ہے''۔ (الاحقاف)

حل الآیات : فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ : ابن کثیر فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور مؤمنو کو ایمان پر ثابت قدمی کا حکم فرمارہے ہیں اور یہی استقامت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق منقول ہے کہ اس آیت سے زیادہ اشد اور سخت آیت آپ ﷺ پر کوئی نہیں اتری۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ کو اس وقت فرمایا جبکہ انہوں نے استفسار کیا کہ آپؐ پر بڑھاپا بہت جلد آ گیا تو ارشاد فرمایا مجھے سورۂ ھود اور اس کی مثل سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ : فرشتے ان پر الہام کے لئے اترتے ہیں یا موت کے وقت اترتے ہیں یا اٹھائے جانے کے وقت فرشتے ان کو ملیں گے۔ اولیاء کم: دونوں جہانوں میں تمہارے دوست۔ مَا تَدَّعُوْنَ : جو تم تمنا کرو۔ نُزُلًا : وہ مہمانی جو تمہارے لئے تیار کی گئی اس ذات کی طرف سے جو تمہارے گناہوں کو بخشنے والا اور اپنے فضل سے تم پر رحم کرنے والا ہے۔ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ : اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کو وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ قرار دیا۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا : اعمال صالحہ پر پختہ ہو گئے انہوں نے توحید و استقامت کو جمع کر لیا۔

٨٥ : وَعَنْ اَبِيْ عَمْرٍو وَقِيْلَ اَبِيْ عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا غَيْرَكَ — قَالَ : "قُلْ : اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۵: حضرت ابو عمرو اور بعض نے کہا ابو عمرہ سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتلائیں کہ اور کسی سے آپ کے علاوہ میں سوال نہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر استقامت اختیار کرو''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فى الايمان ، باب جامع اوصاف الاسلام ، قال النووى هذا احد الاحاديث التى عليها مدار الاسلام

**فوائد** : (۱) یہ روایت بھی ان جوامع الکلم میں سے ہے جو آنحضرت ﷺ کو عنایت ہوئیں۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ......﴾ استقامت کہتے ہیں اسلام کے راستہ کو لازم پکڑنا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر آدمی مضبوط ہو جائے اور لومڑی کی طرح چاپلوسی نہ کرے (۲) ایمان کا دعویٰ فقط کافی نہیں جب تک کہ اعمال ایمان پر دلالت کرنے والے نہ ہوں۔ اس لئے کہ یہ اعمال ایمان کا ایک ترجمہ اور اس کا ایک پھل ہے۔ (۳) استقامت وہ بلند درجہ ہے جو کامل ایمان اور بلند ہمتی پر دلالت کرتا ہے۔

٨٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا ، وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَنْ يَّنْجُوَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ بِعَمَلِهٖ

۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور سیدھے رہو اور یقین کر لو کہ تم میں سے کوئی شخص صرف اپنے عمل سے نجات نہیں پا سکتا۔

قَالُوْا : وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ کیا آپ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی نہیں! مگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت وفضل سے ڈھانپ لیں گے۔ (مسلم)

"وَالْمُقَارَبَةُ" اَلْقَصْدُ الَّذِىْ لَا غُلُوَّ فِيْهِ وَلَا تَقْصِيْرَ - "وَالسَّدَادُ" اَلْاِسْتِقَامَةُ وَالْاِصَابَةُ. "وَيَتَغَمَّدَنِىْ" يَلْبِسُنِىْ وَيَسْتُرُنِىْ - قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنَى الْاِسْتِقَامَةِ لُزُوْمُ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالُوْا : وَهِىَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ وَهِىَ نِظَامُ الْاُمُوْرِ ' وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

اَلْمُقَارَبَةُ : میانہ روی جس میں کسی طرف کی اضافہ نہ ہو یعنی راہ اعتدال۔ السَّدَادُ : استقامت و درستگی۔

يَتَغَمَّدُنِىْ : مجھے ڈھانپ لیں گے۔

استقامت کا مطلب علماء کی رائے میں یہ ہے اللہ کی اطاعت کو لازم پکڑنا۔ یہ آپ ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے اور معاملات میں انتظام کی جڑ ہے۔ (وباللہ التوفیق)

**تخریج** : رواہ مسلم فی المنافقین ' باب لن یدخل احد الجنة بعمله

**فوائد** : (۱) عقل سے ثواب عقاب یا کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوسکتا۔ وہ خود دلیل شرعی سے ثابت ہوتا ہے۔ (۲) اللہ کا فضل اپنے بندوں پر ان کے اعمال سے بہت بڑھ کر ہے اور اللہ تعالیٰ پر مخلوق کی طرف سے کوئی چیز لازم نہیں۔ (۳) کوئی آدمی صرف اپنے عمل سے جنت میں نہیں جاسکتا۔ جب تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سہارا حاصل نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ عمل کی وجہ سے جنت کا استحقاق نہیں بلکہ جنت اللہ کے وعدہ کے پیش نظر ہے۔ (۳) کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ وہ ربوبیت کے حق کو پورا ادا کردے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات تو بہت ہیں جن کا شکر ادا کرنے سے انسان عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو شمار کرو تو تم گن نہیں سکتے ہو۔ (۴) نیک اعمال جنت کے داخلہ کا سبب ہیں اور جنت کو پالینا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور احسان سے ہے۔ (۵) مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عمل کے ساتھ دعا کو بھی ملائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پالے اور اس کی توفیق سے اس کو جنت بھی مل جائے۔

## ۹ : بَابٌ فِى التَّفَكُّرِ فِىْ عَظِيْمِ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفَنَاءِ الدُّنْيَا وَاَهْوَالِ الْاٰخِرَةِ وَسَائِرِ اُمُوْرِهِمَا وَتَقْصِيْرِ النَّفْسِ وَتَهْذِيْبِهَا وَحَمْلِهَا عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ

## باب : اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور و فکر کرنا' دنیا کی فنا' آخرت کی ہولناکیاں اور ان کے دیگر معاملات اور نفس کی کوتاہیاں اور اس کی تہذیب اور استقامت پر اس کو آمادہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک میں تمہیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر غور و فکر

[سبا:٤٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ﴾ [آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱]

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ [الغاشية:۱۷-۲۱]

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا﴾ [محمد: ۱۰] اَلْاٰيَةَ : وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ - وَمِنَ الْاَحَادِيْثِ الْحَدِيْثُ السَّابِقُ - اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ"۔

کرو''۔ (سبا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور کروٹ کے بل لیٹے ہوئے اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (پھر بے اختیار بول اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے ان کو بے کار نہیں بنایا تو پاک ہے''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیے گئے اور آسمان کو کہ کس طرح بلند کیے گئے اور پہاڑوں کو کہ کس طرح گاڑ دیے گئے اور زمین کو کس طرح بچھا دی گئی۔ آپ نصیحت فرمائیں آپ نصیحت کرنے والے ہیں''۔ (الغاشیہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھیں''۔ (محمد) الایہ۔

آیات اس سلسلہ میں بہت ہیں۔

باقی احادیث تو گزشتہ باب والی روایت "اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ" اس کے مناسب ہے۔

حل الآیات اعظکم: میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ بواحدۃ: ایک بات کے ساتھ۔ مثنی: دو دو فرادی۔ ایک ایک۔ ثم تتفکروا: پھر اللہ کی مخلوقات میں غور کرو تاکہ اس کی وحدانیت کو جان سکو یا پیغمبر علیہ السلام کے اخلاق وصفات عالیہ پر غور کرو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ان کو جنون نہیں ہے بلکہ وہ سچے پیغمبر ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت اور کمال قدرت پر واضح دلائل ہیں۔ لاولی الالباب: روشن عقل والوں کے لئے۔ باطلًا: بے کار بغیر حکمت کے۔ سبحانك: آپ ان باطل و عبث کی صفات سے پاک ہیں۔ نصبت: قائم کئے گئے وہ زمین میں گڑنے والے ہیں۔ کسی طرف جھکتے نہیں۔ سطحت: پھیلائی اور دراز کی گئی۔

۱۰: بَابٌ فِي الْمُبَادَرَةِ اِلَى الْخَيْرَاتِ وَحَثِّ مَنْ تَوَجَّهَ لِخَيْرٍ عَلَى الْاِقْبَالِ عَلَيْهِ بِالْجِدِّ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ!

باب: نیکیوں میں جلدی کرنا اور جو آدمی کسی خیر کی طرف متوجہ ہو اس کو چاہئے کہ بلا تردد خیر کی طرف کوشش سے متوجہ رہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بھلائی کے کاموں میں سبقت کرو''۔

[البقرة:۱۴۸] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ [آل عمران:۱۳۳]

(البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اورتم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو جس کی چوڑائی آسمان و زمین ہے۔ وہ متقین کے لئے تیار کی گئی ہے''۔ (آل عمران)

حل الآیات : فاستبقوا الخیرت : بھلائی کے کاموں کی طرف جلدی کرو۔ عرضها السموت والارض : آسمان و زمین کی چوڑائی کی طرح۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَالْاَوَّلُ:

احادیث ملاحظہ ہوں:

۸۷ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَسَتَكُوْنُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا ' وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ كَافِرًا ' یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۷ : حضرت ابو ہریرہ تعالیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک اعمال میں جلدی کرو۔ عنقریب فتنے آنے والے ہیں جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے۔ صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر۔ دنیا کے معمولی سامان کے بدلے اپنا ایمان بیچ ڈالے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب الحث علی المبادرة بالاعمال قبل تظاهر الفتن

**اَللُّغَاتُ** : **بادروا بالاعمال** :شروع کرواور رکاوٹوں سے قبل ان کوانجام دو۔ **فتنًا** :جمع فتنہ۔لغت میں اس کے کئی معانی ہیں۔ ان میں سے ایک آزمائش بھی ہے۔(۲) جانچنا۔(۳) عذاب' یہاں مقصود رکاوٹیں' گناہ اور مشقتیں اور سخت سیاہ مصائب جو انسان اوراس کے عمل خیر میں رکاوٹ بن جائیں۔ **یمسی کافرا** :شام کو کافر ہوگا۔یعنی نعمتوں کی ناشکری کا بھی احتمال ہے۔کیونکہ اس میں بھی ایسے گناہ ہیں جو شکر سے دور پھینکنے والے ہیں اور کفر حقیقی کا بھی احتمال ہے۔ **یبیع دینه** :یعنی اپنے دین کو وہ چھوڑ دے گا۔ **بعرض**: دنیا کے معمولی سامان کے عوض' گویا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے مال کو حلال سمجھتا ہے یا سود اور کھوٹ کو حلال قرار دیتا ہے۔

**فوائد** : (۱) دین کو مضبوطی سے تھامنا ضروری ہے اور اعمال صالحہ کو جلد کر لینا چاہئے۔اس سے قبل کہ کوئی رکاوٹ پیش آئے۔ (۲) اس میں اشارہ ہے کہ گمراہ کن فتنے آخری زمانہ میں پے در پے اتریں گے۔(۳) جب ایک فتنہ ختم ہوگا تو اس کے بعد دوسرا فتنہ جاگ اٹھے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتنوں کے شرور سے محفوظ فرمائے۔

اَلثَّانِیْ :

۸۸ : عَنْ اَبِیْ سِرْوَعَةَ "بِكَسْرِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا" عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ ﷺ

۸۸ : حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز ادا کی۔آپؐ نے نماز سے سلام پھیرا۔پھر جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنوں کو عبور

بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجُرِ نِسَآئِهٖ ' فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ : "ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَّحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ "كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ"

"اَلتِّبْرُ" قِطَعُ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔

کرتے ہوئے کسی زوجہ محترمہ کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کی اس تیزی سے لوگ گھبرا گئے۔ پھر آپؐ نکل کر باہر تشریف لائے۔ پس آپؐ نے اندازہ فرمایا کہ لوگ آپ ﷺ کی اس تیزی پر حیران ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے یاد آیا کہ میرے پاس چاندی یا سونے کا ٹکڑا ہے۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ یہ ٹکڑا میرے پاس رُکا رہے۔ اب میں اسکی تقسیم کا حکم دے کر آیا ہوں''۔ (بخاری) دوسری روایت کے الفاظ کہ میں گھر میں صدقہ کی چاندی' سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔ میں نے رات کو اس کا گھر میں رکھا رہنا ناپسند کیا۔

اَلتِّبْرُ : سونے' چاندی کا ٹکڑا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاذان ' باب من صلی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاھم

**اللغات** : فتخطی :لوگوں کی صفیں قائم تھیں آپ ﷺ ان کو عبور کر کے لے تشریف لے گئے۔ حجر : یہ جمع حجرہ' مکانات۔ ففزع :گھبرا گئے۔ کیونکہ یہ چیز خلاف عادت تھی۔ آپ ﷺ کی عادت مبارک آہستگی سے چلنے کی تھی۔ یحبسنی : اس کی سوچ وفکر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مائل ہوئی۔

**فوائد** : (۱) ان چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے جو اللہ کے سوا دل کو مشغول کرنے والی ہوں۔ (۲) عمل خیر جلد از جلد انجام دے دینا چاہئے۔ (۳) صدقات کو فوراً ادا کر دینے کی قدرت کے باوجود ان میں ادائیگی کیلئے نائب یا وکیل بنانا درست ہے۔

الثالث :

۸۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ :اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ اَنَا؟ قَالَ "فِي الْجَنَّةِ" فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن ایک شخص نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ اگر میں کافروں کے ہاتھ سے مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں''۔ اس نے اپنی ہاتھ والی کھجوریں پھینک دیں پھر لڑ کر شہید ہو گیا۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المغازی ' باب غزوہ احد و مسلم فی کتاب الامارۃ ' باب ثبوت الجنۃ للشہید

**فوائد** : (۱) سابقہ روایت کی طرح اس روایت سے بھی بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنا مستحسن ثابت ہو رہا ہے۔ (۲) اللہ کی راہ میں اخلاص سے قتل ہونے والے کا بدلہ جنت ہے۔ (۳) آدمی جو چیز نہ جانتا ہو اس کو دریافت کر لینا چاہئے۔

الرابع :

۹۰ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۹۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی

جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"اَلْحُلْقُوْمُ" مَجْرَى النَّفَسِ - وَ "الْمَرِيُّ" مَجْرَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو صدقہ ایسے وقت میں تم کرو جب کہ تم تندرست ہو اور مال کی حرص دل میں ہو اور فقر کا خطرہ ہو اور مال داری کی آس لگائے ہوئے ہو۔ صدقہ کرنے میں اتنی تاخیر نہ کرو یہاں تک کہ روح حلق تک پہنچ جائے تو اس وقت کہنے لگو فلاں کو اتنا۔ فلاں کو اتنا حالانکہ وہ مال تو فلاں (وارثوں) کا ہو چکا''۔ (متفق علیہ)

اَلْحُلْقُوْمُ :سانس کی نالی۔اَلْمَرِيُّ :کھانے اور پانی کی نالی۔

**تخريج** : رواه البخارى فى الزكوة ' باب اى الصدقة افضل ' والوصايا ' باب الصدقة عند الموت ' ومسلم فى الزكوة ' باب بيان ان افضل الصدقة الصحيح الشحيح

**اللغات** : تصدقه : یہ اصل میں تتصدق ہے۔ دوسری ''تا'' کو صاد میں ادغام کر دیا گیا ہے۔ ص کی تخفیف اور ایک ''تا'' کا حذف بھی جائز ہے۔ الشح :بخل۔ بعض کہتے ہیں اس کا معنی بخل مع الحرص ہے۔ یا پھر بخل کو عادت بنالینا۔ تخشى :تمہیں خطرہ ہو۔ تامل :طمع کرنا۔ بلغت الحلقوم :روح کا حلق کے قریب پہنچنا۔ قلت لفلان كذا و كذا :مراد اقرار حقوق یا وصیت۔ بعض نے کہا وارث۔ قد كان لفلان :یہ وصی لہ کا ہو گیا۔ یا جو ثلث سے زائد ہے وہ وارث کا ہے۔ وارث کے لئے وصیت کو جائز قرار دینا یا باطل کرنے کا اختیار ہے۔

**فوائد** : (۱) صحت کی حالت میں صدقہ بیماری کی حالت کے صدقہ سے افضل ہے کیونکہ صحت میں انسان پر بخل کا غلبہ ہوتا ہے۔ اگر اس کو مؤخر کر کے صدقہ کر دیا تو یہ اس کی سچائی نیت اور اللہ تعالیٰ سے عظیم محبت کی علامت ہے۔ برخلاف اس کے کہ جو صحت سے مایوس ہو چکے اور مال کو دوسرے کے پاس جاتا دیکھے تو اس کا صدقہ کم درجہ کا شمار ہوتا ہے۔ (۲) حدیث میں بھی بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنے کا حکم ہے اور صدقہ موت کی علامات ظاہر ہونے سے پہلے کرنا چاہئے۔

اَلْخَامِسُ :

۹۱ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ :مَنْ يَّاْخُذُ مِنِّىْ هٰذَا؟ فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ : اَنَا اَنَا قَالَ : فَمَنْ يَّاْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ اَبُوْدُجَانَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَا اٰخُذُهُ بِحَقِّهِ فَاَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ

۹۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار پکڑ کر فرمایا: ''یہ تلوار کون لے گا؟'' ہر ایک نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور کہا: میں' میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا؟'' یہ سن کر لوگ رک گئے۔ تو حضرت ابو دجانہؓ نے عرض کی میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس تلوار کو لیا اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ

الْمُشْرِكِيْنَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ڈالیں۔(مسلم)ابو دجانہ کا نام سماک بن خرشہ ہے۔

اسْمُ اَبِیْ دُجَانَۃَ سِمَاكُ بْنُ خَرْشَۃَ قَوْلُهُ "اَحْجَمَ الْقَوْمُ" اَیْ تَوَقَّفُوْا – وَ "فَلَقَ بِهٖ" اَیْ شَقَّ "هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ" اَیْ رُءُوْسَهُمْ۔

اَحْجَمَ الْقَوْمُ : رکنا۔
فَلَقَ بِهٖ :پھاڑ ڈالا۔
هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ : مشرکین کے سر۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی فضائل الصحابة ' باب من فضائل ابی دجانہ سماك بن خرشہ رضی اللہ عنہ

**اللُّغَاتُ** : یاخذ بحقه :اسکوا سکےحق کے ساتھ لے گا یعنی اس سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرے گا اور جہاد کا حق ادا کرے گا۔

**فوائد** : (۱) اسے صحابہ کرام رضوان اللہ کی بزدلی کی علامت نہ سمجھا جائے۔وہ تلوار کے لینے سے اس لئے رکے کہ شاید وہ اس کی شرائط اور حقوق کوادا نہ کرسکیں۔اسی لئے انہوں نے اس کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے تا کہ وہ اس سے اپنی طاقت کے مطابق مگر بغیر شرط کے لڑائی کریں۔(۲) حدیث ہذا میں ہے کہ آپ نے صحابہ رضوان اللہ کوترغیب دی ہے کہ وہ بڑھ چڑھ کرقربانی پیش کریں اور دشمن پر غالب آئیں۔

السّادِسُ :

۹۲ :عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نُلْقٰی مِنَ الْحَجَّاجِ – فَقَالَ :اصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِیْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِیْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَّبِيِّكُمْ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۲: حضرت زبیر بن عدی کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کی طرف سے جو تکلیف پہنچی تھی' ان سے اُس کی شکایت کی تو اس پر انہوں نے فرمایا: ''صبر کرو کیونکہ جو زمانہ ابھی آ رہا ہے۔وہ پہلے سے بدتر ہے۔یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو''۔یہ بات میں نے تمہارے پیغمبر ﷺ سے سنی ہے۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الفتن ' باب لایاتی زمان الا الذی بعدہ شر منہ

**اللُّغَاتُ** : تلقو ربکم :تم اپنے رب کوملو یعنی تم کوموت آ جائے۔یہ خطاب عام لوگوں کو ہے اور ہوسکتا ہے کہ قیامت مراد ہو۔

**فوائد** : (۱)مشقتوں پر صبر کرنا بہتر ہے اور اعمال صالحہ جلد کر لینے چاہئیں۔(۲) آنے والا زمانہ گزرے ہوئے سے زیادہ لوگوں کے لئے مشکل ہوگا۔(۳)اس میں آخری زمانہ میں فساد کے پھیل جانے کا ذکر فرمایا۔

السّابِعُ :

۹۳ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا

۹۳: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشادفرمایا سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو: (۱) کیا تم کو ایسے فقر کا انتظار ہے جو بھلا دینے والا ہو (۲) ایسی مالداری کے منتظر ہو جو سرکشی

فَقْرًا مُّنْسِيًا اَوْ غِنًى مُّطْغِيًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُّفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالِ فَشَرُّ غَائِبٍ يُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةُ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

میں مبتلا کرنے والی ہے (۳) ایسے مرض کے منتظر ہو جو بگاڑ دینے والا ہے (۴) ایسے بڑھاپے کا انتظار ہے جو عقل کو زائل کر دینے والا ہے (۵) یا ایسی موت کا انتظار رہے جو تیار کھڑی ہے (۶) یا دجال کا انتظار ہے جو کہ غائب شر ہے (۷) یا قیامت کا انتظار ہے وہ تو بہت بڑی مصیبت اور بہت ہی کڑوی ہے"۔ (ترمذی)

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب الزهد ' باب ما جاء فی المبادرة بالعمل

**اللغات** : **مطغيا** : سرکشی والا یعنی گناہوں میں حد سے گزرنے پر آمادہ کرنے والی چیز۔ **مفنداً** : فند جھوٹ کو کہتے ہیں اور فند کا معنی جھوٹی بات۔ اس کا معنی صحیح طریقہ سے ہٹی ہوئی بات کرنا۔ **مجهزاً** : تیار موت جیسا کہ اچانک آنے والی موت۔ **الدجال** : یہ کافر و فاجر انسان ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور کفر کی طرف بلائے گا۔ حضور علیہ السلام اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نزول کے بعد اس کو قتل کریں گے۔ **الساعة** : قیامت۔ **ادهى** : اس کی مصیبت عظیم تر ہے۔ **امر** : دنیا کے عذاب سے زیادہ کڑوا ہوگا۔

**فوائد** : (۱) دجال کی خبر دی گئی ہے کہ وہ قیامت کی قریب ترین نشانی ہے۔ (۲) اعمال صالحہ میں جلدی کرنی چاہئے اس سے قبل کہ رکاوٹیں حائل ہوں۔ (۳) انسان کو سب سے زیادہ مشغول کرنے والی چیزیں : فقر' غنا' مرض اور شدید بڑھاپا ہیں۔

الثامن :

٩٤ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ : لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ – قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رِجَآءَ اَنْ اُدْعٰى لَهَا : فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَقَالَ : امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ" فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ ' فَصَرَخَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلٰى مَا ذَا اُقَاتِلُ النَّاسَ ؟ قَالَ : قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۹۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: "میں یہ جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور یہ قلعہ اللہ اس کے ہاتھوں فتح فرمائیں گے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے امارت کی کبھی تمنا نہ کی' مگر اس دن۔ میں اُٹھ اُٹھ کر جھانکتا اس اُمید پر کہ مجھے آواز دی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ جھنڈا ان کو عنایت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جھنڈا لے کر سامنے چلتے جاؤ اور کسی طرف توجہ مت کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تیرے ہاتھ پر اس کو فتح کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے عرض کیا کہ میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان سے لڑو یہاں تک کہ لا

وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیں جب وہ ایسا کر گزریں تو انہوں نے اپنے خونوں کو تم سے محفوظ کر دیا اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر اس کے حق کے ساتھ پھر ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے''۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ : "فَتَسَاوَرْتُ" هُوَ بِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ اَیْ وَثَبْتُ مُتَطَلِّعًا۔

فَتَسَاوَرْتُ : اٹھ اٹھ کر جھانکنا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب فضائل الصحابۃ ' باب من فضائل علی رضی اللہ عنہ

**اللغات** : خیبر : یہ قلعوں والی بستی ہے۔ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب شام کی راہ پر واقع ہے۔ الا بحقھا : یعنی اس میں اس سے باز پرس ہوگی مثلاً جان کے بدلہ میں جان اور مال میں زکوٰۃ کی ادائیگی قابل باز پرس ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ اور اس کے رسول کی محبت ان پر ایمان لانے سے ہوتی ہے اور ان کے حکموں کی کامل اتباع ضروری ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے کہ اس وقوعہ کی خبر آپ ﷺ نے اس کے آنے سے قبل دی۔ (۳) آنحضرت ﷺ نے جو غیب کی اطلاعات دی ہیں وہ اسی طرح واقع ہوئیں یہاں مراد فتح خیبر ہے۔ (۴) جس بات کا آپ ﷺ نے حکم دیا اس کی تعمیل میں جلدی کرنے کا حکم دیا۔ (۵) جو آدمی لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا قتل جائز نہیں۔ مگر جب کہ اس سے قتل کو واجب کرنے والی کوئی چیز ظاہر ہو۔ مثلاً قتل عمد یا دین کی کسی چیز کا انکار جو ارتداد تک پہنچائے۔ (۶) اسلام کے احکام ظاہر پر نافذ ہوں گے اندر کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔ (۷) زکوٰۃ زبردستی حاصل کی جائے گی اگر اس کا ادا کرنے والا اپنی مرضی سے ادائیگی پر آمادہ نہ ہو۔

## ۱۱ : بَابٌ فِي الْمُجَاهَدَةِ

## بَابٌ : مجاہدہ کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [عنكبوت :٦٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [النحل:٩٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ [المزمل:٨] : اَیِ انْقَطِعْ اِلَيْهِ۔ وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ [الزلزال:٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا﴾ [المزمل:٢٠] وَقَالَ تَعَالٰى :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ضرور ان کی اپنے راستوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نیکوں کاروں کے ساتھ ہے''۔ (عنکبوت) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے''۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اپنے رب کا نام یاد کر اور اس کی طرف یکسو ہو جا یعنی ہر طرف سے تعلق توڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو''۔ (المزمل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو آدمی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا''۔ (الزلزال) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو کچھ بھلائی تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو۔ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں تم پا لو گے وہ بہت بہتر اور اجر میں بہت بڑھ کر ہے''۔

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:۲۷۳] وَالْاٰيَاتُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

(المزمل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور مال میں جو بھی تم خرچ کرو پس اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے''۔ (البقرۃ) آیات اس باب میں بہت کثرت سے ہیں۔

حل الآیات : جاهدوا فینا : انہوں نے اپنی کوشش نفس و شیطان اور خواہشات اور اعداء اللہ کے خلاف مقابلہ میں صرف کی۔ سبلا : جمع سبیل۔ مراد اللہ کی طرف جانے اور جنت کی طرف پہنچنے والے راستے اور یہ عبادات اور مجاہدات سے میسر ہو سکتے ہیں۔ ان الله لمع المحسنین : اللہ نیکوں کے ساتھ ہے توفیق و تاکید کے ذریعہ۔ مثقال : وزن۔ ذرة : سورج کی روشنی جب کمرہ میں داخل ہو تو اس وقت فضا میں اڑنے والے ذرّات جو نظر آتے ہیں وہ مراد ہیں بعض نے کہا کہ چھوٹی چیونٹی اور ممکن ہے کہ اس کو جانے پہچانے قریب ترین جزو مان لیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث یہ ہیں:

٩٥ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِىْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَىَّ عَبْدِىْ بِشَىْءٍ اَحَبَّ اِلَىَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ ، وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ ، وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا ، وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا ، وَاِنْ سَاَلَنِىْ اَعْطَيْتُهٗ ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِىْ لَاُعِيْذَنَّهٗ ، رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

"اٰذَنْتُهٗ" اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّىْ مُحَارِبٌ لَّهٗ۔

"اسْتَعَاذَنِىْ" رُوِىَ بِالنُّوْنِ بِالْبَاءِ۔

٩٥: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ فرماتے ہیں جو میرے لئے کسی سے دشمنی کرے میں اس سے اعلانِ جنگ کر دیتا ہوں اور بندے پر جو چیزیں میں نے فرض کی ہیں۔ ان سے بڑھ کر کوئی چیز بھی بندے کو میرے قریب کرنے والی نہیں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ کچھ مانگتا ہے تو میں دیتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں''۔ (بخاری)

اٰذَنْتُهٗ : میں اس کو خبردار کرتا ہوں کہ میں اس کا مقابل ہوں۔

اسْتَعَاذَنِىْ : یہ اسْتَعَاذَ بِىْ بھی مروی ہے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الرقاق ، باب التواضع

اللّغات : الولی : ولی کا معنی قرب ہے۔ ولی سے مراد اللہ تعالیٰ سے قرب والا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس کے اوامر کی اتباع اور اس کے مناہی سے پرہیز کرتا اور کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ﴾ یہ کہ اولیاء اللہ پر قیامت کے دن نہ اندیشناک چیز واقع ہوگی اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔

النوافل: جمع نافل' لغت میں زائد چیز کو کہتے ہیں یہاں مراد وہ نیک کام ہیں جو فرائض کے علاوہ ہوں۔ یبطش بھا : اس سے مارا جاتا ہے۔ البطش : مضبوطی سے پکڑنا۔ کنت سمعہ : یعنی میں اس کا کان بن جاتا ہوں۔ بعض محققین نے فرمایا ''یہ بن جانا'' مجاز اور کنایہ ہے۔ اس بندے کی مدد سے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اعانت وحفاظت مراد ہے۔ جو اس کو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں پڑنے سے بچاتی ہے۔

**فوائد** : (۱) اولیاء اللہ کی دشمنی نہایت خطرناک چیز ہے خواہ دشمنی ان سے نفرت یا ایذاء کے ذریعہ سے ہو۔ البتہ قاضی کے سامنے ان سے کسی حق کا مطالبہ کرنے یا خفیہ بات کو دریافت کرنے کے لئے درخواست پیش کرنا اس میں داخل نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بہت سے مقدمات قضاۃ کے سامنے پیش کئے حالانکہ وہ خود اعلیٰ درجہ کے اولیاء تھے۔ (۲) فرائض کی ادائیگی نوافل سے مقدم ہے۔ کیونکہ ان کا حکم قطعی ہے۔ البتہ نوافل کا التزام مثلاً سنن رواتب' قیام اللیل اور قراءت القرآن وغیرہ فرائض کی ادائیگی کے بعد بندے کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے اور اس کو اولیاء میں سے بنا دیتا ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے متعلق ان چیزوں سے پاکیزگی کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں مثلاً اشیاء میں حلول یا اتحاد اور ان تمام صفات کا جن سے تشبیہ کا وہم پیدا ہو۔ ایسا محمل نکالنا جو اس کی ذات وراء الوراء کے لائق ہو ضروری ہے یا مراد کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ (۴) جب بندہ صدق کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اس کے ہاں ولایت کے درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں جبکہ اس میں اس کے لئے بھلائی ہو یا اس کا بہترین بدلہ عنایت فرما دیتا ہے۔ خواہ دنیا میں دے یا آخرت میں۔

الثانی :

٩٦ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْہِ عَنْ رَّبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا ، وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۶: حضرت انسؓ آنحضرتؐ سے آپؐ کا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو آپؐ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی التوحید' باب ذکر النبی ﷺ وروایتہ عن ربہ

**اللغات** : فی ما یرویہ عن ربہ : یہ حدیث قدسی ہے۔ اس کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ اذا تقرب العبد الی شبراً : علامہ کرمانی فرماتے ہیں اس بات پر قطعی دلائل قائم ہیں کہ ان باتوں کا اللہ کی ذات پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ اب مجازی معنی مراد ہوگا معنی یہ ہوگا کہ جس آدمی نے کوئی نیک کام کیا تو میں اس کا سامنا اپنی طرف سے کئی گنا رجوع اکرام سے کرتا ہوں اور جوں جوں اطاعت اس کی بڑھتی جاتی ہے میری طرف سے اس کا ثواب بڑھتا جاتا ہے۔ ذراعًا : ایک ہاتھ کہنی تک کا حصہ۔ الباع : دونوں ہاتھوں کا پھیلاؤ جبکہ جسم بھی ان کے ساتھ شامل ہو۔ الھرولۃ : جلدی جلدی قدم رکھنا یہ چال کی ایک قسم کا نام ہے۔

**فوائد** : (۱)اللہ تعالیٰ جواکرم الاکرمین ہےاس کے کثیر عطیہ کی یہ دلیل ہے کہ معمولی کے مقابلہ میں بہت زیادہ عطافرماتا ہے۔

الثالث :

۹۷ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ :الصِّحَّةُ ، وَالْفَرَاغُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۷ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دونعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کے متعلق خسارے میں مبتلا ہیں : (۱) صحت ' (۲) فراغت''۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الرقاق ، باب ما جاء فی الرقاق و انا لا عیش الا عیش الآخرۃ

اللُّغَاتِ :النعمه:وہ اچھی حالت جس میں انسان رہ رہا ہو۔مغبون :غبن ۔کئی گنا قیمت لینایا وہ بیع جو بازار سے کم قیمت پر کی جائے۔

**فوائد** : (۱)مسلمان مکاسف کوتاجر سے تشبیہ دی اور صحت وفراغت کوراس المال قرار دیا جوآ دمی اصل مال کو اچھی طرح استعمال کرتا ہے وہ نفع پاتا ہے۔جواس کوضائع کرتا ہے وہ نقصان اور شرمندگی اٹھاتا ہے۔(۲)صحت وفراغت سے خوب اللہ تعالیٰ کے قرب کا فائدہ حاصل کرنا چاہئے اور اچھے کام زیادہ سے زیادہ کر لے اس سے پہلے کہ موت آ جائے۔(۳) بہت لوگ اس نعمت کی قدر نہیں کرتے۔پس وہ اپنے اوقات کو بے فائدہ ضائع کر دیتے ہیں اور اپنے اجسام کوان کاموں میں فنا کرتے ہیں۔ جوان کے لئے نقصان دہ ہیں۔اسلام وقت اور بدن کی صحت کا بہت خواہاں ہے۔

الرابع :

۹۸ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهُ :لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ : اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَنَحْوُهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ۔

۹۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اس طرح کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔(بخاری)

اسی طرح کی روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں بھی مروی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی التہجد ، باب قیام النبی ﷺ و مسلم فی المنافقین ، باب اکثار الاعمال و الاجتہاد فی العبادۃ

اللُّغَاتِ : تتفطر : پھٹنا۔شکورا:نعمت کے اعتراف کوشکر کہتے ہیں اور طاعت کے ضروری کاموں کوانجام دینا اور ترک معصیت بھی اس میں شامل ہے۔

**فوائد** : (۱) ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمارے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ وہ گناہ جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے بخش دے۔ وہ اس طرح کے گناہ تھے جس طرح کے ہم کرتے ہیں (معاذ اللہ) کیونکہ انبیاء علیہم الصلوات والسلام تو بالاجماع کبائر کی تمام انواع اور رذائل والے صغائر سے بھی پاک ہیں۔ البتہ وہ صغائر جن میں رذالت نہیں ان میں علماء کرام کا اختلاف ہے اور اکثریت علماء کی اس طرف ہے کہ وہ ان سے بھی پاک ہیں۔ البتہ وہ افعال جو ان سے ہوئے وہ حسنات الابرار سیئات المقربین کی قسم سے ہیں۔ آپ ﷺ کے مرتبہ عالیہ کے پیش نظر جو آپؐ سے واقع ہوئے وہ خلاف اولیٰ ہیں اور اس کو ذنب آپؐ کے حق میں فرمایا گیا مگر اس کو بھی بخش دیا گیا اور اس پر آپؐ سے مواخذہ قطعاً نہیں۔ (۳) نعمت کثرت شکر کا سبب بنی چاہئے۔

الخامس :

۹۹ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو جگاتے اور خوب کوشش فرماتے اور کمر کس لیتے۔ (متفق علیہ)

"وَالْمُرَادُ" : اَلْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ "وَالْمِئْزَرُ" اَلْاِزَارُ وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النِّسَآءِ۔ وَقِيْلَ : اَلْمُرَادُ تَشْمِيْرُهُ لِلْعِبَادَةِ يُقَالُ : شَدَدْتُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مِئْزَرِىْ : اَىْ تَشَمَّرْتُ وَتَفَرَّغْتُ لَهُ۔

مراد رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے۔ اَلْمِئْزَرُ : چادر۔ یہ عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے سے کنایہ ہے۔ مقصد اس سے عبادت کی پوری تیاری ہے۔ جیسا کہ محاورہ عرب ہے : شَدَدْتُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مِئْزَرِىْ : میں نے اس کام کے لئے پوری تیاری کر لی اور فارغ کرلیا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی صلوۃ التراویح ' باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان و مسلم فی الاعتکاف' باب الاعتکاف العشر الاواخر من رمضان

**فوائد** : (۱) عمدہ اوقات کو نیک کاموں میں صرف کرنا چاہئے۔ (۲) رمضان میں راتوں کو عبادت سے زندہ کرنا چاہئے اور خاص کر آخری عشرہ۔

السادس :

۱۰۰ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِىُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِىْ

۱۰۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاقتور مؤمن زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے کمزور مؤمن سے۔ مگر ہر ایک میں بہتری اور خیر ہے

كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ - وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا ، وَلٰكِنْ قُلْ : قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور تم اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں فائدہ دے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ مت کہو کہ میں ایسا کر لیتا اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا البتہ یہ کہو اللہ کی تقدیر یہی تھی اور جو اس نے چاہا وہ کیا۔ کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے''۔ (مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم في القدر ، باب في العمل بالقوة وترك العجز والاستعانة بالله وتفويض المقادير له

**اللغات** : **القوى** : بدن و دل کا طاقتور ارادہ کا پختہ جو عبادات کے اعمال حج ، روزہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ **ضعيف** : جو اس کے برعکس ہو۔ **وفي كل خير** : ہر ایک میں خیر ہے۔ کیونکہ ایمان میں دونوں مشترک ہیں۔ **لا تعجز** : جو چیز تیرے لئے فائدہ مند ہو اس کو طلب کرنے میں حد سے مت گزرو۔ **تفتح عمل الشيطان** : یہ شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے یعنی وہ وسواس جو ذلت و رسوائی تک لے جانے والے ہیں۔

**فوائد** : (۱) قوت و ضعف کا دارومدار نفس کے مجاہدہ اور طاقت پر کاربند رہنے سے ہے اور ان کاموں کو کرنے سے ہے جو لوگوں کے لئے نفع مند اور نقصان کو ان سے دور کرنے والے ہیں۔ (۲) انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کاموں کا حریص ہو جو دین و دنیا میں نفع بخش ہوں اس طرح کہ اپنے دین ، عیال اور اعلیٰ اخلاق کی حفاظت کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے کیونکہ جو اس سے مدد مانگتا ہے اس کی مدد کی جاتی ہے۔ (۳) امر تقدیری کے واقع ہو جانے کے موقع پر کام آنے والی دواء تجویز فرمائی گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس کی قضاء و قدر پر راضی ہو جانا ہے اور جو کچھ ہو چکا اس سے اعراض کرنا ہے اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو یقیناً خسارہ میں رہے گا۔

الرابع :

۱۰۱ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۰۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا اور جنت کو ناپسندیدہ ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا۔ (متفق علیہ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "حُفَّتْ" بَدَلَ "حُجِبَتْ" وَهُوَ بِمَعْنَاهُ : اَيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا هٰذَا الْحِجَابُ فَاِذَا فَعَلَهُ دَخَلَهَا

مسلم کی روایت ہے۔ حُفَّتْ : مگر دونوں کا معنی ایک ہے یعنی آدمی اور اس کے درمیان یہ حجاب اور رکاوٹ ہے جب وہ اس کو کر لیتا ہے تو وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

**تخريج** : رواه البخاري في الرقاق ، باب حجبت النار بالشهوات و مسلم في اول كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها۔

**فوائد** : (۱) امام قرطبی فرماتے ہیں یہ کلام بلاغت کی انتہائی چوٹی پر پہنچنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے خلاف طبع افعال کو تمثیلاً حجاب

فرمایا ہے۔حجاب کسی چیز کوگھیرنے اور احاطہ کرنے والا ہوتا ہے اور جب تک اس حجاب کو دور نہ کیا جائے تو اس چیز تک پہنچا نہیں جا سکتا۔ اس تمثیل کا فائدہ یہ ہے کہ جنت کو اس وقت تک پایا نہیں جا سکتا جب تک کہ خلاف طبع افعال کے جنگل کو عبور نہ کیا جائے اور اس پر پختگی نہ اختیار کی جائے اور آگ سے نجات تبھی ہو سکتی ہے جبکہ شہوات کو ترک کر دیا جائے اور نفس کو ان سے الگ کر لیا جائے۔

الثامن:

۱۰۲ :عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضٰى فَقُلْتُ يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ فَمَضٰى ، فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ فَمَضٰى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا يَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ : "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ " فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ ثُمَّ قَالَ :"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ : "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" فَكَانَ سُجُوْدُهٗ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲: حضرت ابوعبداللہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپؐ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی میں نے دل میں کہا کہ آپؐ سو آیات پر رکوع فرمائیں گے۔مگر آپؐ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے سوچا کہ اس سورت سے ایک رکعت ادا فرمائیں گے لیکن آپ نے سورۂ نساء شروع کی اور اس کو مکمل پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی اور اس کو مکمل پڑھا۔آپؐ کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر تھی۔ جب آپؐ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح باری تعالیٰ ہوتی تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب استعاذہ اور پناہ والی آیت پر گزر ہوتا تو اللہ سے پناہ طلب کرتے۔ پھر آپؐ نے رکوع کیا تو اس میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھی۔آپؐ کا رکوع قیام کے برابر تھا پھر آپؐ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہا اور اتنا ہی طویل قومہ فرمایا جتنا کہ رکوع۔ پھر سجدہ کیا اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا۔آپؐ کا سجدہ قریبًا قیام کے برابر تھا۔(مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی المسافرين ، باب استحباب تطويل القراة فی صلوة الليل

**اللغات** : صليت مع النبی صلی الله عليه وسلم : میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی۔ متوسلًا : ترتیل کے ساتھ تمام حروف کو واضح اور اس کا پورا حق دے کر۔

**فوائد** : (۱) نفلی نماز میں اقتداء جائز ہے۔(۲) رات کے قیام کو طویل کرنا مستحب ہے۔(۳) قرآن مجید کو ترتیل کے خلاف پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں اور بعض نے کراہت قرار دی ہے۔(۳) رکوع وسجود میں تسبیح کی قلیل مقدار ایک مرتبہ ہے۔قلیل کا کامل درجہ تین مرتبہ ہے اور زیادہ گیارہ مرتبہ ہے۔بقیہ اس سے زائد آنحضرت ﷺ سے شاذ و نادر واقع ہوئی ہے۔(۴) رکوع کو تعظیم کے ساتھ (سبحان ربی العظیم) اور سجدہ کو اعلیٰ (سبحان ربی الاعلیٰ) کے ساتھ خاص کیا کیونکہ یہ اعلیٰ تعظیم میں زیادہ بلیغ اسم

تفضیل ہےاورسجدہ کے مناسب بھی یہی ہے۔چونکہ سجدہ تواضع میں سب سے بڑھ کر ہےاس لئے تو چہرہ جو افضل ترین عضو ہے اس کو زمین پر ٹیک دیا۔تو ابلغ کو ابلغ کے لئے مقرر فرمایا گیا۔

الثانی :

۱۰۳ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً فَاَطَالَ الْقِیَامَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ، قِیْلَ : وَمَا بِهٖ؟ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۳: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔آپؐ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے برے کام کا ارادہ کرلیا۔ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس چیز کا ارادہ فرمایا تھا؟ جواب دیا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور نماز چھوڑ دوں۔(متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ مسلم فی المسافرین ' باب استحباب تطویل القراۃ فی صلوۃ اللیل والبخاری فی التهجد' باب طول القیام فی صلوۃ اللیل۔

**اللغات** : صلیت : میں نے نماز پڑھی یعنی تہجد کی۔ھممت : میں نے پکا ارادہ کرلیا۔

**فوائد** : (۱) امام کی مخالفت مقتدی کے لئے سیئہ میں شمار ہوگی (۲) کلام میں جو چیز غیرواضح ہو اس کے بارے میں استفسار کرلینا مستحسن ہے۔

الثالث:

۱۰٤ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَةٌ : اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ ، وَعَمَلُهٗ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰى وَاحِدٌ : یَرْجِعُ اَهْلُهٗ" وَمَالُهٗ " وَیَبْقٰى عَمَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں : (۱) اس کے گھر والے۔(۲) اس کا مال۔(۳) اس کا عمل۔پس دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔اس کے گھر والے اور اس کا مال وا آجاتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔(متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الرقاق ' باب سکرات الموت و مسلم فی اول کتاب الزھد والرقائق

**اللغات** : یتبع المیت :قبر کی طرف اس کے پیچھے جاتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) ایسے افعال کرنے چاہئیں جو باقی رہنے والے ہوں اور وہ اعمال صالحہ ہیں تاکہ وہ اس کے ساتھ اس کے انیس و رفیق بن جائیں۔جب لوگ اس کو چھوڑ کر واپس لوٹ آئیں۔

الحادی عشر :

۱۰۵ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۱۰۵ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارِ مِثْلُ ذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت تمہارے لئے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح جہنم بھی اتنی ہی قریب ہے''۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الرقاق ' باب الجنۃ اقرب الی احدکم من شراک نعلہ

**اللغات** : الشراك :تسمہ۔ یہ وہ دھاگہ ہے جس کے نہ ہونے سے چلنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔

**فوائد** : (۱) اطاعت جنت تک پہنچانے والی ہے اور گناہ آگ میں ڈالنے والا ہے۔(۲) خواہشات کی مخالفت ہی جنت کی راہ ہے۔گناہوں میں خواہشات کی اتباع آگ میں ڈالنے والی ہے۔(۳) اور انسان اور جنت و دوزخ کے درمیان صرف یہی بات حائل ہے کہ وہ ایک فعل پر مر جائے اور پھر دونوں میں ایک کو اس کے لئے واجب کر دے۔

الثانی عشر:

۱۰۶ : عَنْ اَبِيْ فِرَاسٍ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ : "سَلْنِيْ" فَقُلْتُ : اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ : اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ : هُوَ ذَاكَ قَالَ : فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۶: حضرت ابوفراس ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے خدام اور اصحابِ صفہ میں سے تھے' روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رات گزارتا اور اُن کے لئے لوٹا اور ضرورت کی چیزیں مہیا کرتا۔(ایک رات آپؐ نے فرمایا) مجھ سے مانگ لو۔ میں نے عرض کیا میں جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کچھ اور؟'' میں نے کہا فقط یہی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''تم میری اس سلسلہ میں کثرت سجود سے معاونت کرو''۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ ' باب فضل السجود و الحث علیہ

**اللغات** : الصفة :مسجد رسول اللہ ﷺ کے آخر میں چھت والا ایک مکان تھا جس میں فقراء صحابہ رضوان اللہ قیام پذیر تھے۔ **مرافقتك** : آپؐ سے ایسا قرب کہ آپ ﷺ کو دیکھ سکوں اور آپؐ کے دیدار سے فیض یاب ہوسکوں۔ **بكثرة السجود** : زیادہ سجدوں کے ساتھ یعنی نماز سجدہ کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا کہ بندہ سجدہ میں اللہ کی بارگاہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنت نفس کے مجاہدہ سے ملے گی اور نفس کا مجاہدہ خواہشات سے دوری اختیار کرنے میں ہے جو اپنے نفوس کا مجاہدہ کرنے والے ہیں وہ عنقریب جنت میں قرب رسولؐ سے محظوظ ہوں گے۔(۲) آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی شدید حرص صحابہ کرام رضوان اللہ میں پائی جاتی تھی۔(۳) وضو کا پانی لانے کے لئے کسی سے معاونت لینا جائز ہے۔

الثانی عشر:

۱۰۷ : عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ وَیُقَالُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ یَقُوْلُ: عَلَیْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ، فَاِنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِیْئَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷: حضرت ابوعبداللہ' بعض نے کہا ابوعبدالرحمٰن ثوبان مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اے ثوبان تم کثرت سے سجدے کیا کرو اس لئے کہ جو سجدہ بھی اللہ کے لئے کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہارا ایک درجہ بلند کردے گا اور ایک گناہ اس کی وجہ سے مٹا دے گا''۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ' باب فضل السجود والحث علیہ

**فوائد** : (۱) نوافل اور دیگر طاعات گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ (۲) مسلمان پر لازم ہے کہ وقتی نماز اور نوافل کی ادائیگی میں خوب دلچسپی رکھے۔

الرابع عشر:

۱۰۸ : عَنْ اَبِیْ صَفْوَانَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :خَیْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

"بُسْرٌ" :بِضَمِّ الْبَاءِ وَبِالسِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ۔

۱۰۸: حضرت ابوصفوان عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو''۔ (ترمذی) اور انہوں نے کہا حدیث حسن ہے۔

بُسْرٌ :یہ لفظ بَا کے ضمہ سے ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب الزھد' باب ما جاء فی طول العمر للمومن

**اللغات** : حسن عمله :اس عمل کو پوری شرائط و آداب کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ادا کرنا۔

**فوائد** : (۱) اگر اعمال اچھے ہوں تو لمبی عمر اچھی اور قابل تحسین ہے۔ اس لئے کہ وہ اس میں ان اعمال صالحہ کا ذخیرہ کرے گا جو اللہ کے قرب کا باعث ہیں۔ (۲) اور اس کے برعکس عمر طویل اور اعمال برے ہوں تو بدترین حالت ہے۔

الخامس عشر:

۱۰۹ :عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : غَابَ عَمِّیْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ :یا رَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِیْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِیْ قِتَالَ

۱۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضرؓ غزوۂ بدر میں موجود نہ تھے۔ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں اس غزوہ سے جو آپؐ نے مشرکین کے خلاف کیا غیر حاضر رہا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے قتال کا موقعہ عنایت فرمایا تو وہ دیکھ لے

الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ – يَعْنِىْ اَصْحَابَهٗ – وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِى الْمُشْرِكِيْنَ – ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ :يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّىْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ – قَالَ سَعْدٌ :فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ اَنَسٌ :فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ– قَالَ اَنَسٌ : كُنَّا نَرٰى اَوْنَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِىْ اَشْبَاهِهٖ :﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ اِلٰى اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ : "لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ " رُوِىَ بِضَمِّ الْيَآءِ وَكَسْرِ الرَّآءِ : اَىْ لَيُظْهِرَنَّ اللّٰهَ ذٰلِكَ لِلنَّاسِ' وَرُوِىَ بِفَتْحِهِمَا وَمَعْنَاهُ ظَاهِرٌ" وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا تو مسلمان (دوسرے مرحلہ میں) منتشر ہو گئے۔تو اللہ کی بارگاہ میں اس طرح عرض پیرا ہوئے: اَللّٰهُمَّ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ ۔اے اللہ ساتھیوں نے جو کچھ کیا میں تیری بارگاہ میں اس سے معذرت خواہ ہوں۔اوران مشرکین نے جو کچھ کیا اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذؓ سے ہوا۔تو ان سے کہنے لگے اے سعد بن معاذ میں تو جنت کا طالب ہوں۔ ربّ کعبہ کی قسم! میں اس کی خوشبو اُحد سے اس طرف پا رہا ہوں۔سعد کہتے ہیں جوانہوں نے کیا میں وہ نہ کر سکا۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تلوار' نیزے اور تیروں کے زخم پائے۔ہم نے ان کو اس حال میں مقتول پایا کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ان کو اس حالت میں کسی نے نہ پہچانا۔فقط ان کی بہن نے انگلی کے پوروں سے پہچانا۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دوسرے ایمان والوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ ایمان والوں میں کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے وہ عہد سچا کر دیا جوانہوں نے اللہ تعالیٰ سے باندھ رکھا تھا۔(متفق علیہ)

لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ: اللہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر فرمادے گا۔
لَيَرَيَنَّ ضرور اللہ دیکھ لے گا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الجهاد ' باب من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه و مسلم فی الامارة ' باب ثبوت الجنة للشهيد

**اللّغَات** : **احد** :مدینہ منورہ کے شمال ومشرق میں پھیلا ہوا پہاڑ۔**انکشف المسلمون** :مسلمان بکھر گئے یعنی اپنے مقامات کو چھوڑ دیا اور شکست کھا گئے۔**من دون احد** :احد کے پاس۔یہ جنت کے استحضار اور شعوری طور پر اس کے قریب ہونے سے کنایہ ہے یا واقعہ میں انہوں نے جنت کی ہوا سونگھی ہو کچھ بعید نہیں۔**بضعًا** : تین سے نو تک عدد کے لئے بولا جاتا ہے۔**مثله به المشركون** : مشرکوں نے ان کا مثلہ کر دیا یعنی ان کے ناک کان کو کاٹ لیا۔**اعتذر اليك مما صنع الصحابة** :یعنی میدان سے ہٹنا اور بھاگ

جانا (میں اس کی معذرت کرتا ہوں)۔ ابرا ء الیك مما فعل المشرکون : یعنی مشرکین کی اس حرکت سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں کہ انہوں نے تیرے رسول سے قتال کیا۔

**فوائد** : (۱) اچھا وعدہ کرنا چاہئے اور اپنے نفس پر کسی اچھے فعل کو لازم کرنا مناسب ہے۔ (۲) اصحاب رسول ﷺ شہادت و جنت کے شوق میں طلب صادق رکھتے تھے۔

الثامن عشر :

۱۱۰ : عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ عَلٰى ظُهُوْرِنَا فَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَیْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا : مُرَآءٍ وَجَآءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا! فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْاٰيَةَ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

" وَنُحَامِلُ" بِضَمِّ النُّوْنِ وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ يَحْمِلُ اَحَدُنَا عَلٰى ظَهْرِهٖ بِالْاُجْرَةِ وَيَتَصَدَّقُ بِهَا۔

۱۱۰ : حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی تو اس وقت ہم اپنی کمروں پر بوجھ اُٹھاتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص آیا اور بہت کچھ مال خرچ کیا۔ منافقین نے کہا یہ دکھلاوا کرنے والا ہے۔ ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے ایک صاع کھجور صدقہ کی تو منافقین کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اس صاع کھجور سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ یہ آیت اتری: ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ وہ لوگ جو خوشی سے صدقہ کرنے والے مؤمنین کو طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی عیب لگاتے ہیں جو اپنی مزدوری کے سوا اور کوئی چیز نہیں پاتے۔ (متفق علیہ)

نُحَامِلُ : پشت پر بوجھ اُٹھا کر صدقہ کرنے کے لئے مزدوری کرنا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکوة ' باب اتقوا النار ولو بشق و مسلم فی الزکاة ' باب الحمل اجرة لتصدق بها والنهی الشدید عن تنقیص المتصدق بقلیل

**اللغات** : آیة الصدقة : صدقہ والی آیت۔ اس سے مراد سورۂ توبہ کی آیت ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ مراد ہے۔ مراء : دکھاوا۔ یعنی اس نے لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کیا ہے۔ یہ کہنے والے منافقین تھے۔ بصاع: چار مد نبوی کی مقدار۔ المد : بڑا پیالہ۔ دائرۃ المعارف والوں نے صاع تین لٹر کا لکھا ہے۔ یلمزون : عیب لگاتے ہیں۔ المطوعین : نفلی عبادت کرنے والے۔ جهدهم : اپنی ہمت وطاقت۔

**فوائد** : (۱) انسان اپنے رب کی اطاعت اپنی ہمت واستطاعت کے مطابق کرے اور صدقہ اپنی ہمت وقدرت کے مطابق کرے خواہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اس میں منافقین اور جھوٹے دعویدار لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دے۔ (۲) صدقہ پر آمادہ کیا گیا ہے۔ خواہ تھوڑی چیز ہی ہو۔ (۳) نیکی خواہ چھوٹی ہو مگر اسکو حقیر نہ سمجھا جائے۔

التاسع عشر:

۱۱۱ :عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ ، يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ ، يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْلَكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ ، يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ فِيْ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا ، يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ شَيْئًا ، يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ ، يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا

۱۱۱: حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اس ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو اور اے میرے بندو! تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو۔ مگر وہ جس کو میں ہدایت دوں۔ پس مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ جس کو میں کھلاؤں۔ پس مجھ سے کھانا طلب کرو میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ کہ جس کو میں پہناؤں۔ پس مجھ سے لباس مانگو میں تم کو لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں۔ پس مجھ سے گناہوں کی معافی مانگو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تم ہرگز میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے ہو کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ۔ اور تم میرے نفع کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے ہو کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انس وجن تمام اس طرح ہو جائیں جس طرح سب سے زیادہ تقویٰ والے شخص کا دل ہوتا ہے تو اس سے میری مملکت میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر اور جن وانس فاجر ترین دل والے انسان کی طرح بن جائیں تو اس سے میری مملکت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّلین وآخرین اور جن وانس تمام کے تمام ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں پھر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عنایت کر دوں۔ اس سے میری ملکیت میں اتنی بھی کمی نہ ہوگی۔ جتنی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال

هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ ' قَالَ سَعِيْدٌ كَانَ اَبُوْ اِدْرِيْسَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَيْنَا عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ : لَيْسَ لِاَهْلِ الشَّامِ حَدِيْثٌ اَشْرَفَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

ہیں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر کے رکھتا ہوں ۔ پھر اس پر پورا بدلہ دوں گا ۔ پس جو آدمی کوئی بھلائی پائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور جو آدمی اس کے علاوہ کو پائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے ۔ سعید کہتے ہیں جب ابوادریس اس حدیث کو بیان فرماتے تو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ۔ (مسلم) امام احمد نے فرمایا اہل شام کے لئے ان کی روایات میں اس سے زیادہ اعلیٰ و اشرف کوئی روایت نہیں ۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر' باب تحریم الظلم

**اللّغَات** : الظلم : کسی چیز کو نامناسب مقام پر رکھنا ۔ کسی دوسرے کی ملک میں بلا اجازت تصرف کرنا ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تو یہ محال ہے اور اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ پس اس کی حرمت کا معنی یہ ہے کہ وہ اس سے واقعہ نہیں ہوتا ۔ ضال : شرائع سے ناواقف ۔ رسولوں کو بھیجنے سے پہلے ۔ هدیته : جو کچھ رسول لائے اس کی طرف راہنمائی کردوں اور اس کی توفیق دے دوں ۔ فاستهدونی : مجھ سے ہدایت مانگو ۔ صعید واحد : ایک زمین میں ۔ اصل میں صعید سطح زمین کو کہتے ہیں ۔ ینقص : کم ہونا ۔ یہ لفظ ثلاثی سے لیا گیا ہے ۔ یہ لازم متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے ۔ انقص : یہ بقول صاحب صحاح بہت ضعیف لغت ہے ۔ المخیط : سوئی ۔ اوفی کم ایاه : اس کا بدلہ پورا پورا دوں گا ۔

**فوائد** : (۱) طلب ہدایت کے لئے دعا جائز و مشروع ہے ۔ اس لئے کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ (۲) طلب رزق بھی اسی سے کرنا چاہئے کیونکہ مخلوق ساری اللہ کی مملوک ہے وہ اپنے لئے بھی ایک ذرّہ تک کے مالک نہیں اور ان کے ارزاق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں ۔ جن کو چاہتا ہے ان میں سے رزق دیتا ہے اور یہ اسباب ظاہرہ کو اختیار کرنے کے مخالف نہیں کیونکہ وہ اسباب بھی اللہ تعالیٰ سے بناتے ہیں وہ تمام اسبابِ ذاتی اعتبار سے مؤثر نہیں ہیں ۔ (۲) کثرت سے استغفار کرنا چاہئے اور سچی توبہ کرنی چاہئے ۔ پس اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں جب کہ توبہ میں نیت صحیح اور خالص ہو اور پھر اس پر استقامت اختیار کی جائے ۔ (۳) اللہ تعالیٰ کو عبادت کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ معصیت کا اس کو کچھ بھی نقصان نہیں ۔

## ۱۲ : بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْاِزْدِيَادِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ اَوَاخِرِ الْعُمُرِ

## باب : آخری عمر میں زیادہ نیکیاں کرنے کی ترغیب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ [فاطر:۳۷] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمُحَقِّقُوْنَ مَعْنَاهُ اَوَلَمْ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : ''کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا'' ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر

نُعَمِّرْكُمْ سِتِّيْنَ سَنَةً وَيُؤَيِّدُهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ سَنَذْكُرُهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقِيْلَ : مَعْنَاهُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً وَقِيْلَ : اَرْبَعِيْنَ سِنَةً قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَمَسْرُوْقٌ وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا – وَنَقَلُوْا اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوْا اِذَا بَلَغَ اَحَدُهُمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ – وَقِيْلَ : هُوَ الْبُلُوْغُ – وَقَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْجُمْهُوْرُ : هُوَ النَّبِيُّ ﷺ وَقِيْلَ : الشَّيْبُ قَالَهُ عِكْرَمَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

محققین فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال کی عمر نہیں دی۔ اس معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ اور بعض نے کہا اس کا معنی اٹھارہ سال اور بعض نے کہا چالیس سال ہے یہ حسن، کلبی، مسروق، ایک ابن عباسؓ کا بھی قول ہے۔ نقل کیا گیا کہ جب مدینہ والوں میں سے کسی کی عمر چالیس سال کی ہوجاتی تو وہ اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کر لیتا۔ بعض نے کہا بلوغت کی عمر مراد ہے۔ جَاءَكُمُ النَّذِيْرُ: ابن عباس اور جمہور کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔ عکرمہ اور ابنِ عیینہ کے نزدیک بڑھاپا مراد ہے۔ واللہ اعلم

توضیح الکلمات : حسن بصری : یہ جلیل القدر تابعین میں سے اور بصرہ کے مشہور علماء وفقہاء میں سے ہیں۔ ۲۱ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدائش ہوئی اور بصرہ میں ۱۱۰ ہجری میں وفات پائی۔ الکلبی : محمد بن سائب۔ یہ تفسیر، اخبار اور ایام عرب کے عالم ہیں۔ حدیث میں ضعیف ہیں۔ کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۶ ہجری میں وفات پائی۔ مسروق بن اجدع : یہ ثقہ تابعی ہیں اور اہل یمن میں سے ہیں۔ یہ صاحب فتویٰ عالم تھے۔ ۶۳ ہجری میں وفات پائی۔ بلوغ : کی عمر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پندرہ سال ہے اور بقیہ ائمہ کے ہاں بھی اسی طرح ہے۔ باقی احتلام نو سال پورے ہونے پر ہے۔ عمر کو کہتے ہیں۔ الشیب : کہولت کی عمر کے بعد کو کہتے ہیں اور یہ جوانی کی عمر ختم ہونے کی علامت ہے۔ عکرمہ بن عبد اللہ بربری : مدنی تابعی ہیں۔ یہ مغازی اور تفسیر کے بڑے عالم ہیں۔ مدینہ میں ۱۱۰ ہجری میں وفات پائی۔ سفیان بن عیینہ : حرم مکی کے محدث ہیں۔ کوفہ میں پیدا ہوئے مکہ میں رہائش اختیار کی اور ۱۹۸ ہجری میں وفات پائی۔ یہ حافظ الحدیث اور ثقہ عالم ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث ذیل میں ہیں:

۱۱۲ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : "اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا جس کی عمر ساٹھ سال کو پہنچ گئی''۔ (بخاری)

قَالَ الْعُلَمَآءُ مَعْنَاهُ : لَمْ يَتْرُكْ لَهٗ عُذْرًا اِذْ اَمْهَلَهُ هٰذِهِ الْمُدَّةَ يُقَالُ : اَعْذَرَ الرَّجُلُ اِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِى الْعُذْرِ۔

علماء رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کو اتنی مہلت دے دی تو اس کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا۔ عرب کہتے ہیں اَعْذَرَ الرَّجُلُ : جب وہ انتہائی عذر کو پیش کر دے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الرقاق' باب من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه فی العمر

**اللُّغَاتُ** : اعذر الله :ابن حجر فرماتے ہیں الا عذار ازالہ عذر کو کہتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اس کو عذر کرنے کا کوئی موقع نہیں رہنے دیا کہ کل قیامت کو یوں کہے کہ اگر تو مجھے بھی لمبی عمر دیتا تو میں ان کاموں کو کر لیتا جن کا مجھے حکم ملا۔اعذار کی نسبت اللہ کی طرف مجازی ہے۔مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے لئے کوئی ایسا عذر نہیں چھوڑتا جس کو وہ عذر کے طور پر پیش کر سکے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے بعد سزا دیتے ہیں۔(۲) ساٹھ سال مکمل ہونا۔مدت عمر کے ختم ہونے کا غالب گمان ہے۔

الثانی :

۱۱۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْخِلُنِي مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ :لِمَ يَدْخُلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ : اِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ فَدَعَانِي ذَاتَ يَوْمٍ فَاَدْخَلَنِي مَعَهُمْ فَمَا رَاَيْتُ اَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ اِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ اِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا – فَقَالَ لِي : اَكَذٰلِكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ : لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ : قُلْتُ : هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ : ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ : رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۳ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ مجھے بدری بزرگوں کے ساتھ بٹھاتے۔بعض اپنے دل میں یہ بات محسوس فرماتے ہوئے کہہ دیتے کہ یہ نوجوان ہمارے ساتھ مجلس میں کیونکر بیٹھتا ہے؟ حالانکہ ہمارے بھی اس جیسے بیٹے ہیں۔حضرت عمر نے فرمایا۔ابن عباس کے مرتبے اور حیثیت کو تم جانتے بھی ہو۔ چنانچہ ایک دن مجھے بلایا اور ان شیوخ بدریین کے ساتھ بٹھایا اور میرے خیال یہ تھا کہ مجھے اس دن صرف اس لئے بلایا تا کہ ان پر میرا مرتبہ ظاہر کریں۔حضرت عمرؓ نے اہل مجلس سے فرمایا تم ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ بعض نے کہا اس میں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے استغفار کریں جبکہ مدد فتح ہمیں حاصل ہو جائے۔بعض بالکل خاموش رہے۔پھر مجھے فرمایا کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو اے ابن عباس! میں نے کہا نہیں۔فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس سے مراد آنحضرتؐ کی وفات ہے۔اللہ نے آپ کو بتلایا کہ جب فتح و نصرت حاصل ہو جائے تو یہ تمہاری وفات کی علامت ہے۔پس آپ اپنے رب کی تسبیح اس کی خوبیوں کے ساتھ کریں اور اس سے استغفار کریں۔بیشک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس کے بارے میں وہی جانتا ہوں جو تم کہتے ہو۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی التفسیر فی تفسیر سورة اذا جاء نصر الله و فی الانبیاء' باب علامات النبوة فی الاسلام والترمذی فی التفسیر' باب تفسیر سورة فتح۔

**اللّغَات** : اشياخ : جمع شیخ اس سے زیادہ عمر والے افضل واکرم صحابہ کرام مراد ہیں۔ وجد : ناراض ہونا۔ یدخل : داخل ہونا۔ مراد اہم کاموں اور مشوروں میں شریک ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ان کے ساتھ بیٹھنا ان کے نوعمر ہونے کے باوجود علم میں اعلیٰ مرتبہ کی وجہ سے تھا۔ من حیث علمتم : کہ یہ نبوت کے گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو منبع علم ہے۔ علامه اجلك : قرب صورت کی علامت ہے۔

**فوائد** : (۱) استغفار کا حکم مدت عمر کے ختم ہونے کی علامت ہے کیونکہ یہ اخروی امور میں سے ہے۔ (۲) حسن فہم اور وسعت علم کی وجہ سے آدمی کو اس کے ہم عمروں سے مقدم کیا جائے گا۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت فہم قرآن میں ثابت ہوتی ہے اسی لئے تو ان کا لقب ترجمان القرآن پڑ گیا۔ (۴) علم و علماء کی فضیلت بھی اسی حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

الثالث :

۱۱۴ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ : ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْهَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ - مَعْنَى : يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ اَيْ يَعْمَلُ مَا اُمِرَ بِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ - قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا؟ قَالَ : جُعِلَتْ لِيْ عَلَامَةٌ فِيْ اُمَّتِيْ اِذَا رَاَيْتُهَا قُلْتُهَا : ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ- وَفِيْ

۱۱۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ اترنے کے بعد جو نماز بھی ادا فرمائی۔ اس میں یہ کلمات ضرور فرمائے : سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (متفق علیہ) بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں اکثر پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ : اس طرح قرآن پر عمل کرتے یَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ کا معنی یہ ہے کہ اس آیت میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کی عملی تصویر پیش فرماتے یعنی ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾۔ مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ وفات سے قبل ان کلمات کو آپ کثرت سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کلمات ہیں جن کو اکثر پڑھتے ہوئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا۔ میری اُمت میں ایک علامت مقرر کی گئی کہ جب میں اس کو دیکھوں تو یہ کلمات پڑھوں۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾۔ مسلم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے پڑھتے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے

رِوَايَةٍ لَهُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ قَالَتْ: قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ؟ فَقَالَ : اَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ سَاَرٰى عَلَامَةً فِيْ اُمَّتِيْ فَاِذَا رَاَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا : ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات بہت پڑھتے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ربّ نے مجھے بتلایا۔ جب یہ علامت میں اپنی امت میں دیکھوں تو ان کلمات کو کثرت سے پڑھوں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ میں نے اس علامت کو دیکھ لیا ہے۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾۔ یعنی فتح مکہ اور ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾۔ لوگوں کا فوج درفوج اسلام میں داخلہ۔ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ کے مطابق کثرت سے تسبیح وتحمید و استغفار کرتا ہوں۔

**تخریج** : رواه البخاري في التفسير ' باب التفسير سورة اذا جاء نصر الله وفي صفة الصلوة باب الدعاء في الركوع و باب التسبيح والدعاء في السجود وفي المغازي باب منزل النبي صلى الله عليه وسلم يوم الفتح ورواه مسلم في الصلوة ' باب ما يقال في الركوع والسجود۔

**اللغات** : سبحانك :تو ان تمام عیب والی باتوں سے پاک ہے جو تیرے لائق نہیں۔ يتاول القرآن : علامہ ابن حجر فرماتے ہیں اس کا عموم بعض حالات سے اس کو خاص کرتا ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کا کثرتِ استغفار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع اور متوجہ ہونا۔ (۲) جب نعمت ملے تو اس کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں استغفار و دعا کرنا مستحب ہے۔

الرابع :

۱۱۵ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰى تُوُفِّيَ اَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وفات سے پہلے مسلسل وحی نازل فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت وحی کا نزول آپ ﷺ پر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاري في فضائل القرآن ' باب كيف نزول الوحي و اول ما نزل و مسلم في اولى كتاب التفسير۔

**اللغات** : حتى توفى اكثر ما كان الوحي عليه : آنحضرت ﷺ نے وفات پائی جبکہ نزول وحی کثرت سے جاری تھا۔

**فوائد** : (۱) وفات سے پہلے وحی مکمل ہوگئی۔ (۲) کثرت سے آخر عمر میں وحی کا نزول عمر کے ختم ہونے اور اللہ کی بارگاہ میں زیادہ قرب کی علامت تھی۔

الخامس :

۱۱۶ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۶ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر بندے کو قیامت کے دن اسی پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت آئی''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجنۃ ' باب اثبات الحساب

**اللغات** : **کل عبد**: یہ مکلّف جو کہ غلام ہو یا آزاد اور خواہ مرد ہو یا عورت۔ **علی ما مات علیہ** : اس حالت پر جس پر اس کی موت آئی۔

**فوائد** : (۱) حسن عمل پر آمادہ کیا گیا ہے تا کہ وہ عمل اس کا انیس وغم خوار بنے قیامت کے روز۔ (۲) عبادات اور تمام اخلاق میں آپ ﷺ کی سنت کو لازم پکڑنا چاہئے۔ (۳) تمام اوقات میں نیکیاں زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئیں کیونکہ موت کے قریب آنے کا

## ۱۳ : بَابٌ فِيْ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ!

## باب : بھلائی کے راستے بے شمار ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرۃ:۲۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [البقرۃ:۱۹۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ [الزلزال:۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ [الجاثیۃ:۱۵] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّهِيَ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ فَنَذْكُرُ طَرَفًا مِنْهَا الْاَوَّلُ :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو تم بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں''۔ (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو بھی تم بھلائی کا کام کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں''۔ (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو شخص ایک ذرّہ کے برابر بھلائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا''۔ (الزلزال)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جس نے کوئی نیک عمل کیا پس وہ اس کے اپنے نفس کیلئے ہے''۔ (الجاثیہ) آیات اس سلسلہ میں بہت ہیں۔

احادیث بھی بہت زیادہ ہیں۔

چند یہاں مذکور ہیں:

۱۱۷ : عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ

۱۱۷ : حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل زیادہ

الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ" – قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ "اَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا وَاَکْثَرُھَا ثَمَنًا" قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ "تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ" – قُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قَالَ "تَکُفُّ شَرَّکَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ مِّنْکَ عَلٰی نَفْسِکَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلصَّانِعُ" بِالصَّادِ الْمُھْمَلَۃِ ھٰذَا ھُوَ الْمَشْھُوْرُ وَرُوِیَ "ضَائِعًا" بِالْمُعْجَمَۃِ : اَیْ ذَا ضَیَاعٍ مِّنْ فَقْرٍ اَوْ عِیَالٍ وَنَحْوِ ذٰلِکَ "وَالْاَخْرَقُ" الَّذِیْ لَا یُتْقِنُ مَایُحَاوِلُ فِعْلَہٗ.

فضیلت والا ہے؟ آپؐ نے ارشادفرمایا: ''اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد''۔ میں نے عرض کیا کون سا غلام آزادکرنا زیادہ افضل ہے؟ ارشادفرمایا: ''جو مالک کے ہاں سب سے اعلیٰ ہو اور سب سے زیادہ قیمتی ہو''۔ میں نے عرض کیا اگر میں نہ کرسکوں؟ ارشادفرمایا: ''تم کسی نیک کرنے والے کا ہاتھ بٹاؤ یا بدسلیقہ کا کام کردو''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ پھر کیا حکم ہے اگر میں ان میں سے بعض کاموں سے عاجز رہوں؟ ارشادفرمایا: ''پھر تُو لوگوں کو اپنے شر سے بچا کر رکھو کیونکہ یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

و الصَّانِعُ ایک روایت میں ضَائِعًا بھی ہے یعنی فقر یا عیال کی وجہ سے ضائع ہونے والا۔

اَلْاَخْرَقُ : بدسلیقہ جو کام کو جس کا قصد کرتا ہو صحیح طور پر انجام نہ دے سکے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب العتق ' باب ای الرکاب افضل و مسلم فی الایمان ' باب بیانی کون الایمان باللہ افضل الاعمال۔

**اَللُّغَاتُ** : **افضل** :اللہ کے ہاں ثواب پانے والے۔ **الجھاد** :اپنی کوشش کو دشمنوں کے خلاف لڑنے اور اعلاء کلمۃ اللہ اور اس کے دین کی نصرت میں صرف کردینا۔ **الرقاب** :یہ رقبہ کی جمع ہے۔مراد غلام خواہ اس کو ویسے آزاد کیا جائے یا تحریر کے ذریعہ اس میں اجر زیادہ ہے۔ **انفسھا** :عمدہ 'یہ خوبی اور عمدگی کو کہتے ہیں۔ **تکف** :منع کرے اور روکے۔ **صدقۃ** :اس میں صدقہ جیسا ثواب ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ کی راہ میں اپنے نفیس اور عمدہ ترین مال کو خرچ کرنا چاہئے۔ کیونکہ بدلہ خرچ کے مطابق ہوگا اور اجر مشقت کی مقدار ہے۔(۲) اگر کوئی آدمی کسی کام سے عاجز ہو تو اس کی مدد کرنا پسندیدہ عمل ہے۔(۳) اسی طرح کسی کام کو اگر انجام نہ دے سکتا ہو تو اس میں معاونت بڑی نیکی ہے۔(۴) دونوں کو تکلیف دینے سے باز رہنا چاہئے۔اس سے صدقہ اور احسان کا ثواب کم نہیں ہوگا۔ (۵) اللہ تعالیٰ پر اعمال کی صحت کی بنیاد ہے اور ان کی قبولیت کا باعث ہے اور اعمال درحقیقت ایمان ہی کا ثمرہ ہیں۔(۶) اسلام غلاموں کی آزادی کا کس قدر خواہاں ہے۔

اَلثَّانِیْ :

۱۱۸ :عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَیْضًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ

۱۱۸ : حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''تم میں سے ہر ایک پر اُس کے ہر جوڑ کے بدلے ایک صدقہ لازم ہے۔ پس ہر تسبیح صدقہ

صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ ' وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ ' وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ ' وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ' وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے۔ ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ امر بالمعروف صدقہ ہے اور چاشت کے وقت کی دو رکعتیں ان تمام کی جگہ کام آنے والی ہیں"۔ (مسلم)

"السُّلَامٰى" بِضَمِّ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَتَخْفِيْفِ اللَّامِ وَفَتْحِ الْمِيْمِ :الْمِفْصَلُ۔

السُّلَامٰى : جوڑ

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ ' باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف

**اللُّغَاتُ** : **علی کل سلامی** :ہر جوڑ' علٰی کا لفظ لغت میں لازم کرنے کے لئے آتا ہے مگر یہاں تاکید کے لئے ہے۔ **سلامی** : کا معنی ہر ہر جوڑ کو کہتے ہیں۔ **تسبیحة** : یعنی سبحان اللہ۔ **تحمیدة** : الحمد للہ۔ **تهلیلة** : لا الہ الا اللہ۔ **تکبیر** : اللہ اکبر۔ **امر بالمعروف**: جس کام کا شرع نے حکم دیا۔ اس پر ابھارنا۔ **نهی عن المنکر** :جن کاموں کو شرع نے منع کیا ان سے روکنا۔ **یجزی** : ان کا ثواب ماسبق اعمال کے لئے کفایت کر جائے گا۔ **یرکعها** : رکوع کرے یعنی نماز پڑھے۔ **الضحی** : زوال سے قبل سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے کو کہتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) کثرت سے صدقہ کرنا چاہئے اور اللہ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرنے کے لئے اگر افعال سے شکر ادا کرنے سے قاصر رہے تو پھر کثرت ذکر کر کے اپنی زبان سے شکریہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ اس کی تنزیہ اور تعظیم اور توحید کا اعلان واظہار کر کے کرے اور دین کے ساتھ ہمیشہ مخلص رہے۔ (۲) جواذکار مسنون ہیں ان سے ذکر زیادہ افضل ہے۔ (۳) چاشت کی نماز ادا کرنی چاہئیں۔ اس کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں اور اس کا وقت زوال سے پہلے ہے۔ (۴) طاقت والے کا صدقہ کرنا غیر سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نفع متعدی ہے اور جس نے دونوں کو جمع کیا اس نے کامل ترین کو پالیا۔

الثالث :

۱۱۹ : عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِيْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اُمت کے اچھے اور برے عمل مجھ پر پیش کئے گئے تو ان کے اچھے اعمال میں تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹا دینا بھی پایا گیا اور ان کے برے اعمال میں رینٹھ کو پایا جو مسجد میں کیا جائے اور اس کو دفن نہ کیا گیا ہو"۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی المساجد ' باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلوۃ وغیرھا

**اللُّغَاتُ** : **الاذی** : جو چیز گزرنے والوں کو تکلیف پہنچائے۔ خواہ پتھر ہو یا کانٹا وغیرہ۔ **یماط** : اس کو دور کر دیا جائے۔ **النخاعه** : دماغ کے قریب منہ کی جڑ سے نکلنے والا گاڑھا مواد۔ **النخامه** : حلق کی انتہاء اور سینہ کے قریب سے خارج ہونے والا مواد۔ **لا تدفن** : جو دفن کر کے زائل نہ کیا جائے۔

**فوائد** : (۱) بھلائی کے اعمال بے شمار ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کو لوگ بے فائدہ خیال کرتے ہیں مثلاً راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا اور مسجد سے بلغم کا دور کرنا۔ (۲) لوگوں کو ایسے اعمال کرنے چاہئیں جس سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے اور مصلحت بھی ان کے کرنے میں ہے۔ (۳) ان تمام کاموں سے لوگوں کو دور رہنا چاہئے جو نقصان دہ اور بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔ (۴) مسجد کا احترام ضروری ہے اور اس کے آداب کی نگہبانی کرنی چاہئے اور ان افعال سے ان کو بچانا چاہئے جو مسجد کے مناسب نہیں مثلاً پیشاب' رینٹھ' ریح کا اس میں خارج کرنا۔ (۵) مسجد سے میل کچیل کو دور کرنا مستحب ہے۔

الرابع :

۱۲۰ : عَنْهُ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ : اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ : اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَّا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ : اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً ' وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً ' وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً ' وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً ' وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةً ' وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةً ' وَفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةً " قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنَ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ؟ قَالَ : "اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الدُّثُوْر" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ : الْاَمْوَالُ وَاحِدُهَا دَثْرٌ۔

۱۲۰ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مالدار لوگ تو زیادہ اُجر لے گئے۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد اموال میں سے صدقہ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ جن سے تم صدقہ کرو۔ (پھر فرمایا) بیشک ہر تسبیح صدقہ ہے' ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے' اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت بھی صدقہ ہے''۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم میں سے ایک آدمی اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی اجر ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تم یہ بتلاؤ اگر وہ اپنی شہوت کو حرام مقام پر پوری کرتا تو کیا اس کا گناہ ہوتا؟ پس اسی طرح جب اس نے اس کو حلال طریقہ سے پورا کیا تو اس کو اجر ملے گا''۔ (مسلم)

الدُّثُوْرُ : اس کا واحد دَثْرٌ : مال وخزانہ

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ ' باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف

**اللغات** : **ناسًا** : آنحضرت ﷺ کے کچھ اصحاب رضوان اللہ مراد ہیں ۔ بعض نے کہا ان میں ابوذر غفاری' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ **ذھب اھل الدثور بالاجور** : مالداروں نے سارا ثواب جمع کر لیا۔ **فضول** : یہ جمع فضل ہے جو حاجت و کفایت سے زائد ہو۔ **تصدقون** : صدقہ کرتے ہو۔ **بضع** : جماع۔ آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ ملاپ۔ **شھوتہ** : لذت اور جس چیز کی طرف اس کا نفس شوق مند ہو۔ **فی حرام** : حرام میں یعنی زنا میں ۔ **وزر** : گناہ وسزا۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ فوائد حدیث بھی ملحوظ خاطر رہیں ۔ (۲) قرون اولی کے مسلمانوں کا نیک کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کرنا اور اس میں بڑے اجر اور فضیلت کو پا لینے کے لئے حرص کرنا اور اس میں کمی پر افسردہ ہونا۔ (۳) عبادت کا مفہوم اسلام میں کس قدر وسیع ہے اور یہ ان اعمال کو بھی شامل ہے جو اچھے ارادہ اور نیک نیتی سے آدمی انجام دے خواہ وہ عادت والے فطری اعمال ہوں ۔ (۴) مسلمانوں کو معصیت کے ترک کرنے پر اسی طرح اجر ملتا ہے جیسا کہ اطاعت کے کرنے پر جبکہ دونوں کو شریعت کا حکم سمجھ کر کیا جائے۔

الخامس :

۱۲۱ : عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۲۱: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھو خواہ تم اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ہی ملو''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر ' باب استحباب طلاقۃ الوجه عند اللقاء

**اللغات** : **لا تحقرن** : نہ اس کا مرتبہ تیرے ہاں کم ہو اور نہ اس سے بے پروائی ہو یا اس کو معمولی نہ قرار دے۔ **طلیق** : خوش باش۔ ایک روایت طلق کے لفظ ہیں تبسم و سرور جس کا اثر چہرہ پر ظاہر ہو۔

**فوائد** : (۱) کسی بھی عمل کو بھلائی میں سے حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔ (۲) دوسروں کے پاس جانے کے وقت کھلے چہرے سے ملنا مستحب ہے کیونکہ اس سے مسلمانوں کے درمیان الفت پیدا ہوتی ہے۔

السادس :

۱۲۲ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ : تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ

۱۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ہر دن میں لازم ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ دو آدمیوں میں انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے' کسی دوسرے آدمی کو بٹھانا بھی صدقہ ہے یا اس کے سامان کو اٹھا کر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا

صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ ، وَتُمِيطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِىْ اٰدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِمِائَةِ مِفْصَلٍ ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُّنْكَرٍ عَدَدَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةٍ فَاِنَّهٗ يَمْشِىْ يَوْمَئِذٍ وَّقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ۔

بھی صدقہ ہے' اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے' ہر قدم جو مسجد کی طرف جائے وہ بھی صدقہ ہے' راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ) مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کو روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ہر انسان کی پیدائش تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں پر ہوئی ہے جس نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہا یا راستہ سے کسی پتھر کو ہٹایا یا کوئی کانٹا یا ہڈی لوگوں کے راستہ سے دور کی یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کیا تین سو ساٹھ (۳۶۰) مرتبہ تو وہ اس حالت میں شام کرنے والا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو آگ سے دور کر دیا''۔

**تخريج** : رواه البخارى فى الصلح ' باب فضل الاصلاح بين الناس والعدل بينهم والجهاد ' باب فضل من حمل متاع صاحبه فى السفر و مسلم فى الزكاة ' باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف

**اللُّغَات** : تعدل :ان کے درمیان فرق کرے اور برابری سے فیصلہ کرے۔ متاعه : متاع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے نفع اٹھایا جائے۔ مثلاً کھانا' لباس وغیرہ۔ الكلمة الطيبة : جو بات سننے والے کو خوش کرے اور دلوں کو نرم کر دے۔ ذمن : یعنی وہ دن جس میں میں نے مذکورہ کام کیا۔ زحزح :دور کر دیا گیا۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت کے فوائد کو ملحوظ رکھا جائے۔ (۲) لوگوں کے درمیان عدل سے اصلاح کرنی چاہئے اور ان سے معاملہ اخلاق کریمانہ سے کرنا چاہئے۔ (۳) جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز بہت زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (۴) ان اعمال کا ثواب بھی صدقہ کے برابر ہے۔ اس آدمی کے لئے جو صدقہ سے عاجز ہو اور صدقہ کی طرح ثواب ملے گا جو صدقہ کی قدرت بھی رکھتا ہو اور دونوں کو جمع کر لے۔ (۵) مختلف قسم کی عبادات سے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہئے۔ اس سے ایک تو اللہ کی نعمتوں کی شکر گزاری ہوگی اور مالی نیکیاں بھی کرنے کا موقع میسر ہو جائے گا۔

اَلسَّابِعُ :

١٢٣ :عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِى الْجَنَّةِ نُزُلًا

۱۲۳ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی مسجد کی طرف صبح یا شام کو گیا اللہ تعالیٰ اس کے

كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

لئے ہر صبح وشام کو مہمانی تیار کرتا ہے''۔(متفق علیہ)

"النُّزُلُ" اَلْقُوْتُ وَالرِّزْقُ وَمَا يُهَيَّأُ لِلضَّيْفِ۔

اَلنُّزُلُ: خوراک' رزق اور جو کچھ مہمان کے لئے تیار کیا جائے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی صلاۃ الجماعۃ باب فضل من غدا الی المسجد و مسلم فی المساجد' باب المشی الی الصلاۃ تمحی بہ الخطایا و ترفع بہ الدرجات

**اللغات** : غدا : یہ غدو سے ہے۔شروع دن میں سفر کرنا۔ یہاں مطلقاً جانا مراد ہے۔راح: یہ روح سے ہے۔دن کے پچھلے حصے میں جانا۔ یہاں مطلقاً لوٹنا مراد ہے۔القوت :اس سے مراد وہ خوراک ہے جو جان کو بچانے کے لئے کھائی جائے۔الرزق : جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

**فوائد** : (۱)مسجد کی طرف جانا افضل ترین عمل ہے۔(۲)جماعت کے ساتھ نماز کی پوری پابندی کرنی چاہئے۔

الثامن :

١٢٤ : عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو!''ہرگز تم اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھنا (اس کا ہدیہ قبول کرنا) خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو''۔

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ : الْفِرْسِنُ مِنَ الْبَعِيْرِ كَالْحَافِرِ مِنَ الدَّآبَّةِ قَالَ وَرُبَّمَا اسْتُعِيْرُ فِي الشَّاةِ۔

اَلْفِرْسِنُ :اصل میں اونٹ کے کھر کے لئے خاص ہے جیسے کہ حافر جانور کے لئے البتہ بکری کے لئے بعض اوقات استعارۃً استعمال ہوتا ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی اول کتاب الھبۃ' وفی الادب' باب لا تحقرن جارۃ لجارتھا و مسلم فی الزکاۃ' باب الحث علی الصدقۃ ولو بالقلیل ولا تمنع من القلیل لاحتقارہ

**اللغات** : یا نساء المسلمات :اصل میں یا ایھا النساء المسلمات ہے۔اے مسلمان عورتو!۔الفرسن :تھوڑے گوشت والی ہڈی۔اصل میں یہ اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے یا جو اس کے مشابہ ہو۔بکری کے لئے ظلف ہے۔الدابۃ :چار ٹانگوں والے مثلاً گدھا' خچر۔

**فوائد** : (۱)ہدیہ اور صدقہ جو میسر ہو وہ دینا چاہئے۔خواہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔پس وہ بہت بہتر ہے۔ایسا کرنے والا شکر کرنے والا ہے اور وہ تعریف اور شکریے کا حق دار ہے۔

التاسع :

١٢٥ :عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ

۱۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ ، شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے فرمایا: ''ایمان کے ساٹھ یا اس سے کچھ اوپر یا ستر اور اس سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے افضل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا اٹھانا ہے اور حیاء ایمان کا شعبہ ہے''۔ (متفق علیہ)

"اَلْبِضْعُ" مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلٰى تِسْعَةٍ بِكَسْرِ الْبَآءِ وَقَدْ تُفْتَحُ - "وَالشُّعْبَةُ" :الْقِطْعَةُ۔

اَلْبِضْعُ :تین سے نو تک عدد پر بولا جاتا ہے۔
اَلشُّعْبَةُ :ٹکڑا' حصہ۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الایمان ' باب امورالایمان و مسلم فی الایمان ' باب شعب الایمان

**اللُّغَات** : او :یہ راوی کا شک ہے۔مراد تعداد کثرت اور مبالغہ ہے۔یہ ساٹھ اور ستر پر صادق آتا ہے۔بعض نے کہا کہ شاید پہلے آپ ﷺ نے بضع و ستین فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضافہ کی اطلاع ملی تو وہ ارشاد فرمایا قول لا الہ الا اللہ۔یہ کہنا اس کے مضمون کی حقانیت پر اعتقاد کے ساتھ۔الحیاء :لغت میں عظمت کو کہتے ہیں۔یہ صفت جب نفس میں پیدا ہو جاتی ہے تو اس کو ان کاموں سے روکتی ہے جو عقلاء کے ہاں عیب و شرمندگی کا باعث ہوتے ہیں۔الشعبة :ٹکڑا' درخت کی ٹہنی' ہر اصل کی طرح و مثل۔

**فوائد** : (۱)اعمال کی اہمیت کے مطابق اعمال کے مراتب ہیں۔وہ عمل جس کو ایمان بار آور بناتا اور وہ عمل اس ایمان سے پیدا ہوتا ہے۔یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایک دوسرے سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔(۲) حیاء ایک افضل ترین عادت ہے جس سے آدمی مزین ہونا چاہئے کیونکہ یہ صاحب حیاء کو ہر معصیت سے روک دیتا ہے اور ہر طاعت کے اختیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

النعائر :

١٢٦ :عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَّلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهٗ مَآءً ا ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَآئِمِ اَجْرًا؟ فَقَالَ :فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ

١٢٦ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا۔اس کو سخت پیاس لگی اس نے ایک کنواں پایا۔چنانچہ اس نے اتر کر اس میں سے پانی پیا۔پھر باہر نکلا تو ایک کتا ہانپ رہا تھا اور پیاس سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔اس آدمی نے کہا یہ کتا پیاس کی اسی شدت کو پہنچ چکا ہے جس کو میں پہنچا تھا۔چنانچہ وہ کنویں میں اُترا اور اپنے موزے کو پانی سے بھرا پھر اپنے مُنہ میں پکڑ کر اُوپر چڑھ آیا اور کتے کو پلایا۔پس اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا۔کیا حیوانات کے سلسلہ میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔(متفق علیہ) بخاری کی

لِلْبُخَارِيِّ : فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا : بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْهُ بَغِيٌّ مِّنْ بَغَايَا بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهٗ بِهٖ فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ۔

"الْمُوْقُ" : "الْخُفُّ" : "وَيُطِيْفُ" يَدُوْرُ حَوْلَ رَكِيَّةٍ" وَهِيَ الْبِئْرُ۔

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر فرما کر اس کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا اور مسلم و بخاری کی روایت میں ہے کہ اسی دوران ایک کتا کنویں کے گرد گھوم رہا تھا کہ اس کو بنی اسرائیل کی ایک بدکارہ عورت نے دیکھا۔ پس اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس سے کتے کے لئے پانی کھینچا اور اس کو پلایا۔ پس اسی عمل کی برکت سے اس کی بخشش کر دی گئی۔

اَلْمُوْقُ : موزہ۔ يُطِيْفُ: گھومنا۔ رَكِيَّةٍ: کنواں۔

**تخریج** : رواه البخارى فى الشرب ' باب فضل سقى الماء والمظالم ' باب الدبار على الطرق و مسلم فى الاسلام ' باب فضل ساقى البهائم المحترمة والطعامها

**اَللُّغَاتِ** : رجل : اس سے مراد امم سابقہ کا آدمی۔ **یلھث** : زور سے سانس باہر نکالنا یا منہ سے زبان باہر نکالنا۔ **اشویٰ** : تر مٹی۔ **فشکر الله له** : اللہ تعالیٰ نے اس کے اس امر کو قبول کیا۔ **قالوا** : صحابہ کرام رضوان اللہ نے عرض کیا۔ **انا لنا فی البھائم اجراً** : کیا ان بہائم کے سلسلے میں بھی اجر ملتا ہے۔ کیا ان کے ساتھ احسان میں ثواب ہے۔ یہ استہام تعجبی ہے۔ **کبد ' کبد** : یہ لفظ مذکر و منوث ہر دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ لغت میں ہر چیز کے درمیان کو کہتے ہیں۔ مثلاً **کبد السماء** یعنی تمہارے سامنے جو آسمان کا درمیان ہے۔ یہ انسان و حیوان کے معروف عضو جگہ کا نام ہے۔ **لطبة** : زندہ ہے یعنی رطوبت حیات کی وجہ سے۔ **بغی** : زانیہ عورت۔ **غفر لها به** : اس کے سبب سے اس کو بخش دیا گیا۔ موت سے قبل اس نے اپنے فعل سے توبہ کی ہی تھی۔ یہی توفیق توبہ بخشش ہے۔

**فوائد** : (۱) ذی روح مخلوق پر احسان کرنا بڑی نیکی ہے۔ یہ وہ نیکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا بدلہ بہت بڑے ثواب سے دیتے ہیں اور یہ مغفرت کا سبب بن جاتا ہے (اس لئے کہ اس عمل میں ریاکاری کا بالکل دخل نہیں اور نہ ہی دوسری طرف سے کسی احسان جتلانے کی امید ہے۔ اسی لئے عظیم اخلاص کے باعث عظیم اجر ملا۔ مترجم) (۲) اپنی ضرورت سے اور اپنے اہل و عیال اور چوپایوں کی ضروریات سے زائد پانی پلا دینا بہت بڑے ثواب کا ذریعہ ہے۔ خصوصاً اس پانی کا اس پر خرچ کرنا ضروری ہے جس کی اس کو شدید احتیاج ہو۔ یہ بارگاہ الٰہی میں اعلیٰ ثواب والی چیزوں میں شمار ہوگا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر عام ہے حتیٰ کہ حیوانات پر اس کی مہربانیاں ہیں کیونکہ وہ اس کی مخلوقات میں سے ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کا فضل اتنا وسیع ہے کہ بعض اوقات کبائر کو معمولی نیکیوں کے سبب بخش دیتے ہیں۔

اَلْحَادِيْ عَشَرَ :

۱۲۷ : عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ

۱۲۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا جس

ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِى الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ : وَفِىْ رِوَايَةٍ - مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ : وَ اللّٰهِ لَا نَحِيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا : بَيْنَهُمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ.

نے راستہ سے ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا''۔ (مسلم) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ایک آدمی کا گزر درخت کی ایسی ٹہنی کے پاس سے ہوا جو راہ گزر پر واقع تھی۔ اس نے دل میں کہا میں اس ٹہنی کو ضرور بضرور دور کروں گا تاکہ یہ مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچائے۔ پس اس کو جنت میں داخل کر دیا گیا۔ بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ایک آدمی راستہ پر جا رہا تھا۔ اس نے راستہ پر ایک کانٹے دار ٹہنی پائی۔ پس اس کو ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر فرما کر اس کو بخش دیا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر ' باب فضل ازالہ الاذی عن الطریق والبخاری فی صلاۃ الجماعۃ ' باب فضل التحجیر الی الظهر والمظالم

**اللغات** : یتقلب : ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اور اس کی پناہ میں نعمتیں پاتا ہے۔ فی شجرۃ : بسبب ایک درخت کے۔ ظهر الطریق : راستہ کے اوپر۔ راستہ سے کاٹا یا درخت کا جو حصہ بڑھا ہوا تھا وہ کاٹا۔ لأنحین : میں ضرور دور کروں گا۔

**فوائد** : (۱) راستہ میں جو چیز لوگوں کو ایذاء پہنچانے والی ہو اس کا ہٹا دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ (۲) ایسا کام کرنا چاہئے جو لوگوں کو فائدہ دے اور نقصان سے ان کو دور کرے۔

الثانی عشر :

۱۲۸ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ' وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آیا اور کان لگا کر خاموشی سے خطبہ سنا۔ اس کے اس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں بلکہ تین دن زائد کے بھی بخشے جاتے ہیں جس نے کنکریوں کو چھوا اُس نے لغو حرکت کی''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجمعہ ' باب فضل من استمع وأنصت فی الخطبہ

**اللغات** : احسن الوضوء : وضو کو اس کے پورے آداب و سنن اور ارکان کے ساتھ ادا کیا۔ اتی الجمعہ : مسجد میں آیا تاکہ نماز جمعہ ادا کرے۔ جمعہ کو جمعہ لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ لغی : یہ لغو سے ہے۔ فضول ' باطل کلام یا بے فائدہ کلام۔ مگر یہاں مراد یہ ہے کہ اس نے جمعہ کا ثواب کھو دیا۔

**فوائد** : (۱) وضو کا کامل طریقے سے کرنا اور نماز جمعہ کا اہتمام ایک عظیم عمل ہے۔ (۲) نماز جمعہ کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ یہ ہر

عاقل و بالغ، مذکر و مقیم، صحت مند پر واجب ہے۔ جماعت کے بغیر بھی درست نہیں اور مسجد کے علاوہ بھی درست نہیں۔ (۳) نماز جمعہ سے دس دن کے گناہ معاف ہوتے ہیں کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ملتا ہے اور جن گناہوں کا کفارہ بنتا ہے وہ صغائر ہیں۔ (۴) جمعہ کے خطبہ کے لئے خاموشی فرض ہے اور اس وقت کلام و سلام اور صلوٰۃ میں مشغول ہونا درست نہیں۔

الثالث عشر:

۱۲۹ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ ، اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ ، فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَّشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۹ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب مؤمن بندہ وضو کرتا ہے پس اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے پانی کے استعمال کے ساتھ ہی یا آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ جو اس نے اپنی آنکھوں سے کئے تھے۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے پانی کے استعمال کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے اپنے ہاتھوں کو استعمال کر کے کئے۔ پس جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے پاؤں سے چل کر کئے۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الطھارۃ، باب ذکر المستحب عقب الوضو

**اللغات** : اَوْ : راوی کو ان الفاظ میں شک ہے جو اس نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔ البتہ دونوں الفاظ معنٰی میں یکساں ہیں۔ خرج : کا معنی نکلنا ہے مگر یہاں مراد بخشش کرنا ہے۔ خطیعۃ : غلطی اور اس چھوٹے گناہ کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہو۔

**فوائد** : (۱) وضو بڑی فضیلت والا عمل ہے۔ (۲) ہمیشہ وضو سے رہنا یہ گناہ سے صفائی کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کا فضل محض ہے۔

الرابع عشر:

۱۳۰ : عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیان کے تمام گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الطھارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعہ الی الجمعہ ورمضان الی رمضان مکفرات لما

بین ھن

**اللُّغَات** : الصلوة الخمس : پانچ نمازیں یعنی دن رات کی نمازیں۔ الجمعه : نماز جمعہ۔ رمضان : یعنی روزہ رمضان۔ مکفرات : کفارہ ہیں یعنی مٹانے والی ہیں کفر کا اصل معنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے۔ الکبائر : بڑے گناہ یعنی وہ گناہ جن کے کرنے پر عذاب کی دھمکی وارد ہے مثلاً زنا' شراب پینا' جھوٹی گواہی وغیرہ۔

**فوائد** : (۱) ان واجبات کو بہترین انداز سے ادا کرنا یہ سبب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان کے درمیان میں پیش آنے والے صغیرہ گناہوں کو بخشنے والے ہیں۔ جبکہ مکلف سے کوئی کبیرہ گناہ نہ ہوا ہو تو اس طرح گویا اس کے ذمہ کوئی گناہ بھی نہ رہے گا۔ (۲) اور اگر کوئی کبیرہ گناہ پیش آیا اور صغائر بھی ہوئے تو کبیرہ پر فقط مواخذہ ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس گناہ کو ہلکا کر دیں گے۔ البتہ کبائر کے لئے سچی توبہ ضروری ہے۔

الخامس عشر :

۱۳۱ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ : وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : '' کیا میں تم کو ایسے اعمال نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتے اور درجات کو بلند کرتے ہیں؟'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ ارشاد فرمایا: '' ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا' مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر آنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہ سرحد پر پہرہ دینے کی طرح ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الطهارة ' باب فضل اسباغ الوضوء علی المکاره

**اللُّغَات** : یمحو : مٹاتا اور بخشتا ہے۔ الدرجات : جنت کے مقامات۔ اسباغ الوضو : وضو کو مکمل طور پر کرنا۔ المکاره : جمع مکرة جس چیز کو آدمی ناپسند کرے اور وہ اس پر گراں گزرے۔ انتظار الصلوة : دل اور فکر کا نماز کی طرف لگانا۔ خواہ گھر میں ہو یا اپنے کام میں۔ الرباط : سرحدات اسلامیہ پر قیام کر کے دشمن سے جہاد کرنا اور سرحدات کی حفاظت کرنا۔ نماز کے انتظار کو رباط فرمایا کیونکہ اس میں نفس سے جہاد ہے شہوات سے نفس کو روکنا پڑتا ہے۔

**فوائد** : (۱) وضو کو مشکل مواقع میں بھی کامل طریقہ سے کرنا چاہئے مثلاً سخت سردی' پانی کی سخت حاجت یا پانی کے حصول میں سخت دوڑ دھوپ کرنی پڑے۔ (۲) مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز کی پوری پابندی اور نمازوں کا اہتمام کرے اور ان نمازوں سے کسی طور پر بھی غفلت نہ برتے۔ (۳) عبادت بھی جہاد اور جہاد ہی کی تیاری ہے کیونکہ جس طرح جہاد میں صبر' مضبوطی اور برداشت ہے۔ اسی طرح نماز میں بھی محنت اور نفس کو گناہوں سے روکنا پڑتا ہے۔ (۴) یہ معاملات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت اور اس کے ہاں قرب کا

باعث ہیں۔(۵)احادیث میں اس کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ان گناہوں سے مراد جو حقوق اللہ میں سے ہوں۔باقی کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔وہ حقوق صاحب حق تک پہنچانے ضروری ہیں یا ان سے معاف کروانا اور براءت طلب کرنا ضروری ہے۔

السادس عشر:

۱۳۲ :عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"الْبَرْدَانِ" :الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

۱۳۲:حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:''جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے جنت میں جائے گا''۔(متفق علیہ)

اَلْبَرْدَانِ :صبح وعصر کی نماز

**تخریج** : رواہ البخاری فی مواقیت الصلوۃ ' باب فضل صلاۃ الفجر و مسلم فی المساجد ' باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظۃ علیھما

**اَللُّغَاتٌ** : صلی البردین :سے مراد صلاۃ صبح اور عصر ہیں۔یہ نام ان نمازوں کا اس لئے رکھا گیا کیونکہ دونوں دن کے ٹھنڈے اوقات میں پڑھی جاتی ہیں اور یہ اطراف والی ہیں۔جبکہ گرمی کی شدت ختم ہوکر ہوا اچھی ہوجاتی ہے۔

**فوائد** : (۱)نماز فجر کی حفاظت بارگاہ الٰہی میں نہایت درجہ پسندیدہ ہے کیونکہ یہ نیند کی لذت کے وقت میں ہے۔(۲)نماز عصر بھی بڑی شان والی ہے کیونکہ یہ دن کے کاموں کے اختتام پر سخت مشغولیت کے وقت میں ہوتی ہے۔جب وہ ان دو کی حفاظت کرتا ہے تو دوسری نمازوں کی بدرجہ اولیٰ حفاظت کرے گا اور بعض اوقات نماز عصر کو صلاۃ وسطیٰ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

السابع عشر:

۱۳۳ :عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :"اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۳:حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:''جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لئے اسی طرح کے عمل لکھ دیئے جاتے ہیں جو وہ اقامت یا صحت کی حالت میں کرتا تھا''۔(بخاری)

**تخریج** :رواہ البخاری فی الجھاد ' باب یکتب للمسافر

**اَللُّغَاتٌ** : کتب :اس کے لئے لکھا جاتا ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں۔

**فوائد** : (۱)آدمی کسی نفلی کام کو عام حالات میں کرتا رہتا ہے پھر کسی عذر کی وجہ سے وہ عمل اس سے چھوٹ جاتا ہے مثلاً سفر' بیماری وغیرہ۔تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے برابر ثواب دے دیتے ہیں یہ حکم نفلی اعمال کا ہے۔بقیہ واجب امور اعذار وغیرہ کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے اور نہ کر سکتے ہیں بلکہ بہر صورت ادا کرنے ضروری ہیں۔اگر جان بوجھ کر ترک کرے گا تو گناہگار ہو گا۔

الثامن عشر:

۱۳۴: عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ رِّوَايَةِ حُذَيْفَةَ۔

۱۳۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بھلائی صدقہ ہے''۔ (بخاری) مسلم نے اس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

**تخریج**: رواه البخاری فی الادب، باب کل معروف صدقة و مسلم فی الزکاة، باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف

**فوائد**: (۱) مومن جو بھی نیکی اور بھلائی کا کام کرے اس کو اس پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

التاسع عشر:

۱۳۵: عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "لَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ" وَرَوَيَاهُ جَمِيْعًا مِّنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

قَوْلُهٗ "يَرْزَؤُهٗ" اَيْ يَنْقُصُهٗ۔

۱۳۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے۔ اس میں سے جتنا کھالیا جاتا ہے وہ اس لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے جو اس میں سے چرالیا جاتا ہے وہ اس کیلئے صدقہ ہے اور جو کوئی اس کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اس کیلئے صدقہ ہے''۔ (مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے اور اس سے کوئی حیوان یا انسان یا پرندہ کھاتا ہے تو قیامت تک کیلئے وہ صدقہ بن جاتا ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ مسلمان جو کوئی درخت لگاتا ہے اور کوئی کھیتی کاشت کرتا ہے۔ پس اس سے کوئی انسان اور جانور اور کوئی دوسری چیز اس کو استعمال کر لیتی ہے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے۔ یہ تمام کی تمام روایات حضرت انسؓ سے ہی مروی ہیں۔

يَرْزَؤُهٗ: کم کرنا۔

**تخریج**: رواه البخاری فی الحرث والمزارعة، باب فضل الزرع والغرس و مسلم فی المساقات، باب فضل الغرس والزرع

**اللغات**: یغرس: درخت بونا۔ یہ لفظ اس کے لئے خاص ہے اور زرع کا لفظ دیگر نباتات کے لئے آتا ہے۔

**فوائد**: (۱) درخت لگانا اور زراعت اس کی فضیلت ذکر فرما کر ان کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ یہ ان اعمال میں سے ہے جن کا ثواب ان کے کرنے والے کو اس کی موت کے بعد بھی ملتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کی خوب کوشش کرنی چاہیے اور ان کے معاملات کو آسان بنانے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ (۳) مسلمان کے مال میں سے جو

چوری ہو جائے یا غصب کرلیا جائے یا ضائع کر دیا جائے اس پر اس کو ثواب دیا جائے گا جبکہ وہ صبر کرے اور اللہ کی بارگاہ میں ثواب کا امیدوار ہو۔

الع۔۔رۃ:

١٣٦ : عَنْهُ قَالَ :اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ : اِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ فَقَالُوْا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ :"بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ :"اِنَّ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ : اِنَّ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا بِمَعْنَاهُ مِنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ– وَبَنُوْ سَلِمَةَ بِكَسْرِ اللَّامِ قَبِيْلَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَآثَارَهُمْ خُطَاهُمْ۔

۱۳۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنوسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کوفرمایا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ تم اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ''ہر قدم پر درجہ ہے''۔

بخاری نے اسی سے ہم معنی روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

بَنُو سَلِمَةَ :انصار کا مشہور قبیلہ ہے۔

آثَارُهُمْ: قدم۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجماعة ' باب احتساب الاثار و مسلم فی المساجد ' باب فضل کثرۃ الخطاہ الی المساجد۔

**اللغات** : دیارکم : یہ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای الزموا دیارکم وابقوا فیھا : کہ تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو اور ان میں رہو۔ آثارکم :مسجد کی طرف تمہارا قدم اٹھانا تاکہ تم جماعات و جمعہ میں حاضری دے سکو۔ الخطوۃ : یہ خطوات کا واحد ہے معنی دونوں پاؤں کے درمیان کا فاصلہ۔ الخطوۃ :ایک بار کا چلنا اس کی جمع خطوات ہے۔

**فوائد** : (۱) اجر اتنی مقدار میں ملے گا جتنی محنت اس کام کے لئے کرو گے اور وہ ایسی ہو جس سے کام انجام پا جائے اور کسی قسم کا تکلف یا اضافہ یا کمی نہ کرنی پڑے۔ (۲) مکان دور بھی ہو تب بھی نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرنی چاہئے۔ (۳) عام لوگوں کو عام استعمالات کی چیزوں سے نفع اٹھانے میں تنگی نہ دی جائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ کو بھی اس کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی تاکہ اور لوگ ان کی اقتداء اور اتباع اختیار کر کے مسجد نبوی کو مسلمانوں پر تنگ نہ کردیں۔

الحادی والعشرون:

۱۳۷ : عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : "کَانَ رَجُلٌ لَا اَعْلَمُ رَجُلًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْہُ وَکَانَ لَا تُخْطِئُہٗ صَلٰوۃٌ فَقِیْلَ لَہٗ اَوْ فَقُلْتُ لَہٗ : لَوِ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُہٗ فِی الظَّلْمَآءِ وَفِی الرَّمْضَآءِ؟ فَقَالَ : مَا یَسُرُّنِیْ اَنْ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُّکْتَبَ لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَھْلِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ — وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اِنَّ لَکَ مَا احْتَسَبْتَ"

"الرَّمْضَآءُ" : اَلْاَرْضُ الَّتِیْ اَصَابَھَا الْحَرُّ الشَّدِیْدُ۔

۱۳۷ : حضرت ابوالمنذر اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی تھا‘ میں نہیں جانتا کہ کسی اور کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو جتنا اس کا تھا‘ مگر اس سے کوئی نماز (جماعت) سے نہ چھوٹتی تھی۔ ان سے کہا گیا یا میں نے خود ان کو کہا تم اندھیرے اور گرمی کی تمازت میں سفر کے لئے گدھا خرید لو تا کہ اس پر سوار ہو کر آ سکو۔ اس پر اس نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا مکان مسجد کے ایک جانب ہوتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور واپس لوٹنا جبکہ میں واپس گھر لوٹ کر آؤں (ثواب میں) لکھا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ تمام جمع کر دیا ہے'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جس کے ثواب کی تو نے نیت کی ہے''۔

الرَّمْضَآءُ : سخت گرم زمین۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی المساجد ' باب فضل کثرۃ الخطاء الی المساجد

**اللغات** : لا تخطہ صلاۃ : اس کی کوئی نماز جماعت کے ساتھ فوت نہ ہوتی تھی۔ الظلماء : انتہائی اندھیری رات۔ احتسبت : اس عمل کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت کے فوائد ملحوظ رہیں۔ (۲) انسان کو اجر اس کے فعل پر اس کے ارادے اور نیت کے مطابق ملتا ہے۔

الثانی والعشرون :

۱۳۸ : عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَۃً اَعْلَاھَا مَنِیْحَۃُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ یَّعْمَلُ بِخَصْلَۃٍ مِّنْھَا رَجَآءَ ثَوَابِھَا وَتَصْدِیْقَ مَوْعُوْدِھَا اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِھَا الْجَنَّۃَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

"الْمَنِیْحَۃُ" : اَنْ یُّعْطِیَہٗ اِیَّاھَا لِیَاْکُلَ لَبَنَھَا ثُمَّ یَرُدَّھَا اِلَیْہِ۔

۱۳۸ : حضرت ابومحمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''چالیس اچھی عادات میں سب سے اوّل عادت دودھ والی بکری کسی کو دینا ہے۔ کوئی عمل کرنے والا ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت اگر ثواب کے وعدہ کو سچ جان کر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دے گا''۔ (بخاری)

اَلْمَنِیْحَۃُ : دودھ دینے والا جانور کسی کو دودھ کے استعمال کے لئے دے دینا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الهبة ' باب فضل المنیحة

**اللغات** : **خصلة** : کسی قسم کی نیکی۔خصلت کا لفظ صفت' حالت اور جزء کے معنی میں آتا ہے۔**العنز** : بکری۔**عامل** : کوئی کام کرنے والا بشرطیکہ وہ مومن ہو۔**موعودها** : اللہ تعالیٰ نے جس پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت قسماقسم کے اعمال خیر کثرت کے ساتھ انجام دینے سے حاصل ہوتی ہے۔(۲) ان میں مقبول عمل وہ ہے جو کہ تھوڑا اور چھوٹا ہو مثلاً دودھ والی بکری کسی کو فائدہ اٹھانے کے لئے دے دی جائے۔مگر شرط یہ ہے کہ اس میں پختہ طور پر اچھی نیت اور درست مقصد پیش نظر ہو۔

الثالث والعشرون :

۱۳۹ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ' وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ ' وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ"۔

۱۳۹: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا:''اے لوگو! آگ سے بچو خواہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو''۔(متفق علیہ) بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جس سے اس کا ربّ کلام نہ فرمائے گا جبکہ اس کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔پس اس وقت انسان اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو پہلے سے بدتر دیکھے گا۔سوائے اپنے عمل کے کچھ نہ دیکھے گا اور اپنے آگے دیکھے گا تو اپنے چہرے کے سامنے آگ پائے گا۔پس آگ سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔جو یہ نہ پائے تو وہ اچھی بات کہہ دے''۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب ' باب طیب الکلام ' والزکاة وغیرهما والروایة الثانیة فی التوحید وغیره۔ و مسلم فی الزکاة ' باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة اور بکلمة طیبة ' وانها حجاب من النار.

**اللغات** : **اتقوا النار** : آگ سے بچو یعنی اس کے اور اپنے درمیان ایسا عمل کر لو جو آگ میں داخلے سے تمہیں محفوظ کر دے۔ **ولو بشق تمرة** : خواہ تم آدھی کھجور ہی صدقہ کرو۔**سیکلمه ربه** : اس کلام کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے۔**ترجمان** : جو کلام کو ایک لغت سے دوسری میں منتقل کرے۔**الشام** : یعنی بائیں جانب۔**والاشام** : شمالی۔**تلقاء** : سامنے اور برابر۔

**فوائد** : (۱) امکانی حد تک صدقہ کرتے رہنا چاہئے اور اچھے اخلاق' نرمی اور نرم گفتگو کو اپنانا چاہئے۔(۲) طاعات سے مسلمانوں کو اپنا آپ مزین کرنا چاہئے اور منکرات سے علیحدگی اختیار کرنا چاہئے تا کہ کل بارگاہ الٰہی میں وہ شرمندہ نہ ہوں۔(۳) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے انتہائی قریب ہوں گے جبکہ یہ جوابات بھی درمیان میں نہ ہوں گے اور نہ ہی کوئی واسطہ اور ترجمان ہوگا۔مومن کو

اپنے رب کے حکموں کی مخالفت سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ حاکم خود ہی مشاہدہ کرنے والا اور گواہ ہے۔ (۴) انسان سے اس کے اعمال کی باز پرس ہوگی اس لئے اس کو اپنے عمل میں درستگی کی حرص کرنی چاہئے اس لئے کہ قیامت کے دن اس کا اپنا عمل صالح ہی کام دے سکے گا۔

الرابع والعشرون :

١٤٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَ "الْاَكْلَةُ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ : وَهِيَ الْغَدْوَةُ اَوِ الْعَشْوَةُ۔

۱۴۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اللہ کا اس پر شکر ادا کرتا ہے یا پانی کا گھونٹ پی کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہے۔ (مسلم)

اَلْاَكْلَةُ : صبح یا شام کا کھانا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الذکر ' باب استحباب حمد الله تعالٰی بعد الاکل والشرب

**اللغات** : یرضی : اس سے قبول کرے اور اس کو ثواب دے۔ الاکلة والشربة : ایک مرتبہ کا کھانا اور پینا۔ الغدیة : دن کے شروع میں جو کھانا کھایا جائے۔ العشوة : دن کے آخر میں جو کھانا کھایا جائے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل اور کثرت نعمت پر خوب شکر ادا کرنا چاہئے۔ (۲) شکر اللہ کی بارگاہ میں قبولیت اور نجات کا راستہ ہے' کیونکہ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ایسی ہے جو نعمتوں پر تعریف کے لائق ہے۔

الخامس والعشرون :

١٤١ : عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ : "يَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ : "يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ " قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ : "يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِ الْخَيْرِ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ : "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "ہر مسلمان پر ایک صدقہ لازم ہے"۔ کسی نے عرض کیا حضرت! اگر صدقہ میسر نہ ہو؟ آپؐ نے جواباً فرمایا: "اپنے ہاتھ سے اس کا کوئی کام کر کے اس کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے"۔ عرض کیا گیا اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا : "ضرورت مند مظلوم کی مدد کرے"۔ عرض کیا گیا حضرت! اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: "بھلائی یا خیر کا حکم دے"۔ عرض کیا گیا اگر ایسا بھی نہ کر سکتا ہو؟ ارشاد فرمایا: "برائی سے باز رہے بس یہی صدقہ ہے"۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ ' باب علی کل مسلم صدقۃ والادب و مسلم فی الزکاۃ ' باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف

**اللغات** : **یعمل بیدیہ** :اپنے ہاتھ سے کام کرلے جس پر وہ اجر لے اور ثمرہ حاصل کرے۔ **الملھوف** :حسرت والا مجبور۔ **ان لم یفعل** :یعنی وہ نہ کرے اپنی معذوری کی وجہ سے۔ **یمسك** :باز رہے رکا رہے۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ فوائد کو ملحوظ رکھیں۔ (۲) مسلمان کو خود کما کر اپنی ضروریات پوری کرنی چاہئیں اور صدقہ بھی کرنا چاہئے۔ (۳) اپنے آپ کو سوال سے بچائے اور دوسرے کو اپنے عمل کے نتائج اور صدقہ سے فائدہ پہنچائے۔ (۴) صدقہ نیکی کی بہت سی اقسام کو شامل ہے۔ یہاں تک کہ خود شر سے بچنا اور باز رہنے کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

## ۱٤ :بَابٌ فِی الْاِقْتِصَادِ فِی الطَّاعَةِ

## باب: اطاعت میں میانہ روی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی﴾ [طہ:۲'۱] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرۃ:۱۸۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''طٰهٰ۔ ہم نے تم پر قرآن کو اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑو''۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتے''۔

**حل الآیات** : **الیسر** :سہولت و آسانی۔ اسی لئے مالدار کو یسار کہتے ہیں۔ مجاہد ' ضحاک رحمہما اللہ نے کہا یسر کی مثال سفر میں افطار کی اجازت اور عسر کی مثال روزہ سفر کی حالت میں اور یہ دین کے تمام معاملات میں عام ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان ھذا الدین یسر ''بے شک یہ دین آسان ہے''۔

۱٤۲ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ قَالَ :مَنْ هٰذِهٖ؟ قَالَتْ :هٰذِهٖ فُلَانَةٌ تُذْكَرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ :"مَهْ عَلَیْكُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ فَوَ اللّٰهِ لَا یَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰی تَمَلُّوْا" وَكَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهٗ عَلَیْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ-

۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ان کے ہاں تشریف لائے اور ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''بس ٹھہرو! تم وہ چیز لازم پکڑو جس کی تمہیں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نہیں اُکتاتے بلکہ تم اُکتا جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ اطاعت زیادہ محبوب ہے جس کو کرنے والا اس پر مداومت اختیار کرے''۔

"وَمَهْ" كَلِمَةُ نَهْیٍ وَّزَجْرٍ – وَمَعْنٰی "لَا یَمَلُّ اللّٰهُ " لَا یَقْطَعُ ثَوَابَهٗ عَنْكُمْ وَجَزَآءَ

مَهْ :یہ ڈانٹ و توبیخ کے الفاظ ہیں۔ لَا یَمَلُّ اللّٰهُ :اس کا ثواب تم سے منقطع نہیں فرماتے اور نہ ہی تمہارے اعمال کی جزاء منقطع

اَعْمَالِكُمْ وَيُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِ حَتّٰى تَمَلُّوْا فَتَتْرُكُوْا فَيَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مَا تُطِيْقُوْنَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُوْمَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَفَضْلُهُ عَلَيْكُمْ۔

کرتے ہیں بلکہ تم سے مالی معاملہ جیسا معاملہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اُکتا کر چھوڑ نہ دو۔ پس مناسب یہ ہے کہ تم وہ اختیار کرو جس کی تم دوامًا طاقت رکھتے ہو تاکہ اس کا ثواب اور فضیلت بھی دوامًا تمہارے لئے ہو۔

**تخریج** : رواه البخاری فی التهجد : باب ما یکره من التشدد فی العبادة و مسلم فی المسافرین ' باب امر من نعس فی صلاته۔

**اللغات** : تذکر : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی عبادت اور نماز کا کثرت سے تذکرہ فرماتی رہتی تھیں۔ لا یمل : بوجھل سمجھنا۔ محبت کے بعد نفس کا اس سے نفرت کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے لئے محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے یہ لفظ مشاکلۃً استعال کیا گیا ہے۔ مقصود اس سے اس ثواب کا ختم کر دینا ہے۔ کان أحب الدین إلیه : آنحضرت ﷺ کو نفلی اعمال میں سے وہ عمل زیادہ پسند اور محبوب تھا جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ علامہ مستملی کے نزدیک اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت ہو مگر دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ جو اللہ کو پسند ہے وہ اس کے رسول کو بھی پسند ہے۔

**فوائد** : (۱) عبادت میں اکتاہٹ اور تھکاوٹ پیدا ہو جائے تو عبادت مکروہ ہے۔ (۲) نفلی عبادات کی ادائیگی میں انسان کو میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ (۳) ہمیشہ کیا جانے والا عمل ثواب میں بہت بڑھ کر ہے خواہ اس کی مقدار بہت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ (۴) تھوڑے عمل پر مداومت میں یہ خوبیاں ہیں اطاعت پر استمرار۔ ذکر و مراقبہ' توجہ الی اللہ (۵) تھوڑا اور دائمی عمل اس زیادہ سے بہتر ہے جو کبھی کبھی کیا جائے۔ (۶) ایسے مباحات جن میں اجر و ثواب ہو ان میں نفس کو مشغول کرنا۔ اس کے حق کی پوری ادائیگی ہے جبکہ اس سے مقصود عمل صالح میں تقویٰ کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو۔

۱۴۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا وَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ – قَالَ اَحَدُهُمْ : اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ : وَاَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ اَبَدًا – وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ : وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا ' فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ

۱۴۳ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے گھر پر آئے اور ان سے آنحضرت ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب ان کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے اس کو بہت قلیل سمجھا اور کہنے لگے ہم کہاں اور اللہ کے رسول ﷺ کہاں۔ آپؐ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور درمیان میں افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا اور کبھی صحبت نہ کروں گا۔ آنحضرتؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کہا؟

فَقَالَ: "اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''خبردار اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اس کا ڈر رکھنے والا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں اور نماز پڑھتا اور سوتا ہوں اور عورتوں سے ہمبستری کرتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں''۔ (متفق علیہ)

**تخریج**: رواه البخاری فی النکاح ' باب الترغیب فی النکاح

**اللغات**: **ثلاثة رهط**: تین آدمی۔ رہط کا لفظ لغت میں تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔ **تقالوها**: اس کو قلیل خیال کیا۔ **اصلی الليل ابداً**: میں ساری رات عبادت کروں گا اور اس کے کسی حصہ میں بھی نیند نہ کروں گا۔ **اصوم الدهر**: میں تمام دنوں کے روزے رکھوں گا۔ سوائے عیدین وغیرہ کے جو کہ ایام ممنوعہ ہیں۔ **ارقد**: میں اپنے نفس کا حق ادا کرنے کے لئے سوتا ہوں۔ **فمن رغب**: جس نے اعراض کیا۔ **سنتي**: میرا راستہ۔ مراد آنحضرت ﷺ کی راہنمائی ان تمام معاملات میں جو آپؐ لے کر تشریف لائے۔ **فليس مني**: وہ میری اقتداء کرنے والوں میں سے نہیں جو میرے اس انداز پر نہ چلا جس کا میں نے حکم دیا اور نہ اس کو اختیار کیا جو میں نے اختیار کیا۔

**فوائد**: (۱) عبادت میں میانہ روی ہونی چاہئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عبادات وطاعات میں اضافہ کے کس قدر حریص تھے۔ (۳) نکاح کرنا آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ (۴) ہمیشہ کے روزے مکروہ ہیں۔ (۵) آنحضرت ﷺ کے طریقہ اور طرز عمل کو اپنانا یہ اتباع میں درمیانہ اور معتدل راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کی اقتداء وپیروی ہی ہے۔

١٤٤: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ: اَلْمُتَعَمِّقُوْنَ الْمُشَدِّدُوْنَ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيْدِ۔

۱۴۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین میں بے جا تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ: تعمق اور بے جا تشدد والے۔

**تخریج**: رواه مسلم فی کتاب العلم ' باب هلك المتنطعون

**اللغات**: **المتنطعون**: معاملات میں تشدد برتنے والے۔

**فوائد**: (۱) اقوال وافعال میں غلو کرنے والے یقیناً ہلاکت کا شکار ہوں گے۔ (۲) کلام میں تکلف کرنا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کلام کرنا قابل مذمت ہے۔ (۳) سختی سے بھلائی حاصل نہیں ہوتی۔

١٤٥: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۱۴۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ : اَلْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا قَوْلُهُ "الدِّيْنُ" هُوَ مَرْفُوْعٌ عَلٰى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ– وَرُوِيَ مَنْصُوْبًا وَرُوِيَ :"لَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ" وَقَوْلُهُ ﷺ :"اِلَّا غَلَبَهُ" الدِّيْنُ وَعَجَزَ ذٰلِكَ الْمُشَادُّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّيْنِ لِكَثْرَةِ طُرُقِهٖ وَالْغَدْوَةُ" : سَيْرُ اَوَّلِ النَّهَارِ وَ "الرَّوْحَةُ" اٰخِرِ النَّهَارِ – "وَالدُّلْجَةُ" اٰخِرِ الَّيْلِ – وَهٰذَا اسْتِعَارَةٌ وَّتَمْثِيْلٌ وَمَعْنَاهُ : اسْتَعِيْنُوْا عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْاَعْمَالِ فِيْ وَقْتِ نَشَاطِكُمْ وَفَرَاغِ قُلُوْبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّوْنَ الْعِبَادَةَ وَلَا تَسْاَمُوْنَ وَتَبْلُغُوْنَ مَقْصُوْدَكُمْ ، كَمَا اَنَّ الْمُسَافِرَ الْحَاذِقَ يَسِيْرُ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ وَيَسْتَرِيْحُ هُوَ وَ دَآبَّتُهٗ فِيْ غَيْرِهَا فَيَصِلُ الْمَقْصُوْدَ بِغَيْرِ تَعَبٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین آسان ہے اور جو کوئی بے جا تشدد دین میں اختیار کرتا ہے دین اس پر غالب آ جاتا ہے پس تم میانہ درست راستہ پر رہو۔ میانہ روی اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ اور صبح و شام اور رات کو کچھ حصہ کی عبادت سے مدد حاصل کرو''۔ (بخاری) بخاری کی دوسری روایت میں ہے: ''سیدھے راستہ پر چلو! اعتدال برتو۔ صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت کے لئے چلو تم اصل مقصود تک پہنچ جاؤ گے''۔ اَلدِّيْنُ : یہ نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور منصوب بھی آیا ہے۔ لَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ الدِّيْنُ : یعنی دین اس پر غالب آ جائے گا اور وہ متشدد دین کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے گا کیونکہ دین کے اعمال تو بے شمار ہیں۔ اَلْغَدْوَةُ : صبح کا چلنا۔ اَلرَّوْحَةُ : شام کا چلنا۔ اَلدُّلْجَةُ : رات کا آخری حصہ۔ یہ استعارہ اور تمثیل ہے اس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اعمال کے ذریعہ اس وقت مدد حاصل کرو جبکہ طبیعت میں نشاط اور دلوں کو فراغت میسر ہو۔ اس طرح تمہیں عبادت میں لذت حاصل ہوگی اور تم نہ اُکتاؤ گے اور اپنے مقصد کو پالو گے۔ جس طرح کہ سمجھ دار مسافر ان اوقات میں چلتا ہے اور اس کا جانور دوسرے اوقات میں آرام کرتا ہے اور بلا مشقت مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی المرضی ، باب تمنی المریض الموت ، وفی الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل

**اللُّغَاتِ** : سددوا : سیدھے راستے کولازم پکڑو اور یہ وہ میانہ روی ہے جس میں افراط نہ ہو۔ قاربوا : جب تم کامل ترین عمل نہ کر سکتے ہو تو اس کے قریب والا عمل اختیار کرلو۔ القصد : یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ ای الزموا القصد : یعنی میانہ روی کو افراط و تفریط کے بغیر اختیار کرو۔

**فوائد** : (۱) عبادت کے لئے آدمی کو اپنے نشاط کے اوقات کا چناؤ کرنا چاہئے۔ (۲) عبادت میں میانہ روی رب تعالیٰ کی رضامندی تک پہنچانے والی ہے اور بندگی پر اس کو ہمیشہ ثابت قدم رکھنے والی ہے۔

۱۴۶ :وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ :مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟ قَالُوْا :هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهٖ- فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دوستونوں کے درمیان ایک رسّی بندھی ہوئی پائی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ رسّی کیسی ہے؟ انہوں نے بتلایا یہ زینب کی رسّی ہے۔ جب تھک جاتی ہے تو اس سے لٹک جاتی ہے (سہارا لیتی ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھول ڈالو ہر کوئی طبیعت کے نشاط کی حالت میں نماز پڑھے جب سستی پیدا ہو تو سو جائے''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی التہجد ' باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ و مسلم فی المسافرین ' باب امر من نعس فی الصلاۃ

**اللغات** : فإذا حبل :فا زائدہ ہے اور اذا مفاجاۃ کے لئے ہے یعنی اچانک آپ ﷺ کی نگاہ مبارک ایک رسّی پر پڑی۔ بین الساریتین : ساریہ اور اسطوانہ کا ایک ہی معنی ستون ہے۔ اس سے مراد مسجد والی طرف کے دوستون ہیں۔ لزینب : زینب بنت جحش ام المؤمنین نے اس رسّی کو باندھا تھا۔ ان کا حجرہ مسجد کے پڑوس میں تھا۔ فتوت : نماز میں قیام کرنے سے تھک جائیں یا عبادت سے تھک جائیں۔ نشاطہ : نشاط اور آرام کا وقت۔

**فوائد** : (۱) اسلام آسانی والا دین ہے۔ (۲) مسجد میں نفل مردوں اور عورتوں ہر دو کو جائز ہیں۔ (۳) جو آدمی کسی منکر کام کو ہاتھ سے روک سکتا ہو وہ اس کو ہاتھ سے دور کرے۔ (۴) دوران نماز نمازی کا کسی چیز پر ٹیک لگانا مکروہ ہے۔ (۵) عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا چاہئے اور عبادت طبیعت کی تازگی کے ساتھ کرنی چاہئے۔

۱۴۷ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"إِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّهٗ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے اُونگھ آ جائے اس کو چاہئے کہ وہ سو جائے۔ یہاں تک کہ نیند اس سے دُور ہو جائے کیونکہ جب وہ ایسی حالت میں نماز پڑھے گا کہ وہ اُونگھ رہا ہو گا تو اس کو خبر نہ رہے گی کہ آیا وہ استغفار کر رہا ہے یا اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الوضوء ' باب الوضوء من النوم و مسلم فی المسافرین ' باب امر نعس فی الصلاۃ

**اللغات** : نعس – ینعس :اونگھنا۔ وھو یصلی :اور وہ نماز پڑھتا ہو مراد اس سے نفلی نماز ہے کیونکہ فرض کی تو مقدار ہی تھوڑی ہے۔ فالیرقد :یعنی نماز کو سلام سے مکمل کر کے وہ سو رہے۔ فیسب نفسہ :اپنے آپ کو گالی دے رہا ہو یعنی بلاقصد ایسے لفظ بول رہا

ہوگا جو اس کو مقصود نہیں کیونکہ نیند کا غلبہ ہے مثلاً اللھم لا تغفر وغیرہ۔

**فوائد** : (۱) عبادت میں نفس کو شدید مشقت میں ڈالنا مکروہ ہے۔ (۲) عبادت میں میانہ روی ہونی چاہئے۔ غلو کو ترک کر دینا ضروری ہے۔

۱۴۸ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنْتُ اُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلَاتُهٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُهٗ قَصْدًا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۸: حضرت ابوعبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ ﷺ کا خطبہ بھی درمیانہ۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ : "قَصْدًا" : اَیْ بَیْنَ الطُّوْلِ وَالْقِصَرِ۔

**قَصْداً** : درمیانہ نہ لمبا نہ مختصر۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجمعة ، باب تخفیف الصلاة والخطبة

**اللغات** : صلوات : یہ صلاۃ کی جمع ہے۔ مسلم کی روایت میں واللہ لقد صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من الفی صلاۃ کے الفاظ ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ قسم بخدا دو ہزار نمازیں ادا کی ہیں۔ خطبہ : خطبہ سے جمعہ کا خطبہ مراد ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ نمازیوں پر مشقت اور رحمت فرماتے ہوئے نماز اور خطبے میں تخفیف فرماتے۔ اسی طرح مریض اور ضرورت مند کی حاجت کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جامع کلمات عنایت فرمائے مگر آپ ﷺ اختصار میں مبالغہ نہ فرماتے تھے بلکہ اختصار کو بقدر ضرورت اختیار فرماتے تھے۔ (۳) اُمور و معاملات میں میانہ روی سب سے بڑھ کر ہے۔

۱۴۹ : وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اٰخَی النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ : مَا شَاْنُكِ؟ قَالَتْ : اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَآءَ اَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ لَهٗ : كُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ : مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ فَقَالَ لَهٗ : نَمْ فَنَامَ ثُمَّ

۱۴۹: حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے سلمان و ابودرداء کو بھائی بنایا تھا۔ حضرت سلمان نے ایک دن حضرت ابودرداء سے ملاقات کی اور یہ دیکھا کہ ام درداء میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس ہیں۔ سلمانؓ نے کہا تمہیں کیا ہوگیا؟ تو ام درداء نے کہا کہ تمہارا بھائی تو دنیا سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ ابودرداء آئے تو ام درداء نے ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب ان کو کہا گیا کہ کھانا کھاؤ تو ابودرداء نے کہا میں تو روزہ سے ہوں۔ سلمان نے کہا میں اس وقت تک نہیں کھا سکتا جب تک تم نہ کھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھالیا۔ جب رات ہوئی تو ابودرداء قیام کے لئے تیار ہوئے۔

ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ لَهٗ نَمْ فَلَمَّا كَانَ اٰخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ :قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّيَا جَمِيْعًا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ :اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا ' وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ' وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ' فَاَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ ' فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "صَدَقَ سَلْمَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

سلمان نے ان کو کہا تم سو جاؤ وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو سلمان نے کہا تم سو جاؤ۔ جب رات کا پچھلا حصہ ہوا تو سلمان نے کہا اب اٹھ جاؤ اور نماز ادا کرو۔ پھر دونوں نے نماز ادا کی۔ پس سلمان نے ان کو کہا بے شک تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہاری ذات کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے۔ ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔ پھر وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الصوم ' باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع وفی الادب ' باب صنع الطعام والتکلف للضیف۔

**اللغات** : متبذلہ : کام کاج والے کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے ظاہر کا لحاظ کئے بغیر اپنے زینت کے کپڑوں کو ترک کرنے والی تھیں۔ ما شانك : تم اس حالت پر کیوں ہو؟۔ لیس له حاجة فی الدنیا : وہ دنیا کے فوائد ولذات کا بالکل اہتمام نہیں کرتا۔ لما کان آخر اللیل : جب سحر کا وقت قریب ہوا۔ لاهلك : تیری بیوی اور اولاد۔

**فوائد** : (۱) اللہ کی خاطر بھائی چارہ درست ہے۔ دوستوں کے ہاں جانا اور ان کے ہاں رات کو قیام کرنا بھی درست ہے۔ (۲) مسلمانوں کو ان کاموں میں نصیحت کرنی چاہئے جن میں وہ غفلت برت رہے ہوں۔ (۳) رات کے آخری حصہ میں قیام کرنا بڑا افضل ہے اور سحر کا وقت خود قیام کا وقت ہے۔ (۴) مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرنی چاہئے۔ (۵) نفل روزے کو افطار کرنا جائز ہے (جبکہ بعد میں اس کی قضا کی جائے) (۶) جب مستحبات سے حقوق ضائع ہوتے ہوں تو ان سے منع کر دیا جائے گا۔

۱۵۰ :وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَقُوْلُ : وَ اللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ ' وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ :قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ ' وَنَمْ وَقُمْ ' وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ

۱۵۰ : حضرت ابومحمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو میرے متعلق بتلایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں دن کو روزہ رکھوں گا اور جب تک زندہ رہوں گا رات کو قیام کروں گا۔ رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا: ''تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟'' میں نے آپؐ سے عرض کیا میرے ماں' باپ آپؐ پر قربان ہوں یقیناً یہ باتیں میں نے کہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم ان کی طاقت نہ رکھ سکو گے۔ اس لئے تم کبھی روزہ رکھو اور کبھی چھوڑو۔ اسی طرح سو جاؤ اور کچھ قیام کرو اور مہینے میں تین دن روزے رکھو اس لئے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے پس یہ روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کی

بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ - قُلْتُ : فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ : فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ : فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ : فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ ﷺ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "هُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ : فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامِ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ : صُمْ وَاَفْطِرْ ، وَنَمْ وَقُمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فَاِذَنْ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ" فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ : صُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ" قُلْتُ : وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوٗدَ؟ قَالَ : "نِصْفُ الدهر" فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ" فَقُلْتُ : بَلٰى

طرح ہو جائیں گے''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن افطار کیا کرو''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ سب سے زیادہ معتدل روزے ہیں''۔ اور ایک روایت میں ہے ''یہ افضل ترین روزے ہیں''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے زیادہ کوئی افضل نہیں''۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ کاش میں نے ہر ماہ میں تین دن کے روزے قبول کر لئے ہوتے جو آپؐ نے فرمائے تھے۔ تو یہ مجھے اہل وعیال اور مال سے زیادہ محبوب تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا مجھے یہ نہیں بتلایا گیا کہ ''تم دن کو روزہ رکھتے اور رات کو نوافل پڑھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا: ''اس طرح مت کرو۔ روزہ رکھ اور افطار کر۔ سو اور قیام کر کیونکہ تیرے جسم کا تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے۔ تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھو۔ پس تمہیں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا۔ چنانچہ یہ ہمیشہ کے روزے ہوں گئے''۔ میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو اور اس پر اضافہ مت کرو''۔ میں نے عرض کیا وہ داؤد علیہ السلام کے روزے کیا ہیں؟ تو ارشاد فرمایا: ''آدھی زندگی''۔ حضرت عبد اللہ بڑھاپے میں کہا کرتے تھے کاش میں حضور ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیتا اور ایک روایت میں ہے کہ ''مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور ہر رات کو ایک قرآن پڑھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا جی ہاں۔ یارسول اللہؐ! میں نے اس سے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپؐ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلَّا الْخَيْرَ قَالَ :فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ ، فَاِنَّهٗ كَانَ اَعْبَدَ النَّاسِ ، وَاقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ :يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ : فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ عِشْرِيْنَ" قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ :فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ " قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ :فَاقْرَاْهُ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ فَشَدَّدْتُّ فَشُدِّدَ عَلَيَّ وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمْرٌ قَالَ : فَصِرْتُ اِلَى الَّذِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَفِيْ رِوَايَةٍ "وَاِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" وَفِيْ رِوَايَةٍ :"لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ" ثَلَاثًا – وَفِيْ رِوَايَةٍ "اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صِيَامُ دَاوُدَ وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةُ دَاوُدَ : كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا ، وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : اَنْكَحَنِيْ اَبِيْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهٗ "اَيِ امْرَاَةَ وَلَدِهٖ" فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ لَهٗ :نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَّجُلٍ لَمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ اَتَيْنَاهُ۔ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ

نے ارشاد فرمایا: ''تو اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کے روزے رکھ۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہر ماہ میں ایک قرآن پڑھ''۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبرؐ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا: ''بیس دن میں ایک قرآن پڑھو''۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ہر دس دن میں ایک قرآن پڑھو''۔ میں نے گزارش کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ہر سات دن میں ایک قرآن پڑھو اور اس پر اضافہ مت کرو''۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں میں نے سختی کی مجھ پر سختی کر دی گئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں کیا معلوم کہ شاید تیری عمر طویل ہو''۔ چنانچہ اب میں اس عمر کو پہنچ گیا جو آپؐ نے فرمائی تھی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ کاش میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا اور ایک روایت میں ہے: ''تمہاری اولاد کا تم پر حق ہے'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا''۔ یہ تین مرتبہ فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمام نمازوں میں محبوب ترین نماز داؤد علیہ السلام کی ہے۔ وہ آدھی رات سوتے اور رات کا تیسرا حصہ قیام فرماتے اور چھٹا حصہ آرام فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور جب دشمن سے سامنا ہوتا تو نہ بھاگتے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے والد نے میرا نکاح ایک خاندانی عورت سے کر دیا اور میرے والد اپنی بہو کا بہت خیال کرتے تھے اور اس سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھتے رہتے تھے تو وہ ان کو کہتی وہ آدمیوں میں اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے ہمارا بستر نہیں روندا اور ہمارے پردے والی چیز کو نہیں ٹٹولا جب سے ہم اس کے ہاں آئے ہیں۔ جب اس بات کا تذکرہ بہت مرتبہ ہو چکا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس کا تذکرہ

ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ : "اَلْقِنِيْ بِهٖ" فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ: "كَيْفَ تَصُوْمُ؟" قُلْتُ : كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: "وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟ قُلْتُ : كُلَّ لَيْلَةٍ وَذَكَرَ نَحْوَ مَا سَبَقَ ـ وَكَانَ يَقْرَأُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبُعَ الَّذِىْ يَقْرَؤُهٗ يَعْرِضُهٗ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَاَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كُلُّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتُ صَحِيْحَةٌ مُعْظَمُهَا فِى الصَّحِيْحَيْنِ وَقَلِيْلٌ مِّنْهَا فِىْ اَحَدِهِمَا۔

کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس کو مجھ سے ملواؤ''۔ چنانچہ اس کے بعد میں آپؐ کو ملا تو آپؐ نے فرمایا: ''تم کیسے روزہ رکھتے ہو؟''۔ میں نے عرض کیا ہر روز۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم قرآن مجید کیسے ختم کرتے ہو؟''۔ میں نے عرض کیا ہر رات اور اسی طرح ذکر کیا جیسے پہلے گزرا۔ حضرت عبداللہ اپنے بعض گھر والوں کو قرآن کا وہ حصہ دن میں سناتے جو رات کو تلاوت کرتے تاکہ رات کو پڑھنا آسان ہو جائے اور جب قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز روزہ چھوڑ دیتے اور ان کو شمار کر لیتے اور پھر اتنے روزے بعد میں رکھ لیتے کیونکہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی چیز ان میں سے رہ جائے (جس پر وہ پہلے سے عمل کرتے چلے آ رہے ہیں) جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے۔

یہ تمام روایات صحیحین کی ہیں ان میں کم حصہ کسی دوسری روایت سے لیا گیا ہے۔

**تخریج** : بروایاته المتعددة روى بعضها البخارى فى الصوم ' باب صوم الدهر و باب حق الضيف فى الصوم و باب حق الجسم فى الصوم والانبياء ورواها مسلم فى الصيام ' باب النهى عن صوم الدهر

**اَللُّغَاتُ** : **لا تستطيع ذلك** :تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو کیونکہ اس میں تکلف اور مشقت ہے۔ **لزورك** :تمہارے مہمان کا۔ **وان بحسبك** : با زائدہ ہے معنی تمہیں کافی ہے۔ **لا صام من صام الابد** :اس کا کوئی روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ یہ درحقیقت ان لوگوں کے متعلق خبر دی گئی جنہوں نے شارع حکیم کے حکم کی تعمیل نہ کی کہ انکی عبادت کی کوئی حیثیت نہیں۔ **لا يفر اذا لاقى** : نہ بھاگے جب میدان جنگ میں دشمن سے سامنا ہو اور اپنے آپ کو مضبوط رکھے۔ **انكحنى** : میری شادی کر دی۔ **الكنة** :بہو کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے اسی طرح اپنے بھائی کی بیوی کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ **عن بعلها** :اس کے خاوند کے متعلق۔ **لم يطا لنا فراشًا** :یہ ہمبستری سے کنایہ ہے یعنی وہ میرے ساتھ بستر پر نہیں سویا۔ **لم يفتش لنا كنفا** :یعنی ہمارے ستر کو نہیں کھولا۔ یعنی یہ جماع سے باز رہنے کی تعبیر ہے۔

**فوائد** : (۱) اس آدمی سے نرمی کرنی چاہئے جس کے اکتا جانے کا خدشہ ہو۔ (۲) عبادت میں میانہ روی کو لازم کرنا چاہئے۔ (۳) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بلند مقام اور ان کی حضور اقدسؐ کے ساتھ عظیم وفاداری جس کا مظاہرہ انہوں نے آپؐ کی وفات کے بعد ان وعدوں کا ایفاء کر کے کیا جو آپؐ سے کئے تھے۔ (۴) تہجد اور قیام للیل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ہاں پسندیدہ عبادت ہے۔ (۵) اسلام میں رہبانیت کا وجود نہیں ہے۔ (۶) اس امت کی خصوصیات میں سے یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس کو نیکیوں کا

بدلہ دوگنا ملتا ہے۔(۷) اسلام میں عبادت کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان جہاد اور طلب رزق سے انقطاع اختیار کرے۔(۸) اسلام ایسے اعمال کا داعی ہے جو دنیا و آخرت دونوں کے لئے کارآمد ہیں۔

۱۵۱ : وَعَنْ اَبِیْ رِبْعِیٍّ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاُسَيِّدِيِّ الْكَاتِبِ اَحَدِ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :لَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ : نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ : نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَاَنَّا رَاْيَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَوَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا ' فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَمَا ذَاكَ؟" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْيَ الْعَيْنِ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَنْ لَّوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهٗ "رِبْعِيٌّ" بِكَسْرِ الرَّآءِ "وَالْاُسَيِّدِيُّ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُشَدَّدَةٌ مَكْسُوْرَةٌ وَقَوْلُهٗ :

۱۵۱: حضرت ابوربعی حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ' جو رسول اللہ ﷺ کے ایک کاتب ہیں' روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا حنظلہ تم کیسے ہو؟ میں نے کہا حنظلہ منافق ہوگیا۔اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں کہ گویا ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر نکل آتے ہیں اور بیوی' بچوں اور دنیا کے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں تو ان میں سے بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم اس جیسی باتیں تو ہمیں بھی پیش آتی ہیں۔ چنانچہ میں اور ابوبکر چل دیئے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ پھر میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنظلہ منافق ہوگیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''یہ کیا بات ہے؟''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو گویا ان کو ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے نکل کر جاتے ہیں اور ہم بیوی بچوں اور دنیاوی کاروبار میں مشغول ہوکر بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم ہمیشہ اسی حالت پر رہو جس میں تم میرے پاس ہوتے اور ذکر میں (ہر وقت) مشغول رہو تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کریں۔ لیکن اے حنظلہ وقت وقت کی بات ہے' اور یہ بات آپ ﷺ نے تین

"عَافَسْنَا" هُوَ بِالْعَيْنِ وَالسِّيْنِ الْمُهْمَلَتَيْنِ : اَیْ عَالَجْنَا وَلَا عَبْنَا ۔ "وَالضَّيْعَاتُ" الْمَعَايِشُ۔

مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

رِبْعِيٌّ :اَلْاُسَيِّدِیُ :

عَافَسْنَا : کام کاج اور کھیل میں مصروف ہونا۔

اَلضَّيْعَاتُ : گزراوقات کے اسباب۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی التوبة ' باب فضل دوام الذکر

**اللغات** : نافق حنظله :حنظلہ کو اپنے اوپر نفاق کا خطرہ ہے۔جس طرح وہ خوف حضور علیہ السلام کی مجلس میں حاصل ہوتا ہے۔ جب وہ وہاں سے نکلتا ہے تو دنیا کے سامانوں میں مشغول ہو کر وہ خوف دور ہو جاتا ہے۔ نفاق : نفاق کا اصل معنی اس چیز کو ظاہر کرنا جس کے خلاف شر اپنے دل میں چھپایا ہو۔ الضیعات : جمع ضیعہ۔ آدمی کے روزی کے اسباب و ذرائع۔ مثلاً پیشہ ل وصنعت وغیرہ۔ لکن حنظله ساعة وساعةً :لیکن اے حنظلہ وقت وقت کی بات ہے۔یعنی اے حنظلہ ایک گھڑی بندگی کی ادائگی کے لئے وساعة :اور ایک گھڑی انسان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

**فوائد** : (۱) انسان ملائکہ اور جنات کے درمیان مخلوق ہے۔ (۲) ہمیشہ ذکر اور مراقبہ میں رہنا اور اس سے نہ تھکنا یہ فرشتوں کی خصوصیات سے ہے۔ (۳) عقلمند کو اپنے اوقات تقسیم کرنے چاہئیں۔ایک گھڑی اپنے رب کے ساتھ مناجات کے لئے اور ایک گھڑی اپنے نفس کے محاسبہ کے لئے اور ایک گھڑی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات و مصنوعات میں غور و فکر کے لئے اور ایک گھڑی جس میں انسانی ضروریات کھانا پینا وغیرہ کو پورا کرنے کے لئے ہو۔ (۴) اسلام دین فطرت ہے اور میانہ روی اور اعتدال والا دین ہے۔جس میں دنیا و آخرت کی مصلحتوں کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے اور روح و جسم کے مطالب کو جمع کیا گیا ہے۔

۱۵۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :بَيْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوا اَبُو اِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَقُوْمَ فِی الشَّمْسِ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۲ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اچانک آپ ﷺ کی نگاہ ایک کھڑے آدمی پر پڑی۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بتلایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے۔ جس نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ لے گا اور نہ گفتگو کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کہہ دو کہ وہ بات کر لے اور سایہ میں ہو جائے اور بیٹھ جائے اور روزہ کو مکمل کرے''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان والنذور ' باب النذر فیما لا یملك وفی معصية

**اللغات** : ابو اسراء یل :اس کا نام یسیر ہے جو کہ یسر کی تصغیر ہے۔ یہ یسر عسر (یعنی تنگدستی) کے بالمقابل ہے۔ یہ انصاری صحابی ہیں۔ لا یتکلم :بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے کلام نہ کرتے۔

**فوائد** : (۱)شریعت اسلام میں خاموشی کی نذر مان لینا کوئی نیکی نہیں ۔(۲) اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عمل ہرگز قابل قبول نہیں جو اس نے مشروع نہیں فرمایا اور نہ اس کی اجازت دی اور نہ اس کو عبادت وثواب کا کام قرار دیا۔(۳) ہر وہ کام جو عبادت میں تقرب کا باعث ہو اس کا دوسری عبادت میں باعث قربت ہونا ضروری نہیں۔

## ۱۵: بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْأَعْمَالِ

## باب: اعمال کی حفاظت ونگہبانی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [الحديد:۱٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنَاهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾[الحديد:۲۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ [النحل:۹۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [الحجر:۹۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ اللہ کی یاد کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے جو حق کی باتیں اتاری ہیں ان کے لئے ان کے دل جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتابیں دی گئیں اور ان پر زمانہ طویل گزرا تو ان کے دل سخت ہوگئے''۔(الحدید) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ان کو انجیل دی اور ان کے لوگوں کے دلوں میں کہ جنہوں نے ان کی اتباع کی شفقت ورحمت ڈال دی اور رہبانیت جس کو انہوں نے خود گھڑ لیا تھا۔ ہم نے ان پر لازم نہ کی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو حاصل کرنے کے لئے پھر انہوں نے اس کا اس طرح خیال نہیں رکھا جس طرح خیال رکھنے کا حق تھا''۔ (الحدید) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس عورت کی طرح مت بنو جس نے نہایت محنت سے کاتے ہوئے سوت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا''۔(النحل) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تُو اپنے ربّ کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آجائے''۔(الحجر)

**حل الآیات** : **الم یان** : کیا وقت نہیں آیا۔ **ان تشخع** : کہ خشوع اختیار کریں۔ خشوع حضور قلب اور اعضاء کے سکون کو کہتے ہیں۔ **من الحق** : یعنی قرآن مجید۔ **طال علیهم الامد** : ان پر زمانہ بیت گیا۔ یعنی ان کے اور انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے درمیان کافی زمانہ گزرا۔ **کفینا** : ان کے بعد بھیجا۔ **رافةً ورحمة** : ان دونوں کا ایک معنیٰ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا جب دونوں اکٹھے لائے جائیں تو پھر فرق ہوگا۔ رافت کا معنیٰ شر کا دور کرنا اور رحمت کا معنیٰ خیر کا لانا ہوتا ہے۔ **زهبانیة الرهبه والرهبانیه** : عبادت میں مبالغہ اور لوگوں سے انقطاع اختیار کرنا۔ **ما کتبناها علیهم** : ہم نے ان پر فرض نہیں کیا۔ **ابتدعوها** : انہوں نے اپنے نفسوں پر لازم کرلیا۔ **ما رعوها** : اس کی نگہبانی نہ کی۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں میں ازالہ شر اور جلب خیر کو پیدا کیا تھا۔ انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کرلیا ہم نے ان پر لازم نہ کی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کو اپنے آپ حصول رضائے الٰہی کے

لئے لازم کرلیا تھا۔ مگر اس کی نگہبانی نہ کی۔ نقضت : کھولنا۔ من بعد قوۃ : مضبوط کرنے کے بعد۔ انکاثًا: توڑ کر۔ بعض نے کہا یہ ایک احمق عورت تھی جو سارا دن سوت کاتتی پھرتی اور شام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ وعدہ خلافی میں اس عورت کو بطور مثال ذکر کیا گیا۔ الیقین : موت۔

**فوائد** : (۱) نیک اعمال کی خوب خبر گیری کرتے رہنا چاہئے اور اعمال صالحہ پر مداومت اور ہمیشگی ہونی چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ کرنا چاہئے۔ (۳) وظیفہ عبادت کو موت تک انجام دیتے رہنا چاہئے۔

۱۵۳ : وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ عَآئِشَةَ "وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ" وَقَدْ سَبَقَ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۵۳: اس سلسلہ کی احادیث میں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔ كَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَادَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ جو گزشتہ باب میں گزری۔

۱۵٤ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهٖ مِنَ اللَّيْلِ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهُ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۴: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو شخص اپنے رات کے وظیفے سے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے اور وہ اسے فجر سے لے کر ظہر کی نماز کے وقت کے درمیان میں پڑھ لے تو اس کے لئے لکھ لیا جاتا ہے کہ گویا اس نے رات ہی میں پڑھا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فى المسافرين ' باب جامع صلوة الليل من نام عنه او مرض

**اللغات** : حزبه : وظیفہ۔ اصل میں پانی کے گھاٹ پر باری کو کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد انسان جو نماز یا قراءت وغیرہ اپنے آپ پر مقرر کر لے۔ اس پر استعمال ہونے لگا یعنی وظیفہ۔

**فوائد** : (۱) ورد کی باقاعدگی کرنی چاہئے۔ (۲) جس کا روز کا وظیفہ کسی عذر سے رہ جائے تو اگر اس نے اس کے پورا کرنے میں جلدی کر لی تو اس وقت میں ادائیگی کا ثواب مل جائے گا۔

۱۵۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ تو فلاں کی طرح مت ہو وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخارى فى التهجد ' باب ما يقراء من ترك قيام الليل ومسلم فى الصيام ' باب النهى عن صوم الدهر لمن تضر به او فوت به حقًا اولم يفطر العيدين

**اللغات** : يقوم : تہجد پڑھنا۔

**فوائد** : (۱) اگر کسی سے قابل مذمت بات ہو جائے تو اس کا تذکرہ کرتے وقت اس کا نام نہ لینا بہتر ہے۔ (۲) جس عمل خیر کی عادت ڈالی جائے اس پر ہمیشگی اختیار کی جائے۔

۱۵۶ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَّجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب درد وغیرہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعات ادا فرما لیتے تھے۔(مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم فى المسافرين ' باب جامع صلٰوة الليل من نام عنه او مرض

**فوائد** : (۱) جس کا یومیہ وظیفہ کسی عذر کی وجہ سے رہ جائے وہ اس نقصان کو عذر کے زائل ہونے کے بعد پورا کرے جس طرح آنحضرت ﷺ نے کیا۔(۲) نوافل کو دوسرے وقت ادا کر لینے سے نوافل وتقیہ کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا پورا ثواب مل جائے گا۔

## ۱٦ بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَاٰدَابِهَا

## بَابٌ: سنت اور اس کے آداب کی حفاظت ونگہبانی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر:۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ [النجم:۳،٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران:۳۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ [الاحزاب:۲۱] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء:٦٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [النساء:٥٩] قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنَاهُ اِلَى

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ تم کو جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ''۔(الحشر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو وحی ہے جو ان کی طرف اتار دی جاتی ہے''۔(النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ فرما دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہوں کو بخش دیں گے۔(آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں عمدہ نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو''۔(آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تیرے ربّ کی قسم ہے وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ کو اپنا حکم وفیصل نہ مان لیں پھر تمہارے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور پورے طور پر اسے تسلیم کر لیں''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز کے متعلق تمہارا باہمی جھگڑا ہو جائے تو تم اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو''۔ علماء نے فرمایا اس کا معنی کتاب وسنّت کی طرف لوٹانا ہے۔ اللہ

الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء:۸۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [الشوریٰ:۵۲،۵۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور:۶۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ [الاحزاب:۳۴] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ.

تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک آپؐ ان کی راہنمائی صراطِ مستقیم کی طرف کرتے ہیں یعنی اللہ کا راستہ''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کو کوئی آزمائش آئے یا ان کو کوئی دردناک عذاب پہنچے''۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تم یاد کرو جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت کی باتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں''۔

آیات اس باب میں بہت ہیں۔

**حل الآیات** : الھویٰ :نفس کا پسندیدہ چیز کی طرف جھکنا اور مائل ہونا۔ بعد میں قابلِ مذمت میلان کے لئے استعمال ہونے لگا۔ الوحی : تیز مخفی اطلاع کو کہا جاتا ہے۔ اسوہ :نمونہ ہمزہ کا ضمہ اور کسرہ دونوں درست ہیں۔ یرجوا :اللہ کے ثواب کا امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرنے والا۔ شجر :اختلاف کم کیا جائے اور خلط ملط کیا جائے۔ حرجًا :تنگی۔ یسلموا :پورے مطیع ہو جائیں۔ تنازعتم :باہمی اختلاف کرو۔ لتھدی :تو ان کی رہنمائی کرے اور دعوت دے۔ صراط :راستہ یعنی دین اسلام۔ فتنة :عذاب۔ حکمه :سنت نبویہ۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث درج کی جاتی ہیں۔

۱۵۷ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ ، اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى اَنْبِيَآئِهِمْ۔ فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو باتیں میں تمہیں بیان کرنے سے چھوڑ دوں۔ ان میں تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرتِ سوال نے ہلاک کیا اور اپنے پیغمبروں سے وہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔ اس لئے جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق انجام دو''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاعتصام ' باب الاقتداء بالسنن صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم وترک اکثار للوالله عمالا ضرورة الیه

**اللغات** : دعونی : مجھے چھوڑ دو یعنی امور کی تفصیلات کے متعلق زیادہ سوالات مت کرو۔

**فوائد** : (۱) وہ سوال حرام ہے جس سے مسائل میں پیچیدگی پیدا ہو اور شبہات کا دروازہ کھل جائے جو کثرتِ اختلاف تک پہنچائے

والا ہے۔(۲) بلاشبہ اختلاف کی بیماری لوگوں کو ہلاکت تک پہنچانے والی ہے اور بنی اسرائیل کے سوالات اسی قسم میں سے تھے۔(۳) جب کسی چیز کی ممانعت پختہ طور پر ثابت ہو جائے تو اس ممنوعہ چیز کو چھوڑ دینا ضروری ہے اور اگر ممانعت قطعی نہیں تو پھر چھوڑ دینا اولی ہے۔(۴) ایسے ممنوعہ فعل کو ترک کر دینا چاہئے جس سے مشقت لازم نہ آتی ہو اس لئے کہ ممانعت عام ہے۔(۵) جس بات کا حکم دیا جاتا ہے کبھی اس میں مشقت پیش آتی ہے اسی لئے اس میں استطاعت کی بقدر انجام دہی کا حکم دیا گیا۔

الثانی:

۱۵۸: عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً بَلِیْغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُیُوْنُ فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا - قَالَ: "اُوْصِیْكُمْ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ، وَاِنَّهٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَیَرَی اخْتِلَافًا كَثِیْرًا فَعَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَاِیَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

"النَّوَاجِذُ" بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ الْاَنْیَابُ وَقِیْلَ الْاَضْرَاسُ۔

۱۵۸: حضرت ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت موثر وعظ فرمایا جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو گویا الوداعی وعظ ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیت فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور بات کو سننے اور ماننے کا حکم دیتا ہوں۔ خواہ تم پر کسی حبشی غلام کو امیر مقرر کیا جائے اور ثانی یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا پس تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس سنت کو کچلیوں (سامنے کے دو دانت) سے مضبوط پکڑو اور دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچو۔ اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلنَّوَاجِذُ: کچلیاں یا ڈاڑھیں۔

**تخریج**: رواہ ابوداود فی السنن ' باب لزوم السنة و ترمذی فی العلم ' باب ما جاء فی الاخذ فی السنة و اجتناب البدعه

**اللغات**: **موعظه**: وعظ' خیرخواہی کی بات اور انجام سے باخبر کرنے کو کہتے ہیں۔ **بلیغه**: ایسا موثر وعظ جو دل کی گہرائی میں اتر جائے۔ **وجلت**: ڈرنے لگے۔ **ذرفت**: بہہ پڑیں۔ **موعظة مودع**: الوداع کرنے والے کا وعظ۔ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ نے آپؐ کے ڈرانے میں مبالغہ کو دیکھ کر سمجھی۔ کیونکہ پہلے آپ ﷺ کا خبردار کرنے کا انداز یہ نہ ہوتا تھا۔ **بدعة**: لغت میں بغیر مثال کوئی چیز بنانا۔ مگر شرع میں بدعت اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کام کا حکم شرع کے خلاف گھڑ لیا گیا ہو۔ **ضلالة**: حق سے دور ہونا کیونکہ حق وہی ہے جو شرع نے بتلایا اور جو امر شریعت کی طرف نہ لوٹے وہ گمراہی ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو لازم پکڑنا چاہیے اور تقویٰ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت اور نواہی سے پرہیز کا دوسرا نام ہے۔ (۲) امراء کے احکام اس وقت تک ماننے ضروری ہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت کا حکم دیتے رہیں اور اپنی ذاتی مخصوص حالتوں کی طرف توجہ کئے بغیر اس روایت میں آنحضرتؐ نے عبد کا تذکرہ تو بطور مثال کے فرمایا۔ واقعہ میں پیش آنا ضروری نہیں۔ ورنہ غلام کی تو حکومت ہی درست نہیں۔ (مراد کم درجہ کا حاکم ہے)۔ (۳) آنحضرتؐ کا معجزہ ہے کہ آپؐ نے یہ غیب کی اطلاعات دیں۔ مسلمانوں میں اختلافات واقع ہوئے اور وہ بہت سے گروہوں میں بٹ گئے۔ (۴) خلفاء الراشدین ابوبکر وعمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں جو حکم ان صحابہ کرام رضوان اللہ سے معلوم ہوگا اس پر عمل کرنا دوسرے سے معلوم ہونے والے حکم سے زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ سنت کا علم ان کو بہت زیادہ تھا اور یہ حضرات دین میں کامل تقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔ (۵) بدعت کے لفظ میں مذمت کا منشاء فقط لفظ محدث یا بدعت نہیں بلکہ اصل قابل مذمت دین کی مخالفت اور دین کے قواعد سے اس کا متصادم ومتضاد ہونا ہے۔

الثالث :

۱۵۹ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی" قِيْلَ : وَمَنْ يَّاْبٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت سب کی سب جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا''۔ ہم نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کس نے انکار کیا؟ ارشاد فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا''۔ (بخاری)

**تخريج** : رواه البخاری فی الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی الله علیه وسلم

**اللغات** : امتی : دعوت والی امت مراد ہے۔ ابی : انکار کیا۔ باز رہا۔ عصانی : مجھ پر ایمان نہ لایا۔ میری نافرمانی کی۔

الرابع :

۱۶۰ : عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ وَّقِيْلَ اَبِیْ اِيَاسٍ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ : "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ : لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰: حضرت ابومسلم اور بعض نے کہا ابوایاس سلمہ بن عمرو بن الاکوعؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپؐ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا: ''خدا کرے تجھے طاقت نہ رہے''۔ اس کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا۔ پس اس کا ہاتھ منہ کی طرف پھر کبھی نہ اُٹھا۔ (مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم فی الاشربة ' باب آداب الطعام والشراب واحکامها

**اللغات** : لا استطعت : یہ بددعا کے الفاظ ہیں کیونکہ اس نے حق کی اتباع میں تکبر اختیار کیا اور سنت پر عمل کرنے سے بڑھائی

دکھائی۔ معنی یہ ہے کہ خدا کرے تمہیں طاقت نہ رہے؟

**فوائد** : (۱) دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا مکروہ ہے جبکہ وہ دائیں کے ساتھ کھانے میں کوئی عذر نہ رکھتا ہو مثلاً مرض یا کٹا ہوا ہو۔ (۲) کھانے کی طرح ہر اچھا کام دائیں سے کرنا مستحب ہے اور ناپسندیدہ کام بائیں سے۔ (۳) استحباب کی مخالفت سے گناہ نہیں ہوتا۔ آنحضرتؐ نے اس کو بددعا دی کیونکہ اس کا دائیں ہاتھ کے استعمال سے باز رہنا تکبر اور سرکشی کی بناء پر تھا۔ (۴) آنحضرتؐ براہ راست کسی بات کا اگر حکم فرمائیں تو وہ فرض ہو جاتا ہے۔ خواہ عام حالات میں وہ امر امور مستحبہ میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ پس اس کو بددعا آپؐ کے حکم کا انکار کرنے کی وجہ سے دی گئی جو فوراً لگ گئی۔ (مترجم)

الثامن :

۱۶۱ : عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ- وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰی کَاَنَّمَا یُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰی اِذَا رَاٰی اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ یَوْمًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُکَبِّرَ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُهٗ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ"۔

۱۶۱: حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم اپنی صفوں کو ضرور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے مابین مخالفت پیدا فرمادے گا''۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے گویا اس سے تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپؐ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ اللہ اکبر کہنے ہی والے تھے کہ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے نکلا ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! تم اپنی صفیں درست کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا''۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجماعة ' باب تسویة الصفوف و مسلم فی الصلاة ' باب تسویة الصفوف واقامتها وفضل الاول فالاول منها

**اللغات** : **لتسون صفوفکم** :صفوف کی برابری کرو۔ برابری کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک سمت میں بالکل درست کھڑے ہوں۔ کوئی ان میں سے آگے پیچھے نہ ہو۔ **لیخالفن اللہ بین وجوهکم** : یہ وعید ہے جنہوں نے اس کو حقیقت پر محمول کیا۔ انہوں نے اس کا معنی یہ کیا کہ چہروں کو اگلی جانب سے مسخ کر کے پچھلی جانب کر دوں گا۔ دوسروں نے اس کا مجازی معنی لیا ہے یعنی تمہارے درمیان عداوت وبغض اور دلوں کا اختلاف پیدا کر دے گا۔ **القداح** :جمع قدح' تیر کی لکڑی۔ مراد اس سے برابری میں مبالغہ کرنا مقصود ہے۔ گویا اس طرح ہو جائے کہ اس سے تیر سیدھے کئے جائیں گے کیونکہ تیر بالکل برابر اور سیدھا ہوتا ہے۔ **عقلنا** : ہم سمجھ گئے۔ **بادیاً** :صف کی جانب سے نکلنے والا۔

**فوائد** : (۱) اس ارشاد میں صفوف کی برابری کا حکم دیا گیا۔ (۲) اقامت کے بعد اور نماز شروع کرنے سے قبل اگر ضرورت پڑ جائے

تو کلام کرنا جائز ہے۔ بعض نے اس کو منع کیا ہے۔ البتہ صفوف کی درستگی اور برابری کے لئے کلام تو بلا اختلاف درست ہے۔

الثامن :

۱۶۲ : عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاْنِهِمْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۱۶۲ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رات کو ایک مکان مکینوں سمیت مدینہ میں جل گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق بتلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے' جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان ' باب لا تترك النار فی البیت عند النوم و مسلم فی الاشربة ' باب الامر بتغطیة الاناء وایکاء السقاء واغلاق الابواب وذکر اسم الله علیها ' واطفاء السراج والنار عند النوم

**اللغات** : احترق بیت : آگ لگنے سے جل گیا۔

**فوائد** : (۱) سونے سے پہلے آگ کا بجھا دینا ضروری ہے۔ بعض نے کہا یہ حکم دنیوی بھلائی کے لئے ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے۔ (۲) اگر قنادیل لٹکی ہوں اور ضرر کا احتمال نہ ہو تو اس صورت میں یہ حکم نہ ہوگا۔

التاسع :

۱۶۳ : عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ : قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِیْرَ ' وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا ' وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَّا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً۔ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَّلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۶۳ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس بارش جیسی ہے جو زمین کو پہنچے۔ پس اس زمین کا کچھ حصہ تو زرخیز تھا جس نے پانی کو اپنے اندر جذب کیا اور گھاس اور بہت سا سبزہ اُگایا اور کچھ حصہ اس کا بنجر تھا۔ جس نے پانی روک لیا پھر اس پانی سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے اس سے پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصہ کو پہنچی جو چٹیل میدان تھا جس نے نہ پانی روکا اور نہ گھاس اُگائی۔ پس یہ مثال اس کی ہے جس نے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی اور اس علم سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا۔ پس اس نے علم خود بھی حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور (دوسری) مثال اس شخص کی ہے جس نے اس کی طرف اپنا سر بھی نہیں اٹھایا اور نہ ہی اس

"فَقُهَ" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَقِيْلَ بِكَسْرِهَا :اَيْ صَارَ فَقِيْهًا۔

نے اس ہدایت کو قبول کیا جو میں لے کر آیا ہوں"۔ (متفق علیہ)
فَقُهَ :فقیہ بنا۔

**تخريج** : رواه البخاری فی العلم ' باب فضل من علم وعلم و مسلم فی الفضائل ' باب بیان مثل ما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الھدی و العلم

**اللُّغَات** : مثل المثیل :بمعنی مثال پھراس کا استعمال ہر صفت یا عجیب وغریب حالت کے لئے ہونے لگا۔ غیث :بارش۔ طائفة :ٹکڑا۔ الکلاء : چرائی جانے والی نباتات خواہ وہ تر ہو یا وہ خشک ہو۔ العشب :سبز نباتات۔ عجارب : جمع عجرب۔ وہ زمین جس میں کوئی چیز نہ رکتی ہو۔ قیعان : جمع قاع برابر زمین کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا اس کا معنی وہ زمین ہے جس میں کوئی نباتات نہ ہو۔ فقه :سمجھدار۔ الفقیھه : فقیہ بنا یعنی سمجھداری اس کی جب عادت بن جائے۔ فقہ لغت میں فہم کو کہتے ہیں مگر شرع میں ان احکامات کو کہا جاتا ہے جن کو تفصیلی دلائل کی روشنی میں نکالا جائے۔ من لم یرفع بذلك راسًا :یعنی جو کچھ دے کر میں بھیجا گیا ہوں اس نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ درحقیقت یہ دوسرے گروہ کی تمثیل ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرتؐ نے اس ہدایت اور علم کو جو آپؐ لے کر آئے۔ فائدہ مند بارش سے تشبیہ دی کیونکہ وہ ہدایت بھی دلوں کو اس طرح زندہ کر دیتی ہے جس طرح بارش زمین کو اور آپؐ نے اس ہدایت سے فائدہ اٹھانے والے کو عمدہ زمین سے تشبیہ دی اور اس کو جو علم کو حاصل کرلے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔ لیکن خود اس سے فائدہ نہ اٹھائے اس زمین سے تشبیہ دی جو سخت ہو اور پانی کو روک لے۔ جس سے لوگ نفع حاصل کریں اور اس آدمی کو جس نے علم نہ سیکھا اور نہ عمل کیا۔ اس چٹیل زمین سے تشبیہ دی جو نہ پانی کو روکے اور نہ گھاس اگائے۔ یہ لوگوں میں بدترین انسان ہے جو نہ خود نفع اٹھاتا ہے اور نہ اس سے اور کوئی نفع حاصل کرتا ہے۔ (۲) آنحضرتؐ نے علم کو حاصل کرنے اور تعلیم دینے اور علم پر عمل کرنے کے لئے لوگوں کو آمادہ کیا ہے اور علم سے منہ موڑنے سے ڈرایا ہے۔ (۳) اس سے اس آدمی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جو افادہ اور استفادہ دونوں کا جامع ہو۔

الثامن :

۱۶۴ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا ' فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تُفْلِتُوْنَ مِنْ يَدَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۴ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے دور ہٹا رہا ہے۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں۔ لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جا رہے ہو"۔ (مسلم)

"اَلْجَنَادِبُ" نَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشِ ' هٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ الَّذِيْ يَقَعُ فِي النَّارِ۔

اَلْجَنَادِبُ : ٹڈی اور پروانے کی طرح کا کیڑا ہے یہ وہ معروف کیڑا ہے جو آگ میں گرتا ہے۔

"وَالْحُجَزُ" جَمْعُ حُجْزَةٍ وَهِيَ مَعْقِدُ الْإِزَارِ وَالسَّرَاوِيْلِ۔

اَلْحُجُزُ جمع حُجْزَةٌ : چادر وشلوار یا تہہ بند باندھنے کی جگہ۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الفضائل ' باب شفقته علی امته

**اللُّغَاتُ** : یذبھن :ان کوروکتا اور دور کرتا ہے۔الفراش :خلیلؒ فرماتے ہیں مچھر کی طرح اڑنے والا جاندار (پروانہ)۔

**فوائد** : (۱) آنحضرتؐ کی امت پر رحمت اور ان کو خیر پہنچانے کی حرص اس سے ثابت ہوتی ہے کہ کوئی ایسا بھلائی کا کام نہیں جو آپ ﷺ نے اُمت کو نہ بتلایا ہو اور نہ کوئی ایسی برائی چھوڑی جس سے ان کو ڈرایا اور محتاط نہ کیا ہو۔ (۲) اس میں آپؐ نے بہت سارے ایسے لوگوں کی جہالت ظاہر فرمائی جو دین کی ہمیشہ مخالفت کرتے ہیں حالانکہ اس مخالفت میں ان کی بدبختی ہے اور یہ بات ان کو جہنم کے عذاب کی طرف لے جانے والی ہے۔

اَلتَّاسِعُ :

۱٦٥ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ ' وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ : "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهَا الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَّلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ۔ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ طَعَامَهٗ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى فَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ"۔

۱٦۵ : حضرت جابرؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اُنگلیاں اور پیالہ چاٹ لینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کونسے کھانے میں برکت ہے''۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے پکڑ لے اور اُس پر جو مٹی وغیرہ لگی ہے اس کو صاف کر کے اس کو کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور اپنے ہاتھ کو تولئے کے ساتھ نہ پونچھے۔ جب تک کہ وہ اپنی انگلیاں چاٹ نہ لے۔ اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ '' شیطان تمہاری اشیاء کے ہر موقعہ پر حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت میں بھی۔ پس جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس پر لگ جانے والی تکلیف دہ چیز کو دور کر کے اس کو کھالے اور شیطان کے لئے اس کو نہ چھوڑے''۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الاشربة ' باب استحباب لعق الوصالع والقصعة

**اللُّغَاتُ** : لعق :اس نے چاٹا۔البرکة :بہت سی بھلائی۔فلیمت :دور کردے اور زائل کردے۔من اذیً :یعنی غبار یا مٹی یا میل وغیرہ۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ نے انگلیوں کو چاٹ لینے کی ترغیب دلائی۔اس میں نعمت کی حفاظت کی طرف متوجہ فرمایا اور تواضع کو اپنا اخلاق بنانا سکھایا گیا ہے۔کھانے کے چھوٹے ریزے پھینک دینے سے کھانے کی توہین ہوتی ہے اور آدمی کا تکبر ظاہر ہوتا ہے۔ (۲)

جوزمین پر گر پڑے اس سے مٹی دور کر کے کھانے کا حکم دیا۔ یہ اس وقت تک ہے جب تک اس سے مٹی کو دور کرنا ممکن ہو اور وہ چیز جس جگہ میں بھی نہ گری ہو اور خود بھی نرم نہ ہو۔ (۳) اس روایت سے شیاطین کا وجود ثابت ہوتا ہے اور ان کا کھانا بھی ثابت ہوتا ہے اور ہم اس بات کو مانتے ہیں خواہ وہ ہمیں نظر نہیں آتے اور ہم ان کے کھانے کی کیفیت کو بھی نہیں جانتے ہمارا ان تمام باتوں کو ماننا صرف حضور

ﷺ :

١٦٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا: كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' اَلَا وَاِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ" اِلٰى قَوْلِهٖ: "الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" فَيُقَالُ لِيْ: "اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"غُرْلًا": اَيْ غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ.

۱۶۶: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں وعظ و نصیحت کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں' ننگے بدن' غیر مختون جمع کئے جاؤ گے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔ ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم یقیناً پورا کرنے والے ہیں۔ اچھی طرح سنو! بلاشبہ سب سے پہلے قیامت کے دن جسے لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ خبردار سنو! میری اُمت کے بعض لوگوں کو لایا جائے گا انہیں بائیں طرف پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ چنانچہ آپ کو کہا جائے گا۔ اے پیغمبر تجھے نہیں معلوم! انہوں نے تیرے بعد کیا کیا چیزیں ایجاد کیں۔ پس میں وہ کہوں گا جو عبد صالح (عیسیٰ بن مریم) نے کہا ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ الایہ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان کے اندر موجود رہا۔ آپ نے یہ آیت ﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ تک تلاوت فرمائی۔ پھر مجھے کہا جائے گا یہ اپنی ایڑیوں پر دین سے پھر گئے۔ جب سے تم ان سے جدا ہوئے۔ (متفق علیہ)

غُرْلًا : غیر مختون۔

**تخریج** : رواه البخاري في الانبياء ' باب قول الله تعالى :﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ والتفسير تفسير سورة المائدة ' باب : ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ و مسلم في الجنة ' باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة

**اللغات** : ذات الشمال : بائیں جانب۔ یعنی آگ والی طرف۔ **العبد الصالح** : نیک بندہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام۔ **اصحابی** : مراد میری امت میں سے۔ صحبت کا لفظ اس پر مجازاً بولا گیا۔

**فوائد** : (۱) یہ روایت دلالت نہیں کرتی کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت محمدؐ سے افضل ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کو یہ مرتبہ ملنا یہ افضلیت کا متقاضی نہیں (یہ جزوی فضیلت ہے مجموعی فضیلت نہیں۔ مترجم) (۲) یا بعض نے کہا کہ سیدنا محمدؐ کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا (مگر یہ محض قیاس ہے۔ اس نص کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضرت محمدؐ کی کلی افضلیت پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تکلف کی طرف جائیں۔ مترجم) (۳) ان گناہگاروں کو جن کو اللہ کے دین میں تبدیلی کی سزا ملے گی۔ ان کی دو قسمیں ہیں: (ا) جو مرتد ہو گئے۔ ان کی سزا تو خلود فی النار ہے۔ (ب) جنہوں نے نافرمانیاں اور گناہ کیے ان کو سزا ملے گی۔ پھر رسول اللہؐ کی شفاعت سے وہ آگ سے نکالے جائیں گے۔ (۴) آنحضرت ﷺ کی طرف اپنے کو منسوب کر لینا کافی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے دین کو مضبوطی سے تھامنا اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا اس کے ساتھ ضروری ہے۔

الحادی عشر :

۱۶۷ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ : اِنَّہٗ لَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ وَلَا یَنْکَأُ الْعَدُوَّ وَاِنَّہٗ یَفْقَأُ الْعَیْنَ وَیَکْسِرُ السِّنَّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ قَرِیْبًا لِّابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَھَاہُ وَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ : اِنَّھَا لَا تَصِیْدُ صَیْدًا" ثُمَّ عَادَ فَقَالَ : اُحَدِّثُکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْہُ ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ لَا اُکَلِّمُکَ اَبَدًا۔

۱۶۷ : حضرت ابوسعید عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری مارنے سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ نہ تو شکار کو مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے البتہ یہ آنکھ پھوڑتی اور دانت کو توڑتی ہے''۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن مغفل کے کسی قریبی رشتہ دار نے کنکری ماری تو حضرت عبداللہ نے اس کو منع فرمایا اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کنکری مارنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ نہ تو شکار کرتی ہے۔ اس نے پھر اس حرکت کا اعادہ کیا۔ عبداللہ نے فرمایا میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تو دوبارہ کنکری مار رہا ہے میں تم سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ (کیونکہ تمہاری یہ حرکت قصداً مخالفت معلوم ہوتی ہے)۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب النھی عن الخذف ' والتفسیر فی تفسیر سورۃ الفتح ' باب اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ومسلم فی الصید ' باب اباحۃ ما یستعان بہ علی الاصطیاد والعدو و کراھیۃ الخذف۔

**اللغات** : الخذف : انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکری پھینکنا۔ لا ینکا : زخمی نہیں کرتی۔ یفقی : نکالتی اور اکھاڑتی ہے۔

**فوائد** : (۱) کنکری مارنا حرام ہے کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں بعض اوقات اس سے دشمن کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ (۲) گناہ کرنے والے کو چھوڑنا اور ان سے ترک تعلق کرنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں کو ترک کر دیں۔

۱۶۸ : وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِیْعَۃَ قَالَ : رَاَیْتُ

۱۶۸ : حضرت عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ، يَعْنِي الْأَسْوَدَ، وَيَقُوْلُ، اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْ لَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (متفق علیہ)

**تخریج**: رواہ البخاری فی الحج، باب تقبیل الحجر و مسلم فی الحج، باب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف

**فوائد**: (۱) رسول اللہ ﷺ کی متابعت ضروری ہے۔ ان تمام کاموں میں جو آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے مشروع فرمائے خواہ ان کی کوئی حکمت بھی ظاہر نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ "اور جو تم کو رسول اللہ ﷺ دیں اسکو لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز آ جاؤ"۔ (۲) :عبادات آنحضرت ؐ سے نقل پر موقوف ہیں۔ ان کی اتباع واجب ہے۔ (۳) طبرانی نے کہا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ اس لئے کیا کہ لوگوں کا بتوں کی عبادت والا زمانہ قریب اور نیا تھا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ جاہل لوگ یہ نہ گمان کرنا شروع کر دیں کہ حجر اسود کا چومنا یہ پتھروں کی تعظیم کی غرض سے ہے جس طرح کہ جاہلیت کے زمانہ میں ان کا اعتقاد تھا۔

## ۱۷: بَابٌ فِي الْوُجُوْبِ الْاِنْقِيَادِ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى ذٰلِكَ وَاُمِرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نُهِيَ عَنْ مُّنْكَرٍ!

## باب: اللہ کے حکم کی اطاعت ضروری ہے اور جس کو اللہ کے حکم کی طرف بلایا جائے یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کہا جائے وہ کیا کہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء:٦٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:٥١] وَفِيْهِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ اَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهٗ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ فِيْهِ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "تمہارے ربّ کی قسم ہے وہ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے باہمی جھگڑوں میں فیصل نہ مان لیں اور پھر تمہارے فیصلہ پر اپنے دلوں میں ذرّہ بھر تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو مکمل طور پر تسلیم کر لیں"۔ (النساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مؤمنو! بات یہ ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم نے سنا اور مانا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔ (النور)

اس باب سے متعلقہ روایات میں وہ حدیث ابو ہریرہ ہے جو پہلے گزری اور دیگر روایات میں سے یہ ہے۔

۱۶۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ﴿لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ اَلْاٰیَةَ اشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَکُوْا عَلَی الرُّکَبِ فَقَالُوْا : اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِیْقُ : الصَّلٰوةُ وَالْجِهَادُ وَالصِّیَامُ وَالصَّدَقَةُ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْكَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَلَا نُطِیْقُهَا ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا کَمَا قَالَ اَهْلُ الْکِتَابَیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا؟ بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ وَذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ اِثْرِهَا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا" قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَالَ: نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

۱۶۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لِلّٰهِ مَا ......﴾: ''اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو وہ جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کریں گے''۔ تو یہ آیت صحابہ کرام رضوان اللہ پر گراں گزری۔ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یارسول اللہؐ ہمیں کچھ ایسے اعمال کا ذمہ دار بنایا گیا ہے جن کی ہم طاقت رکھتے ہیں مثلاً نماز' جہاد' روزہ' صدقہ وغیرہ اور آپؐ پر یہ آیت اتری ہے اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ تم اسی طرح کہو جس طرح تم سے پہلے اہل کتاب نے سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بلکہ تم یوں کہو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ...... جب اس دعا کو صحابہ نے پڑھا اور ان کی زبانوں پر یہ رواں ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ ......﴾ ''ایمان لائے رسول اس پر جو ان پر ان کے ربّ کی طرف سے اُتارا گیا اور مؤمن بھی ایمان لائے۔ سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان (ایمان کے لحاظ سے) تفریق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے ربّ ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ جب انہوں نے ایسا کرلیا تو اللہ نے آیت کے اس حصہ کو منسوخ فرمادیا اور اس کی جگہ نازل فرمایا: ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ ......﴾ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جو اچھے کام کرے گا اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جو برے کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ اے ہمارے ربّ! ہماری بھول اور غلطیوں پر ہماری گرفت نہ فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا۔ بہت اچھا۔ اے ہمارے ربّ! ہم پر اس طرح بوجھ نہ ڈال جس طرح تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ قَالَ: نَعَمْ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

پہلے تھے۔ اللہ نے فرمایا ہاں اور ہمیں معاف فرمادے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في الايمان ' باب بيان انه سبحانه تعالى لم يكلف الله ما يطاق

**اللّغَات** : اقتراها: اس کو پڑھا۔ ذلت: مطیع ہو جانا۔ الرها: اس کو اس کے فوراً بعد بغیر کسی فاصلہ کے۔ نسخها: کسی شرعی حکم کا جو سابقہ دلیل سے ثابت تھا۔ بعد والی دلیل سے اٹھ جانا۔ ما لا طاقة لنا: جن کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں۔

**فوائد** : (۱) احکام میں نسخ جائز ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس بات سے خوف ہوا وہ خواطر قلبیہ (دلی خیالات) جن پر انسان کو اختیار نہیں ہوتا کہ کہیں ان پر مواخذہ نہ ہو جائے۔ اسی لئے انہوں نے ان کو مالا یطاق میں سے سمجھا۔ جب انہوں نے آیت پڑھی اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا لِرَبِّنَا بغیر کسی اعتراض کے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ میں نے اس مشقت کو تم سے دور کر دیا یعنی ان خواطر پر مواخذہ نہ کیا جائے گا اور دل کے اندر بلا قصد آنے والی باتوں پر پکڑ نہ ہوگی اور پھر ان کو سکھایا کہ کس طرح وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور سوال کریں۔

## ۱۸ : بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِدَعِ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ

## بَاب: بدعات اور نئے کاموں کے ایجاد کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ [يونس:۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ [الانعام:۳۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ [الانعام:۱۵۴] أَيْ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ [الانعام:۱۵۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران:۳۱] وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نہیں ہے حق کے بعد مگر گمراہی''۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے کسی چیز کے لکھ کر رکھنے میں کوئی فروگزاشت نہیں کی''۔ (الانعام) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تم کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف و جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یعنی کتاب و سنت کی طرف لوٹاؤ''۔ (الانعام) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بے شک یہ میرا راستہ سیدھا ہے پس اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے''۔ (الانعام) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے میرے پیغمبر ﷺ آپ فرما دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالیں گے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا''۔ (آل عمران)

**حل الآیات** : الحق: ہدایت یعنی وہ باتیں جو کتاب و سنت میں مذکور ہیں۔ الضلال: گمراہی یعنی جو کتاب و سنت کے

خلاف ہے۔ یہ ہدایت اور گمراہی ایک دوسرے کی ضدیں ہیں جب ان میں سے ایک سے نکل جائے گا تو دوسرے میں پڑ جائے گا۔ **فی الکتاب** : کتاب سے مراد یہاں لوح محفوظ ہے کیونکہ وہ مخلوقات کے احوال پر مشتمل ہے۔ بعض نے کہا قرآن مجید مراد ہے کیونکہ ان احکامات کی اصل پر قرآن مشتمل ہے۔ جن کی لوگوں کو ان کے دین اور دنیا کے سلسلہ میں ضرورت ہے۔ **صراطی** : میرا راستہ ہے۔ مراد اس سے دین ہے۔ **فتفرق** : مختلف ہو جائیں گے۔

مَّعْلُوْمَةٌ وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فَنَقْتَصِرُ عَلٰى طَرَفٍ مِّنْهَا.

اس سلسلہ کی روایات' احادیث بھی بہت ہیں مگر چند یہاں ذکر کرتے ہیں۔

۱۷۰ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ :"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ".

۱۷۰ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے''۔ (متفق علیہ) مسلم کی روایت میں ہے: ''کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے''۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الصلح' باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود و مسلم فی الاقضیۃ' باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور

**اللغات** : **فی امرنا** : ہمارے دین میں۔ **رد** : مردود ہے۔ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا۔

**فوائد** : (۱) امام نووی فرماتے ہیں اس روایت کو یاد کرنا اور منکرات کے ابطال میں پیش کرنا چاہئے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں یہ روایت اصول دین میں شمار ہوتی ہے اور اس کے بنیادی قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے۔ (۲) ہر اس بدعت کو رد کر دینا ضروری ہے جو دین سے متصادم اور اس کے قواعد کے خلاف ہو یا اس کے نصوص خاصہ کے خلاف ہو۔ اگر کوئی نیا کام دین سے متصادم نہ ہو بلکہ اصلی کلی کے تحت داخل ہو یا اس کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت داخل ہو تو وہ مردود نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ایسا کام واجب یا مستحب ہو جاتا ہے مثلاً اسلحہ کے ہتھیاروں میں تبدیلی اور نئی قوت اور طاقت کو تیار کرنا' مدارس اور مطابع بنانا' علم کی نشر و اشاعت' لوگوں کو سکھانا اور تعلیم دینا مستحب ہے (اسی طرح عربیت کو صحیح طور پر جاننے کے لئے علوم اور صرف و نحو وغیرہ۔ مترجم)

۱۷۱ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ : "صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ" وَيَقُوْلُ : "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ

۱۷۱ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپؐ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا۔ یہاں تک کہ محسوس ہوتا کہ آپؐ کسی دشمن کے لشکر سے ڈرانے والے ہیں۔ آپؐ ارشاد فرماتے اے لوگو! وہ لشکر تم پر صبح یا شام کو حملہ آور ہونے والا ہے۔ اور فرماتے میں اور

كَهَاتَيْنِ" وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" يَقُوْلُ : "اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

قیامت ایسے بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں اور آپؐ اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ایک دوسرے سے ملاتے اور فرماتے اما بعد! بیشک بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین طریقہ محمدؐ کا طریقہ ہے اور سب سے بدترین کام (دین میں) نئے نئے کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور آپؐ فرماتے ہیں میں ہر مؤمن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں جو شخص مال چھوڑ کر جائے وہ تو اس کے ورثاء کے لئے ہے اور جو آدمی قرض چھوڑ جائے یا کمزور اہل وعیال چھوڑ جائے وہ میرے سپرد داری اور میری ذمہ داری میں ہے"۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الجمعه ' باب تخفیف الصلوة و الخطبة

**اللغات** : **منذر** : ڈرانے والا۔ **صبحکم** : یعنی دشمن تم پر لوٹ ڈالنے والا ہے (اور عرب میں عموماً لوٹ مار صبح سویرے ہوتی تھی) **انا والساعة کھاتین** : میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی قرب سے کنایہ ہے اور وہ قریب ہونا۔ دنیا کی گزرنے والی عمر کے مقابلہ میں ہے۔ **محدثاتھا** : جو نئی ایجاد کی جائیں۔ جو کتاب وسنت میں معروف نہ تھیں اور ان کی کوئی اصل بھی نہیں اور بدعہ کے بارے میں وہ کہا جاتا ہے جو اوپر والی روایت میں گزرا۔ **انا اولی** : یعنی میں زیادہ حقدار ہوں۔ **انا ولی** : یعنی کفیل ونگران ان کا جن کا کوئی کفیل ونگران نہ ہو۔ **ضیاعًا** : بچے اور بیوی۔

**فوائد** : (۱) بیشک سب سے بہتر چیز جس میں آدمی مشغول ہو وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ (۲) ان بدعات کا مقابلہ کرنا چاہئے جو دین کی کسی اصل کے ماتحت داخل نہیں بلکہ اس کے مخالف ہیں۔ (۳) یتامیٰ اور عاجز لوگوں کی کفالت بیت المال سے واجب ہے حکام کی مسلمانوں کی نگہبانی میں وہی ذمہ داریاں ہیں جو آپ ﷺ کی تھیں۔ (۴) وراثت درست ہے۔

۱۷۲ : وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِيْثُهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ۔

۱۷۲ : حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ میں گزر چکی ہے۔

**تخریج** : باب المحافظة علی السنه میں گزر چکی ہے۔

## ۱۹ : بَابٌ فِيْمَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَوْ سَيِّئَةً

## بَاب : جس نے کوئی اچھا یا برا طریقہ جاری کیا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں

اِمَامًا﴾ [الفرقان: ٢٤] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾ [الانبياء:٧٣]

اور ہمیں متقین کا راہنما بنا''۔ (الفرقان) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور ہم نے ان کو مقتدا بنایا وہ ہمارے حکم کے ساتھ لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں''۔ (الانبیاء)

حل الآیات : هب لنا : عطا کر ہمیں۔ قرۃ عین : آنکھوں کی ٹھنڈک اور مسرت۔ اماما : بھلائی میں مقتدی۔

١٧٣ : وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو وَجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا فِیْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِی النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِی السُّيُوْفِ ، عَامَّتُهُمْ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُّضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِّنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ : ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ : ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ وَالْاٰيَةُ الْاُخْرٰى الَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الْحَشْرِ : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ" حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ، فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ

۱۷۳: حضرت ابوعمرو جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہم دن کے شروع میں آنحضرتؐ کے پاس تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جو ننگے بدن تھے اون کی دھاری دار چادریں یا کمبل ڈالے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کی اکثریت قبیلہ مضر سے بلکہ تمام کے تمام قبیلہ مضر سے تھے۔ جب رسول اللہؐ نے ان کی فاقہ کشی کو دیکھا تو آپؐ کا چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا۔ پس آپؐ گھر میں تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے۔ پھر آپؐ نے بلال کو اذان کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی اور آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ الایہ اور یہ آیت ﴿رَقِيْبًا﴾ تک پڑھی۔ اور دوسری آیت جو حشر کے آخر میں ہے۔ تلاوت فرمائی ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ ......﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو ہر شخص کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس نے کل کے لئے کیا کچھ آگے بھیجا ہے''۔ ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ درہم' دینار' کپڑے اور گندم کا صاع' کھجور کا صاع صدقہ کرے۔ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ صدقہ کرو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ انصار میں سے ایک شخص تھیلی لایا جو اتنی بوجھل تھی کہ اس کے ہاتھ اٹھانے سے عاجز ہو رہے تھے بلکہ عاجز ہو ہی گئے۔ پھر لوگ مسلسل لاتے رہے یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر کپڑے اور خوراک کے دیکھے۔ میں نے آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا کہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ گویا اس پر سونے کی چھال پھیر دی گئی ہے۔ پھر

جرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِن غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "مُجْتَابِی النِّمَارِ" هُوَ بِالْجِيْمِ وَبَعْدَ الْاَلِفِ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالنِّمَارُ جَمْعُ نَمِرَةٍ وَّهِیَ كِسَآءٌ مِّنْ صُوْفٍ مُخَطَّطٌ وَمَعْنٰی "مُجْتَابِيْهَا" لَا بِسِيْهَا قَدْ خَرَقُوْهَا فِیْ رُؤُوْسِهِمْ "وَالْجَوْبُ" الْقَطْعُ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ اَیْ نَحَتُوْهُ وَقَطَعُوْهُ- وَقَوْلُهٗ "تَمَعَّرَ" هُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ تَغَيَّرَ – وَقَوْلُهٗ: "رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّهَا: اَیْ صُبْرَتَيْنِ- وَقَوْلُهٗ: "كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ" هُوَ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَفَتْحِ الْهَآءِ وَالْبَآءِ وَالْمُوَحَّدَةِ قَالَهُ الْقَاضِیْ عِيَاضٌ وَغَيْرُهٗ وَصَحَّفَهٗ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: "مُدْهُنَةٌ" بِدَالٍ مُّهْمَلَةٍ وَّضَمِّ الْهَآءِ وَبِالنُّوْنِ وَكَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِیُّ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْمُرَادُ بِهٖ عَلَی الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَآءُ وَالْاِسْتِنَارَةُ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے اس کا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ بغیر اس بات کے کہ ان کے اجروں میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس پر اس کے اپنے گناہوں کا بوجھ اور ان تمام لوگوں کے گناہوں کا بوجھ ہوگا جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں کے بوجھ میں کچھ کمی کی جائے''۔ (مسلم)

مُجْتَابِی النِّمَارِ: یہ نمر کی جمع ہے دھاری دار چادر۔

مُجْتَابِيْهَا: پہننے والے۔ انہوں نے وہ چادریں پھاڑ کر سروں پر ڈال رکھی تھیں۔

اَلْجَوْبُ: کاٹنا۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ یعنی ان کو تراشا اور کاٹا۔

تَمَعَّرَ: تبدیل ہوا۔

رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ: دو ڈھیر۔

كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ: یہ بقول قاضی عیاض ہے۔

امام حمیدی نے مُدْهُنَةٌ لکھا ہے مگر پہلا زیادہ صحیح ہے۔

دونوں صورتوں میں مراد اس سے چہرہ کی صفائی اور چمک ہے۔

**تخریج**: رواہ اخرجہ مسلم فی کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ او کلمۃ طیبۃ

**اللُّغَاتُ**: الصدر: اول ابتداء شروع۔ عراۃ: جمع عاری ننگا یا مراد وہ شخص جو پرانے کپڑے پہنے۔ متقلدی السیوف: تلوار لٹکائے ہوئے۔ یعنی اپنی تلوار کو ہار کی طرح اپنے گلے میں لٹکانے والے تھے۔ مضر: عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ رقیبا: تمہارے اعمال کا محافظ ہے۔ ما قدمت لغد: یعنی بھلائی جو قیامت کے لئے وہ تیار کرے۔ تصدق: یہ ماضی ہے اور خبر بمعنی امر ہے یعنی چاہئے کہ صدقہ کرے اور ماضی کے صیغہ سے لانا زیادہ بلیغ ہے۔ صاع: اہل مدینہ کا پیمانہ۔ البر: گندم۔ الصرۃ: تھیلی۔ یتھلل: منور و روشن کرے۔ سنۃ: طریقہ۔ وزرھا: بھاری بوجھ اور گناہ۔

**فوائد** : (۱) اصحاب مال لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ ضرورت مند لوگوں کی تلاش کریں اور ان کی تکلیف کے ازالہ کی جلد کوشش کریں۔ آنحضرت ﷺ کا فقراء اور محتاجین کے لئے شفقت اور دکھ کا اظہار فرمانا۔ (۳) فقراء کے خوش ہونے پر آپ ﷺ کا خوش ہونا اور ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے آپ ﷺ کی کوشش اور ان کی امداد و معاونت کرنا۔ (۴) آپ ﷺ کی بہترین حکمت اور شاندار انداز اور مسلمانوں کی محبت و اخوت کی رسی کو مضبوط کرنے کے لئے اور تعاون کی ضرورت کی طرف متوجہ کرنا۔ (۵) اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانے کا مسلمان کی زندگی کے راستہ پر اثر اور افعال خیر میں جلدی کرنا۔ (۶) صدقہ اور انفاق میں خرچ کرنا چاہئے خواہ معمولی چیز میسر آئے۔ کیونکہ تھوڑا تھوڑا مل کر کثیر بنتا ہے۔ (۷) آنحضرت ﷺ کے راستہ کو جلدی سے صحابہ کرام کا اپنانا اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ (۸) اس روایت میں اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ مسلمان خیر اور نیکی اور احسان میں ایک اچھا اور عمدہ نمونہ ہے اور اس بات سے باخبر کر دیا گیا کہ وہ غلط اور برا نمونہ پیش نہ کریں۔ (۹) جس نے برائی میں معاونت کی تو اس کو اس گناہ کے مرتکب کے برابر گناہ ملے گا۔ (۱۱) وہ نو ایجاد کام جن میں مصلحت اور فائدہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہیں اور جو ان میں سے برائی اور گمراہی ہیں وہ بدعت سیئہ ہیں۔ (۱۲) (فائدہ نمبر ۱۱ میں بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ صاحب نزہہ کی رائے ہے ورنہ روایت میں سیاق کے تقاضا سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دین میں راہ خدا میں ثابت شدہ امور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ میں پہل کرنا بعد والوں سے ثواب میں بہت بڑھ کر ہے۔ چونکہ اس نے نیکی کے دروازہ کو اپنے عمل سے کھول دیا۔ باقی بدعت جو شرع کی نظر میں ہے وہ تو کل بدعة ضلالة کے مطابق گمراہی ہی ہے اور جن نو ایجاد چیزوں پر لغۃً بدعت کا اطلاق کیا گیا ان کا بدعت شرعیہ سے کوئی تعلق و واسطہ ہی نہیں (۔فافهم و تدبر)۔ (مترجم)

۱۷۴ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو جان بھی ظلماً قتل کی جاتی ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون ناحق کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کا یہ طریقہ رائج کیا''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاري في كتاب الجنائز ' باب يعذب الميت ببعض بكاء اهله وفي كتاب الاعتصام ' باب اثم من دعا الى الضلالة وفي غيرهما و مسلم في القسامة ' باب بيان اثم من سنن القتل

**اللغات** : ظلمًا : ناحق۔ ابن آدم الاول : یہ وہی آدم علیہ السلام کا بیٹا ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ آدَمَ بِالْحَقِّ﴾ كفل : حصہ و نصیب۔ مصباح اللغات میں لکھا ہے کہ کفل کا معنی دوگنا اجر یا گناہ ہے۔ سن : جس نے طریقہ بنایا یعنی سب سے پہلا قتل کیا۔

**فوائد** : (۱) کسی فعل میں سبب بننے والا یا اس پر ابھارنے والا یا اس کے بارے میں خبر دینے والا وہ اس فعل کے کرنے والے کے برابر ہوگا جو اجر یا ثواب بھی اس فعل پر مرتب۔ بلکہ بعض اوقات تو جواب دہی میں وہ اس سے بھی کئی گنا بڑھ جائے گا۔

## ۲۰ :بَابٌ فِی الدَّلَالَةِ عَلٰی خَیْرٍ وَّالدُّعَآءِ اِلٰی هُدًی اَوْ ضَلَالَةٍ

## بَابٌ: خیر کی طرف راہنمائی اور ہدایت وگمراہی کی طرف بلانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ﴾ [الحج:٦٧ القصص:٨٧] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل:١٢٥] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ [المائدة:٢] وَقَالَ تَعَالٰی :﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ﴾ [آل عمران:١٠٤]۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کی طرف بلاؤ''۔ (الحج، القصص)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلاؤ''۔ (النحل)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''نیکی اورتقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''چاہیے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی ہو''۔ (آل عمران)

١٧٥ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۷۵: حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ ہیں، سے روایت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی بھلائی کے کام کی طرف راہنمائی کی تو اس کو اس بھلائی کے کرنے والے کے برابر اجر ملے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ' باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب وغیرہ

**سبب** : جیسا کہ امام مسلم نے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا مجھے ایک سواری پرسوار کردیں۔آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں۔ایک آدمی نے عرض کیا حضرت (ﷺ) میں اس کو ایسے آدمی کی نشاندہی کردیتا ہوں جو اس کو سواری دے گا تو آپؐ نے فرمایا:من دل علی خیر :الحدیث۔

**فوائد** : (۱)اس روایت میں بھلائی کے کاموں میں معاونت اوراس کے بارے میں مناسب راہنمائی کرنے پرتوجہ دلائی گئی ہے کیونکہ نیک کاموں کاسبب بننے والا اتنا ہی اجرثواب پاتا ہے جتنا کہ خودکرنے والے کوملتا ہے۔

١٧٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا ' وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ

۱۷۶: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور اس سے ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اور جو کسی کو کسی گمراہی کی طرف بلائے گا اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا اتنا ہی وبال ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ کرنے کا وبال ہوگا

شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اور وبال ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہ کرے گا"۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی العلم' باب من سن سنة حسنة اور سيئة او من دعا الی هدی او ضلالة

**اللغات** : دعا : اس نے بلایا۔ فعل یا قول سے آمادہ کرنا۔ ھدی : ہدایت یعنی سچ اور بھلائی۔ ضلالة : گمراہی یعنی شر اور باطل۔

**فوائد** : (۱) کسی فعل کا سبب بننے یا اس کو انجام دینے والا ثواب و عقاب کے نتیجہ میں برابر ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ کاموں کے انجام اور اعمال کے نتائج کو غور سے دیکھے اور ان میں سے جو خیر ہیں ان کے لئے کوشاں رہے تا کہ وہ اچھا نمونہ بنے۔ (۳) مسلمان کو بے کار قسم کی دعاؤں سے بھی بچنا چاہئے اور ان برے دوستوں سے دور رہے۔ چونکہ وہ جو کچھ کرے گا اسکے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ (۴) بھلائی کے کاموں کا سبب بننے والے کو دوگنا اجر ملے گا اور برے کاموں کا ذریعہ بننے والوں کی سزا بھی دوگنی ہوگی۔

۱۷۷ : وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ : "لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَبَاتَ النَّاسُ یَدُوْکُوْنَ لَیْلَتَهُمْ اَیُّهُمْ یُعْطَاهَا - فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کُلُّهُمْ یَرْجُوْا اَنْ یُّعْطَاهَا فَقَالَ : اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟" فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْهِ قَالَ : فَاَرْسِلُوْا اِلَیْهِ" فَاُتِیَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ عَیْنَیْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرِئَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّایَةَ - فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ : "اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ

۱۷۷ : حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: "میں یہ جھنڈا کل ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے پس لوگوں نے رات اس بحث میں گزاری کہ وہ کون ہوگا جس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ جب صبح کے وقت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لوگ حاضر ہوئے۔ تو ان میں سے ہر ایک امیدوار تھا کہ اس کو جھنڈا ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں خراب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "ان کی طرف پیغام بھیجو"۔ جب ان کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ ان کی آنکھیں اس طرح درست ہوگئیں گویا کہ ان کو تکلیف ہی نہ تھی۔ پس آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم آرام سے چلتے جاؤ! یہاں تک کہ ان کے میدان میں جا اترو۔ پھر ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور ان کو اللہ تعالیٰ کا وہ حق بتلاؤ جو ان کے ذمہ ہے۔ قسم

عَلَيْهِ۔
قَوْلُهٗ : "يَدُوْكُوْنَ" اَیْ يَخُوْضُوْنَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ - قَوْلُهٗ "رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّآءِ بِفَتْحِهَا لُغَتَانِ وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ۔

بخدا! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہت زیادہ بہتر ہے"۔ (متفق علیہ)
يَدُوْكُوْنَ : بحث اور بات چیت کرنا۔
عَلٰى رَسْلِكَ: اپنے انداز سے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی فضائل الصحابة ' باب مناقب علی بن ابی طالب و الجهاد ' باب فضل من اسلم على يديه رجل و غيرهما و مسلم فی فضائل الصحابة ' باب فضائل علی رضی الله عنه

**اللغات** : یوم خیبر :غزوۂ خیبر کے دنوں میں سے ایک دن۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ یوم کے لفظ کو غزوہ کے ساتھ مطلقہ ذکر کر کے سارے ایام مراد لیتے ہیں۔ غزوۂ خیبر ہجرت کے ساتویں سال ہوا۔ خیبر مدینہ منورہ سے قریباً ۹۶ میل (یعنی آٹھ برد۔ برد بارہ میل کا ہوتا ہے) شام کی جانب واقع ہے۔ وہاں یہود آباد تھے۔ الرایة :لشکر کا جھنڈا۔ غدوا : دن کے شروع میں سفر کیا۔ یشتکی عینیه : آنکھوں میں رمد کی تکلیف تھی۔ انفذ علی رسلك : اپنے انداز سے چلتے رہو۔ جلدی مت کرو۔ الرسل :سکون و ثبات کو کہتے ہیں۔ بساحتهم :ان کی جانب ان کے گھروں کے سامنے وسیع جگہ۔ حق الله تعالٰی :جس سے اللہ نے منع کیا یا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یهدی الله بك :اللہ تیرے ذریعے ہدایت دے دے یعنی کفر و گمراہی سے نکالے۔ حمر النعم :حمر جمع احمر نعیم :اونٹ بکریاں' گائے۔ عام طور پر اونٹ پر بولا جاتا ہے۔ سرخ اونٹ عرب کے ہاں عمدہ مال شمار ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ جملہ بطور ضرب المثل کے استعمال ہوتا ہے اور وہاں کوئی چیز ان کے ہاں اس سے زیادہ نفیس نہ تھی۔

**فوائد** : (۱) اس روایت سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور مرتبہ اور آنحضرت ﷺ کا ان پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کے معجزہ کا اظہار ہوا کہ فوراً لعاب مبارک ڈالنے سے باذن الٰہی آنکھیں درست ہو گئیں۔ (۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کس قدر حریص' ان کی رضامندی کے لئے ہر وقت کوشاں اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ (۴) اسلامی دعوت اور اس کے آداب کی بلندی اس سے واضح ہوتی ہے کہ اسلام کا اصل مقصود انسانیت کو گمراہی اور ضائع ہونے سے بچانا ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا کتنا افضل ترین عمل ہے اور حق و خیر کی طرف راہنمائی ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اس پر اس کو آخرت میں بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

۱۷۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًى مِّنْ اَسْلَمَ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ؟ قَالَ : "اِئْتِ فُلَانًا قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ : اَعْطِنِی

۱۷۸ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بنو اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس وہ سامان نہیں جس سے میں جہاد کی تیاری کروں۔ آپؐ نے فرمایا : "فلاں شخص کے پاس جاؤ۔ اس نے جہاد کی تیاری کی تھی مگر وہ بیمار ہو گیا"۔ چنانچہ وہ نوجوان گیا اور اُس سے جا کر کہا رسول اللہؐ تجھے سلام کہتے اور فرماتے ہیں کہ تم مجھے وہ سامان دے دو جس سے تم نے جہاد

الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ فَقَالَ :یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَیْئًا ' فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْنَ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارَكَ لَنَا فِیْهِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کی تیاری کی تھی۔ اس شخص نے کہا: اے فلانہ! اس کو وہ سامان دے دو جس سے میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکنا۔ قسم بخدا! تو اس میں سے کوئی نہیں روکے گی کہ پھر تمہارے لئے برکت ہو (جو روکے گی وہ بے برکتی کا باعث ہوگا)۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ ' باب فضل اعانة الغازی فی سبیل الله برکوب وغیرہ وخلافته فی اهله بخیر

**اللغات** : **فتی** :نوجوان۔ **اسلم** :یہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے۔ **الغزو** :اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ **ما اتجهز به**: جن اشیاء کی مجھے میرے سفر اور جہاد میں ضرورت ہوگی۔ **یقرئك** :تم کو سلام کہتے ہیں تمہارے لئے سلامتی کا اظہار فرماتے ہیں۔ **لا تحبسی** :اپنے پاس روک کر مت رکھ۔

**فوائد** : (۱) بھلائی کی طرف دلالت اور بھلائی کے حصول میں حتی الامکان کوشش اور اس کے لئے دوسروں کی معاونت کرنی چاہئے۔ (۲) جو شخص کسی چیز کو بھلائی اور نیکی کے کسی راستہ میں خرچ کرنے کی نیت کرے اور اس کو کوئی عذر واقعی پیش آ جائے۔ جس سے وہ اس موقعہ پر خرچ نہ کر سکے تو وہ اس کو اور کسی خیر کے کام میں صرف کر دے جو اس کی استطاعت میں ہو۔ (۳) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔ اس کے مال سے برکت اٹھ جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

## ۲۱ بَابٌ فِی التَّعَاوُنِ عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی

## بَابٌ: نیکی وتقویٰ میں تعاون

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ [المائدۃ:۳] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [العصر] قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَلَامًا مَعْنَاهُ :اِنَّ النَّاسَ اَوْ اَكْثَرَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ عَنْ تَدَبُّرِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ''قسم ہے زمانے کی۔ یقیناً انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی''۔ (العصر) امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام لوگ یا لوگوں کی اکثریت غور وفکر کرنے سے غافل ہے۔

**حل الآیات** : **العصر** : زمانہ یا زوال کے بعد کا وقت۔ **خسر** : نقصان وگھاٹا۔ **تواصوا** : ایک دوسرے کو وصیت ونصیحت کی۔ **بالحق** : ایمان وتوحید اور اللہ کے حکموں پر عمل۔ **بالصبر** : اپنے نفس کو اطاعت پر مضبوط کرنا اور معصیت سے بچنا۔

۱۷۹ :وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۷۹: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے خدا کے راستہ میں جہاد کرنے

ﷺ: "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا۔ بلاشبہ اس نے خود جہاد کیا اور جو جہاد کرنے والے کا اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ اس کا جانشین بنا۔ یقیناً اس نے جہاد کیا''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد ' باب من جهز غازيًا او خلفه ومسلم فی الامارة ' باب فضل اعانة الغازی فی سبيل الله بمركوب وغيره وخلافته واهله بخير

**اللغات** : خلف غازيًا : یعنی اس کے اہل وعیال کی خبر گیری کی اور اسکی غیر موجودگی میں جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کیں۔

**فوائد** : (۱) جس نے کسی مسلمان کی جہاد میں اعانت ومدد کی اس طرح کہ اس کے سفر کی ضروریات خرید کر دیں یا اس کے اہل وعیال کے خرچہ کا ذمہ دار بنا تو اس کو اس جیسا اثر اور اس کے جہاد جیسا اجر ملے گا۔ (۲) اس جیسا اجر ملتا ہے جس نے جہاد میں اعانت کی اور جس نے کسی بھلائی میں معاونت کی اس کو بھلائی کرنے والے جیسا اجر ملتا ہے۔

۱۸۰ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰى بَنِيْ لَحْيَانَ مِنْ هُذَيْلٍ فَقَالَ : "لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کی شاخ بنولحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ گھر کے دو آدمیوں میں سے ایک ضرور جائے اور ثواب دونوں کے درمیان ہوگا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الامارة ' باب فضل اعانة الغازی فی سبیل الله بمركوب وغيره وخلافته فی اهله بخير

**اللغات** : بعث : بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ بنو لحیان : یہ ہذیل کی مشہور شاخ ہے اور ہذیل عرب کا مشہور قبیلہ ہے۔ بنولحیان اس وقت مشرک تھے۔ جب رسول اللہؐ نے ان کی طرف وفد بھیجا۔

**فوائد** : (۱) قبیلہ کے تمام لوگ جہاد میں نہیں جاتے اور اسی طرح شہر کے بھی تمام لوگ نہیں جاتے بلکہ بعض جاتے ہیں۔ (۲) ان بعد والوں کو انہی جیسا اجر ملتا ہے جبکہ یہ ان کے اہل وعیال کا خیال رکھیں اور ان پر خرچ کریں۔

۱۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ؟" قَالُوْا : الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا : مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ : "رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ : اَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ : "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلہ کو ملے آپ نے پوچھا۔ ''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں''۔ اس پر ایک عورت نے اپنے بچے کو اٹھا کر پوچھا کیا اس پر حج ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الحج ' باب صحة حج الصبی و اجر من حج به

**اللغات** : رکباً :جمع راکب' سوار۔الروحا :مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔صبیاً :نوعمر جو نابالغ ہو۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی کسی عبادت کا ذریعہ بن جائے یا اس پر معاون بن جائے اس کو بھی اتنا اجر ملے گا جتنا خود کرنے پر ملتا ہے۔(۲) بچے کا حج جائز ہے اور اس پر والدین کو اجر ملے گا لیکن بالغ ہونے کے بعد حج اس کو دوبارہ کرنا پڑے گا کیونکہ اس وقت تو اس پر حج فرض بھی نہ تھا اور زندگی میں ایک بار حج صاحب حیثیت پر فرض ہے۔

۱۸۲ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ : اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِیْنُ الَّذِیْ یُنَفِّذُ مَا اُمِرَ بِهٖ فَیُعْطِیْهِ کَامِلًا مُوَفَّرًا طَیِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَیَدْفَعُهٗ اِلَی الَّذِیْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ : "الَّذِیْ یُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ"

وَضَبَطُوْا : "الْمُتَصَدِّقِیْنَ ' بِفَتْحِ الْقَافِ مَعَ کَسْرِ النُّوْنِ عَلَی التَّثْنِیَةِ وَعَکْسِهٖ عَلَی الْجَمْعِ وَکِلَاهُمَا صَحِیْحٌ۔

۱۸۲ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''مسلمان امانت دار خزانچی وہ ہے جو کہ اپنے اوپر اس حکم کو نافذ کرے جو اس کو دیا گیا اور پوری خوش دلی سے مال کو پورا پورا اسی کو ادا کر دے جس کو ادا کرنے کا حکم ہوا تو وہ بھی دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔ ایک روایت میں ہے جو اس کو دیتا ہے جس کو حکم دیا گیا''۔(متفق علیہ)

اَلْمُتَصَدِّقِیْنِ :جمع اور تثنیہ دونوں طرح صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاة ' باب اجر الخادم و مسلم فی الزکاة باب اجر الخازن الامین والمرأة اذا تصدقت من بیتا زوجها غیره مفسدة باذنه الصریح او العرفی

**اللغات** : الخازن :جو غیر کے مال کو اپنے پاس اس کی اجازت سے جمع کرے اور اس پر امین ہو۔موفراً :مکمل طور پر باوجود کثیر ہونے کے۔طیبةً به نفسه :صدقہ کرنے والے پر حسد نہ کرے اور نہ قول و فعل سے اس کو ایذا پہنچائے۔ضبطوا :محدثین نے لکھا ہے۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی کسی عمل خیر پر مقرر کیا جائے اور وہ اس کو اسی طرح انجام دے جس طرح ذمہ داری لگائی گئی اور پوری دلجمعی اور رغبت سے کرے تو اس کو اصل کام کرنے والے کی طرح اجر ملتا ہے۔جس نے اس کو وکیل بنایا اسی طرح ہر وہ آدمی جو کسی نفع کے حصول میں شریک و سہیم ہو یا رفع ضرر کے لئے اس کو مددگار رہا تو اس کو اس مالک کے برابر اجر ملے گا خواہ اس نے اس میں اپنی معمولی رقم بھی

## ۲۲ :بَابٌ فِی النَّصِیْحَةِ

## بَابٌ: خیر خواہی کرنا

قَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:۱۰] وَقَالَ تَعَالٰی : اِخْبَارًا عَنْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ مسلمان بھائی بھائی ہیں''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق خبر دیتے ہوئے

نُوْحٍ ﷺ ﴿وَاَنْصَحُ لَكُمْ﴾ [الأعراف:٦٢] وَعَنْ هُوْدٍ ﷺ ﴿وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ﴾ [الأعراف:٦٨]

''اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں'' (الاعراف) اور ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اور ''میں تمہارے لئے امانت دار خیر خواہ ہوں''۔ (الاعراف)

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ :

احادیث :

١٨٣ : عَنْ اَبِيْ رُقَيَّةَ تَمِيْمِ بْنِ اَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" قُلْنَا : لِمَنْ؟ قَالَ : "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٨٣ : حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دین خیر خواہی ہے''۔ ہم نے عرض کیا کس کے لئے؟ فرمایا: ''اللہ کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمان پیشواؤں کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في الايمان ' باب بيان ان الدين النصيحة

**اللغات** : النصيحة : جس کی خیر خواہی چاہی گئی ہو اس کے لئے خیر کا ارادہ کرنا۔ نصح کا اصل معنی خیر خواہی ہے۔ یہ کرنا نصحت العسل سے لیا گیا ہے جبکہ تم شہد کو موم وغیرہ سے صاف کرلو۔ بعض نے کہا۔ یہ نصح الرجل ثوابه جبکہ وہ اس کو سیے۔ تو خیر خواہ کے فعل کو تشبیہ دی۔ کپڑا درست کرنے والے کے فعل سے۔ الأمة المسلمين : حکام۔ عامتهم : حکام کے علاوہ دوسرے لوگ۔

**فوائد** : (۱) مسلمانوں کو نصیحت کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ دین کا ستون اور اس کے قیام کا باعث ہیں۔ (۲) وہ خیر خواہی اللہ تعالیٰ کے لئے کرے یعنی اس پر صحیح ایمان لائے اور اس کی عبادت میں اخلاص برتے۔ (۳) لكتاب الله : کتاب سے اخلاص اس کی تصدیق کرنا اور اس کی تلاوت ہمیشہ کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا اور اس میں تحریف کا ارتکاب نہ کرنا۔ (۴) لرسول الله صلى الله عليه وسلم : آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت اور آپ ﷺ کی سنت اور شریعت کو مضبوطی سے تھامنا۔ (۵) ولحكام المسلمين : ان کی خیر خواہی یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے جو کام کہ معصیت نہ ہوں اور اچھے کام میں ان کے ٹیڑھ کو دور کرے اور ان کے خلاف خروج نہ کرے مگر جب کہ ان سے صریح کفر ظاہر ہو۔ (۶) لافراد المسلمين وجماعتهم : ان کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی راہنمائی ان اعمال کی طرف کی جائے جن میں ان کی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اور ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔ (۷) اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت اس سلسلہ میں ایک عظیم اصل کی حیثیت رکھتی ہے جس

اَلثَّانِيْ :

١٨٤ : عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِقَامِ

١٨٤ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوۃ

الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی برتنے پر بیعت کی"۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخارى فى الايمان ' باب قول النبى صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة لله ولرسوله لائمة المسلمين وعامتهم وغيره و مسلم فى الايمان ' باب بيان ان الدين النصيحة

**فوائد** : (۱) خیر خواہی کی بات اسلام میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ایک دوسرے کو نصیحت کا اہتمام اس قدر چاہئے کہ اس کو برقرار رکھنے کے لئے پختہ وعدہ لینا بھی جائز ہے۔آپؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ سے بیعت بھی لی۔ان میں حضرت جریر بن عبداللہ جنہوں نے معاہدہ سے وفاداری کی۔صحابہ کرام رضوان اللہ اور سچے مؤمنو کے حالات سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔

الثالث :

۱۸۵ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے کرتا ہے"۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخارى فى الايمان ' باب من الايمان أن يحب لاخيه و مسلم فى الايمان' باب الدليل على أن من خصال الايمان ان يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخير

**اللغات** : لا یومن : ایماندار نہیں۔یعنی کامل ایمان والا نہیں۔لأخیه :مسلمان بھائی۔ما یوجب لنفسك :یعنی جو بھلائی اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

**فوائد** : (۱) کامل ایمان کی علامت یہ ہے کہ مسلمان اس بات کی طرف رغبت رکھتا ہو کہ جو چیز طاعت اور خیر کی اس کو مرغوب ہے وہ مسلمان کو ملے اور اس کے پختہ کرنے کے لئے وہ پوری کوشش کرے۔(۲) اس کی قدر مندی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان کے لئے اپنی پوری خیر خواہی برتے اور ان کی راہنمائی اس چیز کی طرف کرے جس میں ان کا فائدہ ہو۔

## ۲۳ : بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ!

## بَابٌ : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [آل عمران:۱۰۴] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والا اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا ہو اور یہی لوگ کامیاب ہیں"۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم سب سے بہترین امت ہو جنہیں

أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [آل عمران:۱۱۰]

لوگوں کی ہدایت کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو"۔ (آل عمران)

وَقَالَ تَعَالَى : ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الاعراف:۱۹۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے پیغمبر ﷺ درگزر سے کام لو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو"۔ (الاعراف)

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [التوبة:۷۱]. وَقَالَ تَعَالَى : ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ [المائدة:۷۸،۷۹] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ [الكهف:۲۹] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ [الحجر:۹۴] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿أَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ وَأَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ [الأعراف:۱۶۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق کار و مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو"۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بنی اسرائیل کے ان کافروں پر حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی یہ اس سبب سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھنے والے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو ان برائیوں سے نہ روکتے تھے جن کا وہ خود ارتکاب کرتے تھے البتہ بہت برا تھا جو وہ کرتے تھے"۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے۔ پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرلے"۔ (الکہف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کو کھول کر بیان کر"۔ (الحجر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے روکتے تھے اور ظالموں کی سخت عذاب کے ساتھ گرفت کی۔ اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے"۔ (الاعراف)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اس سلسلہ کی آیات بہت معلوم و معروف ہیں۔

حل الآیات : منکم : یہ من بیانیہ ہے تبعیض کے لئے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ہر امت پر لازم کی ہے۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس : اس آیت میں امر و نہی کا جو تذکرہ ہے وہ فرض کفایہ ہے۔ المعروف : ہر بھلائی یا ہر وہ فعل جس کو شریعت اچھا کہتی ہے۔ المنکر : یہ معروف کا عکس ہے۔ المفلحون : کامیابی۔ آگ سے بچ گئے اور جنت مل گئی۔ لا یتناهون : وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہ روکتے تھے۔ اولیاء : مددگار۔ الحق : جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو نہ کہ اس کا تقاضا ذاتی خواہش کرے۔ اصدع : کھول کر بیان کرو۔ بئس : سخت۔ بما کانوا یفسقون : ان کے فسق کے سبب۔ الفسق : اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنا۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَالْأَوَّلُ :

۱۸٦ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ ، وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸٦: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''جوتم میں سے کسی برائی کو ہوتا دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان

**اللغات** : رای :اس نے جانا کیونکہ مراداس سے انکار کا علم تھا خواہ دیکھا ہو یا نہ۔ **اضعف الایمان**: بہت کم پھل ونتیجہ والا ایمان۔

**فوائد** : (۱) منکر کا تبدیل کرنا جس ذریعہ سے بھی ہو واجب ہے۔ (۲) دلی انکار کا فائدہ یہ ہے کہ منکر کے متعلق دلی رنج پیدا ہوتا ہے۔ (۳) امر بالمعروف ونہی عن المنکر امت مسلمہ پر ایک مشترکہ ذمہ داری ہے کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے۔ (۴) بعض نے کہا کہ یہ حدیث اسلام کا ثلث ہے چونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل ہے۔ بعض نے کہا کہ اس میں سارے اسلام کا خلاصہ ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ شریعت کے اعمال اگر معروف ہوں تو ان کا حکم دینا ضروری اور اگر منکر ہیں تو ان سے بچنا ضروری ہے۔

الثانی :

۱۸۷ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّةٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ لَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جو نبی بھی بھیجا۔ اس کی امت میں اس کے کچھ حواری اور ساتھی ہوتے رہے جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے رہے۔ پھر ان کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جو خود نہ کرتے تھے اور ایسے کام کرتے تھے جس کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا پس جو شخص ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے گا وہ مؤمن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ مؤمن ہے اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الإیمان ، باب کون النهی عن المنکر من الإیمان

**اللغات** : حواریون: علامہ ازہری فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصفیاء کرام مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان کے مجاہد ساتھی۔ **خلوف** : جمع خلف نالائق نائب۔ **خلف** ، لائق نائب ۔ **خردل** : رائی کا دانہ۔

**فوائد** : (۱) جو لوگ شرع کے خلاف اقوال وافعال اختیار کرنے والے ہیں ان کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ (۲) منکر پر دل سے

انکار نہ کرنا۔دل سے ایمان کے چلے جانے کی علامت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ انسان ہلاک ہوا جس نے معروف ومنکر کو دل سے نہ پہچانا۔

الثالث :

۱۸۸ : عَنْ اَبِی الْوَلِیْدِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ : فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰی اَثَرَةٍ عَلَیْنَا وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْهِ بُرْهَانٌ ' وَعَلٰی اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اَلْمَنْشَطُ وَالْمَكْرَهُ" بِفَتْحِ مِیْمَیْهِمَا اَیْ فِی السَّهْلِ وَالصَّعْبِ وَالْاَثَرَةُ الْاِخْتِصَاصُ بِالْمُشْتَرَكِ وَقَدْ سَبَقَ بَیَانُهَا۔ "بَوَاحًا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبَعْدَهَا وَاوٌ ثُمَّ حَاءٌ مُهْمَلَةٌ : اَیْ ظَاهِرًا لَّا یَحْتَمِلُ تَاْوِیْلًا۔

۱۸۸: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم تنگی اور آسانی اور ناگواری اور خوشی (ہر حال میں) سنیں اور اطاعت کریں اور اس بات پر بیعت کی کہ خواہ ہم کو دوسروں پر ترجیح دی جائے اور اس بات پر کہ ہم اقتدار کے سلسلہ میں مسلمان حکمرانوں سے جھگڑا نہ کریں گے مگر اس صورت میں کہ جب ان سے صریح کفر دیکھیں جس کی تمہارے پاس اللہ کی بارگاہ میں واضح دلیل ہو اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں بھی ہوں حق بات کہیں اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں''۔ (متفق علیہ)

اَلْمَنْشَطُ وَالْمَكْرَهُ : نرمی اور سختی۔
اَلْاَثَرَةُ :مشترک چیز میں کسی کو خاص کرنا۔
بَوَاحًا: ظاہر جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الفتن ' باب سترون بعدی اموراً تنکرونها والاحکام ' باب کیف یبایع الامام الناس ومسلم فی الامارة ' باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة

**اللغات** : بایعنا :ہم نے بیعت کی' معاہدہ کیا ہر بات سننے اور ماننے پر اپنے امراء اور حکام کی۔ کفراً :نووی فرماتے ہیں کفر کا یہاں معنی معاصی وگناہ ہے اور قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ کفر یہاں اپنے ظاہر معنی میں ہے پس معنی یہ ہوا کہ ''تم ایسا کفران سے دیکھو جس میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس دلیل ہو۔اس وقت ضروری ہے'' کہ جس کی بیعت کی گئی ہو وہ توڑ دی جائے۔

**فوائد** : (۱) معصیت کے بغیر ولاۃ و حکام کے حکم کی اطاعت پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) اطاعت کا نتیجہ ان تمام مواقع میں جن کا تذکرہ روایت میں آچکا۔مسلمانوں کی صفوف میں سے اختلاف کو ختم کرنا اور اتفاق ویکجہتی پیدا کرنا ہے۔ (۳) حکام سے منازعت اور جھگڑا نہ کرنا چاہئے۔مگر جبکہ انکی طرف سے صریح منکر ظاہر ہو جس میں عقائد اسلام کی مخالفت ہو اس وقت انکار ضروری ہے۔حق کے غلبہ کیلئے جس حد تک ہو سکے قربانی پیش کی جائے۔ (۴) حکام کے خلاف خروج حرام اور ان سے قتال بالاجماع حرام ہے۔اگرچہ وہ فاسق ہوں۔کیونکہ انکے خلاف خروج کرنے میں انکے فسق سے بڑھ کر بگاڑ پیدا ہوگا اسلئے دونوں نقصانوں میں سے کم درجہ کے نقصان کو برداشت کرلیا گیا۔

الرّابع:

۱۸۹ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَثَلُ الْقَائِمِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهِمَا كَمَثَلِ قَوْمِ نِ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰى مِنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَّلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"اَلْقَائِمُ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى" مَعْنَاهُ الْمُنْكِرُ لَهَا الْقَائِمُ فِيْ دَفْعِهَا وَاِزَالَتِهَا وَالْمُرَادُ بِالْحُدُوْدِ : مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ "وَاسْتَهَمُوْا" : اقْتَرَعُوْا۔

۱۸۹: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم رہنے والا ہے اور اس کی جو ان حدود میں مبتلا ہونے والا ہے۔ ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے متعلق قرعہ اندازی کی۔ پس کچھ ان میں سے اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے۔ نچلی منزل والوں کو جب پانی کی طلب ہوتی ہے تو وہ اوپر آتے جاتے اور اوپر منزل میں بیٹھنے والوں پر گزرتے ہیں (تو ان کو ناگوار گزرتا ہے) چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا کہ اگر ہم نچلے حصہ میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ پس اگر اوپر والے ان کو اس ارادے کی حالت میں چھوڑ دیں (عمل کرنے دیں) تو تمام ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے تو وہ بھی بچ جائیں گے اور دوسرے مسافر بھی بچ جائیں گے''۔ (بخاری)

اَلْقَائِمُ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ : منع کی ہوئی چیزوں کا انکار کرنے والا اور ان کے ازالہ کی کوشش کرنے والا۔ اَلْحُدُوْدِ : اللہ کی منع کردہ اشیاء۔ اِسْتَهَمُوْا : قرعہ اندازی کرنا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الشرکۃ ، باب ھل یقرع فی القسمۃ فی کتاب الشھادات ، باب قرعۃ فی المشکلات و بلفظ آخر ۔

**اللغَات** : الواقع فیھا : اس کا مرتکب۔ فوقھم : کشتی کا بالائی حصہ۔ خرقًا : ہم اکھاڑ لیں۔ یعنی ایک سوراخ پانی کے لئے نکال لیں۔ اخذوا علٰی ایدیھم : ان کو وضع کریں اور ان کو روکیں جو انہوں نے پھاڑنے کا ارادہ کیا۔

**فوائد** : (۱) واقعی اور حسی امثلہ خالی ذہنوں کو سمجھنے میں معاون بنتی ہیں۔ ان کے ذہنوں میں زندہ صورتیں پیدا کر کے ذہنوں میں پختہ ہو جاتی ہیں۔ (۲) منکر کام کو چھوڑ دینے کا فائدہ اس کو چھوڑ دینے والے کو ہی فقط نہیں پہنچتا بلکہ تمام معاشرے کو ملتا ہے۔ (۳) اجتماعیت کی بربادی اس بات میں ہے کہ منکرات کے مرتکب لوگوں کو اس طرح کھلا چھوڑ دیں کہ زمین میں برائیاں کر کے فساد مچاتے پھریں۔ (۴) آدمی پورے معاشرے میں جو خرابی کرتا ہے ایسی خطرناک دراڑ ہے جس سے پورے معاشرے کے وجود کو خطرہ ہے۔ (۵) انسان کی آزادی مطلق نہیں بلکہ اردگرد لوگوں کے حقوق کی ضمانت اور ان کی مصلحتوں کی ضمانت کے ساتھ مقید ہے۔ (۶) بعض لوگ ایسے کام اپنے غلط اجتہاد اور سوچ و فکر سے نیک نیتی کی بنا پر کرتے ہیں جس سے معاشرے کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسے غلط مجتہدین کی روک تھام ضروری ہے اور ان کے اعمال کے نتائج سے ان کو خبردار کرنا ضروری ہے۔

الْخَامِسُ:

۱۹۰: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ سَلَمَةَ هِنْدٍ بِنْتِ اَبِیْ اُمَیَّةَ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِیَٔ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَضِیَ وَتَابَعَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

مَعْنَاهُ: مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَلَمْ يَسْتَطِعْ اِنْكَارًا بِيَدٍ وَّلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرِیَٔ مِنَ الْاِثْمِ وَاَدّٰى وَظِيْفَتَهٗ وَمَنْ اَنْكَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهٖ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ رَّضِیَ بِفِعْلِهِمْ وَتَابَعَهُمْ فَهُوَ الْعَاصِیْ۔

۱۹۰: حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تم پر عنقریب ایسے حکمران بنائے جائیں گے جن کے کچھ کاموں کو تم پسند کرو گے اور کچھ کو ناپسند۔ پس جس نے (ان کے برے کاموں کو) برا سمجھا وہ بری الذمہ ہو گیا۔ جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا۔ لیکن وہ جو ان پر راضی ہو گیا اور ان کی اتباع کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ایسے حکمرانوں سے قتال نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ جب تک وہ تمہارے اندر نماز کو قائم کریں''۔ (مسلم)

اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے دل سے برا سمجھا اور وہ ہاتھ اور زبان سے انکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ گناہ سے بری الذمہ ہے اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور جس نے حسب طاقت اس کا انکار کیا وہ اس گناہ سے بچ گیا اور جو ان کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی اتباع کی وہ نافرمان ہے۔

**تخریج**: رواہ مسلم فی الامارۃ' باب وجوب الانکار علی الامراء فی ما یخالف الشرع

**اللغات**: فتعرفون: تم ان کے بعض اعمال کو اچھا سمجھو گے کیونکہ وہ شرع کے موافق ہیں۔ وتنکرون: اور بعض اعمال کو برا سمجھو گے کیونکہ وہ شریعت کے خلاف ہیں۔

**فوائد**: (۱) آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپؐ نے ان باتوں کی اطلاع دی جو عنقریب پیش آئیں گی۔ (۲) نماز اسلام کا عنوان اور کفر و اسلام کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔ (۳) فتنوں کو ابھارنے سے بچنا چاہئے اور اتحاد میں رخنہ اندازی نہ کرنا چاہئے چونکہ یہ عاصی اور گناہگار حکام کو برداشت کرنے اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔

السَّادِسُ:

۱۹۱: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ

۱۹۱: حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن ان کے ہاں گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی زبان پر یہ کلمات تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہلاکت ہے عربوں کے لئے اس شر سے جو قریب آ گیا۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے اور آپ ﷺ

هٰذِهٖ" وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصّٰلِحُوْنَ : قَالَ : "نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے اپنی دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور شہادت والی انگلی سے حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جبکہ برائی عام ہو جائے''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاری فی الانبیاء والفتن ' باب قصه یاجوج وماجوج وغیره و مسلم فی الفتن ' باب اقترب الفتن وفتح رزم یاجوج وماجوج

**اللغات** : فزعًا :الفرع' خوف وگھبراہٹ کو کہتے ہیں۔ویل :یہ عذاب کے لئے لفظ بولا جاتا ہے اور تحفۃ القاری میں لکھا ہے کہ غم کے وقت کہا جانے والا کلمہ ہے۔یاجوج وماجوج :آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو زمین میں شدید فساد برپا کرے گی اور ان کا ظہور قیامت کی بالکل قریبی علامات میں سے ہے۔ردزم :دیوار۔حلقه باصعبه :آپؐ نے شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کی جڑ میں رکھ کر ملایا تو ان کے درمیان معمولی سا سوراخ رہ گیا۔الخبث :جمہور مفسرین نے فسق وفجور سے اس کی تفسیر کی ہے۔بعض نے کہا زنا مراد ہے بعض نے اولاد زنا مراد لی ہے۔امام نووی فرماتے ہیں کہ مطلق معاصی اور گناہ مراد ہیں۔

**فوائد** : (۱) گناہوں کی کثرت اور ان کے پھیل جانے کی وجہ سے عام ہلاکت پیش آئے گی۔خواہ نیک زیادہ ہوں۔(۲) گناہ بڑی منحوس چیز ہے۔(۳) مصائب سب کو پیش آتے ہیں۔خواہ نیک ہوں یا بد لیکن حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔(۴) گناہوں کا خود بھی انکار کرنا چاہئے اور ان کے واقعہ ہونے میں بھی رکاوٹ ڈالنی چاہئے۔

التاسع :

۱۹۲ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ" قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۹۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :''کہ تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو!'' صحابہ رضوان اللہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے لئے ان مجالس میں بیٹھے بغیر چارہ نہیں۔ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر تم نے وہاں بیٹھنا ہی ہے تو تم راستے کو اس کا حق دو''۔صحابہ رضوان اللہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''نگاہوں کا پست رکھنا (تکلیف دہ چیز راستہ سے ہٹانا) دوسروں کو تکلیف دینے سے ہاتھ کو روکنا' سلام کا جواب دینا' نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا''۔(متفق علیہ)

**تخریج** : رواه البخاری فی المظالم ' باب افنية الدور والجلوس فيها والجلوس علی الصعدات وفی الاستئذان ورواه مسلم فی اللباس ' باب النهی عن الجلوس فی الطرقات

**اللغات** : ایاکم : بچو اور دُور رہو۔ مالنا من مجالسنا بد : ہم ان مجالس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ غض البصر : نگاہ محرمات سے روک کر رکھنا۔ کف الاذی : ایذاء کا روکنا۔

**فوائد** : (۱) راستہ کا احترام بھی ضروری ہے ہے کیونکہ یہ عام لوگوں کا حق ہے۔ (۲) راستے کے دیگر حقوق بھی احادیث میں مذکور ہیں مثلاً اچھی گفتگو' بوجھ سے عاجز آدمی کے بوجھ اٹھانے میں مدد کرنا۔ مظلوم کی مدد' مظلوم کی فریادرسی' راستہ سے ناواقف کو راستہ دکھانا' چھینک کا جواب دینا وغیرہ۔ (۳) راستہ عام لوگوں کے فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اس لئے اس عام ملکیت میں سے کسی حصہ کو کسی فرد کے لئے خاص کرنا جائز نہیں۔ (۴) مسلمان تو نیکی کو پھیلانے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور نیکی کی طرف دعوت بھی تمام لوگوں کے لئے ہے۔

الثامن :

۱۹۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ" فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ – قَالَ : لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۳ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ ایک سونے کی انگوٹھی ایک آدمی کے ہاتھ میں دیکھی۔ آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا :''تم میں سے ایک شخص آگ کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے''۔ اس آدمی کو آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کہا گیا کہ تم اپنی انگوٹھی لے لو اور اسے فائدہ اٹھا لو۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں اس کو کبھی نہ لوں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في اللباس ' باب تحريم خاتم الذهب على الرجل

**اللغات** : يعمد : تم میں سے کوئی قصد کرتا ہے۔ فيجعلها في يده : پس اس کو اپنے ہاتھ میں پہنتا ہے یا پکڑتا ہے۔ یہ مجاز مرسل ہے۔ کُل بول کر جزء مراد لیا گیا۔ ہاتھ بول کر انگلی مراد لی گئی ہے۔ انتفع به : اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ بیچ کر یا ہبہ کر کے اور عورتوں کو دے کر۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی کسی گناہ کو ہاتھ سے روک سکتا ہو وہ اس کو ہاتھ سے روکے۔ (۲) مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ (۳) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ اس پر وعید سخت ہے۔ (۴) آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں شاندار انداز اور نہی میں عمدہ پرہیز۔

التاسع :

۱۹٤ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَقَالَ : اَيْ بُنَيَّ اِنِّيْ

۱۹۴ : حضرت ابو سعید حسن بصری روایت کرتے ہیں حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبید اللہ بن زیادہ کے پاس گئے اور فرمایا اے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ حکمران سب

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ فَقَالَ لَهُ : اجْلِسْ فَاِنَّمَا اَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ : وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ اِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِيْ غَيْرِهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سے بدتر ہے جو اپنی رعایا پر سختی کرے تو اپنے کو ان میں سے ہونے سے بچا۔ اس نے کہا آپ بیٹھ جائیں۔ آپ تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوسہ میں سے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا ان میں بھی چھان اور بھوسہ تھا۔ بلاشبہ بھوسہ تو ان کے بعد والوں اور ان کے غیروں میں ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ' باب فضیلۃ الامام العادل

**اللغات** : **عائذ بن عمرو بن ھلال مزنی** : ابو ہبیرہ ان کی کنیت ہے۔ یہ حدیبیہ والے اصحاب میں شامل ہیں۔ بیعت رضوان میں شامل ہوئے۔ بصرہ میں مقیم ہو گئے۔ وہاں ایک مکان بنایا بصرہ میں عبید اللہ بن زیاد کی گورنری اور یزید بن معاویہ کی حکومت میں وفات پائی۔ **عبید اللہ بن زیاد** : یہ بہادر' ظالم' خطیب حکمران ہے۔ بصرہ میں پیدا ہوا۔ یہ اپنے والد کے ساتھ تھا جب اس نے عراق میں وفات پائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ۵۳ ہجری میں خراسان کا اور ۵۵ ہجری بصرہ کا والی بنایا۔ یزید بن معاویہ نے گورنری پر اس کو ۶۵ ہجری تک برقرار رکھا۔ **الرعاع** : یہ راعی کی جمع ہے چرواہا۔ **الحطمة** : جو رعایا پر ظلم کرے اور ان سے نرمی نہ برتے۔ نہایہ میں ابن الاثیر فرماتے ہیں وہ سخت مزاج اونٹوں کو چروانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کو گھاٹ پر لانے اور لے جانے میں بعض کو بعض سے ملاتا اور ان پر سختی کرتا ہے۔ اس بات کو برے حاکم کے لئے بطور مثال ذکر کیا۔ **من نخالة** : یہ لفظ آٹے کے چھان کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہاں استعارہ ہے کہ آٹے کے چھال کی طرح وہ کام کا نہیں۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کس قدر لازم پکڑنے والے تھے۔ (۲) حضرت عائذ بن عمرو کی جرات ایمانی عبید اللہ بن زیاد کی تردید میں قابل وارد ہے۔ (۳) اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرداران امت اور افضل ترین لوگ تھے۔ ان میں کوئی گری ہوئی اور بے کار بات نہ تھی بلکہ بعد والے زمانوں میں پیدا ہوئی۔

**النائر**:

۱۹۵ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۹۵ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو! ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب اتار دے پھر اس حالت میں اس سے دعائیں کرو اور وہ قبول نہ کی جائیں''۔ (ترمذی)

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الفتن ' باب ما جاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

**اللُّغَاتُ** : **والذی نفسی بیدہ** :قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ قسم بعد والی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔**لیوشکن** :یہ اوشک کا مضارع ہے اور افعال مقاربہ میں سے ہے اور قرب کا معنی دیتا ہے۔

**فوائد** : (۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت زیادہ کمی کی سزا بڑی سخت ہے کہ دعا بھی قبول نہیں ہوتی ۔ (۲) برے کام کی نحوست کرنے والے اور دوسروں پر بھی عام ہو جاتی ہے۔

**الحادی عشر** :

١٩٦ :عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۹۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے'' ۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الفتن ' باب ما جاء فی أفضل الجھاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر وابوداود فی الملاحم باب الامر والنھی

**اللُّغَاتُ** : **کلمۃ عدل** :سچی بات۔**جائر**:ظالم

**فوائد** : (۱) امر بالمعروف جہاد ہے۔ (۲) ظالم حاکم کو نصیحت کرنا عظیم ترین جہاد ہے۔ (۳) جہاد کے کئی مراتب ہیں۔ (۴) نصیحت کا انداز نرم ہونا چاہئے۔

**الثانی عشر** :

١٩٧ :عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ طَارِقِ ابْنِ شِھَابٍ الْبَجَلِیِّ الْاَحْمَسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ :اَیُّ الْجِھَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاہُ النَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

"الْغَرْزُ" بِغَیْنٍ مُعْجَمَۃٍ مَفْتُوْحَۃٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاکِنَۃٍ ثُمَّ زَایٍ وَھُوَ رِکَابُ کَوْرِ الْجَمَلِ اِذَا کَانَ مِنْ جِلْدٍ اَوْ خَشَبٍ وَقِیْلَ لَا یَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَّخَشَبٍ۔

۱۹۷: حضرت ابوعبد اللہ طارق بن شہاب بجلی احمسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قدم مبارک رکاب میں رکھے ہوئے تھے کہ کونسا جہاد افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہنا'' ۔(نسائی)

اَلْغَرْزِ :چمڑے یا لکڑی کی رکاب ۔
بعض کے نزدیک کوئی بھی رکاب مراد ہے۔

**تخریج** : رواہ النسائی فی البیعۃ و المنشط ' باب فضل من تکلم بالحق عند امام جائر

**اللغات** : الغرز :اونٹ کے کجاوے کی رکاب جوخواہ چمڑے کی ہو یا لکڑی کی۔

**فوائد** : (۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ظالم بادشاہ کے ہاں افضل جہاد ہے کیونکہ یہ کرنے والی کی قوت ایمانی اور کامل یقین پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس سے جابر حاکم کے روبرو بات کی اور اس کے ظلم اور پکڑ سے نہیں ڈرا بلکہ اللہ کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کردی۔ (۲) اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے حق کو اپنی ذات کے حق پر مقدم کیا اور اس نے لڑائی کے میدان میں مقابلہ کی بہ نسبت مقابلہ سخت تر کیا۔

الثالث عشر:

۱۹۸ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّهٗ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ : يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ عَلٰى حَالِهٖ فَلَا يَمْنَعُهٗ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَشَرِيْبَهٗ وَقَعِيْدَهٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ" ثُمَّ قَالَ ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فٰسِقُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ :كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطِرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَّلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ '

۱۹۸ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں خرابی اس طرح شروع ہوئی کہ ان میں ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا اے شخص تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے۔ اس لئے کہ وہ تیرے لئے جائز اور حلال نہیں۔ پھر جب اگلے روز اس کو ملتا جبکہ وہ اسی حال پر ہوتا تو اس کا یہ حال اس کو ہم مجلس بننے اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ بننے سے نہ روکتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو برابر کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں : ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ﴾ ''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی لعنت کی گئی۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے نکلنے والے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے نہ روکتے تھے جس برائی کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔ یقیناً بہت برا تھا وہ فعل جو وہ کرتے تھے۔ تو ان میں اکثر لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ بہت برا ہے جو ان کے نفسوں نے آگے بھیجا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فٰسِقُوْنَ تک تلاوت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں قسم بخدا! تم لوگوں کو ضرور نیکی کا کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ اور ظالم کا ہاتھ پکڑو اور ان کو زبردستی حق کی طرف موڑو اور ان کو حق پر مجبور کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر لگا دیں گے۔ اور تم پر لعنت کریں گے جیسا ان پر

وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ - هٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَآؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَّلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ : لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا"

کی گئی"۔ (ابوداؤد' ترمذی) ترمذی کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا پس وہ نہ رکے۔ پھر ان کے علماء نافرمانوں کی مجالس میں بیٹھے اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا اور ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نجات نہیں پا سکتے یہاں تک کہ تم ان کو حق کی طرف موڑو"۔

قَوْلُهٗ : "تَاْطِرُوْهُمْ" اَيْ تَعْطِفُوْهُمْ "وَلَتَقْصُرُنَّهٗ" اَيْ لَتَحْبِسُنَّهٗ.

تَاطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا: موڑ و قائل کرو۔
لَتَقْصُرُنَّهٗ: ان کو ضرور روکو۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الملاحم ' باب الامر والنهی رواہ الترمذی فی التفسیر ' باب ٤٨ فی تفسیر سورة مائدہ ۔

**اللُّغَاتِ** : النقص : دین میں نقصان اور کمی۔ اتقوا الله : اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی مناہی کے ترک کو تو اپنے لئے ڈھال اور بچاؤ بنا لے۔ اكليه و شريبه وقعيده : اس کا ہم پیالہ ہم نوالہ اور ہم مجلس۔ لعن الذين كفروا من بنی اسرائيل : یہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان پر ہر زبان اور ہر زمانہ میں لعنت کی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تورات میں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں زبور میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انجیل میں۔ يتولون : ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کو دوست بناتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) یہودیوں نے افعال منکرہ کے ارتکاب اور سر عام ارتکاب اور معاصی سے باز نہ کرنے کو جمع کر لیا۔ (۲) گناہوں کے کئے جانے پر خاموشی یہ دوسرے معنوں میں اس کے کرنے پر آمادگی ہے اور اس کے پھیلنے کا باعث و سبب ہے۔ (۳) فقط زبان سے روک دینا کافی نہیں جبکہ ہاتھ سے روکنے اور حق پر زبردستی واپس لانے کی قوت موجود ہو۔

**الرابع عشر** :

١٩٩ : عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ

۱۹۹ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : اے لوگو! بے شک تم اس آیت کو پڑھتے ہو : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْ شَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَالنَّسَائِيُّ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ﴾ ''اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔ تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پر ہو''۔ اور بیشک میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں پھر اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب عام بھیج دیں''۔ (ترمذی ابوداؤد نسائی) صحیح اسناد کے ساتھ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الملاحم ' باب الامر والنهی والترمذی فی الفتن ' باب ما جاء فی نزول العذاب اذا لم یغیر المنکر

**اللغات** : یہ سورۂ مائدہ کی آیت ۱۰۵ ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: **وتضعونها علی موضعها** : یعنی تم اس کا غلط محل نکالتے ہو۔ یعنی اس کی تفسیر میں غلطی کرتے ہو جبکہ تم اس کو اس کے عموم پر رکھ کر یہ وہم کرتے ہو۔ کہ اکیلا مؤمن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مکلف نہیں جبکہ وہ بذات خود ہدایت کی راہ پر ہو۔ اسی طرح امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اس کی زمین پر نافذ کرنے کی مکلف نہیں جبکہ وہ بذات خود راہِ ہدایت پر ہو اور اطراف کے لوگ گمراہ ہو رہے ہوں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل باطل ہے۔

**فوائد** : (۱) امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کفیل اور ذمہ دار ہوں اور ایک دوسرے کو نصیحت اور وصیت کریں اور اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلیں اور اس کے بعد پھر کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی کہ اس کے لوگ گمراہ ہوں۔ لیکن یہ بات تمام لوگوں کو دین ہدایت کی طرف دعوت دینے کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنے گی۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا ظالم کو اس کے ظلم کی وجہ سے ملتی ہے اور غیر ظالم کو اس کے اس اقرار پر برقرار رہنے کی وجہ سے حالانکہ وہ منع کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

## ٢٤ :بَابُ تَغْلِيْظِ عُقُوْبَةِ مَنْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُّنْكَرٍ وَّ خَالَفَ قَوْلُهٗ فِعْلَهٗ!

## باب: جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے مگر اس کا فعل' قول کے خلاف ہو اس کی سزا سخت ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ [البقرة:٤٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ؟﴾ [الصف:٢] وَقَالَ تَعَالٰى :اِخْبَارًا عَنْ شُعَيْبٍ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا نہیں سمجھتے''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ وہ باتیں کہو جو تم خود نہ کرو''۔ (الصف) اللہ نے حضرت شعیب علیہ

﴿وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ﴾ [هود:۸۸]۔

السلام کا قول فرمایا کہ ''میں نہیں چاہتا کہ میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں میں خود وہ کر کے تمہاری اس میں مخالفت کروں''۔ (ھود)

حل الآیات : أتامرون : یہ استفہام توبیخ وڈانٹ کے لئے ہے۔ تتلون الكتب :تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو اور کتاب کے احکامات کو جانتے ہو۔ مقتاً :سخت ناراضگی۔ وما أريد ان اخالفكم :میں نہیں چاہتا کہ میں خود وہ افعال کروں جس سے تمہیں منع کروں۔ کہا جاتا ہے خالفت زیداً الی کذا یعنی جب تم اس کا ارادہ رکھتے ہو اور وہ اس سے منہ موڑنے والا ہو۔ خالفت عنه : جب تم منہ موڑنے والے ہو اور وہ اس کام کا ارادہ رکھتا ہو۔

۲۰۰ : وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَةَ ابْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا الْحِمَارُ فِى الرَّحَا فَيَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا فُلَانُ مَالَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ :بَلٰى كُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۰ : حضرت ابوزید اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی میں گھومتا ہے۔ پس اس کے گرد جہنمی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے۔ اے فلاں! کیا ہوا ہے کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا۔ وہ کہے گا۔ ہاں یقیناً۔ لیکن میں لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

قَوْلُهٗ :"تَنْدَلِقُ" هُوَ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَمَعْنَاهُ تَخْرُجُ -- وَ"الْاَقْتَابُ" الْاَمْعَاءُ وَاحِدُهَا قِتْبٌ۔

تَنْدَلِقُ :نکلنا۔
اَقْتَابُ جمع قِتْبٌ: انتڑیاں۔

**تخریج** : رواه البخاری فی مدح الخلق ' باب صفة النار والفتن ' باب فتنة التی تموج كموج البحر ' ورواه مسلم فی الزهد ' باب عقوبة من يامر بالمعروف ولا يفعله وينهى عن المنكر ويفعله

اللغات : الرحي :چکی کا پاٹ۔ اتيه :میں اس کو کروں گا۔

**فوائد** : (۱) وہ آدمی انتہائی قابل مذمت ہے جس کا عمل اس کے قول کے مخالف ہو کیونکہ باوجود مقصد کو جاننے کے وہ ڈر اور خوف مخالفت سے الٹ کر رہا ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کو جن مغیبات کی اطلاع دی گئی ان میں آگ اور معذبین دوزخ کی کیفیات بھی ہیں۔ (۳) اچھائی کی تلقین اور برائی سے روکنا آگ میں داخلہ کے لئے رکاوٹ ہے۔

## ۲۶ :بَابُ الْاَمْرِ بِاَدَاءِ الْاَمَانَةِ

## باب : امانت کی ادائیگی کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم امانتیں امانت

الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾ [النساء:۵۸] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا﴾ [الاحزاب:۷۲]

والوں کو پہنچا دو''۔(النساء)
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہم نے امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھایا بے شک وہ بڑا نادان اور بے باک ہے''۔(الاحزاب)

حل الآیات : الامانات : جمع امانت یہ امین کا مصدر ہے۔پھر اس کا استعمال اعیان میں مجازاً کیا جانے لگا۔مثلاً ودیعت کو امانت کہتے ہیں اور امانت اصطلاح میں حقوق کی حفاظت اور صاحب حق کو اس کے حق کی ادائیگی کر دینا۔الامانہ : یہ بھی کہا گیا کہ ظاہر میں ہر وہ چیز جس پر اعتماد کا اظہار کیا جائے وہ امانت ہے۔خواہ اس کا تعلق امر سے ہو یا نہی سے یا اسی طرح دین و دنیا کی کسی حالت سے ہو۔پس شریعت ساری کی ساری امانت ہی تو ہے۔اشفقن منھا : اس کو اٹھانے سے ڈر گئے۔بعض نے کہا کہ یہ ڈرنا اسی ادراک سے تھا۔جو اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھا ہے عقلاً یہ کچھ بعید بات نہیں۔پس رسول اللہ ﷺ کے فراق میں ستون رو پڑا۔اسی لئے اسی معنی کے پیش نظر یہ پیش کرنا اور ڈرنا اپنے حقیقی معنی میں ہوں گے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان جمادات کو تمیز عنایت کی گئی جس کی وجہ سے اٹھانے کا اختیار ان کو حاصل ہوا۔بعض نے کہا کہ یہ درحقیقت امانت کے معاملہ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے کنایہ استعمال کیا گیا ہے کہ وہ امانت اتنی عظیم الشان ہے کہ اگر اس کو بڑے بڑے اجرام پر پیش کیا جاتا اور وہ شعور و ادراک رکھتے ہوتے تو اس کو اٹھانے سے انکار کر دیتے اور اس سے ڈر جاتے۔ظلوماً : ظلم کرنے والا۔ظلم کا وصف انسان کے لئے اس بنا پر ذکر نہیں کیا گیا کہ اس نے امانت کو کیوں اٹھایا۔بلکہ امانت کا اٹھانا تو قابل صد تعریف ہے البتہ ظلم تو یہ ہے کہ اس نے امانت کی ادائیگی چھوڑ دی اور اس کی رعایت و نگہبانی میں تفریط سے کام لیا۔

۲۰۱ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ ' وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ "وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ : "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ"۔

۲۰۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔(۲) وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر چہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے''۔(متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان ' باب علامات المنافق وغیرہ ومسلم فی الإیمان ' باب بیان خصائل المنافق

اللغات : آیۃ : نشانی۔المنافق : جو مسلمانوں کے سامنے اسلام ظاہر کرے مگر باطن میں مسلمان نہ ہو۔نفاق دو طرح کا ہے: (ا) نفاق اعتقادی اور وہ یہی ہے جس کا تذکرہ گزرا اور یہ کفر ہے۔(ب) نفاق فی الافعال یہ ریاکاری ہے اور یہ معصیت ہے۔اخلف : اس سے پورا نہ کیا۔اِن زعم : زعم کا لفظ قول پر بولا جاتا ہے مثلاً اہل عرب کہتے ہیں زعم فلاں ای قال : یعنی فلاں نے کہا اور یہ ظن

کے معنی میں بھی آتا ہے اس کا معنی کسی چیز کا راجح ہونا۔ یہ اعتقاد کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن عام طور پر یہ باطل اور شک والے اعتقاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جس میں یہ ساری خصوصیات جمع ہوں وہ نفاق میں کفر تک پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے اس کے اسلام کا دعویٰ فائدہ مند نہ ہوگا بعض نے کہا وہ کمالات اسلام سے محروم رہے گا اور یہ معنی زیادہ قابل ترجیح ہے۔ اس لئے کہ جس نے ان گناہوں کا ارتکاب تو کیا مگر ان کے حلال ہونے کا اعتقاد نہیں رکھا تو وہ گنہگار ضرور ہے مگر کافر نہیں مگر یہاں اس کے افعال کو منافقین کے افعال سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ایسی صفات اکثر منافقین سے ظاہر ہوتی ہیں۔

۲۰۲ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ فَقَالَ : يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلٰى رِجْلِهٖ "فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا ، حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ : لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ دِيْنُهٗ ، وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَ فُلَانًا"

۲۰۲ : حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک کو دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری۔ پھر قرآن مجید نازل ہوا۔ پس لوگوں نے امانت کو قرآن مجید اور سنت سے پہچان لیا''۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق بیان فرمایا: ''کہ آدمی سوئے گا اور امانت اس کے دل سے قبض کر لی جائے گی پھر اس کا اثر ایک معمولی نشان کی طرح باقی رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی پس اس کا اثر آبلے کی طرح باقی رہ جائے گا۔ جیسے تم ایک انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو اس پر آبلہ نمودار ہو جائے۔ پس تم اسے اُبھرا ہوا تو دیکھتے ہو مگر اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکری لی اور اسے پاؤں پر لڑھکایا۔ پس لوگ اس طرح ہو جائیں گے کہ آپس میں خرید و فروخت کرتے ہوں گے مگر ان میں کوئی امانت ادا کرنے کے قریب بھی نہ بھٹکے گا۔ یہاں تک کہا جائے گا کہ فلاں لوگوں میں ایک امانت دار آدمی ہے۔ یہاں تک آدمی کو کہا جائے گا کہ یہ کتنا مضبوط، ہوشیار اور عقلمند ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا کہ میں پرواہ نہ کرتا تھا کہ مجھ سے کس نے خرید و فروخت کی بشرطیکہ وہ مسلمان ہوتا۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهُ : "جَذْرٌ" بِفَتْحِ الْجِيمِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ اَصْلُ الشَّيْءِ وَ "الْوَكْتُ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ : الْاَثَرُ الْيَسِيْرُ وَالْمَجْلُ " بِفَتْحِ الْمِيمِ وَاِسْكَانِ الْجِيمِ وَهُوَ تَنَفُّطٌ فِي الْيَدِ وَنَحْوِهَا مِنْ اَثَرِ عَمَلٍ وَّغَيْرِهٖ - قَوْلُهُ مُنْتَبِرًا مُرْتَفِعًا - قَوْلُهُ "سَاعِيْهِ" الْوَالِيْ عَلَيْهِ۔

اس لئے کہ اس کا دین مجھ پر میری چیز کو ضرور واپس کردے گا اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوتا تو اس کا کارندہ مجھ پر میری چیز کو ضرور واپس کردے گا مگر آج کل تو میں صرف فلاں فلاں سے ہی خرید و فروخت کا معاملہ کرتا ہوں۔ (متفق علیہ)

جَذْرٌ : چیز کی اصل۔ اَلْوَكْتُ : معمولی اثر اور نشان

اَلْمَجْلُ : کام کاج کے نتیجہ میں ہاتھ پر پڑنے والا اثر۔

مُنْتَبِرًا : اونچا، بلند۔

سَاعِيْهِ : نگران، کارندہ۔

**تخريج** : رواه البخاری فی الرقاق ' باب رفع الامانة وفی الفتن ' باب رفع الامانة والایمان و مسلم فی الایمان ' باب رفع الامانة

**اللُّغَاتِ** : **الامانة** : بعض نے کہا اس سے مراد وہ شرعی تکالیف جن کا بندے کو مکلف بنایا گیا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ایمان ہے۔ کیونکہ جب بندے کے دل میں ایمان خوب راسخ ہو تو اس وقت ان شرعی امور کو پورے طور پر ادا کرتا ہے۔ نزلت فی جذر القلوب : دلوں کی جڑ میں اتری یعنی فطری طور پر امانت ان کے دلوں میں پائی جاتی تھی پھر کتاب و سنت سے بطور کسی عمل کے بھی حاصل ہوگئی۔ فعلموا من القرآن : لوگوں نے امانت کو قرآن سے جان لیا۔ تقبض : قبض کر لی جائے گی یعنی کھینچ کر نکال دی جائے گی۔ اس کی اس بدعملی کے باعث جس کا اس نے ارتکاب کیا۔

**فوائد** : (۱) امانت درحقیقت شرعی احکامات کی نگہبانی ہی تو ہے۔ اسی طرح معاملات میں سچائی برتنا اور ہر صاحب حق کو اس کا صحیح حق دینا ہے۔ لوگوں کی بدعملی کی وجہ سے آہستہ آہستہ یہ چیز لوگوں میں ختم ہوتی جائے گی اور جب بھی کوئی شرعی حکم اٹھ جائے گا اس کا نور زائل ہو کر ظلمت آ جائے گی۔ یہاں تک کہ امانت پر عمل کرنے والا ملنا مشکل ہو جائے گا۔ (۳) یہ روایت نبوت کی علامات میں سے ہے کہ آج کل امانت لوگوں کے درمیان سے زائل ہوگئی اور قدر قلیل صرف سینوں میں باقی رہ گئی ہے۔ اور اس پر عمل عموماً لوگوں میں ختم ہوگیا البتہ قلیل لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جن میں امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس صورت حال کو بدلنے کی قوت اور سیدھے رخ پر ڈالنے کا کامل اختیار رکھتے ہیں۔ وہ اپنے فضل سے ایسا فرما دے۔

۲۰۳ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ : وَهَلْ

۲۰۳ : حضرت حذیفہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا: '' اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا پس مؤمن کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر جنت ان کے قریب کر دی جائے گی پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔ ابا جان! ہمارے لئے جنت کھلوا دیجئے۔ وہ

اَخْرَجَكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِىْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِّنْ وَّرَآءَ وَرَآءَ اعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا- فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَىِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قُلْتُ: بِاَبِىْ وَاُمِّىْ اَىُّ شَىْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِىْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَاَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِىْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِیْءَ الرَّجُلُ لَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا وَّفِىْ حَافَتَىِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ بِاَخْذِ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ ، فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ ، وَمُكَرْدَسٌ فِى النَّارِ" وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "وَرَآءَ وَرَآءَ" هُوَ بِالْفَتْحِ فِيْهِمَا وَقِيْلَ بِالضَّمِّ بِلَا تَنْوِيْنٍ وَمَعْنَاهُ لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ وَهِىَ كَلِمَةٌ تُذْكَرُ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ – وَقَدْ بَسَطْتُ مَعْنَاهَا فِىْ

فرمائیں گے۔ (کیا تمہیں معلوم نہیں) کہ تمہیں تمہارے باپ کی غلطی نے ہی جنت سے نکلوایا تھا۔ اس لئے میں اس کا اہل نہیں۔ تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ پس وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی کہیں گے میں اس کا اہل نہیں۔ میں یقیناً اللہ کا خلیل تھا لیکن یہ منصب اس سے بہت بلند تر ہے۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ پس وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے آپ بھی معذرت کردیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کا کلمہ اور اسکی روح ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پھر وہ لوگ حضرت محمدؐ کے پاس آئیں گے۔ پس آپؐ کھڑے ہوں گے (اور سفارش کریں گے) اور آپؐ کو اجازت سفارش دے دی جائے گی۔ پھر امانت اور صلہ رحمی دونوں کو چھوڑا جائے گا۔ پس وہ پل صراط کے دائیں' بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔ پس لوگ گزرنا شروع ہوں گے۔ پہلا تمہارا گروہ بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں بجلی کی طرح گزرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بجلی پلک جھپکنے میں گزر کر لوٹ آتی ہے (مراد بہت تیزی سے) پھر دوسرا گروہ ہوا کی مانند۔ پھر پرندے کی مانند۔ مضبوط آدمیوں کو پل صراط پر ان کے اعمال تیز دوڑا کر لے جائیں گے اور تمہارے پیغمبرؐ پل صراط پر کھڑے دعا فرما رہے ہوں گے۔ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ اے میرے ربّ بچا بچا۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال انکو تیز چلانے سے عاجز آجائیں گے۔ یہاں تک کہ آدمی آئے گا جو چلنے کی طاقت ہی نہیں رکھے گا مگر صرف گھسٹ کر چلے گا اور پل صراط کے دونوں کناروں پر کانٹے لٹکے ہوں گے جو اس بات پر مامور ہوں گے کہ جن کے متعلق ان کو پکڑنے کا حکم ملا انکو پکڑ لیں۔ پھر کچھ لوگ زخمی ہوں گے مگر نجات پا جائیں گے اور بعض کو الٹا کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے کہ جہنم کی گہرائی ستر خریف ہے۔ (مسلم)

شَرْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

وَرَاءَ بَاوَرَاءَ: دونوں طرح ہے۔ کہ میں اس بلند مرتبہ کے لائق نہیں، بتواضع۔ شرح مسلم میں ان کی تفصیل لکھ دی گئی ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی آخر کتاب الایمان ' باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا

**اللُّغَاتُ** : **تزلف** :قریب کردی جائے گی۔ **استفتح** : ہمارے لئے جنت کے دروازے کھلنے کا سوال کریں۔ **خلیل** :خلت کا اصل معنی خاص کرنا ہے اور چننا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ خلت کا معنی محبت ہے۔ **کلمۃ اللہ** : یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی حکم کن سے بلاواسطہ پیدا کئے گئے۔ **روحہ** :یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح والا ہے۔ باپ کا اس میں واسطہ نہیں۔ بعض نے کہا اس کا معنیٰ "اس کی رحمت" ہے جیسا کہ اس ارشاد میں **وایدھم بروح منہ** :اور ان کی مدد کی اپنی رحمت کے ذریعہ۔ بعض نے کہا اس کا معنیٰ "اس کی مخلوق" ہے۔ **ترسل الامانۃ والرحم فیقومان** :اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ یہ کس طرح واقع ہوگا۔ رحم سے مراد قربت ہے۔ یہاں امانت و رحم کو عظمت شان کی وجہ سے ذکر کیا۔ **جنبتی** :دونوں طرف۔ **الصراط** : لغت میں راستے کو کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں جہنم کے اوپر ایک پل ہے جس پر سے اہل محشر کو گزرنا ہے۔ **بابی انت وامی** : میرے ماں آپ پر قربان ہوں۔ **البرق** :دو مختلف کہربائی قوتوں والے بادلوں کے ملنے سے نکلنے والا برقی شرارہ۔ **طرفۃ عین** : پلک جھپک۔ **اشد الرجال** : تیز دوڑنے میں سب سے زیادہ قوت و دوڑ والا۔ **تجری ربھم اعمالھم** :ان کے اعمال ان کو لے جائیں گے۔ یہ ماقبل کی تفسیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق ان کی رفتار ہوگی۔ **علی الصراط** :اس کے پاس۔ **حتی تعجز اعمال العباد**: بندوں کے اعمال ان کو عاجز کردیں گے۔ یعنی پل صراط پر تیز چلنے کے لئے ان کے اعمال ضعیف ہوں گے جن سے وہ تیز نہ چل سکیں گے۔ **کلالیب** جمع **کلوب** :گوشت لٹکانے والا آنکڑا۔ **مخدوش** :زخمی اور پھٹا ہوا۔ **مکروس** :جن کو زبردستی جہنم کی طرف لے جا کر ایک دوسرے پر ڈال دیا جائے گا۔ **والذی نفس** :یہ حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا کلام ہے۔

**فوائد** : (۱) تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ اور محشر میں آپ کے لئے شفاعت کا ثبوت ملتا ہے۔

٢٠٤ : وَعَنْ اَبِیْ خُبَيْبٍ "بِضَمِّ الْخَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ" عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَقَالَ : يَا بُنَیَّ اِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَّاِنِّیْ لَا اُرَانِیْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْمًا وَاِنَّ مِنْ اَكْبَرِ هَمِّیْ لَدَيْنِیْ اَفَتَرٰی دَيْنَنَا يُبْقِیْ مِنْ مَّالِنَا شَيْئًا؟ ثُمَّ قَالَ : يَا بُنَیَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَيْنِیْ ؛ وَاَوْصٰی

۲۰۴: حضرت ابوخبیب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب زبیر جنگ جمل کے دن کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا چنانچہ میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ پھر فرمایا بیٹا! آج جو لوگ قتل ہوں گے ظالم ہوں گے یا مظلوم۔ میرا اپنے متعلق گمان یہ ہے کہ میں مظلومانہ قتل کیا جاؤں گا۔ میرا سب سے بڑا غم وفکر میرا قرضہ ہے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ ہمارا قرضہ ہمارے کچھ مال کو چھوڑے گا؟ پھر ارشاد فرمایا: پیارے بیٹے! ہمارے مال کو فروخت کر کے میرے قرض کو ادا کر دینا۔ اور ثلث مال کے متعلق وصیت فرمائی اور تہائی کے تہائی مال

بِالثُّلُثِ وَثُلُثَهُ لِبَنِيهِ ، يَعْنِي لِبَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ثُلُثُ الثُّلُثِ ۔ قَالَ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِبَنِيكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ وَلَدُ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ رَاٰى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٍ وَعَبَّادٍ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَجَعَلَ يُوْصِيْنِيْ بِدَيْنِهِ وَيَقُوْلُ : يَا بُنَيَّ اِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِمَوْلَايَ ۔ قَالَ : فَوَ اللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا اَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ : يَا اَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ؟ قَالَ : اَللّٰهُ قَالَ : مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِّنْ دَيْنِهِ اِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيْهِ قَالَ : فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِلَّا اَرَضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ وَ دَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوْفَةِ وَ دَارًا بِمِصْرَ ۔ قَالَ: وَاِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَاْتِيْهِ فَيَسْتَوْدِعُهُ اِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ : لَا وَلٰكِنْ هُوَ سَلَفٌ اِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ اِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ غَزْوٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَسَبْتُ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ اَلْفَيْ اَلْفٍ وَّمِائَتَيْ اَلْفٍ! فَلَقِيَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ : يَا ابْنَ اَخِيْ كَمْ عَلٰى اَخِيْ مِنَ الدَّيْنِ

کی وصیت عبداللہ بن زبیر کے بیٹوں (یعنی پوتوں) کے لئے فرمائی۔ پھر فرمایا اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے مال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا تیسرا حصہ بھی تیرے بیٹوں کے لئے ہے۔ ہشام راوی حدیث کہتے ہیں کہ عبداللہ کے بیٹے خبیب اور عباد نے حضرت زبیرؓ کے بعض بیٹوں کو دیکھا تھا اور حضرت زبیر کے اس وقت نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ مجھے اپنے قرض کے متعلق وصیت فرماتے رہے۔ اس دوران میں فرمانے لگے اے بیٹے! اگر تو قرض کے بعض حصہ کی ادائیگی سے عاجز آ جائے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ بخدا! مجھے سمجھ نہ آیا کہ مولیٰ سے کیا مراد ہے؟ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا ابا جان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا اللہ۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی مجھے ان کے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں کوئی مشکل درپیش ہوئی تو میں کہتا اے زبیر کے مولیٰ ان کا قرضہ ان کے ذمہ سے ادا فرما پس وہ ادا فرما دیتا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد قتل ہو گئے انہوں نے کوئی درہم و دینار نقد نہ چھوڑا۔ صرف الغابہ کی زمینیں۔ مدینہ میں گیارہ مکانات' بصرہ میں دو مکان' ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ان پر قرضہ کی صورت یہ تھی کہ کوئی آدمی آپ کے پاس اپنے مال امانت کے طور پر لاتا اور آپ کے سپرد کر دیتا آپ کہتے یہ امانت نہیں بلکہ قرض ہے۔ اس لئے کہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا ڈر ہے (امانت کا ضمانی نہیں بلکہ قرض کا ضمان ہے) اور آپ کسی بھی عہدے پر مقرر نہ ہوئے اور نہ آپ نے ٹیکس یا اور کسی وصولی کی ذمہ داری قبول کی۔ صرف آنحضرتؐ اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے (یہ مکانات مال غنیمت کا ثمرہ تھے) حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ذمہ قرضہ کی رقم کو شمار کیا تو بائیس لاکھ تھی۔ پھر عبداللہ کو حکیم بن حزامؓ ملے۔ اور فرمایا اے بھتیجے! میرے بھائی کے ذمہ کتنا قرضہ ہے؟ میں

فَكَتَمْتُهُ وَقُلْتُ: مِائَةُ اَلْفٍ. فَقَالَ حَكِيْمٌ: وَاللّٰهِ مَا اَرٰى اَمْوَالَكُمْ تَسَعُ هٰذِهٖ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَرَاَيْتُكَ اِنْ كَانَتْ اَلْفَيْ اَلْفٍ وَمِائَتَيْ اَلْفٍ؟ قَالَ: مَا اَرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هٰذَا فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِيْ قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ قَدِ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ اَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ شَيْءٌ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ اَرْبَعُ مِائَةِ اَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: اِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ اَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاقْطَعُوْا لِيْ قِطْعَةً، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَكَ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا. فَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنْهَا فَقَضٰى عَنْهُ دَيْنَهٗ وَاَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ. فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ بِمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَالَ الْمُنْذِرُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ، وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ

نے قرضے کو چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حضرت حکیم نے کہا میرے خیال میں تو تمہارا مال (وراثت) اس قرض کی گنجائش نہیں رکھتا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت! اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا خیال ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا میرے خیال میں اتنے بڑے قرضے کو ادا کرنے کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ پس اگر تم اس میں سے کسی قدر عاجز ہو جاؤ تو مجھ سے معاونت طلب کرنا۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے الغابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی۔ عبد اللہ نے اس کو ۱۶ لاکھ میں فروخت کیا پھر انہوں نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ جس کا میرے والد زبیرؓ کے ذمہ قرضہ ہو تو وہ مجھے الغابہ کی زمین پر ملے اور اپنا قرض وصول کر لے۔ چنانچہ عبد اللہ بن جعفر آئے ان کا حضرت زبیرؓ کے ذمہ چار لاکھ قرضہ تھا۔ انہوں نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا اگر تم چاہو تو میں یہ قرضہ تمہارے لئے معاف کر دیتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا نہیں۔ انہوں نے پھر کہا اگر تم چاہو تو میں اس کو تاخیر سے ادا کئے جانے والے قرضوں میں شمار کر لوں۔ اگر تم بہت مہلت چاہتے ہو۔ عبد اللہ بن زبیر نے کہا نہیں۔ پھر عبد اللہ بن جعفر نے کہا تو مجھے زمین کا ایک ٹکڑا دے دو۔ اس پر عبد اللہ بن زبیر نے کہا یہاں سے لے کر یہاں تک زمین تمہارا حصہ ہو گیا۔ پھر عبد اللہ بن زبیر نے بقیہ زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے اس سے حضرت زبیرؓ کا قرضہ پورا پورا ادا کر دیا۔ پھر اس بقیہ میں ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے۔ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت معاویہؓ کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ نے عبد اللہ سے پوچھا الغابہ کی کتنی قیمت لگی؟ تو انہوں نے جواب دیا ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ انہوں نے پوچھا کتنے حصے باقی ہیں۔ عبد اللہ نے کہا ساڑھے چار حصے۔ اس پر منذر بن زبیرؓ نے کہا ایک حصہ میں ایک لاکھ کا لیتا ہوں۔ اور عمرو بن عثمانؓ نے کہا ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید کیا۔ ابن زمعہؓ نے کہا ایک حصہ میں

مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ : سَهْمٌ وَّنِصْفُ سَهْمٍ قَالَ : قَدْ اَخَذْتُهُ بِخَمْسِيْنَ مِائَةَ اَلْفٍ قَالَ : وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَصِيْبَهُ مِنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِتِّ مِائَةِ اَلْفٍ۔ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ : اَقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا. قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى اُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ اَرْبَعَ سِنِيْنَ اَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَلْنَقْضِهِ فَجَعَلَ يُنَادِيْ فِي الْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضٰى اَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ وَدَفَعَ الثُّلُثَ وَكَانَ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَاَصَابَ كُلَّ امْرَاَةٍ اَلْفُ اَلْفٍ وَّمِائَتَا اَلْفٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

نے ایک لاکھ میں خرید لیا۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے کہا اب کتنا باقی ہے؟ عبد اللہ نے جواب دیا ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا میں نے ڈیڑھ لاکھ میں وہ خرید لیا۔ حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ چھ لاکھ میں فروخت کیا۔ جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے قرضہ کی ادائیگی سے فارغ ہوگئے تو حضرت زبیرؓ کے دوسرے بیٹوں نے کہا ہماری میراث ہم میں تقسیم کردو۔ عبد اللہؓ نے کہا میں اس وقت تک تقسیم نہ کروں گا جب تک کہ چار سال موسم حج میں اعلان نہ کرلوں کہ اگر کسی کا زبیرؓ کے ذمہ قرضہ ہو تو وہ آ کر لے جائے۔ عبد اللہؓ چار سال تک حج کے موقعہ پر اعلان کرتے رہے۔ پھر چار سال بعد انہوں نے ان کے درمیان میراث تقسیم کردی اور ثلث وصیت کے مطابق اوصیاء کو دے دیا۔ زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر ایک بیوی کو بارہ بارہ لاکھ حصہ میں آیا پس حضرت زبیرؓ کا کل ترکہ ۵ کروڑ دو لاکھ درہم تھا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب فرض الخمس ' باب برکة الغازی فی ماله۔

**اللغات** : **یوم الجمل** :اس سے وہ مشہور واقعہ مراد ہے جو حضرت علی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے درمیان پیش آیا۔ اس کا نام جمل اس لئے پڑا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بڑے اونٹ پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں صف آراء تھیں۔ یہ واقعہ جمادی الاولی ۳۶ھ میں پیش آیا۔ **وازی** :برابر ہے۔ **کربة** :ہول پر سوار ہونے والا غم۔ **الغابه** :عوالی مدینہ میں شاندار زمین ہے۔ **سلف** : قرض۔ **الضيعة** :ضائع ہونا۔ **ارایتك** :مجھے بتلاؤ۔ **فان شئتم جعلتموها فیما توخرون ان اخترتم** :عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے قرضہ کو تاخیر سے ادا کئے جانے والے قرضوں میں شمار کرلو۔ **الموسم** :حج کے ایام۔

**فوائد** : (۱) عین لڑائی کے موقعہ پر بھی وصیت جائز ہے۔ کیونکہ کبھی لڑائی کا نتیجہ موت ہوتی ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر کامل اعتماد ظاہر ہوتا ہے اور ہر حال میں اسی ہی کی ذات سے استعانت چاہئے اور جو اس سے استعانت طلب کرتا ہے وہ ذات اس کی معین ہے۔ (۳) قرضہ لینا جائز ہے اور قرضہ کی ادائیگی میت کی وراثت میں سے ادا کرنی پہلے ضروری ہے پھر بعد میں وصیت کا نفاذ ہوگا اور ترکہ بھی اس کے بعد ہی ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ (۴) گھروں اور زمینوں کا مالک بننا اور ان کو خریدنا درست ہے جبکہ وہ شرعی طریقے کے مطابق ہو۔ (۵) امانات کی حفاظت کا کس قدر اہتمام ہے۔ (۶) مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں خاموشی اختیار کرنی ضروری ہے۔ تمام مجتہد اپنے افعال کی شرعی تاویل و دلیل رکھتے تھے ان میں کوئی فریق بھی ظالم نہ تھا۔

## ٣٦ :بَابُ تَحْرِيْمِ الظُّلْمِ وَالْاَمْرِ بِرَدِّ الْمَظَالِمِ

## بَاب: ظلم کی حرمت اور مظالم کے لوٹانے کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ [غافر:١٨] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾ [الحج:٧١]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کہ ظالموں کے لئے کوئی دوست ہوگا نہ سفارشی جس کی بات مانی جائے''۔ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا''۔ (الحج)

حل الآیات: حمیم: گہرادوست مشفق قریبی۔ یطاع اس سے فائدہ اٹھایا جائے یا اس کی سفارش مانی جائے۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمُتَقَدِّمُ فِیْ اٰخِرِ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ۔

پھر احادیث میں سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو باب مجاہدہ کے آخر میں پہلے گزری۔

٢٠٥ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰی اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٢٠٥: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ظلم سے بچو! اس لئے کہ ظالم قیامت کے دن اندھیرے میں ہوں گے اور بخل سے باز رہو اس لئے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ ان کو ایک دوسرے کا خون بہانے اور حرام کو حلال قرار دینے پر آمادہ کیا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی البر ' باب تحریم الظلم

**اللغات** : اتقوا :احتیاط کرو' پرہیز کرو۔ الظلم لغت میں کسی چیز کو بے موقع استعمال کرنا۔ شرعی طور پر حدود سے آگے گزرنا اور دوسرے کا حق اس کو نہ پہنچانا۔ اشح حرص کے ساتھ بخل شدید۔ حملهم :ان کی حرکت کا باعث بنا۔ سفکوا دماء هم :ایک دوسرے کو قتل کیا تاکہ اس کا مال لے سکیں یا اس کا تاکہ نہ دینا پڑے۔ استحلوا محارمهم :انہوں نے عورتوں کے سلسلہ میں بے حیائی کے وہ کام جن کو اللہ نے حرام کیا تھا حلال قرار دے لیا یا حرام کاموں کو جاری رکھنے کے لئے حیلہ بازیاں اختیار کیں مثلاً ربا وغیرہ۔

**فوائد** : (١) ظلم و بخل سے سخت گریز کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عدل' مہربانی اور سخاوت کے راستہ پر چلنے کا حکم دیا گیا۔ (٢) ظلم ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس کا مرتکب قیامت کے دن شدید عذاب اور دردناک سزا میں مبتلا ہوگا۔ (٣) دنیا کی شدید طمع اور حرص اور دنیا کے بارے میں زیادہ بخل کرنا لوگوں کو گناہوں کی طرف کھینچتا اور فواحش و منکرات میں مبتلا کر دیتا ہے۔

٢٠٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی

٢٠٦ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''تم سے ضرور حقوق والوں کے حقوق ادا کروائے

اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَآءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَآءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جائیں گے یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو بدلہ دلوایا جائے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی البر ' باب تحریم الظلم۔

**اللغات** : اهلها :حقوق والے اور اس کے مستحق ۔یقاد :بدلہ لیا جائے گا۔الجلحاء :بے سینگ والی بکری۔اسی طرح الجمشاء کا بھی یہی معنی ہے۔

**فوائد** : (۱) عدل باری تعالیٰ کہ بندوں میں سے ایک دوسرے سے قصاص دلایا جائے گا۔ یہ قصاص ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ ظالم کی طرف منتقل کر دیئے جائیں گے۔(۲) عدل عام کے طور پر حیوانات کا باہمی قصاص دلوایا جائے گا۔ پھر ان کو مٹی بنا دیا جائے گا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔(۳) اہل حقوق کے حقوق کو جلد از جلد ان کے حوالہ کر دینا چاہئے۔

۲۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ حَتّٰى حَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالِ فَاَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهٖ ' وَقَالَ :"مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَهٗ اُمَّتَهٗ : اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ ' وَاِنَّهٗ اِنْ يَخْرُجْ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ شَاْنِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهٗ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ۔ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ" قَالُوْا :نَعَمْ قَالَ :"اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" ثَلَاثًا وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ اُنْظُرُوْا : لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ۔

۲۰۷: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اس دوران حضور ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر مسیح دجال کا طویل تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔نوح علیہ السلام نے اس سے اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کے بعد والے انبیاء علیہم السلام نے بھی اور اگر وہ تم میں نکل آئے تو تم پر اس کا حال مخفی اور پوشیدہ نہ رہے گا۔ (بلکہ آسانی سے تم پہچان لو گے) بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور وہ دجال بلاشبہ دائیں کانی آنکھ والا ہے۔ اس کی وہ آنکھ گویا ابھرا ہوا انگور ہے۔ پھر فرمایا خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال حرام کر دیئے ہیں جس طرح تمہارے اس مہینے میں یہ دن حرمت والا ہے۔خبردار! کیا میں نے تم تک پیغام پہنچادیا؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا:''اے اللہ تو بھی گواہ ہو جا''۔ یہ تین مرتبہ فرمایا پھر فرمایا تمہارے لئے ہلاکت وافسوس ہے! دیکھنا میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

**تخریج** : رواہ اخرجه البخاری ' باب حجة الوداع وفی غيره و مسلم فی الايمان ' باب لا ترجعوا بعدی كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض۔

**اللغات** : **حجة الوداع** :وہ آخری حج جو آنحضرت ﷺ نے ادا فرمایا۔اس کا نام حجۃ الوداع اس لئے رکھا گیا کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے اپنی امت کو یہ کہہ کر الوداع فرمایا: **بعلی لا القاكم بعد عامی هذا** اور اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ **بين اظهرنا** :ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ **لا ندری ما حجة الوداع** :ہم اس کی وجہ تسمیہ نہ جانتے تھے۔ **حمد الله والنبی عليه** :اللہ کی صفات کمالیہ اور صفات تنزیہہ بیان کیں۔ **المسيح الدجال** :اس کا نام مسیح اس لئے ہے کہ اس کی آنکھ بدصورت ہوگی اور دجال جھوٹ میں مبالغہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔کیونکہ وہ مُردوں کو زندہ کرنے وغیرہ کے دعوے رکھتا ہوگا۔ **اطنب** : مبالغہ فرمایا۔ **انذره امته** :اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور اس کی بعض صفات کو واضح کیا۔ **طافيه** :ظاہر ہونے والی۔ یہ لفظ **طفا يطفو** سے بنا ہے۔ وہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ دوسری چیز پر غالب آ جائے اور اسی ظہور کی وجہ سے اس کو آنحضرت ﷺ نے اس انگور سے تشبیہ دی ہے جو اپنے گچھے میں ظاہر ہو اور دوسرے انگوروں سے الگ معلوم ہو۔ **يومكم هذا** قربانی کا دن۔ **فی شهركم هذا** : ذی الحجہ کا مہینہ۔ **ثلاثا** :یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ **اللهم اشهد** :کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ **ويل و ويح** :یہ دونوں کلمات ڈرانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔بعض نے کہا ویل عذاب کے لئے اور ویح رحمت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) فتنوں کے متعلق خبردار کیا گیا اور ان فتنوں میں مبتلا ہونے والے لوگوں کی صفات و سالک کی نشاندہی کی گئی۔ (۲) اس امت میں بہر صورت دجال کا ظہور ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایمان کی اس کے فتنہ سے حفاظت فرمائیں گے۔ (۳) اس لئے کہ مسلمان اس کی مذکورہ صفات سے واقفیت رکھتے ہیں اس سے بچیں گے۔ دجال کا ظہور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ (۴) مسلمانوں کے خون اور اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں اور ان کی حفاظت ضروری ہے اور ان میں حدود کو توڑنا درست نہیں۔ (۵) آپ ﷺ کی امت پر کس قدر شفقت ہے کہ ان کو مظالم میں مبتلا ہونے اور فتنوں کو ابھارنے سے خبردار فرما رہے ہیں۔ خصوصاً وہ فتنے جو کبھی انسان کو کفر و ارتداد تک کھینچ کر لے جاتے ہیں۔

۲۰۸ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایک بالشت کے برابر زمین ظلماً قبضہ میں لی اللہ تعالیٰ اس کو سات زمینوں کا طوق گلے میں پہنائے گا''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المظالم ' باب اثم من ظلم شيئاً من الارض وغيرها ومسلم فی البيوع ' باب تحريم الظلم وغصب الارض وغيرها۔

**اللغات** : **ظلم** :بلااستحقاق کسی چیز کا لینا۔ **قيد** :بمقدار۔ **طوقه من سبعة ارضين** :اس زمین کو سات گنا کر کے طوق کی طرح اس کی گردن کے گرد پہنا دیا جائے گا۔اس سے اس کے گناہ کی شدت اور بوجھ کی کثرت ظاہر کرنا مقصود ہے۔

**فوائد** : (۱) جو شخص لوگوں کے حقوق کے سلسلہ میں کوتاہی کرتا ہے اس کو سخت وعید سنائی گئی اور اہل حقوق کے حقوق خواہ کتنے ہی قلیل ہوں ان کی ادائیگی پر آمادہ کیا گیا ہے۔

۲۰۹ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِیْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ﴾ [ھود:۱۰۲] مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۲۰۹ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے ہیں۔ پھر جب اچانک اس کو پکڑتے ہیں تو اس کو بالکل نہیں چھوڑتے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَکَذٰلِکَ اَخْذُ ......﴾ ''اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ شہروں کو پکڑتے ہیں جبکہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یقیناً اس کی پکڑ بڑی دردناک ہے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی التفسیر تفسیر سورۃ ھود ' باب قولہ : وکذلک اخذ ربک ۔ ۔ ۔ الخ و مسلم فی البر ' باب تحریم الظلم۔

**اللغات** : یملی :مہلت دیتا ہے۔ یہ املاء سے نکلا ہے اور وہ تاخیر و مہلت کو کہتے ہیں۔ اخذہ :گناہ کی سزا۔ یفلتہ :اس کو چھوڑتے نہیں اور ہلاکت کو اس سے دور نہیں کرتے بلکہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ القری :بستیوں کے رہنے والے۔ الیم : دردناک۔ شدید: جس سے بچنے کی امید نہ ہو۔ یہ سورۂ ہود کی آیت ۱۰۲ ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت تو دیتے ہیں مگر اس کو بیکار نہیں چھوڑتے۔ باری تعالیٰ سزا میں جلدی نہیں کرتے مگر جب وہ سزا دیتے ہیں تو اس کی سزا بڑی سخت ہوتی ہے۔ (۲) عقل منداس دھوکہ میں مبتلا نہیں ہوتا جب کبھی وہ ظلم کر بیٹھتا ہے کہ ابھی تک اس کو سزا نہیں ملی تو سزا مل ہی نہیں سکتی بلکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے اپنے کردہ گناہ کا حساب دینا ہے۔ اسی لئے وہ توبہ کرنے میں جلدی کرتا ہے اور حق والوں کے حقوق کو ادا کر دیتا ہے۔

۲۱۰ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّکَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ فَادْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ' فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ لَیْلَۃٍ ' فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآئِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی

۲۱۰ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (یمن) بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''تم جن لوگوں کے پاس جا رہے ہو وہ اہل کتاب ہیں سب سے اوّل ان کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی دعوت دو۔ اگر وہ اس کو مان لیں تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم ہو گی۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں۔ تو (وصولی کے وقت) ان

فُقَرَآئِهِمْ فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کے عمدہ اموال کو لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ اس لئے کہ اس کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں (یعنی ردنہیں کی جاتی)''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکوٰۃ ' باب وجوب الزکوٰۃ وغیرہ والمغازی ' باب بعث ابو موسٰی ومعاذ الی الیمن والتوحید ' باب ما جاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ الی توحید اللہ و مسلم فی الایمان ' باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ وشرائع الدین والدعاء الیہ۔

**اَللُّغَاتُ** : **بعثنی** : مجھے یمن کا امیر بنایا۔ **اهل اليمن** : یہود نصاریٰ اہل یمن اکثر عرب مشرکین تھے۔ **فادعهم الى شهادة** : ان کو سلام وایمان کی طرف دعوت دواور شہادتین کے اقرار کی دعوت دو۔ **صدقة** : وہ زکوٰۃ ہے۔ **کرائم** : عمدہ۔ **حجاب** : اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی راستہ میں رکاوٹ۔ مُراد اس سے یہ ہے کہ وہ اس کو قبول کرتا اور مسترد نہیں کرتا۔

**فوائد** : (۱) کفار کو تبلیغ کرنا اور ان کو اسلام کی طرف بلانا فرض ہے ان کے ساتھ لڑائی سے پہلے۔ زکوٰۃ اسی شہر کے مالداروں سے لے کر اسی شہر کے فقراء کو دی جائے گی اس کا منتقل کرنا دوسری جگہ درست نہیں مگر جب کہ وہاں کے مستحقین کی ضرورت سے زائد ہو جائے اور دوسری جگہ اس کے مستحق ومحتاج ہوں۔ (۳) عامل زکوٰۃ کو جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ مالداروں کے عمدہ مال سے لے اگر اس نے ایسا کیا تو وہ ظالم ہے۔ (۴) ظلم سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ مظلوم کی بددعا رد نہیں ہوتی۔

۲۱۱ : وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ : هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ اِلَيَّ ' فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : اَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ فَيَقُوْلُ : هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ اِلَيَّ اَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ اُمِّهِ حَتّٰى تَاْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ اِنْ كَانَ صَادِقًا وَاللّٰهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ اِلَّا

۲۱۱ : حضرت ابوحمید عبدالرحمٰن بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص جس کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا از دقبیلہ سے تعلق رکھتا تھا' زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر فرمایا۔ جب وہ (وصولی کر کے) واپس آیا تو کہنے لگا۔ یہ تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرتؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: ''امابعد! میں تم میں سے کسی آدمی کو کسی کام پر مقرر کرتا ہوں۔ وہ کام جن کا نگران اللہ نے مجھے بنایا ہے۔ پس وہ واپس آ کر کہتا ہے یہ تمہارے لئے اور یہ مجھے لوگوں کی طرف سے ہدیہ دیا گیا ہے۔ پس وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا تا کہ اس کا ہدیہ آئے۔ اگر وہ سچا ہے۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو شخص کوئی چیز اس کے حق کے بغیر لے گا۔ وہ اللہ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس مال کو اٹھائے ہوئے ہوگا۔ پس میں تم میں سے کسی آدمی کو نہ دیکھوں کہ وہ

لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰی يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ" ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی رُئِيَ بَيَاضُ اِبطَيْهِ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ سے ملاقات کے وقت اپنی گردن پر اونٹ اٹھائے ہوئے ہو اور وہ اونٹ بلبلا رہا ہو یا گائے اور وہ ڈکار رہی ہو یا بکری اور وہ ممیا رہی ہو۔ پھر آپؐ نے دست اقدس اتنے بلند اٹھائے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے بات پہنچا دی''۔ (متفق علیہ)

**تخريج** : رواه البخاری فی الهبة ' باب من لم يقبل الهديه لقلة وفی الحيل ' باب احتيال العامل ليهدی له وفی الزكوة ' باب قوله تعالى والعاملين عليها ' و مسلم فی الامارة ' باب تحريم هدايا العمال۔

**اللُّغَاتُ** : **استعمل** : کسی کام کا اس کو ذمہ دار بنایا۔ **الازد** یمن میں عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ **علی الصدقة** : زکوۃ جمع کرنے کے لئے۔ **هذا لكم** : یہ تمہارے لئے ہے جو میں نے زکوۃ جمع کی ہے۔ **ولانی الله** : اللہ تعالیٰ نے مجھے تصرف ونگرانی عنایت فرمائی۔ **رغاء** : اونٹ کی آواز۔ **خوار** : گائے کی آواز۔ **تیعر** : ممیانا یہ لفظ ایعار سے نکلا ہے جس کا معنی بکری کا آواز نکالنا ہے۔ **عفرة** : وہ سفیدی جو سفیدی مائل نہ ہو۔ یہ لفظ عفرۃ الارض سے نکلا ہے وہ سطح زمین کو کہتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) حکام کا فرض ہے کہ وہ زکوۃ کو جمع کر کے مستحقین پر انصاف کے ساتھ خرچ کریں۔ (۲) حکام اور تنخواہ دار ملازمین کے لئے ہدیہ دینا ان کے عہدوں کا لحاظ و پاس کر کے یہ رشوت ہے۔ اس کا لینا اور دینا حرام ہے اور یہ لوگوں کا مال باطل طریق سے کھانے میں داخل ہے اور ان ہدایا کا مطالبہ کرنا تعدی اور ظلم ہے۔ (۳) ان ملازمین کو ہدیہ دینا درست ہے جو قریبی رشتہ دار ہوں یا دوست ہوں جن کے درمیان ہدایا کا تبادلہ پہلے سے ہوتا ہو مگر ایک شرط پھر بھی ملحوظ خاطر رکھنی ضروری ہے کہ ہدیہ دینے والے کا کوئی کام اس سے فی الحال متعلق نہ ہو۔ (۴) ملازمتوں اور مراتب کو خاص منافع کے حصول کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔ (۵) جس نے لوگوں کا مال ناجائز ذرائع سے لیا مگر اس کا معاملہ دنیا میں مخفی رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے رسوا فرمائیں گے اور اس کا فعل اس لئے ظاہر کیا جائے گا تاکہ اس پر اس کو سزا دی جا سکے۔

۲۱۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ :مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ :اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ ' وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۱۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی مسلمان پر اپنے دوسرے بھائی کا کوئی حق ہو خواہ وہ عزت و آبرو سے متعلق ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو وہ آج ہی اس سے معاف کروا لے اس دن سے پہلے کہ جس میں کسی کے پاس (ازالہ حق کے لئے) نہ کوئی دینار و درہم ہوں گے۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو وہ اس ظلم کی بقدر لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو حق والے کی برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب المظالم ' باب من کانت له مظلمة

**اللغات** : **مظلمة** :وہ حق جس کو روک لیا گیا ہو خواہ وہ حق مادی ہو یا معنوی۔ **عرضه** :انسان کی مذمت یا تعریف کی جگہ۔ **فليتحلله منه** :اس سے بری الذمہ ہو جائے خواہ ادائیگی کر کے یا معاف کروا کر۔

**فوائد** : (۱) ظلم اور تعدی سے دور رہنے میں شدید حرص ہونی چاہیے۔ (۲) حقوق کے سلسلہ میں جو کسی کے ذمہ ہوں ان سے جلد بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے۔ (۳) لوگوں کو ایذاء پہنچانا اور ان پر ظلم کرنا نیک اعمال کو بگاڑ دیتا ہے اور ان کے ثمرات کو ضائع کر دیتا ہے۔

۲۱۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۱۳ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا : ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الایمان ' باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده و مسلم فی کتاب الایمان ' باب بیان تفاضل الاسلام و ای اموره افضل ۔

**اللغات** : **المهاجر** :یہ الہجر سے نکلا ہے اور اس کا معنی چھوڑنا ہے یہاں مراد اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔

**فوائد** : (۱) ایمان واسلام کا کامل درجہ یہ ہے کہ آدمی کسی کو کسی قسم کی مادی ومعنوی تکلیف بھی پہنچانے والا نہ ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے احکام کو خوب پابندی سے اپنانا اور معاصی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ (۳) فتح مکہ سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا واجب وفرض تھا تاکہ مسلمان ایک جگہ کثرت سے ہوں اور ان کی قوت مضبوط ہو۔ فتح مکہ کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت منسوخ ہوگئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو جزیرہ عرب میں غلبہ عنایت فرما دیا (البتہ اگر اور کسی مقام پر وہی صورت پیش آ جائے تو وہاں سے ہجرت دار الاسلام کی طرف فرض ہے۔ مترجم)

۲۱٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "هُوَ فِي النَّارِ" فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۱۴ : حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامان کی نگرانی پر ایک آدمی مقرر تھا۔ اس کو کرکرہ کہتے تھے۔ وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے۔ پس اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم غور کرنے لگے (کہ وہ آگ میں کیوں گیا) پس انہوں نے اس کے پاس ایک دھاری دار چادر پائی جس کو اس نے مال غنیمت میں سے چرا لیا تھا''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الجهاد ' باب القلیل من الغلول

**اَللُّغَاتُ** : الثقل :اہل وعیال اور وہ سامان جس کا اٹھانا مشکل ہو۔ کر کرہ :مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سواری کو تھامتا تھا اس کا رنگ سیاہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کو کسی نے ہدیہ دیا تو آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا۔ عباء ة :سیاہ دھاریوں والی چادر۔ من الغلول :یہ لفظ غلہ سے بنا ہے۔ اس کا معنی خیانت ہے اور شرعاً مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں سے کوئی چیز چرانا۔

**فوائد** : (۱) عام لوگوں کے مال میں سے کوئی چیز خیانت کر کے لینا کبیرہ گناہ ہے جس کا مرتکب آگ کا مستحق ہے۔

۲۱۵ : وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ نُفَیْعِ ابْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ : ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَاتٌ : ذُوا لْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ' فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ : "اَلَیْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟" قُلْنَا : بَلٰی– قَالَ : "فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟" قُلْنَا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ. قَالَ : "اَلَیْسَ الْبَلْدَةَ؟" قُلْنَا – بَلٰی قَالَ: "فَاَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟" قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ' فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ. فَقَالَ :"اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ؟" قُلْنَا :بَلٰی – قَالَ :"فَاِنَّ دِمَآءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْاَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

۲۱۵ : حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارثؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک زمانہ اپنی اسی حالت پر گھوم کر آ گیا جس میں اللہ نے زمین وآسمان کی پیدائش کے بعد پیدا فرمایا۔ سال بارہ ماہ کا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل۔ ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور (چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ کونسا مہینہ ہے؟۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپؐ اس کا اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں؟ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ خاص شہر (مکہ) نہیں؟''۔ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے پھر دریافت فرمایا: ''یہ کونسا دن ہے؟'' ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔ پس آپؐ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟'' ہم نے کہا کیوں نہیں۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے خون' تمہارے مال' تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں ہے۔ عنقریب تم نے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے۔ پس وہ تم سے تمہارے اعمال کے

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلِّغُهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ " ثُمَّ قَالَ: "اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

متعلق باز پرس کرے گا۔ خبردار! تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔ اچھی طرح سن لو! جو یہاں موجود ہے وہ غائب کو (پیغام) پہنچا دے شاید کہ وہ شخص جس کو بات پہنچائی جائے وہ ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جنہوں نے مجھ سے یہ بات سنی ہے۔ پھر فرمایا: ''اچھی طرح سنو! کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا ہے۔ پھر فرمایا: ''خبردار! بتلاؤ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟'' ہم نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہ''۔ (متفق علیہ)

**تخریج** : رواہ البخاری فی بدء الخلق ' باب ما جاء فی سبع ارضین وفی العلم والحج وغیرھما ومسلم فی القسامہ ' باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاحوال

**اللغات** : قال :انہوں نے فرمایا یعنی اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں۔ ان الزمان قد استدار کھیئتہ :بلاشبہ زمانہ سالوں کی تقسیم کی طرف دوبارہ لوٹ آیا اور سال مہینوں کی تقسیم کی طرف اور اس طرح پر ہو گیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے پیدائش کے وقت اس کو پیدا فرمایا تھا۔ الاستدارۃ کا معنی گھومنا ہے اور اسی مقام پر لوٹ کر پہنچنا جہاں سے چکر شروع کیا ہو (دراصل نسئی کی رسم کے باوجود عرب جاہلیت کے مطابق بھی ۱۰ ھ والا سال ٹھیک مہینوں کی اسی ترتیب کے مطابق تھا جیسا کہ اصل میں تھا۔ اور یہ قدرت الٰہی کا عظیم کرشمہ تھا نیز اس ارشاد سے رسم نسئی کے آئندہ زمانہ میں ابطال کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ مترجم) الھیئۃ :صورت' شکل اور حالت جس پر کوئی چیز ہو۔ حرم :کا معنی حرام یعنی ان مہینوں میں لڑائی کی ابتداء حرام ہے۔ رجب مضر :رجب کو مصر قبیلہ کی طرف منسوب کیا۔ کیونکہ وہ تمام عربوں کی بہ نسبت اس کا احترام کرتے تھے اور نسئی کو نہ مانتے تھے۔ البلدۃ :خاص شہر سے مراد مکہ شریف ہے۔ یہ لفظ بھی غالب استعمال کی وجہ سے علم بن گیا۔ جیسا کہ المدینہ کا لفظ یثرب نام پر غالب آ کر علم بن گیا۔ یوم النحر :دس ذی الحجہ کا دن اس کو اس نام سے اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ اس میں قربانیاں اور ہدایا ذبح کئے جاتے ہیں۔ اوعی :معنی کو زیادہ سمجھنے والے۔ کحرمۃ :حرمت کی طرح یعنی مال و عزت کی حرمت کو پامال کرنا گناہ میں اس دن کی حرمت کو پامال کرنے کی طرح ہے۔

**فوائد** : (۱) اس باب کی حدیث ۳ میں جو فوائد ہیں ان کو دوبارہ ملاحظہ فرما لیا جائے۔ (۲) جاہلیت کے زمانہ کی رسومات کو باطل قرار دیا گیا ہے اور وہ رسم یہ بھی تھی کہ جب ان کو حرمت والے مہینہ میں کسی قبیلہ کے ساتھ لڑائی کرنا ہوتی تو اس مہینے کو حلال قرار دے کر اس میں لڑائی کر لیتے اور حرمت والے مہینے کو اگلے مہینے میں مؤخر کر لیتے اور پھر حج کا حساب اسی مہینہ کے مطابق کرتے۔ مثلاً اگر ان کو رجب میں لڑائی کرنا مقصود ہوتا تو رجب کی حلت کا اعلان کر دیتے اور پھر شعبان کو رجب بنا لیتے اور اپنے اسی حساب پر اپنا حج کرتے۔ اس ارشاد نبوی نے حرمت والے مہینوں کو متعین کر کے اس رسم بد کے باطل ہونے کا اعلان کر دیا۔ (۲) خون' اموال اور عزتوں کی حرمت کی شدید تاکید کر دی گئی اور ان کی حفاظت پر آمادہ کر کے ان کے سلسلہ میں کسی قسم کی تعدی سے روک دیا گیا۔ (۳) مسلمان اپنے رب کی بارگاہ میں لازماً کھڑا ہو گا جہاں اس کو اپنے صغیرہ و کبیرہ کا حساب دینا پڑے گا۔ (۴) جو وضاحت اور تعلیم دی جائے اس کو

سمجھنا ضروری ہے اور علم کو پہنچانا اور پوری امانت و دیانت سے اس کو منتقل کرنا بھی ضروری ہے۔ (۵) آنحضرت ﷺ کا طریق مبارک وضاحت و تربیت اور مثالیں بیان کرنے میں کس قدر شاندار ہے تاکہ اس طرح یہ بات زیادہ پُراثر اور سامع کے دل پر زیادہ واضح ہو جائے۔

۲۱۶ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیٍٔ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : "وَاِنْ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۱۶: حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا حق اپنی (جھوٹی قسم) سے غصب کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آگ کو لازم کر دیتے ہیں اور جنت کو حرام کر دیتے ہیں''۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ معمولی حق ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خواہ پیلو کی ایک شاخ ہو''۔ (رواہ مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب الوعید علی من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرة بالنار۔

**اللغات** : اقتطع بغیر حق کے ظلماً لے لی۔ بیمینه : اپنی قسم سے۔ اراك : یہ ایک درخت ہے۔ اس کی شاخیں مسواک کے کام آتی ہیں۔ اس کو پیلو کا درخت کہتے ہیں۔ یہ افضل ترین مسواک ہے اسی لئے مسواک والا درخت مشہور ہوا۔

**فوائد** : (۱) دوسروں کے حقوق غصب کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہئے اور حقوق خواہ کتنے ہی قلیل اور چھوٹے ہوں ان کی ادائیگی کرنی چاہئے۔ (۲) حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے حقوق کو غصب کیا وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا۔ مگر یہ بات اس پر محمول ہے کہ اگر اس نے اس حقوق کا غصب حلال سمجھ کر کیا اور موت سے قبل توبہ نہ کی۔

۲۱۷ : وَعَنْ عَدِیِّ بْنِ عُمَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰی عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْیَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا یَاْتِیْ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مِنَ الْاَنْصَارِ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ : "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْبَلْ عَنِّیْ عَمَلَكَ قَالَ : "وَمَا لَكَ؟" قَالَ : سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ : "وَاَنَا اَقُوْلُ الْاٰنَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰی عَمَلٍ فَلْیَجِیْٔ بِقَلِیْلِهٖ وَكَثِیْرِهٖ فَمَا اُوْتِیَ مِنْهُ اَخَذَ وَمَا نُهِیَ عَنْهُ

۲۱۷: حضرت عدی بن عمیرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ''جس کو ہم تم میں سے کسی کام پر عامل مقرر کریں وہ اس میں ہم سے ایک دھاگہ چھپائے یا اس سے بھی کم تر تو یہ خیانت شمار ہوگی جس کو وہ قیامت کے دن لائے گا''۔ اسی وقت انصار میں سے ایک سیاہ آدمی کھڑا ہوا۔ گویا اب بھی یہ منظر میرے سامنے ہے اور عرض کیا میری طرف سے اپنا عمل واپس قبول فرمالیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟''۔ اس نے کہا میں نے سنا آپؐ اس اس طرح فرما رہے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''میں تو اب بھی کہتا ہوں جس کو ہم کسی کام پر نگران بنائیں وہ اس کا تھوڑا اور زیادہ سب ادا کر دے جو اس کو دیا جائے وہ اس کو قبول کرے اور جس سے روک

انْتَهٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ — دیا جائے اس سے باز رہے"۔ (رواہ مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ ' باب تحریم ھدایا العمال۔

**اللُّغَات** : **مخیطا فما فوقه** :سوئی یا اس سے بھی چھوٹی چیز ہو۔ **غلولا** :خیانت بعض نے کہا یہ الغل سے لیا گیا ہے۔ وہ طوق کو کہتے ہیں جس سے قیدی کے ہاتھ کو پاؤں کے ساتھ ملا کر باندھا جاتا ہے۔ **اقبل عنی عملك** :مجھے اجازت دیں کہ اس کام سے علیحدگی اختیار کروں جس پر آپؐ نے مجھے مقرر فرمایا۔ **کذا و کذا** :یہ کنایات کے الفاظ ہیں جن سے نامعلوم چیز کو بیان کیا جاتا ہے۔ جس کو صراحتاً بیان نہ کرنا ہو اور جس کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہو۔ **اوتی** :اس کو اسی جیسا اجر ملے گا۔ **ما نھی عنه** :وہ رک گیا اس بات سے جو اس کو بتلا دی گئی کہ اس ہدیہ کا لینا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

**فوائد** : (۱) اس آدمی کے لئے شدید وعید اور تحذیر ہے جو اپنے کام یا مقررہ ذمہ داری میں تھوڑی یا زیادہ خیانت کرے۔ (۲) جس شخص کو امت کے احوال اور ناپی تولی جانے والی اشیاء پر امین بنایا جائے اس کو ان کی حفاظت اور مستحقین تک ان کی ادائیگی ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی چیز اپنے لئے مخصوص نہ کرے۔ اگر اس کے نفس نے خیانت پر آمادہ کر لیا ہے اور اس نے اس میں سے کوئی چیز لے بھی لی ہے تو اس کو واپس کرے ورنہ قیامت کے دن سب کے سامنے رسوا اور ذلیل ہوگا۔ (۳) جو آدمی امارت اور نوکری کو اخلاص و امانت داری کے ساتھ انجام دینے کی اپنی ذات میں ہمت نہیں پاتا وہ اس سے ضرور دور رہے۔ (۴) حکام کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ اطراف پر نگاہ رکھیں جن سے جمع کیا گیا ہو اور جس انداز سے جمع کیا گیا ہو وہ اس میں سے وہ حصہ لیں جس کی شرعاً اجازت ہے اور جس کا لینا جائز نہ ہو وہ اس کے دینے والوں کو واپس کر دیں۔

۲۱۸ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا : فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَّفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا : فُلَانٌ شَهِيْدٌ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِی النَّارِ فِیْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۲۱۸: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر والا دن ہوا تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کچھ احباب آئے اور انہوں نے کہا کہ فلاں شخص شہید ہے اور فلاں شہید ہے۔ یہاں تک کہ ان کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا تو کہا فلاں (بھی) شہید ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے اس ایک چادر کی وجہ سے جو اس نے مال غنیمت میں سے چرائی تھی۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب غلظ تحریم الغلول وانہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون۔

**اللُّغَات** : **نفر** :اسم جمع ہے لفظاً اس کو واحد نہیں ہے اور تمام لوگوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ نفیر کا لفظ۔ اور خاص طور پر دس سے کم مردوں پر بولا جاتا ہے۔ **کلا** :یہ حرف ردع اور زجر ہے یعنی باز آ جاؤ اور اس بات کو چھوڑ دو اور اس کے لئے شہادت کا حکم لگانے سے باز رہو۔ **رایته** :ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس کی خیانت کے نتیجہ میں قیامت کے دن پیش آنے والی حالت سے آپ ﷺ کو مطلع کر دیا گیا۔

**فوائد** : (۱) عام لوگوں کے مال میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا سخت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

۲۱۹ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ ابْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَامَ فِیْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم "كَیْفَ قُلْتَ؟" قَالَ : اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۹ : حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کھڑے ہو کر (وعظ میں) تذکرہ فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ تمام اعمال میں افضل ہیں۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ارشاد فرمائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں کیا میری ساری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''ہاں! اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدمی اور ثواب کی نیت کرتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھنے والا' نہ فرار ہونے والا ہو کر قتل ہو (تو تیری تمام خطائیں معاف ہو جائیں گی)''۔ پھر فرمایا: ''تم نے کیسے سوال کیا؟'' اس نے کہا اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں کیا میری ساری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں جبکہ تو میدان میں ثابت قدم' ثواب کا امیدوار بن کر' دشمن پر حملہ آور ہونے والا نہ پیچھے مڑ کر بھاگنے والا ہو (تو تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے) مگر قرضہ معاف نہ ہو گا۔ مجھے جبرئیل نے یہی بات کہی ہے''۔ (رواہ مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ' باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الامین۔

**اللغات** : صابر لڑائی میں جو بھی تکلیف زخم وغیرہ کی پہنچے اس کو برداشت کرنے والا ہو۔ محتسب اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اختیار کرنے والا اور اس سے ثواب کا امیدوار ہو۔ مقبل غیر مدبر فرار اختیار کرنے والا نہ ہو۔

**فوائد** : (۱) جہاد کی فضیلت اس لئے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ مقابلہ کی کوشش میں جو آدمی مارا جائے اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (۲) شہادت جب اپنی شرائط کے ساتھ ہو تو وہ قرضہ کے علاوہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ان حقوق العباد میں ادائیگی کی قدرت کے باوجود اگر اس نے ادا نہ کیا ہو اور اگر ادائیگی کی قدرت نہیں اور اس نے توبہ بھی کی اور اس بات پر شرمندہ بھی ہے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے حق والے کو راضی کر کے ادائیگی کروا دیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔

۲۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟

۲۲۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے

قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ نقدی ہو اور نہ سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز' روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا مگر وہ اس حال میں ہوگا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی' کسی پر بہتان لگایا ہوگا' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ پس ان (حقوق والوں) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ پس اگر نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس سے پہلے کہ ان کے حقوق پورے ہوں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر' باب تحریم الظلم۔

**اَللُّغَاتُ** : اتدرون : کیا تم جانتے ہو۔ یہ درایت سے ہے جس کا معنی علم ہے۔ متاع : دنیا کی ہر وہ قلیل و کثیر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ شتم : گالی' گلوچ کرنا۔ قذف : زنا کا الزام لگانا۔ مال ھذا : اس سے مال بلا اجازت و رضامندی لیا یا اس کو ضائع کیا۔ سفك : خون بہایا۔ فنیت : اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا۔

**فوائد** : (۱) حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے ڈرایا گیا ہے خاص کر وہ جو انسانوں کے مادی اور معنوی حقوق سے متعلق ہوں۔ (۲) حرام کاموں میں پڑنا اور خاص طور پر لوگوں پر ظلم و تعدی ایسے گناہ ہیں جو ان کے مرتکب کے نیک اعمال اور ان کے فوائد و اجر کو قیامت کے دن ضائع کر دیتے ہیں۔ (۳) تربیت اور تعلیم میں سامع سے سوال و جواب اور گفتگو کا طریق اس کو زیادہ متوجہ کرتا اور اس کے اہتمام کو بھڑکاتا ہے۔

۲۲۱ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ لَهٗ بِنَحْوِ مَا اَسْمَعُ ' فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْحَنَ" اَيْ اَعْلَمَ۔

۲۲۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک میں ایک انسان ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے بعض اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو۔ پس میں جو کچھ سنوں اس کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس شخص کیلئے میں اس کے بھائی کے حصہ کا فیصلہ کر دوں تو بے شک میں اس کیلئے جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں'' (بخاری و مسلم)

اَلْحَنُ :زیادہ علم و سمجھ والا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاحکام' باب موعظۃ الامام للخصوص وغیرہ ورواہ مسلم فی کتاب الاقضیۃ' باب

الحکم بالظاهر و اللحن بالحجة۔

**اَللُّغَاتُ** : **تختصمون** :تم میرے پاس جھگڑالاتے ہوتا کہ میں فیصلہ کردوں۔**لحجته** :اپنے دعویٰ کی دلیل کوایسامزین کر کے پیش کرتا ہے جس سے سامع کواس کے دعویٰ میں سچائی کا گمان ہونے لگتا ہے۔**بنحو ما اسمع** یعنی جودلائل سے میرے سامنے بات ظاہر ہوتی ہے۔**اقطع** :میں دے دیتا ہوں اسی طرح جس طرح میرے سامنے ظاہر ہوا جو کہ اس کے آگ میں داخلہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اگراس نے ناحق لے لیا۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کی بشریت ثابت ہوتی ہے اور آپ پر وہ تمام انسانی اعراض آتے ہیں جوانسانوں پر آتے ہیں البتہ جن کاموں میں آپ کا معصوم ہونا ثابت ہے۔پس آپ تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں خطاء سے معصوم ہیں اور حرام فعل سے بھی معصوم ہیں۔(۲) قاضی دو جھگڑنے والوں کے درمیان اسی طرح فیصلہ کرنے کا پابند ہے جو دلائل سے ثابت ہو اور قسم وغیرہ سے راجح بن جائے۔اپنے علم اور گمان سے ان کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔(۳) قاضی کا فیصلہ اگر ظاہر میں نافذ بھی ہو جائے پھر وہ کسی حلال کو حرام نہیں کرسکتا اور نہ حرام کو حلال بنا سکتا ہے جس کے لئے کسی چیز کا فیصلہ ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ حق پر نہیں ہے تو اس کو اس کا لینا جائز نہیں۔قیامت کے دن اس کو اس پر سزا ملے گی۔

۲۲۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۲۲۲ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''مؤمن ہمیشہ اپنے دین کے متعلق کشادگی میں رہتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام خون کو نہیں بہاتا''۔(بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی اوائل کتاب الدیات۔

**اَللُّغَاتُ** : **فسحة** :وسعت اوراللہ کی رحمت کی امید۔**یصب** :ارتکاب کرنا۔**دما حراما** :ناحق قتل۔

**فوائد** : (۱) قتل انسانی ناحق کبیرہ گناہ ہے جو بعض اوقات تو انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امیدواری کے دروازوں کو بھی بند کر دیتا ہے اور اس کو مایوس کر دیتا ہے۔

۲۲۳ : وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ وَهِيَ امْرَاَةُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۲۲۳ :حضرت خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں' کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: ''کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہیں۔پس ایسے لوگوں کے لئے قیامت کے دن آگ ہے''۔(بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد ' ابواب فرض الخمس ' باب فان لله خمسه

**اَللُّغَاتُ** : **یتخوضون** :تصرف کرتے ہو۔**مال الله** :عامۃ المسلمین کے اموال مشترکہ مراد ہیں۔

**فوائد** : (۱) عامۃ المسلمین کے اموال میں باطل اور خواہشات کے پیش نظر تصرف کرنے سے ڈرایا گیا اور اسی طرح ان اموال کو مصالح خاصہ میں استعمال کرنا بھی غلط قرار دیا گیا اور یہ ان جرائم میں سے ہے جن پر قیامت کے دن آگ سے عذاب دیا جائے گا۔

## ٢٧: بَابٌ تَعْظِيمِ حُرُمَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَبَيَانِ حُقُوقِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَتِهِمْ

## بَابٌ: مسلمانوں کے حرمات کی تعظیم اور ان کے حقوق اور ان پر شفقت و رحمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [الحج: ٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ٣٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر: ٨٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ [المائدة: ٣٢]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے۔ پس وہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہت بہتر ہے''۔ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تو جھکا دے اپنے بازو کو ایمان والوں کے لئے''۔ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان کے عوض یا بغیر ملک میں کوئی فساد برپا کرنے کے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا''۔ (المائدہ)

حل الآیات : حرمات الله : اللہ تعالیٰ کے احکامات اور وہ تمام چیزیں جن کی بے عزتی جائز نہیں یا اس سے مراد حرم ہے یا حج کے احکامات جن مقامات سے متعلق ہیں۔ شعائر الله : اللہ کا دین یا فرائض حج، حج کے احکامات ادا کرنے کے مقامات یا ہدایا حج کیونکہ وہ حج کے نشانات ہیں اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ ان میں سے موٹے تازے اور زیادہ قیمت والوں کا انتخاب کیا جائے۔ واخفض جناحك : مؤمنو! کے ساتھ تواضع کریں اور نرمی سے پیش آئیں۔ او فساد في الارض : شرک، ڈاکہ زنی۔ فكانما قتل الناس جميعا : اس طور پر کہ اس نے خون کی حرمت کو توڑ دیا اور قتل کا طریقہ ایجاد کیا اور قتل پر لوگوں کو جری بنا دیا یا اس طرح کہ ایک کا قتل اور تمام کا قتل اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عظیم عذاب کو دعوت دینے کے لئے کافی ہے۔

٢٢٤ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا" وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۴ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کیلئے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے اور آپؐ نے ایک دست اقدس کی انگلیاں دوسرے دست اقدس میں ڈالیں''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الادب ' باب فضل تعاون المؤمنين و مسلم فی کتاب البر والصلة ' باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم۔

اللغات : شبك : انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا۔ احتمال ہے کہ راوی نے تشبیک کی یا آنحضرت ﷺ نے تشبیک فرمائی۔

**فوائد** : (۱) حدیث تمثیل بیان کر کے مؤمن کو مؤمن کے ساتھ معاونت کرنے پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور یہ ضروری حکم ہے جس کو پورا کرنا لازمی ہے کیونکہ عمارت اس وقت تک مضبوط نہیں ہوتی اور اس کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا جب تک بعض حصہ بعض کو تھامنے اور مضبوط کرنے والا نہ ہو۔ (۲) مؤمن اپنے دین و دنیا کے معاملہ میں مستقل نہیں اس کو بہر صورت اپنے مؤمن بھائی کی معاونت کی ضرورت ہے۔ ورنہ وہ اپنی ذمہ داری کے اٹھانے سے عاجز رہے گا اور اس کی دنیا و آخرت کا نظام بگڑ جائے گا اور ہلاکت میں پڑنے والوں میں شامل ہو جائے گا۔

۲۲۵ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ مَّرَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ مَّسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ اَوْ لِيَقْبِضْ عَلٰى نِصَالِهَا بِكَفِّهٖ اَنْ يُّصِيْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۵ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو ہماری مساجد میں سے کسی مسجد سے یا بازاروں میں سے کسی بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہو تو وہ اس کی نوک کو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے یا تھام لے تاکہ کسی مسلمان کو اس کی نوک نہ لگ جائے''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ ' باب المرور فی المسجد و مسلم فی الادب 'باب امر من بسلاح فی المسجد او سوق او غیرھما من المواضع الجامعۃ للناس ان یمسك بنصالھا۔

**اللغات** : نبل :عربی تیر۔ یہ مؤنث ہے اور اس کا واحد لفظاً استعمال نہیں ہوتا۔ النصال :تیر کے اوپر نوک کے لوہے کو کہا جاتا ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ مسلمانوں پر کتنے شفیق و رحیم ہیں اور کس قدر ان کی سلامتی کے خواہاں ہیں۔ (۲) اسلام میں ہتھیاروں کو اٹھانے کے آداب کیا ہیں۔ (۳) ڈراوے اور دبدبے کی خاطر ہتھیاروں کو باہمی مسلمانوں کے درمیان اٹھانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح کسی غرض و مقصود کے بغیر بھی ہتھیار اٹھانے درست نہیں۔ (۴) موجودہ دور میں اس حدیث کے فوائد مزید واضح

۲۲۶ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَآدِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَآئِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۶ :حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور ایک دوسرے پر رحمت کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی برتنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب اس کا ایک عضو درد کرتا ہے تو اس کا سارا جسم بیداری اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب رحمۃ الناس والبھائم و مسلم فی البر والصلۃ ' باب تراحم المؤمنین و تعاطفھم۔

**اللغات** : المراد بالتراحم :مؤمن ایک دوسرے پر رحم کھائیں اور مصائب و تکالیف کے وقت وہ معاونت و مساعدت کا ہاتھ بٹائیں۔ التوادو :ایسا باہمی میل جول جو محبت کو بھڑ کانے والا ہو۔ مثلاً ملاقات' ہدایا بھیجنا' سلام کرنا۔ التعاطف :ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔

**فوائد** : (۱) جب معاشرے میں رحمت محبت تعاون کی فضا پیدا ہو جائے تو اس سے غم و خوشی میں شعور کی یکسانیت پائی جائے گی۔ صحیح مسلم میں حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام مؤمن ایک آدمی کی طرح ہیں کہ جب اس کی آنکھ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور سر کو تکلیف پہنچتی تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے۔

۲۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَبَّلَ النَّبِیُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ :اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۲۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع نے کہا میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الفضائل ' باب رحمة صلی الله علیه وسلم بالصبیان والعیال والبخاری فی الادب ' باب رحمة الولد وتقبیله۔

**اللغات** : اقرع بن حابس :ان کا نام فراس ہے یہ بنی تمیم کے سردار ہیں۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کے ارشاد: من لا یرحم لا یرحم کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے پر کسی قسم کا احسان نہیں کرتا اس کو یہ ثواب نہیں ملتا۔ ارشاد الٰہی ہے احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ (۲) شفقت و محبت سے اپنی اولاد کو بوسہ دینا جائز ہے۔

۲۲۸ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا :اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْیَانَکُمْ؟ فَقَالَ نَعَمْ قَالُوْا : لٰکِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَوَ اَمْلِكُ اِنْ کَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِکُمُ الرَّحْمَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۲۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ کیا تم اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا لیکن اللہ کی قسم ہم تو بوسہ نہیں دیتے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شفقت و رحمت کا جذبہ نکال دے تو اس میں میرا کیا اختیار؟''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الفضائل ' باب رحمة صلی الله علیه وسلم بالصبیان والعیال والبخاری فی کتاب الادب بنحوه ' باب رحمة الولد وتقبیله۔

**اللغات** : الاعراب :جنگل و دیہات کے رہنے والے وہ اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے کیونکہ ان کی طبیعت میں سختی اور درشتی ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے ''جو دیہات میں رہا وہ سخت مزاج ہو گیا'' الرحمة :رقت اور نرمی۔

**فوائد** : (۱) رحمت نفس انسانی کے اندر گڑھی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے رحمت والے بندوں کے دلوں میں امانتاً رکھا ہے۔ اللہ سے ہم طلب گار ہیں کہ وہ ہمارے دل نرم کر دے اور شفقت ڈال دے تاکہ ہم رحماء کی صف میں شامل ہو سکیں۔ آمین۔

۲۲۹ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ لَّا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۲۹: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی التوحید ' باب قولہ تعالی قل الدعو اللہ او ادعو الرحمن وفی الادب ' باب رحمۃ الناس والبھائم و مسلم فی الفضائل ' باب رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال۔

**فوائد** : (۱) رحمت کی تمام مخلوقات کو حاجت ہے یہاں تک کہ بہائم' دواب کے لئے بھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فی کل کبد رطبہ اجر ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔ اس روایت میں انسانوں کا ذکر خاص طور پر کر کے ان کے اہتمام کو واضح فرمایا گیا۔ (۲) اللہ کی طرف سے رحمت کا مطلب رضامندی اور اپنی مخلوق کو نعمت عنایت کرنا ہے اور مخلوق کے رحم کرنے کا مطلب نرمی کرنا ہے۔

۲۳۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا يَشَآءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ : "وَذَا الْحَاجَةِ"۔

۲۳۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے۔ اس لئے کہ ان نمازیوں میں کمزور' بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب خود اپنی نماز پڑھے تو جتنی چاہے نماز لمبی کرے'' اور ایک روایت میں ذَا الْحَاجَةِ کے الفاظ ہیں یعنی ضرورت مند۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی صلوۃ الجماعۃ ' باب اذا صلی لنفسہ فلیطول ما شاء ومسلم فی الصلاۃ ' باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوۃ فی تمام۔

**اللغات** : **اذا صلی احدکم الناس** :جب امام بنے اور مسلم کی روایت میں ہے :اذا ام احدکم جب تم میں سے کوئی امامت کرائے۔ **الضعیف** :کمزور۔ **السقیم** :بیمار۔ **ذا الحاجۃ** :ضرورت مند جو نماز کے بعد اپنی ضرورت کو پورا کرنا چاہتے ہوں۔

۲۳۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) ایسا عمل چھوڑ دیتے جبکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو پسند ہوتا۔ اس خدشے سے کہ لوگ بھی اس کو پابندی سے کرنے لگیں اور پھر وہ ان پر فرض کر دیا جائے''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی التہجد ' باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل والنوافل و مسلم فی المسافرین ' باب استحباب صلاۃ الضحی وان اقلھا رکعتان۔

**اللغات** : ان ۔ یہ مخففہ من المثقلۃ یعنی انہ) **لیدع** :چھوڑتا ہے۔ **خشیۃ** :خوف۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کس قدر راحت کی تخفیف اور آسانی دین میں چاہتے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ احکامات کی سختی سے وہ مغلوب اور عاجز ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی اس دین کا سختی میں مقابلہ کرتا ہے تو مغلوب ہوتا ہے کہ اپنے اوپر جوں جوں تنگی بنائے گا بعد میں اس پر پشیمان ہوگا۔

۲۳۲ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : نَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا : اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنَاهُ يَجْعَلُ فِيَّ قُوَّةَ مَنْ اَكَلَ وَشَرِبَ۔

۲۳۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو وصال (کے روزے) سے مشقت فرماتے ہوئے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا آپؐ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا: ''میں تم جیسا نہیں بیشک میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

مراد ہے مجھ میں کھانے پینے والے جیسی قوت پیدا فرما دیتے ہیں۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الصوم ' باب الوصال و مسلم فی الصوم ' باب النهی عن الوصال فی الصوم

**اللّغَات** : الموصال :دو روزوں کے درمیان کوئی افطار والی چیز استعمال نہ کرے یہی روزہ کا ملانا ہے اور پے در پے رکھنا بغیر سحور و افطار۔

**فوائد** : (۱) حدیث میں ممانعت تحریمی ہے۔ روزے میں وصال حرام ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری اور اکتاہٹ کا ازالہ ہو جاتا ہے اور دوسری عبادات پر تسلسل سے قائم نہیں رہ سکتا۔ (۲) روزوں میں وصال کرنا یہ

۲۳۳ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ ابْنِ رِبْعِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۲۳۳ : حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نماز کے لئے کھڑا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ نماز کیلئے لمبا قیام کروں پس میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اس کی ماں کے لئے گرانی پیدا کروں''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب صلاة الجماعة ' باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبی ' وفی صفة الصلوة ' باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس۔

**اللّغَات** : فاتجوز :میں ہلکی کر دیتا ہوں۔ مسلم نے اپنی روایت میں حضرت انس سے تخفیف کا مقام بیان کیا ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں فیقراء بالسورة القصيرة کہ وہ چھوٹی سورت پڑھے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت شفیق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑوں چھوٹوں سب کے احوال کا لحاظ فرماتے۔

۲۳۴ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۲۳۴: حضرت جندب بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے (تم خیال کرو کہ) اللہ تعالیٰ تم سے ہرگز اپنے عہد کے متعلق کسی چیز کا مطالبہ ہرگز نہ کرے۔ اس لئے کہ جس سے بھی وہ مطالبہ کرے گا اس کو پکڑ کر پھر چہرے کے بل جہنم میں ڈال دے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ ' باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ۔

**اللغات** : **من صلی صلاۃ الصبح** :فجر کی نماز کو جماعت کے ساتھ اس کے اپنے وقت میں ادا کیا۔ **فی ذمۃ اللہ** :وہ اللہ تعالیٰ کے عہد وامان میں ہے۔ **یکبہ** :اس کو ڈال دیں گے۔

**فوائد** : (۱) صبح کی نماز میں یہ خصوصیت وافضلیت خاص طور پر پائی جاتی ہے کیونکہ یہ دن کی ابتداء میں ہے جس میں لوگ اپنی ضروریات کی خاطر اِدھر اُدھر جاتے ہیں۔ (۲) صبح کی نماز چھوڑ دینے سے مؤمن اور اس کے رب کے مابین جو معاہدہ ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ اس میں کسی بھی برائی کے ارتکاب سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے خاص کر اس شخص کے لئے جو صبح کی نماز کو لازم قرار دیتا ہے بقیہ پانچ نمازوں کے پڑھنے کے لئے (یعنی اگر وہ صبح کی نہیں پڑھ سکتا تو بقیہ بھی ترک کر دیتا ہے) اس کی اس حرکت پر نمازوں کی توہین اور سزا کا پہلو نکلتا ہے۔

۲۳۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ ' وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ' وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ : ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو کسی اور کے سپرد کرتا ہے (کہ وہ اس پر ظلم کرے) جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف ہو اللہ اس کی ضرورت کو پورا فرماتے ہیں۔ جو کوئی کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے اللہ اس کی وجہ سے قیامت کی پریشانیوں میں سے کسی بڑی پریشانی کو دور فرما دیں گے جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المظالم ' باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ وفی الاکراہ ' باب یمین الرجل لصاحبہ انہ اخوہ اذا خاف علیہ القتل و مسلم فی البر والصلۃ ' باب تحریم الظلم۔

**اللغات** : **لا یظلمہ** :اس کا حق یا مال کم نہیں ہوتا۔ **لا یسلمہ** :اس کو اس کے دشمن کے حوالہ نہیں کرتا یا برائی کی طرف مائل ہونے والے نفس کے حوالہ نہیں کرتا یا اس کے شیطان کے سپرد نہیں کرتا۔ **فرج** :دور کیا۔ **کربۃ** :غم ومشقت۔

**فوائد** : (۱) مخلوق عیال اللہ ہے (یعنی اللہ کی کفالت میں ہیں) اور ان سے تکلیف کا ازالہ اور ان پر احسان اور ستر پوشی والا معاملہ

اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔(۲) مسلم پر ظلم کرنا بھی حرام ہے اور ظالمین کے ہاتھوں مظلومیت میں چھوڑ دینا اور مدد نہ کرنا بھی حرام ہے۔(۳) مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور اسی طرح اس کے غم کا ازالہ میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھنی چاہئے۔

۲۳۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُوْنُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ ۔ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۳۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کی خیانت کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس کو رسوا کرتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کی عزت' اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔تقویٰ یہاں (دل میں) ہے۔کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے''۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی ' باب ما جاء فی شفقة المسلم علی المسلم

**اَللُّغَات** : لا يخونه :یہ خیانت سے لفظ نکلا ہے جو کہ امانت کی ضد ہے۔او یخونه :اس کا حق کم کرتا ہے۔لا يكذبه :اس کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتا ہے۔یہ لا یکذبه پڑھنا جائز نہیں کہ جس کا معنی یہ ہے کہ اس کو کسی خلاف واقع بات کی بغیر کسی مصلحت شرعی کے خبر نہیں دیتا۔ لا يخذله :اس کی امداد نہیں چھوڑتا۔عرضه :حسب ونسب کہ اس کو گالی گلوچ اور غیبت سے پامال کرے۔ بحسب: کافی ہے۔

**فوائد** : (۱) مسلمان کی عزت' مال اور خون حرام ہے۔(۲) تکبر حق کو مسترد کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔آپ ﷺ نے فرمایا: لا يدخل الجنة من كان فی قلبه مثقال ذرة من كبر کہ جس آدمی کے دل میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔(۳) تحقیر مسلم گناہ کبیرہ ہے کیونکہ مسلمان بحیثیت مسلمان بارگاہ الٰہی میں قدر و منزلت والا ہے۔

۲۳۷ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ۔ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا" وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ"

۲۳۷ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : ''ایک دوسرے سے حسد مت کرو۔خرید وفروخت میں ایک دوسرے پر بولی دھوکہ کیلئے مت بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے بغض اور بے رخی واعراض مت کرو۔ایک دوسرے کے سودے پر سودا مت کرو اور اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ۔مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر قرار دیتا ہے اور نہ رسوا کرتا ہے۔تقویٰ یہاں ہے یہ لفظ فرماتے ہوئے آپؐ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرماتے اور تین مرتبہ آپؐ نے یہ فرمایا: آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔ہر مسلمان

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کی دوسرے مسلمان پر عزت ٗ مال اور خون حرام ہے''۔ (مسلم)

"اَلنَّجَشُ" اَنْ يَّزِيْدَ فِیْ ثَمَنِ سِلْعَةٍ يُّنَادٰى عَلَيْهَا فِی السُّوْقِ نَحْوِهٖ وَلَا رَغْبَةَ لَهٗ فِیْ شِرَآئِهَا بَلْ يَقْصِدُ اَنْ يَّغُرَّ غَيْرَهٗ وَهٰذَا حَرَامٌ- "وَالتَّدَابُرُ" اَنْ يُّعْرِضَ عَنِ الْاِنْسَانِ وَيَهْجُرَهٗ وَيَجْعَلَهٗ كَالشَّیْ ءِ الَّذِیْ وَرَآءِ الظَّهْرِ وَالدُّبُرِ۔

اَلنَّجَشُ : بڑھا کر بولی لگانا جبکہ خریداری مقصود نہ ہو صرف دوسرے کو دھوکہ دینا۔ تنگ کرنا مقصود ہو اور یہ حرام ہے۔

اَلتَّدَابُرُ : اعراض و بے رخی کرنا جیسے کسی چیز کو پس پشت ڈالتے ہیں۔

(یعنی کسی انسان سے ایسی بے رخی کی جائے کہ اسے چھوڑ ہی دے لیکن یہ کسی ذاتی وجہ سے ہو دینی وجہ سے نہ ہو: مترجم)۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر و الصلۃ ٗ باب تحریم الظن و التجسس و التنافس۔

**اللغات** : **لا تحاسدوا** : ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ یہ لفظ اصل میں **تتحاسدوا** ہے۔ ایک تا کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا۔ **الحسد** : دوسرے کے مال کے زائل ہونے کی تمنا کرنا۔ اس کی حرمت اور برائی پر سب کا اتفاق ہے۔ **لا تباغضوا** : ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور تب ہو سکتا ہے جبکہ بغض پیدا کرنے والے اسباب کو ترک کیا جائے۔

**فوائد** : (۱) حسد حرام ہے کیونکہ حسد اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض کرنے اور اس کے ساتھ ضد اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ (۲) بیع نجش حرام ہے کیونکہ یہ دھوکا بازی اور ملاوٹ ہے اور بعض فقہاء نے تو یہاں تک فرمایا کہ اس کو اس بیع کے واپس کر دینے کا اختیار ہے۔ (۳) کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ ترک کلام حرام ہے ہاں اگر کوئی شرعی عذر ہو تو جائز ہے۔ (۴) سودے پر سودا کرنا منع ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے خیار مجلس یا شرط کے خیار سے بیع کی ہو تو دوسرا شخص خیار کے زمانہ میں بائع کو کہے کہ تو اس سے سودا منسوخ کر دے میں تجھے اس سے زیادہ بہتر رقم دیتا ہوں۔ خریداری پر خریداری کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر بائع نے پہلے خریدار سے بدعہدی کر کے دوسرے کو سودا دے دیا تو امام شافعی اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک بیع درست ہو جائے گی اگرچہ کرنے والا گناہ کا مرتکب شمار ہوگا کیونکہ اس حرکت سے باہم بغض اور مخاصمت برپا ہوگی۔

۲۳۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان ٗ باب من الایمان ان یحب لاخیہ الخ و مسلم فی الایمان ٗ باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ من الخیر۔

**اللغات** : **لا یومن** : کامل الایمان نہیں۔ **ما یحب لنفسہ** یعنی جو طاعات و عبادات کے اعمال اپنے لئے چاہتا ہے۔

**فوائد** : (۱) سارے مؤمن ایک جان کی طرح ہیں اس لئے ہر مسلمان دوسرے کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اس طور پر کہ وہ یک جان ہیں جیسا حدیث میں فرمایا گیا: المسلمون کالجسد الواحد : کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ (۲) کمال ایمان یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتا ہے وہ دوسرے کے لئے بھی وہی ناپسند کرے۔ (۳) اس ارشاد میں تواضع اور عمدہ اخلاق پر آمادہ کیا گیا ہے۔ کاش مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ (۴) مسلمانوں کو محبت باہمی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور ایک دوسرے سے انس رکھنے پر راغب کیا گیا کیونکہ اس سے باہمی بھائی چارہ اور مضبوطی پیدا ہوگی۔

۲۳۹ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهٗ؟ قَالَ : تَحْجُزُهٗ اَوْ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۳۹: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میں اس کی مدد کروں جبکہ وہ مظلوم ہو لیکن آپ فرمایئے اگر وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کس طرح کروں؟ ارشاد فرمایا: ''تم اس کو ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے (کیونکہ اس سے عذاب الٰہی کی گرفت سے بچ جائے گا)''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المظالم ' باب اعن اخاك ظالمًا اور مظلومًا

**اللغات** : تعجزہ : اپنے آپ اس کے لئے رکاوٹ بنادے۔

**فوائد** : (۱) ابتدائی طور پر انصر اخاك ظالما او مظلوما کی تفسیر زمانہ قبل از اسلام میں قبائلی عصبیت اور جاہلی غیرت سے کی جاتی تھی۔ اسلام آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی شاندار اخلاقی تعبیر فرمائی اور اس کے مفہوم کو تخریب سے تعمیر میں بدل دیا بلکہ باطل سے حق میں بدل دیا۔

۲۴۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ : رَدُّ السَّلَامِ ' وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ ' وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ' وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ : اِذَا لَقِيْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ' وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ ' وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ ' وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ ' وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ"۔

۲۴۰ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں : (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے پیچھے چلنا (۴) دعوت کا قبول کرنا۔ (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا''۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں مذکور ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب ملاقات ہو تو سلام کہو اور جب وہ تمہیں بلائے تو دعوت قبول کرو جب وہ تم سے خیر خواہی کی بات طلب کرے تو نصیحت کرو اور جب اس کو چھینک آئے پس وہ اللہ کی حمد کرے تو تم اس کا جواب (یرحمک اللہ سے) دو اور جب بیمار ہو تو مزاج پرسی کرو اور جب فوت ہو جائے تو اس کے پیچھے چل (دفن و جنازہ ادا کر)''۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجنائز' باب الامر باتباع الجنائز و النکاح والاشربه وغیرها و مسلم فی السلام ' باب من حق المسلم علی المسلم رد السلام۔

**اللغات** : **حق المسلم** :یہ وہ حکم مقصود ی مراد ہے جو خواہ کسی درجہ فرض عین' فرض کفایہ' ندب سے تعلق رکھتا ہو۔ **تشمیت العاطس** :چھینک والے کا جواب دینا یعنی اس کے لئے خیریت کی دعا کرنا۔ یہ لفظ **الشوامت** سے نکلا ہے جس کا معنی پائے ہیں گویا اللہ کی اطاعت پر اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا ہے یا شوامت سے مراد برائی اور تکلیف پر خوش ہونے والے مراد ہیں اس صورت میں معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہیں شماتت سے دور رکھے اور ان چیزوں سے بچائے جن پر تیرے دشمنوں کو تجھ پر خوش ہونے کا موقعہ ملے۔ وہ چھینک مارنے کو یرحمك الله کہے اور چھینک مارنے والا یهدیکم الله و یصلح بالکم سے جواب دے۔

**فوائد** : (۱) سلام کا جواب فرض عین ہے جبکہ مخاطب ایک ہو اور اگر وہ بہت سے ہوں تو فرض کفایہ ہے۔ (۲) مریض کی عیادت سنت ہے اور بسا اوقات قرابت داری اور پڑوس کی بناء پر واجب ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس کی عیادت بھی ضروری ہے جس کو مدد اور ہمدردی کی ضرورت ہو۔ (۳) اتباع جنائز کا مطلب جنازہ کے ساتھ میت کے مکان یا مسجد سے اس کے دفن کی جگہ تک جانا یہ فرض کفایہ ہے۔ (۴) شادی میں ولیمہ کی دعوت کو قبول کرنا واجب ہے مگر اس کی شرائط کتب فقہ میں مذکور ہیں اور دیگر ولائم میں قبول دعوت سنت مؤکدہ ہے۔ (۵) چھینک کا جواب اس وقت لازم ہوتا ہے جب وہ خود الحمد للہ کہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ یہ فرض عین ہے خواہ اور کوئی نہ ہو اور جماعت کے لئے فرض کفایہ ہے۔ دیگر علماء نے فرمایا یہ مستحب ہے۔ (۶) دین خیر خواہی ہے جبکہ اس سے خیر خواہی طلب کی جائے۔ (۷) اسلام کی عظمت اس بات میں ہے کہ اخوت و محبت کی رسی کو مسلمانوں کے درمیان خوب مضبوط کیا جائے۔

۲۴۱ : وَعَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ' وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ' وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ' وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ' وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ ' وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ ' وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمَ اَوْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ ' وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ ' وَعَنِ الْقَسِیِّ' وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِیْ رِوَايَةٍ :وَّاِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِی السَّبْعِ الْاَوَّلِ :

"الْمَيَاثِرُ" بِيَآءٍ مُثَنَّاةٍ قَبْلَ الْاَلِفِ وَثَآءٍ

۲۴۱ : حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا۔ ہمیں حکم فرمایا:''مریض کی تیمارداری کا' جنازوں کے پیچھے چلنے کا اور چھینک کا جواب دینے کا' قسم اٹھانے والے کی قسم کے پورا کرنے کا' مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا'' اور ہمیں منع فرمایا:''سونے کی انگوٹھیاں پہننے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے اور سرخ ریشمی گدوں کے استعمال سے اور قسی کے کپڑے پہننے سے' اور حریر' استبرق اور دیباج کے استعمال سے اور ایک روایت میں پہلی سات باتوں میں گم شدہ چیز کی مشہوری کرنے کا حکم فرمایا (تاکہ مالک مل جائے)''۔

الْمِيَاثِرُ یہ مِيثَرَةٍ کی جمع ہے۔

مُثَلَّثَةِ بَعْدَهَا وَهِيَ جَمْعُ مِيثَرَةٍ وَهِيَ شَيْءٌ يَتَّخَذُ مِنْ حَرِيرٍ وَيُحْشٰى قُطْنًا أَوْ غَيْرَهُ وَيُجْعَلُ فِي السَّرْجِ وَكُورِ الْبَعِيرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّاكِبُ "وَالْقَسِّيُّ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ وَهِيَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيرٍ وَكَتَّانٍ مُخْتَلَطَيْنِ" وَاِنْشَادُ الضَّآلَّةِ" تَعْرِيفُهَا۔

یہ ایسی چیز جس کو ریشم سے بنا کر پھر روئی وغیرہ سے بھر دیتے ہیں اس کو گھوڑے کی زین اور اونٹ کے کجاوے میں رکھا جاتا ہے۔ اس پر سوار بیٹھتا ہے۔
اَلْقَسِّيُّ: ایسے کپڑے جو سوت و ریشم ملا کر بنائے جاتے ہیں۔
اِنْشَادُ الضَّآلَّةِ: گم شدہ چیز کا اعلان کرنا۔ (ہر ممکن طریقے سے کہ مالک کا پتہ چل جائے)

**تخریج** : رواه البخاری فی الجنائز ' باب الامر باتباع الجنائز والاشربة ' باب آنية الفضة ' والمرضى ' باب وجوب عيادة المرضى واللباس ' باب خواتم الذهب وباب لبس القسي وباب الميثرة الحمراء و مسلم فی اللباس ' باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء۔

**اللغات** : **ابرار المقسم** :قسم کو پورا کرنا جو قسم اٹھائے اس کے مطابق کرنا۔ **الديباج** ریشمی کپڑے۔ **الاستبرق** موٹا ریشم **السندس** اس کی ضد ہے یعنی باریک ریشم۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی مظلوم کی مدد کر سکتا ہو وہ اس کی امداد ضرور کرے خواہ مظلوم مسلمان ہو یا ذمی۔ (۲) اس کی مدد اس کا حق اس تک واپس پہنچانے اور ظالم سے لے کر دینے میں ہے۔ (۳) قسم کا پورا کرنا ان معاملات میں درست ہے۔ مباح اور مکارم اخلاق سے متعلق ہیں اگر وہ فعل جس پر قسم کھائی گئی ہونا جائز ہو تو اس کو ہرگز پورا نہ کرے۔ (۴) سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے اس باب سے پہلے باب میں گزرا۔ اس کی حرمت اور روایت میں بھی ہے۔ (۵) سونے کی انگوٹھی اور ہر قسم کا ریشم مردوں پر حرام ہے عورتوں کے لئے اس کے استعمال کی اجازت ہے۔

## ۲۸ :بَابُ سَتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّهْيِ عَنْ اِشَاعَتِهَا لِغَيْرِ ضُرُوْرَةٍ

## باب: مسلمانوں کی پردہ پوشی کا حکم اور بلاضرورت ان کے عیوب کی اشاعت کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ [النور:۱۹]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بلاشبہ جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی ایمان والوں میں پھیل جائے اور ان کے لئے دردناک عذاب دنیا اور آخرت میں ہے''۔ (النور)

حل الاية : **تشيع** :پھیل جائیں' ظاہر ہو جائیں۔ **الفاحشه** برے اعمال بعض نے کہا اس آیت میں فاحشہ سے مراد ''بری بات'' ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق اتری جنہوں نے افک باندھا تھا لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں اور ان لوگوں کو بھی شامل ہیں جو ہر زمانے اور ہر جگہ میں مسلمانوں میں بے حیائی اور برائی کے اعمال پھیلاتے ہیں کہ وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

٢٤٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''جو بندہ کسی دوسرے بندے کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر' باب بشارة من ستر الله تعالیٰ عيبه فی الدنيا بان يستر عيبه فی الاخرة

**فوائد** : (۱)اس بندے کا بدلہ جودنیامیں کسی بندے کی ستر پوشی کرتا ہے قیامت کے دن اس کی ستر پوشی سے ملے گا اور یہ بدلہ اس کے عمل کے موافق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر پوشی یاتو اس کے گناہوں کو مٹانے سے ہوگی کہ وہ اس سے پوچھ گچھ نہ فرمائیں گے یا کسی کو اطلاع کے بغیر اس سے دریافت اور سوال فرما کر اس کو معاف فرمادیں گے۔

٢٤٣ : وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ' وَاِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ :يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۴۳: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے ہر شخص کو معافی مل جائے گی مگر وہ لوگ جو کھلم کھلا گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور کھلے طور پر گناہ کی قسم یہ بھی ہے کہ آدمی رات کو کوئی (برا) کام کرے پھر صبح کو باوجود اس کے کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا۔ وہ لوگوں کو کہے۔ اے فلاں میں نے گزشتہ رات یہ حرکت کی حالانکہ اس کی رات اس طرح گزری کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی پردہ پوشی کردی اور اس نے صبح کو اس پردے کو چاک کردیا''۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب' باب ستر المؤمن علی نفسه و مسلم فی الزهد' باب النهی عن هتك الانسان وستر نفسه۔

**اللغات** : معافی :یہ معافات سے اسم مفعول ہے۔معافی دیئے ہوئے یعنی تمام لوگوں کی زبانوں اور ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔الا المجاهرون :یہ جاہر بمعنی جہر ہے اور اسم فاعل کے صغیہ سے تعبیر مبالغہ پیدا کرنے کے لئے لائی گئی۔علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا المجاهر اظهر و وصيته و كشف ما ستر الله عليه فتحدث بها یعنی مجاہر وہ شخص ہے جس نے اپنی وصیت کو ظاہر کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی جس بات کو چھپا دیا تھا اس نے اس لوگوں کو وہ بتلا دی۔

**فوائد** : (۱) گناہ کو ظاہر کرنے والوں کا گناہ اس اعتبار سے زیادہ ہے کہ وہ جان بوجھ کر گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں۔(۲) سرعام گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے اور اخفاء کر کے توبہ کر لینے میں اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کو پالینا ہے۔(۳) کھلم کھلا گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور نیک ایمان والوں کے حقوق کی توہین و تذلیل ہوئی ہے۔(۴) کھل کر گناہ کرنے سے عام عظمتوں پر زیادتی لازم آتی ہے اور دین کا استخفاف ہے۔

٢٤٤ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۴۴: حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لونڈی زنا

وَسَلَّمَ قَالَ : "إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّانِيَةَ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"التَّثْرِيْبُ" التَّوْبِيْخُ۔

کرے اور اس کا یہ زنا ظاہر ہو جائے تو آقا اس پر حد جاری کرے (کروا لے) اور اس کو ملامت نہ کرے۔ پھر اگر دوسری مرتبہ زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو حد لگائے اور اسے ملامت نہ کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ زنا کرے تو آقا اس کو فروخت کر دے خواہ وہ بالوں کی ایک رسّی کے بدلے میں ہو (یعنی معمولی قیمت پر)'' (بخاری و مسلم)

اَلتَّثْرِيْبُ : ڈانٹ و ملامت کرنا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی العتق ' باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق وفی المحاربین ' باب اذا زنت الامۃ وفی البیوع ' باب بیوع العبد الزانی و مسلم فی الحدود ' باب رجم الیھود اھل الذمۃ فی الزنا۔

**اللُّغَاتٌ** : فليجلدها الحد : یہ پچاس کوڑے ہیں اور حرہ کی حد ہے۔

**فوائد** : (۱) گناہ کرنے والے لوگوں سے جلد چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے اور ان سے میل جول چھوڑ دینا چاہئے۔ (۲) جس کو فروخت کی اجازت دی ہو اس کی بیع موکل پر لازم ہے اور اس کو ضروری ہے کہ وہ خریدار کو اس کی حالت سے مطلع کرے کیونکہ یہ عیب ہے اور عیب کی اطلاع واجب ہے۔ (۳) فروخت کرنے والے کے لئے درست ہے کہ کسی چیز کو ناپسند کرتا ہو اور دوسرے کے لئے اس کو پسند کرلے۔ کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ خریدار کے پاس جا کر پاک دامن ہو جائے خواہ اپنی ذات کی وجہ سے اس کو پاک دامن بنا دے یا اپنے دبدبہ سے اس کی زنا سے حفاظت کرے یا اس کی کہیں شادی کر دے جس سے وہ پاک دامن ہو جائے۔ (۴) آقا کو جائز ہے کہ وہ اپنے غلام ولونڈی پر حد کو قائم کریں۔ (۵) گناہگاروں سے شفقت و مہربانی کا معاملہ کرنا چاہئے تا کہ ان کو درست راہ پر واپس لایا جائے اور عمدہ وعظ سے ان کو متوجہ کیا جائے۔

۲۴۵ : وَعَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا قَالَ : اضْرِبُوْهُ. قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ : فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ – فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۴۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب نوشی کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی پٹائی کرو''۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے' بعض اپنے جوتے اور بعض اپنے کپڑے سے مار رہے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو کسی نے کہا اَخْزَاكَ اللّٰهُ کہ اللہ تجھے رسوا و ذلیل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح مت کہو اور اس کے خلاف شیطان کی معاونت مت کرو''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الحدود ' باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر و باب الضرب بالجرید و النعال۔

**اللُّغَاتٌ** : اخزاك الله : اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسوا کیا یعنی تمہیں عذاب میں مبتلا کیا۔

**فوائد** : (۱) شراب پینے والے کی حد ہاتھ کے ساتھ مارنے' کپڑے کی اطراف سے مارنے اور کھجور کی شاخ اور جوتے کے ذریعہ

پٹائی کرنے سے پوری ہو جاتی ہے۔(خلفاء راشدین نے اپنے زمانہ میں شراب کی حد قذف سے کم کم لگائی ہے) (۲) حد کو قائم کر دینے کے بعد گناہگار کے لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس ذلت سے نجات کی توفیق عنایت فرمائے بددعا نہ دینی چاہئے تاکہ شیطان اس پر مزید جری نہ ہو جائے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کا سمجھانے میں شاندار طرز عمل کہ نہ ان کو عار دلائی جائے اور نہ گالی دی جائے اور یہ وہ چیز ہے جس سے وہ گناہ چھوڑنے پر بہت جلد جھک سکتا ہے۔

## ۲۹ :بَابٌ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِ الْمُسْلِمِيْنَ

## بَابٌ : مسلمانوں کی ضروریات کی کفالت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[الحج:۷۷]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تم بھلائی کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔ (الحج)

۲۴۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ ' وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ – وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۴۶: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسکو بے سہارا چھوڑتا ہے جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں مصروف ہوتا ہے۔ اللہ اس کی ضرورت کو پورا فرماتے ہیں اور جس نے کسی مسلمان کی کسی ایک تکلیف کو دور کیا۔ اللہ اس کی قیامت میں پیش آنے والی پریشانیوں میں سے کسی ایک بڑی پریشانی کو دور فرمائیں گے اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے''۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : رواه البخاري في المظالم ' باب لا يظلم المسلم المسلم الخ و مسلم في البر ' باب تحريم الظلم.

تنبیہ : اس روایت کی شرح لغت وفوائد ۲۳۰/۱۱ میں گزر رہے ہیں۔

۲۴۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ' وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ' وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ ' وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا

۲۴۷: حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے کسی بھی مؤمن سے دنیا کی تکالیف میں سے کسی تکلیف کو دور کیا۔ اللہ قیامت کے دن کی تکالیف میں سے ایک بڑی تکلیف کو دور فرمائیں گے۔ جس نے کسی تنگ دست پر (قرضے میں) آسانی کی۔ اللہ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائیں گے اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائیں گے۔ اللہ بندے کی مدد فرماتے رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو شخص اس راستہ پر چلتا ہے جس میں وہ علم کی

يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ ' وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ- وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

کوئی بات تلاش کرے۔ اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور ایک دوسرے کو پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر اللہ کی سکینت اترتی ہے اور رحمتِ حق ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا تذکرہ ان میں فرماتے ہیں جو اسکے قرب میں ہیں (فرشتے) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اسکا نسب اس کو تیز نہیں (آگے نہیں) کروا سکتا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الدعوات ' باب فضل الاجتماع علی تلاوة القران و علی الذکر۔

**اللغات** : **نفس** :دور کیا۔ **یسر علی معسر** :اس کو بری الذمہ کر کے یا مزید انتظار کی مہلت دے کر۔ **یلتمس** :تلاش کرتا ہے۔ **علما** :علوم شرعیہ اور ہر وہ علم جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور ان کو ضرورت پیش آئے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ **یتدارسونہ** :ایک ان میں سے جو چیز پڑھے پھر دوسرا بھی بعینہ وہی چیز پڑھے جو پہلے نے پڑھی۔ **السکینة** :یہ فعیلہ کا وزن ہے جو سکون سے مبالغہ ہے۔ یہاں مراد اس سے ایسی حالت جس پر دل مطمئن ہو۔ **بطا** :کمی' کوتاہی۔

**فوائد** : (۱) تنگ دست پر آسانی کرنا بڑا افضل عمل ہے۔ (۲) علم کے حصول میں کوشش کرنا عظیم الشان فضائل کا حامل ہے۔ (۳) قرآن مجید کی تعلیم و تلاوت کے لئے جمع ہونے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ (۴) حسب و نسب سے سعادت میسر نہیں بلکہ اعمال سے ملتی ہے۔ (۵) مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی میں معاونت کرنے والے اور کفالت کرنے والے ہیں۔

## ۳۰ :بَابُ الشَّفَاعَةِ

## بَابٌ :شفاعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ [النساء:۸۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''جو کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کے لئے اس میں حصہ ہوگا''۔ (النساء)

حل الایۃ : نہایہ میں ابن اثیر فرماتے ہیں کہ شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اور جرائم سے درگزر کا سوال کیا جائے۔ (النساء)

۲۴۸ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلٰى جُلَسَآئِهٖ فَقَالَ :اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا اَحَبَّ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ :مَا شَآءَ''

۲۴۸: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپؐ کے پاس کوئی ضرورت مند اپنی ضرورت لے کر آتا تو آپ اپنے شرکاء مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے۔ (اس کیلئے) سفارش کرو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ جو پسند فرماتا ہے وہ اپنے نبی کی زبان پر فیصلہ فرما دیتا ہے''۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ما شاء اللہ کے الفاظ ہیں یعنی جو چاہتا ہے۔

**تخریج**: رواه البخاری فی کتاب الزکوٰۃ ' باب التحریض علی الصدقة وفی الادب والتوحید و مسلم فی الادب ' باب استحباب الشفاعة فیما لیس بحرام۔

**فوائد**: (۱) سفارش کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں اجر خواہ اس شخص کا کام ہو یا نہ ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی حدود کے سلسلہ میں سفارش ہرگز جائز نہیں جبکہ معاملہ حاکم کی عدالت تک پہنچ جائے۔

۲۴۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قِصَّةِ بَرِيْرَةَ وَزَوْجِهَا قَالَ : قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَاجَعْتِهِ؟" قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ : "اِنَّمَا اَشْفَعُ" قَالَتْ : لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۴۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ بریرہ اور ان کے خاوند کے واقعہ کے سلسلہ میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا: ''اگر تو اپنے خاوند کی طرف لوٹ جائے (تو مناسب ہے) اس نے کہا یارسول اللہ! یہ آپؐ مجھے حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا (نہیں) بلکہ میں سفارش کرتا ہوں۔ اس نے کہا تو مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے''۔ (بخاری)

**تخریج**: رواه البخاری فی کتاب الطلاق ' باب شفاعة النبی فی زوج بریرة۔

**اللغات**: بریرہ :یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی ہے اور وزوجھا اور اس کے خاوند کا نام مغیث ہے۔ ان ی زوجیت کے درمیان میں بریرہ کو آزادی ملی تو آنحضرت ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ نکاح کو برقرار رکھے یا نہ چنانچہ بریرہ نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا اور ان کی طرف لوٹنے سے انکار کردیا اور مغیث اس کی آزادی اور اختیار کے وقت غلام تھے۔ بریرہ اور اس کے خاوند کے واقعہ کو مسلم نے کتاب العتق میں اور ترمذی نے کتاب النکاح ذکر کیا ہے۔ تامرنی :کیا آپ مجھے رجوع کا حکم فرماتے ہیں؟ لا حاجة لی فیه :میرا اس کے ساتھ کوئی مقصد نہیں اور واپس رجوع کی مرضی نہیں۔

**فوائد فوائد**: (۱) نووی فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ لونڈی کو جب آزاد کرلیا جائے اور وہ اپنے خاوند کے ماتحت ہو اور وہ غلام ہو تو لونڈی کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا (امام ابوحنیفہ کے ہاں خاوند غلام ہو یا آزاد ہر صورت میں اختیار ہوگا۔ مترجم)

## ۳۱ :بَابُ الْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

## بَابٌ :لوگوں کے درمیان اصلاح

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ [النساء:۱۱۴] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء:۱۲۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ [الانفال:۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان (منافقین) کے اکثر مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں مگر جو ان میں سے حکم دے کچھ صدقے کا یا کسی نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح و درستگی کا''۔ (النساء) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور صلح بہت بہتر ہے''۔ (النساء) ارشاد باری تعالیٰ ہے: '' پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنے درمیان صلح کرو''۔ (الانفال)
ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بے شک مسلمان بھائی ہیں پس تم اپنے

[الحجرات: ۱۰] بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو''۔ (الحجرات)

حل الایۃ : نجواھم :ان کا ایک دوسرے سے مناجات اور خفیہ بات چیت کرنا۔ معروف :نیکی وبھلائی کا عمل۔ ذات بینکم :تم درست کرو اور محبت اور ترک نزاع سے اس اختلاف کو جو تمہارے درمیان ہو۔

۲۵۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ ' تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ ' وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ' وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ ' وَتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنٰى "تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا" :تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ۔

۲۵۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کے (جسم کے) ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ۔ تیرا دو آدمیوں میں عدل سے صلح کرانا یہ بھی صدقہ ہے۔ تیرا کسی آدمی کے اس سواری پر سوار ہونے میں معاونت کرنا یا اس کو سامان اٹھا کر سواری پر رکھوانا صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو تم نماز کے لئے اٹھاؤ وہ صدقہ ہے۔ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا صدقہ ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا: انصاف سے ان میں صلح کرانا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد ' باب من اخذ بالركاب والصلح و مسلم فی الزكوٰة ' باب بيان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف۔

**اللغات** : سلامی :انسان کے اعضاء اور کہا گیا ہے کہ الانملہ یہ انگلیوں کے پوروں کو کہتے ہیں۔ پھر بدن کی تمام ہڈیوں اور جوڑوں کے لئے استعمال ہونے لگا۔ مطلب یہ ہوا کہ ابن آدم کی ہر ہڈی اور جوڑ پر صدقہ لازم ہے انسان کے ۳۶۰ جوڑ ہیں۔ متاعہ : ہر وہ قلیل وکثیر چیز سامان دنیا میں سے جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ الکلمة الطيبة :یہ وہ ذکر یا دعا خواہ اپنے لئے مانگے یا غیر کے لئے۔ خطوة :ایک مرتبہ قدم اٹھانا۔ خطوة: دو قدموں کا درمیانی فاصلہ۔ تمیط الاذی :گزرنے والوں کو جو پتھر وغیرہ ایذاء پہنچائے اس کو دور کردے۔

**فوائد** : (۱) ہر روز اس صدقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ لازم ہے۔ صحیحین کی دوسری روایت میں ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو شر سے باز رہے یہی اس کے حق میں صدقہ ہے اور اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ کوئی برائی نہ کرے۔ شکر دو قسم کا ہوتا ہے: ()شکر واجب :فرائض کی ادائیگی اور محرمات کا ترک اور یہ شکر یہ ان نعمتوں اور دیگر نعمتوں کے لئے کافی ہے۔ ب) شکر مستحب: وہ یہ ہے کہ نفلی عبادات ذاتیہ مثلاً اذکار وغیرہ سے اضافہ کرے اور متعدی افعال خیر یہ کا اضافہ کرے مثلاً دوسروں کی امداد عدل وانصاف وغیرہ۔ اس حدیث سے یہی مراد ہے۔

۲۵۱ : وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَيْطٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِیْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ زِيَادَةٌ قَالَتْ : وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا يَقُوْلُهُ النَّاسُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ : تَعْنِی الْحَرْبَ وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا۔

۲۵۱: حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے : ''جھوٹا وہ شخص نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کہتا ہے''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں میں سے کسی بات میں رخصت دیتے نہیں دیکھا جن میں لوگ اجازت سمجھتے ہیں۔ سوائے تین باتوں کے' لڑائی کے متعلق لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور مرد کی اپنی بیوی سے اور عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو میں۔

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الصلح ' باب لیس الکذاب ..... الخ و مسلم فی الادب ' باب تحریم الکذب و بیان ما یباح منه۔

**اللغات** : فینمی : بھلائی کو پائے۔محاورہ ہے نمي الحديث یعنی اس نے بات کو ٹھیک طور پر پہنچا دیا اور نمی تشدید کے ساتھ ہو تو اس کا معنی بات کو بگاڑ کر یا بگاڑ کے لئے پہنچایا۔ یرخص : جائز قرار دیتے حدیث الرجل امراته آدمی کا اپنی بیوی کو بہلانے کے لئے بات کہنا مثلاً کہے تجھ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں اور وہ عورت اپنے مرد کو اسی طرح کی بات مانوس کرنے کو کہے۔

**فوائد** : (۱) جھوٹ اپنے اصل کے لحاظ سے تو حرام ہے ان تین باتوں میں اس کی رخصت اس لئے دی گئی کہ اس میں بہت بڑی مصلحت ہے اور کبھی تو جھوٹ واجب بھی ہو جاتا ہے جبکہ اس سے کسی انسان کو ہلاکت سے بچایا جا رہا ہو۔

۲۵۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ اَصْوَاتُهُمَا ' اِذَا اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِیْ شَیْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ لَا اَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ :"اَيْنَ الْمُتَاَلِّیْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَهُ اَیُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۵۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں سنیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے قرضہ میں کمی اور کچھ نرمی برتنے کا مطالبہ کر رہا تھا اور دوسرا اس کو کہہ رہا تھا اللہ کی قسم میں ایسا نہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہاں ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر قسمیں کھا رہا تھا کہ وہ نیکی نہ کرے گا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ اس کو اختیار ہے دونوں میں سے جو بات پسند کرے۔ (بخاری و مسلم)

مَعْنٰی "يَسْتَوْضِعُهُ" يَسْاَلُهُ اَنْ يَضَعَ عَنْهُ

يَسْتَوْضِعُهُ : اس سے مطالبہ کر رہا تھا کہ اس کا کچھ قرضہ کم کر

بَعْضَ دَيْنِهِ ۔ وَيَسْتَرْفِقُهُ" يَسْأَلُ الرِّفْقَ ۔ وَالْمُتَأَلِّي: "الْحَالِفُ"

دے۔ وَيَسْتَرْفِقُهُ : اس سے نرمی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اَلْمُتَأَلِّي: قسم اٹھانے والا۔

**تخریج** : رواه اخرجه البخاری فی کتاب الصلح ' باب هل یشیر الامام بالصلح ومسلم فی البیوع ' باب استحباب الوضع من الدین۔

**اللغات** : له ای ذلك احب : جس میں وہ سہولت پاتا ہو یا قرضہ میں سے کچھ اس کو معاف کر دیا جائے۔

**فوائد:** (۱) قرضدار کے ساتھ نرم سلوک کا حکم اور قرض کو معاف کر کے احسان کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ (۲) کسی نیک کام کو چھوڑنے کے لئے قسم اٹھانے پر ڈانٹ ڈپٹ کی گئی ہے۔ (۳) دو جھگڑنے والوں کے درمیان اصلاح کی تگ و دو کرنی چاہئے۔

۲۵۳ : وَعَنِ ابْنِ الْعَبَّاسِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهُ اَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَرٌّ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ اُنَاسٍ مَّعَهُ فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ بِلَالٌ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حُبِسَ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ وَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْقِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ اِلْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي

۲۵۳ : حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ عمرو بن عوف کے خاندان میں کچھ جھگڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان صلح کے لئے کچھ آدمیوں کے ساتھ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ رکنا پڑا اور نماز کا وقت قریب ہو گیا۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں رُک گئے اور نماز کا وقت ہو چکا۔ کیا آپؓ لوگوں کو نماز کی امامت کرائیں گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اگر تم چاہتے ہو۔ حضرت بلالؓ نے نماز کی اقامت کہی اور ابوبکرؓ آگے بڑھے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو دوسرے ہاتھوں کی پشت پر مارنا شروع کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں بالکل کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ جب تصفیق کی آواز زیادہ ہو گئی تو ابوبکرؓ متوجہ ہوئے (دیکھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (کہ تم اپنی جگہ رک جاؤ) پس ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد کی

الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : "اَيُّهَا النَّاسُ مَالَكُمْ؟ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ اَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيْقِ؟ اِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ حِيْنَ يَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ اِلَّا الْتَفَتَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ؟" فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "حُبِسَ" : اَمْسَكُوْهُ لِيُضَيِّفُوْهُ۔

اور الٹے پاؤں پیچھے کو ہٹے یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا؟ جب نماز میں تم کو کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو تصفیق شروع کر دیتے ہو۔ حالانکہ تصفیق کا حکم عورتوں کیلئے ہے جس کو تم میں سے نماز میں کوئی بات پیش آئے وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے۔ اس لئے کہ اس کو جو بھی سنے گا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا جا رہا ہے تو وہ متوجہ ہو جائے گا''۔ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس بات نے روکا جبکہ تمہیں میں نے اشارہ بھی کر دیا؟ تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (بخاری ومسلم)

حُبِسَ : لوگوں نے آپ ﷺ کو مہمانی کے لئے روک لیا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی احکام السهو ' باب الاشارة فی الصلوة و ورد مختصراً فی باب العمل فی الصلاة والاذان و مسلم فی کتاب الصلاة ' باب تقديم الجماعة من يصلی بهم اذا تاخر الامام۔

**اللغات** : **بنو عمرو بن عوف** : اوس کا ایک بڑا خاندان ہے جس میں کئی قبائل ہیں۔ ان کے مکانات قباء میں تھے۔ صحیح بخاری کتاب الصلح میں محمد بن جعفر عن ابی حازم سے روایت ہے کہ اہل قباء آپس میں ایک دوسرے پر پتھر برساتے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں ہم ان کے درمیان صلح کرواتے ہیں) شر : لڑائی۔ **حانت الصلوة** : نماز کا وقت ہو گیا اور یہ صلاۃ عصر تھی جیسا کہ بخاری میں موجود ہے۔ **القهقهریٰ** : پیچھے کو چلنا۔ یہ مفعول مطلق ہے۔ **نابکم** : تمہیں پیش آئے۔ **ابوقحافہ** : ان کا نام عثمان ہے۔

**فوائد** : (۱) لوگوں کے درمیان صلح میں جلدی کرنی چاہئے تاکہ قطع رحمی کا مادہ ان میں مٹ جائے اور اس کے لئے امام اگر بعض رعایا کے پاس جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ (۲) ایک نماز دو اماموں کی اقتداء میں درست ہے۔ ایک دوسرے کے بعد ہو۔ (۳) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔ (۴) نمازی کو اگر کوئی معاملہ پیش آئے تو اس کو تسبیح کہنا جائز ہے جبکہ اطلاع کے ساتھ یاد دلانا مقصود ہو۔ (۵) ضرورت کی وجہ سے نماز میں متوجہ ہونا درست ہے (جبکہ چہرہ کا رخ قبلہ سے نہ پھرے) (۶) نماز میں حرکت جائز ہے بشرطیکہ کثرت کی حدود تک نہ پہنچے۔ نمازی کو اشارہ سے مخاطب کرنا عبارت سے مخاطب کرنے سے بہتر ہے۔

## ٣٢: بَابُ فَضْلِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِينَ وَالْفُقَرَآءِ وَالْخَامِلِينَ

## بَابٌ: فقراء گمنام اور کمزور مسلمانوں کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ [الكهف:٢٨]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''آپ اپنے کو روک کر رکھیں ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضا جوئی چاہنے والے ہیں اور مت ہٹائیں اپنی نگاہ ان سے''۔ (الکہف)

حل الآیۃ: اصبر نفسك: اس کو روک کر رکھ اور مضبوط رکھ۔ صبر نفس کو اس کے ناپسندیدہ کاموں پر روک کر رکھنا۔ الغداء: صبح۔ العشی: شام۔ مراد تمام اوقات ہیں۔ یریدون وجهه: اس کی رضا کے طالب ہیں۔ لا تعد عيناك عنهم: آپ کی نگاہ ان سے کسی اور کی طرف تجاوز نہ کرے۔

٢٥٤: وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ''اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

''الْعُتُلُّ'': اَلْغَلِيْظُ الْجَافِيْ۔ ''وَالْجَوَّاظُ'' بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ وَبِالظَّآءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْجَمُوْعُ الْمَنُوْعُ وَقِيْلَ: الضَّخْمُ الْمُخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهٖ وَقِيْلَ: الْقَصِيْرُ الْبَطِيْنُ۔

٢٥٤: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کیا میں تمہیں جنت والوں کی اطلاع نہ دوں؟ پھر فرمایا ہر کمزور‘ کمزور قرار دیا جانے والا‘ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں۔ کیا میں تم کو آگ والوں کی خبر نہ دوں؟ ہر سرکش‘ درشت مزاج‘ متکبر۔ (بخاری و مسلم)

الْعُتُلُّ: تند مزاج‘ سرکش۔

الْجَوَّاظُ: جمع کر کے روک کر رکھنے والا۔

بعض نے کہا موٹا اترانے والا اور بعض نے کہا کوتاہ قد بڑے پیٹ والا۔

**تخريج**: رواه البخاري في التفسير ' باب قوله تعالى عتل بعد ذلك زنيم والادب والنذر ' و مسلم في اصفة الجنة' باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء۔

**اللغات**: باهل الجنة: جنت والوں کی اکثریت۔ ضعيف متضعف: عاجز کمزور حالت والا جس کو لوگ کمزور سمجھتے اور اس پر زبردستی کرتے اور دباؤ ڈالتے ہیں اور بعض نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرنے والا ہے اور اللہ کے لئے اس کا نفس جھکنے والا ہے۔ لو اقسم على الله لابره: اگر وہ کوئی قسم اللہ تعالیٰ کے کرم کی امید میں اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مراد دے دیتے ہیں۔ باهل النار: ان کے نشانات اور ان کے افعال تاکہ تم آگ سے بچو۔

**فوائد**: (١) درشتی اور تکبر دونوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ (٢) مسلمانوں کے لئے تواضع اور عاجزی کرنا بہت اچھا ہے اللہ تعالیٰ

نے خود فرمایا: اشداء علی الکفار رحماء بینھم : کہ وہ کفار پر سخت اور اپنے درمیان مہربان ہیں۔

۲۵۵ : وَعَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ : "مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا؟" فَقَالَ : رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اَنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا؟" فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ :"حَرِيٌّ" هُوَ بِفَتْحِ الْحَآءِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَتَشْدِيْدِ الْيَآءِ : اَيْ حَقِيْقٌ – وَقَوْلُهٗ "شَفَعَ" بِفَتْحِ الْفَآءِ۔

۲۵۵ : حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے فرمایا: ''اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے کہا یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر یہ کہیں پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر یہ سفارش کرلے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ بس رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص کا گزر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا: ''اس آدمی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کم مال والے مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ فقیر بہت بہتر ہے اس جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے''۔ (بخاری و مسلم)

حَرِيٌّ :لائق ہے۔

شَفَعَ: وہ سفارش کرے۔

**تخريج** : رواه البخاری فی کتاب النکاح ' باب الاکفاء فی الدین

**اللغَات** : مر رجل : بعض نے کہا وہ اقرع بن حابس یا عیینہ بن حصن اور دوسرا آدمی بعض نے کہا جمیل بن سراقہ غفاری ہیں۔ شفع : شافعہ ماخوذ شفع سے ہے اور شفع کا معنی دو ہے اور ان دونوں کا معنی یہ ہے کہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک مرتبہ وعزت کو دوسرے کے ساتھ ملانا۔

**فوائد** : (۱) یتیم اور فقراء سے توہین سے پیش نہ آنا چاہئے کیونکہ بہت سے پراگندہ غبار آلود لوگ مالداروں اور ظاہر پرستوں سے دنیا بھر جائے تو تب بھی بہتر ہیں۔ (۲) انسان کے تقوی پر دارومدار ہے۔ قومی نسب وشرف پر اعتبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ : بے شک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔ (۳) اس میں ترغیب دی گئی ہے کہ صالح مرد وعورت کو نکاح کر کے دیا جائے کیونکہ وہ دینی لحاظ سے وہ کفو ہیں۔ (۴) اسلامی معاشرہ میں دنیا جمع ہونے کی وجہ سے جو سرداری ہو وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جس آدمی کو میسر نہ ہو تو وہ اس کے عوض میں اعمال صالحہ اور تقوی کو پا سکتا ہے۔

٢٥٦ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فِيَّ ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ ، فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۵۶ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا۔ جہنم نے کہا میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ ہوں گے اور جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور مساکین ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو میری رحمت ہے تیرے ساتھ میں جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور تو اے آگ میرا عذاب ہے۔ تیرے ساتھ میں جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میرا ذمہ ہے۔ (مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم في كتاب الجنة وصفة نعيمها ' باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء۔

**اللغات** : احتجت : جھگڑا کیا اور ایک دوسرے کے خلاف دلیل پیش کی اور مراد اس سے گفتگو سے وہ خصوصیات بیان کرنا ہے جو ہر ایک میں پائی جاتی ہیں۔ الجبارون : جو لوگوں پر ظلم و زبردستی کرتے ہیں اور ان کے مقاصد کے معاملہ میں سختی کرتے ہیں۔ ضعفاء الناس : متواضع یا جن کو کمزور کر دیا جائے۔ مساکینهم : محتاج 'ضرورت مند۔ قضى بينهم : فیصلہ فرمایا یعنی ان کے متعلق جو ارادہ الٰہی تھا اس کی ان کو اطلاع دی۔ یہ ارادہ پہلے سے طے شدہ تھا۔ لكيكما على ملوء ها : جنت و نار میں سے ہر ایک کے لئے وہ چیز ہوگی جو ان کو بھر دے گی۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگوں کو آزاد چھوڑا جائے تا کہ ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق عمل کو اختیار کرے۔ یہ اس بات کے بعد کیا جب باطل سے حق کے راستہ کو بالکل واضح طور پر الگ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس بات کو پہلے سے جانتی ہے کہ ایک جماعت برائی کے راستہ کو اختیار کرے گی اور اس اللہ تعالیٰ آگ کو بھریں گے اور دوسری جماعت اس کے ارادہ سے خیر کو اختیار کرے گی پس ان کا انجام جنت ہوگا اور ان سے جنت کو بھریں گے۔ (۲) کمزور مسلمانوں کو جنت کی خوش خبری سنائی گئی اور متکبر اور ظالم لوگوں کو آگ سے ڈرایا گیا ہے۔

٢٥٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّهُ لَيَاتِي الرَّجُلُ السَّمِيْنُ الْعَظِيْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۵۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن بڑا موٹا آدمی آئے گا اور اللہ کے ہاں مچھر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہو گا"۔ (بخاری و مسلم)

**تخريج** : رواه البخاري في تفسير سورة الكهف في تفسير قوله تعالى فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا ومسلم في اول كتاب صفة القيامة والجنة والنار۔

**فوائد** : (۱) انسان کی قیمت قیامت کے دن اس کے عمل سے ہوگی نہ کہ اس کی شکل و صورت سے۔

۲۵۸ : وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا اَوْ فَقَدَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا : مَاتَ - قَالَ : اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ" فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهٗ فَقَالَ :"دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ" فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ :اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ : " تَقُمُّ" هُوَ بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: اَيْ تَكْنُسُ :"وَالْقُمَامَةُ" الْكُنَاسَةُ : "وَاٰذَنْتُمُوْنِيْ" بِمَدِّ الْهَمْزَةِ اَيْ اَعْلَمْتُمُوْنِيْ۔

۲۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک نوجوان (راوی کو شک ہے) مسجد میں جھاڑو دیتا تھا (ایک روز) آپؐ نے اس کو گم پایا تو اس کے متعلق پوچھا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا وہ فوت ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم نے اس کے متعلق مجھے اطلاع کیوں نہ دی''۔ گویا لوگوں نے اس کی وفات کے معاملہ کو معمولی خیال کیا۔ ارشاد فرمایا: ''تم مجھے اس کی قبر بتلاؤ''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی قبر بتلائی تو آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ یہ قبریں اہل قبور کیلئے تاریکی اور اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک اللہ ان قبور کو میرے نماز پڑھنے کی وجہ سے ان پر منور فرما دیتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تَقُمُّ :جھاڑو دینا۔ اَلْقُمَامَةُ :کوڑا کرکٹ ۔وَاٰذَنْتُمُوْنِيْ :تم نے مجھے اطلاع دی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی المساجد' باب کفس المسجد و مسلم فی باب الصلاۃ علی القبر۔

**اللغات** : امراء سوداء : علماء نے یہ بات راجح قرار دی ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینے والی سیاہ فام عورت تھی مرد نہ تھا۔ وہ عورت ام محجن کے لقب سے مشہور تھی۔ صغروا امرھا : اس کی شان کو کم سمجھا۔ مملوۃ ظلمۃ : اندھیرے سے بھرپور ہوتی ہیں یعنی اس جگہ کوئی روشنی نہیں ہوتی مگر صرف اعمال صالحۂ شفاعتوں اور دعاؤں کی۔

**فوائد** : (۱) مسجد کی صفائی بڑی فضیلت والا عمل ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کی شان تواضع ظاہر ہو رہی ہے کہ ایک ادنیٰ خادم اور ساتھی کا خیال فرما کر سوال کیا۔ (۳) نیک لوگوں کے جنازوں میں شامل ہونا چاہئے اور نماز جنازہ کو اس کی قبر پر پڑھا جا سکتا ہے جس پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو۔

۲۵۹ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت سے پراگندہ' غبار آلود' دروازوں سے دھکیل دیئے جانے والے اگر وہ اللہ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر' باب فضل الضعفاء والخاملین۔

**اللغات** : اشعث : مصباح میں کہا گیا شعب کا لفظ تھکاوٹ کی قسم میں سے ہے۔ تیل نہ لگانے کی وجہ سے بالوں کی پراگندگی پر بولا جاتا ہے۔ اغبر : غبار آلود ہونا۔ مدفوع بالابواب : فقر اور پھٹے پرانے کپڑوں کی وجہ سے دروازے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ لو

اقسم علی اللہ : اگر وہ کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھالے۔ لابرہ : اللہ تعالیٰ ضرور اس کو دے دیتے ہیں جس پر اس نے قسم اٹھائی ہو۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ بندے کی صورت وشکل کو نہیں دیکھتا بلکہ دِلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ (۲) انسان کو اپنے اعمال کی طرف توجہ دینی چاہئے اور دل کی پاکیزگی کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ اس سے کہیں بڑھ کر جتنا وہ اپنے جسم اور لباس کی طرف دھیان دیتا ہے۔ (۳) انسانوں کا اصل میزان تو اعمال ہیں ظاہری صورتیں اور انساب واموال نہیں ہیں۔

۲۶۰ : وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْجَدُّ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ : الْحَظُّ وَالْغِنٰى وَقَوْلُهُ "مَحْبُوْسُوْنَ" اَیْ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدُ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔

۲۶۰ : حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر (معراج کی رات) کھڑا ہوا تو دیکھا اس میں عام طور پر داخل ہونے والے مساکین ہیں اور مالدار لوگ روکے ہوئے ہیں۔ البتہ آگ والوں کو آگ کی طرف جانے کا حکم دے دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں عام طور پر داخل ہونے والی عورتیں ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

اَلْجَدُّ: نصیب' مال۔

مَحْبُوْسُوْنَ : روک دیا گیا یعنی ان کو ابھی جنت میں داخلہ کی اجازت نہیں ملی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی النکاح ' باب لا تاذن المراۃ فی بیت زوجھا الا باذنہ والرقاق ' و مسلم فی اول الرقاق ' باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء ...... الخ۔

**اَللُّغَاتُ** : قمت علی باب الجنۃ : ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی گئی جو ان کا انجام قیامت کے دن ہوگا۔ پس اس کو ماضی کے صیغہ سے تعبیر کردیا کیونکہ اس کا وقوع قطعی ہے اور اس کی طرح وقف علی النار اس کی تفسیر بھی اسی طرح ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کو اہل جنت اور اہل نار کے حالات اطلاع غیبی سے ہوتے۔ (۲) اہل جنت قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مساکین اور اعمال صالحہ کرنے والے ہیں۔ (۳) قیامت کے دن اعمالِ صالحہ کام آئیں گے نہ کہ مال واولاد۔ (۴) یہاں عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اللہ کی معصیت کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا نہیں کرتیں اور اللہ کے احسان کا انکار کرتی ہیں۔

۲۶۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ : عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ'

۲۶۱ : حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین بچوں نے (بنی اسرائیل میں سے) گہوارے میں کلام کیا: (۱) عیسٰی بن مریم' صاحب جریج' جریج ایک عبادت گزار آدمی تھا۔ اس نے

وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيْهَا فَاَتَتْهُ اُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ : يَا جُرَيْجُ فَقَالَ : يَا رَبِّ اُمِّي وَصَلَاتِيْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ ' فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ : يَا جُرَيْجُ فَقَالَ : اَيْ رَبِّ اُمِّيْ وَصَلَاتِيْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ ' فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ : يَا جُرَيْجُ فَقَالَ : اَيْ رَبِّ اُمِّيْ وَصَلَاتِيْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فَقَالَتْ : اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلٰى وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ جُرَيْجًا وَّعِبَادَتَهٗ وَكَانَتِ امْرَاَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ : اِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّهٗ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهَا فَاَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى صَوْمَعَتِهٖ فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَّفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ : هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوْا صَوْمَعَتَهٗ وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهٗ. فَقَالَ مَا شَاْنُكُمْ؟ قَالُوْا زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ - قَالَ اَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَجَآءُوْا بِهٖ فَقَالَ : دَعُوْنِيْ حَتّٰى اُصَلِّيَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِيْ بَطْنِهٖ وَقَالَ : يَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْكَ؟ قَالَ : فُلَانٌ الرَّاعِيْ فَاَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهٗ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ وَقَالُوْا : نَبْنِيْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ : لَا اَعِيْدُوْهَا مِنْ طِيْنٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوْا وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ

ایک عبادت خانہ بنایا۔ وہ اس میں عبادت کر رہا تھا کہ اس کی والدہ آئی اور کہا اے جریج! اس نے (دل) میں کہا اے میرے رب میری نماز اور میری والدہ (مجھے بلا رہی ہے) پس وہ نماز کی طرف متوجہ رہا اور والدہ لوٹ گئی۔ اگلے روز وہ آئی جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے آواز دی اے جریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اور میری نماز۔ پس وہ نماز کی طرف متوجہ رہا۔ پس جب اگلا دن آیا تو وہ پھر آئی جبکہ یہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے آواز دی اے جریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اور میری نماز۔ پس وہ نماز کی طرف متوجہ رہا۔ پس ماں نے کہا: اے اللہ اس کو موت نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کے چہروں کو نہ دیکھے۔ بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا تذکرہ ہوا ایک فاحشہ عورت تھی کہ حسن میں جس کی مثال دی جاتی تھی اس نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس کو فتنہ میں ڈالتی ہوں۔ وہ عورت جریج پر اپنے آپ کو پیش کرنے لگی مگر جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ چنانچہ وہ عورت ایک چرواہے کے پاس آئی جو اسکے عبادت خانہ میں آتا جاتا تھا اور اس کو اپنے اوپر قدرت دی۔ اُس نے اِس سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو وہ کہنے لگی یہ جریج کا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کو عبادت خانہ سے اتار کر گرا دیا اور مارنے لگے۔ جریج نے کہا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا تو نے زنا کیا ہے اس فاحشہ عورت سے اور اس سے تیرا بچہ پیدا ہوا۔ جریج نے کہا بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچے کو لائے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑو تاکہ میں نماز پڑھوں۔ پھر اس نے نماز پڑھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی سے چوکہ لگایا اور پوچھا اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا فلاں چرواہا۔ پھر تمام لوگ جریج کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بوسہ دیتے اور چھوتے تھے اور کہنے لگے ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بناتے ہیں۔ اس نے کہا جس طرح پہلے مٹی سے تھا اسی

مِنْ اُمِّهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ رَّاكِبٌ عَلٰى دَآبَّةٍ فَارِهَةٍ وَّشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ اُمُّهٗ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَ هٰذَا فَتَرَكَ الثَّدْىَ وَاَقْبَلَ اِلَيْهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهٖ فَجَعَلَ يَرْضَعُ فَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَحْكِىْ ارْتِضَاعَهٗ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِىْ فِيْهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا ثُمَّ قَالَ: وَمَرُّوْا بِجَارِيَةٍ وَّهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ وَهِىَ تَقُوْلُ حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَتْ اُمُّهٗ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا فَهُنَا لِكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ فَقَالَتْ مَرَّ رَجُلٌ حَسَنَ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهٗ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْاَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهَا فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا قَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ جَبَّارٌ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ وَاِنَّ هٰذِهٖ يَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْمُوْمِسَاتُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ الْاُوْلٰى وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَكَسْرِ الْمِيْمِ الثَّانِيَةِ وَبِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهُنَّ الزَّوَانِىْ وَالْمُوْمِسَةُ الزَّانِيَةُ – وَقَوْلُهٗ دَآبَّةٌ فَارِهَةٌ بِالْفَاءِ – اَىْ حَاذِقَةٌ نَفِيْسَةٌ "وَالشَّارَةُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ

طرح بنادو۔ انہوں نے اسی طرح بنا کر دیا اور اسی دوران ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک آدمی ایک عمدہ' شاندار' خوبصورت گھوڑے پر سوار گزرا۔ ماں نے کہا: اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے۔ لڑکے نے پستان چھوڑ دیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر وہ پستان کی طرف متوجہ ہو کر دودھ پینے لگا۔ راوی کہتے ہیں کہ گویا یہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے کہ رسول اللہ اس بچے کے دودھ پینے کو اپنی انگشت شہادت منہ میں ڈال کر بیان فرمار ہے تھے اور انگلی کو چوس رہے تھے۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ ان کے پاس سے لوگ ایک لونڈی کو لے کر گزرے جس کو وہ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے تو نے زنا اور چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی: مجھے اللہ کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔ اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے دودھ چھوڑ دیا اور لونڈی کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ مجھے اس جیسا بنا۔ پس اس وقت ماں بیٹا اس بات میں تکرار کرنے لگے۔ ماں نے کہا اچھی حالت والا آدمی گزرا تو میں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے مگر تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا اور لوگ اس لونڈی کو مارتے ہوئے لے کر گزرے اور کہہ رہے تھے تو نے زنا اور چوری کی ہے۔ میں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا تو تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے۔ لڑکے نے جواب دیا وہ ظالم آدمی تھا۔ اس لئے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا اور لوگ اس لونڈی کو کہہ رہے تھے تو نے زنا کیا اور چوری کی حالانکہ اس نے نہ زنا کیا اور نہ چوری۔ اس لئے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا دے۔ (بخاری ومسلم)

اَلْمُوْمِسَاتُ: طوائفیں اس کا واحد اَلْمُوْمِسَةُ: زانیہ۔
دَآبَّةٌ فَارِهَةٌ: چالاک' عمدہ (گھوڑا)
الشَّارَةُ: لباس وہیئت میں ظاہری خوبصورتی۔

وَتَخْفِيفِ الرَّآءِ وَهِيَ الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الْهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ – وَمَعْنٰى تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ" اَيْ حَدَّثَتِ الصَّبِيَّ وَحَدَّثَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ: ماں بیٹے نے باہم گفتگو کی۔

**تخریج** : رواه البخاري في كتاب احاديث الانبياء ' باب واذكر في الكتاب مريم ...... الخ وفي بدء الخلق و مسلم في البر والصلة ' باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها۔

**اللُّغَاتُ** : الا ثلاثة : مگر تین یعنی بنی اسرائیل میں سے ورنہ تو ان کے علاوہ نے بھی کلام کیا جیسا کہ صحیح مسلم فی اصحاب اخدود کا واقعہ مذکور ہے۔ صومعة : ایک بلند عمارت جس میں راہب عبادت کرتے تھے۔ فكان منها : وہ اس میں تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ بغی : زانیہ۔ يتمثل بحسنها : اس کے حسن سے تمثیل بیان کی جاتی۔ فاستنزلوه : اس کو اتارا۔ حسبی الله : مجھے اللہ کافی ہے۔ هنالك تراجعا الحديث : اس حالت میں اس کی ماں نے اپنے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ دریافت کی۔

**فوائد** : (۱) نفلی نماز کی بہ نسبت ماں کے بلانے کو ترجیح دینی چاہئے کیونکہ نماز میں استمرار وہ نفل ومستحب ہے اور ماں کی بات کو قبول کرنا اور اس سے حسن سلوک واجب ہے۔ بعض نے کہا ماں نے بددعا اس لئے کی کیونکہ اس کے امکان میں یہ بات تھی کہ وہ نماز میں تخفیف کر کے اس کی بات کو سنتا۔ (۳) نیک صالح لوگوں کے لئے کرامت اور نبوت کے لئے معجزہ کا ثبوت۔ (۴) والدین کے ساتھ احسان کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

## ۳۳: بَابُ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ وَالْبَنَاتِ وَسَآئِرِ الضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُنْكَسِرِيْنَ وَالْاِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالتَّوَاضُعِ مَعَهُمْ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لَهُمْ!

## بَابٌ: یتیم اور بیٹیوں اور سب کمزوروں اور مساکین و درماندہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور ان پر احسان و شفقت کرنا اور ان کے ساتھ تواضع اور عاجزی کا سلوک کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر:۸۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ [الكهف:۲۸] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾[الضحى:۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "آپ اپنے بازو کو مسلمانوں کے لئے جھکائیں"۔ (الحجر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ روک رکھیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اسی کی ذات کے طالب ہیں اور دنیا کی زندگی کی رونق کے سبب اپنی نگاہوں کو ان سے آگے مت بڑھائیں"۔ (الکہف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پھر یتیم پر سختی نہ کر اور سائل کو مت

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اَرَاَيْتَ الَّذِیْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِیْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ [الماعون:۱-۳]

ڈانٹ''۔(الضحیٰ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا آپ نے غور فرمایا اس شخص کی حالت پر جو دین کو جھٹلاتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی کسی کو ترغیب نہیں دیتا''۔(الماعون)

حل الآیۃ : واخفض جناحك : یعنی تواضع کرو اور ان کے لئے نرم پہلو اختیار کرو یہ بطور استعارہ ففض الطائر جناحیه : سے لیا گیا ہے یعنی پرندے اپنے پَر جھکائے نیچے اترنے کے لئے۔ واصبر : اپنے نفس کو روک کر رکھ اور مضبوط کر۔ یدعون ربهم بالغدة والعشی : یعنی تمام اوقات میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ یریدون وجهه : اس کی ذات کا ارادہ کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی عبادت اور عمل کو اللہ تعالیٰ کی خاطر مخلصانہ طور پر انجام دینے والے ہیں۔ ولا تعد عینك عنهم : اوروں کی طرف تجاوز مت کر ان سے اعراض کر کے۔ فلا تقهر : نہ اس پر غلبہ پاؤ۔ اس کے مال کے سلسلہ میں اور نہ اس کو حقیر قرار دو۔ فلا تنهر : مت ڈانٹ ڈپٹ کرو بلکہ اس کے ساتھ نرمی کرو۔ ارایت الذی : مجھے یہ بتلاؤ کہ جو جھوٹ بولتا ہے وہ کون ہے؟ یکذب بالدین :بدلے کا انکار کرتا ہے کیونکہ بعث بعد الموت کا قائل نہیں۔ یدع الیتیم : وہ یتیم کو اس کے حق سے سختی کے ساتھ دھکیلتا ہے۔ لا یحض : آمادہ اور برانگیختہ نہیں کرتا۔

۲۶۲ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اُطْرُدْ هٰؤُلَآءِ لَا يَجْتَرِؤُوْنَ عَلَيْنَا وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۶۲ : حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ چھ آدمی تھے۔ ان میں سے دو کے نام میں بھول گیا باقی چار میں ایک میں تھا۔ مشرکین مکہ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ آپؐ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تا کہ یہ (اپنے کو ہمارے برابر سمجھ کر ہم پر) جرأت مند نہ ہو جائیں۔ ان میں مَیں اور ابن مسعود اور ہذیل کا ایک آدمی اور بلال اور دو آدمی جن کے نام مجھے یاد نہیں ہم تھے۔ آنحضرتؐ کے قلب اطہر میں جو اللہ نے چاہا آیا۔ پس آپؐ کے خیال میں یہ بات آئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ ......﴾ کہ ''آپؐ ان کو اپنے پاس سے مت ہٹائیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں''۔(مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی فضائل الصحابة ' باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه۔

اللغات : نفر : یہ تین سے دس تک مردوں پر بولا جاتا ہے۔ فوقع فی نفس رسول الله ما شاء ان یقع : کمزور مسلمانوں کا ہٹانا دل میں آیا کیونکہ ان کا ایمان پر ثابت قدم ہونا معلوم تھا اور اس لئے بھی تا کہ شرک کے ائمہ مسلمان ہو جائیں اور ان

کی قوم مسلمان ہو جائے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کا خاص دن رکھ لیا جائے۔

**فوائد** : (۱) فقراء اور ضعفاء وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کو گلے لگایا اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی۔ (۲) نیک لوگوں کا احترام ضروری ہے اور اُن باتوں سے گریز کرنا چاہئے جو ان کی ایذاء یا ناراضگی کا باعث ہوں اور ان کو تکلیف دینے یا ناراض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ (۳) لوگوں کا احترام ان کے دینی مرتبے اور ان کے ایمانی مرتبے کے مطابق ہونا چاہئے۔ ان کے مال و جاہ کی وجہ سے نہ ہونا چاہئے۔ (۴) اسلام کے ابتدائی زمانہ سے ہی اسلامی مساوات کو انسانیت کی قیمت کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور یہی مساوات کی عملی تطبیق ہے۔ (۵) اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے اور یہ تمام لوگوں کے لئے ہے۔ اس میں ایک کو دوسرے پر مال و جاہ کی وجہ سے فضیلت نہیں بلکہ تقویٰ و عمل کی بنیاد پر فضیلت حاصل ہے۔

۲۶۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُبَیْرَةَ عَآئِذِ ابْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِّیِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ اَتٰی عَلٰی سَلْمَانَ وَصُهَیْبٍ وَّبِلَالٍ فِیْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُیُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا ۔ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا الشَّیْخِ قُرَیْشٍ وَّسَیِّدِهِمْ؟ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ : "یَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ ، اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ یَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوْا : لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ یَا اَخِیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۶۳: حضرت ابو ہبیرہ عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان کا گزر سلمان، صہیب اور بلال رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس ہوا تو انہوں نے کہا کیا اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن میں اپنی جگہ نہیں لی (قتل نہیں کیا) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کیا تم قریش کے شیخ اور سردار کو یہ بات کہتے ہو؟ پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر اس کی اطلاع دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر کہیں تم نے ان کو ناراض تو نہیں کر دیا۔ اگر تو نے ان کو ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا''۔ پس ابوبکر ان کے پاس آئے اور کہا اے میرے بھائیو! کیا تم مجھ سے ناراض ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ آپ کو بخشے اے ہمارے بھائی! (مسلم)

قَوْلُهٗ "مَاْخَذَهَا" اَیْ لَمْ تَسْتَوْفِ حَقَّهَا مِنْهُ۔ وَقَوْلُهٗ "یَااَخِیْ" رُوِیَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الْخَآءِ وَتَخْفِیْفِ الْیَآءِ وَرُوِیَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ الْخَآءِ وَتَشْدِیْدِ الْیَآءِ۔

مَاْخَذَهَا : اپنے حق سے اس کو پورا نہیں کیا یا اس سے اپنا حق وصول نہیں کیا۔

یَا اَخِیْ : دوسری روایت میں یَا اُخَیَّ ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم' باب من فضائل سلمان و صهیب بلال رضی اللہ عنهم۔

**اللّغَاتْ** : ابوسفیان : صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ سلمان : سلمان الفارسی۔ صہیب : صہیب بن سنان رومی۔ بلال : بلال حبشی ابوبکر صدیق کے غلام۔ ان تمام کے حالات کتاب کے آخر میں آئیں گے۔

**فوائد** : (۱) ایمان والوں سے محبت ہونی چاہئے اوران کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہئے۔ (۲) سلمان' صہیب اور بلال کی فضیلت اورعظیم مرتبہ روایت سے ثابت ہورہا ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے ایک دوسرے کے کلام کو اچھے مواقع پر محمول کرتے ہیں۔

۲٦٤ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا" وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ" :اَلْقَائِمُ بِاُمُوْرِهٖ۔

۲۶۴ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادنقل کرتے ہیں کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی میں اشارہ فرمایا (مراد انتہائی قُرب ہے)۔ (بخاری)

كَافِلُ الْيَتِيْمِ : یتیم کا نگران۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الطلاق ' باب اللعان وفی الادب۔

**اللغات** : الیتیم : وہ چھوٹا بچہ جس کا باپ مرجائے انسانوں میں یتیم باپ کی جانب سے شمار ہوتا ہےاور حیوانات میں ماں کی جانب سے۔السبابة : انگوٹھے کے پاس والی انگلی' اس کو سبابہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے شیطان کو گالی دی جاتی ہے اس کا نام سباحہ بھی ہے۔فرج بینهما : ان کے درمیان فاصلہ فرمایا۔یعنی ان کے درمیان جدائی ظاہر کر کے اشارہ کردیا کہ آنحضرت ﷺ کے درجہ اور یتیم کے کفیل کے درجہ کے درمیان اتنا تفاوت ہوگا جتنا سبابہ اور وسطیٰ کے مابین ہے اور ایک روایت کے مطابق یہ الفاظ ہیں کهاتین اذا اتقی یعنی جب یتیم کے حقوق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا تو پھر درجہ کا فاصلہ ان دوانگلیوں کی طرح ہوگا۔

**فوائد** : (۱) اس میں یتیم کے معاملات کی ذمہ اٹھانے کی ترغیب اور اس کے اموال کی حفاظت کا حکم دیا گیا۔ (۲) علامہ ابن بطالؒ نے فرمایا جو اس حدیث کو سنے اس کو اس پر عمل پیرا ہو کر رفاقت نبوت کی سعادت حاصل کرنی چاہئے کیونکہ آپ کے درجہ سے اعلیٰ مرتبہ اور کسی کا نہ ہوگا۔

۲٦٥ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَاَشَارَ الرَّاوِيْ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَوْلُهٗ ﷺ "اَلْيَتِيْمُ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ" مَعْنَاهُ : قَرِيْبُهٗ اَوِ الْاَجْنَبِيُّ مِنْهُ فَالْقَرِيْبُ مِثْلُ اَنْ تَكْفُلَهٗ اُمُّهٗ اَوْ جَدُّهٗ اَوْ اَخُوْهُ اَوْ غَيْرُهُمْ مِنْ قَرَابَتِهٖ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۲۶۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادنقل کرتے ہیں کہ یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ اس کا قریبی ہو یا غیر۔ میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ راویٔ حدیث مالک بن انس نے سبابہ اور وسطیٰ انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا۔ (مسلم) آپ ﷺ کا ارشاد اَلْيَتِيْمُ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ یتیم خواہ اس کا قریبی رشتہ دار ہو یا اجنبی۔قریبی سے مراد اس کی ماں یا دادا یا بھائی یا ان کے علاوہ اور کوئی قریبی رشتہ دار ان کی کفالت کرے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزھد' باب الاحسان الی الارملۃ والمسکین والیتیم۔

**اللغات** : مالك بن انس رضی اللہ عنہ : یہ مشہور تبع تابعی ہیں ابوعبداللہ ان کی کنیت ہے۔مدینہ منورہ میں تمام عمر درس دیا۔اصبح قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔۱۷۹ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں مدینہ منورہ ہی میں وفات پائی۔

٢٦٦ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : لَيْسَ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَتَعَفَّفُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ :"لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ"۔

۲۶۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسکین وہ نہیں ہے کہ جس کو کھجور یا دو کھجوریں' اسی طرح لقمہ یا دو لقمے دے کر لوٹا دیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا رہے"۔ (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے ہاں چکر لگائے اور لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجوریں اس کو واپس لوٹا دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہ پائے جو لوگوں سے اس کو بے نیاز کر دے اور اس کی (مسکینی کو کسی طرح معلوم بھی نہ کیا جا سکے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور وہ خود لوگوں کے پاس کھڑے بھی نہ ہو کہ ان سے سوال کرے"۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الزکاۃ' باب قول اللہ لا یسئلون الناس الحافا و کتاب التفسیر' باب قولہ تعالی : ﴿لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ و الاطعمۃ و مسلم فی الزکاۃ' باب المسکین الذی لا یجد غنی ...... الخ

**اللغات** : لیس المسکین : محتاجی سے جو معروف ہو وہ صدقہ کا زیادہ حقدار ہے۔ یتعفف : ضرورت کے باوجود لوگوں سے سوال نہ کرے۔ لا یفطن : نہ معلوم ہو۔

**فوائد** : (۱) علامہ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا آنحضرت ﷺ نے پھر گداگری کرنے والے سے مسکین کی نفی کی ہے کیونکہ اس کے پاس گزر کے مناسب میسر ہو جاتا ہے اور بعض اوقات زیادہ مقدار میں زکوۃ مل جاتی ہے جس سے اس کی حاجت و تنگ دستی دور ہو جاتی ہے۔اس لئے اس سے مسکینی کا نام زائل ہو جاتا ہے اور ان لوگوں میں ضرورت اور مسکینی باقی رہتی ہے جو سوال نہیں کرتے اور نہ اس پر توجہ کر کے اس کو کچھ دیا جاتا ہے۔(۲) اس ارشاد میں سوال کی شدید مذمت کی گئی ہے۔(۳) مہربانی کرنے پر ابھارا گیا۔اللہ تعالیٰ نے سوال نہ کرنے والے لوگوں کی شان میں فرمایا: ﴿يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ﴾ کہ جاہل و ناواقف لوگ ان کو لپٹ کر سوال نہ کرنے کی وجہ سے مالدار خیال کرتے ہیں۔

٢٦٧ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" وَاَحْسَبُهٗ قَالَ : "وَكَالْقَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ وَ كَالصَّائِمِ الَّذِيْ لَا

۲۶۷ : یہی حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ بیواؤں اور مساکین کی خدمت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ راوی کے خیال میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس رات کے عبادت گزار کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور

يُفْطِرُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزے رکھتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی اول النفقات وفی الادب ' باب الساعی علی الارملة و باب الساعی علی المسکین و مسلم فی کتاب الزهد ' باب الاحسان الی الارملة والمسکین۔

**اللغات** : **الارملة** : جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے یعنی بیوہ۔ **کالقائم** : صلاۃ تہجد میں قیام کرنے والے کی طرح ہے۔ **لا یفتر** : وہ ہمیشہ عبادت کرتا ہے کبھی اس سے اکتاتا نہیں۔ سست نہیں پڑتا۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں بیوہ اور مسکین کی خبر گیری اور ان کی حفاظت و نگہبانی کرنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ سے مشابہت دی گئی ہے کیونکہ اس پر ہمیشگی صبر اور نفس و شیطان کے ساتھ شدید مجاہدے کی متقاضی ہے۔ (۲) کمزور لوگوں کی تکلیف کو دور کرنا چاہئے اور ان کی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ان کی عزت کی حفاظت بھی کرنی چاہئے۔ (۳) عبادت ہر نیک عمل کو شامل ہے۔

۲٦٨ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَّأْتِيْهَا وَيُدْعٰى اِلَيْهَا مَنْ يَّأْبَاهَا' وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مِنْ قَوْلِهٖ : بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى اِلَيْهَا الْاَغْنِيَآءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَآءُ"۔

۲٦٨ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''کھانوں میں بدترین کھانا اس ولیمے کا ہے جس میں آنے والوں کو روکا جائے اور انکار کرنے والوں کو بلایا جائے (یعنی غرباء کو روکا اور امراء کو بلایا جائے) اور جس نے دعوت کو قبول نہ کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ (مسلم) صحیحین کی ایک روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ بدترین کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے''۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی النکاح ' باب الامر باجابة الداعی الی دعوة ورواية الصحيحين رواه البخاری فی النکاح ' باب من ترك الدعوة و مسلم فی النکاح' باب الامر باجابة الداعی الی دعوة۔

**اللغات** : **طعام الولیمة** : شادی کے موقعہ پر دیا جانے والا کھانا۔ **من یاتیھا** : جو فقراء اور محتاج ضرورت کی بناء پر وہاں آئیں۔

**فوائد** : (۱) نکاح کے ولیمہ میں حاضری ضروری ہے اور اس کے علاوہ اور کسی دعوت میں جانا مستحب ہے۔ البتہ وہاں شریعت کے خلاف منکرات مثلاً شراب اور آلات لہو ولعب پائے جائیں تو پھر وہاں نہ جانا ہی بہتر ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ نے آئندہ زمانہ میں پیش آنے والی بات کی نشاندہی کی کہ عنقریب ایسے ولیموں کی دعوتیں ہوں گی جن میں مالداروں کو صرف دعوت دی جائے گی (یہ آج کل

۲٦٩ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ" وَضَمَّ اَصَابِعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲٦٩ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں۔ وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا''۔ (مسلم)

"جَارِیَتَیْنِ" اَیْ بِنْتَیْنِ۔ جَارِیَتَیْنِ : دو بیٹیاں۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر والصلۃ والاداب، باب فضل الاحسان الی البنات

**اللُّغَاتُ** : عال جاریتین : ان کے خرچ کی ذمہ داری اٹھائی اور تربیت وغیرہ کی۔ یہ عال کا لفظ عول سے بنا ہے جس کا معنی مدد ہے۔ حتی تبلغا : بالغ ہو جائیں۔ علامہ قرطبیؒ نے کہا یعنی ان کا بلوغ یعنی حالت میں پہنچنا کہ بذات خود اپنے کو سنبھال سکیں اور یہ عورت میں اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ خاوند کے ساتھ نکاح کے قابل ہو جائیں۔

**فوائد** : (۱) بچیوں کی مدد اور ان سے حسن سلوک کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) بیٹیوں کی تربیت اور تہذیب اور خوراک و حرمت کی طرف توجہ دینا والدین کے لئے جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے اور وہاں کے بلند مراتب کا سبب ہے۔

۲۷۰ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَتْ عَلَیَّ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ : "مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۷۰ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اس حال میں آئی کہ اسکے ساتھ دو بیٹیاں تھیں وہ عورت سوال کر رہی تھی۔ اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا۔ میں نے وہ کھجور اس کو دے دی اس نے وہ اُن میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر اُٹھی اور چل دی۔ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ بات بتلائی۔ فرمایا: ''جس کو ان بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ آزمایا جائے اور وہ ان پر احسان کرے تو وہ بیٹیاں اس کیلئے دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائیں گی''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والادب و مسلم فی الادب، باب فضل الاحسان الی البنات۔

**اللُّغَاتُ** : تسال : کسی ضرورت کے متعلق پوچھنا۔ ابتلی : اس کو آزمایا۔ بشی : کوئی چیز بچیوں کے حالات کے متعلق اس کو ابتلاء اس لئے کہا گیا کہ ان کی خاطر اس کو کچھ مشقتیں اٹھانی پڑیں گی جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ ستراً : پردہ اور بچاؤ۔

**فوائد** : (۱) بیٹیوں کے ساتھ رعایت کرنا اتنی بڑی فضیلت ہے کہ وہ اس فضیلت کے باعث آگ سے بچ جائے گا اور اس کی غلطیاں مٹا دی جائیں گی۔

۲۷۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَیْضًا قَالَتْ جَآءَتْنِیْ مِسْكِیْنَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَیْنِ لَهَا فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا تَمْرَةً وَّرَفَعَتْ اِلٰی فِیْهَا تَمْرَةً لِتَاْكُلَهَا

۲۷۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ ایک غریب عورت آئی جو بچیوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے ہر ایک کو ایک ایک دے دی اور تیسری کھجور کھانے کے لئے منہ کی طرف اٹھائی تو اس کی بیٹیوں نے وہ بھی مانگ لی۔ اس

فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُرِيْدُ اَنْ تَاْكُلَهَا بَيْنَهُمَا فَاَعْجَبَنِيْ شَاْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذِيْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے اس کھجور کو دوحصوں میں تقسیم کر کے ان کو دے دیا۔ مجھے اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ میں نے اُس کے اِس فعل کا تذکرہ آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اس کے لئے جنت کو واجب کر دیا یا اس وجہ سے اُس کو آگ سے آزاد کر دیا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الادب ' باب فضل الاحسان الی البنات۔

**اللغات** : فاستطعمتھا : ان دونوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کو دے۔ شانھا : اس کی حالت اور وہ اپنے پر بچیوں کو ترجیح دیتا تھا۔ التی صنعت : وہ عمل جو اس نے کیا اور ایک نسخے میں الذی کا لفظ ہے۔ مراد اس سے وہ معاملہ ہے۔

**فوائد** : (۱) اس روایت سے اس صدقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جو مؤمن کے اپنے رب پر ایمان کی سچائی اور اس کے فضل اور وعدوں پر یقین کو ظاہر کرے۔ (۲) عورت اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے خواہ عام اجازت کے پیش نظر ہو یا خصوصی اجازت اس کو دی گئی ہو اور اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اتنا ہی ثواب اس کے خاوند کو ملے گا اس لئے کہ وہ خرچ کرنے پر رضامند ہوا۔ (۳) مائیں اپنی اولاد پر کس قدر مہربان ہوتی ہیں اور ان کے ضائع ہونے کا کس قدر خوف ان کو رہتا ہے۔ (۴) عرب جاہلیت میں بیٹیوں کو ناپسند کرتے تھے اور ان کو زندہ درگور کرنے کی ان میں عام عادت تھی۔ اسلام نے آ کر معاملے کو اس کے اصل کی طرف لوٹایا اور بیٹیوں کی حسن تربیت اور ان پر خرچ کو دخول جنت اور آگ سے نجات کا ذریعہ قرار دیا۔

۲۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ ابْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْاَةِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

۲۷۲ : حضرت ابوشریح خویلد بن عمر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ میں لوگوں کو دو کمزوریوں کے حق کے سلسلہ میں بہت ڈراتا ہوں یعنی یتیم اور عورت''۔ حدیث حسن ہے۔

نسائی نے عمدہ سند سے ذکر کیا۔

وَمَعْنٰى "اُحَرِّجُ" : اُلْحِقُ الْحَرَجَ وَهُوَ الْاِثْمُ بِمَنْ ضَيَّعَ حَقَّهُمَا وَاُحَذِّرُ مِنْ ذٰلِكَ تَحْذِيْرًا بَلِيْغًا وَّاَزْجُرُ عَنْهُ زَجْرًا اَكِيْدًا۔

اُحَرِّجُ : میں خوب ڈراتا اور بہت ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں اور گناہ گار سمجھتا ہوں اور انتہائی سختی کے ساتھ ڈراتا ہوں جو ان دونوں کے حقوق کو ضائع کرے۔

**تخریج** : الحدیث لم نرہ فی النسائی ' وانما رایناہ فی ابن ماجہ فی کتاب الادب ' باب حق الیتیم

**اللغات** : حق الضعیفین : دو کمزوروں کا حق جس کے وہ ملک وغیرہ کی وجہ سے مستحق بنے ہیں یہ مالی حقوق وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ الیتیم : جس کا باپ نہ ہو اور وہ نابالغ ہو۔

**فوائد** : (۱) یتیم اور عورت کے حقوق میں کسی قسم کے تعرض سے خبردار کیا گیا۔ (۲) وہ کمزور لوگ جن کے پاس اختیار و قوت نہیں وہ

اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے اور اس کی طاقت کی حمایت میں آتے ہیں۔ اسی لئے ان پر تعرض کرنے والا گویا وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی تحقیر کرنے والا ہے پس وہ قسما قسم کے عذابوں کا مستحق ہے۔

۲۷۳ : وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ :رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَہٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِکُمْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ھٰکَذَا مُرْسَلًا فَاِنَّ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ تَابِعِیٌّ' وَرَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرٍ الْبَرْقَانِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ مُتَّصِلًا عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

۲۷۳: حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ان کو اپنے سوا دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری امداد نہیں کی جاتی اور تمہیں رزق نہیں دیا جاتا مگر کمزور لوگوں کی وجہ سے''۔ بخاری نے مرسلاً بیان کیا۔ مصعب تابعی ہیں۔
حافظ ابوبکر برقانی نے اپنی صحیح میں متصلاً سند مصعب عن ابیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روایت کیا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الجھاد ' باب من استعان الضعفاء و الصالحین فی الحرب۔

**اللغات** : **رای سعد** : حضرت سعد نے گمان کیا۔ سعد بن ابی وقاص یہ مصعب کے والد ہیں ان کے حالات کتاب کے آخر میں ملاحظہ ہوں۔ **ان له فضلا علی من دونه** : ان کو فضیلت حاصل ہے ان کے علاوہ لوگوں پر یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ پر فضیلت حاصل ہے۔ ان کی بہادری اور اسی طرح کی دیگر خصوصیات کی وجہ سے۔

۲۷٤ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ عُوَیْمِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "اِبْغُوْنِیْ فِی الضُّعَفَآءِ فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَآئِکُمْ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

۲۷۴: حضرت ابو درداء عویمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے: ''مجھے تم کمزوروں میں تلاش کرو تمہیں نصرت اور رزق ضعفاء کی وجہ سے دیا جاتا ہے''۔ (ابوداؤد)
سند جید سے نقل کرتے ہیں۔

**تخریج** : رواہ ابو داود فی کتاب الجھاد ' باب فی الانتصار برذل الخیل و الضعفة۔

**اللغات** : **ابغونی** : ضعفاء کی طلب پر میری اعانت کرو۔ یعنی ضعفاء کو میرے لئے تلاش کرو۔

**فوائد** : (۱) سابقہ روایت کے فوائد بھی ملحوظ رہیں۔ (۲) ضعفاء دعا میں زیادہ اخلاص اختیار کرنے والے ہیں اور عبادت میں خشوع بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دنیا کی تزئین سے ان کے دل خالی ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سچا میلان ہوتا ہے۔ (۳) تواضع پر ابھارا گیا اور دوسروں پر بڑائی سے منع کیا گیا ہے۔ (۴) طاقتور کو شجاعت کے سبب سے فضیلت حاصل ہے جبکہ کمزور کو اس کی انکساری و عاجزی کی وجہ سے اور اس کے اخلاص اور بارگاہ الٰہی میں گڑگڑانے کی وجہ سے۔

## ۳۴: بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَآءِ

## بَابٌ: عورتوں کے متعلق نصیحت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [النساء:١٩] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾[النساء:٢٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے گزران کرو''۔ (النساء) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ عورتوں کے درمیان برابری کرسکو اگرچہ تم کتنا چاہو مگر تم (ایک بیوی کی طرف اتنے) مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو لٹکتا ہوا چھوڑ دو اور اگر درستی اختیار کرو اور تقویٰ پیش نظر رکھو پس اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (النساء)

حل الایۃ: عاشروهن بالمعروف: معاشرت میل جول کو کہتے ہیں۔ معروف ہر خیر و بھلائی کا نام ہے حاصل یہ ہوا کہ ان کو عمدہ بات کہو اور حسن سلوک سے پیش آؤ اور تمہاری حالت ان کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق اچھی ہونی چاہیے۔ (النساء: ۹) ولن تستطيعوا ان تعدلوا: اے لوگو! تم عورتوں کے درمیان ہر اعتبار سے برابری کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ اگر صورتاً باری کی تقسیم ایک ایک رات کی ہو بھی جائے پھر بھی لازماً محبت، شہوت و جماع میں فرق ضرور ہوگا۔ فلا تميلوا كل الميل: جب تم کسی ایک طرف مائل ہو تو اس کی طرف میلان میں مبالغہ نہ کرو۔ بعض نے کہا اس سے مراد ایسا عمل ہے جس سے باہمی ایک دوسری پر فضیلت ظاہر ہوتی ہو اور آدمی اس کو نہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہو۔ فتذروها كالمعلقه: پس تم ایک کو اس طرح چھوڑ دو جیسا کہ لٹکی ہوئی ہے کہ نہ تو وہ شادی شدہ ہے اور نہ وہ مطلقہ ہے۔ وان تصلحوا او تتقوا: اگر تم اپنے معاملات کی درستگی کرو اور اپنے اختیار کی حد تک انصاف سے تقسیم کرو اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

۲۷۵: وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِى الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الصَّحِيْحَيْنِ الْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عَوَجٌ" وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عَوَجٌ وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا

۲۷۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عورتوں سے بھلا سلوک کرو پس عورت پسلی سے پیدا کی گئی اور ان میں سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر اس کو بالکل چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی رہے گی۔ پس اس سے بھلائی والا سلوک کرو (بخاری و مسلم) صحیحین کی روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح (ٹیڑھی) ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے گا تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ٹیڑھ کے ساتھ ہی اس سے فائدہ اٹھاؤ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی۔ یہ ہرگز ایک طریقہ پر سیدھی نہ ہوگی۔ اگر تو اس سے فائدہ چاہتا ہے تو ٹیڑھ کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر تو اس کو

طَلَاقُهَا" سیدھا کرنے کے پیچھے پڑے گا تو اس کو توڑ بیٹھے گا اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔

قَوْلُهٗ "عَوَجٌ" هُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْوَاوِ۔ عَوَجٌ: ٹیڑھ۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی النکاح ' باب المداراۃ مع النساء ورواہ مسلم فی الرضاع ' باب الوصیۃ بالنساء۔

**اللغات** : استوصوا بالنساء خیراً : میری نصیحت ان کے بارے میں قبول کرواوراس پر عمل کرو یا چاہئے کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کرواوراس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ تم اس وصیت کی نگہبانی کرو کیونکہ جو اوروں کو کسی چیز کی نصیحت کرتا ہے وہ خود اس کا زیادہ خواہاں ہوتا ہے۔ خلق من ضلع : ظاہر یہ ہے کہ کلام میں استعارہ ہے اوراصل یہ ہے کہ وہ ایسی چیز سے پیدا کی گئی ہیں جو ٹیڑھے پن میں پسلی کی طرح ہو یعنی ان کی خلقت ایسی ہے جس میں ٹیڑھا پن ہے جس سے وہ مرد کی مخالفت کرتی ہیں۔ وان اعوج فی الضلع اعلاہ : علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس میں اشارہ ہے کہ وہ ٹیڑھے پن میں پسلی کے ٹیڑھے ترین جزو سے پیدا کی گئی ہیں۔ درحقیقت اس اعواج والی صفت کو ان کے لئے ثابت کرنے میں مبالغہ کیا گیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے عورت کے سب سے اعلیٰ حصہ کو مثال کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہو کیونکہ اس کا اعلیٰ حصہ اس کا سر ہے اور سر میں اس کی زبان ہے لسان ہی وہ چیز ہے جس سے ایذاء پہنچتی ہے۔ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ : ضمیر پسلی کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ المراۃ یعنی عورت کی طرف ضمیر لوٹے۔ و کسرھا طلاقھا : اوراس کا توڑنا طلاق دینا ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے۔

**فوائد** : (۱) عورتوں کے متعلق نصیحت میں تکرار یہ عورت کے خیر وخواہی کی اہمیت بتلانے کے لئے ہے اوراس کی ایک وجہ تو ان کی کمزوری ہے اور دوسری ان کا محتاج ہونا کسی ایسے شخص کی طرف جو ان کے معاملہ کا ذمہ دار ہو۔ (۲) حدیث میں عورتوں کے معاملہ میں درگزر راہ صبر کے پہلو کو اختیار کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ (۳) اسلام نے عورت کی طرف خصوصی توجہ دی اوراس کی نگہبانی کا حکم دے کر درحقیقت تمام انسانوں کی حفاظت کی ہے۔ (۴) مردوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا کہ عورتوں کی طرف سے سامنے آنے والے حرکات و معاملات کو صبر وتحمل سے برداشت کریں کیونکہ وہ عورتوں کی بہ نسبت ان باتوں پر صبر کی زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔

۲۷۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا" انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهٖ "ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَآءَ فَوَعَظَ فِيْهِنَّ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ" ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ : "لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۷۶ : حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خطبہ کے دوران سنا کہ آپ نے اونٹنی کا ذکر فرمایا اوراس شخص کا ذکر کیا جس نے اس کی کونچیں کاٹیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا﴾ کہ جب ان میں سے سب سے بڑا بدبخت اٹھا جو کہ ایک زبردست فسادی خاندان میں پرشوکت آدمی تھا۔ پھر آپ نے عورتوں کا تذکرہ فرمایا اور عورتوں کو نصائح فرمائیں۔ پس فرمایا تم میں بعض لوگ عورتوں کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں۔ شاید کہ وہ دن کے پچھلے حصہ میں اس سے ہمبستری کرے۔ پھر آپ نے لوگوں کو گوز مار کر ہنسنے سے روکا اور فرمایا وہ اس

"وَالْعَارِمُ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالرَّآءِ هُوَ الشَّرِيْرُ الْمُفْسِدُ- وَقَوْلُهُ "انْبَعَثَ اَیْ قَامَ بِسُرْعَةٍ"

حرکت پر کیوں ہنستا ہے جو اس نے خود کی ہے۔ (بخاری ومسلم)

الْعَارِمُ: فسادی شرارتی۔

انْبَعَثَ: جلدی اٹھا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی التفسیر بجمته فی تفسیر والشمس وضحاها وروی قصة النساء فقط فی النكاح ایضاً باب ما یکره من ضرب النساء وقصة النكاح والفرطة فی الادب ایضاً باب یایها الذین امنوا لا یسخر قوم ...... الخ ورواه بجمته مسلم فی كتاب صفة الجنة والنار باب النار یدخلها الجبارون والجنة یدخلها الضعفاء۔

**اللغات** : رجل عزیز : بے مثل آدمی۔منیع : طاقتور حفاظت والا۔فی رهطه : اپنی قوم میں۔جلد العبد : یعنی غلام کی طرح مار جو سخت ہو۔یضاجعها : اس سے ہم بستر ہوتا ہے جماع کرتا ہے۔ثم وعظهم فی ضحکهم فی الفرطة : آپ ﷺ نے ان کو اپنے خطبہ کے ضمن میں خبردار کیا کیونکہ گوز سے ہنسنا یہ وقار کے خلاف ہے اور اس میں بے عزتی ہے جبکہ یہ (گوز) ہر انسان کی عادت ہے۔

**فوائد** : (۱) جب عورت کو نصیحت اور علیحدگی مؤدب بنانے کے لئے کافی نہ ہو تو پھر اس کو ہلکی ضرب سے ادب سکھانا چاہئے ایسی ضرب جس سے مکمل نفرت پیدا نہ ہو۔ (۲) ہنسی کسی عجیب وغریب بات پر ہونی چاہئے۔ (۳) درگزر کے قابل ایسی مار ہے جس کا اثر جسم پر ظاہر نہ ہو اور نہ ہڈی ٹوٹے اور نہ زخمی کرے اور نہ بدصورت بنائے۔ چہرے اور سر پر مارنے سے خاص کر احتراز کرنا چاہئے۔

۲۷۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ" اَوْ قَالَ غَيْرَهُ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۷۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی مؤمن کسی مؤمنہ سے بغض نہ رکھے اگر اس کی ایک بات ناپسند ہے تو دوسری پسند ہوگی۔ اٰخَرَ کا لفظ فرمایا یا غَیْرَهٗ کا (مسلم)

وَقَوْلُهُ : "يَفْرَكُ" هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَاِسْكَانِ الْفَآءِ وَفَتْحِ الرَّآءِ مَعْنَاهُ : يُبْغِضُ يُقَالُ فَرِكَتِ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا وَفَرِكَهَا زَوْجُهَا بِكَسْرِ الرَّآءِ يَفْرَكُهَا بِفَتْحِهَا :اَیْ اَبْغَضَهَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

يَفْرَكُ :بغض رکھتا ہے جیسا کہتے ہیں فَرِكَتِ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا وَفَرِكَهَا زَوْجُهَا یعنی اس سے بغض رکھا۔

کہا جاتا ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے بغض رکھا اور خاوند نے عورت سے بغض رکھا۔ واللہ اعلم

**تخریج** : رواه مسلم فی كتاب الرضاع' باب الوصية بالنساء

**فوائد** : (۱) مرد کو اپنی بیوی سے نہ نفرت کرنی چاہئے اور نہ بغض رکھنا چاہئے کیونکہ اگر اس میں کوئی ناپسندیدہ خصلت پاتا ہے تو یقیناً اس میں کوئی پسندیدہ خصلت بھی پائی جاتی ہے۔ (۲) اس میں مسلمان کو دعوت دی گئی کہ وہ کسی بھی اختلاف کے سلسلہ میں جو بیوی کے ساتھ پیش آئے عقل کی پختگی سے فیصلہ کرے۔ وقتی جذبات اور واردات کا لحاظ نہ کرے۔

۲۷۸ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ :"اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ، اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآءِ كُمْ حَقًّا وَّلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا : فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَّنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِي بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ : اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

قَوْلُهُ ﷺ "عَوَانٍ" اَيْ اَسِيْرَاتٌ جَمْعُ عَانِيَةٍ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ الْاَسِيْرَةُ وَالْعَانِي : الْاَسِيْرُ - شَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَرْاَةَ فِي دُخُوْلِهَا تَحْتَ حُكْمِ الزَّوْجِ بِالْاَسِيْرِ "وَالضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ" هُوَ الشَّاقُّ الشَّدِيْدُ وَقَوْلُهُ "فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا" اَيْ لَا تَطْلُبُوْا طَرِيْقًا تَحْتَجُّوْنَ بِهِ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذُوْنَهُنَّ بِهِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۲۷۸ : حضرت عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورؐ کو سنا کہ آپ خطبہ حجۃ الوداع میں فرمار ہے تھے۔ پہلے آپؐ نے حمد وثنا کی اور پھر وعظ ونصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: خبردار! عورتوں سے بھلا سلوک کرو۔ وہ تمہارے ہاں قیدی ہیں۔تم ان کے بارے میں کچھ اختیار نہیں رکھتے ہو (سوائے حق زوجیت کے) البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو سخت سلوک کی مستحق ہیں) پس اگر اس کا ارتکاب کرلیں تو انہیں بستروں سے الگ کردو اور ان کو مارو (مگر صرف اس وقت جب باقی تدابیر بے کار جا چکی ہوں) مگر مار دردناک نہ ہو۔ پس اگر وہ تمہاری فرمانبرداری اختیار کرلیں تو خواہ مخواہ ان پر اعتراض کا راستہ مت تلاش کرو۔ اچھی طرح سن لو! بے شک تمہارا ان پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پرحق ہے۔تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارا بستر (گھر) ان لوگوں کو روندنے نہ دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ان لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے دیں جن سے تم نفرت کرتے ہو۔خبردار! ان کا حق تم پر یہ ہے کہ کپڑوں اور کھانے کے بارے میں ان پر احسان کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَوَانٍ : قیدی جمع عَانِيَةٍ: قیدی عورت۔

الْعَانِيُّ : قیدی مرد۔حضور اکرم ﷺ نے عورت کو خاوند کی ماتحتی میں قیدی سے تشبیہ دی ہے۔

الضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ : دکھ آمیز سخت۔

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا : تم ان پر خواہ مخواہ اعتراض کا راستہ مت تلاش کرو۔تا کہ اس سے ان کو تکلیف پہنچا سکو۔واللہ اعلم

**تخریج** : رواہ الترمذی فی النکاح ، باب ما جاء فی حق المراۃ علی زوجھا۔

**اللغات** : بفاحشۃ : بڑا گناہ اور بداخلاقی بعض نے کہا زنا۔مبینۃ : گویا وہ اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کرے کہ وہ اس کی مطیع نہیں۔المضاجع : خواب گاہیں۔ولا یوطئن فرشکم من تکرھون تمہارے گھروں میں ان لوگوں کو مت داخل ہونے

دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو کہ داخل ہوں اور بیٹھے اٹھیں۔ خواہ وہ اجنبی آدمی ہوں یا عورتیں یا بیوی کے محرم رشتہ دار ہوں۔

**فوائد** : (۱) نافرمان عورت کو مارنا جائز ہے اگر یہ معلوم ہو یا ظن غالب ہو کہ وہ مار سے درست ہو جائیں گی اور اگر فائدہ نہ ہو تو پھر مارنا جائز نہیں۔ (۲) ڈانٹ ڈپٹ پر اکتفا کرنا مارنے سے افضل ہے کیونکہ جب خفیف چیز سے مقصد حاصل ہو سکتا ہو تو شدید کی طرف رجوع نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس سے نفرت پیدا ہوگی جو حسن معاشرت کے خلاف ہے۔ (۳) ازدواجی رشتہ کو وہ عظمت حاصل ہے کہ جس سے عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ بلا اجازت خاوند وہ کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔ (۴) عورت کو لباس اور خرچ اتنی مقدار میں دینا ضروری ہے جو مرد کی استطاعت میں ہو بشرطیکہ نافرمانی عورت کی طرف سے نہ پائی جائے۔

۲۷۹ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ : "اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

وَقَالَ مَعْنٰى "لَا تُقَبِّحْ" : لَا تَقُلْ قَبَّحَكِ اللّٰهُ۔

۲۷۹ : حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کسی بیوی کا مرد پر کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ اور جب تم لباس پہنو تو اس کو پہناؤ اور اسکے چہرے پر مت مارو اور نہ اسے برا کہو اور نہ ہی اس سے علیحدگی اختیار کرو مگر گھر میں (ابوداؤد) یہ حدیث حسن ہے۔

لَا تُقَبِّحْ : اس کو مت کہو اللہ تمہارا ستیاناس کرے یا تمہارا بیڑہ غرق کرے یا تجھے بدصورت بنا دے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی کتاب النکاح ' باب فی حق المراۃ علی زوجھا۔

**اللغات** : **لا تھجر الا فی البیت** : نافرمانی کے وقت اس سے کلام ترک مت کرو۔ البتہ اس سے ہمبستر نہ ہو جبکہ وہ خواہش ظاہر کرے۔

**فوائد** : (۱) چہرہ پر مارنا اس لئے حرام ہے کیونکہ چہرہ حرمت والا مقام ہے۔ (۲) خلقی کمزوری کی عار نہ دلانی چاہئے۔ (۳) بستر کو علیحدہ کرنا نافرمان عورت کو مؤدب بنانے کا ذریعہ ہے۔

۲۸۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۲۸۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤمنوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اعلیٰ ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو عورتوں سے بہتر برتاؤ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی کتاب النکاح ' باب ما جاء فی حق المراۃ علی زوجھا

**اللغات** : **احسنھم خلقا** : اخلاق ایک ایسا ملکہ ہے جو نفس کو عمدہ افعال اور شریف خصائل پر آمادہ کرتا ہے۔ حضرت حسن

بصری رحمہ اللہ نے فرمایا حسن اخلاق کی حقیقت یہ کہ لوگوں سے اچھا سلوک کرے اور ان کو دکھ پہنچانے سے باز رہے اور کھلے چہرے سے ان کے ساتھ ملے۔

**فوائد** : (۱) عورت کے ساتھ معاملات میں کھلے چہرے سے ملنا تکلیف نہ پہنچانا اور اس پر احسان کرتے رہنا اور اس کو قائم رکھنا ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ اپنے اہل کے ساتھ سب سے بہتر سلوک برتنے والے تھے اور ان کے حالات اختلاف پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔

۲۸۱ : وَعَنْ اِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَضْرِبُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ فَجَآءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَآءُ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِيْ ضَرْبِهِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : وَلَقَدْ اَطَافَ بِاٰلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نِسَآءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِيَارِكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

قَوْلُهٗ : "ذَئِرْنَ" هُوَ بِذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَكْسُوْرَةٍ ثُمَّ رَآءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ : اَیْ اجْتَرَاْنَ قَوْلُهٗ "اَطَافَ" اَیْ اَحَاطَ۔

۲۸۱ : حضرت ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کی باندیوں کو مت مارو! پس عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو کہا عورتیں اپنے خاوندوں پر جرأت مند ہوگئیں۔ اس پر مردوں کو مارنے کی اجازت دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے پاس کثرت سے عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آنے لگیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بہت عورتیں شکایت لے کر آنے لگیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ تم میں سے اچھے نہیں۔ (ابوداؤد)

اسناد صحیح کے ساتھ۔

ذَئِرْنَ : جرأت مند ہونا۔

اَطَافَ : گھیر لیا' کثرت سے چکر لگایا۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی کتاب النکاح ' باب فی ضرب النساء۔

**اللغات** : اماء الله : عورتیں۔ ذئرن النساء : یہ اکلونی البراغیث کے محاورہ کی مانند ہے۔ اس میں زیادہ فصیح لفظ ذئرت النساء : جرأت مند ہوئیں۔ آل رسول : ازواج' لونڈیاں۔

**فوائد** : (۱) مار پیٹ کی طرف جانا درحقیقت تنگی نفس و سینہ کی علامت ہے اور یہ حسن اخلاق کے خلاف ہے۔ جبکہ وسعت سینہ و نفس عین حسن اخلاق ہے۔ (۲) امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گھر کی کسی عورت اور خادم کو کبھی نہیں مارا اور نہ ہاتھ سے کوئی چیز ماری سوائے جہاد میں تیر و تلوار چلانے یا اللہ کی حدود کی جب خلاف ورزی ہو تو اس سے انتقام لینے میں۔

۲۸۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۲ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا نفع اٹھانے کی چیز ہے اور اس میں سب سے بہتر نفع اٹھانے کی چیز نیک عورت ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الرضاع ' باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ

**اللغات** : متاع : جس چیز سے کسی بھی وقت میں نفع اٹھایا جا سکے پھر وہ چیز ختم ہو جائے۔ المراۃ الصالحۃ : آنحضرت ﷺ نے نیک عورت کی تفسیر فرمائی کہ جب مرد اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے جب اس کو خاوند کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب خاوند گھر میں موجود نہ تو وہ اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ (ابوداؤد النسائی)

**فوائد** : (۱) نیک عورت کے چناؤ کی طرف ترغیب دی گئی ہے۔ کیونکہ یہ مرد کے لئے دنیا میں سعادت مندی کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی مددگار ہے۔

## ۳۵ بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ

## باب : خاوند کا بیوی پر حق

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ [النسآء: ۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''مرد حاکم ہیں عورتوں پر بوجہ اس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر عنایت فرمائی اور اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے۔ پس نیک عورتیں فرمانبرداری کرنے والیاں اور (خاوند) کی غیر موجودگی میں اپنی (عصمت کی) حفاظت کرنے والی ہیں اور اس حفاظت کے سبب جو اللہ نے فرمائی۔

حل الآیۃ : قوامون : عورتوں کے معاملات کو چلانے کے ذمہ دار ہیں جس طرح کہ حکام رعایا کے لئے۔ عورت ذمہ دار رعایا ہے مرد سے اعلیٰ رعایا نہیں۔ قانتات : اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار اور زوجیت کے حقوق کو پورا کرنے والیاں۔ حافظات للغیب : خاوندوں کی غیر موجودگی میں ان کے اموال اور عزتیں اور گھر کے اسرار کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔ بما حفظ اللہ : اپنے فرائض کو انجام دینے والیاں ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی توفیق سے جو اللہ تعالیٰ سے عنایت فرما رکھی ہے۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ السَّابِقِ بِالْبَابِ قَبْلَهٗ۔

احادیث میں سے عمرو بن الاحوص کی روایت سابقہ باب والی بھی گزر چکی ہے مزید روایات یہ ہیں۔

۲۸۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلَمْ تَاْتِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا

۲۸۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی دعوت دے اور وہ نہ آئے پس مرد اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزار دے تو

لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا "إِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَدْعُوا امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا"-

اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو (بخاری ومسلم) بخاری ومسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں' جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑے ہوئے رات گزارے تو اس پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے پس وہ انکار کردے تو آسمانوں والی ذات (اللہ عزوجل) اس پر ناراض رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کو راضی کرلے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی النکاح وبدء الخلق ' باب اذا قال احدکم آمین ......الخ و مسلم فی النکاح ' باب تحریم امتناعها من فراش زوجها۔

**فوائد** : (۱) عورت پر اپنے خاوند کی اطاعت واجب ہے۔ جب وہ اس کو بلائے اور اس کے پاس کوئی معقول عذر بھی نہ ہو۔ اگر عورت اس کے بلانے پر اس کے حکم کی اطاعت نہ کرے گی تو وہ کبیرہ گناہ کی مرتکب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کردی جائے گی۔ (۲) عورت کا مرد سے اعراض کرنا بعض اوقات مرد کو گناہ میں مبتلا کردیتا ہے۔

۲۸۴ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنَ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

۲۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ (نفلی) روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے اور نہ ہی کسی کو گھر میں اس کی اجازت کے بغیر آنے کی اجازت دے (بخاری ومسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب النکاح ' باب الاتاذان المراۃ فی بیت زوجها ...... الخ) ومسلم فی کتاب الزکاۃ ' باب ما انفق العبد من مال مولاہ۔

**اللغات** : وزوجها شاهد : شہر میں اقامت پذیر ہو۔

**فوائد** : (۱) نفلی روزہ عورت پر اپنے خاوند کی صراحتاً اجازت کے بغیر حرام ہے یا ضمناً اجازت بھی معتبر ہوگی کیونکہ خاوند کی رضامندی کے بغیر اس کا حق ضائع کرنا لازم آتا ہے اور حق زوج یہ ہے کہ وہ جب چاہے اس کو قربت کی دعوت دے سکتا ہے۔ (۲) عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی اور کو داخل کرے۔

۲۸۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

۲۸۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ، وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ، فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہرایک تم میں سے نگران ہے اور ہرایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے امیر اپنی رعایا کا نگران ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے۔ پس تم میں سے ہرایک نگران ہے اور ہرایک سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی النکاح والجمعه ' باب الجمعه فی القری والمدن و مسلم فی الامارة ' باب فضیلة الامام العادل۔

**اَللُّغَاتٌ** : کلکم راع : ہرایک نگران ہے یعنی اس کو ایسے عمل کا ذمہ دار بنایا گیا ہے جس کا وہ امین ہے اور اس عمل میں برابری اس سے طلب کی گئی ہے۔ رعیته : جن کا نگران بنایا گیا ہو مثلاً بیوی' بیٹے وغیرہ۔ الامیر : حاکم یہ لفظ حکام' سربراہ اور اس سے کم کو شامل ہے۔

**فوائد** : (۱) معاشرے کے تمام افراد اپنے اپنے مقام پر مسئول ہیں۔ (۲) عورت کی مسئولیت خاوند کے گھر کے سلسلہ میں جن جن چیزوں کی ضرورت ہے ان تمام میں ہے مثلاً نگرانی' تربیت اولاد' امانت مال' پاکدامنی وغیرہ۔ (۳) ازدواجی زندگی میں میاں بیوی

۲۸۶ : وَعَنْ اَبِیْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ – حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۲۸۶: حضرت ابوعلی طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اس کو آ جانا چاہئے خواہ وہ تنور ہی پر کیوں نہ ہو''۔ (ترمذی۔نسائی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الرضاع ' باب ما جاء فی حق الزوج علی المراة و ذکر فی المنتقی انه اخرجه الترمذی ولم یذکر غیرہ۔

**اَللُّغَاتٌ** : لحاجته : اس کے متعلق جس چیز کا وہ محتاج ہے اور جو خاوند کا اس پر حق ہے اور عام چیز ہے یعنی جماع۔

**فوائد** : (۱) اس حدیث میں بتلایا گیا کہ خاوند کا بیوی پر بہت بڑا حق ہے۔ (۲) عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کو راضی کرنے کے لئے حتی الامکان ان کاموں کو انجام دینے کی کوشش کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ لازم کئے ہیں۔

۲۸۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ

۲۸۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کر

لِزَوْجِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

لے''۔(ترمذی)
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الرضاع ' باب ما جاء فی حق الزوج علی المراۃ۔

**فوائد** : (۱)اس میں تاکید کی گئی ہے کہ عورت کو خاوند کے حق کی بہرصورت رعایت کرنی چاہئے اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑنا چاہئے۔(۲)سجدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

۲۸۸ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَیُّمَا امْرَاَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۲۸۸ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو عورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہو گی''۔(ترمذی)
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الرضاع ' باب ما جاء فی حق الزوج علی المراۃ۔

**فوائد** : (۱) جب عورت کی موت ایمان پر آتی ہے۔اس حال میں کہ وہ خاوند کا حق ادا کرنے والی ہوتی ہے اور خاوند اس سے راضی ہوتا ہے تو وہ ابتداء جنت میں کامیابی کے ساتھ جانے والوں میں وہ شامل کر دی جاتی ہے اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس کی سیئات کو معاف فرما دیں اور اس سے راضی ہو جائیں۔

۲۸۹ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"لَا تُؤْذِی امْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَا تُؤْذِیْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ! فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۲۸۹ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ''کوئی عورت جب اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو اس کی جنت میں ہونے والی اس کی بیوی حورعین کہتی ہے اس کو تو تکلیف مت دے۔اللہ تمہیں ہلاک کرے۔پس وہ تیرے ہاں چند روز رہنے والا ہے۔عنقریب وہ تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا''۔(ترمذی)
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی آخر کتاب الرضاع واخرجه ابن ماجه فی کتاب النکاح ' باب فی المراۃ تودی حق زوجھا۔

**اللغات** : **لا تو ذی امراۃ** :ناحق خاوند کو جو عورت ایذا پہنچاتی ہے۔**الحور** :اہل جنت کی عورتیں اس کا مفرد حوراء ہے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا بہت زیادہ ہونا۔**العین** خوبصورت موٹی آنکھوں والی۔**قاتلك الله** : یہ بددعا والا جملہ ہے اور مراد مفاعلہ سے فعل

قتل ہے۔مبالغہ کے لئے مفاعلہ سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ جب اس عورت نے ایسا کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی سزا کے سامنے پیش کیا تو وہ گویا اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرنے والی بن گئی۔ دخیل مہمان آنے والا۔کیونکہ دنیا میں قیام کی مدت خواہ کتنی طویل ہو پھر بھی قلیل ہے۔خصوصاً آخرت کے بالمقابل۔یوشك : یہ افعال مقاربہ میں سے ہے معنی یہ ہے کہ قریب ہے کہ وہ تم سے جدا ہو جائے۔

**فوائد** : (۱) عورت کو خبردار کیا گیا کہ وہ اپنے خاوند کو ناحق ایذاء نہ پہنچائے۔(۲) زوجین پر لازم ہے کہ ہر ایک ان میں سے دوسرے کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آئے۔

۲۹۰ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً هِيَ اَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۰: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مردوں کے لئے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ زیادہ نقصان دہ نہیں چھوڑا''۔(بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب النکاح ' باب ما يتقى من شوم المراة و مسلم فی کتاب الرقاق ' باب اکثر اهل الجنة الفقراء و اكثر اهل النار النساء والفتنة بالنساء۔

**اللغات** : فتنة : ابتلاء اور آزمائش۔

**فوائد** : (۱) عورتوں کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہونا دوسرے فتنوں سے جن میں ان کا دخل نہ ہو شدید تر ہے۔ان کا فتنہ مردوں کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔اس لئے کہ اکثر ان کی طرف میلان شرع کی مخالفت کا سبب بن جاتا ہے اور معصیت میں مبتلا ہونے کا باعث ہوتا ہے اور دنیا پر بے محابہ گرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ : لوگوں کے لئے مزین کردی گئی من چاہی چیزوں کی محبت جیسے عورتیں۔

## ٣٦ : بَابُ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ

## باب : اہل و عیال پر خرچ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة:۲۳۳] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا﴾ [الطلاق:۷] وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ [سباء:۳۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور والد پر ان کا خرچہ اور کپڑے ہیں دستور کے مطابق''۔(البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''چاہئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگ دست ہو پس وہ اس میں سے خرچ کرے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کو دے رکھا ہو۔اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جتنا اس کو دیا ہے اس سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا''۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بھی تم خرچ کرو کسی چیز میں سے وہ اس کو نائب (عوض) بنانے والے ہیں''۔(سبا)

**حل الآیۃ** : المولود له :والد۔رزقهن :کھانا وغیرہ۔کسوتهن : لباس۔بالمعروف : دستور کے موافق یعنی خاوند کی

طاقت کے مطابق نہ تو فضول خرچی اور نہ بخل۔(البقرہ) ذو سعة :مالدار۔قدر : تنگ دستی والا۔(الطلاق) خلفه :اس کو عوض عنایت فرماتے ہیں دنیا میں جلدی اور آخرت میں مؤجل۔

۲۹۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَّدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَّدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۹۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ایک دینار وہ ہے جو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو کسی گردن چھڑانے کے لئے خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو کسی مسکین پر صدقہ کرے اور ایک وہ دینار ہے جس کو تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے ان میں سب سے زیادہ اجر والا وہ ہے جو تو اپنے اہل پر خرچ کرے گا''۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ ' باب فضل النفقة علی العیال والمملوك۔

**اللغات** : فی سبیل الله :ہر عمل خیر کے لئے آتا ہے مگر اس کا استعمال جہاد میں کثرت سے ہوتا ہے۔فی رقبه : غلام کو آزاد کرنا۔مسکین :محتاج۔عیالك : وہ اہل وعیال پر خرچ کرے اور ان کی خبر گیری کرے۔

**فوائد** : (۱) اہل وعیال پر خرچ کرنا یہ خرچ کی اعلیٰ ترین اقسام میں سے ہے کیونکہ یہ واجب خرچہ جات میں سے ہے اس کے علاوہ جو خرچہ جات ہیں وہ استحباب کی اقسام میں سے ہیں اور یہ زکوۃ کے علاوہ دیگر نفقات کا حکم ہے۔

۲۹۲ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ وَیُقَالُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی عِیَالِهٖ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی دَآبَّتِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۹۲: حضرت ابوعبداللہ اور کہا جاتا ہے ابوعبدالرحمٰن ثوبان بن بجدد' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام' روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:''سب سے افضل دینار جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جس کو وہ اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے۔پھر وہ دینار ہے جس کو وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے''۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ ' باب فضل النفقة علی العیال والمملوك۔

**فوائد** : (۱) فضیلت میں خرچہ جات کی تفصیل اس طرح ہے جیسا کہ ذکر کر دی گئی اور اہل وعیال پر خرچہ کرنے کی اوّلیت کو بھی کر دیا گیا ہے۔

۲۹۳ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِّیْ فِیْ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَجْرٌ اِنْ اُنْفِقُ

۲۹۳: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ابوسلمہ سے میری جو اولاد ہے ان پر خرچ کرنے میں مجھے اجر ملے گا میں ان کو اس طرح تو نہیں چھوڑ

عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَلَا هٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سکتی کہ وہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھریں۔ بلاشبہ وہ میرے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں تیرے لئے ان پر خرچ کرنے میں اجر ہے"۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج**: رواہ البخاری فی الزکاۃ ' باب الزکاۃ علی الزوج والایتام فی الحجر و مسلم فی کتاب الزکاۃ ' باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین والزوج والاولاد۔

**اللغات**: بتارکتهم هکذا او هکذا: خوراک کی تلاش میں دائیں اور بائیں جانب منتشر ہوتے ہیں۔

**فوائد**: (۱) اس میں بتلایا گیا ہے کہ مال اگر اولاد پر خرچ کرے گی تو اس کو ثواب ملے گی۔ اگر چہ ان پر خرچہ شفقت و رحمت کے داعیہ کے پیش نظر کرے۔

٢٩٤ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَدَّمْنَاهُ فِيْ اَوَّلِ الْكِتَابِ فِيْ بَابِ النِّيَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۴ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اس طویل روایت جس کو ہم شروع کتاب میں باب النیہ میں ذکر کرآئے ہیں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو گی اس پر اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو"۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج**: رواہ البخاری فی کتاب الایمان ' باب ما جاء ان الاعمال بالنیۃ والجنائز ' باب رثی النبی ﷺ سعد بن خولہ والمغازی ' باب حجۃ الوداع وغیرهما و مسلم فی الوصیۃ ' باب الوصیۃ بالثلث۔

**فوائد**: (۱) بیوی پر خرچ کرنے سے اجر و ثواب ملتا ہے۔ اگر چہ بظاہر وہ اس استمتاع کے بالمقابل معلوم ہوتا ہے کیونکہ مباح کام نیک نیت کے ساتھ طاعات کے درجہ میں پہنچ جاتے ہیں۔

٢٩٥ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۵ : حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی اپنے اہل پر کچھ خرچ کرتا ہے اس میں ثواب کا امیدوار ہو پس وہ اس کے لئے صدقہ ہے"۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج**: رواہ البخاری فی کتاب الایمان ' باب ما جاء ان الاعمال بالنیۃ واول کتاب النفقات ' و مسلم فی الزکاۃ ' باب فضل النفقۃ والصدقہ علی الاقربین والزوج۔

**اللغات**: یحتسبها: اس سے اللہ کا تقرب اور رضامندی کا قصد کیا جائے اس میں واجبات کی ادائیگی اور صلہ رحمی ہے۔

٢٩٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ

۲۹۶ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِمَعْنَاهُ قَالَ: "كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهٗ"

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے گناہ کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ (ان کا حق) ضائع کرے جن کا وہ ذمہ دار ہے۔ ابوداود وغیرہ' مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں معناً اس طرح روایت کیا''۔ كَفٰى بِالْمَرْءِ ......: آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہاتھ کو اس سے روک لے جن کی خوراک کا ذمہ دار ہے۔

**تخریج**: رواہ ابوداود فی آخر کتاب الزکاۃ و مسلم فی الزکاۃ ' باب فضل النفقۃ علی العیال۔

**اللغات**: کفی بالمرء اثما: اس کو اپنے اہل وعیال کو ضائع کرنے کا گناہ کافی ہے۔ یعنی اگر اس کو کوئی گناہ نہ بھی ہوتا تو اپنے اہل وعیال کے حق میں یہ زیادتی گناہ کے اعتبار سے کافی تھی اور اس پر مواخذہ اس کے لئے کافی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑا گناہ ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل وعیال کے خرچہ میں کوتاہی برتنا حرام ہے۔ عمن یملك: اس کے ساتھ رحم کا تعلق ہے اور وہ جن کے خرچہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

**فوائد**: (۱) جن پر خرچ کرنا ضروری ہے ان کے خرچہ میں ہرگز کوتاہی سے کام نہ لینا چاہئے۔ (۲) آدمی سے اس کے اہل وعیال اور ذی رحم رشتہ داروں کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی اور اسی طرح وہ جن کا وہ ذمہ دار بنایا گیا مثلاً خدام ونوکر وغیرہ۔

۲۹۷: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ يَّوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز صبح کو جب بندے اٹھتے ہیں تو دو فرشتے (آسمان) سے اترتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے اے اللہ مال خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا یہ کہتا ہے اے اللہ بخیل کے مال کو تلف فرما''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج**: رواہ البخاری فی الزکاۃ ' باب قولہ تعالٰی فاما من اعطی واتقی ...... الایہ و مسلم فی الزکاۃ ' باب فی المنفق والممسك۔

**فوائد**: (۱) سخی کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مزید بدلہ عنایت فرمائے اور جو کچھ اس سے خرچ کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ دے۔ (۲) بخیل کے لئے یہ بددعا کرنی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس مال کو ہلاک و برباد کرے جس میں اس نے بخل کیا اور اس میں خرچ کرنا روک دیا جس میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنا اس پر لازم کیا تھا۔

۲۹۸: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ- وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ

۲۹۸: حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہت بہتر ہے اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کے تم ذمہ دار

عَلٰى ظَهْرِ غِنًى وَّمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ہو۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کے بعد ہو جو آدمی (حرام سے) پاک دامنی طلب کرے اللہ اس کو پاک دامن بنا دیتے ہیں جو آدمی غناء طلب کرے اللہ تعالیٰ اس کوغنی کر دیتے ہیں'۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ، باب لا صدقۃ الاعن ظھر غنی۔

**اللُّغَاتُ** : **الید العلیا** : خرچ کرنے والا ہاتھ۔ **الید السفلی** سوال کرنے والا ہاتھ۔ **عن ظهر غنى** : جو غناء کی حالت میں دیا جائے اوراس کو اپنی ذات یا عیال کے لئے خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور ظہر کا لفظ کلام میں نظیر و مثال کو بیان کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ لفظ زائد ہے۔ **یستعفف یعفه الله** :جو آدمی اللہ تعالیٰ سے پاکدامنی مانگتا ہے اور سوال سے بچنے کا سوال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دے دیتے ہیں۔ عفت سے مراد حرام سے رکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حرام سے بچنے والے کو عفیف و پاکدامن بنا دیتے ہیں۔ **من یستغن** : جو قناعت کرتا ہے۔ **یغنه الله** : اللہ اس کے مال میں ضروریات کے سلسلہ میں جتنی قناعت چاہئے اس سے بڑھ کر قناعت ڈال دیتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) ہاتھ چار قسم کے ہیں ان کی فضیلت میں درجہ بندی اس طرح ہوگی: ۱) سب سے اول وہ ہاتھ جو خرچ کرنے والا ہو۔ ب) لینے سے بچنے والا ہاتھ۔ ج) بغیر سوال کے لینے والا۔ د) یہ ہاتھ سب سے کم درجہ ہے یعنی سوال کرنے والا ہاتھ۔ (۲) جو آدمی کسی چیز کے حصول میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس کی اعانت کی جاتی ہے۔ (۳) مؤمن صالح کی مرکزی خصوصیات میں سے قناعت اور پاک دامنی ہے۔ (۴) افضل صدقہ وہ ہے جو انسان اپنے اور اہل وعیال کے لئے بقدر کفایت رکھ کر پھر نکالے۔ (۴) اہل عیال پر خرچ کرنا دوسرے پر خرچ کرنے سے افضل ہے اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم صدقہ کی تقسیم ان سے شروع کرو جن کی ذمہ داری تم پر ہے۔

## ۳۷ : بَابُ الْإِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ وَمِنَ الْجَيِّدِ

## بَابٌ : پسندیدہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران:۹۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة:۲٦٧]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم کمال نیکی کو اس وقت نہیں پا سکتے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو اس چیز کو جس کو تم بہت چاہتے ہو'۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں جو تم نے کمائی ہیں اور جن کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے خرچ کرو اور اس میں سے خبیث چیز کا قصد بھی نہ کرو کہ تم اس کو خرچ کرو'۔ (البقرہ)

حل الآیۃ : **تنالوا** : اپنے مقصود کو پالو۔ **البر** : بھلائی وفضل۔ **طیبات ما کسبتم** : تمہاری حلال کمائی۔ **تیمموا** : تم

قصد کرو۔ الخبیث: ردی ناپسندیدہ یا حرام۔

۲۹۹: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ جَآءَ اَبُوْطَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ عَلَيْكَ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ" فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ ﷺ: مَالٌ "رَابِحٌ" رُوِيَ فِي الصَّحِيْحِ "رَابِحٌ" وَ "رَايِحٌ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ: اَيْ رَابِحٌ عَلَيْكَ نَفْعُهٗ، وَ "بَيْرُحَاءُ" حَدِيْقَةُ نَخْلٍ، وَرُوِيَ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا۔

۲۹۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار میں کھجوروں کے باغات کے لحاظ سے مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کے اموال میں بیرحاء سب سے زیادہ ان کو پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل بالمقابل تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا عمدہ پانی نوش فرماتے۔ انس کہتے ہیں جب یہ آیت اتری ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کہ تم ہرگز کمال نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو اس چیز کو جس کو تم پسند کرتے ہو"۔ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ آیت اتاری ہے اور بلاشبہ میرے مالوں میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے بیرحاء ہے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے اجر اور ذخیرہ ہونے کے امیدوار ہوں۔ یا رسول اللہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کردہ سمجھ کے مطابق اس کو جہاں مناسب خیال کریں اس کو خرچ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب، خوب یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بڑا فائدہ مند مال ہے۔ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میری رائے میں اس کو تم اپنے اقربین میں تقسیم کر دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

رابحٌ کا لفظ رَايِحٌ بھی روایت میں آیا ہے یعنی اس کا نفع تمہاری طرف لوٹنے والا ہے۔

بَيْرُحَاءُ: اس کا معنی کھجور کا باغ ہے۔

**تخريج:** رواه البخاري في الزكاة، باب الزكاة على الاقارب رواه ايضاً في الوصايا والوكالة والتفسير و مسلم

فی الزکاۃ ' باب فضل النفقۃ و الصدقۃ علی الاقربین۔

**اللُّغَاتُ** : طیب : میبھا۔ برھا : اس کی نیکی و بھلائی۔ ذخرھا : اس کا فائدہ اپنی ضرورت کے وقت۔ الذخر : جو ضرورت کے وقت کے لئے ذخیرہ کیا جائے۔ وضعھا : میں اس باغ کا معاملہ آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ بخ : واہ کسی چیز پر پسندیدگی کے وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے۔ اس چیز کی شان بڑھانے کے لئے اور اس کو پسند کرتے ہوئے۔ رابح : لوٹنے والا نفع بخش مال ہے۔

**فوائد** : (۱) اہل فضل وعلم کو باغات میں جانا درست ہے۔ تاکہ وہ اس کے درختوں کے نیچے سایہ حاصل کریں اور ان کا پھل کھا کر محظوظ ہوں اور ان میں استراحت کرلیں۔ خاص طور پر جبکہ ان کے احباب و متعلقین اس کو پسند کرتے اور خوش ہوتے ہوں۔ (۲) مال وہ خرچ کرنا اچھا ہے جو بہترین مال ہو اور نفس کو زیادہ محبوب ہو اور فضیلت کامل اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ (۳) صحابہ کرام کی فضیلت اس سے واضح ہوتی ہے اس سے ان کی اللہ تعالیٰ کے اوامر کی طرف سرعت اور کمال کے بلند ترین درجات پر پہنچنے کے لئے ان کی شدید حرص معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری انہی میں سے ہیں۔ (۴) اہل فضل کو میراث کی تقسیم سپرد کرنا اور صدقات کو بھلائی کے مقامات پر صرف کرنا چاہئے۔ (۵) کسی بھلائی کے کام کو انجام دینے والے کی حوصلہ افزائی کرنا اس کے کرنے والے کی تعریف کر کے اور اس پر شکریہ ادا کر کے بہت مناسب ہے اور اس کے عمل پر رضامندی اور سرور کا اظہار بھی کرنا چاہئے۔ (۶) لوگوں میں سب سے زیادہ احسان کے حق دار رحم کے رشتہ دار اور پھر ان سے جو نیچے ہوں جبکہ وہ اس کے ضرورت مند بھی ہوں ورنہ تو صاحب حاجت

## ۳۸ : بَابُ وُجُوْبِ اَمْرِهٖ اَهْلَهٗ وَاَوْلَادَهُ الْمُمَيِّزِيْنَ وَسَآئِرَ مَنْ فِيْ رَعِيَّتِهٖ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُخَالَفَةِ وَتَاْدِيْبِهِمْ وَمَنْعِهِمْ مِّنِ ارْتِكَابِ مَنْهِيٍّ عَنْهُ

## بَابٌ : اپنے گھر والوں اور باعقل اولاد اور اپنے تمام ماتحتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت سے روکنا واجب ہے اور ممنوعہ کاموں کے ارتکاب کی حالت میں ان کی تادیب کرنا اور مخالفت سے ان کو منع کرنا ضروری ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ [طه:۱۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ [تحريم:٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر جمے رہو''۔ (طٰہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ!'' (تحریم)

حل الآیۃ : الاھل : قرابت والے۔ بیوی پر بھی بولا جاتا ہے۔ التحریم قوا : یہ وقایہ سے ہے دور کرو اور بچاؤ۔

۳۰۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً

۳۰۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کھجور صدقہ کی کھجوروں میں

مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ"

سے لے لی اور اس کو اپنے منہ میں ڈال لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے پھینک دو کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے''۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ''ہمارے لئے صدقہ کا مال حلال نہیں ہے''۔

وَقَوْلُهٗ : "كِخْ كِخْ" يُقَالُ بِاَسْكَانِ الْخَآءِ وَيُقَالُ بِكَسْرِهَا مَعَ التَّنْوِيْنِ وَهِيَ كَلِمَةُ زَجْرٍ لِلصَّبِيِّ عَنِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَكَانَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَبِيًّا۔

امام نووی فرماتے ہیں كِخْ كِخْ۔ کاف کے فتحہ وکسرہ کے ساتھ ڈانٹ کا کلمہ ہے جو بچے کو ناپسندیدہ باتوں سے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔

**تخريج** : رواه البخاري في الزكاة ' باب ما يذكر في الصدقة للنبي ﷺ و الجهاد و مسلم في الزكاة ' باب تحريم الزكاة على النبي ﷺ۔

**اللغات** : تمر الصدقة : جوبطور زکوۃ کھجوریں جمع کی گئی تھیں۔ لنا : آل محمدؐ اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔

**فوائد** : (۱) ضروری ہے کہ انسان اپنے خاندان اور جن کی نگرانی اس کے ذمہ ہو ان کو حرام چیزوں سے روکے۔ اس کی حکمت بھی ذکر کردی گئی ہے۔ (۲) زکوۃ' صدقات آل بیت پر حرام کئے گئے اور ان کے لئے غنائم کا پچیسواں حصہ حلال کیا گیا۔ (۳) حاکم کا فرض ہے کہ وہ زکوۃ کو جمع کرے اور پھر مستحقین کو دے اور زکوۃ کی نگرانی امانت اور بالغ نظری سے کرے۔

۳۰۱ : وَعَنْ اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ رَبِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۱ : حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے ربیب) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں میں چھوٹا بچہ تھا۔ میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف چکر لگاتا (کیونکہ میں کھانے کے آداب سے واقف نہ تھا) اس پر آپؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ کا اوّلاً نام لو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اس ارشاد کے بعد ہمیشہ میرا کھانے کا یہی طریقہ بن گیا۔ (بخاری ومسلم)

"وَتَطِيْشُ" : تَدُوْرُ فِيْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ۔

تَطِيْشُ : پیالے کی اطراف میں گھومنا۔

**تخريج** : رواه البخاري في الاطعمة ' باب التسمية على الطعام والاكل باليمين و مسلم في الاشربة باب آداب الطعام والشراب واحكامها۔

**اللغات** : ربیب : آپ کی زوجہ ام سلمہ کا بیٹا۔ یہ لفظ رب الامر سے لیا گیا۔ جب کہ آدمی اس کی نگرانی اور تدبیر کرنے والا ہو۔ مراد اس سے حفاظت ونگرانی اور تدبیر کرنے والا ہو۔ حجر : پرورش' مراد اس سے حفاظت ونگرانی ہے۔ غلاما : نابالغ۔ **الصفحة** :

پیالے کی طرح کا برتن بعض نے کہا لمبا پیالہ۔

**فوائد** : (۱) اسلامی آداب اور اعلیٰ اخلاق کے مطابق اولاد کی تربیت ضروری ہے اور ان کو صحیح رخ پر ڈالنا اور ان غلطیوں اور خلاف ورزیوں پر متنبہ کرنا ضروری ہے جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوں۔ (۲) کھانے کے آداب یہ ہیں:

اللہ کا نام لے کر شروع کرنا' دائیں ہاتھ سے کھانا اور اپنی طرف سے کھانا استعمال کرنا' ساتھ کھانے والے کے سامنے سے کھانا نہ لینا۔ ان آداب کی مخالفت پر علماء کا اتفاق ہے البتہ پھل ہو تو اس کو چن کر کھانا جائز ہے یا ساتھ کھانا کھانے والے کی طرف سے رضامندی کا علم ہو کہ وہ سامنے سے کھانے لینے کو محسوس نہ کرے گا تو پھر اس کی جانب سے کھانا اٹھا لینے میں حرج نہیں۔ (۳) صحابہ کرام رضوان اللہ آنحضرت ﷺ کی رہنمائی کو کس قدر جلد پذیرائی دینے والے تھے تا نکہ چھوٹے بچے بھی اس کا اہتمام کرتے۔

۳۰۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ' : اَلْاِمَامُ رَّاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ' وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ' وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ : فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۲ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ؐ کو فرماتے سنا کہ ہر ایک تم میں سے حاکم ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام نگران ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ اس سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اسکی ذمہ داری کی باز پرس ہوگی۔ پس ہر ایک تم میں سے ذمہ دار اور نگران ہے اور اپنی ذمہ داری کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔

**تخریج** : اس حدیث کی تخریج اور شرح باب ۳۵ حدیث رقم ۲۸۵ میں گزر چکی ھے ملاحظہ کر لیں۔

**فوائد** : (۱) مسئولیت اسلام میں ایک دینی معاملہ ہے اس میں کوتاہی پر قیامت کے دن محاسبہ ہوگا جس طرح کہ یہ ایک دنیوی معاملہ ہے جس میں ہونے والی کوتاہی کا محکمہ عدل محاسبہ کرتا ہے اور رعایا کو اس کا جائز حق اس سے دلواتا ہے۔ (۲) امت کا ہر فرد اپنے اپنے مقام پر مسئول ہے خواہ اس کی ذمہ داری بڑی ہو یا چھوٹی۔ (۳) باپ کو اپنی اولاد کی نگہبانی کرنی چاہئے اور جن اہم کاموں کا جاننا ضروری ہے ان میں ان کی رہنمائی کرنی چاہئے اور اگر اس پہلو میں وہ کوتاہی کرے گا تو اس سے کل پوچھ گچھ ہوگی۔

۳۰۳ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَآءُ عَشْرٍ

۳۰۳ : حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد و دادا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور نماز کی وجہ سے ان کو مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستروں کو الگ

وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

الگ کر دو۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد) نے عمدہ اسناد سے روایت کیا۔

**تخریج** : الحديث رواه ابوداود في الصلاة ' باب متى يومر الغلام بالصلاة

**اللّغَات** : اولادکم : جمع ولد یہ لفظ مذکر دمونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ سبع : سات سال۔ المضاجع : جمع مضجع لیٹنے کی جگہ یعنی بستر مضجوع کا معنی چت لیٹنا ہے۔

**فوائد** : (۱) والدین وغیرہم کولازم ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دیں جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا اور نماز کے احکام کی تعلیم دیں اور نماز کے اعمال سکھلائیں اور اس کی شرط و آداب سے واقفیت دلائیں اور نماز کو قائم کرنے کا عادی بنائیں اور نماز کے چھوڑ دینے پر ان کی سرزنش کریں خواہ مار پیٹ تک بھی نوبت پہنچ جائے۔ (۲) والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ایسی چیزوں سے بچائیں جو ان کے دلوں میں کسی وقت فتنہ کا باعث بن سکتی ہوں اور خاص کر قریب البلوغ اولاد کو تاکیداً بتلائیں کہ ستر کھولنا حرام ہے اور اولاد کو ایک دوسرے کے ساتھ سونے سے علیحدہ کر دیں اور اگر گھر میں وسعت ہو تو ہر بچے کو مخصوص کمرہ دے دیں۔ (۳) تعلیم اور تمیز کی عمر سات سال ہے اور فراہق کی عمر دس سال سے شروع ہوتی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیتی وضاحتیں ہیں اور اس میں بچپن اور قریب البلوغ عمر کی خصوصیتیں اور تعلیم و تربیت بیان فرما دی۔

۳۰۴ : وَعَنْ اَبِيْ ثُرَيَّةَ سَبْرَةَ ابْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَلَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ : "مُرُو الصَّبِيَّ بِالصَّلٰوةِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ"۔

۳۰۴ : حضرت ابوثریہ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھا دو اور (اگر کوتاہی کریں تو) دس سال کی عمر میں ان کو مارو۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کے الفاظ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلٰوةِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ ہیں۔

**تخریج** : الحديث اخرجه ابوداود في الصلاة ' باب متى يومر الغلام بالصلاة والترمذي في ابواب الصلاة' باب ما جاء متى يومر الصبي بالصلاة۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت کے فوائد کو پیش نظر رکھا جائے۔ (۲) والدین کو نیک اعمال کی ادائیگی میں عمدہ نمونہ بننا چاہئے تاکہ ان کی قومی راہنمائی عمل سے مطابقت پا کر عمدہ نمونہ بن جائے۔ اس لئے کہ اگر باپ خود نماز کا پابند نہ ہو اور اولاد سے نماز کی پابندی کا مطالبہ کرے تو یہ بے فائدہ بات ہے۔ اسی طرح اساتذہ اور معلمین پر ضروری ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی میں عمدہ نمونہ ہوں اور اسی طرح دیگر عبادات بھی۔ تاکہ ان کی راہنمائی موثر ہو اور طلباء کو قبولیت کی طرف دعوت دینے والی ہو۔

## ۳۹ : بَابُ حَقِّ الْجَارِ وَالْوَصِيَّةِ بِهٖ

## بَاب : پڑوسی کا حق اور اس کے ساتھ حسن سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ

رب ذوالجلال والاکرام کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور

شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:٣٦]

اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان (کا سلوک) کرو اور قربت والوں' یتیموں' مساکین' قرابت والے پڑوسیوں' اجنبی پڑوسیوں' اجنبی ساتھی' مسافروں اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں یعنی غلام وغیرہ کے ساتھ احسان کرو"۔ (النساء)

حل الاية : احسانا: بھلائی اور قول وفعل سے اکرام۔ الجار ذی القربی : رہائش گاہ جس کی متصل ہو۔ الجار الجنب : دور رہائش اور پڑوسی۔ الصاحب بالجنب : سفر حضر کا نیک ساتھی۔ ابن السبيل : وہ مسافر جو اپنے شہر اور اہل وعیال سے الگ تھلگ پڑا ہوا اور وہ اپنے شہر کو واپس آنا چاہتا ہو مگر اس کے لئے اسباب میسر نہ ہوں۔ وما ملكت ايمانكم : لونڈیاں اور غلام۔

٣٠٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۵ : حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق مسلسل تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ اس کو وراثت میں بھی شریک بنا دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی الادب ' باب الوصاية بالجار و مسلم فی البر والصلة ' باب الوصية بالجار والاحسان اليه۔

**اللغات** : ظننت انه سيورثه : میں اس بات کا منتظر رہا کہ پڑوسی کو میراث میں حصہ داری کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔

**فوائد** : (۱) پڑوسی کا حق بہت بڑا ہے اور اس کی رعایت رکھنی بھی بہت ضروری ہے۔ (۲) اس کے حق کے سلسلہ میں وصیت کی تاکید کرنا یہ اس کے اکرام کو ضروری قرار دیتی ہے اور اس پر احسان کی متقاضی ہے اور اس سے تکلیف کا ازالہ کرنے اور مریض ہونے کی حالت میں عیادت کرتے اور خوشی میسر آنے کی صورت میں مبارک باد دیتے اور مصیبت کے وقت تعزیت کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔

٣٠٦ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ : اِنَّ خَلِيْلِيْ ﷺ اَوْصَانِيْ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَهَا ثُمَّ انْظُرْ اَهْلَ بَيْتٍ مِّنْ جِيْرَانِكَ فَاَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ"۔

۳۰۶ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر جب تم سالن پکاؤ تو زیادہ پانی ڈال لیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ (مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو! پھر اپنے پڑوسیوں میں سے کسی گھر والے کو دیکھو اور ان کو اس میں سے بھلائی کا حصہ (سالن) پہنچاؤ۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر والصلة ' باب الوصیة بالجار الاحسان الیه۔

**اللغات** : مرقة : گوشت جس میں پانی ڈال کر پکایا جائے۔ تعاهد : جانچ پڑتال کرنا۔ فاصبهم : ان کی طرف بھیج دو۔ بمعروف : اتنی مقدار جس کو بطور سالن وہ استعمال کرسکیں۔

**فوائد** : (۱) پڑوسیوں کو ہدیۃً کھانا وغیرہ بھیجنا مستحب ہے۔ خاص کر وہ کھانا جس کی خوشبو ہو اور پڑوسیوں کو اس کی ضرورت بھی ہو یا ان کو پکانے کی طاقت نہ ہو۔

۳۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ" قِیْلَ : مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ – وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ"۔

"اَلْبَوَائِقُ" : اَلْغَوَائِلُ وَالشُّرُوْرُ۔

۳۰۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں۔ اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں۔ عرض کیا گیا کون اے اللہ کے رسول ﷺ؟ ارشاد فرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔ (مسلم و بخاری) اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں : "وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں"۔

بَوَائِقُ : شرارتیں اور خباثتیں۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الادب ' باب اثم من لم یامن من جاره بوائقه و مسلم فی الایمان ' باب تحریم ایذاء الجار

**فوائد** : (۱) پڑوسیوں کو ایذاء پہنچانے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ ان سے شر کو روک رکھنا یہ کمال ایمان اور بہترین اخلاق کی علامت ہے۔ (۲) پڑوسیوں کو تکلیف دینا بعض اوقات یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے اور نافرمانی اور گناہ یہ جہنم کے عذاب کا باعث ہیں۔

۳۰۸ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "یَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۰۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی پڑوسن دوسری پڑوسن کے لئے (ہدیہ کو) حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : یہ روایت باب کثرة طرق الخیر میں گزر چکی ہے رقم ۱۲۱/۵ ملاحظہ فرمائیں۔

**فوائد** : (۱) پڑوسیوں کی طرف ہدیہ بھیجنا اور ان سے لینا مستحب ہے جتنا بھی کم ہو خواہ وہ ایک کھر ہی کیوں نہ ہو۔ الفرسن : اس ہڈی کو کہتے ہیں جس میں گوشت تھوڑی مقدار میں ہوتا ہے۔

۳۰۹ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا یَمْنَعْ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِهٖ

۳۰۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی پڑوسی دوسرے پڑوسی کو اپنی دیوار میں

ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا لِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ رُوِيَ خُشُبَهُ "بِالْاِضَافَةِ وَالْجَمْعِ" وَرُوِيَ "خَشَبَةً" بِالتَّنْوِيْنِ عَلَى الْاِفْرَادِ – وَقَوْلُهُ مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ' يَعْنِيْ عَنْ هٰذِهِ السُّنَّةِ۔

لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھرابوہریرہ رضی اللہ عنہ مخاطبین کو فرمانے لگے میں تم کو اس بات سے اعراض کرنے والا پاتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس (بات) کو تمہارے کندھوں کے درمیان ضرور پھینک کر رہوں گا (یعنی ضرور بیان کروں گا)۔

خُشُبُہُ اور خَشَبَۃً دونوں طرح ہے۔ پہلا جمع دوسرا مفرد ہے۔ مَالِیْ اَرَاکُمْ عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ یعنی تم اس سنت کو چھوڑنے والے ہو۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی المظالم باب لا یمنع جار جاره ان یغرز ......الخ والاشربة و مسلم فی البیوع' باب غرز الخشب فی جدار الجار۔

**اللغات** : لارمین :میں ضرور بیان کروں گا۔ اکتافکم :تمہارے درمیان۔

**فوائد** : (۱) پڑوسیوں کے درمیان تعاون کو دراز کرنا چاہئے اور ایک دوسرے کے ساتھ درگزر سے کام لینا چاہئے اور ان حقوق سے دست بردار ہو جانا چاہئے جس میں ان کو فائدہ اور اس کو نقصان نہ ہو۔ (۲) پڑوسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے پڑوسی کو جو اس کو فائدہ دینے والی ہو اور نقصان نہ دینے والی چیز کو روک کر رکھے۔ خواہ وہ تعمیر کے سلسلہ میں ہو یا اس کے علاوہ زندگی کی دیگر سہولیات ہوں۔ (۳) پڑوسیوں سے تعاون اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اسلامی محبت پائی جاتی ہے اور اجتماعیت اسلامیہ ایک دوسرے کی کفیل ہے۔

۳۱۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۰ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ دے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی کتاب الادب' باب من کان یومن بالله والیوم الاخر ......الخ و مسلم فی کتاب الایمان باب تحریم ایذاء الجار۔

**اللغات** : فلا یوذی جارہ :لا نافیہ ہے اور اصل عبارت یوں ہے فھو لا یوذی : پس وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے گا۔ خیرا :جس چیز پر نفع کا دارومدار ہو۔

**فوائد** : (۱) پڑوسی کو تکلیف پہنچانا حرام اور اس کی ایذا رسانی کمال ایمان کے منافی ہے (۲) اس ارشاد نبوت میں مہمان کی مہمانداری پر آمادہ کیا گیا ہے (۳) لغو اور بے کار کلام میں مصروف ہونے سے خبردار کیا گیا مثلاً غیبت' چغل خوری وغیرہ (۴) جب بات کرنے کا فائدہ نظر نہ آئے تو خاموشی ہی بہتر ہے (۵) ایمان کے کچھ نشانات اور کچھ اثمار ہیں جن پر پڑوسی سے حسن سلوک دلالت کرتا ہے اور اسی طرح مہمان کا احترام' اچھی گفتگو' خاموشی اختیار کرنا جبکہ گفتگو کا فائدہ نہ ہو یہ سب ایمان ہی کے آثار و اثمار ہیں۔

۳۱۱ : وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ ' وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ ' وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَہٗ۔

۳۱۱ : حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے پڑوسی پر احسان کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ اپنے مہمان کا اکرام واحترام کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔ مسلم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے اس کے بعض الفاظ روایت کئے ہیں۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی کتاب الادب ' باب من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذی جارہ و مسلم فی کتاب الایمان ' باب الحث علی اکرام الجار والضیف۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت کے فوائد کو پیش نظر رکھیں مزید فوائد یہ ہیں: (۲) قیامت پر سچا ایمان اور قیامت کے دن کی مقبولیت کا شعور تب ظاہر ہوگا جبکہ پڑوسی سے سلوک عمدہ ہوگا اور مہمان کا پورا اکرام ہوگا اور عمدہ کلام کو اپنی طبیعت ثانیہ بنالے گا اور سکوت غیر ضروری گفتگو سے اس کا مزاج بن جائے گا۔

۳۱۲ : وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّھِمَا اُھْدِیْ؟ قَالَ : "اَقْرَبِھِمَا مِنْکَ بَابًا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۱۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گزارش کی یارسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے میں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے''۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری والشفعة ' باب ای الجوار اقرب والھبة باب بمن یبداء بالھدیة۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے پڑوسیوں کو ہدیہ بھیجتے وقت قریب سے قریب تر کا لحاظ رکھا جائے جبکہ وہ تمام پر احسان نہ کرسکتا ہو۔

۳۱۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرُھُمْ لِصَاحِبِہٖ وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرُھُمْ لِجَارِہٖ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۳۱۳ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو پڑوسیوں کے لئے سب سے بہتر ہو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی والبر ' باب ما جاء فی الاحسان الی الخدم۔

**اللغات** : خیر الاصحاب : بہترین ساتھی یعنی جو ثواب میں سب سے بڑھنے والے اور مرتبے میں سب سے زیادہ معزز خیر

الجیران کا بھی یہی مطلب ہے۔ خیرھم لصاحبہ : اپنے ساتھی کو سب سے زیادہ نفع دار فائدہ پہنچانے والے اور اس سے ایذاء کو دور کرنے والے اسی طرح خیرھم لجارہ کا بھی یہی مطلب ہے۔

**فوائد :** (۱) اس روایت میں اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ آدمی کو دوستوں اور پڑوسیوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہئے اور ان سے زیادہ سے زیادہ ایذاء اور تکلیف کو دور کرنا چاہئے۔

## ٤٠ : بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الْاَرْحَامِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ [النساء:١] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ [الرعد:٢١] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ [العنكبوت:٨] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ [الاسراء:٢٣] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ [لقمان:١٤]

## باب : والدین سے احسان اور رشتے داروں سے حسن سلوک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قرابت والوں اور یتامیٰ و مساکین اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو کا ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں (غلام و لونڈیاں) ان سے بہتر سلوک کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اس اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داریوں کے بارے میں (توڑنے سے) ڈرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جس کے ملانے کا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کی نصیحت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تیرے رب نے حکم دیا کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں ہی تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف مت کہو اور نہ ڈانٹو اور ان دونوں سے ادب کی بات کرو اور ان کے سامنے عاجزی کے بازو کو جھکاؤ مہربانی سے اور ان کیلئے (ہمار بارگاہ میں اس طرح دعا کرو) اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما' جس طرح بچپن میں انہوں نے میری تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی اس کی ماں نے اس کو تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اس کو پیٹ میں اٹھایا اور

اسکا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا۔ شکر کر میرا اور اپنے والدین کا''۔

حل الایۃ : تساء لون: ایک دوسرے سے تم سوال کرتے ہو۔ اس طرح کہہ کر کہ اسالك بالله ان الخ : کہ میں اللہ کا نام لے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرا فلاں کام کر دے۔ والارحام : جمع رحم' قرابت دار مراد ہیں۔ یعنی رحموں کے بارے میں اس بات سے بچو کہ تم قطع رحمی کا ارتکاب کرو۔ قضی : حکم دیا یا واجب کیا۔ ان لا تعبدوا الا ایاه : یعنی اس اکیلے کی تم عبادت کرو کیونکہ جب انتہائی خضوع اور تعظیم کا نام ہے تو ایسی تعظیم اسی ہی کی ذات کے مناسب اور لائق ہے۔ اف : یہ اسم فعل مضارع ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ پر دلالت کرتا ہے۔ لا تنهرهما : ان کو اس معاملہ میں مت ڈانٹ جس کو وہ کر لیں اور وہ تم کو پسند نہ ہو۔ قولاً کریمًا : بہت اچھا خوبصورت بول۔ واخفض لهما جناح الذل : اپنے پہلو کو ان کے لئے نرم رکھ اور ان کے سامنے عاجزی کر۔ وهنا على وهن : حمل سے لے کر اس کی کمزوری روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ وفصاله : دودھ چھڑانا مدت رضاعت کاملہ دو سال ہیں (یہ جمہور کا قول ہے۔ عند ابی حنیفہ اڑھائی سال ہے۔ مترجم)

۳۱٤ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ : اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ : "اَلصَّلٰوةُ عَلٰی وَقْتِهَا" قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ : "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۱۴ : حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے کہا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی المواقیت ' باب فضل الصلاة لوقتها والتوحید و مسلم فی الایمان ' باب بیان کون الایمان بالله تعالی افضل الایمان۔

**اللغات** : احب الی الله : اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے یعنی اس کے ہاں زیادہ قرب والا ہے۔ الصلاة علی وقتها : نماز اس کے وقت پر بعض نے کہا اول وقت میں اور بعض نے کہا وقت کے دوران۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق خالصہ میں شہادتین کے بعد نماز کا درجہ ہے۔ (۲) اور لوگوں کے حقوق میں افضل ترین والدین کا حق ہے اور قربانی کی اقسام میں سب سے افضل قربانی جہاد ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور لوگوں کے حقوق پر محافظت و نگہبانی کا ذریعہ ہے۔

۳۱٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدًا اِلَّا اَنْ یَّجِدَهٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَهٗ فَیُعْتِقَهٗ" رَوَاهُ

۳۱۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی اولاد اپنے والد کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتی مگر اس طرح کہ وہ اپنے والد کو غلام پا کر اسکو خرید کر

مُسْلِمٌ۔ آزاد کردے''۔(رواہ مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی العتق ' باب فضل عتق الوالد

**اللغات** : لا یجزی : بدلہ نہیں بن سکتا۔

**فوائد** : (۱) اسلام میں والدین کا حق بہت بڑا ہے۔(۲) لڑکے نے اپنے والد کو خرید لیا تو خریداری سے ہی وہ آزاد ہو جائے گا۔ اس کے لئے آزادی کا لفظ بولنے کی ضرورت نہیں۔ فقط اس کا مالک کے ہاتھ سے خرید لینا ہی سبب حق ہے۔

۳۱۶ : وَعَنْهُ اَيْضًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو صلہ رحمی کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو اچھی طرح بات کہنی چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے۔(بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الادب ' باب من كان يومن بالله واليوم الاخر و مسلم في الايمان ' باب الحث علی اکرام الجار و الضعیف۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت کے فوائد پیش نظر رہیں۔(۲) صلہ رحمی اور مہمان کی عزت افزائی کی تاکید۔ اسی طرح نرم گفتگو اور فحش کلام سے اپنی زبان کو بچا کر رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے پس اسی لئے ان کو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی علامت قرار دیا۔

۳۱۷ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ : هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ ' قَالَ : نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ بَلٰى ' قَالَ : "فَذٰلِكِ لَكِ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ : ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ

۳۱۷ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا جب ان کی تخلیق سے فارغ ہو چکا تو رحم کھڑا ہوا اور کہا یہ وہ مقام ہے جس میں قطع رحمی سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہاں اے رحم کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اس سے تعلق جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرے۔ رحم نے جواب دیا کیوں نہیں۔ اللہ نے فرمایا یہ تیرے لئے (خاص ہے) پھر رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: تم اگر چاہو تو یہ آیت (اس بات کی تائید میں) پڑھ لو **فَهَلْ عَسَيْتُمْ** ...... پس عنقریب جب تمہیں اقتدار مل جائے تو تم زمین پر فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور ان کو

لِلْبُخَارِیِّ : فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ"۔

بہرا اور اندھا کر دیا۔ (محمد) (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: فَقَالَ اللّٰهُ ...... کہ جو تجھ سے ملائے میں اس سے ملاؤں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الادب ' باب من وصل وصله الله و مسلم فی کتاب البر والصلة ' باب صلة الرحم و تحریم قطعتها۔

**اللُّغَاتُ** : فرغ منهم : ان کی تخلیق کو مکمل کر لیا۔ یہ نہیں کہ وہ ان کے بنانے میں مشغول تھا اور پھر فارغ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کو اسباب و آلات کی ضرورت نہیں بلاشبہ اس کے کام ایسے ہیں کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کو فرماتا ہے ہو جا' وہ ہو جاتی ہے۔ العائذ : پناہ چاہنے والا۔ صل من وصلك : ابن ابی حمزہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملانا یہ ہے کہ اس کی طرف سے عظیم احسان کر دیا جائے اور قطع سے مراد محرومی احسان ہے۔ رحم کا گفتگو کرنا حقیقت پر محمول کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بولنے کا حکم دیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے یا بزبان حال بیان کیا گیا کہ اگر وہ کلام کرتا تو یوں کہتا۔ هل عسیتم : کیا تم سے توقع ہے یہ آیت سورۂ محمد ۲۲' ۲۳ کی ہے۔ تولیتم : حاکم بن جاؤ اور ان کے معاملات کے ذمہ دار بنو یا اسلام سے منہ موڑ لو۔

**فوائد** : (۱) قطع رحمی حرام ہے اور ان کی ملاقات سے منہ موڑ لینا جائز نہیں اسی طرح ان کی اعانت اور حسن معاشرت سے اعراض کرنا انتہائی نامناسب ہے۔ (۲) الرحم سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے صلہ رحمی کرنا واجب ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ اقارب ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ خواہ باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے اور بعض نے کہا یہ حکم ہر قریبی رشتہ دار کے لئے عام ہے۔

۳۱۸ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ "اُمُّكَ" قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ "اُمُّكَ" قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : "اَبُوْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِیْ رِوَايَةٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ – قَالَ : "اُمُّكَ" ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ "وَالصَّحَابَةُ" بِمَعْنٰی : الصُّحْبَةِ – وَقَوْلُهٗ "ثُمَّ اَبَاكَ" هٰكَذَا هُوَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ : اَیْ ثُمَّ بِرَّ اَبَاكَ وَفِیْ رِوَايَةٍ : "ثُمَّ اَبُوْكَ" وَهٰذَا وَاضِحٌ۔

۳۱۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا کون حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ پھر پوچھا پھر کون؟ تو ارشاد فرمایا تیری ماں۔ اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں : مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ" یا رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اچھے سلوک کا کون حقدار ہے؟ ارشاد فرمایا تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر تمہارا قریبی۔ الصُّحْبَةُ کا لفظ صحبت کا ہم معنی ہے۔ اَبَاكَ کا لفظ نصب سے آیا ہے۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یعنی بِرَّ اَبَاكَ اور دوسری روایت میں ثُمَّ

اَبُوْكَ اور یہ زیادہ واضح ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الادب ' باب من احق الناس بحسن الصحبة و مسلم فی اوّل البر و الصلة' باب بر الوالدین و انهما احق به۔

**اللغات** : رجل :اس کا نام معاویہ بن حیدہ ہے۔ ادناك ادناك :قریبی پھر قریبی۔

**فوائد** : (۱) ماں کے متعلق خاص طور پر تاکیدی وصیت فرمائی گئی کیونکہ وہ کمزور بھی ہے اور ضرورت مند بھی ہے۔ نیز قرابت داری کا احترام تمام کا ایک جیسا نہیں ہے۔ (۲) فقہاء کرام نے اسے استدلال کیا کہ جب آدمی پر والد اور ماں کا خرچہ واجب ہو اور اس کے پاس صرف ایک پر خرچ کرنے کی مقدار خرچہ ہو تو اس کو ماں پر پہلے خرچ کرنا چاہئے۔

۳۱۹ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ :اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۱۹ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو پھر خاک آلود پھر خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا خواہ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو اور جنت میں داخل نہ ہوا (خدمت کر کے)۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی البر و الصلة ' باب رغم انف من ادرك ابویه او احدهما

**اللغات** : رغم :مٹی میں مل جائے۔ یہ درحقیقت ذلت اور فقر کی بددعا ہے۔

**فوائد** : (۱) والدین سے حسن سلوک ان کی جوانی میں بھی واجب ہے۔ بڑھاپے کو خاص طور پر اس لئے ذکر کر دیا تا کہ اس بات کی تاکید زیادہ ہو جائے کہ بڑھاپے میں تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کیونکہ اس عمر میں ان کے ساتھ حسن سلوک کی ضرورت اور بھی بڑھ جائے گی کیونکہ خود ان کو اس سلوک کی حاجت ہے۔ (۲) والدین کی نافرمانی ان کبائر میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا جاتا اور آگ کے عذاب کا حق دار بن جاتا ہے۔

۳۲۰ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَنِيْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ - فَقَالَ :"لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"وَتُسِفُّهُمْ" بِضَمِّ التَّاءِ وَكَسْرِ السِّيْنِ

۳۲۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں اور میں ان پر احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جاہلانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسی طرح ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو ان کے منہ میں گویا گرم راکھ ڈالتا ہے اور تیرے ساتھ ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ

الْمُهْمَلَةِ وَتَشْدِيْدِ الْفَآءِ "الْمَلُّ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَتَشْدِيْدِ اللَّامِ وَهُوَ الرَّمَادُ الْحَارُّ :اَىْ كَاَنَّمَا تُطْعِمُهُمْ الرَّمَادَ وَالْحَارَّ ' وَهُوَ تَشْبِيْهٌ لِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ اٰكِلَ الرَّمَادِ الْحَارِّ مِنَ الْاَلَمِ وَلَا شَیْءَ عَلٰى هٰذَا الْمُحْسِنِ اِلَيْهِمْ لٰكِنْ يَنَالُهُمْ اِثْمٌ عَظِيْمٌ بِتَقْصِيْرِهِمْ فِیْ حَقِّهٖ وَاِدْخَالِهِمُ الْاَذٰى عَلَيْهِ"وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

کی طرف سے ایک مددگار رہے گا۔ جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔(رواہ مسلم)

تُسِفُّهُمُ الْمَلُّ : گرم راکھ کھلانا۔ گویا تو ان کو گرم راکھ کھلاتا ہے۔ اس میں اس گناہ کو جو ان کو ملے گا گرم راکھ کھانے والے کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس سے تشبیہ دی گئی۔ اس محسن پر کچھ بھی گناہ نہ ہوگا لیکن ان کو بڑا گناہ ملے گا کیونکہ وہ اس کے حق میں کوتاہی برتنے والے ہیں اوراس کواذیت پہنچاتے ہیں۔ واللہ اعلم

**تخریج** : اخرجه مسلم فى البر والصلة ' باب صلة الرحم وتحريم قطعيتها۔

**اَللُّغَاتُ** : حلم :صبراوردرگزرکر۔الحیلم :حوصلہ۔یجھلون علی :میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ظھیر :محافظ۔

**فوائد** : (۱)زیادتی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا جائز ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ باز آ جائے اوراحسان کی طرف لوٹ پڑے ورنہ رحمان سے مزید دور ہو جائے گا۔

۳۲۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَلَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنٰى :"يُنْسَاَلَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ" اَىْ يُؤَخَّرَ لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ وَعُمُرِهٖ۔

۳۲۱:حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جوآدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اس کو صلہ رحمی کرنی چاہئے''۔ (بخاری ومسلم)

يُنْسَاَلَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ :اس کی مدت مقررہ اورعمر میں تاخیر ہو۔

**تخریج** : اخرجه البخارى فى الادب ' باب من بسط له فى الرزق والبيوع ' باب من احب البسط فى الرزق و مسلم فى البر والصلة ' باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها۔

**فوائد** : (۱) صلہ رحمی کا فائدہ یہ ہے کہ عمر میں برکت حاصل ہوگی اوررزق میں وسعت اورصحت کی حفاظت اورموت کے بعد اچھا تذکرہ اورنیک اولاد اوراللہ تعالیٰ کی اطاعت کی توفیق میسر ہوگی اوراوقات ضائع ہونے سے محفوظ رہیں گے اورسعادت کومحسوس کرے گا اورطمانیت وسرور میسر ہوگا۔ یہ تمام اوقات صلہ رحمی کی وجہ سے ملیں گی۔

۳۲۲ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَخْلٍ وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ

۳۲۲:حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں کھجوروں کے باغات کے لحاظ سے سب سے زیادہ مالدار تھے۔ان کواپنے اموال میں سب سے زیادہ بیرحاء پسند

الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران:۹۲] وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرَحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَقَسَّمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ بَنِيْ عَمِّهٖ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ بَيَانُ اَلْفَاظِهٖ فِيْ : بَابِ الْاِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ۔

تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں داخل ہوتے اور اس کا عمدہ پانی نوش فرماتے۔ جب یہ آیت اتری: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت اتاری ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ : اور بلاشبہ میرے مالوں میں سب سے زیادہ پسند مال بیرحاء ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کے اجر اور ذخیرہ ہونے کی امید کرتا ہوں۔ پس آپؐ اس کو جہاں چاہیں اپنی مرضی کے موافق خرچ فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے اور میں نے سن پایا جو تم نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے یارسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ اس کو اپنے اقارب اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

یہ روایت باب الانفاق میں گزری ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ ، باب الزکاۃ علی الاقارب والوصایا یا والوکالۃ والتفسیر ، و مسلم فی الزکاۃ ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین۔

**اللغات** : البر : یہ ایسا جامع لفظ ہے جو ہر خیر و بھلائی کو شامل ہے۔ یہ آیت سورۂ آل عمران ۹۲ میں ہے۔ بخ : یہ ایسا کلمہ ہے جو تعریف اور رضامندی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ مبالغۃً : یہ تکرار سے لایا گیا۔ اس حدیث کی مکمل شرح باب الانفاق مما یحب باب ۳۷ روایت ۲۹۹ میں گزری ہے۔

۳۲۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ : هَلْ لَكَ مِنْ وَّالِدَيْكَ اَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ نَعَمْ بَلْ

۳۲۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں آپؐ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس پر اجر کا خواہش مند ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں بلکہ

كِلَاهُمَا قَالَ : فَتَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى؟" قَالَ : نَعَمْ قَالَ : "فَارْجِعْ اِلٰى وَالِدَيْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا : جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ قَالَ : "اَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟" قَالَ : نَعَمْ قَالَ "فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ"۔

دونوں زندہ ہیں۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تو واقعتہً اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ بخاری و مسلم کی متفقہ روایت میں یہ الفاظ ہیں : جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ قَالَ اَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ نَعَمْ تو اس پر آپؐ نے فرمایا ان کی خدمت میں خوب کوشش کرو۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد ' باب الجهاد باذن الابوين و مسلم فی البر والصلة ' باب بر الوالدين وانهما احق به

**فوائد** : (۱) ہجرت اگرچہ واجب ہے لیکن والدین کا حق زیادہ واجب ہے اس لئے اس پر مقدم کیا جائے گا۔ یہ اس وقت حکم ہے جبکہ وہ اس مقام پر رہتے ہوئے اپنے دین کی حفاظت کرسکتا ہو۔ ورنہ ہجرت ضروری ہے تاکہ دین بچ جائے اور والدین کو چھوڑ دے جس طرح مہاجرین نے کیا۔ (۲) والدین کے ساتھ احسان کو جہاد سے مقدم کیا جائے گا کیونکہ ان پر احسان پر فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ یہ حکم اس صورت کا جب جہاد فرض کفایہ ہو جب نفیر عام ہو جائے تو اس وقت جہاد متعین ہو جائے گا۔

۳۲٤ : وَعَنْهُ – عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِيْ اِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
"وَقَطَعَتْ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالطَّاءِ "وَرَحِمُهٗ" مَرْفُوْعٌ۔

۳۲۴ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو احسان کے بدلے میں احسان کرے بلکہ صلہ رحمی والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)
رَحِمَه مرفوع ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الادب ' باب فضل صلاة العشاء فی جماعة۔

**اَللُّغَاتٌ** : ليس الواصل : کامل صلہ رحمی کرنے والا۔ المكافي : جو صلہ رحمی صلہ رحمی کے مقابلہ میں کرتے ہیں۔ رحمة : قرابت داری۔ وصلها : ان سے نیکی کی اور ان پر احسان کیا یعنی جب اس نے روکا تو اس نے عطا کیا۔

: (۱) صلہ رحمی پر آمادہ کیا گیا ہے کہ صلہ رحمی میں اضافہ کرنا چاہئے۔ خواہ وہ اس کے حق میں کوتاہی کرنے والے ہوں۔

۳۲٥ : وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ : "مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم عرش سے لٹکی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ جو مجھے ملائے اللہ تعالیٰ اس کو ملائے اور جو مجھے کاٹے اللہ تعالیٰ اسے کاٹے''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب من وصل وصله الله و مسلم فی البر والصلة ' باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها واللفظ لمسلم۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں صلہ رحمی کی ترغیب دی گئی ہے اور قطع رحمی سے خبردار کیا گیا اور ڈرایا گیا ہے۔

۳۲۶ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَاْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ قَالَتْ اَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّيْ اَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِيْ؟ قَالَ : "اَوَ فَعَلْتِ؟" قَالَتْ نَعَمْ قَالَ : "اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۶ : حضرت ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لی جب وہ دن آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ہاں قیام تھا تو انہوں نے کہا کیا آپؐ نے محسوس کیا کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ایسا کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم وہ اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تمہیں زیادہ اجر ملتا"۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الهبة ' باب من یبداء بالهدیة و مسلم فی الزکاة ' باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین۔

**اللغات** : ولیدة : لونڈی۔ اشعرت: کیا آپ کو معلوم ہوا۔

**فوائد** : (۱) بیوی اپنی ملکیت میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے۔ (۲) قریبی عزیز جو مسکین ہو اور خدمت کا محتاج ہو اس کو غلام/لونڈی دے دینا عام صدقہ سے افضل ہے کیونکہ اس میں صدقہ و صلہ رحمی دونوں شامل ہیں۔

۳۲۷ : وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّيْ قَالَ : نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَقَوْلُهَا : "رَاغِبَةٌ" اَيْ طَامِعَةٌ فِيْمَا عِنْدِيْ تَسْاَلُنِيْ شَيْئًا قِيْلَ كَانَتْ اُمَّهَا مِنَ النَّسَبِ وَقِيْلَ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالصَّحِيْحُ الْاَوَّلُ۔

۳۲۷ : حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری والدہ میرے پاس آئیں جبکہ وہ مشرکہ تھیں اور یہ آنحضرت ﷺ سے زمانہ معاہدہ کی بات ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا کہ میری والدہ میرے ہاں آئیں ہیں وہ چاہتی ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کروں کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو (اگرچہ وہ مشرک ہو) (بخاری ومسلم)

رَاغِبَةٌ : مجھ سے کسی چیز کی خواہاں ہیں۔ یہ ماں نسب سے تھیں یا رضاعت سے؟ زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ نسبی ماں تھی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الھبة ' باب الھدیة للمشرکین و الحربیة والادب و مسلم فی الزکاة باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین۔

**اللغات** : قدمت علی امتی : میری والدہ مکہ سے مدینہ آئیں اوران کی والدہ کا نام قیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ بعض نے کہا قتیلہ تھا جو تصغیر کا صغیہ ہے۔ افاصل امتی : کیا میں ماں پر صدقہ کرسکتی ہوں۔

**فوائد** : (۱) جب تک قریبی رشتہ دار حربی نہ ہو تو اس سے صلہ رحمی جائز ہے اور خاص کر والدین سے خود ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ﴾ کہ اگر تم کو تمہارے والدین شرک پر مجبور کریں جس کا تم کو کچھ بھی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کر مگر ان سے دنیا میں اچھا برتاؤ اختیار کر۔

٣٢٨ : وَعَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ" قَالَتْ : فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ لَهٗ : اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْاَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهٗ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ : اَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ هُمَا؟" قَالَ : امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ زَيْنَبُ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَيُّ الزَّيَانِبِ هِيَ؟" قَالَ

٣٢٨ : حضرت زینب بنت ثقفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کرو خواہ اپنے زیورات ہی سے ہو۔ حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ کر آئی اور ان سے کہا تم تھوڑے مال والے آدمی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ اگر وہ تم پر خرچ کر دوں تو کیا مجھے کفایت کر جائے گا یا دوسروں پر خرچ کروں۔ مجھے عبداللہ نے کہا تم خود جا کر دریافت کرو (یہ زیادہ مناسب ہے) پس میں حاضر خدمت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری عورت بھی رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر میرے والی حاجت لے کر کھڑی تھی اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعب دیا گیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جا کر عرض کرو کہ دو عورتیں آپؐ سے مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں۔ کہ کیا ان کو صدقہ اپنے خاوندوں اور زیر پرورش یتیموں پر کرنا درست ہے اور آپؐ کو ہمارے ناموں کی اطلاع مت دو حضرت بلال رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ دو عورتیں کون ہیں؟ تو بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ایک انصاری عورت اور دوسری زینب۔ نبی

امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کریمؐ نے فرمایا: کونسی زینب؟ کہا عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو (بتلاؤ کہ) انہیں دوگنا اجر ملے گا ایک قرابت کا اجر اور دوسرا صدقہ کا اجر۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الزکاة ' باب الزکاة علی الزوج والایتام ' و مسلم فی الزکاة ' باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین ...... الخ

**اللغات** : حفيف ذات اليد :تھوڑے مال والا۔ المهابة: ہیبت ورعب۔

**فوائد** : (۱) جن لوگوں کا نفقہ زکوۃ وصدقہ دینے والے کے ذمہ نہ ہوان پر صدقہ اورزکوۃ کا خرچ کرنا جائز ہے۔ نفلی صدقہ تو زوجہ پر بھی صرف ہوسکتا ہے۔ (۲) دین معاملات ومسائل دریافت کرنے کے لئے عورت کو اپنے گھر سے نکلنا جائز ہے۔ (۳) علم کا حاصل کرنا جس طرح مرد پر ضروری ہے اسی طرح عورت پر بھی ضروری ہے۔ (۴) دین کے جن مسائل میں کوئی مشکل پیش آئے ان میں سوال کرنا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: شفاء العيي السوال۔

۳۲۹ : وَعَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ صَخْرِ ابْنِ حَرْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فِىْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِىْ قِصَّةِ هِرَقْلَ اِنَّ هِرَقْلَ قَالَ لِاَبِىْ سُفْيَانَ - فَمَا ذَا يَاْمُرُكُمْ بِهِ؟ يَعْنِى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ :يَقُوْلُ :اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ اٰبَآؤُكُمْ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۲۹ : حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی طویل حدیث جو قصہ ہرقل (شاہ روم) سے متعلق ہے' میں روایت کرتے ہیں کہ ہرقل نے مجھے کہا وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا وہ کہتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ان باتوں کو چھوڑ دو جو تمہارے آباؤ واجداد کہتے ہیں اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ نماز ادا کرو اور صدقہ کرو اور پاک دامنی اختیار کرو اور صلہ رحمی سے پیش آؤ''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی اواخر کتاب بدء الوحی و مسلم فی کتاب الجهاد ' باب کتاب النبی صلی الله علیه وسلم الی هرقل یدعوه الی الاسلام۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں دعوت اسلامیہ کی وہ خصوصیات ذکر کی گئیں جو اس میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں۔ (۲) اعتقادات و مبادیات دین میں غور وفکر سے کام لینا چاہئے محض اندھی تقلید سے عقائد کو اختیار نہ کرنا چاہئے۔

۳۳۰ : وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا يُذْكَرُ فِيْهَا الْقِيْرَاطُ" وَفِىْ رِوَايَةٍ سَتَفْتَحُوْنَ

۳۳۰ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم عنقریب ایسی سرزمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا تذکرہ ہوتا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں : سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ

مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَيْرًا : فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا" وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا "اَوْ قَالَ " ذِمَّةً وَّصِهْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ : الرَّحِمُ الَّتِيْ لَهُمْ كَوْنُ هَاجَرَ اُمِّ اِسْمَاعِيْلَ ﷺ مِنْهُمْ - "وَالصِّهْرُ" كَوْنُ مَارِيَةَ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ۔

وَهِيَ اَرْضٌ ......" تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے اس سر زمین میں قیراط کا لفظ بولا جاتا ہے وہاں کے لوگوں سے بھلائی کا سلوک کرنا کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ ذمہ اور رشتہ ہے اور دوسری روایت میں : "فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا ......" (مسلم) کہ جب تم اس کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ ذمہ اور رشتہ ہے یا فرمایا ذمہ اور سسرالی تعلق ہے۔

علماء نے فرمایا رحم سے مراد ہاجرہ ام اسماعیل علیہ السلام کا ان میں سے ہونا ہے اور صہر کا مطلب ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا ان میں سے ہونا ہے۔

**تخریج** : رواه مسلم فى الفضائل ' باب وصية النبى ﷺ باهل مصر۔

**اللّغَاتُ** : یسمی : بہت تذکرہ کیا جاتا ہے۔ القیراط : نصف دانق وزن کا سکہ اور دانق کا وزن درہم کا چھٹا حصہ۔ قیراط : کا لفظ اصل میں قراط : ہے۔ تشدید کے ساتھ پھر پہلی راء کو یاء سے بدل دیا مثلاً کدینار اس کا اصل دنار ہے۔ ذمہ : حق و احترام۔ صہرا : خلیل فرماتے ہیں کہ صہر عورت کے گھر والوں کو کہا جاتا ہے اور کہا کہ بعض اہل عرب داماد اور خاوند کے دیگر بھائیوں کو صہر کہتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپؐ نے مصر کی فتح کی خبر دی جبکہ دین ابھی جزیرہ عرب سے باہر نہ نکلا تھا۔
(۲) مفتوحہ شہر والوں کے متعلق خیر کی وصیت کرنی چاہئے جبکہ ان کے مابین اور مسلمانوں کے درمیان قرابت داری کا تعلق بھی پایا جاتا ہو۔

۳۳۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ وَقَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ ' يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ ' يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ ' يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ

۳۳۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ "کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ" اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت دی۔ وہ عام و خاص سارے جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد شمس اور اے بنی کعب بن لوی اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی مرہ بن کعب اپنے کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی عبد مناف اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی ہاشم! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی عبدالمطلب اپنے کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ اپنے آپ کو تو آگ سے بچا۔ میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ سوائے اس کے کہ تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے۔ میں

نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس کا ضرور پاس کروں گا (یعنی دنیاوی اعتبار سے اور اسے دنیاوی معاملات کی حد تک ضرور ملحوظ خاطر رکھوں گا)۔

بِبَلَالِهَا قَوْلُهُ ﷺ هُوَ بِفَتْحِ الْبَاءِ الثَّانِيَةِ وَكَسْرِهَا وَالْبَلَالُ" الْمَآءُ - وَمَعْنَى الْحَدِيْثِ: سَاَصِلُهَا شَبَّهَ قَطِيْعَتَهَا بِالْحَرَارَةِ تُطْفَأُ بِالْمَآءِ وَهٰذِهِ تُبَرَّدُ بِالصِّلَةِ۔

بِبَلَالِهَا : اَلْبَلَالُ پانی۔ معنی اس روایات کا یہ ہے کہ میں صلہ رحمی کروں گا (مسلم)
قطع رحمی کو حرارت سے تشبیہ دی جس کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔
رحم کو ٹھنڈک صلہ رحمی سے ہوتی ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب فی قولہ تعالی ﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾۔

**اللغات** : الایة :فی سورۃ الشعراء۲۱۴عشیرتک الاقربین :قریب ترین رشتہ دار قریش سے یہ نضر بن کنانہ کا لقب تھا۔اس کی اولاد مراد ہے۔فعم وخص :تمام کو بلایا۔اس انداز سے بلایا جو سب کے لئے عام تھا مثلاً اے بنی کعب بن لوی اور بعض کو خاص کر آواز دی مثلاً اے فاطمہ۔انقذوا انفسکم :اپنے آپ کو آگ سے بچالو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاکر۔

**فوائد** : (۱) آخرت کے بدلے کا دارومدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے۔ان کے بغیر فقط قرابت نسبی کام نہ دے گی۔(۲) دنیا میں ان سے صلہ رحمی کرنا ضروری ہے اور اصلاح کی ابتداء ان سے کرنی چاہئے اور ان کو بھلائی کی طرف متوجہ کرنا اور دعوت دینی چاہئے۔

۳۳۲ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ :"اِنَّ اٰلَ بَنِيْ فُلَانٍ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِيْ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنْ لَّهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ۔

۳۳۲ : حضرت ابوعبد اللہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے طور پر فرماتے سنا۔خفیہ نہیں کہ آل بنی فلاں میرے دوست نہیں میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک مؤمن ہیں البتہ ان کی رشتہ داری ہے جس کا لحاظ رکھوں گا۔(بخاری و مسلم)
یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب یبل الرحم ببلالھا و مسلم فی الایمان ' باب موالاۃ المومنین ومقاطعۃ غیرھم۔

**اللغات** : ان آل بنی فلان :بعض نے کہا اس سے مراد ابوطالب ہے یا ابوالعاص بن امیہ اور آل سے مراد یہاں جو ان میں سے ایمان نہ لائے تھے۔ولیی : میرا مددگار اور جس سے میں تمام امور میں مدد طلب کرتا ہوں۔

: (۱) کافر و مسلم میں ولایت و دوستی نہیں۔اگرچہ ان میں سے جو محارب نہ ہوں ان سے صلہ رحمی کی جائے گی۔البتہ گہری دوستی اور ولایت وہ مسلمانوں کے درمیان ہی ہے۔

۳۳۳ : وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ

۳۳۳:حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ – فَقَالَ النَّبِیّ : "تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا اور نماز کو قائم کر اور زکوۃ ادا کرتا رہ اور صلہ رحمی کیا کر (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ ' باب الاول : باب وجوب الزکاۃ ' و مسلم فی الایمان ' باب بیان الایمان الذی یدخل بہ الجنۃ۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں بتلایا گیا ہے کہ جنت میں داخلے اور آگ سے آزادی کے اسباب قیامت کے دن وہی ہیں جو اس روایت میں مذکور ہوان میں سے ایک صلہ رحمی ہے۔

۳۳٤ : وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ :قَالَ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّہٗ بَرَکَۃٌ ' فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءِ فَاِنَّہٗ طَھُوْرٌ" وَقَالَ : "الصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ ' وَعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَۃٌ وَّصِلَۃٌ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۳۳۴ : حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو اسے کھجور سے افطار کرنا چاہئے کیونکہ وہ برکت والی چیز ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی کے ساتھ اس لئے کہ وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اور فرمایا مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ دوصدقے ہیں۔ایک صدقہ اور دوسرے صلہ رحمی۔ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : اخرجہ الترمذی فی الزکاۃ' باب ما جاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ۔

**اَللُّغَاتُ** : البرکۃ :نمو اور اضافہ بھلائی کا بہت زیادہ ہونا۔ **طھور** :اس کا معنی ظاہر ومطہر ہے۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی پانی یا کھجور سے روزہ کھولے۔(۲) انسان کو چاہئے کہ وہ بھلائی کے کاموں میں ان کا چناؤ کرے جن میں ثواب زیادہ ہو۔(۳) قرابت داروں پر صدقہ کرنے میں اجر دوگنا ہے کیونکہ اس میں صدقہ کا اجر اور صلہ رحمی کا اجر بھی ہے۔

۳۳٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: کَانَتْ تَحْتِی امْرَاَۃٌ وَّکُنْتُ اُحِبُّھَا وَکَانَ عُمَرُ یَکْرَھُھَا فَقَالَ لِیْ : طَلِّقْھَا فَاَبَیْتُ فَاَتَی عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "طَلِّقْھَا" رَوَاہُ

۳۳۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے مجھے محبت تھی مگر عمر اس کو پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے فرمایا اس کو طلاق دے دو میں نے انکار کردیا۔تو عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا

اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

اس کوطلاق دے دو۔(ابوداؤد ترمذی) ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی ابواب اطلاق ' باب ما جاء فی الرجل یساله ابوه ان یطلق زوجته وابوداود فی کتاب الادب ' باب بر الوالدین

**اللُّغَاتُ** : **یکرھا** :اس کوناپسند کرتے تھے مقصد یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی دینی معاملہ کی وجہ سے اس کوناپسند کرتے تھے۔

**فوائد** : (۱)والد کی اطاعت لازم ہے جب وہ کسی ایسے کام کاحکم دے جس میں کوئی دینی مصلحت ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے فطری محبت کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی ناپسندیدگی کسی دینی وجہ سے تھی اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کوطلاق کا حکم دیا اور آنحضرتؐ نے ان کی بات پر تصدیق فرما کران کواس پر قائم رکھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کوحکم دیا کہ وہ اپنے باپ کی اس معاملہ طلاق میں اطاعت کرے اور عمر رضی اللہ عنہ بلاوجہ بطور زیادتی کے ان کوحکم دینے والے ہوتے توآنحضرت ﷺ ان کی موافقت نہ کرتے۔

۳۳۶ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ امْرَاَۃً وَّاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِھَا؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۳۳۶ : حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے حکم دیتی ہے کہ میں اس کوطلاق دے دوں۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا۔ والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے پس اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کوضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر۔(ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی ابواب البر والصلة ' باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین۔

**اللُّغَاتُ** : **الوالد** : یہ والد اور اجداد سب کوشامل ہے ہر وہ جس سے انسان کو ولادت والاتعلق ہو وہ والد ہے خواہ ماں ہو یا باپ۔

**اوسط ابواب الجنة** :بہترین دروازہ اعلیٰ دروزہ۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت کے فوائد کوپیش نظر رکھا جائے۔(۲) والدین کوراضی رکھنے کی حرص کرنی چاہئے اوران کوراضی کر کے جنت میں داخلہ کی کوشش کرنی چاہئے۔(۳) حتی الامکان ان کی خواہش کومسترد نہ کرنا چاہئے۔جب تک جائز تمنا ہو اوراس میں کسی پر ناحق ظلم بھی نہ ہو۔

۳۳۷ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اَلْخَالَۃُ بِمَنْزِلَۃِ الْاُمِّ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ

۳۳۷: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ترمذی نے اس کوروایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔اس باب کے متعلق

صَحِيْحٌ- وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ : مِنْهَا حَدِيْثُ اَصْحَابِ الْغَارِ ' وَحَدِيْثُ جُرَيْجٍ وَّقَدْ سَبَقَا ' وَاَحَادِيْثُ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ حَذَفْتُهَا اخْتِصَارًا وَمِنْ اَهَمِّهَا حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الطَّوِيْلُ الْمُشْتَمِلُ عَلٰى جُمَلٍ كَثِيْرَةٍ مِّنْ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ وَاٰدَابِهٖ وَسَاَذْكُرُهٗ بِتَمَامِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ بَابِ الرَّجَآءِ قَالَ فِيْهِ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ يَعْنِيْ فِيْ اَوَّلِ النُّبُوَّةِ فَقُلْتُ لَهٗ :مَا اَنْتَ؟ قَالَ :"نَبِيٌّ" فَقُلْتُ : "وَمَا نَبِيٌّ؟" قَالَ : اَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى : فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ :"اَرْسَلَنِيْ" بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ وَاَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكَ بِهٖ شَيْءٌ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ" وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

صحیح میں بہت سی احادیث مشہور ہیں ۔ ان میں سے ایک وہ حدیث اصحاب غار والی اور حدیث جریج ہر دو گزر چکی ہیں ۔ ان احادیث مشہورہ کو میں نے خود حذف کر دیا ہے ۔ ان میں سے زیادہ اہم روایت حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی ہے ۔ طویل روایت ہے ۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے بہت سے قواعد پر مشتمل ہے اس کو مکمل باب الرجاء میں ذکر کیا جائے گا ۔ اس میں یہ بھی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ میں یعنی ابتداء نبوت میں حاضر ہوا ۔ میں نے سوال کیا آپ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں ۔ میں نے پوچھا نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے ۔ میں نے کہا کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے صلہ رحمی اور بتوں کو توڑ پھینکنے کے لئے بھیجا ہے اور اس بات کے ساتھ بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور تمام حدیث بیان فرمائی ۔ واللہ اعلم

**تخريج** : اخرجه الترمذی فی ابواب البر والصلة ' باب ما جاء فی بر الخالة

**اللغات** : الخالة بمنزلة الام : بہن کی اولاد پر مہربانی اور شفقت میں ماں کی طرح ہے اور اسی طرح بھلائی اور احسان کے لازم ہونے میں ماں کی طرح ہے ۔

## ٤١:بَابُ تَحْرِيْمِ الْعُقُوْقِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ

## باب : قطع رحمی اور نافرمانی کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد:٢٢'٢٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''پس یقیناً قریب ہے کہ تمہیں اقتدار مل جائے تو زمین میں فساد کرنے لگو اور قطع رحمی کرو ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اور ان کو بہرہ اور انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا'' ۔ (محمد)

ارشاد جل مجدہ ہے: '' اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پختہ وعدوں کو

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ [الرعد:۲۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ [الاسراء:۲۳]

مضبوط باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو کاٹتے ہیں ان لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے''۔ (الرعد)

اللہ جل مجدہ نے فرمایا اور تیرے رب نے حکم دیا کہ تم اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر تمہارے سامنے ان میں سے کسی ایک کا بڑھاپا آ جائے یا دونوں کا بڑھاپا تو ان کو اُف تک مت کہو اور ان کو ڈانٹو مت اور اچھی بات ان کو کہو اور عاجزی کے بازو کو ان کے لئے جھکا دو اور اس طرح (ہماری بارگاہ میں) کہو اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری تربیت و پرورش کی''۔ (الاسراء)

حل الایۃ: فھل عسیتم: پس کیا تم سے توقع ہے۔ تولیتم: حکم کے والی بنائے جاؤ یعنی امت کے ذمہ دار بنو۔ ینقضون: باطل کرتے اور توڑتے ہیں۔ من بعد میثاقہ: جن کو اقرار سے انہوں نے پختہ کیا اور قبول کیا۔ سوء الدار: جہنم کا عذاب۔

۳۳۸ : وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا :قُلْنَا :بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ:"اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ : "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ ، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۸: حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ نہ بتلا دوں؟'' آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ ارشاد فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا' (۲) والدین کی نافرمانی' آپؐ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اچھی طرح سن لو جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر آپؐ اس کو مسلسل دہراتے رہے (تاکیداً) یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الشھادات ' باب ما قیل فی شھادۃ الزور وغیرہ و مسلم فی الایمان ' باب بیان الکبائر واکبرھا۔

**اللغَات**: اکبر الکبائر: ایسے بڑے گناہ جن پر قرآن مجید یا سنت نبوی میں شدید وعید وارد ہوئی ہے۔ عقوق الوالدین: عقوق کا لفظ عق سے نکلا ہے اور اس کا معنی کاٹنا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کے ساتھ وہ معاملہ کرے جس سے ان کو ایذاء پہنچے خواہ قول ہو یا فعل۔ قول الزور: دوسرے پر جھوٹ لگانا۔

**فوائد** : (۱) گناہ اپنے مفاسد کے لحاظ سے مختلف درجات رکھتے ہیں۔ (۲) اس روایت میں والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی سے باز کیا گیا۔ (۳) سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے پھر جھوٹ بولنا۔ (۴) صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حضور علیہ

السلام سے کس قدر محبت اور آپ کے متعلق کتنی شفقت کے جذبات موجزن تھے۔

۳۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" الَّتِيْ يَحْلِفُهَا كَاذِبًا عَامِدًا سُمِّيَتْ غَمُوْسًا لِأَنَّهَا تَغْمِسُ الْحَالِفَ فِي الْإِثْمِ۔

۳۳۹ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا (۴) اور جھوٹی قسم اٹھانا۔ (بخاری ومسلم)

الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ : جان بوجھ کر کھائی جانے والی جھوٹی قسم کیونکہ وہ قسم اٹھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان والنذور ، باب الیمین الغموس ، والمرتدین والدیات وغیرھا۔

**فوائد** : (۱) اس قسم کے گناہوں میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا ہے کیونکہ جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں جن کبائر پر اکتفاء کیا وہ یہ ہیں: شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا، جھوٹی قسم کھانا، ان پر اکتفاء کی وجہ موقع کا تقاضا تھا کہ یا تو بعض حاضرین ان کو ہلکا سمجھتے ہوں یا پھر تمام کبائر میں گناہ کے اعتبار سے ان کا سب سے بڑھ کر ہونا بتلایا گیا ہو۔

۳۴۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ :نَعَمْ "يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ! قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ :"يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ۔

۳۴۰ : حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بڑے گناہوں میں سے آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا کیا آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں! یہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دے اور وہ جواباً اس کے باپ کو۔ اسی طرح یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کی ماں کو۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے تو صحابہ نے عرض کیا آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرتا ہے؟ فرمایا دوسرے کے باپ کو گالی دے اور وہ اس کے باپ کو اور یہ اُس کی ماں کو گالی دے اور وہ اِس کی ماں کو۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ، باب لا یسب الرجل والدیہ و مسلم فی الایمان ، باب بیان الکبائر واکبرھا۔

**فوائد** : (۱) ماؤں اور باپوں کو گالیاں دینا حرام ہے۔ (۲) یہ بھی والدین کی نافرمانی ہے کہ ان کو گالی اور اہانت کے مقام پر پیش کرے (یعنی دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں بک کر) (۳) سلیم الفطرت انسان اپنے والدین کو گالی دینے سے نفرت کرتا ہے اور سخت

انکار کرتا ہے لیکن بعض اوقات دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے کر وہ اپنے والدین کی گالی کا سبب بنتا ہے۔ (۴) آدمی کو گالم گلوچ اس لئے چھوڑ دینی چاہئے تا کہ وہ اپنے والدین کی گالی کا سبب نہ بن جائے۔

۳۴۱ : وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ جُبَیْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ" قَالَ سُفْیَانُ فِیْ رِوَایَتِہٖ یَعْنِیْ قَاطِعَ رَحِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۴۱ : ابومحمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا''۔ سفیان راوی نے اپنی روایت میں لفظ قاطع رحم ذکر کئے (معنی میں فرق نہیں)۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب اثم القاطع و مسلم فی البر والصلۃ ' باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا۔

**اللغات** : قال سفیان : یہ سفیان بن عیینہ ہیں۔

**فوائد** : (۱) قطع رحمی سے ڈرایا گیا ہے۔ (۲) اس سے ڈرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ جنت میں ابتداءً داخلہ نہ ملے گا اگر قطع رحمی کی اور ہمیشہ کے لئے جنت میں داخلہ حرام ہوگا اگر قطع رحمی کو حلال قرار دے کر اختیار کیا اور خواہ اس کی حرمت کو بھی جاننے والا ہو۔

۳۴۲ : وَعَنْ اَبِیْ عِیْسٰی الْمُغِیْرَۃِ ابْنِ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ ' وَمَنْعًا وَّھَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ ' وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ ' وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۴۲ : حضرت ابوعیسیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا اور ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنے اور بلاضرورت سوال اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کو حرام قرار دیا اور فضول بحث مباحثہ کو اور کثرتِ سوال کو اور مال کو بے جا ضائع کرنے کو تمہارے لئے ناپسند فرمایا۔

قَوْلُہٗ "مَنْعًا" مَعْنَاہُ : مَنْعُ مَا وَجَبَ عَلَیْہِ "وَھَاتِ" طَلَبُ مَا لَیْسَ لَہٗ "وَوَاْدُ الْبَنَاتِ" مَعْنَاہُ وَدَفْنُھُنَّ فِی الْحَیٰوۃِ۔ "وَقِیْلَ وَقَالَ" مَعْنَاہُ : الْحَدِیْثُ بِکُلِّ مَا یَسْمَعُہٗ فَیَقُوْلُ قِیْلَ کَذَا وَقَالَ فُلَانٌ کَذَا مِمَّا لَا یَعْلَمُ صِحَّتَہٗ وَلَا یَظُنُّھَا وَکَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ "وَاِضَاعَۃُ الْمَالِ" تَبْذِیْرُہٗ وَصَرْفُہٗ فِیْ غَیْرِ الْوُجُوْہِ الْمَاذُوْنِ فِیْھَا مِنْ مَّقَاصِدِ الْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا وَتَرْکُ حِفْظِہٖ مَعَ اِمْکَانِ

مَنْعًا : جس کا خرچ کرنا ضروری ہے اس کو روکنا۔ وَھَاتِ : اس چیز کو مانگنا جو اس کے لئے مناسب نہ ہو اور اس کی نہ ہو۔ وَاْدُالْبَنَاتِ : زندہ درگور کرنا ہے۔ قِیْلَ وَقَالَ : جو سنے اس کو بیان کرنے لگے اور یوں کہے یوں کہا گیا اور فلاں نے یوں کہا حالانکہ اس کو اس کے صحیح' غلط کا علم نہ ہو اور نہ اس کا گمان غالب ہو اور آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ہر سنی سنائی کہہ ڈالے۔ اِضَاعَۃُ الْمَالِ : مال کا ضائع کرنا' فضول خرچ کرنا اور اس کا ان مقامات پر خرچ کرنا جو نامناسب ہوں اور آخرت و دنیا کے معاملات سے ان کا تعلق نہ ہو اور حفاظت کی حتی الامکان قدرت کے باوجود

الْحِفْظِ۔ "وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ" اَلْاِلْحَاحُ فِيْمَا لَا حَاجَةَ اِلَيْهِ- وَفِى الْبَابِ اَحَادِيْثُ سَبَقَتْ فِى الْبَابِ قَبْلَهٗ كَحَدِيْثِ : وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكِ" وَحَدِيْثُ :"مَنْ قَطَعَنِىْ قَطَعَهُ اللّٰهُ"۔

حفاظت نہ کرنا وکثرت سے وسوال کرنا۔ مراد یہ ہے جس چیز کی ضرورت نہ ہواس میں بہت اصرار کرنا اوراس باب میں اورروایات بھی ہیں جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔ مثلاً حدیث وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكِ اورحدیث مَنْ قَطَعَنِىْ قَطَعَهُ اللّٰهُ ' ۳۱۷ '۳۲۵ ۔

**تخریج** : اخرجه البخارى فى الزكاة ' باب لا يسئلون الناس الحافاً والاستقراض باب ما ينهى عن اضاعة المال والادب و مسلم فى الاقضية باب النهى عن كثرة المسائل من غير حاجة۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کوحرام قرار دیا ان میں سے بعض یہ ہیں ماؤں کی نافرمانی' باپوں کی نافرمانی' ماں کا تذکرہ خاص کراس لئے کیا کیونکہ ان کے ساتھ توہین کا معاملہ زیادہ کیا جاتا ہے ان کی کمزوری کی وجہ سے اوران سے حسن سلوک والد کے ساتھ حسن سلوک سے مقدم ہے جیسا کہ حدیث میں صراحۃً وارد ہوا۔ (۲) جس چیز کو دینے کا حکم ہے اس کے روک کر رکھنے سے منع فرمایا گیا اورایسی چیز کی طلب وجستجو سے روک دیا جس کا یہ مستحق نہیں ۔ (۳) اولاد کو زندہ درگور کرنا حرام ہے لڑکیوں کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ اسلام کی آمد سے قبل عرب میں یہ رواج تھا اس لئے اسلام نے اپنی ممانعت کو اس رواج کی ممانعت کی طرف متوجہ کیا۔ ابن علان رحمہ اللہ نے کہا کہ علامہ طیبی نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن اخلاق کی پہچان میں اصل ہے اورتمام اخلاق جمیلہ حسن اخلاق کے تابع ہیں۔ (۴) اس روایت میں اس بحث ومجادلہ کی ممانعت ہے جو کسی فائدہ کی غرض سے نہ ہو۔ (۵) اوراس روایت میں ایسی فضول امثلہ پیش کرنے کی ممانعت ہے جن پر کسی حلال وحرام کی پہچان کا دارومدار نہ ہو۔ (۶) مال کو ضائع کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اوراس کو اس مقام پر خرچ کرنے سے روکا گیا جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اور قیامت کے دن انسان سے مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس نے کہاں سے لیا اور کہاں خرچ کیا؟ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

## ٤٢ : بَابُ بِرِّ اَصْدِقَاءِ الْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاَقَارِبِ وَالزَّوْجَةِ وَسَائِرِ مَنْ يُّنْدَبُ اِكْرَامُهٗ

## بَابٌ : ماں' باپ کے دوستوں اوررشتہ داروں اوربیوی اورتمام وہ لوگ جن کا اکرام مستحب ہے

٣٤٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۴۳ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے تعلق جوڑے''۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهٗ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ

عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی عبداللہ کو مکہ کے راستہ میں ملا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا اوراس کو اپنے گدھے

اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاْسِهِ قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ فَقُلْنَا لَهُ :اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ وُدَّ اَبِيْهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پر سوار کیا جس پر خود سوار تھے اور اس کو وہ عمامہ عنایت کیا جو ان کے سر پر بندھا ہوا تھا۔ عبد اللہ بن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ یہ دیہاتی لوگ تو معمولی چیز پر بھی راضی ہو جاتے ہیں۔ (اور آپ نے اس کو اپنا عمامہ عنایت فرما دیا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس کا باپ میرے والد کا دوست تھا اور بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے بیشک سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے بھلائی کا سلوک کرے۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ :

عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَرَوَّحُ عَلَيْهِ اِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ وَعِمَامَةٌ يَشُدُّ بِهَا رَاْسَهُ فَبَيْنَا هُوَ يَوْمًا عَلٰى ذٰلِكَ الْحِمَارِ اِذْ مَرَّ بِهِ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ :اَلَسْتَ ابْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ؟ قَالَ :بَلٰى فَاَعْطَاهُ الْحِمَارَ فَقَالَ ارْكَبْ هٰذَا وَاَعْطَاهُ الْعِمَامَةَ وَقَالَ : اشْدُدْ بِهَا رَاْسَكَ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ اَصْحَابِهِ : غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اَعْطَيْتَ هٰذَا الْاَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ وَعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَاْسَكَ؟ فَقَالَ :اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ وَاِنَّ اَبَاهُ كَانَ صَدِيْقًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ" رَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ كُلَّهَا مُسْلِمٌ۔

اور ایک روایت میں ہے جو انہی ابن دینار کے واسطہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عبداللہ مکہ جاتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا جس پر سواری کر کے وہ آرام حاصل کرتے جب اونٹ پر سواری سے اکتا جاتے اور ایک پگڑی جس کو وہ سر پر باندھ لیتے۔ اس دوران کہ وہ ایک دن گدھے پر سوار جا رہے تھے کہ ان کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا۔ آپ نے اسے فرمایا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے وہ گدھا اس کو دے دیا اور فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ اور اس کو عمامہ عنایت فرمایا اور فرمایا اس کو اپنے سر پر باندھ لے۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ آپؓ نے اس دیہاتی کو گدھا دے دیا حالانکہ آپؓ اس کی سواری سے راحت حاصل کرتے تھے اور پگڑی دے دی جس کو اپنے سر پر باندھتے تھے۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ بے شک عظیم نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے ان کے چلے جانے کے بعد اور اس کا والد عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ یہ تمام روایات مسلم نے روایت کی ہیں۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر والصلۃ' باب صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھما۔

**اللغات** : ابر البر : کامل نیکی۔ ود: محبت۔ الاعراب : عرب کے دیہاتی اس کا واحد اعرابی ہے۔ وہ ان کو کہا جاتا ہے جو کوچ

کرتے رہتے ہیں۔یتروح :آرام پاتے ہیں۔مل :اکتانا' تنگ آنا۔بعد ان یولی :موت کے بعدتروح اصل میں تتروح ہے ایک تاءکوضرورۃً حذف کیا گیا۔

**فوائد** : (۱)اپنے والد کے ساتھ نیک سلوک کی ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کی موت کے بعدان کے دوستوں سے محبت کرے۔ (۲) غفر الله لك کے کلمہ میں عتاب کا ادب سکھایا کہ پہلے دعائیہ کلمہ ذکر کیا پھر ناراضگی ذکر کی اور یہ ادب درحقیقت قرآن مجید کی اس آیت سے لیا گیا ہے۔ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ : کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے! آپ نے ان کو کیوں اجازت دی۔(۳)والدین کے ساتھ نیکی ان کی موت کے بعد یہ ہے کہ ان کے دوست واحباب سے نیک سلوک کرے۔

۳۴۴: وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ "بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّیْنِ" مَالِكِ بْنِ رَبِیْعَةَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَةَ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ فَقَالَ :"نَعَمِ الصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا' وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا ' وَاِكْرَامُ صَدِیْقِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۴۴:ابوسعید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی آکر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی نیکی ایسی رہ گئی جو میں اپنے والدین کی موت کے بعدان کے سلسلہ میں کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان دونوں کے لئے دعا اوراستغفار اوران کے وعدوں کو پورا کرنا اوران رشتوں کی صلہ رحمی جوانہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اوران کے دوستوں کا اکرام واحترام۔ (ابوداؤد)

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب بر الوالدین

**اللُّغَاتْ** : الصلاة علیهما :ان کے لئے دعا۔

**فوائد** : (۱)والدین کی زندگی کوغنیمت سمجھےاوران سے صلہ رحمی کرےان کے ساتھ موت کے بعدنیکی ان کے حق میں دعاواستغفار ہے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے راہنمائی ملتی ہے: ﴿ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴾ (الاسراء) وایضاً ﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ ﴾۔ (۲)والدین کی رعایت یہ ہے کہ ان کی وصیت پرعمل کرےاوران کی طرف سے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرےاوران کے دوستوں کا احترام کرے۔(۳)لڑکے کی دعااس کے والدین کے حق میں قبول کی جانے والی ہےاوراس کا ثواب (ان کی موت کے بعد)ان کو ملے گا۔جیسا کہ سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا: او ولد صالح یدعوله :یا نیک لڑکا جوان کے لئے دعا کرے۔

۳۴۵ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَا

۳۴۵:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی پراتنی غیرت نہیں آئی جتنی غیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہ تھا (وجہ غیرت یہ

رَاَيْتُهَا قَطُّ وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَآئِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَانَ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ : فَيَقُوْلُ : "اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَآئِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ - وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ يَقُوْلُ : "اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰى اَصْدِقَآءِ خَدِيْجَةَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ: اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ فَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ"۔

تھی ) کہ آپ ﷺ ان کا اکثر تذکرہ فرماتے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کے اعضاء الگ الگ کرتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ارسال فرماتے ۔ بسا اوقات میں آپؐ سے کہہ دیتی کہ گویا دنیا میں اور کوئی عورت سوائے خدیجہ کے نہیں ہے ۔ اس پر آپؐ فرماتے وہ بیشک اور تھی (یعنی ایسی خوبیوں والی) اور میری اولاد بھی اسی سے ہوئی (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپؐ بکری ذبح کرتے تو ان کو اتنا گوشت بھیجتے جو ان کو کافی ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر آپ بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس کو خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیج دو اور ایک روایت میں ہے ہالہ بنت خویلد یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے رسول اللہ ﷺ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے ایسا محسوس کیا کہ خدیجہ اجازت مانگ رہی ہیں ۔ پس اس سے آپؐ کو بہت خوشی ہوئی اور فرمایا یا اللہ یہ ہالہ بنت خویلد ہے ۔

قَوْلُهَا "فَارْتَاحَ" هُوَ بِالْحَآءِ وَفِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ لِلْحُمَيْدِيِّ : "فَارْتَاعَ بِالْعَيْنِ وَمَعْنَاهُ : اهْتَمَّ بِهٖ۔

امام حمیدی کی کتاب اَلْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ میں فَارْتَاحَ کی بجائے فَارْتَاعَ ہے ۔ اس کا معنی غمگین ہونا ہے (خدیجہ کی یاد آنے کی وجہ سے) ۔

**تخریج** : رواه البخاری فی فضائل الصحابة ' باب تزويج النبی ﷺ خديجة وفضلها وفی النكاح والادب والتوحيد ' و مسلم فی كتاب فضائل الصحابة ' باب فضائل خديجة رضی الله عنها۔

**اللغات** : ما غرت : رشک و غیرت کرنا ۔ صدائق جمع صديقه سہیلیاں ۔ انها كانت و كانت : آپؐ اس کی تعریف فرما رہے تھے اس کے افعال و کردار پر ۔ خلائلها جمع خليله : قریبی سہیلی ۔ فعرف استئذان خديجه : ان کی اجازت پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت طلب کرنا یاد آ گیا ۔

**فوائد** : (۱) اس میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ کو ان سے کس قدر دلی لگاؤ تھا اس کو ذکر کیا گیا اور ان کی یاد پر آپ کی وفاداری کا ذکر ہے کیونکہ دعوت کے سلسلہ میں ان کی زبردست معاونت اور وفاداری کی وجہ سے ان کو ایک بڑا مقام حاصل ہے ۔

٣٤٦ : وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ

۳۴۶ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا (میری کم عمری کے باوجود) وہ میری خدمت کرتے ۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ

فَقُلْتُ لَهٗ : لَا تَفْعَلْ فَقَالَ : اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَیْئًا اٰلَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ایسا نہ کریں۔ انہوں نے فرمایا میں نے انصار کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی طرح کرتے تھے تو میں نے بھی قسم کھالی ہے کہ جس کسی انصاری کے بھی میں ساتھ جاؤں گا میں اس کی خدمت کروں گا (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الفضائل و مسلم فی فضائل الصحابة ' باب فی حسن صحبة الانصار۔

**اللغات** : فکان یخدمنی : وہ میری خدمت کرتے۔ حضرت انس چھوٹے تھے مگر حضرت جریر بن عبداللہ ان کی خدمت کرتے تھے۔ ال آلیت : میں نے قسم اٹھا رکھی ہے۔ یہ لفظ الیہ سے نکلا ہے جس کا معنی قسم ہے۔

**فوائد** : (۱) جس نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ احسان والا معاملہ کیا ان کا اکرام کرنا چاہئے خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ (۲) حضرت جریر بن عبداللہ البجلی کی عظمت اور ان کی تواضع کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

## ٤٣: بَابُ اِکْرَامِ اَهْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیه وَسَلَّم

## باب : رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا اکرام اور ان کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾ [الاحزاب:۳۳] قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ﴾ [الحج:۳۲]

رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اے اہل بیت اور تم کو پاک کر دے''۔ (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج)

حل الایۃ : الرجس : عزت کو میلا کرنے والا گناہ اور رجس ہر گندگی کو کہتے ہیں یہاں مراد گناہ ہے۔ اھل البیت : اہل بیت رسول سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقات حرام ہیں۔ وہ بنی ہاشم اور بنو مطلب کے مؤمن مرد وعورتیں ہیں۔ عند الشافعیہ اور احناف کے ہاں مؤمنین بنو ہاشم مراد ہیں۔

۳٤٧ : وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَیَّانَ قَالَ : انْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَیْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ اِلٰی زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَیْهِ قَالَ لَهٗ حُصَیْنٌ : لَقَدْ لَقِیْتَ یَا زَیْدُ خَیْرًا کَثِیْرًا رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ سَمِعْتَ حَدِیْثَهٗ وَغَزَوْتَ مَعَهٗ وَصَلَّیْتَ خَلْفَهٗ ' لَقَدْ

۳٤٧ : یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھ گئے تو ان کو حصین نے کہا اے یزید آپ نے بہت سی بھلائیاں پائی ہیں۔ آپ نے حضورؐ کی زیارت کی' آپؐ کی باتیں سنیں' آپؐ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی اور آپؐ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ غرضیکہ اے زید آپ میں بہت سی بھلائیاں

لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :يَا ابْنَ اَخِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَقَدُمَ عَهْدِيْ وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ اَعِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ ثُمَّ قَالَ :قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَآءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ :اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ" فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ "وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَقَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ اَلَيْسَ نِسَآؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ؟ قَالَ نِسَآؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ قَالَ وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ :هُمْ اٰلُ عَلِيٍّ وَّاٰلُ عَقِيْلٍ وَّاٰلُ جَعْفَرٍ وَّاٰلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰؤُلَآءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ :اَلَا وَاِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ :اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ ' مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ۔

پائیں۔آپ ہمیں کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے رسول اللہؐ سے سنی ہو۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہوگئی اور زمانہ بھی میرا کافی گزر گیا میں رسول اللہؐ کی بعض باتیں بھول گیا جو مجھے یاد تھیں۔پس جو باتیں میں بیان کروں ان کو قبول کرلو اور جو نہ بیان کروں اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔پھر فرمایا ایک دن رسول اللہؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان ''خم'' نامی چشمہ پر خطبہ دینے کے لئے ہم میں کھڑے ہوئے۔پس آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور وعظ ونصیحت اور تذکیر فرمائی اور پھر فرمایا امابعد! خبردار اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کی بات مان لوں۔میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ان میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو۔پس آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کیلئے اُبھارا اور اس کی طرف ترغیب دلائی۔پھر فرمایا اور (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں تم کو اپنے اہل بیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔حصین نے کہا کیا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت نہیں؟ تو زید نے فرمایا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن اہل بیت سے یہاں مراد وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا۔حصین نے پوچھا وہ کون ہیں؟ زید نے کہا وہ اولادِ علیؓ' اولادِ عقیلؓ' اولادِ جعفرؓ' اولادِ عباس ہیں۔کیا یہ تمام وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟ تو زید نے کہا ہاں (مسلم) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَلَا وَاِنِّيْ ...... کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک ان میں کتاب اللہ ہے: هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ ...... وہ اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔

**تخریج** : رواه مسلم فی الفضائل ' باب فضائل علی رضی اللہ عنہ

**اللُّغَات** : حصین بن سبرہ : یہ تابعی ہیں انہوں نے عمر کو پایا اور ان سے سنا۔کوفہ میں مقیم ہوئے ان سے ابراہیم تیمی نے

روایت کیا ہے۔ عمرو بن مسلم : صحیح مسلم نے عمر بن مسلم کہا ہے۔ زید بن ارقم : یہ خزرجی صحابی ہیں۔ خندق میں حاضر تھے انہوں نے سترہ غزوات میں آنحضرت کے ساتھ شرکت کی۔ کوفہ میں مقیم ہوگئے۔ ان سے ۹۰ روایات مروی ہیں۔ ان کی آنکھیں خراب ہوئیں تو حضور علیہ السلام نے ان کی عیادت فرمائی۔ یہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خاص دوستوں میں سے ہیں۔ اعی : میں یاد کرتا ہوں۔ مصباح میں دعیت کے معنی میں یاد کرنے کے ساتھ تدبر کرنے کا بھی ذکر کیا۔ بماء یدعی خما : یہ مکہ و مدینہ کے درمیان مقام ہے۔ یہاں چشمہ بہتا ہے۔ نووی نے شرح مسلم میں فرمایا خم۔ یہ عیصہ جھاڑیوں کا نام ہے جو جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں مشہور تالاب ہے جو جھاڑیوں کی طرف منسوب ہے اسی لئے اس کو غدیر خم کہا جاتا ہے۔ یوشك ان یاتی رسل ربی : قریب ہے کہ موت کا فرشتہ آئے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منتقل ہونے کی طرف بلانے والا ہو۔ ثقلین : ہر نفیس بھاری چیز کو کہتے ہیں۔ انسانوں اور جنات کو ثقلین کہا گیا ان کی قدر و منزلت اور شان کو بڑھانے کے لئے۔ نساء ہ من اهل بیته : کہ وہ آپ کے ان گھر والے افراد میں سے ہیں جن کی آپ نگہبانی کرتے اور ان کے ساتھ رہتے ہیں اور ہمیں ان کے احترام و اکرام کا حکم ملا۔ لیکن وہ ان میں داخل نہیں کہ جن پر صدقہ حرام ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں موجود ہے کہ میں نے کہا کہ آپ کے اہل بیت کون ہیں آپ کی بیویاں؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ الصدقة : سے مراد زکوٰۃ ہے۔ جعل الله : اللہ کا عہد۔ بعض نے کہا وہ سبب جو اللہ کی رضا و رحمت تک پہنچانے والا ہو۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے والے کے مناسب اوصاف سے اس کی تعریف کی جائے اور حدیث بیان کرنے سے قبل اس کو دعائیں دی جائیں۔ (۲) بوڑھے آدمی پر بھول جانے کا امکان غالب ہے کیونکہ قوت حافظہ کمزور پڑ جاتی ہے۔ اسی لئے اسی سال کے بعد اختلاط کے خطرہ کے پیش نظر حدیث بیان کرنا مکروہ ہے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کی بشریت اس سے ثابت ہوتی ہے کہ بقیہ انسانوں کی طرح آپ پر بھی موت آئے گی۔ (۴) کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ کیا گیا پس اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کرنا اور منہیات سے گریز کرنا چاہئے۔ (۵) آنحضرت ﷺ کے اہل کے ساتھ وصیت و نصیحت کی تاکید کی گئی اور ان کی حالت کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرنا چاہئے۔

٣٤٨ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ اَنَّهُ قَالَ : ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِیْ اَهْلِ بَيْتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۴۸ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ انہی پر موقوف ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے سلسلہ میں خیال رکھو۔ (بخاری)

مَعْنٰی "ارْقُبُوْهُ" رَاعُوْهُ وَاحْتَرِمُوْهُ وَاَكْرِمُوْهُ ، وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ارْقُبُوْهُ کا معنی ان کی رعایت کرو اور ان کا اکرام و احترام کرو۔ واللہ اعلم

**تخریج** : رواه البخاری فی فضائل الصحابة ' باب المناقب الحسن و الحسین

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی تعظیم کرنی چاہئے اور ان سے محبت اور موالات رکھنی چاہئے۔ ان تمام احباب و صحابہ کرام رضوان اللہ کی دوستی کے ساتھ ساتھ جن کی دوستی کا آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

## ٤٤: بَابُ تَوْقِيرِ الْعُلَمَآءِ وَالْكِبَارِ وَاَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِيمِهِمْ عَلٰى غَيْرِهِمْ ' وَرَفَعَ مَجَالِسِهِمْ ' وَاِظْهَار مرتبتهم

## باب: علماء بڑوں اور فضیلت والے لوگوں کی عزت کرنا اور ان کو دوسروں سے مقدم کرنا اور ان کو اُونچے مقام پر بٹھانا اور ان کے مرتبے کا پاس کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ؟ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [الزمر: ۹]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فرما دیں اے پیغمبر (ﷺ) کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے؟ بے شک نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں''۔ (الزمر)

حل الایۃ : هل يستوى : یہ استفہام انکاری ہے۔ اولو الالباب : صاحب عقل لوگ۔

٣٤٩ : وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَدْرِيِّ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ''يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ' فَاِنْ كَانُوْا فِى الْقِرَآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ ' فَاِنْ كَانُوْا فِى السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً ' فَاِنْ كَانُوْا فِى الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَّلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِى سُلْطَانِهٖ ' وَلَا يَقْعُدُ فِىْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : ''فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا'' بَدَلَ ''سِنًّا'' اَىْ اِسْلَامًا - وَفِىْ رِوَايَةٍ ''يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَقْدَمُهُمْ قِرَآءَةً' فَاِنْ كَانَتْ قِرَآءَتُهُمْ سَوَآءً فَيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِى الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا '' وَالْمُرَادُ'' بِسُلْطَانِهٖ مَحَلُّ وِلَايَتِهٖ اَوِ الْمَوْضِعُ الَّذِىْ يَخْتَصُّ بِهٖ ''وَتَكْرِمَتُهٗ'' بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَهِىَ مَا يَنْفَرِدُ بِهٖ مِنْ فِرَاشٍ وَّسَرِيْرٍ وَّنَحْوِهِمَا۔

۳۴۹: حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو بدری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کی امامت وہ کرائے جو کتاب اللہ کو سب سے زیادہ پڑھنے والا ہو اگر قراءت میں برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو سنت سے زیادہ واقفیت رکھنے والا ہو۔ پس اگر وہ علم سنت میں برابر ہوں تو وہ جو ان میں سے پہلے ہجرت کرنے والا ہو پس اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو پھر عمر میں جو بڑا ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے غلبہ والی جگہ میں امامت نہ کروائے اور نہ اس کے گھر میں اس کی مخصوص نشست گاہ پر بیٹھے سوائے اس کی اجازت کے۔ (مسلم) اور ایک روایت میں سناً کی بجائے سلمًا یا اسلامًا کے الفاظ ہیں کہ جو اسلام میں ان میں سبقت کرنے والا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قوم کی امامت ان میں سے بڑا قاری کروائے جو قراءت میں سب سے زیادہ ماہر ہو اگر ان کی قراءت برابر ہو تو پھر ان میں جو پہلے ہجرت کرنے والا ہو اور اگر ہجرت میں برابر ہوں تو ان میں سے جو عمر میں بڑا ہو۔

بِسُلْطَانِهٖ سے مراد اس کے اثر و حکومت کی جگہ یا وہ جگہ جو اس کے ساتھ خاص ہے۔

تَكْرِمَتُهٗ : مخصوص نشست گاہ یا بستر۔

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الصلاۃ ' باب من احق بالامۃ

**فوائد** : (۱) امامت کا سب سے زیادہ حق دار سب سے بڑا قاری ہے۔ پس اگر وہ تمام برابر ہوں تو پھر قراءت کے سنت کا جو زیادہ علم رکھنے والا ہو۔ اگر علم سنت وحدیث میں بھی برابر ہوں تو پھر پہلے ہجرت کرنے والا ہو۔ اگر اس میں بھی برابر ہوں تو ان میں جو عمر میں بڑا ہو۔ (۲) بادشاہ' گھر کا سربراہ' مجلس کا نگران اعلیٰ' امام مسجد یہ دوسرے کی بہ نسبت امامت کے زیادہ حقدار ہیں۔ جب تک کہ وہ دوسرے کو اجازت نہ دے دیں۔ (۳) ہجرت اسلام میں عظیم الشان عمل ہے اور اسلام پہلے قبول کرنا بھی بہت بڑی شان رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں یؤم القوم میں ثبوت ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرواسکتی کیونکہ لفظ قوم کا مردوں کے ساتھ خاص ہے۔

۳۵۰ : وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ : "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ ' لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ' ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ' ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَوْلُهُ ﷺ "لِيَلِنِيْ" هُوَ بِتَخْفِيْفِ النُّوْنِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَاءٌ : وَرُوِيَ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ مَعَ يَاءٍ قَبْلَهَا۔ "وَالنُّهٰى" : الْعُقُوْلُ وَاُولُوا الْاَحْلَامِ" هُمُ الْبٰلِغُوْنَ ' وَقِيْلَ اَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ۔

۳۵۰ : حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کندھوں کو چھوتے نماز میں (کھڑے ہونے کے وقت) اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی اور میرے قریب تم میں سے عقل وسمجھ والے کھڑے ہوں۔ پھر وہ جو ان سے قریب ہوں (عقل وعمر کے لحاظ سے)۔ (مسلم)

لَيَلِنِيْ لِيَلِيَنِّيْ بھی مروی ہے۔
النُّهٰى جمع نُهْيَةٌ عقلیں۔
اُولُو الْاَحْلَامِ : بالغ یا حلم وفضیلت والے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ ' باب تسویۃ الصفوف واقامتہا

**اللغات** : مناکبنا جمع منکب کندھے۔ لیلینی : نماز میں مجھ سے قریب ہوں۔

**فوائد** : (۱) امام نووی نے فرمایا۔ افضل پھر اس سے کم اور پھر اس سے کم کو نماز کے لئے مقدم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فضیلت والے کا اکرام ہونا چاہئے اور اس لئے بھی کہ امام کو بعض اوقات نائب بنانے کی ضرورت ہوتی ہے پس اس کے بعد والا خلیفہ بننے کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کو امام کے سہو کے سلسلہ میں زیادہ سمجھ ہے اور بروقت اس کو متنبہ کر سکے گا جو دوسرا نہیں کر سکتا اور اس لئے بھی تا کہ وہ نماز کا طریقہ اچھی طرح ضبط کر لیں اس کو محفوظ کر کے اور سیکھ کر دوسروں کو بھی سکھائیں۔ (۲) یہ تقدیم کا حکم فقط نماز سے ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر مجمع میں فضیلت والے لوگ اسی خصوصیت کے مستحق ہیں۔ (۳) صفوف کو اچھی طرح درست کرنا چاہئے اور ان کی طرف پوری توجہ اور اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ (۴) صفوف کی برابری اور کندھوں کے برابر کرنے میں درحقیقت امت کی وحدت صف کی طرف اشارہ ہے اور امت کی بات کے ایک ہونے اور زندگی کے تمام میدانوں میں یک جہتی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ خاص کر جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ میں امت کی وحدت کی شدید ضرورت ہے۔

۳۵۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لِيَلِنِیْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ثَلَاثًا وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۵۱ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چاہئے کہ تم میں سے میرے قریب عقل و سمجھ والے لوگ کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہوں (سمجھ میں) آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی اور پھر فرمایا بازاروں کے شوروغل سے بچو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ ' باب تسویۃ الصفوف واقامتھا۔

**اللّغَاتْ** : ھیشات الاسواق : یعنی بازار کا میل جول اور جھگڑا ومخالفت اور آوازوں کا بلند ہونا اور شوروشغب اور وہ فتنے جو بازار میں ہوتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ فوائد کو پیش نظر رکھا جائے نیز نمازیوں کے سامنے شور مچانے اور آوازیں بلند کرنے سے منع کیا گیا خاص کر مساجد کے سامنے کیونکہ مسجد ایک بڑے احترام کی جگہ ہے۔ (۲) نماز کو خشوع وخضوع سے زیادہ قریب کرنے کے لئے نمازی کے ذہن کو تشویش سے بچانا چاہئے۔

۳۵۲ : وَعَنْ اَبِیْ يَحْيٰى وَقِيْلَ اَبِیْ مُحَمَّدٍ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ "بِفَتْحِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ" الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِیَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِهٖ قَتِيْلًا فَدَفَنَهٗ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ : "كَبِّرْ كَبِّرْ" وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ : "اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ؟" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَقَوْلُهٗ ﷺ : "كَبِّرْ كَبِّرْ" مَعْنَاهُ : يَتَكَلَّمُ الْاَكْبَرُ۔

۳۵۲ : حضرت ابویحیٰی بعض نے کہا ابو محمد سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کی طرف گئے اور یہ صلح کے ایام تھے۔ پس وہ دونوں جدا ہوئے۔ جب محیصہ واپس عبد اللہ بن سہل کے پاس لوٹے تو عبد اللہ کو خون میں لت پت مقتول پایا۔ پاس ہی اس کو دفن کیا پھر مدینہ آئے۔ پھر عبد الرحمٰن بن سہل اور محیصہ اور حویصہ مسعود کے دونوں بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عبدالرحمٰن نے گفتگو شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بڑا آدمی بات کرے اور عبد الرحمٰن تو سب میں چھوٹے تھے اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ پس محیصہ اور حویصہ مسعود کے دونوں بیٹوں نے گفتگو کی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم قسم اٹھاتے اور اپنے مقتول کے قاتل سے حق طلب کرتے ہو۔ مکمل روایت ذکر کی۔

كَبِّرْ كَبِّرْ : تم میں سے بڑا سے کلام کرے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الدیات ' باب القسامه و مسلم فی القسامه والمحاربین والقصاص والدیات ' باب القسامه۔

**اللغات** : ھی یومئذ صلح : آنحضرت ﷺ نے فتح کے بعد وہاں کے لوگوں سے صلح کر لی تھی اور وہاں کے لوگوں سے صلح کا اقرار لیا تھا۔ **تیشحط** : لت پت اور لپٹے ہوئے۔ **المقتول** : وہ عبداللہ بن سہیل ہیں۔ ان کے بھائی کا نام عبدالرحمٰن ہے اور ان کے دو چچازاد بھائی ہیں جن کا نام حویصہ اور محیصہ ہیں۔ یہ دونوں عبدالرحمٰن سے عمر میں بڑے تھے۔ جب یہ تینوں آنحضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو مقتول کے بھائی عبدالرحمٰن نے بات کرنا چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کبر یعنی تم میں سے بڑا بات چیت کرے۔ **احدث القوم** : کم عمر۔

**فوائد** : (۱) جب فضائل میں تمام برابر ہوں تو گفتگو میں بڑے کو مقدم کرنا مناسب ہے۔ جیسا کہ امامت اور ولایت نکاح میں گزرا جب کہ وہ حق میں ہم مثل ہوں۔ (۲) قسامت کے دعویٰ میں مقتول کے وارثوں کو قسم اٹھانی پڑے گی۔ (۳) قسامت یہ ہے کہ پچاس آدمی معززین خاندان مقتول میں سے قسم دیں گے جب کہ وہ خون کے کسی کے بارے میں دعویدار ہوں یا مدعی علیہم پر قسم آئے گی جب کہ وہ انکار کریں۔

۳۵۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ يَعْنِيْ فِي الْقَبْرِ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ؟ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۵۳ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ احد کے مقتولین میں دو دو کو ایک قبر میں جمع فرماتے تھے۔ پھر فرماتے ان میں سے کون قرآن کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے والا تھا؟ پس ان میں سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اس کو قبر میں پہلے رکھتے (یعنی لحد میں قبلہ کی جانب مقدم فرماتے)۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الجنائز ' باب فن الرجلین والثلاثة فی قبر وفی المغازی

**فوائد** : (۱) جب ضرورت ہو تو دو تین آدمیوں کا ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے اور ان کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ لحد میں قبلہ کی طرف اس کو پہلے رکھا جائے گا جو قرآن زیادہ یاد کرنے والا ہوگا اور اس کو بعد میں جو کم یاد کرنے والا ہوگا اور جس کو کچھ بھی یاد نہ ہوگا اس پر قرآن والے کو بدرجہ اولیٰ مقدم کیا جائے گا۔ اس میں حافظ کا اکرام وتشریف ہے۔

۳۵٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَآءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ ' فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ فَقِيْلَ لِيْ : كَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۵۴ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں پھر میرے پاس دو آدمی آئے۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دیں' تو میں نے بڑے کو دے دی۔

مُسْنَدًا وَّالْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا۔
(مسلم نے مسنداً اور بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الرؤیا ' باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم والبخاری فی الوضوء تعلیقاً ' باب دفع السواك الی الاکبر

**اللغات** : والتعلیق : کی حقیقت یہ ہے کہ اول سند میں سے کسی ایک کو حذف کر دیا جائے باقی سند مذکور ہو۔ یہ تعلیق الجدار سے لیا گیا ہے۔

**فوائد** : (۱) بڑی عمر والے کو مسواک' طعام' مشروب اور چلنے اور کلام میں مقدم کیا جائے گا جب تک ترتیب نہ ہو اور اگر ترتیب بنا دیں تو دائیں والے کو مقدم کریں۔ (۲) دوسرے کے مسواک کو ان کی اجازت سے استعمال کرنا مکروہ نہیں۔

۳۵۵ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِنَّ مِنْ اَجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ ' وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَالْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۵۵ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ کی عزت و احترام بجا لانے میں سے یہ بھی ہے کہ (۱) سفید داڑھی والے مسلمان (۲) قرآن کا حافظ جو اس میں غلو کرنے والا نہ ہو اور نہ ہی اس سے جفا اور زیادتی کرنے والا ہو اور (۳) انصاف والے بادشاہ کا اکرام کرنا۔ (ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب فی تنزیل الناس منازلهم

**اللغات** : ذی الشیبہ : سفید بالوں والا اور جس کی عمر اسلام و ایمان پر خرچ ہوئی ہو۔ حامل القرآن : قاری اس کو حامل قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اس کو یاد کرنے اور پڑھنے اور سمجھنے میں اور اس کے احکام پر عمل کرنے میں مشقت اٹھاتا ہے اور اسی طرح اس پر غور کرنے میں مشقت اُٹھاتا ہے۔ الغالی : عمل میں تشدد کرنے والا یا تتبع اور تلاش میں حد سے آگے بڑھنے والا جو اس پر مخفی ہو جائے یا مشتبہ ہو جائے۔ اَلْجَافِیْ : چھوڑنے والا اور اس کی تلاوت سے دُور رہنے والا اور عمل سے دُور رہنے والا۔ المقسط : عادل۔

**فوائد** : (۱) زیادہ عمر والے مسلمان کا اکرام کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح قرآن کو یاد کرنے والے اور عادل بادشاہ کا بھی اکرام مستحب ہے۔ (۲) احکام میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لینا چاہئے۔ قرآن میں غلو سے بچنا چاہئے اور اسی طرح اس کی تلاوت سے بُعد و دُوری نہ اختیار کرنی چاہئے۔

۳۵۶ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ شَرَفَ کَبِیْرِنَا" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ' وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ

۳۵۶ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب اور دادا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کے مرتبہ کو نہ پہچانا"۔ (ابوداؤد' ترمذی حدیث صحیح)

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ :حَقَّ كَبِيْرِنَا"۔

ابوداؤد کی روایت میں حَقَّ كَبِيْرِنَا کے الفاظ ہیں کہ بڑوں کا حق نہ پہچانا۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی كتاب الادب ' باب الرحمة والترمذی فی ابواب البر' باب ما جاء فی رحمة الصبيان۔

**اللغات** : ليس منا :وہ ہمارے طریقے کواپنانے والانہیں۔

**فوائد** : (۱) چھوٹے مسلمانوں پر رحمت وشفقت اوراحسان کرنا چاہیے۔(۲) کفار کا بھی بحیثیت انسان احترام کرنا چاہیے( جبکہ وہ حربی نہ ہوں)

۳۵۷ : وَعَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِیْ شَبِيْبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَاَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَّمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَاَقْعَدَتْهُ فَاَكَلَ فَقِيْلَ لَهَا فِیْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ لٰكِنْ مَيْمُوْنٌ : لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ وَقَدْ ذَكَرَهٗ مُسْلِمٌ فِیْ اَوَّلِ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا فَقَالَ : وَذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُّنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ' وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِیْ كِتَابِهٖ ' مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ" وَقَالَ :هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۳۵۷ : حضرت میمون بن ابی شبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا انہوں نے اس کو روٹی کا ٹکڑا عنایت فرمایا۔ پھر ایک آدمی گزرا جس نے اچھے کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کی حالت بھی اچھی تھی۔ آپ نے اس کو بٹھایا پس اس نے کھانا کھایا۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو ان کے مرتبوں پر اتارو (یعنی مراتب کا لحاظ رکھو) (ابوداؤد) میمون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا۔ امام مسلم نے اس روایت کو معلق ذکر کیا ہے اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ تم لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ اس روایت کو حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں ذکر کیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب فی تنزيل الناس منازلهم

**اللغات** : كسرة :روٹی کا ٹکڑا جمع كسر ہے۔ هيئة :ظاہری حالت۔ یہاں اچھی حالت مراد ہے۔منازلهم :مراتب اورعہدے۔

**فوائد** :(۱) لوگوں کے مراتب کا لحاظ کرنے کا حکم دیا گیا۔ امام مسلم نے فرمایا بلند مرتبے والے آدمی کو اس کے درجے سے نیچے نہ گرایا جائے گا اور تصنع کرنے والے کو اس کے مرتبہ سے بلند درجہ نہ دیا جائے گا۔ ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا جائے گا۔(۲) حدیث رسول سے استدلال کرنا یہ شریعت میں مضبوط دلیل ہے اور یہ زیادہ بہتر انداز ہے کہ حدیث کی دلیل کے ساتھ حکم ذکر کیا جائے بجائے اس بات کے کہ بلا دلیل ہی کہہ دیں۔

۳۵۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ

۳۵۸ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے پاس ٹھہرے اور حر

اَخِیْهِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ وَّکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْهِمْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَکَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ کُهُوْلاً کَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُیَیْنَةُ لِابْنِ اَخِیْهِ : یَا ابْنَ اَخِیْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِیْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَیْهِ فَاسْتَاْذَنَ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ : هِیَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ : فَوَ اللّٰهِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْکُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰی هَمَّ اَنْ یُّوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ﴾ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔ وَ اللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِیْنَ تَلَاهَا عَلَیْهِ وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ان لوگوں میں سے تھے جن کو عمر رضی اللہ عنہ قریب کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجلس مشاورت کے ارکان قراء تھے خواہ ادھیڑ عمر ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے برادر زادے تمہیں اس امیر کے ہاں خاص مقام حاصل ہے۔ مجھے ان سے ملنے کی اجازت لے دو۔ انہوں نے اس کے لئے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو کہنے لگے اے ابن خطاب' اللہ کی قسم تم ہمیں بڑے عطیات نہیں دیتے اور نہ ہی ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر یہ سن کر غضب ناک ہو گئے یہاں تک کہ ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ اس پر حر نے ان کو کہا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: خُذِ الْعَفْوَ تم درگزر کو لازم پکڑو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو اور بے شک یہ جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! حضرت عمر کے سامنے جب انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تو انہوں نے اس آیت سے تجاوز نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ٹھہر جانے والے تھے۔ (اس پر مضبوطی سے رُک کر عمل پیرا ہونے والے)۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب التفسیر' تفسیر سورۃ الاعراف والاعتصام' باب الاقتداء بسنن رسول اللہ۔

**نوٹ** :

اس کی مکمل شرح لغت وفوائد گزر چکی نمبر ۵۰ کے تحت۔

۳۵۹ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدْ کُنْتُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا فَکُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۵۹ : حضرت ابوسعید سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوعمر لڑکا تھا اور میں آپ کی باتیں یاد کر لیتا تھا مگر ان کو بیان کرنے سے یہ بات روکتی کہ وہاں مجھ سے زیادہ عمر والے لوگ موجود ہوتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الفضائل و مسلم فی کتاب الجنائز' باب این یقوم الامام من المیت للصلاۃ علیہ۔

**فوائد** : : (۱) علامہ ابن علان فرماتے ہیں علماء نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ جب شہر میں کوئی بڑا محدث موجود ہو تو اس سے کم

مرتبہ والا حدیث بیان کرے کیونکہ وہ محدث اس سے حفظ وعلم، بڑی عمر ہونے میں بڑھ کر ہے۔ البتہ باقی علوم میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں کہ کوئی بڑا فاضل موجود ہو تو اس سے کم درجہ والا ان کو بیان کرے۔

٣٦٠ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۳۶۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے لوگ مقرر کر لیتا ہے جو بڑھاپے میں اس کی عزت کریں۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

**تخریج**: رواہ الترمذی فی البر، باب ما جاء فی اجلال الکبیر

**اللغات**: شیخاً: جو بڑھاپے کی عمر میں داخل ہو چکا ہو یعنی پچاس سال کا۔ الا قیض: اللہ تعالیٰ مقرر اور مقدر فرما دیتے ہیں۔

**فوائد**: (۱) بوڑھوں کی مدد کرنا بہت عمدہ عمل ہے۔ (۲) بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل کی جنس سے بھی ملتا ہے۔ آدمی جو عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتے۔ (۳) اخلاقِ کریمانہ دین کا حصہ ہیں اور دین کی تکمیل اخلاقِ کریمانہ سے ہوتی ہے۔

## ٤٥ : بَابُ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ وَمُجَالَسَتِهِمْ وَصُحْبَتِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَطَلَبِ زِيَارَتِهِمْ وَالدُّعَآءِ مِنْهُمْ وَزِيَارَةِ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَةِ

## باب: نیک لوگوں کی ملاقات اور ان کے پاس بیٹھنا اور ان سے ملنا اور ان سے دعا کرانا اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کرنا

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ...... اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ...... قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ [الکھف:٦٠-٦٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ [الکھف:٢٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان کو کہ میں سفر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچ جاؤں یا پھر میں عرصہ دراز تک چلتا رہوں گا سے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿قَالَ لَهٗ مُوْسٰى ......﴾ ان کو موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر چل سکتا ہوں کہ آپ مجھے ہدایت کی وہ باتیں سکھائیں جو آپ کو سکھائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مضبوطی سے جما کر رکھیں جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اسی کی ذات کے طالب ہیں''۔

**حل الآیۃ**: لا ابرح: میں چلتا رہوں گا۔ مجمع البحرین: دو سمندروں میں یا دریاؤں کے ملنے کی جگہ۔ حقبا: طویل زمانہ۔

٣٦١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ

۳۶۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : اَنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَ لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَتْ : اِنِّىْ لَا اَبْكِىْ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ اَبْكِىْ اَنَّ الْوَحْىَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آ و ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے چلیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ پس جب دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ دونوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس لئے نہیں روتی کہ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ بلکہ میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ پس ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا پس وہ دونوں اس کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فى كتاب فضائل الصحابة ' باب فضل ام ايمن رضى الله عنها

**اللُّغَات** : ام ایمن : آنحضرت ﷺ کی لونڈی ہیں۔ یہ عبد اللہ بن عبد المطلب کی لونڈی تھیں یہ حبشہ سے تعلق رکھتی تھیں جب آمنہ کے ہاں حضور علیہ السلام کی ولادت آپ کے والد کی وفات کے بعد ہوئی تو ام ایمن اس وقت سے پرورش کرنے لگیں یہاں تک کہ آپ بڑے ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد فرما کر حضرت زید بن حارثہ سے نکاح کر دیا۔ یہی اسامہ بن زید کی والدہ محترمہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد انہوں نے وفات پائی۔ **فهيجتهما** : رونے پر بھڑکا دیا۔

**فوائد** : (۱) امام نووی نے فرمایا کہ حدیث سے نیک لوگوں اور دوستوں کی جدائی پر رونے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ خواہ وہ افضل ترین درجات میں منتقل ہو چکے ہوں۔ (۲) نیک لوگوں کی بھی زیارت کو جانا چاہئے اور جو ان کے دوست ہوں ان کی بھی زیارت کرنی چاہئے۔ (۳) کسی ایسے نیک صالح آدمی کی بھی زیارت کرنی چاہئے خواہ وہ مرتبہ میں زائد سے کم ہو۔ (۴) ام ایمن کی فضیلت و شان ظاہر ہوتی ہے۔

۳۶۲ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهٗ فِىْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا فَلَمَّا اَتٰى عَلَيْهِ قَالَ : اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ : اُرِيْدُ اَخًا لِّىْ فِىْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ : هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَيْهِ؟ قَالَ : لَا : غَيْرَ اَنِّىْ اَحْبَبْتُهٗ فِى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ : فَاِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ

۳۶۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی دوسرے بھائی کی زیارت کے لئے دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ جو اس کا انتظار کر رہا تھا جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے بتایا اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کے پاس جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو اس نے

بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

يُقَالُ "اَرْصَدَهٗ" لِكَذَا اِذَا وَكَّلَهٗ بِحِفْظِهٖ "وَالْمَدْرَجَةُ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَالرَّآءِ الطَّرِيْقُ - وَمَعْنٰى "تَرُبُّهَا" تَقُوْمُ بِهَا وَتَسْعٰى فِيْ صَلَاحِهَا".

جواب دیا نہیں۔ صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ جس طرح تو اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

اَرْصَدَهٗ: حفاظت کے لئے مقرر کرنا۔ الْمَدْرَجَه: راستہ۔ تَرُبُّهَا: تو اس کی درستی اور بقاء کی کوشش کرتا ہے۔

**تخریج** : رواه مسلم فی كتاب البر والصلة والادب ' باب فضل الحب فی الله

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی بندے کے ساتھ محبت کا مطلب اس کے لئے خیر و بھلائی کا ارادہ فرمانا اور اس کو خیر کی توفیق بخشنا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی عظمت و فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور اس کے لئے ملاقات کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

٣٦٣ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهٗ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ بِاَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ غَرِيْبٌ.

۳۶۳ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا صرف اللہ کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا بلند آواز سے کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوشگوار ہو تجھے جنت میں مقام ملے۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے بعض میں غریب کا لفظ ہے)

**تخریج** : رواه الترمذی فی الصبر والصلة ' باب ما جاء فی زيارة الاخوان

**اللغات** : طبت : تو خوش ہو (جو تمہارے) اس عظیم اجر اور بدلے پر جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے یا تو گناہوں سے پاک کر دیا گیا۔ **طاب ممشاك** : تیرا چلنا بہت خوب ہے یعنی اس کا بڑا اجر ہے۔

(۱) مریض کی عیادت اور اللہ کی خاطر جو بھائی ہوں ان کی ملاقات مستحب ہے۔

٣٦٤ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَجَلِيْسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَّنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا مُّنْتِنَةً" مُتَّفَقٌ

۳۶۴ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال اس طرح ہے جیسے کستوری والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا۔ کستوری والا یا تو تجھے عطیہ دے دے گا یا تو خود اس سے خرید لے گا یا پھر تو اس سے پاکیزہ خوشبو پا لے گا اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا تو اس سے بدبودار ہوا پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ۔

"يُحْذِيْكَ" يُعْطِيْكَ۔ يُحْذِيْكَ: وہ تجھے دے گا۔

**تخریج**: اخرجه البخاري في الذبائح ' باب المسك والبيوع ' باب في العطار وبيع المسك ومسلم في البر والصلة باب استحباب مجالسة الصالحين ومجانبة قرناء السوء۔

**اللغات**: السوء: یہ ساء یسوء سوءً ناپسند کام کرنا۔ یہ بر کی نقیض ہے۔ المسك: معروف خوشبو ہے۔ الكير: چمڑے کا تھیلہ جس سے لوہار آگ پر پھونک مارتا ہے۔ تبتاع: خرید لینا۔

**فوائد**: (۱) جس کی مجلس دین و دنیا میں نقصان پہنچائے اس سے بچنا چاہئے۔ (۲) جس کی مجلس دنیا و آخرت کے لئے فائدہ مند ہو اس کو اختیار کرنا چاہئے اور اس کا دارومدار دوستوں کے صاف ستھرے ہونے پر ہے۔ (۳) کستوری پاک ہے اور اس کی فروخت جائز ہے۔

۳٦٥: وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَمَعْنَاهُ اَنَّ النَّاسَ يَقْصِدُوْنَ فِى الْعَادَةِ مِنَ الْمَرْاَةِ هٰذِهِ الْخِصَالِ الْاَرْبَعَ فَاحْرِصْ اَنْتَ عَلٰى ذَاتِ الدِّيْنِ وَاظْفَرْ بِهَا وَاحْرِصْ عَلٰى صُحْبَتِهَا۔

۳٦٥: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عورت سے چار وجوہ کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے: (۱) مال کی وجہ سے۔ (۲) خاندانی حسب ونسب کی وجہ سے۔ (۳) حسن و جمال کی وجہ سے۔ (۴) اس کے دین کی بناء پر۔ پس تو دین دار عورت کو حاصل کر تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"۔ (بخاری و مسلم) اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ عام طور پر نکاح میں یہ چار چیزیں پیش نظر رکھتے ہیں تمہیں دیندار عورت سے نکاح کرنا چاہئے اور اسی کی کوشش ہو اور اس کی رفاقت اختیار کرنے کی تمنا ہو۔

**تخریج**: رواه البخاري في النكاح ' باب الاكفاء في الدين و مسلم في النكاح ' كتاب الرضاع ' باب استحباب نكاح ذات الدين۔

**فوائد**: (۱) اسلام نیک صالح بیوی کے انتخاب کی طرف توجہ دلاتا ہے اور اسی لئے اس کو دنیا کا وہ بہترین سامان قرار دیا جس کی حرص کی جاتی ہے۔ (۲) جب دین کے پیش نظر شادی کی جائے گی تو نکاح قائم دائم رہے گا کیونکہ دین عقل وضمیر کی راہنمائی کرتا ہے اور صحیح عقل کے عین مطابق ہے اور اگر دین کے ساتھ دیگر ہمہ صفات بھی پائی جائیں تو دین اس سلسلے میں رکاوٹ نہیں۔

۳٦٦: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِجِبْرِيْلَ: "مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟" فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا

۳٦٦: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے کہا تمہارے ہماری ملاقات کے لئے اس سے زیادہ بار آنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ تو یہ

نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ﴾ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

آیت اتری: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ......﴾ ہم تو تمہارے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں۔ اسی کے لئے ہے جو ہمارے پیچھے اور سامنے ہے اور اس کے درمیان ہے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی التفسیر سوره مریم ' باب وما نتنزل الا بامر ربك وفی بدء الخلق ' باب ذكر الملائكة والتوحید ' باب ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلین مریم۔

**اللغات** : تتنزل : کچھ مہلت کے بعد اترنا۔ یہ نزل کا مطاوع بن کر آتا ہے۔ له ما بين ايدينا وما خلفنا : مراد اس سے ہمارے سامنے کے ازمنہ اور ہمارے پچھلے ازمنہ اور مقامات۔ ہم ایک شے سے دوسری شے کی طرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم سے منتقل ہوتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) جبرئیل علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت تھی اور ان کی رؤیت کے لئے کس قدر شوق تھا اور اس علم کا بھی کتنا شوق تھا جو بذریعہ وحی وہ لے کر آتے تھے۔

۳٦۷ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ لَّا بَاْسَ بِهٖ۔

۳٦۷ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کو ہی اپنا ساتھی بناؤ اور تمہارا کھانا پرہیزگار ہی کھائے۔ (ابوداؤد' ترمذی ایسی سند کے ساتھ جس میں حرج نہیں)

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب من یومر ان یجالس والترمذی فی الزهد ' باب ما جاء فی صحبة المؤمن۔

**فوائد** : (۱) کفار سے محبت و دوستی اور دلی تعلق اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) متقی لوگوں کے ساتھ میل جول اور اکثر ان کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۳) غیر متقی کے اکرام و احترام سے ابتداً گریز کرنا چاہئے اور اسی طرح احسان میں اس پر سبقت نہ کرنی چاہئے۔

۳٦۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۳٦۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' سند صحیح کے ساتھ) ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب من یومر ان یجالس والترمذی فی الزهد ' باب الرجل علی دین خلیله

**اللغات** : الخليل : دوست۔ فلينظر احدكم من يخالل : پوری بصیرت کی آنکھ سے دیکھ لے کہ کس کو دوست بناتا ہے۔

**فوائد** : (۱) ایسے دوست کو اختیار کرنا چاہئے جس کے دین کو پسند کرتا ہے اور اس دوست سے پرہیز کرے جو دینی لحاظ سے قابل نہ

ہو۔(۲) دوستی کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ برابری کی نگاہ سے دیکھا جائے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے نفس کے لئے جو چیز پسند کرتا ہے وہی اس کے لئے پسند نہ کرے۔

۳۶۹ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَفِی رِوَایَةٍ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : الرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا یَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ : "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"۔

۳۶۹: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی (بخاری و مسلم) ایک روایت میں آنحضرتؐ سے پوچھا گیا آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ اس کی ان سے ملاقات نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب ' باب علامة الحب فی الله و مسلم فی البر الصلة ' باب المرء من احب وروی البخاری الروایة الثانیة فی ابواب الادب۔

**اللّغَاتْ** : مع من احب :اس کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا جس سے محبت کرتا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اس کو بھی اس جیسا بلند و بالا مرتبہ مل جائے گا کیونکہ یہ تو اعمال صالحہ کے مختلف ہونے سے مختلف ہیں۔ولما یلحق بهم :لما یہ ماضی میں استمرار کی نفی کیلئے آتا ہے۔پس ماضی اور حال گویا دونوں زمانوں کی نفی اس سے ثابت ہوتی ہے یعنی وہ انکے اعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

**فوائد** : (۱) آدمی کو نیک و صالح دوست بنانے چاہئیں تا کہ قیامت میں ان کے ساتھ حشر ہو اور یہ پسندیدہ بندوں کی صحبت کو اختیار کرنے سے حاصل ہوسکتا ہے۔(۲) شریر اور فساق لوگوں کی دوستی سے گریز کرے تا کہ ان کے ساتھ اس کا حشر نہ ہو کیونکہ دوست کا بھی دوست ہوتا ہے۔

۳۷۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟" قَالَ : حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ : "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِی رِوَایَةٍ لَهُمَا :مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِیْرِ صَوْمٍ وَّلَا صَلٰوةٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

۳۷۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت۔آپ نے فرمایا تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔(بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور مسلم و بخاری کی اور روایت میں ہے کہ دیہاتی نے جواب میں کہا کہ نہ تو میں نے قیامت کیلئے نفلی روزے تیار کئے ہیں اور نہ نفلی نمازیں اور نہ زیادہ صدقہ لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔

**تخریج** : رواه البخاری فی المناقب ' باب مناقب عمر فی کتاب الادب و مسلم فی البر والصلة ' باب المرء من احب۔

**اللّغَاتْ** : الساعة : قیامت۔اس کو اس لفظ سے اس لئے تعبیر کیا کیونکہ قیامت بھی ادنیٰ لحظہ میں ظاہر ہوگی۔حب الله و حب

رسولہ : مراد اس سے طاعت رسول اور طاعت اللہ ہے اور ان کے احکام کی عملداری ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ نے قیامت کے متعلق سوال کرنے والے کو کس قدر حکیمانہ جواب مرحمت فرمایا۔ مالك ولوقتها : کہ تو نے اس کے وقت کو کیا کرنا ہے؟ تمہیں تو اس کے زادِراہ سے غرض ہونی چاہئے اور اس عمل کی طرف دھیان ہونا چاہئے جو اس میں فائدہ پہنچائے گا۔ (۲) قیامت کو آدمی اپنے اچھے یا برے محبوب سے ملاقات کرے گا۔ (۳) اللہ کی معیت انسان کے ساتھ مدد و توفیق سے ہوتی ہے۔

۳۷۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِىْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۷۱ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر وہ ان کے ساتھ (مرتبہ و اعمال سے) نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الادب ' باب علامة الحب فی الله و مسلم فی البر والصلة باب المرء مع من احب۔

**اللغۃ** : لم یلحق بهم : دنیا میں ان کے ساتھ ملاقات نہیں ہو سکی۔

۳۷۲ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا' وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَى الْبُخَارِيُّ۔

۳۷۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح مختلف کانیں ہیں۔ ان میں سے زمانہ جاہلیت کے بہتر لوگ اسلام میں بھی بہتر ہیں جبکہ وہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں اور ارواح مختلف اقسام کے لشکر ہیں پس ان میں سے جس کی ایک دوسرے سے جان پہچان ہو گئی وہ آپس میں مانوس اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف رہیں وہ ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ (مسلم)

قَوْلَهٗ "الْاَرْوَاحُ" الخ مِنْ رِوَايَةِ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

بخاری نے الْاَرْوَاح کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

**تخریج** : رواه مسلم فی فضائل الصحابة ' باب خیار الناس والبخاری فی الانبیاء ' باب الارواح جنود مجندة۔

**اللغات** : معادن : جمع معدن زمین میں گڑی ہوئی چیز۔ نفیس بھی ہو سکتی ہے اور حقیر بھی اسی طرح لوگ ایک دوسرے سے مختلف ظاہر ہوں گے۔ بعض میں اصل کے لحاظ سے کمینگی ہوگی اور بعض میں شرافت۔ خیارهم فی الجاهلیة : جاہلیت کے زمانہ میں

شریف اور سردار۔ والجاهلیت : اسلام سے پہلے والا زمانہ اس کو اس لئے نام دیا گیا کہ عرب کی جہالتیں اس زمانہ میں کثرت سے تھیں۔ فقیهوا : علم حاصل کریں۔ فقهو : وہ فقیہ بن جائیں اور فقہ ان کی عادت ثانیہ بن جائے۔ جنود مجندة : مجتمع لشکر اور مختلف الاقسام۔ ما تعارف منها ائتلف : خطابی فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ خیر وشر میں ہم شکل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ پس شریف اپنے ہم شکل کا شوق مند ہو اور شریر اپنے ہم جنس کا متلاشی ہو۔

**فوائد :** (۱) جاہلیت کی خصوصیات قابل اعتبار نہیں جب تک کہ وہ لوگ اسلام لا کر دین میں کامل سمجھ نہ حاصل کر لیں اور اعمال صالحہ نہ کر لیں۔ (۲) ارواح کا تعارف دوسری روح سے خیر وشر کی اس فطرت کے مطابق ہے جس فطرت پر ان کو پیدا کیا گیا جب وہ خیر شر میں متفق ہو تو متعارف ہو جاتی ہیں اور اگر خیر وشر میں مختلف ہوں تو ناواقف ہی رہتی ہیں۔ (۳) علامہ ابن جوزی نے فرمایا حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کو کسی صاحب فضیلت سے نفرت ہو اور صاحب صلاحیت سے نفرت ہو تو مناسب یہ ہے کہ اس نفرت کا باعث اور وجہ تلاش کرے تا کہ اس بری بات سے چھٹکارے کیلئے وہ پوری طرح کوشاں ہو اور اسی طرح اس کا عکس بھی سمجھ لو۔

۳۷۳ : وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ عَمْرٍو وَيُقَالُ ابْنُ جَابِرٍ وَهُوَ "بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ" قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَاَلَهُمْ : اَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ : اَنْتَ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قَالَ : مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قَالَ : فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَاْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ : لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ : نَعَمْ' قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ" فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ ۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ : اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ : الْكُوْفَةَ قَالَ – اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَآءِ النَّاسِ اَحَبُّ

۳۷۳: حضرت اسید بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس جب بھی یمن والوں میں سے غازیانِ اسلام آتے تو وہ ان سے پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں حتیٰ کہ ایک وفد میں اویس آ گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم اویس بن عامر ہو؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا مراد کے گھرانے اور قرن قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ کیا تمہارے جسم پر برص کے داغ تھے وہ صحیح ہو گئے ہیں۔ سوائے ایک درہم کے برابر حصہ کے؟ جواب دیا ہاں۔ پوچھا کیا تمہاری والدہ ہیں؟ کہا جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ تمہارے پاس مراد کے قرن قبیلہ کا اویس بن عامر اہل یمن کے غازیوں کے ساتھ آئے گا جو جہاد میں لشکر اسلام کی مدد کرتے ہیں۔ ان کے جسم پر برص کے نشان ہوں گے جو درہم کے برابر کے حصہ کے علاوہ صحیح ہو گئے ہوں گے۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوگا۔ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھا لے تو یقیناً اللہ اس کی قسم کو پورا فرما دیں گے۔ پس تم اے عمر! اگر ان سے مغفرت کی دعا کروا سکو تو ضرور کروانا۔ اس لئے تم میرے لئے بخشش کی دعا کر دو چنانچہ انہوں نے عمرؓ کے لئے بخشش کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عمر نے پوچھا اب کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا کوفہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں کوفہ کے گورنر کے نام تمہارے لئے

اِلَيَّ - فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرُ فَسَاَلَهُ عَنْ اُوَيْسٍ فَقَالَ : تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَاَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ" فَاَتٰى اُوَيْسًا فَقَالَ : اسْتَغْفِرْلِيْ : قَالَ : اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ ؟ قَالَ نَعَمْ ، فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ : هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنَ الْقَرَنِيِّيْنَ؟ فَجَآءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ :"اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمْ"

خط نہ لکھ دوں؟ جواب دیا میں ان لوگوں میں رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں جوغریب ومسکین ہوں جنہیں نہ کوئی جانتا ہے اور نہ ان کی پروا کی جاتی ہے۔ جب آئندہ سال آیا تو یمن کے لوگوں میں سے ایک معزز شخص حج پر آیا اور اس کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی تو آپ نے اس سے اویس کی بابت دریافت کیا تو اس نے بتلایا کہ میں ان کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کی زندگی نہایت سادہ ہے اور دنیا کا سامان بہت کم رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ تمہارے پاس مراد قبیلہ کی شاخ قرن کا اویس بن عامر یمن کے رہنے والے امدادی فوجی گروہ کے ساتھ آئے گا۔ اس کو برص کی تکلیف ہوگی جو درست ہو چکی ہوگی سوائے ایک درہم کی مقدار کے۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والا ہوگا۔ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پوری فرمادیں گے۔ پس اگر تم ان سے مغفرت کی دعا کروا سکو تو ضرور کروانا۔ پس یہ شخص حج سے فراغت کے بعد حضرت اویس کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ میری بخشش کی دعا فرمائیں۔ اویس نے جواب دیا ایک نیک سفر سے تو تم نئے نئے آئے ہو۔ تم میرے لئے بخشش کی دعا کرو۔ نیز انہوں نے پوچھا کیا تم عمرؓ کو ملے؟ اس نے کہا ہاں۔ پس اویس نے اس کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ تب لوگوں نے انکے مقام کو جان لیا اور وہ اپنے راستہ پر چلے گئے (مسلم) مسلم کی دوسری روایت اسیر بن جابرؓ سے ہے کہ کوفہ سے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ ان میں ایک ایسا آدمی تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کیا یہاں قبیلہ قرن والوں میں سے بھی کوئی ہے۔ پس یہ شخص آیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا۔ اسے اویس کہا جاتا ہو گا۔ وہ یمن میں صرف اپنی والدہ کو چھوڑ کر آئے گا۔ اس کو برص کی بیماری تھی پس اس نے اللہ سے دعا کی اللہ نے اس کی وہ بیماری دور کر دی۔ اب برص کا داغ ایک درہم یا دینار کے برابر رہ گیا ہے۔ پس تم

قَوْلُهُ "غَبْرَآءِ النَّاسِ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَإِسْكَانِ الْبَاءِ وَالْمَدِّ وَهُمْ فُقَرَآؤُهُمْ وَصَعَالِيكُهُمْ وَمَنْ لَّا يُعْرَفُ عَيْنُهُ مِنْ اَخْلَاطِهِمْ "وَالْاَمْدَادُ" جَمْعُ مَدَدٍ وَّهُمُ الْاَعْوَانُ وَالنَّاصِرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُمِدُّوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْجِهَادِ۔

میں سے جو ملے اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کراؤ۔ مسلم کی ایک روایت میں جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تابعین میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے اویس کہا جاتا ہے اس کی والدہ زندہ ہے اور اس کے جسم میں برص کے داغ ہیں تم اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں۔ غَبْرَاءِ النَّاسِ: غریب و مفلس، غیر معروف لوگ۔ اَلْاَمْدَادُ: جہاد میں مدد دینے والے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اویس القرنی رضی اللہ عنہ

**اللغات** : من مراد : یہ قبیلہ کا نام ہے۔ من قرن : مراد قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔ برص : سوءمزاج کی وجہ سے جسم پر ظاہر ہونے والا داغ۔ فبری : اس سے شفاء پالی۔ بر : ماں کے ساتھ نیکی واحسان میں مبالغہ کرنے والا ہے۔ رث البیت : سامان پھٹا پرانا ہے۔ کم درجہ کا سامان ہے یا بالکل پرانا ہو چکا ہے۔ قلیل المتاع : گھر میں جس چیز سے فائدہ اٹھایا جائے اس کو متاع کہا جاتا ہے مثلاً کھانا، گھر کا اثاثہ۔ یسخر : مذاق کرتا۔

**فوائد** : (۱) اویس بن عامر کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ تابعین میں بلند ترین مقام رکھتے ہیں۔ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ واقعہ کے پیش آنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع دی۔ اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کا تذکرہ نام سے فرمایا ہے اور اس کی صفات وعلامات کا بھی تذکرہ فرمایا اور عمر کے ساتھ ان کی ملاقات کا ذکر کیا چنانچہ یہ اسی طرح پیش آیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (۳) عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اس سے سنت وشریعت کی تبلیغ ظاہر ہوتی ہے اور فضیلت والوں کو فضیلت کا اعتراف کرنا اور ان لوگوں کی تعریف ان کے سامنے کرنا جن کے متعلق خود پسندی کا احتمال اور شائبہ نہ ہو اس کے پختہ یقین اور دین میں کمال کی وجہ سے ہے۔ (۴) نیک سفر کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے اور جو آدمی کسی نیک سفر سے واپس آئے اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ (۵) نیک لوگوں سے دعا کروانی چاہئے خواہ دعا کروانے والے اس سے افضل ہی کیوں نہ ہوں اور بھلائی میں اضافہ کرنا چاہئے اور جس کی دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہو اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔

۳۷۴ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ : "لَا تَنْسَانَا يَا اُخَيَّ مِنْ دُعَآئِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَآئِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ

۳۷۴ : حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے عمرے پر جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت عنایت فرمادی اور فرمایا اے میرے پیارے بھائی ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد میرے لئے اتنا بڑا اعزاز ہے کہ مجھے اس کے مقابلہ میں ساری دنیا بھی اچھی نہیں لگتی اور ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا اے میرے پیارے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک رکھنا۔ یہ

صَحِيْحٌ۔ حدیث صحیح ہے۔ابوداؤد و ترمذی' ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج**: رواہ ابوداود فی آخر کتاب الصلاۃ' باب الدعا والترمذی فی الدعوات۔

**فوائد**: (۱) مقیم کو مسافر سے دعا کا مطالبہ کرنا مستحب ہے اور اس کو خیر کے مقامات پر دعا کی نصیحت بھی کرنی چاہئے اگر چہ مقیم مسافر سے افضل ہو۔خاص طور پر جبکہ حج وعمرہ کا سفر ہو۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حاجی کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جن کے لئے وہ استغفار کرے ان کی بھی بخشش کی جاتی ہے۔(۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقام مرتبہ اور فضیلت آنحضرت ﷺ کی نگاہ میں ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو اپنا چھوٹا بھائی فرمایا۔

۳۷۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزُوْرُ قُبَآءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَآءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

۳۷۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ قباء تشریف لے جاتے کبھی سواری پر اور کبھی پیدل اور وہاں پہنچ کر آپ دو رکعت نفل ادا فرماتے۔(بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ قباء تشریف لے جاتے کبھی سواری پر کبھی پیدل اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایسا کرتے۔

**تخریج**: رواہ البخاری فی باب التطوع' باب من اتی مسجد قباء کل سبت وفی فضل الصلاۃ فی مسجد مکہ وفی الاعتصام و مسلم فی آخر کتاب الحج' باب فضل مسجد قباء۔

**اللُّغَاتُ**: قباءٌ: فصیح لغت میں یہ منصرف اور مذکر ہے یہ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بستی تھی اب تو مدینہ شہر کا حصہ بن چکا ہے۔

**فوائد**: (۱) مسجد قباء کی زیارت مستحب ہے۔(۲) اس میں نماز ادا کرنے پر کئی احادیث وارد ہیں۔ایک وہ روایت ہے جس کو ترمذی نے نقل کیا۔ صلاۃ فی مسجد قباء کعمرۃ کہ مسجد قباء میں نماز عمرہ کے برابر ثواب رکھتی ہے۔(۳) عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کی اتباع میں کس قدر حرص رکھنے والے تھے۔

## ٤٦ : باب فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَاِعْلَامِ الرَّجُلِ مَنْ يُّحِبُّهٗ وَمَا ذَا يَقُوْلُ لَهٗ اِذَا اَعْلَمَهٗ

## بَابٌ: اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی فضیلت اور اس کی ترغیب اور جس سے محبت ہو اس کو بتلانا اور آگاہی کے کلمات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ [الفتح:۲۹] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں...... آخر سورہ تک"۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کے گھر میں اقامت اختیار کی اور ایمان میں پختہ رہے اور وہ ان لوگوں

﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ [الحشر :۹] سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں''۔

حل الآیة : تبوؤا الدار والایمان : مدینہ کو لازم پکڑا اور ایمان کو سینہ سے لگایا اور ان دونوں میں خوب پختگی اختیار کی یہ انصار ہیں۔

٣٧٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ : اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۷۶ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تین عادات ایسی ہیں جن میں وہ پائی جائیں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی لذت و مٹھاس محسوس کرے گا : (۱) اللہ اور اس کا رسول اسے ان کے ماسوا سب سے زیادہ محبوب ہو۔ (۲) کسی آدمی سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھے (۳) اور کفر میں لوٹ جانے کو اس طرح برا سمجھے جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا جبکہ اللہ نے اس کو کفر سے بچالیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الایمان ' باب حلاوة الایمان والادب و مسلم فی الایمان ' باب بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الایمان

**فوائد** : (۱) ایمان کی حلاوت ولذت طاعات سے حاصل ہوتی ہے جبکہ طاعات میں رغبت طاعات کو دنیا کے سامان پر ترجیح دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کی علامت یہ ہے کہ ان کی پسند کو خواہش نفس پر اس طرح مقدم کرے کہ خواہش انسانی ان کے احکام کی تابع ہو جائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی علامت یہ ہے۔ احسان کی حالت اکرام میں اضافہ نہ ہو اور سختی کی حالت میں اکرام میں کمی نہ ہو۔ (۴) کفر کی کراہت یہ ہے کہ اسباب کفر سے بچے اور جو چیزیں کفر کو لازم کرنے والی ہیں یعنی معاصی و منکرات ان سے دوری اختیار کر لے۔

٣٧٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ : اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ

۳۷۷ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن اللہ سایہ دے گا جبکہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا : (۱) منصف حکمران (۲) اللہ کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہو (۴) اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور اسی پر وہ جمع ہوتے اور جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جس کو حسین و جمیل عورت دعوتِ گناہ دے مگر وہ اس کے جواب میں کہے میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ چھپا کر کیا حتیٰ کہ اس کے

فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ' وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا دیا (۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاري في ابواب صلاة الجمعه ' باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة و مسلم في الزكاة ' باب فضل اخفاء الصدقة۔

**اللغات** : **سبعة** : سات قسم کے لوگ۔ **فی ظله** : اس کے عرش کے سایہ میں یا اس کی نگہبانی میں۔ **امام** : بڑی حکومت وغلبہ والا۔ اس میں وہ بھی شامل ہے جو لوگوں کے کسی کام کا ذمہ دار بنا اور اس میں عدل کیا۔ **قلبه معلق فی المسجد** : مسجد سے محبت کرنے اور نماز کا انتظار کرنے والا۔ **ذات منصب** : اصل وشرف والا۔ **فاضت عيناه** : وہ رو پڑا اور آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

**فوائد** : (۱) امام عادل کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نگہبانی۔ اس کو دوسروں پر مقدم کیا گیا کیونکہ بہت سے مصالح اس سے متعلق ہیں۔ (۲) اس نوجوان کی فضیلت ذکر کی گئی جو گناہوں کا ارتکاب نہیں کرتا اور اپنے رب کی اطاعت پر اس نے پرورش پائی ہے۔ (۳) اس میں اس آدمی کی فضیلت بتلائی گئی جو مساجد میں جاتا ہے اور اس کا دل ان کی طرف مائل اور جھکا ہوا رہتا ہے جب وہ اس سے نکل کر جاتا ہے ان میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو وہ پسند کرتا ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی خاطر جو محبت کی جائے اور دو آدمیوں کو وہ محبت جمع کرے کوئی دنیوی غرض اس میں شامل نہ ہو تو ایسی محبت اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے خوف سے جو شخص گناہوں سے ان کے دواعی کی کثرت کے باوجود اعراض کرے ایسی پاک دامنی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ (۶) ایسے مخفی صدقہ کو بہت افضل قرار دیا گیا جس سے نہ تو فقیر کا شعور مجروح ہوا اور نہ ریاکاری اس سے پیدا ہو۔ (۷) اس روایت میں سات قسموں کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سایہ کے نیچے جگہ دی جائے گی قیامت کے دن ان کی تعداد ستر قسموں تک پہنچ جائے گی جیسا کہ حافظ سخاوی نے بیان کیا اور علامہ سیوطی نے فرمایا۔ سات پر اکتفاء ان کے مرتبہ اور ان کے ان اعمال کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے جو اعمال انہوں نے انجام دیئے۔

۳۷۸ : وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۷۸ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے میری عظمت وجلالت کیلئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس دن کہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في البر والصلة ' باب فضل الحب في الله

**اللغات** : **بجلالي** : اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں اور اس کی عظمت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں دنیا کی غرض اس میں شامل نہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا ان کے متعلق پوچھنا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں اصل اس کا مقصد اس مقام پر ان کی فضیلت کا اعلان کرنے کے لئے ایسا کیا جائے گا۔

**فوائد** : (۱) بھلائی کے کام کرنے والوں کو خوب خوش ہونا چاہئے۔ (۲) مجالس میں ان کا مرتبہ ظاہر کیا گیا تا کہ دوسروں کو اس پر آمادہ کیا جائے اور یہ اس وقت ہے جبکہ اس پر کوئی ضرر مرتب نہ ہو۔

۳۷۹ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَىْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۷۹ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم اس وقت تک جنت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور تم مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اس کو اختیار کرو گے تو باہم محبت کرنے لگ جاؤ گے وہ یہ ہے کہ تم آپس میں السلام علیکم کو پھیلاؤ۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون

**فوائد** : (۱) جنت میں داخلہ ایمان کے بغیر ممکن نہیں اور ایمان کا کامل درجہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (۲) السلام علیکم کا کلمہ الفت کے اوّلین اسباب میں سے ہے اور محبت کو حاصل کرنے کی یہ چابی ہے اور اس کو عام کرنے میں مسلمانوں کی الفت اور پختہ ہو جائے گی اور اس کو استعمال کرنے میں اسلام کے اس شعار کا بھی اظہار ہوگا جو شعار ان کو دوسری ملتوں سے جدا کرتا ہے۔ (۳) السلام علیکم کہنا سنت ہے اور اس کا جواب فرض ہے اور اس کا مشروع صیغہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اور سلام کے صیغوں میں کوئی اور لفظ اس کا قائم مقام نہیں بن سکتا مثلاً صباح الخیر اور آداب وغیرہ۔

۳۸۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهٗ فِىْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا" وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ : "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَقَدْ سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهٗ۔

۳۸۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی کی طرف اپنے کسی بھائی کی ملاقات کے لئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں انتظار کے لئے فرشتہ بٹھا دیا اور باقی روایت بیان کی کہ بے شک اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جس طرح تو اللہ کی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم) (باب سابق میں روایت گزری)

**تخریج** : اس روایت کی تخریج روایت ۳۶۲ میں ہو چکی۔

۳۸۱ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِى الْاَنْصَارِ : "لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ '

۳۸۱ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انصار سے محبت مؤمن ہی کرے گا اور ان سے بغض منافق ہی رکھے گا جو ان سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان

مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے محبت کرے گا اور جوان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی فضائل الصحابة ' باب مناقب الانصار و مسلم فی الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار وعلی رضی الله عنهم من الایمان۔

**اللغات** : **الانصار** : یہ اوس وخزرج کی اولاد کو کہا جاتا ہے۔ یہ اسلامی لقب ان کو اسلام کی نفوس و اموال کے ساتھ نصرت مدد کرنے اور اسلام کو ترجیح دیتے ہوئے تمام لوگوں کی دشمنی مول لینے پر دیا گیا۔

**فوائد** : (۱) انصار کی محبت اس لئے واجب ہے کہ انہوں نے اسلام کی مدد کی اور یہ ایمان کی علامات میں سے ہے اور اسی لئے ان کے ساتھ بغض رکھنا منافقت اور اسلام سے نکلنا ہے۔ البتہ ان میں سے کسی سے جھگڑے کی بنا پر بغض یہ نفاق نہیں البتہ گناہ ہے۔

۳۸۲ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۳۸۲ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ میری عظمت و جلالت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کے لئے نور کے ممبر ہیں ان پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی الزهد ' باب ما جاء فی الحب فی الله

**اللغات** : **منابر** : جمع منبر بلند جگہ کو کہا جاتا ہے۔ **یغبطهم** : کسی کے مال کی تمنا کرنے مگر اس کے مال کے زوال کی تمنا ساتھ شامل نہ تو غبطہ ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے آخرت میں اعلیٰ مراتب پائیں گے اور انبیاء علیہم السلام کے ان پر رشک کرنے سے ان کا انبیاء سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ پس اس سے مقصد صرف ان کی فضیلت اور بلند و بالا مرتبے کا بیان کرنا مقصود ہے۔

۳۸۳ : وَعَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهُ فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَيْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ رَّاْيِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ : هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهٗ

۳۸۳ : ابوادریس خولانی ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان آدمی جس کے دانت خوب چمک دار ہیں اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہیں جب وہ آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کے متعلق اُس سے سوال کرتے اور اپنی رائے سے رجوع کر کے اُس کی رائے کو قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس نوجوان کی بابت پوچھا تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل ؓ

قَدْ سَبَقَنِيْ بِالتَّهْجِيْرِ وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلٰوتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ـ فَقَالَ : آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ فَقَالَ : آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ : اَللّٰهِ فَاَخَذَنِيْ بِحَبْوَةِ رِدَآئِيْ فَجَبَذَنِيْ اِلَيْهِ فَقَالَ: اَبْشِرْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِاِسْنَادِهِ الصَّحِيْحِ۔

قَوْلُهُ "هَجَّرْتُ" اَيْ بَكَّرْتُ وَهُوَ بِتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ قَوْلُهُ : "آللّٰهُ فَقُلْتُ : اَللّٰهُ" الْاَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَمْدُوْدَةٍ لِلْاِسْتِفْهَامِ وَالثَّانِيْ بِلَا مَدٍّ۔

ہیں۔ جب اگلا روز ہوا تو میں صبح سویرے مسجد میں آ گیا مگر میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔ میں نے ان کو نماز پڑھتے پایا پھر میں ان کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں ان کے سامنے آیا اور میں نے سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا۔ اللہ کی قسم میں آپ سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا واقعی ایسا ہے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ انہوں نے پھر فرمایا کیا واقعی ایسا ہے؟ میں نے کہا واقعی اللہ کی قسم۔ پس انہوں نے مجھے میری چادر کی گوٹ سے پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور فرمایا مبارک ہو بے شک میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ اللہ فرماتا ہے میری محبت ان کیلئے واجب ہوگئی ہے جو میرے لئے آپس میں محبت کرتے' ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے' آپس میں ملاقات کرتے اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ امام مالک نے اس کو صحیح سند کے ساتھ موطا میں روایت کیا ہے۔

هَجَّرْتُ : میں صبح سویرے آیا۔ آللّٰهِ فَقُلْتُ اَللّٰهِ: پہلا اور ہمزہ ممدودہ استفہام کے لئے ہے اور دوسرا بغیر مد کے ہے۔

**تخريج** : اخرجه مالك فى الموطا فى كتاب الشعر' باب ما جاء فى المتحابين فى الله۔

**اللغات** : براق الثنايا :دانتوں کا چمکنا اور خوبصورت ہونا۔ حسن الثغر :بہت ہنس مکھ۔ اسندوه اليه :ان سے سوال کیا اس کے متعلق۔ صدروا من راية :رائے سے رجوع کیا اور کبھی یہ رائے کو اختیار کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ حبوة ردائی : ناف کے قریب چادر کی جگہ سے انہوں نے میری چادر پکڑی۔ ابشر :خوش خبر۔ بری خبر کے لئے بطور استہزاء استعمال ہوتا ہے۔ المتباذلين :یہ بذل سے لیا گیا ہے۔ اس کا معنی عطا کرنا ہے یعنی میری خاطر تعاون اور خرچ کرنے والے۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ جس سے محبت ہو اس کو بتلا دیا جائے اور (۲) آداب کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اگر مشغول ہو تو اس کی عبادت میں مخل نہ ہو یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔ (۳) ایک ادب یہ بھی ہے کہ انسان جس کے پاس جائے تو سامنے کی طرف سے جائے تا کہ اس کو گھبراہٹ میں مبتلا نہ کر دے۔

٣٨٤ : وَعَنْ اَبِيْ كَرِيْمَةَ الْمِقْدَادِ ابْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:"اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ" رَوَاهُ

۳۸۴ : ابو کریمہ مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے بتلا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا

اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

ہے۔(ابوداوٗد) ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی الزهد ' باب ما جاء فی اعلام الحب وابوداود فی الادب ' باب اخبار الرجل الرجل بمحبته اياه۔

**فوائد** : سابقہ افادات ملحوظ رہیں نیز: (۱) دوسرے مسلمان کو محبت کی خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے مابین دوستی، تعلق، آنا جانا، خیرخواہی اور تعاون باہمی پیدا ہو اس سے محبت بڑھے گی اور بھائی چارے کی رسّی مضبوط ہوگی۔

۳۸۵ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ :يَا مُعَاذُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ ثُمَّ اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۳۸۵: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر اے معاذ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا ہرگز نہ چھوڑو: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" اے اللہ مجھے اپنے ذکر وشکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی توفیق عنایت فرما''۔ (ابوداوٗد ' نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : اخرجه ابوداود وفی تفریع ابواب الوتر ' باب فی الاستغفار والنسائی فی الصلاة باب الذکر بعد الدعاء واللفظ لابی داود۔

**اللغات** : دبر: پیچھے۔ کل صلاة : ہر فرض نماز۔ شکرك : احسان کرنے والے کے احسان کی قدر مندی۔ شرع میں جن انعامات کو جن مقاصد کے لئے بنایا گیا ہے ان میں استعمال کرنا ہے۔ حسن عبادتك : حسن عبادت یہ ہے کہ عبادت تمام شروط ' ارکان اور آداب پر مشتمل ہو جو اس کے لئے ضروری ہیں اور عبادت میں خشوع داخلاص بھی پایا جائے۔

**فوائد** : (۱) ہر فرض نماز کے بعد اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) حضرت معاذ کو آنحضرت ﷺ نے عظیم شرف سے نوازا۔ (۳) اس میں مزید ترغیب ذکر کی تلقین کر کے کر دی۔

۳۸۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ هٰذَا فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟" قَالَ: لَا :قَالَ :اَعْلِمْهُ فَلَحِقَهٗ فَقَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّكَ فِی اللّٰهِ فَقَالَ اَحَبَّكَ اللّٰهُ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَهٗ"۔

۳۸۶ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرتؐ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور آدمی کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا یا رسول اللہ میں یقیناً اس گزرنے والے شخص سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو بتلایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بتلا۔ چنانچہ وہ شخص اس کے پاس گیا اور اس سے کہا میں تجھ سے اللہ کے لئے محبت

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

کرتا ہوں۔ اس نے جواباً کہا وہ اللہ تم سے محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : اخرجه ابوداود فی الادب ' باب اخبار الرجل الرجل صحبته اياه۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی خود دوسرے آدمی کے پاس جا کر اس کو خبر دے کہ اس کو اس سے محبت ہے۔ اس میں محبت کا تبادلہ بھی ہو جائے گا اور ایک دوسرے سے الفت پیدا ہوگی۔

## ٤٧ : بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْعَبْدِ وَالْحُبُّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهَا وَالسَّعْيِ فِيْ تَحْصِيْلِهَا

## بَابٌ : بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اور ان علامات کو حاصل کرنے کی ترغیب و کوشش

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [آل عمران:٣١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ [المائدة:٥٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے اے پیغمبر اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ لائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مؤمنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ وسعت والے جاننے والے ہیں''۔ (المائدہ)

حل الایۃ : یحببهم : ان کو ثابت قدم رکھتا ہے اور ان کو توفیق دیتا ہے۔ یحبونه : اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں۔ یرتد : مرتد ہو جائے' دین سے پھر جائے۔ اذلة : متواضع۔ اعزة: سخت۔ لومة لائم : وہ ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ عتاب سے ڈرتے ہیں۔

٣٨٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ

۳۸۷ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بے شک اللہ نے فرمایا جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرے گا یقیناً میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے اور میرے بندے کا فرائض کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ اَعْطَيْتُهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

مَعْنٰى "اٰذَنْتُهٗ" : اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّيْ مُحَارِبٌ لَّهٗ- وَقَوْلُهٗ "اسْتَعَاذَنِيْ" رُوِيَ بِالْبَآءِ وَرُوِيَ بِالنُّوْنِ۔

میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اسکی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)

اٰذَنْتُهٗ: میں اسے بتلا دیتا ہوں کہ میری اس سے جنگ ہے۔

اسْتَعَاذَنِیْ یاالِیْ دونوں طرح۔

**تخریج** : رواه البخاري في الرقاق ' باب التواضع.

**اللغات** : ولياً: یہ ولی بمعنی قرب اور الولی جو اللہ تعالیٰ سے قریب ہو اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کے احکامات کی پابندی و اطاعت کر کے اور اس کے نواہی سے گریز کر کے اور وہ مؤمن متقی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا خبر دار اللہ تعالیٰ کے اولیاء نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔وہ لوگ جو کہ ایمان لائے اور وہ تقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لیتا ہے جو اسکے اولیاء سے عداوت اختیار کرتا ہے۔(۲) اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتی ہے اور نوافل سے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔(۳) فرائض کی ادائیگی نوافل کی ادائیگی سے مقدم ہے کیونکہ اس کا حکم قطعی ہے جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے جس طرح کہ چھوڑنے پر عذاب اور اسی طرح نوافل کا حکم غیر قطعی ہے۔اس کے کرنے پر ثواب تو مرتب ہوتا ہے اور اس کے ترک کرنے پر عذاب نہیں ہوتا۔(۴) معنی کنت سمعه اور جس کو اس پر عطف کیا گیا۔یعنی میں اس کے کان کا محافظ بن جاتا ہوں اور اعضاء و جوارح کا بھی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے علاوہ اور کسی مقام پر استعمال کرے یا یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اپنے اس بندے کے لئے ہے جس سے وہ محبت کرتا اور اس کی تائید کرتا ہے۔گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس کے ان جوارح کی جگہ رکھا جن سے وہ عدل کرتا اور نیک کاموں میں مدد لیتا ہے۔

تنبیہہ: یہ جائز نہیں کہ اس سے مراد وہ لی جائے جو حلولیوں اور ملحدین نے اختیار کی ہے (اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرے) جیسے کہ اللہ تعالیٰ محبت والے سے متحد ہو گیا اور مل گیا یا اس کے اعضاء میں داخل ہو گیا۔اللہ تعالیٰ اس قسم کی خرافات سے پاک و منزہ ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعا قبول کی جاتی ہے مسترد نہیں ہوتی خواہ کچھ عرصہ بعد ہو۔

۳۸۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ

۳۸۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب اللہ بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل کو بتلاتا ہے کہ اللہ کو فلاں بندے سے محبت ہے۔ پس تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبرئیل بھی

فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ :اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ :"اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ فَيَقُوْلُ :اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ ' ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ :اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِي الْاَرْضِ-

اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرئیل آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمانوں والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کے لئے زمین میں بھی قبولیت ڈال دیتا ہے (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر اس سے فرماتا ہے کہ اس سے محبت کر کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ پس جبرئیل اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل آسمان میں منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بے شک اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کیلئے زمین میں قبولیت ڈال دی جاتی ہے اور جب اللہ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتے ہیں میں فلاں بندے سے دشمنی کرتا ہوں تو بھی اس سے دشمنی کر پس جبرئیل بھی اس سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں نداء کرتے ہیں کہ اللہ فلاں سے دشمنی کرتا ہے تم بھی اس سے دشمنی کرو پھر اس کیلئے زمین میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی بدء الخلق ' باب ذکر الملائکۃ و مسلم فی اواخر کتاب البر والصلۃ والادب ' باب اذا احب اللہ عبداً احببہ لعبادہ۔

**اللغات** : **اھل السماء** :فرشتے۔**یوضع له القول** :اہل دین کے دلوں میں محبت اور اس کے لئے بھلائی اور اس کا اچھا تذکرہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے صالحین ابوبکر وعمر کا اچھا تذکرہ امت کی زبانوں پر جاری کردیا۔

**فوائد** : (۱) انسان کی محبت اور بغض میں اعتبار اہل فضل وخیر کا ہے۔فساق کا کسی نیک آدمی کی خدمت کرنا اس میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ ہی فساق کا کسی اپنے جیسے فاسق سے محبت کرنا قابل مدح ہے کیونکہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روشنی سے دیکھتا ہے وہ اس سے محبت کرتا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہو۔

۳۸۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ فَكَانَ يَقْرَاُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ

۳۸۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور اپنی قراءت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پر ختم

"بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ؟ فَسَاَلُوْهُ، فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کرتا۔ جب یہ لشکر لوٹ کر آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بتلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ انہوں نے پوچھا تو اس نے بتلایا کہ اس میں رحمان کی صفت ہے۔ اس لئے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج**: رواہ البخاری فی التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ الی توحید اللہ تبارک وتعالی و مسلم فی الصلاۃ باب قراءۃ قل ھو اللہ احد۔

**اللغات**: بعث رجلاً: بعض نے کہا وہ کلثوم بن معدم ہیں۔ سریۃ: وہ چھوٹا لشکر جس میں آنحضرت ؐخود تشریف نہ لے گئے ہوں۔

**فوائد**: (۱) ایک رکعت میں فاتحہ کے علاوہ دو سورتیں جمع کی جا سکتی ہیں۔ (۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جلدی وہ بات پیش کرتے جس کا حکم ان کو معلوم نہ ہوتا۔ (۳) سورۂ اخلاص ان باتوں پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں مثلاً توحید اور جس کی نسبت اس کی ذات کی طرف درست ہے جیسے مخلوقات کی حاجات پوری کرنا اور تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا قصد کرنا اور وہ باتیں بھی مذکور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے محال و ناممکن ہیں مثلاً اولاد ہونا یا والد ہونا۔ (۴) اعمال کا دارو مدار ان کے مقاصد کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے کسی پسندیدہ عمل سے اس کا قرب حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے

## ۴۸: بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنْ اِيْذَاءِ الضُّعَفَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَالضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ

## باب: صلحاء، ضعفاء اور مساکین کو ایذا سے باز رہنا چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب: ۵۸] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ [الضحیٰ: ۹، ۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں بلا ان کے قصور کے انہوں نے بہت بڑا بہتان باندھا اور کھلا ہوا گناہ کیا"۔ (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پس پھر تو یتیم کو مت ڈانٹ اور سائل کو مت جھڑک"۔ (الضحیٰ)

حل الآیۃ: بغیر ما اکتسبوا: بغیر گناہ کے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا ہو۔ بہتان: جھوٹ۔ اثما: گناہ۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ، مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْبَابِ قَبْلَ

اس باب میں احادیث بہت ہیں ان میں سے وہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جو سابقہ باب میں گزری ہے "مَنْ

هٰذَا: "مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" وَمِنْهَا حَدِيْثُ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ وَقَوْلُهٗ ﷺ: "يَا اَبَا بَكْرٍ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ".

عَادٰى لِيْ وَلِيًّا ...... الخ اور ان میں سے حدیث سعد بن ابی وقاص ہے جو مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ میں گزری۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: "يَا اَبَا بَكْرٍ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ"۔ اے ابوبکر اگر تم نے انہیں (حضرت بلال وغیرہم) کو ناراض کر دیا تو رب کو ناراض کر دیا"۔

۳۹۰: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُّدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۰: حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور ضمانت میں ہے پس اللہ تعالیٰ ہرگز تم سے اپنی ضمانت کے بارے میں کچھ بھی باز پرس نہ کریں گے۔ اس لئے کہ وہ جس سے اپنی ذمہ داری کے بارے میں کوئی چیز طلب کرے گا اور اس کو پالے گا تو اس کو منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔ (مسلم)

**تخريج**: رواه مسلم في كتاب الصلوة، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة۔

**فوائد**: (۱) جو آدمی صبح کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ضمان اور امان میں ہو جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کو نہ توڑو ان نمازیوں کو ایذاء دے کر جنہوں نے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے اور ایسا کرنے والے کو سزا کے لئے طلب کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ذمہ داری توڑنے پر طلب کرلیں تو اس کو ضرور پالیں گے کیونکہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں پھر اس کو اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دیں گے۔ (۲) اس روایت میں ان لوگوں کی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے جو صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرنے والے ہیں۔

## ۴۹: بَابُ اِجْرَآءِ اَحْكَامِ النَّاسِ عَلَى الظَّاهِرِ وَسَرَائِرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

## بَابٌ: احکام کو لوگوں کے ظاہر کے مطابق جاری کریں گے باطن اللہ کے سپرد ہوں گے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [التوبة:۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو"۔ (التوبہ)

حل الآية: فخلوا سبيلهم: ان کو چھوڑ دو ان پر ذرا بھی تعرض نہ کرو جیسا قتل وغیرہ کیونکہ حکماً وہ مسلمان ہو چکے خواہ وہ ظاہری طور پر اسلام لاتے ہیں یا سچے دل سے اسلام لاتے ہوں۔

۳۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ

۳۹۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں

حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پس جب وہ یہ سب کرلیں تو ان کے خون اور مال مجھ سے محفوظ ہو گئے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب (باطن) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والبخاری فی کتاب الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وروی ذلک فی کتاب الصلاۃ والزکاۃ وغیرھما۔

**اللغَات** : الناس : بتوں کے پجاری مراد ہیں اہل کتاب مراد نہیں۔ کیونکہ اہل کتاب اگر جزیہ دے دیں تو ان سے قتال کرنے کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ **عصموا** : محفوظ ہو گئے' بچ گئے۔ **الا بحق الاسلام** : یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ ان پر ضروری ہے کہ اپنے خون' اموال کے محفوظ ہو جانے کے بعد اسلام کے حقوق پر قائم رہیں مثلاً واجبات کی ادائیگی اور منہیات کا ترک۔

**فوائد** : (۱) بت پرستوں کے خلاف اس وقت تک قتال کا حکم ہے یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور ان کے اسلام میں داخلے کی دلیل زبان سے شہادتین کا اقرار کرنا اور نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا اور اسی طرح اسلام کے بقیہ ارکان کا اعتراف ہے۔ حدیث کے اندر ان کو ذکر نہیں کیا گیا خواہ انہی کے تذکرہ پر اکتفاء کر کے یا پھر اس وقت تک وہ فرض نہ ہوئے تھے۔ اس لئے بھی ان پر اکتفاء کیا گیا کہ ان کے قائم نہ کرنے کی صورت میں قتال نہ کیا جائے گا۔ (۲) جب اسلام میں داخلہ کا اعلان کر دیں گے تو ان کے خون اور اموال حرام ہو جائیں گے اور ان کے اندر بعد باطن کا حساب اور دلوں کی سچائی اللہ تعالیٰ پر چھوڑی جائے گی۔ باقی دنیا میں ہم ان سے احکام کے جاری کرنے میں اسلام کا معاملہ کریں گے۔

۳۹۲ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ ابْنِ اَشْيَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۲ : حضرت ابوعبداللہ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا اس کا مال اور خون حرام ہو گیا اور اس کا حساب (باطن) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے"۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ' باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

**فوائد** : (۱) تمام معبودات باطلہ سے برأت کا اظہار ضروری ہے۔

۳۹۳ : وَعَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ

۳۹۳ : حضرت ابومعبد مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَمِنِّیْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ : اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ ا اَقْتُلُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ لَا تَقْتُلْهُ" فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَطَعَ اِحْدٰی یَدَیَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟ فَقَالَ : لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَمَعْنٰی "اِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ" : اَیْ مَعْصُوْمُ الدَّمِ مَحْكُوْمٌ بِاِسْلَامِهٖ وَمَعْنٰی "اِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ" اَیْ مُبَاحُ الدَّمِ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِهٖ لَا اَنَّهٗ بِمَنْزِلَتِهٖ فِی الْكُفْرِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کیا حکم ہے اگر کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو جائے اور ہم آپس میں لڑائی کریں؟ پس وہ وار سے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ ڈالے پھر مجھ سے درخت کی پناہ میں ہو جائے اور کہے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ اس کے کہنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مت قتل کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا اور پھر یہ کہا کاٹنے کے بعد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت قتل کر۔ اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے مرتبے میں ہو جائے گا اس سے پہلے کہ تو اس کو قتل کرے اور تو اس کے مرتبہ میں ہو جائے گا اس سے پہلے کہ وہ کلمہ اپنی زبان سے نکالتا۔ (بخاری ومسلم)

اِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ: یعنی اس کا خون محفوظ اور اس پر مسلمان کا حکم لگے گا۔ اِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ: ورثاء کے لئے تیرا خون قصاص میں بہانا مباح ہو گیا یعنی وہ قصاص میں تیرا خون بہا سکتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ تو کفر میں اس کے مرتبے میں پہنچ گیا۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی المغازی ' باب شهود الملائكه بدراً وفی فاتحة كتاب الديات ومسلم فی الايمان ' باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال لا اله الا الله

**اللغات** : ارایت: مجھے بتلاؤ۔ لاذمنی : بچ گیا' پناہ میں ہوگیا۔

**فوائد** : (۱) جس آدمی سے کوئی فعل ایسا صادر ہو جائے جو اسلام میں داخلے کی علامت ہو تو اس کا قتل حرام ہے۔ (۲) اگر اس آدمی کا قتل حرام جانتے ہوئے اس کو قتل کر دیا تو قصاص لازم ہوگا اور اگر ناواقفی یا تاویل سے قتل کیا تو دیت لازم ہوگی۔ جس طرح بعض صحابہ کو یہ معاملہ پیش آیا کہ انہوں نے ان کے اظہار اسلام کے بعد ان کو قتل کر دیا۔ یہ خیال کر کے کہ انہوں نے قتل سے بچنے کے لئے اسلام کا اظہار کیا۔ اس کی دیت آنحضرت ﷺ نے ادا فرمائی۔

٣٩٤ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَیْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ عَلٰی مِیَاهِهِمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِیْنَاهُ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ عَنْهُ

۳۹۴ : حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہینہ قبیلہ کی شاخ حرقہ کی طرف بھیجا۔ صبح صبح ہم ان کے پانی کے چشموں پر حملہ آور ہو گئے۔ میری اور ایک انصاری کی مڈبھیڑ ان میں سے ایک آدمی سے ہو گئی۔ جب ہم نے اس کو قابو کر لیا تو اس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ انصاری نے اپنا ہاتھ

الْاَنْصَارِیُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِیْ حَتّٰی قَتَلْتُهٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لِیْ : "يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟" قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا فَقَالَ : "اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَیَّ حَتّٰی تَمَنَّيْتُ اَنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ : "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهٗ؟" قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ قَالَ : "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا؟" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰی تَمَنَّيْتُ اَنِّیْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ۔

"اَلْحُرَقَةُ" بِضَمِّ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّآءِ : بَطْنٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ الْقَبِيْلَةِ الْمَعْرُوْفَةِ۔ وَقَوْلُهٗ "مُتَعَوِّذًا" : اَیْ مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَهَا۔

روک لیا مگر میں نے اس کو اپنا نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ واپس لوٹے تو یہ بات آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اُسامہ کیا تو نے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد کہ اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے یہ صرف جان بچانے کے لئے کیا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اس کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد قتل کر دیا۔ آپ اس کلمہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا (تاکہ نیا مسلمان ہونے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے) (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے یہ بات ہتھیار کے خوف سے کہی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ تمہیں علم ہو گیا کہ اس نے یہ کلمہ دل سے کہا یا نہیں؟ آپؐ اس بات کو لوٹاتے رہے یہاں تک کہ مجھے تمنا ہوئی کہ میں اس دن اسلام لاتا۔

اَلْحُرَقَةُ: جہینہ کی شاخ۔

مُتَعَوِّذًا: قتل سے بچنے کے لئے' اعتقاد سے نہیں۔

**تخریج** : رواه البخاری ' باب بعث النبی ﷺ اسامة ......الخ وفی الديات ' باب قول الله تعالى و من احياها و مسلم فی الايمان ' باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال لا اله الا الله

**اللغات** : **فصبحنا القوم** : ہم نے صبح کو انہیں آ لیا۔ **غشيناه** : ہم ان سے قریب ہوئے اور ان پر ہتھیاروں سے غالب آ گئے۔

**فوائد** : (۱) اسلام کے احکام کا ظاہر سے معلق کرنا ضروری ہے۔ باطن میں جو کچھ ہے اس پر بحث و کرید جائز نہیں۔ اس قانون میں ان لوگوں کا راستہ بند کر دیا گیا جو انتقام' بدلہ' قتل عدم صادق باطن کا فقط دعویٰ کر کے لینا چاہتے ہوں۔ (۲) حضرت اسامہ کے متعلق حضور علیہ السلام نے قصاص کا حکم نہیں فرمایا کیونکہ انہوں نے تاویلاً قتل کیا تھا۔ پس اس میں شبہ آ گیا اور حدود شبہات سے ختم ہو جاتی ہیں لیکن اس سے عاقلہ پر دیت لازم ہو گی۔ (۳) جو آدمی کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے اس کو یہ تمنا کرنی جائز نہیں کہ وہ اس کبیرہ گناہ کے بعد اسلام لاتا۔ مگر یہاں حضرت اسامہ کے دل میں یہ بات اس لئے پیدا ہوئی کہ آنحضرتؐ نے بڑی شدت سے انکار فرمایا۔

۳۹۵ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ

۳۹۵ : حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَآءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ وَاَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهٗ فَجَآءَ الْبَشِيْرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهٗ وَاَخْبَرَهٗ حَتّٰى اَخْبَرَهٗ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ : "لِمَ قَتَلْتَهٗ؟" فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّسَمّٰى لَهٗ نَفَرًا وَّاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ : لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَقَتَلْتَهٗ؟" قَالَ : نَعَمْ قَالَ : "فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْلِيْ قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ : "كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکین کی طرف روانہ فرمایا۔ ان کا آپس میں مقابلہ ہوا۔ مشرکوں میں سے ایک آدمی جب کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو موقع پا کر اس کو قتل کر دیتا۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک شخص اس کی غفلت کو تاڑنے لگا اور ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے جب انہوں نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ خوشخبری دینے والا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس سے حالات پوچھے اس نے بتلائے یہاں تک کہ اس نے اس آدمی کا واقعہ بھی بیان کیا کہ اس نے کس طرح کیا۔ آپؐ نے اس کو بلایا اور ان سے پوچھا تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف دی اور اس نے فلاں فلاں کے نام لے کر بتایا کہ ان کو قتل کیا اور میں نے اس پر حملہ کیا۔ جب اس نے تلوار کو دیکھا تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو اس وقت کیا کرے گا جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آئے گا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو قیامت کے دن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ کیا کرے گا؟ آپ یہی فقرہ دہراتے جاتے اور اس پر کوئی فقرہ زائد نہ فرماتے کہ جب یہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قیامت کے دن آئے گا تو تم کیا کرو گے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الہ الا اللہ

**فوائد** : (۱) اس حدیث سے اشارہ نکلتا ہے کہ یہ روایت اور اس سے پہلی روایت ایک واقعہ سے متعلق ہیں۔

۳۹۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : اِنَّ نَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ الْوَحْيَ قَدِ

۳۹۶ : حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں کچھ لوگوں کا مواخذہ تو وحی کے ذریعہ ہو جاتا تھا لیکن اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور باطن کے حالات پر مواخذہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے ہم اب تمہارا مواخذہ

انْقَطَعَ وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا خَيْرًا اَمَنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ اَللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ اَللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهِ وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

صرف تمہارے ان عملوں پر کریں گے جو ہمارے سامنے آئینگے پس جو ہمارے سامنے بھلائی ظاہر کرے گا ہم اس کو امن دیں گے اور اس کو اپنے قریب کریں گے۔ ہمیں اس کے اندرونی حالات سے کوئی سروکار نہ ہوگا ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اور جو ہمارے سامنے برائی ظاہر کرے گا ہم اسے امن نہ دیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے اگر چہ وہ یہ کہے کہ اس کا باطن اچھا تھا۔ (بخاری)

**تخريج** : رواه البخاری فی اوائل الشهادات ' باب الشهداء العدول۔

**اللُّغَاتِ** : يوخذون بالوحی :ان کے بارے میں وحی اترتی اور ان کی حقیقت حال کو کھول دیتی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کی بات تھی۔ امناه :ہم نے اس کو امین سمجھا۔ سريرته :جو اس سے چھپایا ہے۔

**فوائد** : (۱) اسلامی احکام کا اجراء لوگوں کے ظواہر پر ہوگا اور اسی طرح ان سے صادر ہونے والے اعمال کا لحاظ رکھ کر ہوگا۔ (۲) کسی کی نیک نیتی گناہ کے سلسلہ میں اس پر حدود و قصاص کو نہ روک سکے گی۔

## ۵۰ : بَابُ الْخَوْفِ

## بَاب : خشیت الٰہی کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنَ﴾ [البقرة:٤٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ [البروج:١٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهُ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ وَمَا نُؤَخِّرُهُ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ ' فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ﴾ [هود:١٠٢-١٠٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران:٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور مجھ ہی سے ڈرو''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔'' (البروج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ کسی بستی کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے اس شخص کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرا۔ یہ وہ دن ہے جس دن میں لوگ جمع ہوں گے اور یہ دن حاضری کا ہے۔ ہم اسے صرف مؤخر کر رہے ہیں ایک شمار کی ہوئی مدت کے لئے۔ اس دن کوئی نفس کلام نہیں کر سکے گا مگر اس کی اجازت سے۔ پس ان میں کچھ لوگ بدبخت ہوں گے اور بعض خوش نصیب۔ پس پھر وہ لوگ جو بدبخت ہوئے وہ آگ میں ہوں گے۔ ان کے لئے اس آگ میں چیخنا اور چلانا ہوگا''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے

وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ [عبس:٣٤-٣٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ٭ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ [الحج:١-٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ [الرحمٰن:٤٦] اَلْاٰيَاتِ

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ٭ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾

[الطور:٢٥-٢٨]

فرمایا: ''اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور ماں سے اور باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اولاد سے۔ ہر شخص کے لئے ان میں سے اس دن ایک ایسی حالت ہوگی جو اس کو دوسروں سے بے نیاز کر دے گی''۔ (عبس) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو! بے شک قیامت کے زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ جس دن تم دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا اور تم دیکھو گے کہ لوگ نشے میں ہیں حالانکہ وہ مستی میں نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے''۔ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرا (اس کے لئے) دو باغ ہیں''۔ (الرحمٰن) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے وہ کہیں گے بے شک ہم اپنے گھروں میں ڈرتے تھے پس اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ بے شک ہم اس سے پہلے اسی کو پکارتے تھے۔ بے شک وہی احسان کرنے والا مہربان ہے''۔ (الطّور)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا مَعْلُوْمٰتٌ وَالْغَرَضُ الْاِشَارَةُ اِلٰى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ، وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا فَنَذْكُرُ مِنْهَا طَرَفًا وَّبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

اس سلسلہ میں آیات تو بہت ہیں اور معروف ہیں اور مقصد بعض کی طرف اشارہ کرنا ہے جو حاصل ہو گیا۔ باقی احادیث بھی بہت ہیں ہم ان میں سے چند کو ذکر کر رہے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

حل الایۃ : **فارھبون** : میرے سوا غیر سے مت ڈرو۔ **البطش** : سختی سے پکڑنا۔ **وکذلك** : گزشتہ امتوں کی پکڑ کی طرح۔ **اخذ القری** : بستی والوں کو پکڑا۔ **شدید** : جس سے بچنے کی امید نہ ہو۔ **لایة** : عبرت۔ **مشھود** : اوّلین و آخرین اور اہل سماء و ارض وہاں حاضر ہوں گے۔ **لاجل معدود** : محدود مدت۔ **یوم یات** : جب آ جائے گا۔ **تکلم** : یعنی تتکلم وہ کلام کرے گا جو اس کو فائدہ دے یا نجات دے۔ **الزفیر** : سانس کو لمبی آواز کے ساتھ نکالنا۔ **الشھیق** : سانس کا لوٹانا۔ یہ دونوں آوازیں دلیل ہیں کہ ان کا قرب و غم انتہائی سخت ہوگا۔ **نفسه** : اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتے ہیں۔ اس کی ناراضگی کا سامنا مت کرو۔ **صاحبته** : بیوی۔ **شان یغنیه** : ایسا اہم معاملہ جو دوسرے کاموں سے اس کو مشغول کر دے گا۔ **زلزلة الساعة** : زمین کی حرکت و بے قراری۔ **تذھل** : وحشت کی وجہ سے غافل ہو جائے گی۔ **حمل** : جنین۔ **سکاری جمع سکران** : نشے والوں کے وہ مشابہ ہوں گے۔ **مقام ربه** :

رب کی بارگاہ میں حساب کے لئے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اللہ تعالیٰ کو پسند آنے والے اعمال کئے۔ اقبل : جنت والے متوجہ ہوں گے۔ مشفقین : انجام سے ڈرنے والے۔ السموم : دن میں گرم ہوا۔ یہاں مراد آگ کا عذاب ہے۔ ندعوہ : ہم عبادت کرتے ہیں یا ہم اس سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ البر : محسن' بہت زیادہ فضل و بھلائی کرنے والا۔

آیات باب میں بہت ہیں اور مقصد اس سے بعض کی طرف اشارہ کرنا ہے اور وہ حاصل ہو چکا۔

۳۹۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ وَالْمَصْدُوْقُ" اِنَّ اَحَدَکُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحُ وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ بِكَتْبِ رِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِيْدٌ- فَوَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا ' وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۹۷ : حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہؐ نے بیان فرمایا اور آپؐ سچے رسول ہیں۔ بے شک تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں نطفے کی صورت میں چالیس دن تک رہتا ہے پھر وہ اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دن گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر فرشتہ بھیجا جاتا ہے پس اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور فرشتے کو چار باتوں کا حکم ملتا ہے۔ اس کا رزق' اس کا وقت مقررہ اور اس کا عمل اور وہ بد بخت ہے یا خوش نصیب ہے لکھ دو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا لکھا ہوا اس پر غالب آ تا ہے اور وہ اہل جہنم جیسے کام کرنے لگتا ہے۔ پس وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اور بے شک تم میں سے ایک شخص جہنمیوں والے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پس اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے پس وہ اہل جنت جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی بدء الخلق ' باب ذکر الملائکة و القدر و الانبیاء و مسلم فی اول کتاب القدر ' باب کیفیته خلق الادمی۔

**اللغات** : یجمع : اندازہ کیا جاتا ہے' ٹھہرتا ہے۔ خلقه : مادہ تخلیق یا جو اس سے پیدا کرے گا۔ بطن : رحم مادر۔ نطفه : منی کا وہ حیوان (جراثیم) جس سے انسان بنتا ہے اور اس کو نطفہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ اس پانی سے ہے جو بہتا ہے۔ یکون : ہو جاتا ہے۔ علقه : جما ہوا خون۔ کیونکہ وہ اس وقت رحم سے چمٹا ہوا ہوتا ہے اس لئے علقہ کہلاتا ہے۔ مضغة : گوشت کا اتنا ٹکڑا جو چبایا جا سکے۔ رزقه : جس چیز سے زندگی میں وہ فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اجله : مدت عمر۔ عمله : عمل صالح یا غیر صالح جو اس سے صادر ہوں گے۔ شقی او سعید : آیا وہ اہل سعادت و نجات میں سے ہوگا یا اہل شقاوت میں سے ہوگا۔ ذراع : مراد ہے موت سے اس کا

قریب ترین ہونا اور اسکے بعد اسکا جنت میں جانا ہے۔ الکتاب : جو اسکے بارے میں لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ عنقریب اس کا یہ حال ہوگا۔

**فوائد** : (۱) تقدیر اچھی ہو یا بری سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (۲) اعمال صالحہ کو جلد اختیار کرنا چاہئے اور ان پر استمرار و مداومت اختیار کرنی چاہئے۔ (۳) اعتبار خاتمہ کا ہے انسان کو کسی عمل پر مغرور نہ ہونا چاہئے جس کو وہ پہلے کر چکا ہے۔ پھر اسکی طرف مائل ہو اور کسی دوسرے عمل میں نشاط محسوس نہ کرے پہلے عمل پر غرور کی وجہ سے۔ (۳) جو کوئی نیک عمل اختیار کرے اسکو بچانے اور صاف رکھنے کی پوری کوشش کرے کوئی برا عمل اسکے بعد کر کے اسکو تباہ نہ کرے۔ (۴) اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور حسن خاتمہ کا سوال کرتا رہے۔ برے خاتمہ سے ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگے۔

۳۹۸ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۸ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس دن جہنم کو لایا جائے گا اس حالت میں کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم في كتاب الجنة ونعيمها ' باب في شدة و نار جهنم وبعد قعرها۔

**اللغات** : يومئذ : جس دن لوگ حساب کے لئے کھڑے ہوں گے۔ الزمام : جو اونٹ کی ناک میں ڈالی جاتی ہے اور اس سے لگام باندھی جاتی ہے اور احتمال یہ ہے کہ یہ حقیقتاً ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی بہت زیادہ بڑے ہونے کو تمثیلاً بیان کیا گیا ہو۔

۳۹۹ : وَعَنِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ ' جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ مَا يَرَى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۹۹ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے پاؤں کے تلووں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولے گا اور وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی شخص نہیں۔ حالانکہ وہ اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

**تخريج** : رواه البخاري في الرقاق ' باب صفة الجنة والنار و مسلم في الايمان ' باب اهون اهل النار عذاباً۔

**اللغات** : اخمص : پاؤں کے تلوے۔ يغلي : یہ لفظ غلیان سے نکلا ہے پانی کو زور سے حرکت کرنا اور اسی طرح تیز آگ کی تیز حرارت کی وجہ سے جوش مارنا۔ يرى : اعتقاد رکھتا ہے۔

**فوائد** : (۱) آدمی کو گناہوں سے بچنا چاہئے تاکہ جہنم سے بچ سکے۔

۴۰۰ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ

۴۰۰ : حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض لوگ وہ ہوں گے جن کو آگ

النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ اِلٰى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ اِلٰى تَرْقُوَتِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ٹخنوں تک بعض کوان کے گھٹنوں تک اور بعض کوانکی کمر تک اور بعض کو ان کی ہنسلی تک پکڑے گی۔(مسلم)

"اَلْحُجْزَةُ" مَعْقِدُ الْاِزَارِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ وَ"التَّرْقُوَةُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ : هِيَ الْعَظْمُ الَّذِيْ عِنْدَ ثُغْرَةِ النَّحْرِ وَلِلْاِنْسَانِ تَرْقُوَتَانِ فِيْ جَانِبَيِ النَّحْرِ۔

اَلْحُجْزَةُ: ازار بند کی جگہ۔
اَلتَّرْقُوَةُ : ہنسلی کی ہڈی جو مقام نحر کے دونوں طرف ہوتی ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب فی شدة حر نار جهنم وبعد قعرها

**اللغات** : منهم: یعنی انہی آگ والوں میں سے۔ کعبیه : ٹخنے کی ہڈی۔

**فوائد** : (۱) آگ سے ڈرنا چاہئے اور جو آدمی اہل جہنم والے کام کرنے والا ہے اس کے لئے شدید وعید ہے۔ (۲) تمام جہنم والے ایک درجے کے نہ ہوں گے بلکہ ان کے باہمی درجات ہوں گے۔

۴۰۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهِ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰۱ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک ان میں سے اپنے پسینے میں نصف کان تک ڈوبا ہوا ہوگا۔(بخاری ومسلم)

"وَالرَّشْحُ" اَلْعَرَقُ۔

اَلرَّشْحُ : پسینہ۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی التفسیر، باب تفسیر یوم یقوم الناس لرب العلمین وفی الرقاق و مسلم فی صفة الجنة ونعیمها، باب صفة یوم القیامة۔

**فوائد** : (۱) قیامت کے دن کا خوف ورعب بہت زیادہ ہوگا جب لوگ اپنی قبور سے نکل کر میدانِ حشر میں جمع ہوں گے۔

۴۰۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ - "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ "بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ :

۴۰۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں ایسا خطبہ دیا کہ اس جیسا خطبہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ ارشاد فرمایا: اگر تم وہ باتیں جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کے رونے کی آوازیں تھیں (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی بات پہنچی تو

عُرِضَتْ عَلَى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا فَمَا اَتَى عَلَى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ"۔

"الْخَنِيْنُ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ :هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی۔ میں نے آج کے دن کی طرح کا بھلائی و برائی کا دن نہیں دیکھا۔ اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ اس دن سے زیادہ سخت دن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ آیا۔ انہوں نے اپنے سروں کو ڈھانپ لیا اور ان کی رونے کی آواز آ رہی تھی۔

الْخَنِيْنُ: ناک سے آواز نکال کر رونا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی التفسیر ' باب لا تسئالوا عن اشیاء ......الخ و مسلم فی فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' باب توقیر صلی اللہ علیہ وسلم وترک اکثار سوالہ واللفظ الاول للبخاری والروایۃ الثانیۃ للمسلم

**اللغات** : خطبة: وعظ۔ قط : یہ ظرف ہے اور گزشتہ زمانہ کے احاطہ کے لئے ہے۔ نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ ما اعلم: یعنی آخرت کے خوفناک مناظر اور جو جنت میں انعامات تیار کئے گئے ہیں اور آگ میں جو عذاب رکھے گئے ہیں۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر سے رونا مستحب ہے اور زیادہ ہنسنا نہ چاہئے کیونکہ یہ غفلت اور دل کی سختی کی علامت ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا وعظ سے متاثر ہونا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کا ڈرنا۔ (۳) روتے وقت چہرے کو ڈھانپ لینا مستحب ہے۔ (۴) جنت اور دوزخ دونوں پیدا ہو چکیں اور دونوں اب موجود ہیں محض خیالی چیزیں نہیں۔

٤٠٣ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ" قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِيْ عَنِ الْمِقْدَادِ : فَوَ اللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ اَمَسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ يُكْحَلُ بِهِ الْعَيْنُ" فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ : فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ اِلَى كَعْبَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ اِلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ اِلَى حِقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا" وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ اِلَى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۰۳ : حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سورج کو مخلوق سے اتنا قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ایک میل کی مقدار ہوگا۔ سلیم بن عامر جو حضرت مقداد سے روایت کرنے والے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ میل سے زمین کی پیمائش والا میل مراد ہے یا وہ سلائی جس سے آنکھوں کو سرمہ لگایا جاتا ہے۔ پس لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے۔ ان میں سے بعض وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک بعض کے گھٹنوں تک۔ بعض کے کولہوں تک اور بعض کو پسینے کی لگام ڈالی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی صفة الجنة ونعیمها (باب صفة یوم القیامة)

**اللغات** : اتدنی : قریب ہونا۔ میل : عربوں کے ہاں جہاں تک نگاہ جائے۔ شرع میں چار ہزار ہاتھ۔ المقداد بن الاسود: انکے حالات باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ سلیم بن عامر : ثقہ تابعی ہیں یہ حضرت ابودرداء، عوف بن مالک، مقداد سے روایت کرتے ہیں۔ حقویه : حقو کوکھ کو کہتے ہیں۔ یلجمه : اس کے منہ اور کانوں تک پہنچے گی پس اس کیلئے گویا بمنزلہ لگام کے ہوگی۔

**فوائد** : (۱) لوگ موقف حساب میں اپنے اپنے اعمال کے لحاظ سے شدت وسختی میں ہوں گے۔ (۲) اچھے اعمال کی طرف ترغیب دی گئی اور برے اعمال سے ڈرایا گیا ہے۔

٤٠٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَّیُلْجِمُهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۴۰۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت کے دن پسینے میں ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک جائے گا اور پسینہ ان کو لگام ڈالے گا۔ یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَمَعْنٰی "یَذْهَبُ فِی الْاَرْضِ" یَنْزِلُ وَیَغُوْصُ۔

یَذْهَبُ فِی الْاَرْضِ : زمین میں اترے گا اور سرایت کر جائے گا گہرائی تک۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الرقاق ، باب قوله تعالی الا یظن اولئک انهم مبعوثون لیوم عظیم و مسلم فی صفة الجنة و نعیمها ، باب صفة یوم القیامة و اللفظ للبخاری۔

**فوائد** : (۱) قیامت کے حالات بیان فرمائے ہیں اور اعمال شر سے ڈرایا گیا ہے۔

٤٠٥ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ : "هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" قُلْنَا "اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ" قَالَ : هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِهٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَهُوَ یَهْوِیْ فِی النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۰۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ آپؐ نے دھماکہ سنا۔ پس آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جس کو آگ میں پھینکا گیا ستر سال پہلے اور وہ لڑھکتا ہوا آگ میں جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی گہرائی میں پہنچا تو تم نے اس کے گرنے کی آواز سنی۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها ، باب فی شدة حر نار جهنم و بعد قعرها و ما تاخذ من المعذبین۔

**اللغات** : وجبة : ایک مرتبہ گرنا۔ محاورہ ہے وجب الحائط اذا سقط کہ دیوار گر پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاذا

وجبت جنوبھا جب وہ اپنے پہلو پر گر پڑیں۔ خریفًا: سال۔

**فوائد**: (۱) جہنم کی گہرائی بتلائی گئی ہے۔ یہ چیز اس کے عذاب کی شدت کو ظاہر کرتی ہے اور اس سے خوف کی طرف بلانے والی ہے۔ (۲) صحابہ کرام کی یہ کرامت ہے کہ انہوں نے گرنے کی آواز سنی جس طرح انہوں نے ستون حنانہ کی رونے کی آواز سنی۔ (۳) جس چیز کا انسان کو علم نہ ہو اس چیز کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے۔ (۴) معلم بیان سے پہلے لوگوں کو متنبہ کرے اور اس کی اہمیت بتلائے تاکہ اس کی بات سمجھ سے قریب تر ہو۔

٤٠٦ :وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ : فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۶: حضرت علی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو بھی کوئی ہے عنقریب اس کا رب اس سے پوچھے گا جبکہ درمیان میں کوئی ترجمان بھی نہ ہو گا۔ بندہ اپنے دائیں دیکھے گا تو اسے اپنے بھیجے ہوئے اعمال کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں دیکھے گا تو اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل ہی دیکھے گا اور اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کے سوا سامنے کچھ نہ دیکھے گا پس تم آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہی ہو''۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث کی شرح ۱۳۹/۲۳ میں گزر چکی ملاحظہ فرمائیں۔

٤٠٧ :وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى ۔ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۰۷: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ آسمان چرچر کرتا ہے اور اس کو چرچر کرنے کا حق بھی ہے کیونکہ آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو۔ بخدا! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور تم بستروں پر اپنی عورتوں کے ساتھ لطف اندوز نہ ہوتے اور تم جنگلوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے نکل جاتے۔ (ترمذی) نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

"وَاَطَّتْ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَتَشْدِيْدِ الطَّاءِ "وَتَئِطُّ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ مَكْسُوْرَةٌ – وَالْاَطِيْطُ صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ

اَطَّتْ :اَطِیْطُ کجاوے کی آواز کو کہا جاتا ہے یہ فرشتوں کی کثرت سے تشبیہ دی کہ اتنے زیادہ ہیں کہ آسمان بوجھل ہو کر چرچر کی آواز کرتا ہے۔

وَشِبْهِهِمَا وَمَعْنَاهُ اَنَّ كَثْرَةَ مَنْ فِي السَّمَآءِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ الْعَابِدِيْنَ قَدْ اَثْقَلَتْهَا حَتّٰى اَطَّتْ وَ "الصُّعُدَاتُ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ : الطُّرُقَاتُ وَمَعْنٰى "تَجْاَرُوْنَ تَسْتَغِيْثُوْنَ"۔

الصُّعُدَاتُ : راستے۔
تَجْاَرُوْنَ : پناہ طلب کرتے ہوئے فریاد کرتے ہو۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی الزهد باب قول النبی صلی الله علیه وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً

**فوائد** : (۱) مؤمن کو جس قدر اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی خبر ہوتی ہے اس قدر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اس کے دل میں بڑھ جاتا ہے جس طرح کہ اس کے ثواب کی توقعات بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اس لئے وہ معصیت کو ترک کر کے عبادت میں کثرت اختیار کر لیتا ہے۔ (۲) مؤمن کی صفات وخصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی ہیبت اس کے دل میں ہوتی ہے لیکن وہ خوف اس کو مایوسی اور رحمت سے ناامیدی کی طرف نہیں لے جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضامندی سے بندے کو فریاد کرنی چاہئے۔

٤٠٨ : وَعَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ "بِرَآءٍ ثُمَّ زَايٍ" فَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَا فَعَلَ فِيْهِ، وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ ، وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۰۸ : حضرت ابو برزہ فضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کے قدم قیامت کے دن اپنی جگہ سے نہ ہٹنے پائیں گے جب تک اس سے کچھ پوچھ نہ لیا جائے کہ اس نے اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا؟ اس کے علم کے متعلق کہ اس نے کن چیزوں میں صرف کیا؟ اور مال کے متعلق کہ کہاں سے اس نے کمایا اور کن مواقع میں خرچ کیا؟ اور اس کے جسم کے متعلق کہ کن چیزوں میں اسے کھپایا۔ (ترمذی)
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی ابواب صفة القیامة ، باب فی القیامة فی شان الحساب والقصاص۔

**اللغات** : فیما فعل :ایک نسخہ میں فیما فعله ہے یعنی آیا اس نے اس کو خالص رضائے الٰہی کے لئے کیا ہے کہ اس پر اس کو ثواب ملے یا اس کو دکھلاوے کے لئے کیا ہے۔ اس پر اس کو سزا دی جائے۔

**فوائد** : (۱) زندگی میں وہ چیزیں کمانی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہیں اور عمل میں اخلاص اختیار کرے اور مال کو جائز ذرائع سے کمائے تاکہ حلال ہو اور اس کو خرچ بھی ان بھلائی کے مقامات پر کرے جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ (۲) حرام چیزوں سے جسم کو بچانا اور محفوظ رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے جسم کو مکمل مطیع کرنا چاہئے۔ (۳) انسان کو فائدہ مند علم سیکھنا چاہئے پھر اس پر خالص رضائے الٰہی کی خاطر عمل کرے اور خود اس سے نفع اندوز ہو اور دوسروں کو نفع پہنچائے۔ (۴) قیامت کے دن انسان سے باز پرس ہوگی۔

٤٠٩ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۴۰۹ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے قرآن مجید

قَرَاَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ ثُمَّ قَالَ : "اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟ قَالُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَعْلَمُ قَالَ : "فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ : عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کی آیت : ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی تلاوت فرمائی پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر بندے اور عورت کے خلاف ان کاموں کی گواہی دے گی جو اس کی پشت پر انہوں نے کئے اور کہے گی تو نے فلاں فلاں کام فلاں فلاں دن میں کیا۔ پھر یہی اس کی خبریں ہیں (ترمذی) نے کہا حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی ابواب صفة القيامة ' باب الارض تحدث اخبارها يوم القيامة

**اللُّغَات** : عبد :مرد۔امة :عورت۔

**فوائد** : (۱) معصیت سے گریز و پرہیز کرنا چاہئے اور طاعت کی بجا آوری ہونی چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ جب چاہیں جمادات کو قوت گویائی عنایت فرمادیں جب زمین خود اپنی بات کی گواہی دے گی۔

٤١٠ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْاُذُنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ" فَكَاَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"اَلْقَرْنُ" هُوَ الصُّوْرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ كَذَا فَسَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

۴۱۰ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کس طرح نعمتوں سے مزا لے سکتا ہوں جبکہ صور والا فرشتہ صور کو منہ میں لئے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اجازت پر کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم ملتا ہے تاکہ وہ صور پھونکے۔ پس یہ بات کہو: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ کہ اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ (ترمذی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

اَلْقَرْنُ : اس سے مراد صور ہے جس کو اس آیت میں ذکر فرمایا: ﴿نُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اسی طرح تفسیر فرمائی۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب التفسير ' من سورة الزمر۔

**اللُّغَات** : انعم : یہ نعمہ سے بنا ہے اور وہ مسرت وخوشی کو کہتے ہیں یعنی مجھے زندگی کیسے اچھی لگ سکتی ہے۔ صاحب القرن : صور پھونکنے پر جو فرشتہ مقرر ہے۔ التقم : اس پر اپنا منہ جمانے والا ہے۔ یعنی مراد اس سے قرب قیامت کا بیان ہے۔ ثقل : گراں گزرا۔ حسبنا : ہمیں کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح اس کی تفسیر فرمائی۔ ترمذی والی روایت میں۔ الصور : وہ سینگ جس میں پھونک ماری جاتی ہے۔

**فوائد** : (۱) قیامت کے قائم ہونے کا خطرہ انسان کے دل میں ضرور ہونا چاہئے۔ (۲) اس روایت میں آمادہ کیا گیا ہے کہ آخرت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہئے اور اس کی بارگاہ میں اس کی سختی سے حفاظت کی التجا کی جائے اور اعمال صالحہ میں جس قدر ہو سکے جلدی کی جائے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں قیامت کے دن پر قائم ہونے سے ڈرنا حالانکہ آپ اس بات کو جانتے تھے کہ وہ مخلوق میں سے شدید ترین لوگوں پر قائم ہوگی۔

٤١١ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ خَافَ اَدْلَجَ ، وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ – اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ " رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۴۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ڈر راوہ منہ اندھیرے نکل گیا جو منہ اندھیرے نکلا وہ منزل پر پہنچ گیا۔ خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ کا سامان قیمتی ہے۔ اچھی طرح سنو! اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے (ترمذی)

ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

"وَاَدْلَجَ" بِاِسْکَانِ الدَّالِ وَمَعْنَاهُ : سَارَ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ – وَالْمُرَادُ التَّشْمِیْرُ فِی الطَّاعَةِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اَدْلَجَ : رات کے شروع حصہ میں چلنا مراد اس سے اطاعت میں جلدی ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب صفة القيامة ' باب من خاف ادلج و سلعة الله غالية

**اللغات** : خاف : وہ اس مکان سے باہر رات گزارے جس میں امن سے رات گزارتا ہے۔ السلعة : سامان۔ غالية : بلند قیمت۔

**فوائد** : (۱) اطاعت کا خوب اہتمام کرنا چاہئے اور معصیت و نافرمانی سے جلد چھٹکارا پانا چاہئے۔ (۲) جنت کو حاصل کرنے کے لئے جس قدر ہو سکے مال و جان کی قربانی دینی چاہئے۔

٤١٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا" قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ؟ قَالَ : "یَا عَآئِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یُّهِمَّهُمْ ذٰلِكَ" وَفِیْ رِوَایَةٍ : "الْاَمْرُ اَهَمُّ مِنْ اَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ "غُرْلًا" بِضَمِّ الْغَیْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَیْ غَیْرَ مَخْتُوْنِیْنَ۔

۴۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے: "لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں بے ختنہ' ننگے جسم اٹھائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مرد' عورتیں سب ننگے ہوں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ ارشاد فرمایا اے عائشہ! قیامت کا معاملہ اس سے بہت زیادہ سخت ہے کہ کوئی اس بات کا ارادہ بھی کرے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ معاملہ اس سے بہت بڑھ کر ہوگا کہ کوئی ایک دوسرے کو دیکھنے کی جرأت بھی کرے۔

غُرْلًا : غیر مختون۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الرقاق ' باب کیف الحشر و مسلم فی ابواب صفة الجنة و النار ' باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیمة۔

**اللغات** : حفاۃ : یہ حافٍ کی جمع ہے جس کے پاؤں میں موزہ یا جوتا کچھ بھی نہ ہو۔ عراۃ : جمع عار جس کے بدن پر کپڑا نہ ہو۔ غرلًا : بے ختنہ۔ بعض نے کہا مرد کے عضو خاص سے ختنہ کے وقت جو جلد کا حصہ کاٹ دیا جاتا ہے وہ واپس کر دیا جائے گا اور اسی طرح انسان کو اٹھایا جائے گا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس سے درحقیقت خبردار کیا گیا کہ انسان کو ہمیشگی کیلئے بنایا گیا فناء کیلئے نہیں۔ واللہ اعلم۔

**فوائد** : (۱) قیامت کے حالات بیان کئے گئے اور بتلایا گیا کہ انسان کو اس کے اعمال اور محاسبہ سے کوئی چیز مشغول نہ کر سکے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری جل شانہ ہے۔ ﴿یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ﴾ (عبس)

## ۵۱ : بَابُ الرَّجَآءِ

## باب : (اُمید و) رجاء کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ [الزمر:۵۳] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَهَلْ نُجَازِیْ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ [سباء:۱۷] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی﴾ [طه : ۴۸] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ﴾ [الاعراف:۱۵۶]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے پیغمبر! فرما دیں اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمانے والے ہیں۔ بے شک وہی بخشش کرنے والے مہربان ہیں''۔ (الزمر)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نہیں سزا دیتے مگر ناشکرے کو ہی''۔ (سباء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک ہماری طرف وحی کی گئی کہ عذاب اس پر ہے جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا''۔ (طٰہٰ)
رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: ''اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے''۔ (الاعراف)

<u>حل الآیات</u> : اسرفوا : گناہوں میں مبالغہ کیا اور حد سے بڑھ گئے۔ لا تقنطوا : مایوس نہ ہو۔ الکفور : ناشکری اور انکار میں بہت زیادہ۔ وسعت کل شیء : دنیا میں ہر چیز پر حاوی ہے البتہ آخرت تو خود اللہ نے فرمایا ﴿فسا کتبها للذین یتقون﴾۔

۴۱۳ : وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

۴۱۳ : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ وحدہ لاشریک ہے اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ جو اس نے مریم کی

وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ"۔

طرف ڈالا اور اس کی طرف بھیجی ہوئی روح ہیں اور بے شک جنت تو حق ہے اور آگ برحق ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے خواہ جس عمل پر بھی ہو"۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کردی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری والانبیاء' باب قولہ تعالی : یاھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم والتفسیر و مسلم فی الایمان' باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاك فیه دخل الجنة

**اللغات** : عیسی : اسم معرب ہے۔یسوع سے بنایا گیا ہے۔ان کے ساتھ عبداللہ کا لفظ خاص کر اس لئے ذکر کیا گیا تا کہ عیسائیوں کی تردید ہو جائے کیونکہ وہ ان کو اللہ کا بندہ نہیں مانتے۔ کلمته :ان کو اس لقب سے اس لئے ملقب فرمایا گیا کیونکہ وہ بغیر باپ کے واسطہ کے محض حکم الٰہی سے پیدا ہوئے۔روح منه :یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سر ہے اور ان کو روح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو بتوسط نفحہ جبرئیلیہ پیدا فرمایا یا وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق بلا واسطہ کا نمونہ ہیں۔

**فوائد** : (۱) جس کی موت ایمان پر آئے اس کو کبیرہ گناہ ایمان سے خارج نہیں کرتے وہ یا تو ابتداء ہی میں جنت میں داخل ہو جائے گا یا پھر آگ میں داخل ہونے کے بعد۔یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے مگر وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

٤١٤ :وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :" يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ ۔ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا ' وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ' وَّمَنْ اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِىْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَّا يُشْرِكُ بِىْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۱۴ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ایک نیکی لے کر آیا اس کے لئے دس گنا اجر ہے یا اس سے بھی بہت زیادہ دوں گا اور جو برائی لے کر آیا تو برائی کا بدلہ اس کی مثل سے ہوگا یا اس کو بخش دوں گا اور جو مجھ سے ایک بالشت کے برابر قریب ہوگا میں اُس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا۔ میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوں گا جو میرے پاس چل کر آئے گا۔ میں اُس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا اور جو میرے پاس زمین بھر برائی لائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو میں اس سے اسی قدر بخشش سے ملوں گا۔ (مسلم)

مَعْنَى الْحَدِيْثِ : "مَنْ تَقَرَّبَ" اِلَيَّ بِطَاعَتِىْ "تَقَرَّبْتُ" اِلَيْهِ بِرَحْمَتِىْ وَاِنْ زَادَ زِدْتُّ "فَاِنْ اَتَانِىْ يَمْشِىْ" وَاَسْرَعَ فِىْ طَاعَتِىْ اَتَيْتُهٗ "هَرْوَلَةً" اَىْ صَبَبْتُ عَلَيْهِ

مَنْ تَقَرَّبَ : یعنی جو میری اطاعت کے ذریعے سے میرے قریب ہو۔ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ : تو میں اپنی رحمت کے ساتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔اگر وہ میری اطاعت میں سرگرمی سے حصہ لیتا ہے تو میں اس کی

الرَّحْمَةَ وَسَبَقْتُهُ بِهَا وَلَمْ أُحْوِجْهُ إِلَى الْمَشْيِ الْكَثِيْرِ فِي الْوُصُوْلِ إِلَى الْمَقْصُوْدِ "وَقُرَابُ الْأَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ وَيُقَالُ بِكَسْرِهَا وَالضَّمُّ أَصَحُّ وَأَشْهَرُ وَمَعْنَاهُ مَا يُقَارِبُ مِلْأَهَا" وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں یعنی میں اس پر رحمت کا دریا بہا دیتا اور رحمت کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کرتا ہوں اور اسے مقصود حاصل کرنے کے لئے زیادہ چلنے کی تکلیف نہیں دیتا۔ قُرَابُ: یہ ضمہ کے ساتھ زیادہ صحیح ہے۔ اس کا معنی جو قریب قریب زمین کو بھر دے۔ واللہ اعلم

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعا' باب فضل الذکر والدعا والتقرب الی اللہ تعالی

**اللغات** : الباع والبوع :انسان کے دونوں بازوؤں کی درازی اور بازو اور سینہ کا حصہ ملا کر جو لمبائی بنے اور اس کی مقدار چار ہاتھ ہے۔

**فوائد** : (۱) طمع اور امید اللہ تعالیٰ کی معافی اور رحمت کی ہونی چاہئے اور اس کی مغفرت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ مراتب کے درجات کی بلندی کم از کم دس گنا ہے اور ستر مرتبہ اور سات سو مرتبہ کا وعدہ خود باری تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۴۱۵ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ : "مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۱۵: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ دو واجب کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ وہ جنت میں جائے گا اور جس کو اس حالت میں موت آئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ

**اللغات** : اعرابی :اعراب عرب کے دیہات کے باشندے۔ الموجبتان :ایک ایسی عادت جو جنت کو لازم کردے۔ دوسری وہ عادت جو جہنم کو لازم کردے۔

**فوائد** : (۱) علماء کا اس پر اجماع ہے کہ گناہگار مؤمن آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اگر اس کی موت ایمان پر آئی ہو اور کافر جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

۴۱۶ :وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ :"يَا مُعَاذُ" قَالَ :لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ' قَالَ :"يَا مُعَاذُ" قَالَ :لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ- قَالَ :"يَا مُعَاذُ" قَالَ :لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا' قَالَ :"مَا مِنْ

۴۱۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ معاذ آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ اے معاذ! انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! تین مرتبہ آپؐ نے آواز دی اور معاذ نے لبیک وسعدیک کہا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا جو بندہ اس بات کی گواہی

عَبْدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ ' وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا" فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "تَاَثُّمًا" : اَیْ خَوْفًا مِّنَ الْاِثْمِ فِیْ كَتْمِ هٰذَا الْعِلْمِ۔

دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ بشرطیکہ یہ گواہی دل کی سچائی سے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ بات میں لوگوں کو نہ بتلاؤں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپؐ نے فرمایا تب وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔ چنانچہ حضرت معاذ نے اپنی موت کے وقت گناہ سے بچنے کے لئے اس فرمان نبوی کو بیان فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

"تَاَثُّمًا" : کتمانِ علم پر گناہ کا خوف۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی العلم ' باب من خص بالعلم قوما دون قوم و مسلم فی الایمان ' باب من لقی الله بالایمان غیر شاك فیه دخل الجنة

**اللُّغَات** : ردیفة : آپ کے پیچھے ایک سوار تھا۔ لبیك : قبولیت کے بعد قبولیت۔ سعدیك : آپؐ کی اطاعت میں مضبوطی در مضبوطی۔ یتکلوا : اس پر بھروسہ کر کے عمل ترک کر دیں۔

**فوائد** : (۱) کسی ایک حدیث کی وجہ سے دوسری ایسی حدیث کو چھوڑنا جائز ہے جس سے کوئی ممنوع کام کا خطرہ ہو یا کسی افضل کام کو ترک کرنا لازم آتا ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو موت کے وقت بیان کیا تا کہ کتمانِ علم کا گناہ نہ ہو۔

٤١٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَكَّ الرَّاوِیْ وَلَا یَضُرُّ الشَّكُّ فِیْ عَیْنِ الصَّحَابِیِّ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِفْعَلُوْا" فَجَآءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَ فِیْ ذٰلِكَ الْبَرَكَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۴۱۷ : حضرت ابوہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ راوی نے شک کا اظہار کیا ہے اور صحابی کی تعیین میں شک مضر نہیں ہے کیونکہ صحابہ سب عدول ہیں۔ روایت یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک پیش آیا تو لوگوں کو بھوک پہنچی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپؐ اجازت فرمائیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں۔ ہم گوشت کھائیں اور چربی بھی حاصل کر لیں؟ آپؐ نے فرمایا ایسا کر لو! اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادھر آ گئے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ لیکن آپؐ ان کو حکم دیں اپنا بچا ہوا زادِ راہ لائیں پھر ان کے لئے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ صحیح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے

"نَعَمْ" فَدَعَا بِنِطْعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَّيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَّسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ : خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ" فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ وَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کا دستر خوان منگوایا اور بچھا دیا۔ پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے زادِ راہ کو منگوایا۔ کوئی آدمی مکئی کی ایک روٹی لا رہا تھا اور دوسرا ایک مٹھی کھجوریں اور تیسرا روٹی کا ٹکڑا۔ یہاں تک کہ دستر خوان پر کچھ زادِ راہ جمع ہو گیا۔ پھر آپؐ نے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس کو اپنے اپنے برتنوں میں ڈال لو۔ انہوں نے اپنے اپنے برتنوں میں ڈالا۔ حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ چھوڑا جس کو بھر نہ لیا پھر انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سارے سیر ہو گئے پھر بھی کچھ بچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور کوئی بندہ ان دونوں باتوں کے ساتھ نہیں ملے گا کہ اس حال میں کہ ان میں شک کرنے والا ہو' پھر اسے جنت سے روک لیا جائے۔ یعنی وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ (روایت مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب من لقی اللہ بالایمان غیر شاك فیه دخل الجنة

**اللُّغَاتُ** : نواضحنا : جمع ناضح ۔ اس اونٹ کو کہا جاتا ہے جس پر پانی لاد کر لایا جائے۔ الظهر : جن جانوروں کی پشت پر سوار ہوتے ہیں یعنی سواریاں۔ فضل ازوادھم : بچا ہوا کھانا۔ البركة : اضافہ اور بلندی۔ خیر کی کثرت۔ بنطع : چمڑے کا دستر خوان۔ بكسرة : روٹی کا ٹکڑا۔ اوعتكم : جمع دعاء۔ جس میں کوئی جمع کی جائے اور محفوظ کی جائے۔ العسكر : لشکر یہ فارسی لفظ ہے جس کو معرب بنایا گیا ہے۔ فيحجب : روک دیا جائے۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ادب ملاحظہ ہو کہ جس کام کو بھی وہ کرنا ناپسند کرتے تو پہلے دربارِ نبوت سے دریافت کرتے۔ جس جماعت کا کوئی راہنما ہو ان کو اسی طرح کرنا چاہئے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کا معجزہ کہ کھانا بہت زیادہ ہو گیا اور سارے لشکر کے لئے کفایت کر گیا جبکہ مقدار قریباً تمیں ہزار افراد تھی اور یہ کئی مرتبہ پیش آیا۔ (۳) امام اور مقتداء کو ایسا مشورہ دینا درست ہے جس میں مصلحت اور بہتری زیادہ ہو۔

۴۱۸ : وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ : كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ وَّكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَآءَتِ الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۴۱۸ : حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' یہ ان صحابہ میں سے ہیں' جو بدر میں شریک تھے' عتبان کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھاتا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان ایک وادی تھی۔ جب بارشیں آتیں تو ان کی مسجد کی طرف جانا میرے لئے مشکل ہو جایا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

فَقُلْتُ لَهٗ اِنِّیْ اَنْكَرْتُ بَصَرِیْ وَاَنَّ الْوَادِیَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ قَوْمِیْ یَسِیْلُ اِذَا جَآءَتِ الْاَمْطَارُ فَیَشُقُّ عَلَیَّ اجْتِیَازُهٗ فَوَدِدْتُّ اَنَّكَ تَاْتِیْ فَتُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "سَاَفْعَلُ" فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ وَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ یَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ : اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِیْ اُحِبُّ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِیْنَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهٗ عَلٰى خَزِیْرَةٍ تُصْنَعُ لَهٗ فَسَمِعَ اَهْلُ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَیْتِیْ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَجُلٌ : مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا اَرَاهُ! فَقَالَ رَجُلٌ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى " فَقَالَ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اَمَّا نَحْنُ فَوَ اللّٰهِ مَا نَرٰى وُدَّهٗ وَلَا حَدِیْثَهٗ اِلَّا اِلَى الْمُنَافِقِیْنَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"وَعِتْبَانُ" بِكَسْرِ الْعَیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ التَّآءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَبَعْدَهَا بَآءٌ مُّوَحَّدَةٌ۔ "وَالْخَزِیْرَةُ" بِالْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ

حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری نگاہ بھی کچھ کمزور ہے۔ میرے اور قوم کے درمیان وادی میں بارشوں کے وقت سیلاب آ جاتا ہے جس سے میرا وادی پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپؐ میرے گھر میں تشریف لا کر ایک جگہ نماز پڑھ دیں۔ جس کو میں نماز کی جگہ بنا لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میں ایسا کروں گا چنانچہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سمیت تشریف لائے اس کے بعد کہ دن خوب روشن ہو چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ میں نے اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے سے پہلے ہی فرمایا۔ تم اپنے گھر میں میرا نماز پڑھنا کہاں پسند کرتے ہو؟ میں نے وہ جگہ بتلائی۔ جس میں مَیں چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیر لیا۔ میں نے آپؐ کو خزیرہ کے لئے (ایک خاص کھانا) روک لیا جو آپ کے لئے بنایا گیا۔ آس پاس کے گھر والوں نے سن لیا کہ آپ میرے گھر میں ہیں۔ پس لوگ آنا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ کافی لوگ ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا۔ مالک کو کیا ہوا کہ وہ نظر نہیں آ رہا۔ دوسرے نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا ایسا مت کہو کہ تم نہیں دیکھتے ہو کہ اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی ہی کو چاہنے والا ہے۔ اس آدمی نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ باقی ہم بخدا اس کی محبت اور بات چیت منافقین ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے آگ اس شخص پر حرام کر دی ہے جس نے صرف اللہ کی رضامندی کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَالزَّایِ :ھِیَ دَقِیْقٌ یُطْبَخُ بِشَحْمٍ - وَقَوْلُهٗ "ثَابَ رِجَالٌ" بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ :اَیْ جَآءُ وْا وَاجْتَمَعُوْا۔

عِتْبَانُ کا لفظ عین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔
الْخَزِیْرَۃُ: آٹے اور چربی سے بنایا جانے والا کھانا۔
ثَابَ رِجَالٌ :آئے اور اکٹھے ہو گئے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الصلوۃ فی ابواب مختلفہ منھا ' باب اذا زار الامام قومًا فاولم من ابواب الجماعۃ والامامۃ کما رواہ فی کتب اخری ورواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب من لقی اللہ بالایمان غیر شاك فیہ دخل الجنۃ۔

**اللغات** : **اصلی قومی** :میں امامت کرواتا تھا۔**اجتیازہ** :عبور کرنا۔**قبل** :طرف۔**انکرت بصری** :نگاہ کمزور ہوگئی یا چلی گئی۔**فیشق**:مشکل ہونا۔**وددت** :میں نے چاہا۔**اشتد النھار** :سورج بلند ہوا۔**حبستہ** :لوٹنے سے روکا تا کہ آپ کا اکرام اور مہمانی کروں۔**اھل الدار** :محلّہ والے۔**الا تراہ**:کیا تم نہیں جانتے۔

**فوائد** : (۱) گھر میں نماز کی جگہ بنانا جائز ہے اور وہاں نماز ادا کرنا بقیہ گھر میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔(۲) نماز والی جگہ میں اہل فضل کا نماز پڑھنا تا کہ برکت زیادہ ہو جائے جائز ہے۔نوافل میں اقتداء جائز ہے (جبکہ تراعی نہ ہو) (۳) اپنے دوستوں کے ہاں جب علم وفضل والے لوگ تشریف فرما ہوں تو ان دوستوں کے ہاں جانا جائز ہے۔(۴) اس آدمی کے ایمان کی گواہی ہی دینی چاہئے جس نے لا الہ الا اللہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے پڑھا ہو۔(۵) کسی پر خواہ مخواہ اپنے گمان سے بدگمانی نہ کرنی چاہئے۔جب تک کہ اس کا کوئی ثبوت نہ ہو۔

۴۱۹ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْیٍ فَاِذَا امْرَاَۃٌ مِّنَ السَّبْیِ تَسْعٰی اِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ اَخَذَتْهُ فَاَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَۃَ طَارِحَۃً وَلَدَهَا فِی النَّارِ ؟ قُلْنَا :لَا وَاللّٰهِ۔ فَقَالَ :"اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۱۹ :حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ایک قیدی عورت دوڑتی پھرتی تھی۔ جب وہ ایک بچے کو قیدیوں میں پاتی تو اس کو پکڑتی' سینے سے چمٹاتی اور اس کو دودھ پلاتی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟نہیں اللہ کی قسم!تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بہت بڑھ کر مہربان ہیں جتنی یہ اپنے بچے پر مہربان ہے۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الادب ' باب رحمۃ الولد و مسلم فی التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

**اللغات** : **السبی** :قیدی۔**تسعی** :دوڑنا' بھاگنا۔**اترون** :کیا تم خیال کرتے ہو یا گمان کرتے ہو۔

**فوائد** : (۱) اللہ کی اپنے بندوں پر کس قدر رحمت ہے کہ ان کو بھلائی وخیر پہنچانا چاہتے ہیں اور آگ سے بچانا بھی۔اسی لئے ان کیلئے توبہ' امید اور انابت کا دروازہ کھول دیا۔(۲) حوادث واقعات سے فائدہ حاصل کر کے انہیں تعلیم وتربیت کیلئے استعمال کرے۔

۴۲۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابٍ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ : اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ ' وَفِیْ رِوَايَةٍ "غَلَبَتْ غَضَبِیْ" وَفِیْ رِوَايَةٍ " سَبَقَتْ غَضَبِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۲۰ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس کو ایسی کتاب میں لکھ دیا جو اس کے ہاں عرش پر ہے (اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ) اور دوسری روایت میں (غَلَبَتْ غَضَبِیْ) اور تیسری روایت میں سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔ یعنی میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یا سبقت کرنے والی ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی ابواب من كتاب التوحيد منها ' باب يحذركم الله نفسه وبدء الخلق ' باب وهو الذی يبداء الخلق ثم يعيده و مسلم فی التوبة ' باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ

**اَللُّغَات** : كتب فی كتاب : یعنی فرشتوں کے صحیفوں میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے تو قدیم اور ازلی ہیں۔ عنده فوق العرش : پاس سے مراد یہاں شرف و مرتبہ ہے جو عرش سے بڑھ کر ہے۔ العرش : بادشاہ کا تخت۔ عرش رحمان : اس عرش الٰہی کی حقیقت کو وہ خود ہی جانتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کا غصہ اور رحمت دونوں کی نسبت ارادہ الٰہی کی طرف کی جاتی ہے۔ پس اس کا ارادہ مطیع کو ثواب دینا ہے اور بندے کے فائدہ کو رضائے تعالیٰ رحمت باری تعالیٰ سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارادہ نافرمان کو سزا دینے کا ہے اور نافرمان کی رسوائی کو غضب کہا جاتا ہے اور سبقت سے مراد کثرت رحمت اور غلبہ سے مراد او رشمول رحمت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی کثرت رحمت کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ وہ مطیع اور عاصی کو رزق دیتا ہے اور اسی طرح رحمت کا مظاہرہ اس طرح بھی ہے کہ کافر و گناہگار کے متعلق بھی حلم والا ہے اور توبہ کرنے والا جب بھی توبہ کر لے اس کی توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔

۴۲۱ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَاَنْزَلَ فِی الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰی تَرْفَعُ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ" وَفِیْ رِوَايَةٍ : "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰی وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰی تِسْعًا

۴۲۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے' ننانوے اپنے ہاں محفوظ کر لئے اور ایک حصہ زمین پر اتارا۔ اسی ایک حصے ہی کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کھاتی ہے یہاں تک کہ جانور بھی اپنا کھر اپنے بچے سے اس ڈر سے ہٹا لیتا ہے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کو جنات' انسانوں' چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان اتارا۔ اسی کے سبب ہی وہ آپس میں نرمی کرتے اور رحم کھاتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے پر مہربانی کرتا ہے اور ننانوے رحمتوں کو مؤخر کیا جن سے وہ قیامت

وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَّتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ"

کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی وہ روایت جو سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کے سبب مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لئے ہیں اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں وزمین کو پیدا فرمایا۔ سو رحمتیں پیدا فرمائیں ہر ایک رحمت اتنی بڑی ہے کہ آسمان وزمین کے خلا کو بھر دے۔ ان میں سے ایک رحمت زمین میں رکھ دی۔ اسی رحمت ہی کی وجہ سے والدہ اپنے بیٹے پر اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے پر رحم کھاتے ہیں جب قیامت کا دن آئے گا تو رب ذوالجلال والاکرام اپنی رحمتوں کو ملا کر اس رحمت کو مکمل فرمادیں گے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی باب الادب ' باب جعل الله الرحمة مائة جزء وفی الرقاق ' باب الرجاء مع الخوف و مسلم فی التوبة ' باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ

**اللغات** : الرحمة : دل کی رقت اور فطری میلان۔ یہ مخلوق کی طرف جب اس کی نسبت ہو مگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ ناممکن ہے۔ اسی لئے علماء نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف جب رحمت کے لفظ کی نسبت ہو تو اس سے مراد فعل یا ارادہ فعل ہے۔ حافرها : اس کی ٹانگ۔ حافر گھوڑے کے لئے جیسا کہ ظلف گائے کے لئے۔ البهائم جمع بهيمة : چار پائے۔ ان کو بہائم اس لئے کہا جاتا تھا کہ یہ بولتے نہیں اور ان کا معاملہ مبہم رہتا ہے۔ الهوام جمع بهامة : کیڑے مکوڑے۔ طباق : بھر کر۔ اگر وہ جسم والی چیز ہو اور بھرنا اس کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے مطابق ہوگا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بندوں کے دلوں میں رکھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے اور خلقی ہے اور وہ بھلائی جو ان کے لئے اتاری وہ اس کا فضل ہے اور یہ سب کچھ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کے لئے قیامت کے دن میں جمع کر رکھا ہے۔ اس روایت میں مؤمنین کے لئے بہت بڑی بشارت اور امیدواری ہے جب اس کی ایک رحمت سے اپنے درمیان پائی جانے والی مہربانیاں حاصل ہو جاتی ہیں اور یہ ساری بھلائیاں میسر آ جاتی ہیں تو پھر سو رحمتوں کے وقت مؤمن کے ساتھ کیا کچھ سلوک نہ ہوگا۔

٤٢٢ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْ عَنْ رَّبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ :

۴۲۲ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرمؐ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس بندے نے کوئی گناہ

"اَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ :اَیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی :اَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ : اَیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی : "فَلْيَفْعَلْ مَا شَآءَ" اَیْ مَا دَامَ يَفْعَلُ هٰكَذَا يُذْنِبُ وَيَتُوْبُ اَغْفِرُ لَهٗ فَاِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا۔

کیا ہو پھر کہا :(اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ) کہ اے اللہ تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔ پس اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے ایک گناہ کیا وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ایسا ہے جو گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی سکتا ہے۔ پھر اس نے دوبارہ گناہ کیا اور پھر کہا اے رب : (اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ) اے میرے رب میرے گناہ کو معاف فرما۔ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے ایک گناہ کیا پھر جانا کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ پھر بندے نے تیسری بار گناہ کیا اور گناہ کر کے کہا اے رب:(اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ) اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور اس نے جانا کہ میرا رب ہے جو گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پس وہ جو چاہے کرے۔ (بخاری ومسلم) (هَلْ يَفْعَلُ مَا شَاءَ) یعنی جب تک وہ گناہ کرتا اور اس سے توبہ کرتا رہے گا میں اس کو بخشتا جاؤں گا۔ بے شک توبہ ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

**تخریج** : رواه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون ان يبدلوا كلام الله و مسلم في التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب وان تكررت۔

**اللُّغَاتْ** : **ياخذ بالذنب** :اگر چاہے گا تو سزا دے گا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر کتنی بڑی رحمت اور فضل ہے جب تک کہ وہ یہ اعتقاد رکھیں گے کہ ان کے رب کے پاس ان کی چابیاں ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو بخش سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو سزا دے سکتے ہیں اور اس کی مرضی مطلقاً کارفرما ہے۔ (۲) صحیح توبہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (۳) اپنے رب پر ایمان لانے والا اس کا دل توبہ سے صاف ہوتا ہے اور اپنے رب کی معافی کا امیدوار ہوتا ہے اسی لئے وہ اصلاح میں اور اعمال خیر میں جلدی کرتا ہے اور اگر کبھی کبھار اس سے گناہ ہو جائے تو توبہ سے اس کا استدراک وازالہ کرتا ہے اور معصیت پر اصرار نہیں کرتا۔

۴۲۳ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَجَآءَ بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۳ : حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو مٹا کر ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو گناہ کر کے اللہ سے معافی مانگیں گے اور ان کو اللہ معاف فرما دے گا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی التوبہ ' باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة

**فوائد** : (۱)عفو ومغفرت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا جوخصوصی فضل پر ہے اس کا بیان اس روایت میں ہے۔اس لئے مؤمن پر لازم ہے کہ جلدی استغفار کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر بخشش فرمائیں۔

٤٢٤ : وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ : "لَوْ لَا اَنَّکُمْ تُذْنِبُوْنَ خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا یُّذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۴ : حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ ایسی مخلوق کو پیدا فرماتے جو گناہ کر کے استغفار کرتے پھر (اللہ عزوجل) ان کو بخشتے۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی التوبہ ' باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة

**فوائد** : (۱)اللہ تعالیٰ کی مغفرت میں رجاء کی کس قدر وسیع ہے اور اس کے علم میں ازل جو کچھ ہے وہ بہرصورت ہو کر رہے گا اور اس کے علم ازلی میں آ چکا کہ وہ گناہگار کو معاف فرمادے گا۔عاصی کا عدم وجود مقدر رہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کرتے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفت عفو وفضل ظاہر ہو۔(۲)اس روایت میں قطعاً معصیت پر برانگیختہ نہیں کیا گیا بلکہ اس میں تو مغفرت کی خوشخبری سنائی گئی۔شدید خوف کا ازالہ فرمایا گیا اور ناامیدی کی نفی کی گئی۔آنحضرت ﷺ کے ان صحابہ رضوان اللہ علیہم سے جو شدت خوف کی وجہ سے پہاڑوں کی طرف بھاگنے اور دنیا اور اس کی نعمتوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی طرف راغب ہوتے۔اس میں ان کو اطمینان اور عفو ومغفرت حق تعالیٰ کی بڑی امید دلائی گئی۔

٤٢٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کُنَّا قُعُوْدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اَتَیْتُ حَآئِطًا لِّلْاَنْصَارِ وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰی قَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اذْهَبْ فَمَنْ لَقِیْتَ وَرَآءَ هٰذَا الْحَآئِطِ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جماعت میں بیٹھے تھے جن میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جیسے لوگ بھی موجود تھے۔رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپسی میں دیر کر دی۔ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔پس ہم گھبرا کر اٹھے تو سب سے پہلے گھبرانے والا میں ہی تھا۔میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلا یہاں تک کہ انصار کے ایک باغ میں پہنچا۔لمبی روایت ذکر کی گئی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ جاؤ جس کو بھی اس دیوار کے باہر پاؤ بشرطیکہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دل کے یقین کے ساتھ دیتا ہو اس کو جنت کی خوشخبری ہے''۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ' باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک فیہ دخل الجنۃ

**اللُّغَاتُ** : نفر: تین سے نو آدمیوں پر بولا جاتا ہے۔ من بین اظھرہ : ہمارے درمیان سے۔ یقتطع : پکڑ لئے جائیں اور آپ کو نقصان پہنچائے۔ فزعنا : ہم ڈرے۔ گھبراہٹ سے آپ کو تلاش کرنے لگے۔ ابتغی : میں تلاش کرتا ہوں۔ حائطاً : وہ باغ جس کے اردگرد دیوار ہوں۔ مستیقناً : یقین وتصدیق کرنے والا۔

**فوائد** : (۱) بلاشبہ صحیح ایمان جنت میں ضرور داخل کردے گا خواہ ابتداءً ہی اللہ تعالیٰ کی بخشش کے ساتھ یا پھر آگ میں داخلے کے بعد۔ (۲) خوشی والی خبر سنی جائے تو مبارکباد دینی چاہیے۔

٤٢٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ : ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ [ابراھیم:٣٦] الاية وَقَوْلُ عِيْسٰى : ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [المائدہ:١١٨] فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ" وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْهِ؟ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ : اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۲۶ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے : ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ اور حضرت عیسیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا : ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدۃ) پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر یوں عرض کی : اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ۔ اے اللہ میری امت میری امت اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اللہ نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس جاؤ اور تیرا رب اچھی طرح جانتا ہے اور ان سے پوچھو! کیوں روتے ہو؟ پس جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلایا جو آپ نے کہا تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ہم تم کو تمہاری امت کے سلسلے میں راضی کر دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہیں کریں گے۔ (رواہ مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ' باب دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ وبکائہ وشفقتہ علیھم

**اللُّغَاتُ** : یہ آیت سورۂ ابراہیم کی ہے اور دوسری آیت سورۂ مائدہ کی ہے۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ امت کی مصلحتوں کا کس قدر خیال فرمانے والے تھے اور امت کے متعلق کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کس قدر خیال رکھتے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے پیغمبر سے کس قدر محبت والفت تھی۔ (۲) یہ روایت امت کے سلسلہ میں رجاء والی تمام روایات سے زیادہ رجاء کو ظاہر کرنے والی ہے۔

۴۲۷ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ فَقَالَ : "يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ ؟ قُلْتُ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ : "فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ : "لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۴۲۷ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے والا ہو وہ اس کو عذاب نہ دے میں نے عرض کی یارسول اللہؐ کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ سنا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مت خوشخبری دو۔ پس وہ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے یعنی عمل چھوڑ دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی التوحید ' باب ما جاء فی دعاء النبی صلی الله علیه وسلم امته الی توحید الله تبارك وتعالی و مسلم فی الایمان ' باب من لقی بالایمان غیر شاك فیه دخل الجنة

**اللغات** : الحق: ثابت وقائم چیز۔ اللہ تعالیٰ کا جو حق بندوں کے ذمہ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور وہ حق جس کا اللہ تعالیٰ نے بندوں سے وعدہ فرمایا اور اپنی ذات پر لازم فرمالیا اپنے محض فضل وکرم سے وہ یہ ہے کہ وہ اس بندے کو عذاب نہ دے جو اس پر ایمان لانے والا اور اس کو وحدہ لاشریک جاننے والا ہو۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کا فضل اپنے بندوں پر مغفرت اور رحمت کے ساتھ ہے۔ (۲) کسی بھلائی کی اگر خوشخبری نہ بھی دی جائے تو یہ بھی درست ہے جبکہ خوشخبری کسی ممنوع کام تک پہنچانے والی ہو یا اس خوشخبری سے افضل کام کا ترک لازم آتا ہو۔

۴۲۸ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراهيم:٢٧] مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۲۸ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پس اللہ کے اس ارشاد ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراہیم) کا یہی مطلب ہے ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا میں مضبوط بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں اور آخرت میں بھی''۔ (مسلم' بخاری)

**تخريج** : رواه البخاری فی التفسیر فی تفسیر سورة ابراهیم و مسلم فی کتاب الجنة وصفة نعیمها باب عرض مقعد المیت من الجنة او النار علیه۔

**اللغات** : یثبت :مضبوط کرتا ہے۔القول الثابت :جو بات دلیل وحجت سے پختہ ہے۔ یہ آیت سورۂ ابراہیم میں سے ہے۔

**فوائد** : (۱) قبر کا سوال برحق ہے۔اللہ تعالیٰ مؤمن کو نجات والی دلیل بیان کرنے کا الہام فرماتے ہیں اور وہ شہادتین ہیں۔

٤٢٩ :وَعَنْهُ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِّنَ الدُّنْيَا وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدَّخِرُلَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِى الْاٰخِرَةِ وَيُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِى الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهٖ وَفِىْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِى الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِى الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُفَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِى الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۹ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کافر دنیا میں کوئی اچھا عمل کر لیتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو دنیا میں ایک لقمہ دے دیا جاتا ہے باقی رہا مؤمن پس اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے نیکیوں کو جمع کر دیتے ہیں اور دنیا میں اس کی اطاعت پر اس کو رزق بھی دیتا ہے اور ایک روایت میں الفاظ بھی آتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر اس کی کسی نیکی کے معاملے میں ظلم نہیں کرتا۔بس اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی دیں گے۔مگر کافر دنیا میں جو عمل اللہ کی خاطر اچھے کر لیتا ہے تو اس کے بدلے اسے کھانا دیا جاتا ہے جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ دیا جائے گا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب صفة القیامة والجنة والنار ' باب جزاء المومن لحسناته فی الدنیا والاخرة

**اللغات** : یعقبه :اس کو دیتا ہے۔افضی :آخرت میں پہنچ جائے۔لا یظلم :نہ کم کرے۔

**فوائد** : (۱) بے شک کافر کو اس کے اچھے عمل کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔خواہ مال میں اضافہ کر کے یا اس کے کسی دکھ کو دور کر کے۔اس کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا کیونکہ کفر آخرت کے اجر کو مٹا دیتا ہے مگر مؤمن کو نیک کام کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ملے گا۔

٤٣٠ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

''الْغَمْرُ'' اَلْكَثِيْرُ۔

۴۳۰ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازوں کی مثال لبالب بھری ہوئی نہر کی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو جس سے وہ دن میں پانچ بار غسل کرتا ہو۔(مسلم)

الْغَمْرُ: کا معنی بہت زیادہ۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب المساجد ' باب المشی الی الصلاۃ تمحی به الخطایا و ترفع الدرجات

**فوائد** : (۱) بلاشبہ نماز معنوی گندگی یعنی گناہ صغیرہ کو دور کرتی ہے جس طرح کہ بدن سے پانی گندگی اور میل کچیل کو دور کرتا ہے۔

(۲) بیان اور وضاحت کے لئے خوبصورت تشبیہات اور مثالیں بیان کرنی چاہئیں۔

۴۳۱ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۱ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ کو ایسے چالیس آدمی ادا کریں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ میّت کے متعلق ان کی سفارش کو قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجنائز ' باب من صلی علیہ اربعون شفعوا فیہ

**اللغات** : یقوم علی جنازته : نماز جنازہ ادا کریں۔

**فوائد** : (۱) اگر میت مستحقین شفاعت میں سے ہو تو مؤمنین کی شفاعت اس کے حق میں ثابت ہو جاتی ہے اور ان کی شفاعت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (۲) اس میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ جنازہ پر لوگوں کی کثرت ہونی چاہئے اس امید سے کہ میت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغفرت حاصل ہو جائے۔

۴۳۲ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِّنْ اَرْبَعِيْنَ فَقَالَ "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟" قُلْنَا : نَعَمْ قَالَ : "اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟" قُلْنَا : نَعَمْ– قَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۲ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمہ میں قریباً چالیس افراد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر ارشاد فرمایا کیا تم خوش ہو گے کہ تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں۔ پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے اور وہ اس طرح کہ جنت میں صرف مؤمن جائیں گے اور مشرکین کی تعداد کے مقابلہ میں تم ایسے ہو جیسے کالے بیل کی کھال میں سفید بال یا سرخ بیل کے چمڑے پر سیاہ بال۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الرقاق ' باب کیف الحشر وفی الایمان والنذور ' باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی الایمان ' باب کون هذه الامة نصف اهل الجنة۔

**اللغات** : قبة : خیمہ چھوٹا سا گول گھر۔

**فوائد** : (۱) خوشخبریوں کو ایک مرتبہ کے بعد پھر دوسری مرتبہ تکرار کرنا چاہئے تاکہ شکر کی تجدید ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ ہو جائے۔ (۲) امت محمد ﷺ کے مسلمانوں کی تعداد جنت کے تمام انسانوں کا نصف ہوگی اور ایک روایت میں ثلث اہل جنت بھی ہے۔

یہ دلیل ہے کہ اس امت کو بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ (۳) جنت میں صرف مؤمن جائیں گے۔ (۴) مشرکین کی تعداد اہل ایمان سے زیادہ ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾

٤٣٣ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالَ الْجِبَالِ يَغْفِرُ هَا اللّٰهُ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۳: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک ایک یہودی یا نصرانی عنایت فرما کر فرمائے گا یہ تیرا آگ سے بچنے کا فدیہ ہے اور ایک اور روایت انہوں نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی۔ اس میں فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا کچھ مسلمان ایسے بھی آئیں گے جن کے گناہ پہاڑوں کی طرح ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو وہ گناہ بھی بخش دیں گے۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ : دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ" مَعْنَاهُ مَا جَآءَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "لِكُلِّ اَحَدٍ مَّنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ فَالْمُؤْمِنُ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِي النَّارِ لِاَنَّهٗ مُسْتَحِقٌّ لِّذٰلِكَ بِكُفْرِهٖ "وَمَعْنٰى" فِكَاكُكَ "اِنَّكَ كُنْتَ مُعَرَّضًا لِّدُخُوْلِ النَّارِ وَهٰذَا فِكَاكُكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَمْلَؤُهَا فَاِذَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ صَارُوْا فِيْ مَعْنَى الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا اور پھر فرمائیں گے: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ اس کا معنی وہ ہے جو حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ ہر ایک کا جنت میں ایک ٹھکانہ ہے اور ایک ٹھکانہ آگ میں ہے' پس مؤمن جب جنت میں داخل ہو جائے گا تو کافر جہنم میں اس کا جانشین ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے اس کا حق دار ہوگا اور فِكَاكُكَ کا معنی یہ ہے تیرا فدیہ یعنی تو جہنم میں داخل کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا اور یہ تیرا فدیہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے لئے ایک تعداد مقرر کی ہے جن سے وہ اس آگ کو بھرے گا۔ پس جب کافر اپنے کفر اور گناہ کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں گے تو وہ ایسے ہوں گے گویا وہ مسلمانوں کے لئے جہنم سے رہائی کا ذریعہ بن گئے۔ واللہ اعلم

**تخریج** : اخرجه مسلم في التوبة ' باب قبول توبة القاتل وان كثر قتله۔

**اللغات**: فكاك : فكاك الاسير : قیدی کا چھوٹنا۔ فكاك الرقبه : آزاد کرنا۔ فكاك الرهن : رھن چھڑوانا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسلمانوں کے گناہوں کو بخش دیں گے اور ان کو گرا دیں گے اور کفار پر ان کے کفر اور گناہوں کے بدلے اسی جیسے گناہ اور لا دیں گے اور ان کے اعمال کے بدلے ان کو جہنم میں داخل فرمائیں گے کیونکہ کفار ہی اصل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت کی طرف دوسروں کو بلانے والے ہیں۔

٤٣٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :" يُدْنَى الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ فَيَقُوْلُ: اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَعْرِفُ قَالَ : فَاِنِّيْ قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى صَحِيْفَةَ حَسَنَاتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۴ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز مؤمن اپنے رب کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں لے لے گا۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا اور فرمائے گا کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے؟ کیا تجھے فلاں گناہ کا علم ہے؟ مؤمن کہے گا ہاں۔ اے رب! جانتا ہوں۔ تو اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں بھی تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی میں تیرے ان گناہوں کو معاف کرتا ہوں پھر اسے اس کی نیکیوں کا دفتر دے دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

"كَنَفُهٗ" سَتْرُهٗ وَرَحْمَتُهٗ۔

كَنَفُهٗ : اس کی رحمت اور پردہ پوشی۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی التفسیر ' تفسیر سوره هود وفی غیره و مسلم فی کتاب التوبة ' باب قبول توبة القائل وان کثر قتله۔

**اللغات** : یدنی : مرتبہ اور اکرام میں قریب کیا جائے گا۔ قرب مکانی مراد نہیں۔ صحیفه : کتاب۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت بعض لوگوں پر خصوصی ہوتی ہے کہ ان کے گناہوں پر دنیا و آخرت میں پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ (۲) گناہ کا اعتراف گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ (۳) جس حد تک ہو سکے مؤمن سے ستاری کا معاملہ کرنا چاہئے۔

٤٣٥ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ : اِلَيَّ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَمِيْعُ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۵ : حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتلایا جس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی : ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ...... ﴾ ''اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں''۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم میرے لئے ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ میری امت تمام کے لئے ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی مواقیت الصلاة ' باب الصلاة کفارة والتفسیر تفسیر سوره هود باب اقم الصلاة......الایه و مسلم فی التوبة ' باب ان الحسنات یذهبن السیئات۔

**اللغات** : رجلا : بعض نے کہا یہ انصار میں سے ہیں۔ ان کا نام کعب بن عمرو اور کنیت ابوالیسر تھی۔ یہ آیت سورۂ ہود ۱۱۴ ہے۔ زلفا

من اللیل :یعنی رات کی وہ گھڑیاں جودن کے قریب ہوں ۔یہ زلفہ کی جمع ہے ۔بعض نے کہا اس سے مراد مغرب وعشاء کی نماز ہے۔

**فوائد** : (۱) نماز سے صغیرہ گناہوں کو معافی مل جاتی ہے۔(۲) کوئی خصوصی سبب حکم کے عموم کیلئے رکاوٹ نہیں بلکہ حکم عام ہی سمجھا جائے گا۔(۳) گناہگار کے گناہ کی پردہ پوشی کرنا بہتر ہے' تذکرہ کے وقت اس کا نام نہ لیا جائے صرف گناہ کی مذمت کی جائے۔

٤٣٦ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ قَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ کِتَابَ اللّٰهِ. قَالَ هَلْ حَضَرْتَ ' مَعَنَا الصَّلٰوةَ؟ قَالَ :نَعَمْ :قَالَ :قَدْ غُفِرَلَكَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَقَوْلُهٗ "اَصَبْتُ حَدًّا" مَعْنَاهُ مَعْصِیَةً تُوْجِبُ التَّعْزِیْرَ وَلَیْسَ الْمُرَادُ الْحَدَّ الشَّرْعِیَّ الْحَقِیْقِیَّ کَحَدِّ الزِّنَا وَالْخَمْرِ وَغَیْرِهِمَا فَاِنَّ هٰذِهِ الْحُدُوْدَ لَا تَسْقُطُ بِالصَّلٰوةِ وَلَا یَجُوْزُ لِلْاِمَامِ تَرْکُهَا۔

۴۳۶ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایسا جرم ہو گیا جس سے میں سزا کا مستحق ہو گیا ہوں۔آپؐ وہ سزا مجھ پر نافذ فرمائیں ادھر نماز کا وقت ہو گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے قابل سزا جرم کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ آپؐ میرے متعلق اللہ کی کتاب کا حکم قائم فرمائیں۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی؟ اس نے کہا جی ہاں۔آپؐ نے فرمایا تیرا گناہ معاف کر دیا گیا۔(بخاری ومسلم)

اَصَبْتُ حَدًّا کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس پر حد لازم ہے۔اس سے مراد حقیقی حد شرعی نہیں ہے جیسے زنا اور شراب نوشی وغیرہ یہ حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں اور نہ ہی حاکم کو ان کا ترک کرنا جائز ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی المحاربین ' باب اذا اقربا بالحد و لم یبین هل للامام ان یستر علیه و مسلم فی التوبة' باب ان الحسنات یذهبن السیئات

**اللغات** : رجل :بعض نے کہا یہ ابوالیسر کعب بن عمرو انصاری ہیں جن کا تذکرہ سابقہ روایت میں گزرا۔

٤٣٧ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ اللّٰهَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ "اَلْاَکْلَةُ" بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَهِیَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الْاَکْلِ کَالْغَدْوَةِ وَالْعَشْوَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۴۳۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی اس ادا پر خوش ہوتے ہیں کہ وہ کھانا کھائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے یا پانی نوش کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔(مسلم)

الْاَکْلَةُ : ایک مرتبہ کھانا جیسا کہ عَشْوَہ وغَدْوَہ : صبح یا شام کا کھانا۔(واللہ اعلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الذکر والدعاء ' باب استحباب حمد الله تعالی بعد الاکل والشرب

**اللغات** : یرضی : قبول کرتا اور ثواب دیتا ہے۔ **فیحمده** : حمد کسی اچھے فعل پر تعریف کرنا اور اس کی اچھی صفات اور انعامات کے ساتھ یہ شکر سے زیادہ بلیغ ہے۔

**فوائد** : (۱) ہر کھانے اور پینے کے وقت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت اس کے فضل کا استحضار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ نعمتوں کو اس کا فضل سمجھ کر استعمال کرے۔

٤٣٨ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ :اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ النَّهَارِ وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۸ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ دراز فرماتا ہے تا کہ دن کو برائی کا ارتکاب کرنے والا توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ دراز فرماتا ہے تا کہ رات کو برائی کا ارتکاب کرنے والا توبہ کر لے۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب التوبة ' باب قبول التوبة من الذنوب وان تکررت۔

**اللغات** : **یبسط یده باللیل** : بسط پھیلانے کو کہتے ہیں اور درحقیقت یہ کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندوں کی توبہ دن رات میں قبول فرماتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) توبہ جلد کرنی چاہئے۔ توبہ کا دروازہ سورج کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے سے پہلے تک کھلا ہے۔ قرب قیامت کی قریب ترین نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہے۔ اس وقت کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

٤٣٩ : وَعَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَمْرِو ابْنِ عَبَسَةَ "بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَالْبَآءِ" السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :کُنْتُ وَاَنَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَّاَنَّهُمْ لَیْسُوْا عَلٰی شَیْءٍ وَّهُمْ یَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَکَّةَ یُخْبِرُ اَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلٰی رَاحِلَتِیْ فَقَدِمْتُ عَلَیْهِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفِیًا جُرَءَآءُ عَلَیْهِ قَوْمُهٗ ' فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْهِ بِمَکَّةَ فَقُلْتُ لَهٗ :مَا اَنْتَ؟ قَالَ :"اَنَا نَبِیٌّ" قُلْتُ :وَمَا نَبِیٌّ؟ قَالَ :"اَرْسَلَنِیَ اللّٰهُ"

۴۳۹ : حضرت ابونجیح عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں اور وہ کسی دین پر نہیں ہیں اور بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی کی بابت سنا کہ وہ مکے میں کچھ باتیں کرتا ہے۔ چنانچہ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس شخص کے پاس مکہ آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر اپنا تبلیغی کام کر رہے ہیں اور آپؐ پر آپؐ کی قوم دلیر ہے۔ پس میں نے خفیہ طریقے سے آپ سے ملنے کی تدبیر کی۔ حتیٰ کہ میں مکہ میں آپؐ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپؐ سے کہا آپؐ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا نبی کون ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں نے

قُلْتُ: بِاَیِّ شَیْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ "اَرْسَلَنِیْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ وَاَنْ یُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا یُشْرَكُ بِهٖ شَیْءٌ" قُلْتُ فَمَنْ مَعَكَ عَلٰی هٰذَا؟ قَالَ: "حُرٌّ وَعَبْدٌ" وَمَعَهٗ یَوْمَئِذٍ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ: اِنِّیْ مُتَّبِعُكَ قَالَ: "اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ ذٰلِكَ یَوْمَكَ هٰذَا اَلَا تَرٰی حَالِیْ وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰی اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِیْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِیْ قَالَ: فَذَهَبْتُ اِلٰی اَهْلِیْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَكُنْتُ فِیْ اَهْلِیْ فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّرُ الْاَخْبَارَ وَاَسْاَلُ النَّاسَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ حَتّٰی قَدِمَ مِنْ اَهْلِیَ الْمَدِیْنَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ؟ فَقَالُوا: النَّاسُ اِلَیْهِ سِرَاعٌ وَّقَدْ اَرَادَ قَوْمُهٗ قَتْلَهٗ فَلَمْ یَسْتَطِیْعُوْا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنِیْ قَالَ: "نَعَمْ اَنْتَ الَّذِیْ لَقِیْتَنِیْ بِمَكَّةَ" قَالَ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهٗ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِیْدَ رُمْحٍ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ حِیْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ

کہا آپؐ کو اللہ نے کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اس نے صلہ رحمی کرنے' بتوں کو توڑنے' اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر آپؐ کے ساتھ اس میں کون کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام اور آپؐ کے ساتھ اس دن ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے کہا میں آپؐ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا۔ تو ان دنوں اس کی طاقت نہیں رکھتا؟ کیا تو میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہا اپنے وطن کی طرف لوٹ جا پس جب تم میری بابت سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس چلے آنا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل و عیال میں آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے گئے اور میں اپنے اہل و عیال میں ہی تھا پس میں نے حالات معلوم کرنے شروع کئے۔ میں کچھ لوگوں سے دریافت کرتا جب آپؐ مدینہ تشریف لائے۔ یہاں تک کہ ہمارے کچھ لوگ مدینہ آئے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے جو مدینہ آیا ہے؟ انہوں نے کہا لوگ اس کی طرف تیزی سے آ رہے ہیں اور اس کی قوم نے تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ چنانچہ میں مدینہ میں آ کر حاضر خدمت ہوا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔ پس میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مجھے وہ باتیں بتلائیں جو اللہ نے آپؐ کو سکھلائی ہیں اور میں ان سے ناواقف ہوں۔ مجھے نماز کی بابت بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا تم صبح کی نماز پڑھو' پھر سورج کے ایک نیزے کی مقدار بلند ہونے تک نماز سے رکے رہو۔ اس لئے کہ جب تک سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں پھر تم نماز پڑھو' اس لئے کہ نماز میں فرشتے گواہ ہوتے اور لکھنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں

فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ اَقْصُرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ" قَالَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِيْ عَنْهُ؟ فَقَالَ: "مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ، ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهِ مَعَ الْمَآءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهِ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهِ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ اَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ" فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فِيْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَاقْتَرَبَ اَجَلِيْ وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ

تک کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے۔ پھر نماز سے رک جاؤ اس لئے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پھر جب سایہ بڑھنے لگے تو نماز پڑھو۔ اس لئے کہ نماز میں فرشتے گواہ اور حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھو۔ پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ وضو کے متعلق مجھے بتلائیں۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے جو شخص وضو کا پانی اپنے قریب کرے تو وہ مضمضہ کرے (کلی کرے) اور ناک میں پانی ڈالے پھر ناک صاف کرے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنا منہ دھوتا ہے جیسے اسے اللہ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کی غلطیاں اس کی داڑھی کے کناروں کے ساتھ گر جاتی ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی خطائیں اس کی انگلیوں سے پانی کے ساتھ نکل جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی غلطیاں اس کے بالوں کے کنارے سے نکل جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ اس کی انگلیوں سے نکل جاتے ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور بزرگی اس طرح بیان کی۔ جس طرح وہ اس کا حق رکھتا ہے، اپنے دل کو اللہ کے لئے فارغ کر دیا تو گناہوں سے اس طرح صاف ہو کر نکلتا ہے جیسے وہ اس وقت تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔ اس روایت کو عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوامامہ رسول ﷺ کے صحابی سے بیان کیا ہے۔ ان سے ابوامامہ نے فرمایا اے عمرو۔ دیکھو تم کیا بیان کر رہے ہو؟ ایک ہی جگہ پر ایک آدمی کو یہ مقام دے دیا جائے گا؟ حضرت عمرو نے کہا اے ابوامامہ میری عمر بڑی ہو گئی۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور میری موت قریب آ گئی۔ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ ' مَا حَدَّثْتُ اَبَدًا بِهٖ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ'

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں۔اگر میں نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا مگر ایک دو تین نہیں بلکہ سات مرتبہ تو میں اس کو کبھی بھی بیان نہ کرتا۔لیکن میں نے تو اس کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے۔(مسلم)

قَوْلُهٗ "جُرَءَ آءُ عَلَيْهِ قَوْمُهٗ" هُوَ بِجِيْمٍ مَّضْمُوْمَةٍ وَّبِالْمَدِّ عَلٰى وَزْنِ عُلَمَاءَ : اَيْ جَاسِرُوْنَ مُسْتَطِيْلُوْنَ غَيْرُ هَائِبِيْنَ ' هٰذِهِ الرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ ' وَرَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وَغَيْرُهٗ حِرَاءٌ بِكَسْرِ الْهَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَقَالَ مَعْنَاهُ : غِضَابٌ ذَوُوْ غَمٍّ وَّهَمٍّ قَدْ عِيْلَ صَبْرُهُمْ بِهٖ حَتّٰى اَثَّرَ فِيْ اَجْسَامِهِمْ مِنْ قَوْلِهِمْ: حَرٰى جِسْمُهٗ يَحْرِيْ اِذَا نَقَصَ مِنْ اَلَمٍ اَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهٖ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ بِالْجِيْمِ قَوْلُهٗ ﷺ "بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ" اَيْ نَاحِيَتَيْ رَاْسِهٖ وَالْمُرَادُ التَّمْثِيْلُ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ حِيْنَئِذٍ يَتَحَرَّكُ الشَّيْطَانُ وَشِيْعَتُهٗ وَيَتَسَلَّطُوْنَ – وَقَوْلُهٗ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ مَعْنَاهُ يُحْضِرُ الْمَآءَ الَّذِيْ يَتَوَضَّأُ بِهٖ – وَقَوْلُهٗ "اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا" هُوَ بِالْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ اَيْ سَقَطَتْ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ "جَرَتْ" بِالْجِيْمِ وَالصَّحِيْحُ بِالْخَآءِ وَهُوَ رِوَايَةُ الْجُمْهُوْرِ وَقَوْلُهٗ فَيَنْتَثِرُ اَيْ يَسْتَخْرِجُ مَا فِيْ اَنْفِهٖ مِنْ اَذًى – وَالنَّثْرَةُ: طَرَفُ الْاَنْفِ۔

جُرَءَ آءُ عَلَيْهِ قَوْمُهٗ: یعنی وہ آپؐ پر بڑی جسارت کرنے والے ہیں اور اس میں قطعاً ڈرنے والے نہیں۔یہ مشہور روایت ہے اور حمیدی نے اس کو حِرآء نقل کیا ہے۔جس کا معنی غضب ناک،غم اور فکر والے ہیں۔یہاں تک کہ ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو جائے اور وہ غم ان کے جسم میں اثر کر جائے۔جیسے کہتے ہیں حَرٰی یَحْرِیْ جب جسم غم ورنج وغیرہ سے کمزور ہو جائے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ لفظ جیم کے ساتھ ہے۔

بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ : شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان یعنی اس کے سر کے دونوں کناروں کے درمیان اور مطلب اس کا یہ ہے کہ شیطان اور اس کا ٹولہ اس وقت حرکت میں ہوتا ہے اور تسلط وغلبہ کرتا ہے۔

يُقَرِّبُ وُضُوْءَهٗ: اس کا معنی اس پانی کو قریب لائے جس سے وضو کرنا ہو۔

اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا : غلطیاں گر جاتی ہیں۔بعض نے جَرَت روایت کیا ہے اور صحیح لفظ خاء کے ساتھ ہے اور جمہور کی روایت یہی ہے۔

فَيَنْتَثِرُ: ناک صاف کرے۔

نَثْرَةٌ: ناک کی ایک جانب کو کہتے ہیں۔

**تخريج** : رواه مسلم في الصلاة قبيل صلاة الخوف ' باب اسلام عمرو بن عبسه رضي الله عنه

**اللغات** : في الجاهلية :اسلام سے قبل کا زمانہ۔اس کا نام زمانہ جاہلیت اس لئے رکھا گیا کہ ان کی جہالتیں کثرت سے تھیں۔ الاوثان :جمع وثن بت کو کہتے ہیں۔متلطفت :نرمی اختیار کی۔متبعك :تمہاری اتباع کرنا چاہتا ہوں یعنی اسلام کا اظہار کر کے آپؐ کے ساتھ مکہ میں مقیم ہونا چاہتا ہوں۔الرجع الى اهلك :تم اپنے وطن واپس لوٹ جاؤ اسلام پر باقی رہو اور اپنے وطن میں اقامت

اختیار کرو۔ یہ حکم ان کو قریش کی ایذاء کے خطرے کے پیشِ نظر فرمایا۔ قید رمح : ظاہر میں نیزے کے برابر۔ مشھودۃ : ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں۔ تسجر : ایندھن سے بڑھکائی جاتی ہے۔ الفی : زوال کے بعد کس سایہ۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ نے ابونجیح رضی اللہ عنہ کو اپنے وطن واپسی کا حکم اس لئے دیا تا کہ کہیں قریش ان کو ایذا نہ پہنچائیں جب مسلمانوں میں کمزوری ہو تو یہ بہتر ہے۔ تا کہ ایذاء سے کہیں وہ گھبرا نہ جائیں۔ (۲) آنحضرت ﷺ نے قریش پر غلبہ اور کامیابی کی پیشین گوئی فرمائی۔ (۳) اہل علم سے احکام دین کے متعلق سوال کرنا چاہئے' وضو اور نماز دونوں صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں۔ (۴) نماز کو خوب خشوع و خضوع سے ادا کرنا مستحب ہے اور ملائکہ نمازوں کے اوقات میں حاضر ہوتے ہیں۔ (۵) اس روایت میں مکروہ اوقات کو بیان کر دیا گیا جن میں نماز جائز نہیں۔

٤٤٠ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ قَبَضَ نَبِیَّھَا قَبْلَھَا فَجَعَلَہٗ لَھَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْھَا وَاِذَا اَرَادَ ھَلَکَۃَ اُمَّۃٍ عَذَّبَھَا وَنَبِیُّھَا حَیٌّ فَاَھْلَکَھَا وَھُوَ حَیٌّ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَہٗ بِھَلَاکِھَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۴۴۰ : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب اللہ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے پیغمبر کی روح پہلے قبض فرمالیتا ہے اور اس کو ان کا استقبالی اور میرِ سامان بنادیا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے عذاب دیتا ہے جبکہ اس کا نبی زندہ ہوتا ہے پس اس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے حالانکہ پیغمبر ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے اللہ ان کی ہلاکت کے ذریعے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کے حکم کی نافرمانی کی تھی۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' باب اذا اراد اللہ تعالی رحمۃ امۃ قبض نبیھا قبلھا۔

**اللغات** : فرطا : فرط اس کو کہا جاتا ہے جو گھاٹ پر آنے والوں کا استقبال کرے تا کہ وہ پہلے پہنچ کر ان کے لئے ڈول اور حوض درست کر دے وہ ان سے آگے بڑھنے والا اور ان کی قیادت کرنے والا ہوگا تا کہ ان کو اس کے بعد دین پر قائم رہنے کا ثواب میسر ہو۔ بین یدیھا : آگے۔ ھلکۃ : ہلاکت۔ فتقرع عینہ : ان کی ہلاکت سے ان کو خوشی ہوتی ہے۔

**فوائد** : (۱) پیغمبر کی امت سے قبل وفات کا امت کو فائدہ تب پہنچتا ہے جبکہ وہ امت ان کی اقتداء کرنے والی اور ان کے دین پر قائم رہنے والی ہو۔ (۲) امت کی ہلاکت پیغمبر کی زندگی میں اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ امت اس کا انکار کرنے والی ہو اور اس کی نافرمان ہو اور پیغمبر کو ایذاء پہنچانے میں کوشاں ہو جس پر ہلاکت و عذاب کی مستحق بن جائے۔ (۳) اس میں رسول اللہ ﷺ کے دل کو تسلی دی گئی کیونکہ آپؐ نے اپنی قوم کو بھلائی و حق کی طرف بلایا مگر انہوں نے انکار و کفر سے آپؐ کا سامنا کیا۔

## ۵۲ : بَابُ فَضْلِ الرَّجَآءِ

## باب : ربّ تعالیٰ سے اچھی توقع رکھنے کی فضیلت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِخْبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ :

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے

﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا﴾ [غافر:٤٤-٤٥]

فرمایا: ''اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان برائیوں سے بچالیا جن کی انہوں نے تدبیریں کیں''۔(غافر)

حل الآیات : العبد الصالح : مؤمن آل فرعون۔ افوض امری : میں اپنا معاملہ اس کی طرف لوٹاتا اور اس کے سپرد کرتا ہوں۔ سیئات ما مکروا : جو بری تدابیر انہوں نے اپنے ہاں سوچی اور اختیار کی تھیں۔

٤٤١ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ :"قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حَيْثُ يَذْكُرُنِیْ وَاللّٰهِ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهٗ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ، وَاِذَا اَقْبَلَ اِلَیَّ يَمْشِیْ اَقْبَلْتُ اِلَيْهِ اُهَرْوِلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ – وَرُوِیَ فِی الصَّحِيْحَيْنِ : "وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ يَذْكُرُنِیْ" بِالنُّوْنِ وَفِیْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ "حَيْثُ" بِالثَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ۔

۴۴۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے۔ اللہ کی قسم یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنی گم شدہ چیز کو پالیتا ہے اور جو میرے ایک بالشت قریب ہوتا ہے۔ تو میں اس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں (بخاری و مسلم) یہ مسلم کی ایک روایت ہے اس کی شرح حدیث ۴۱۲ میں گزری ہے۔ صحیحین کی روایت میں ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور ایک روایت میں حَيْثُ کا لفظ ہے۔ یہ دونوں صحیح ہیں۔

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب التوحید ، باب قول الله تعالی ویحذرکم الله نفسه و مسلم فی اول کتاب التوبة ، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها۔

**اللغات** : عبد ظن عبدی بی : میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں امید اور عفو میں۔ الظن : دونوں طرفوں میں سے ایک کی طرف راغب ہونا۔ بعض نے کہا یہاں یقین مراد ہے۔ وانا معه : اللہ تعالیٰ کو اس معیت کی حقیقت کا علم ہے۔ بعض نے کہا رحمت و توفیق اور اعانت و مدد کے ذریعہ ساتھ ہونا مراد ہے۔ افرح : زیادہ راضی ہونے اور قبول فرمانے والے ہیں۔ ضالته : اس کی وہ اونٹنی جس کو اس نے گم پایا اور اس پر اس کا زادِ راہ تھا۔ الفلاة : وہ سرزمین جہاں پانی نہ ہو۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ پر حسن ظن ہونا چاہئے اور اس کی رحمت کی امید بندھی رہنی چاہئے۔ (۲) بارگاہ الٰہی میں جلد توبہ اور اعمال صالحہ کثرت سے پیش کرنے چاہئیں۔

٤٤٢ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ يَقُوْلُ : "لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۴۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات سے تین روز قبل یہ ارشاد سنا۔تم میں سے کسی کو ہرگز موت نہ آئے مگر کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔(مسلم)

**تخریج** : اخرجه مسلم فی الجنة ' باب الامر بحسن الظن بالله تعالی عند الموت۔

**اللغات** : لا یموتن :اس کو اس بات کی حرص ہو جبکہ اس کی موت آئے کہ اپنے رب کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو کہ میرا رب میرے ساتھ بہتر سلوک کرے گا۔یحسن الظن :اس کا اعتقاد ہو کہ وہ اس پر رحم فرمائے گا اور اس کو معاف فرمادے گا۔

**فوائد** : (۱) مایوسی اور ناامیدی کے قریب نہ بھٹکنا چاہئے بلکہ امیدیں اس پر قائم رکھنی چاہئیں خاص کر خاتمہ کی حالت میں۔

٤٤٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ ' يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ' يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ :وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"عَنَانُ السَّمَاءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيْلَ هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا اَيْ ظَهَرَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ- وَقِيْلَ :هُوَ السَّحَابُ – وَ "قُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ وَقِيْلَ بِكَسْرِهَا وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ وَهُوَ : مَا يُقَارِبُ مِلْاَهَا' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۴۴۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے اچھی امید رکھے گا۔ میں تجھے بخشتا رہوں گا خواہ تیرے عمل کیسے ہی ہوں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا تو میں تجھے بخش دوں گا۔اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہوں کے ساتھ آئے تو پھر تو مجھے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو۔تو میں تیرے پاس زمین بھر کر بخشش لاؤں گا۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

عَنَانُ السَّمَاءِ :بعض نے کہا اس کا مطلب جو تیرے لئے ظاہر ہو جب تو سر اٹھا کر دیکھے بعض نے کہا مراد بادل ہے۔

قُرَابُ الْاَرْضِ یا قِرَابُ الْاَرْضِ:

جو قریباً زمین کو بھر دے۔

واللہ اعلم۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی الدعوات ' باب غفران الذنوب مهما عظمت

**اللغات**: ما دعوتنی : ما مصدریہ ظرفیہ ہے یعنی تمہارے مجھے پکارنے کے زمانہ میں۔ الدعاء : اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کرنا۔ خطایا جمع خطیئة :

**فوائد**: (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے وسعت فضل و کرم کس قدر ہے اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے دعا و استغفار طلب کرتے رہنا چاہئے اور اس کی رحمت کی امیدواری میں بھی کمی نہ آنے پائے۔ (۳) گناہ خواہ کتنے زیادہ ہو جائیں اور خواہ کتنے بڑھ جائیں اس ذات سے بخشش کی امید کی جاتی ہے سوائے شرک کے اس کو وہ نہیں بخشیں گے خود فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (نساء:۱۱٦)

## ۵۳: بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ

## باب: ربّ تعالیٰ سے خوف و اُمید (دونوں چیزیں) رکھنے کا بیان

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُخْتَارَ لِلْعَبْدِ فِيْ حَالِ صِحَّتِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ خَائِفًا رَاجِيًا وَيَكُوْنَ خَوْفُهٗ وَرَجَاؤُهٗ سَوَآءً وَفِيْ حَالِ الْمَرَضِ يُمَحِّضُ الرَّجَاءُ - وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مُتَضَاهِرَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ۔

بندے کے لئے حالت صحت میں بہتر یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور اس کی رحمت کی امید ہو اور اس کا خوف اور امید برابر ہو اور بیماری کی حالت میں امید کو غالب رکھے۔ شریعت کے اصول اور کتاب و سنت کے نصوص اور دیگر دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [اعراف:۹۹] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [یوسف:۸۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ [آل عمران:۱۰٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [الاعراف:۱٦۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ﴾ [الانفطار:۱۳-۱٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارہ پانے والے لوگ''۔ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں''۔ (یوسف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اس دن بعض چہرے روشن ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آپ کا رب جلد بدلہ لینے والا ہے اور وہ بخشش کرنے والا مہربان ہے''۔ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نیک لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے اور بے شک گناہگار لوگ جہنم میں ہوں گے''۔ (الانفطار) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس پھر وہ شخص جس کے وزن بھاری ہوئے پس وہ من مانی زندگی میں ہوگا اور پھر وہ شخص جس کے وزن ہلکے ہوئے پس اُس

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ [القارعة:٦-٩]

کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔(القارعہ)

وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَآءُ فِيْ اٰيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ اَوْ اٰيَاتٍ اَوْ اٰيَةٍ۔

آیات اس سلسلہ میں بہت ہیں پس دو یا زیادہ متصل آیات میں خوف اور امید دونوں جمع ہو جاتے ہیں یا کسی ایک آیت یا کئی آیات میں جمع ہیں۔

حل الآیات : مکر الله : بندے کو مہلت دینا اور ایسے طریقے سے اس کو پکڑنا جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ییاس: ناامید ہونا۔روح الله : اللہ تعالیٰ کی رحمت جس سے بندوں کو زندہ کرے گا۔تبیض : چمک جائیں گے' روشن ہو جائیں گے خوشی و سرور کی وجہ سے۔تسود : پھرا جائیں گے اور خوف و ڈر سے زرد پڑ جائیں گے۔الابرار جمع بر: سچے مؤمن۔نعیم : جنت۔ الفجار جمع فاجر : جو اطاعت سے نکل گیا۔ثقلت موازینه : نیکیاں جھکنے والی ہوں گی۔خفت موازینه : اس کی برائیاں جھکنے والی ہوں گی۔امه : مسکن و ٹھکانہ۔

٤٤٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ :"لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ' وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۴۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر مؤمن جان لیتا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا ہے تو اس کی جنت کی کوئی طمع نہ کرتا اور اگر کافر جان لیتا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں رحمت ہے تو اس کی جنت سے کوئی مایوس نہ ہوتا''۔(مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی التوبة ' باب سعة رحمة الله تعالى و انها سبقت غضبه

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اس کے ثواب و مغفرت اور رضامندی کی امید رکھنی چاہئے۔

٤٤٥ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا النَّاسُ اَوِ الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ ' وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا : اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهٗ صَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۴۵ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت تیار کر کے رکھ دی جاتی ہے اور لوگ یا آدمی اس کو کندھوں پر اٹھاتے ہیں پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے مجھے آگے بڑھاؤ مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بدکار کی میت ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے۔ہائے افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔(بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی جنائز ' باب حمل الرجال الجنازة

**اللغات** : وضعت : مردوں کے سامنے کہہ دیا جائے تا کہ وہ اس کو اٹھائیں۔الجنازة : سے مراد میت ہے۔قدمونی : مجھے

جلدی لے جاؤ۔یا ویلھا : ویل ہلاکت کو کہتے ہیں۔ یہ گھبراہٹ اور حسرت کا کلمہ ہے۔صعق : مر جائیں اوراس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آواز بڑی سخت ہے۔جس کو سنتا ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ بندوں کے مقامات سے واقف ہیں اوراس حالت میں جواُن کے لئے پیدا فرمایا۔مؤمن کے لئے جو کچھ بنایا گیا اس کی طرف مؤمن شوق مند ہوتا ہے اور کافر و فاسق گھبراہٹ و بے تابی کا اظہار کرتا ہے کیونکہ دردناک عذاب اس کا منتظر ہے۔
(۲) بعض آوازوں کو انسان نہیں سن سکتا اس کے علاوہ دیگر اشیاء اس کو سنتی ہیں اور یہ معجزات میں سے ہے۔اس حدیث نے اس بات کو ثابت کیا ہے۔

٤٤٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۴۴۶ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت تمہارے ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور آگ بھی اسی طرح قریب ہے''۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الرقاق ' باب الجنة اقرب الی احدکم من شراك نعله

: شراك النعل : قدم پر جوتسمہ ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جنت کا داخلہ بعض اوقات معمولی چیزوں کی وجہ سے بھی ہو جاتا ہے جس طرح کہ جہنم کا داخلہ۔پس مؤمن کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ کسی اطاعت میں کوتاہی نہ کرے اور کسی معصیت میں حد سے نہ بڑھے۔

## ٥٤: بَابُ فَضْلِ الْبُكَآءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشَوْقًا اِلَيْهِ

## باب : اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رونا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾ [الاسراء:۱۰۹] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ﴾[النساء:۵۹'۶۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں اوران کے خشوع میں (قرآن) اضافہ کرتا ہے''۔(الاسراء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات (قرآن) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں''۔(النساء)

حل الآیات : یخرون : یہ خر سے ہے جس کا معنی گرنا ہے۔معنی آیت یہ ہے کہ سجدہ اس حالت میں کرتے ہیں کہ ان پر گریہ طاری ہوتا ہے۔یزیدھم : اضافہ کرتا ہے قرآن ان کے خشوع میں۔ الحدیث: قرآن مراد ہے۔تعجبون : اس کا انکار کرتے ہوئے تعجب کرتے ہو۔

٤٤٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِیُّ ﷺ :"اِقْرَاْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ

۴۴۷ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ : "اِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِىْ" فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى جِئْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ : ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ : "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں! حالانکہ آپؐ پر قرآن اترا۔ آپؐ نے فرمایا میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔ میں نے آپؐ کے سامنے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا ......﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپؐ کو ان سب پر گواہ لائیں گے'' تو آپؐ نے فرمایا اب اتنا کافی ہے! میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : اخرجه البخاری فی التفسير تفسير سورة النساء ' باب كيف اذا جئنا ......الاية وفی كتب اخری ومسلم فی فضائل القرآن من كتاب الصلاة ' باب فضل استماع القرآن۔

**اللغات** : بشهيد: یعنی ایک شاہد اپنے علم سے ان پر گواہی دے گا۔ وہ اس امت کا پیغمبر ہوگا۔ هؤلاء : لوگوں میں سے کافر۔ حسبك: یہ تیرے لئے کافی ہے۔ تذرفان : آنسو بہانے لگیں۔

**فوائد** : (۱) دوسروں سے قرآن مجید سننا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ یہ تدبر اور فہم کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ کیونکہ اس وقت آدمی اس کے الفاظ اور ان کی ادائیگی میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ اس کے معانی پر توجہ کرتا ہے۔ (۲) طالب علم کو استاذ کے سامنے پڑھنا جائز ہے اور فضیلت والے کو مفضول سے حاصل کرنے میں عار نہ ہونی چاہئے۔ (۳) دوسروں کو قراءت کے ختم کر دینے کا حکم کرنا جائز ہے جبکہ اس کے ختم کر دینے میں مصلحت ہو۔ (۴) تلاوت یا سماعت قرآن کے وقت تدبر قرآن پر دوسروں کو آمادہ کرنا چاہئے تاکہ دل میں اس کا اثر ہو۔ (۵) قرآن کی آیات سن کر اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا بڑی فضیلت رکھتا ہے جبکہ سکون کو لازم پکڑا جائے اور پوری خاموشی اختیار کی جائے اور چیخ و پکار نہ ہو۔

٤٤٨ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ : "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" قَالَ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وُجُوْهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَسَبَقَ بَيَانُهٗ فِىْ بَابِ الْخَوْفِ۔

۴۴۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا...... میں نے کبھی اس جیسا نہیں سنا... پھر ارشاد فرمایا: اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں۔ تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ حضرت انس کہتے ہیں اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ (بخاری ومسلم)

روایت ۴۰۰' باب الخوف میں بیان ہو چکی۔

**تخريج** : اخرجه البخاری فی التفسير نظر رقم ٤٠٢

**فوائد** : (۱) روایت نمبر ۴۰۲ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) وعظ کے موقعہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے متاثر ہونے کو ذکر فرمایا گیا

اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کا رونا ذکر ہوا۔ ہمیں بھی ان کے اس نمونہ کو اپنانا چاہئے۔

٤٤٩ :وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۴۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ آدمی آگ میں داخل نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا۔ یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے والا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہو سکتے (ترمذی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی کتاب الجهاد ' باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبيل الله۔

**اللغات** : يلج : داخل ہوگا۔ بكى من خشية الله : آپ کے حکم کی اطاعت کی اور نواہی سے پرہیز کیا۔ يعود اللبن فی الضرع : دودھ مسام کے ذریعہ واپس تھن میں لوٹ جائے اور عادۃً یہ بات ناممکن ہے۔ غبار فی سبيل الله : جو غبار اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے کے وقت رضائے الٰہی کی خاطر پہنچا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا یہ انسان کو دین پر استقامت نصیب کرتا ہے اور آگ کے عذاب کے سامنے رکاوٹ بن جائے گا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

٤٥٠ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ :اِمَامٌ عَادِلٌ :وَشَابٌّ نَشَاَ فِی عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن سایہ دیں گے جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) عادل حاکم' (۲) عبادت گزار نوجوان' (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو' (۴) وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر باہمی محبت کرتے ہیں ان کا جدا اور جمع ہونا اسی بنیاد پر ہوتا ہے' (۵) وہ آدمی جس کو کسی حسین اور صاحب مرتبہ عورت نے گناہ کی طرف بلایا مگر اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' (۶) وہ آدمی جس نے صدقہ چھپ کر کیا کہ اسکے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہوا جو اسکے دائیں ہاتھ نے کیا' (۷) وہ آدمی جس نے علیحدگی میں اللہ کو یاد کیا بس اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اس کی تخریج باب فضل الحب فی اللہ ۳۷۷ ۔

**فوائد** : (۱) خلوت میں جو شخص عبادت اور ذکر کرتے ہوئے اللہ کے خوف اور اس کی رحمت کی امید میں رویا تو اس کی وجہ سے قیامت کے دن اس کو امن و سرور حاصل ہوگا۔

۴۵۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَآءِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۴۵۱ : حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ آپؐ نماز ادا فرما رہے تھے اور آپؐ کے سینے سے رونے کی وجہ سے چولھے پر رکھی ہوئی ہنڈیا جیسی آواز نکل رہی تھی ۔ یہ حدیث صحیح ہے (ابوداؤد) ترمذی نے فضائل میں سند صحیح سے روایت کیا۔

**تخریج** : اخرجه ابوداود في كتاب الصلوة، باب البكاء في الصلوة والترمذي في كتاب الشمائل المحمديه، باب ما جاء في بكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم

**اللغات** : لجوفه : سینے اور اندرونی حصے سے۔ ازبر المرجل : ہنڈیا کے ابلنے کی آواز۔

**فوائد** : (۱) باوجود اس بات کے آپ ﷺ کو کتنا عظیم الشان مرتبہ حاصل تھا مگر کمال خشیت باری تعالیٰ سے یہ حال تھا۔ اس واقعہ کو ذکر کر کے اقتداء پر آمادہ کیا گیا ہے۔ (۲) جو نماز حروف پر مشتمل نہ وہ نماز کی مفسر نہ ہوگی۔

۴۵۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ؟ قَالَ : "نَعَمْ" فَبَكٰى اُبَيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِيْ۔

۴۵۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ پڑھ کر سناؤں ۔ انہوں نے عرض کیا: کیا میرا نام لیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ حضرت اُبی (فرطِ محبت سے) رو پڑے۔ (بخاری و مسلم)
دوسری روایت میں ''اُبی رونے لگے'' ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاري في المناقب أبي رضي الله عنه و مسلم في فضائل القرآن من كتاب الصلوة، باب استحباب قراة القران على اهل الفضل۔

**اللغات** : ان اقرء : میں ان کو پڑھ کر سناؤں۔ لم یکن : مکمل سورة۔ فی روایة : مسلم کی روایت میں وارد ہے۔

**فوائد** : (۱) نعمت ملے تو خوشی و سرور سے رونا درست ہے۔ اسی طرح منعم کے شکریئے میں کوتاہی کے خوف سے بھی رونا درست ہے۔ (۲) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور حفظ قرآن اور قراءت میں ان کا مقام و مرتبہ۔ (۳) سنت یہ ہے کہ قرآن مجید دوسروں کو سنائے۔ (۴) اہل علم کے ساتھ تواضع اختیار کرنی چاہئے خواہ وہ مرتبہ میں کم ہوں۔

۴۵۳ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا

۴۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فرمایا: ہمارے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے چلو!

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا' فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا بَكَتْ ' فَقَالَا لَهَا : مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنِّيْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا- رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے ۔ جب دونوں حضرات وہاں پہنچے تو وہ رو پڑیں ۔ دونوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے وہ بہت بہتر ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا میں اس لئے نہیں روتی ۔ میں بھی بخوبی جانتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ زیادہ بہتر ہے لیکن میں اس لئے روتی ہوں کہ وحی آسمانوں سے آنی بند ہوگئی ۔ اس بات نے اُن کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا چنانچہ وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے ۔ (مسلم ) یہ روایت زیارت اہل خیر میں گزری ۔

**تخریج** : اس کی تخریج روایت ۳۶۱ میں ملاحظہ ہو۔

**فوائد** : (۱) اس خیر کے منقطع ہونے پر رونا جس سے حالت میں نقص کا نشان ملے ۔ (۲) نیک لوگوں کے چلے جانے پر رونا جائز ہے اور یہ رونا اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے خلاف نہیں ۔

٤٥٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهٗ قِيْلَ لَهٗ فِي الصَّلٰوةِ – قَالَ : "مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ غَلَبَهُ الْبُكَآءُ فَقَالَ : "مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ" وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۴ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا درد (مرض الموت ) زیادہ شدید ہو گیا ۔ آپؐ کو نماز کے متعلق عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ اس پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا بے شک ابوبکر نرم دل آدمی ہیں ۔ جب وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا : انہی کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ ایک روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب ابوبکر آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگ ان کی قراءت نہ سن پائیں گے ۔ (بخاری و مسلم )

**تخریج** : اخرجه البخاری فی کتاب الصلوة' باب حد المریض ان یشهد الصلاة واللفظ لی و مسلم فی کتاب الصلوة ' باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر۔

**اللغات** : **اشتد** : سخت ہوا اور زیادہ ہوا ۔ **قیل له فی الصلاة** : آپ کو نماز پڑھانے کے متعلق کہا گیا کہ کون پڑھائے اور امامت کرائے ۔ **رقیق** : نرم دل ۔ **قراء** : یعنی قرآن مجید پڑھیں گے ۔ **مقامك** : آپ کی جگہ امامت کروائیں گے ۔

٤٥٥ : وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

۴۵۵ : ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اُتِیَ بِطَعَامٍ وَّکَانَ صَآئِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَھُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ، فَلَمْ یُوْجَدْ لَہٗ مَا یُکَفَّنُ فِیْہِ اِلَّا بُرْدَۃٌ اِنْ غُطِّیَ بِھَا رَاْسُہٗ بَدَتْ رِجْلَاہُ وَاِنْ غُطِّیَ بِھَا رِجْلَاہُ بَدَا رَاْسُہٗ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْیَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِیْنَا مِنَ الدُّنْیَا مَا اُعْطِیْنَا – قَدْ خَشِیْنَا اَنْ تَکُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ یَبْکِیْ حَتّٰی تَرَکَ الطَّعَامَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس افطاری کے وقت کھانا لایا گیا۔ اس لئے کہ آپ روزہ سے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لئے صرف ایک چادر میسر آئی۔ کہ اگر اس سے ان کے سر کو ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا۔ اس کے بعد دنیا کو ہمارے لئے وسیع کر دیا گیا جو تم دیکھ رہے ہو یا یہ فرمایا کہ ہمیں دنیا اتنی عطا کر دی گئی جو ظاہر ہے۔ ہم تو ڈر رہے ہیں کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی جلدی نہ دے دیا گیا ہو؟ پھر رونے لگے۔ یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔ (بخاری)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الجنائز، باب الکفن عن جمیع المال وباب اذا لم یوجد الاثوب واحد وفی المغازی باب غزوہ احد۔

**اللغات** : **بسط** : وسیع کیا۔ **حسناتنا عجلت لنا** : ہمیں ہمارے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیا گیا پس ہمارے لئے کوئی چیز ذخیرہ آخرت نہیں رہی۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کمال تواضع پائی جاتی تھی کہ باوجود کمال فضل کے اپنے آپ کو لوگوں میں سب سے کم درجہ خیال کرتے تھے ورنہ عبدالرحمٰن بن عوف تو عشرۂ مبشرہ میں تھے۔ وہ مصعب بن عمیر سے افضل ہیں خاص طور پر ان کا مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا ذریعہ تھا۔ (۲) دنیا میں توسیع کی وجہ سے واجبات میں کوتاہی اور منعم کا شکریہ نہ ادا کرنا۔ اس قسم کی دنیا میں مشغولیت ممنوع ہے۔

٤٥٦ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ صُدَیِّ ابْنِ عَجْلَانَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ قَطْرَۃُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃُ دَمٍ تُھَرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ – وَاَمَّا الْاَثَرَانِ : فَاَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَۃٍ مِّنْ فَرَآئِضِ اللّٰہِ تَعَالٰی" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :

۴۵۶ : حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب و پسندیدہ نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلے اور دوسرا وہ خون کا قطرہ جو جہاد کرتے ہوئے نکلے اور رہے دو نشان تو ایک نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتے ہوئے پڑ جائے اور دوسرا نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے پڑ جائے۔

حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا حَدِيْثُ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ– وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ النَّهْيِ عَنِ الْبِدَعِ۔

اس باب میں روایات بہت ہیں ان میں سے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں وعظ فرمایا جس سے دل نرم پڑ گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔

بَابِ النَّهْيِ عَنِ الْبِدَعِ میں روایت گزری۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی کتاب الجهاد' باب ما جاء فی فضل الرابط۔

**اللغات** : احب :ثواب میں بڑھ کر۔قطرۃ :نقطہ۔اثر :نشان۔تھراق :بہادیا جائے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سچے ایمان کی علامت ہے۔ (۲) جہاد کی فضیلت اور اس کا ثواب ذکر کیا گیا اور اس کا ثواب مذکور ہے جو زخمی ہوا اور اللہ کی راہ میں اس کا خون بہہ گیا اور مندمل زخم کا نشان اس پر باقی رہا۔ (۳) عبادت کا اثر قائم رہنا چاہئے مثلاً وضو کی تری کا اعضاء پر رہنے دینا۔

## ۵۵ :بَابُ فَضْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالْحَثِّ عَلَى التَّقَلُّلِ مِنْهَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

## باب : دنیا میں بے رغبتی اور اس کو کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [يونس:٢٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی جیسی ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا پس اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا نکلا جس کو لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین پوری پر رونق ہو چکی اور مزین ہوگئی اور زمین کے مالکوں نے یہ گمان کیا۔ بے شک وہ اس پر قابو پالیں گے تو اس حال میں ہمارا حکم دن یا رات میں آ پہنچا۔ پس اس کو کٹا ہوا بنا دیا۔ گویا یہاں کل کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم اسی طرح آیات کھول کر بیان کرتے ہیں سوچ و بچار کرنے والوں کیلئے''۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''آپ ان کے سامنے بیان فرما دیں دنیا کی زندگی کی مثال جس طرح وہ پانی جس کو ہم نے آسمان سے اتارا۔ پس ملا جلا نکلا اس سے زمین کا سبزہ پھر وہ چورا چورا ہو گیا جس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی

الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾ [الكهف:٤٥:٤٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [الحديد:٢٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾[آل عمران:١٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ [فاطر:٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ﴾ [التكاثر:١-٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [العنكبوت:٦٤].

رہنے والے نیک عمل تیرے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔'' (کہف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جان لو بے شک دنیا کی زندگی کھیل تماشا اور زینت اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ ہے۔جس طرح کہ بادل جس کی کھیتی کسان کو بہت اچھی لگتی ہے پھر وہ خوب زور میں آتی ہے پھر اسے تم زرد دیکھتے ہو پھر کچھ عرصہ کے بعد ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور رضامندی اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے''۔ (الحدید) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے لئے پسندیدہ چیزیں جیسے عورتیں اور سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانے اور نشان دار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتوں کی محبت خوبصورت بنادی گئیں مگر یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی کے ہاں بہتر ٹھکانہ ہے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے پس ہرگز تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی اللہ کے متعلق تمہیں دھوکے میں ڈالے''۔(فاطر)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''تم کو مال کی کثرت کے مقابلے میں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ یقیناً عنقریب تم جان لوگے پھر یقیناً عنقریب تم جان لوگے یقیناً کاش کہ تم جان لیتے یقین سے جاننا''۔ (تکاثر)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشا ہے بے شک آخرت کا گھر وہی حقیقی گھر ہے کاش کہ وہ جان لیتے''۔ (عنکبوت)

حل الآیات : زخرفها : تروتازگی اور رونق۔ حصیدا : درانتی۔کٹی ہوئی نباتات کی طرح۔ لم تغن : اس کی کھیتی ٹھہری نہیں اور نہ قائم ہوئی۔ هشیما : خشک ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ تذروح الریاح : متفرق کرتی اور بکھیرتی ہیں۔ الباقیات الصالحات : وہ اعمال خیر جن کا پھل ونتیجہ باقی رہے۔اس کے تحت پانچ نمازیں، صیام رمضان، سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اور دیگر

کلمات طیبات شامل ہیں۔ تکاثر :فخر و بڑائی خواہ تعداد پر ہو یا سامان پر۔ اعجب الکفار :کسان کو پسند آتی ہے۔ یھیج :انتہا پر پہنچ جاتی اور خشک ہو جاتی ہے۔ یکون حطاماً :ٹکڑے ٹکڑے ریزہ ریزہ۔ اس آیت میں دنیا کی زندگی کی تمثیل جلد زوال پذیری اور اس کی اقبال مندی کے فنا ہونے کی عجیب انداز سے پیش فرمائی گئی۔ اسی طرح لوگوں کے دنیا کے غرور میں مبتلا ہونے کی مثال ذکر فرمائی گئی کہ جس طرح نباتات کی سبزی اچانک چلی جاتی ہے اور تروتازگی کے بعد چورا چورا ہو جاتی ہے۔ حب الشھوات :طبیعت کو پسند آنے والی اشیاء۔ القناطیر المقنطرۃ :جمع شدہ کثیر مال۔ المسومۃ :نشان زدہ۔ الانعام :اونٹ گائے، بھیڑ بکریاں۔ الحرث : کھیتیاں۔ حسن ماٰب :اچھا ٹھکانہ۔ تغرنکم الحیاۃ :تم کو دھوکہ دے۔ الغرور :کل وہ چیز جو دھوکہ میں ڈالے شیطان وغیرہ۔ الھاکم :اللہ کی اطاعت سے مشغول کر دیا۔ التکاثر : کثرت دنیا میں فخر کرنا۔ حتی زرتم المقابر :قبر میں جانے تک دنیا نے تم کو مشغول رکھا۔ لو تعلمون علم الیقین :اگر تم اپنے انجام کو یقینی طور پر جان لو تو تمہیں کوئی چیز آخرت سے غافل نہ کرے اور تم آخرت کے لئے اپنے اعمال کا بہترین زادِ راہ تیار کر لو۔ لھو و لعب : لذتیں اور زائل ہونے والا سامان۔ فضول و بیکار۔ لھی الحیوان :وہ ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے۔

وَالْاٰیٰتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّشْھُوْرَۃٌ۔

آیات اس باب میں بہت اور مشہور ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَاَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَنُنَبِّہُ بِطَرَفٍ مِّنْھَا عَلٰی مَا سِوَاہُ۔

باقی احادیث تو شمار سے بھی باہر ہیں۔ ہم ان میں سے چند کے بارے میں آپ کو مطلع کرتے ہیں۔

٤٥٧ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلَی الْبَحْرَیْنِ یَاْتِیْ بِجِزْیَتِھَا فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَوَا فَوْا صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ رَاٰھُمْ ثُمَّ قَالَ :اَظُنُّکُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ قَدِمَ بِشَیْءٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ؟ فَقَالُوْا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ :"اَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ فَوَاللّٰہِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْیَا عَلَیْکُمْ

٤٥٧ : حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین بھیجا تاکہ وہاں سے وہ جزیہ وصول کر لائیں۔ وہ بحرین سے مال لائے چنانچہ انصار نے ابوعبیدہ کی آمد کا سنا تو فجر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر پڑھ کر ان کی طرف رخ موڑا۔ پس وہ آپؐ کے سامنے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ابوعبیدہ کے متعلق بحرین سے کچھ لانے کا سنا ہوگا۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا خوش ہو جاؤ اور خوشی والی چیزوں کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر سے خطرہ نہیں لیکن مجھے اندیشہ یہ ہے کہ دنیا تم لوگوں پر فراخ کر دی جائے۔ جیسے ان لوگوں پر فراخ کی گئی جو تم سے پہلے ہوئے پس تم اس میں کہیں

كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا فَتُهْلِكُكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اسی طرح نہ رغبت کرنے لگ جاؤ جس طرح انہوں نے رغبت کی۔ پس یہ تم کو کہیں اسی طرح ہلاک نہ کر دے جس طرح ان کو ہلاکت میں ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ والمرادعۃ والجزیۃ والمغازی والرقاق واللفظ لہ' مسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقاق۔

**اللغات** : **بعث** : بھیجا' ابوعبیدہ بن جراح ان کا نام عامر بن عبداللہ بعض نے کہا عبداللہ عامر ہے۔تراجم میں ملاحظہ ہو۔ **بجزیتھا** :وہاں کے لوگوں کا جزیہ۔وہاں اکثریت مجوس کی تھی۔ **فوافوا** :وہ جمع ہوئے اور مسجد رسول اللہ ﷺ میں نماز فجر کے وقت حاضر ہوئے۔ **فتعرضوا لہ** :آپ کا قصد کرنے والے تھے تا کہ اپنی حاجت آپ کو پیش کریں۔ **املوا** :یہ امل سے ہے' جس کا معنی امید ہے مطلب یہ ہے کہ حصول مقصود کی اطلاع۔ **تبسط** :وسعت ہونا۔ **فتنافسوھا** :یہ مضارع ہے ایک تا کو تخفیفا حذف کر دیا۔ بقول امام نووی رحمہ اللہ کسی چیز میں مقابلہ کرنا تا کہ دوسرا نہ اس کو لے سکے یہ حسد کا اول درجہ ہے۔ **فتھلکم** :تم کو تمہارے دین کو تباہ کر دے۔

**فوائد** : (۱)جس پر دنیا کی وسعت کر دی گئی اس کو خبر دار کیا کہ کہیں اس کی وجہ سے وہ بدانجامی اور بدترین فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (۲)دنیا میں مقابلہ بھی انسان کو دین کے فساد میں مبتلا کر دیتا ہے۔علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کیونکہ مال پسندیدہ چیز ہے۔اس کی طلب میں نفس کو آرام ملتا ہے۔پس انسان اس سے فائدہ اٹھائے گا تو عداوت پیدا ہو جائے گی جس کے نتیجہ میں لڑائی واقع ہو گی جس کا انجام ہلاکت ہے۔(۳) آدمی کو دنیا کی مزین کرنے والی اور خواہشات میں مبتلا کرنے والی اشیاء پر مطمئن ہو کر نہ بیٹھنا چاہیے اور نہ ہی اس میں مسابقت کرنی چاہیے۔

٤٥٨ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ :"اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۸ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔پس آپؐ نے فرمایا بے شک وہ چیز جس کا تمہارے بارے میں اپنے بعد ڈر رہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی رونق اور زینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ' باب الصدقۃ علی الیتامی و الجھاد وغیرھما مسلم فی الزکاۃ' باب الخوف ما یخرج من زھرۃ الدنیا۔

**اللغات** : **بعدی** :میری موت کے بعد۔ **زھرۃ الدنیا** :دنیا کی زیب وزینت ورونق۔آپ ﷺ کو اپنی امت کے متعلق خطرہ ہوا کہ کہیں ان کے دل دنیا کی زینت اور محبت میں رنجھ نہ جائیں۔جس سے ان کی آنکھیں اور تمام حواس دنیا میں مشغول ہو کر آخرت سے غفلت اختیار کر لیں جو ان کے دین کو تباہ کر ڈالے اور یہ بات امت کو پیش آ چکی۔

٤٥٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :اِنَّ

۴۵۹ :حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے ارشاد فرمایا بے شک دنیا میٹھی سرسبز ہے بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنائے گا۔ پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو پس تم دنیا سے بچنا اور عورتوں سے بچنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الرقاق' باب اکثر اهل الجنة الفقراء

**اللُّغَات** : خضرة حلوة : ذوق وبصر کے ان دو محبوب اوصاف سے متصف ہے۔ مستخلفكم فيها : اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں نائب بنانے والے ہیں۔ پس تم ایسا تصرف نہ کرنا جس کی اللہ کی طرف سے اجازت نہیں دی گئی۔ فاتقوا الله : اللہ تعالیٰ کے اوامر کو انجام دو اور ممنوعات کو چھوڑ دو۔ واتقوا النساء : عورتوں کے فتنے اور مکر وفریب سے بچنا۔ باب تقویٰ: ۷۰ روایت ۲ میں شرح گزر چکی۔

۴۶۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۰ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ زندگی تو فقط آخرت ہی کی زندگی ہے''۔ (بخاری' مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الرقاق و الجهاد ' باب التحریض علی القتال ' و مناقب الانصار و المغازی و مسلم فی الجهاد ' باب غزوة الاحزاب و هی الخندق۔

**فوائد** : (۱) علامہ ابن علان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انتہائی خوشی کے اوقات میں یہ بات فرمائی جبکہ میدان عرفات میں مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر حجۃ الوداع کے موقعہ پر دیکھا (لبیك ان العیش عیش الآخرة) عقل مند کی حالت یہ ہے کہ دنیا کے سرور پر نازاں نہ ہو کیونکہ دنیا زوال پذیر ہے۔ عقل مند کو چاہئے کہ وہ ان چیزوں کا اہتمام کرے جو اس کو آخرت میں فائدہ دینے والے اور خوش کرنے والے ہوں۔ کیونکہ وہ ابدی زندگی ہے۔

۴۶۱ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ : اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ : يَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۱ : حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں۔ گھر والے' مال اور عمل۔ بس دو لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہتی ہے اس کے گھر والے اور اس کا مال لوٹ آتا ہے اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الرقاق باب سکرات الموت و مسلم فی اوائل کتاب الزهد و الرقاق

**فوائد** : (۱) انسان کے ساتھ باقی رہنے والا وہ عمل ہے جو اس نے جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ﴾

۴۶۲ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ

۴۶۲ : حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن آگ والوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ

النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ :يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ : لَا وَاللّٰهِ لَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ : يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

خوشحال شخص کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ایک ڈبکی دی جائے گی۔ پھر پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کوئی بھلائی دیکھی؟ کیا کبھی نعمتوں پر تیرا گزر ہوا؟ پس وہ کہے گا نہیں اللہ کی قسم اے میرے رب اور دنیا میں سب سے زیادہ تنگ دست جو اہل جنت میں سے ہو گا اس کو لایا جائے گا اور جنت میں اس کو ایک مرتبہ رنگا جائے گا۔ پھر اس کو کہا جائے گا اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کوئی تنگی کبھی دیکھی؟ کیا تیرے پاس کبھی تنگی کا گزر بھی ہوا؟ پس وہ کہے گا۔ نہیں اللہ کی قسم مجھ پر کبھی تنگی کا گزر بھی نہیں ہوا اور میں نے کبھی تنگی کا منہ بھی نہیں دیکھا''۔ (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی کتاب صفة القیامة و الجنة و النار' باب صبغ انعم اهل الدنیا فی النار۔

**اللُّغَاتُ**: بانعم اهل الدنیا :دنیا کا امیر ترین انسان۔فیصبغ :غوطہ دیا جائے گا۔بوساً :بدحالی۔

**فوائد**: (۱) جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی طرف ترغیب دلائی گئی۔آگ کے دردناک عذاب سے ڈرایا گیا۔(۲) اچھے اعمال کرنے والوں کو خوشخبری دی گئی اور مجرموں کو انجام سے خبردار کیا گیا۔

٤٦٣ :وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۶۳ :حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں رکھے پھر وہ دیکھے کہ وہ کیا اپنے ساتھ لائی ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها' باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامة۔

**اللُّغَاتُ** : ما الدنیا :اس کی مثل نہیں یا اس کی نعمتوں کی مثل نہیں یا اس کے زمانے کی مثل نہیں۔فی الاخرة :آخرت کے مقابلہ میں۔اصبعه :انگلی۔الیم :سمندر۔بم یرجع :تمہاری انگلی کیا چیز اپنے ساتھ لائے گی۔

**فوائد**: (۱) آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی قیمت ذکر کی گئی کہ دنیا کی تمام نعمتیں اور اس کا زمانہ آخرت کے مقابلہ میں وہ نسبت رکھتا ہے جو انگلی کے ساتھ لگنے والے پانی کو سمندر کے ساتھ ہے۔

٤٦٤ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوْقِ وَالنَّاسُ كَنَفَيْهِ فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ

۴۶۴ :حضرت جابرؓ سے مروی ہے رسول اللہؐ کا گزر بازار سے ہوا۔ اس حال میں کہ آپؐ کے دونوں طرف لوگ تھے۔ پس آپؐ کا گزر چھوٹے کانوں والے ایک بکری کے مُردار بچے کے پاس سے ہوا۔

فَتَنَاوَلَهُ فَاَخَذَ بِاُذُنِهٖ ثُمَّ قَالَ : "اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ؟" فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَىْءٍ وَّمَا نَصْنَعُ بِهٖ؟ ثُمَّ قَالَ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهٗ لَكُمْ؟ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا اَنَّهٗ اَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ ، فَقَالَ "فَوَ اللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "كَنَفَيْهِ" اَىْ عَنْ جَانِبَيْهِ وَالْاَسَكُّ الصَّغِيْرُ الْاُذُنِ۔

آپؐ نے اس کو کان سے پکڑا اور پھر فرمایا۔ تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ ایک درہم کے بدلے اس کو لے؟ تو انہوں نے عرض کیا ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ بغیر کسی چیز کے بدلے یہ ہمیں مل جائے۔ ہم اس کو لے کر کیا کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ یہ تمہاری ملکیت ہوتا؟ تو انہوں نے عرض کی۔ اللہ کی قسم اگر یہ زندہ ہوتا تو یہ عیب دار تھا۔ اسلئے کہ اس کے کان چھوٹے ہیں' پس کس طرح (اس کو لینا ہم پسند کر سکتے) اب جبکہ وہ مردار ہے۔ فرمایا: اللہ کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ تمہارے۔

كَنَفَيْهِ: دونوں طرف۔ اَلْاَسَكُّ: چھوٹے کانوں والا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی اول کتاب الزھد و الرقاق

**اللغات** : الجدی : بکری کا نر بچہ اور مؤنث کو عناق کہتے ہیں۔ ایکم یحب : یہ استفہام ارشاد و تنبیہ کے لئے ہے۔ کان عیبا :عیب دار۔ اھون علی اللہ : ذلیل و حقیر۔ ھان : بیہودہ ہونا۔

**فوائد** : (۱) نجس چیز پر اگر رطوبت نہ ہو تو اس کو چھونے سے ہاتھ نجس نہ ہوگا۔ (۲) لوگوں کے ہاں بکری کا مرا بچہ جتنا حقیر و ذلیل ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ علماء نے فرمایا کہ دنیا کی اس مذمت کے مصداق سے انبیاء کرام' اصفیاء عظام اور کتب الٰہیہ اور عبادات خارج ہیں جیسا کہ بعض روایات میں او عالم او متعلم وما والھا کے الفاظ وارد ہیں۔

٤٦٥ : وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ اَمْشِىْ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ فِىْ حَرَّةٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : مَا يَسُرُّنِىْ اَنَّ عِنْدِىْ مِثْلَ اُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِىْ عَلَىَّ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّعِنْدِىْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا شَىْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِىْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا" عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَعَنْ خَلْفِهٖ ، ثُمَّ سَارَ فَقَالَ : اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ

۴۶۵ : حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرمؐ کے ساتھ حرہ مدینہ میں چل رہا تھا۔ ہمارے سامنے کوہِ اُحد آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ۔ فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی باقی ہو مگر وہ چیز جس کو میں کسی قرض کی ادائیگی کیلئے روکوں مگر یہ کہ لوگوں میں اس طرح تقسیم کر دوں' اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے کی طرف آپؐ نے اشارہ فرمایا۔ پھر آپؐ چل دیئے اور فرمایا بے شک زیادہ مال والے قیامت کے دن اجر کے لحاظ سے بہت کم ہونگے مگر جس نے کہ مال کو اِس اِس طرح اپنے بائیں اور پیچھے اشارہ فرمایا' خرچ کیا اور وہ بہت

وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ "وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ" ثُمَّ قَالَ لِيْ : "مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ : لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ فَلَمْ اَبْرَحْ حَتّٰى اَتَانِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْهُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ : "وَهَلْ سَمِعْتَهٗ؟" قُلْتُ : نَعَمْ قَالَ : "ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ، قُلْتُ : وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

تھوڑے ہوں گے۔ پھر فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہرو یہاں تک میں نہ آ جاؤں۔ پھر رات کے اندھیرے میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پس میں نے ایک آواز بلند ہوتے سنی۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں کوئی آپؐ کے درپے تو نہیں ہو گیا لہٰذا میں نے آپؐ کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ پھر مجھے آپؐ کا ارشاد یاد آیا: (لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ) پس میں اپنی جگہ سے نہ ہٹا یہاں تک کہ آپؐ تشریف لائے۔ میں نے کہا مجھے ایک ایسی آواز سنائی دی جس سے میں ڈر گیا۔ پھر میں نے ساری بات آپؐ سے ذکر کی۔ فرمایا کیا تو نے اس کو سنا؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا وہ جبرائیل تھے جو میرے پاس آئے اور کہا جو آپؐ کی امت میں اس حال میں فوت ہو جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ فرمایا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔ (بخاری و مسلم) بالفاظ بخاری۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الرقاق باب المکثرون ھم المقلون و باب ما احب ان لی مثل احد ذھباً والاستقراض والاستیذان و مسلم فی الزکاۃ باب الترغیب فی الصدقۃ

**اللغات** : حرۃ : سیاہ پتھروں والی زمین۔ اس کی جمع حرار۔ احد : مدینہ منورہ کے شمال و مشرق میں پھیلا ہوا پہاڑ۔ ارصدہ : اس کی حفاظت کرتا۔ ان الاکثرین ھم الاقلون یوم القیامۃ : مراد اس سے مال میں کثرت اور ثواب میں قلت والے۔ مکانك : مت زائل ہو۔ تو اپنی جگہ نہ چھوڑ۔ لا تبرح : تو اپنی جگہ نہ چھوڑ یہ تمام زمانوں میں جگہ کو لازم کرنے کے لئے آتا ہے۔ توارٰی : نظروں سے ان کی ذات غائب ہو گئی۔ مجھے نظر نہ آتے تھے۔ عرض : کوئی ناپسندیدہ حالت نہ پیش آ گئی ہو۔ لا یشرك باللّٰہ : اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادات و اعتقادات میں شراکت نہ مانتا ہو۔ یہ تو شرک جلی ہے باقی شرک خفی ریاء وغیرہ دخول جنت سے مطلقاً مانع نہیں۔ ابتدائی دخول سے مانع ہے۔ دخل الجنۃ ان زنی وان سرق : وہ جنت میں سزا بھگتنے کے بعد جائے گا اگر اللہ تعالیٰ اس کو نہ بخشیں۔ بعض نے کہا کہ ابتدائی داخلہ مراد ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے علی من تاب عند الموت میں یہی مراد لی ہے۔ مگر پہلی تفسیر بہتر ہے۔ تاکہ اس حدیث اور ان احادیث میں تطبیق ہو جائے جو بعض کبائر کی وجہ سے دخول نار کی وعید پر مشتمل ہیں۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی کمال تواضع اور کسی پر ترفع کا اظہار نہ فرمانا۔ (۲) جس آدمی پر قرضہ غالب ہو اس کو مال جمع کرنا درست ہے یا مدت والا قرضہ ادا کرنے کے لئے جمع درست ہے۔ نفلی صدقات پر قرضہ کی ادائیگی مقدم ہے۔ (۳) اموال والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ (۴) مال کا موجود ہونا مکروہ و ناپسند نہیں جبکہ تک کہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

خرچ کرتا رہے۔(۵) جس مؤمن کی موت ایمان پر آئے اور اس سے بعض کبائر کا ارتکاب بھی ہوا ہو۔ اگر اس نے شرک نہ کیا ہو تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں جب تک کہ وہ اپنے اعمال کا بدلہ آگ میں بھگت چکے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کو پہلے معافی نہ ملی ہو۔(۵) مشرک ہمیشہ آگ میں رہے گا وہ کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾۔

٤٦٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَوْ كَانَ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ اَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہو مجھے یہ بات پسند آتی ہے مجھ پر تین دن رات اس حال میں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں سے میرے پاس باقی ہو مگر اتنی چیز جس کو میں قرضے کے لئے روک رکھوں۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاري في الرقاق باب المكثرون هم المقلون وغيره في الاستقراض و والاستيذان و مسلم في الزكاة باب الترغيب في الصدقة۔

**فوائد** : (۱) انسان اپنی صحت وزندگی کے دوران بھلائی کے مختلف کاموں پر اپنے مال کو خرچ کرے۔ (۲) امانت کو پورے طور پر ادا کر دینا اور قرضہ کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ (۳) ''لو'' کے لفظ کا استعمال کرنا' بھلائی کے کام کی تمنا کرتے ہوئے جائز ہے۔ (۴) آپ ﷺ کا زہد مبارک اور پھر ایسا انفاق کہ جس میں فقر کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

٤٦٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ – وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ : "اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ"۔

۴۶۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کے معاملے میں تم ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے کمتر ہوں اُن کو مت دیکھو جو تم سے اوپر ہوں۔ یہ بات زیادہ مناسب ہے اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ قرار دو (بخاری ومسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو مال اور خلقت میں تم سے اچھا ہے تو چاہئے کہ اس کو بھی دیکھ لو جو اس سے کمتر ہے۔

**تخریج** : رواه البخاري في الرقاق باب من ينظر الى من هو اسفل منه و مسلم في اوائل كتاب الزهد والرقائق

**اللغات** : اسفل منكم : جو دنیا میں تم سے کم درجہ ہو جیسا دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے۔ اجدر : زیادہ حق دار۔ الا تزدروا : حقیر وذلیل نہ قرار دو۔ الخلق : آنکھ سے نظر آنے والی صورت۔

**فوائد** : (۱) مسلمان کو دنیا کے معاملہ میں کم درجہ والے کو دیکھنا چاہئے اور دین میں اچھے دین والے کو دیکھنا چاہئے اور اگر مال میں جو اس سے زائد ہو اس کو دیکھے گا تو اس سے ضجر واکتاہٹ پیدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری جنم لے گی اور دین میں اپنے سے اعلیٰ کو

دیکھ کر طاعت الٰہی کا جذبہ ابھرے گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس میں دو خصلتیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شاکر وصابر لکھا جاتا ہے اور جس میں یہ نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صابر وشاکر شمار نہیں ہوتا جس نے دین کے معاملہ میں اس کو دیکھا جو اپنے سے بڑھ کر ہے پھر اس کی اقتداء کی اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کم درجہ کو دیکھا پس اللہ تعالیٰ کی تعریف اس فضل پر کی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عنایت کر رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر وصابر لکھ دیتے ہیں جس نے دین میں اپنے سے کم درجہ کو دیکھا اور دنیا میں اپنے سے بڑے کو دیکھا اور مافات پر افسوس کیا اللہ تعالیٰ اس کو صابر' شاکر نہیں لکھتے۔ (ترمذی)

٤٦٨ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۶۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہو دینار و درہم اور چادر اور شال کا بندہ اگر اس کو کچھ دیا جائے تو راضی ہو اور نہ ملے تو ناراض ہو۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجھاد باب الحراسۃ وفی الرقاق

**اَللُّغَاتٌ** : **تعیس** : **تعس یتعس** : ٹھوکر کھانا' چہرہ کے بل گرنا۔ یہاں مراد ہلاک ہونا ہے۔ **القطیفۃ** : ڈورے والا کپڑا۔ **الخمیصہ**: ریشم کا کپڑا یا نشان دار اُون۔ بعض نے کہا خمیصہ کی جمع خمائص ہے اس چادر کو کہتے ہیں جو سیاہ نشان دار ہو۔

**فوائد**: (۱) غیر اللہ کی عبودیت سے منع فرمایا گیا۔ خاص طور پر یہ کہ مال اور کپڑوں کو انسان اپنا مقصود بنا لے جو جلد ہی فنا پذیر ہیں۔ (۲) ایسی چیز کا جمع کرنا جو حاجت سے زائد ہو اور اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے اور اس چیز کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر استعمال میں نہ لائے یہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

٤٦٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَآءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَّاِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۶۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے اہل صفہ میں سے ستر آدمی ایسے دیکھے جن میں سے کسی ایک کے پاس بھی اوڑھنے کی چادر نہ تھی یا تو تہبند اور یا چادر جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھتے ان میں سے بعض کی چادریں نصف پنڈلی تک پہنچتی اور بعض کی ٹخنوں تک۔ پس وہ اس کے دونوں کناروں کو اپنے ہاتھ سے جمع کر کے رکھتے۔ اس ڈر سے کہ ان کا ستر والا حصہ ظاہر نہ ہو۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المساجد باب قوم الرجال فی المسجد

**اَللُّغَاتٌ** : **اھل الصفۃ** : زاہد مسافر صحابہ رضوان اللہ علیہم مسجد نبوی کے آخر میں ایک چبوترے میں پناہ گزین تھے۔ جہاد کی تیاری اور تحصیل علم کے لئے وہیں مقیم تھے ان کی تعداد کم زیادہ ہوتی رہتی تھی۔ **رداء** : جو بدن کے اوپر والے حصہ کو فقط ڈھانپے۔ **والازار** : جو بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپے۔

**فوائد:** (۱) ابونعیم نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ اہل صفہ کے غالب حالات پر فقر تھا اور قلت کو انہوں نے اپنے اختیار سے ترجیح دی تھی۔ ان کا حال یہ تھا کہ کسی کے پاس دو کپڑے نہ تھے اور نہ ہی دو رنگ کا کھانا انہوں نے کھایا۔ (۲) یہ فقر اچھا مطلوب ہے جبکہ کسی عظیم مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اور اس مقصد تک اسی راستے سے جایا جا سکتا ہو۔

٤٧٠ : وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**۴۷۰:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے''۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقائق

**اللغات** : الدنیا سجن المؤمن : آخرت کی دائمی نعمتوں کے مقابلہ اور نسبت سے یہ قید خانے کی طرح ہے۔ جنة الکافر : دنیا کافر کی جنت ہے اس عذاب مقیم کے مقابلے میں جو اس کے لئے تیار کھڑا ہے یا مؤمن کو دنیا کی شہوات ولذات سے روک دیا گیا گویا کہ وہ قید میں ہے اور کافر کو ہر طرح کی آزادی ہے اور وہ لذات وشہوات سے فائدہ اٹھانے میں دن رات منہمک ہے۔

**فوائد:** (۱) دنیا کی محبت سے مؤمن کو باز رہنا چاہئے اور اس کے سامان میں اس قدر مشغول نہ ہونا چاہئے کہ آخرت کا شوق نہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ '' جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

٤٧١ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ : "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : "اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**۴۷۱:** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں یوں رہو جیسے مسافر یا راہ گیر'' حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت میں سے اپنی بیماری کے لئے اور زندگی میں سے موت کے لئے کچھ حاصل کر لو۔ (بخاری)

قَالُوْا فِيْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَعْنَاهُ : لَا تَرْكَنْ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا وَّلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُوْلِ الْبَقَآءِ فِيْهَا وَلَا بِالْاِعْتِنَآءِ بِهَا وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا اِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيْبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الذَّهَابَ اِلٰى اَهْلِهٖ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

علماء نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ دنیا کی طرف مت جھکو اور نہ اس کو وطن بناؤ اور نہ اپنے دل کو لمبی دیر رہنے کے لئے اس میں لگاؤ اور نہ اس کی طرف زیادہ توجہ دو اور اس سے اتنا ہی تعلق رکھو جتنا مسافر غیر وطن سے رکھتا ہے اور اس کے اندر مشغول نہ ہو جس طرح وہ مسافر مشغول نہیں ہوتا جو کہ اپنے گھر واپس لوٹنا چاہتا ہے وباللہ التوفیق۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الرقاق' باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا الخ

**اَللُّغَاتُ** : اخذ : پکڑا' تھام لیا۔ بمنکبی : کندھا' بازو اور کندھے کا جوڑ۔ اذا امسیت : شام کرے۔ زوال سے نصف رات تک کا وقت۔ اذا اصبحت : صبح کرے۔ یہ نصف رات سے زوال تک کا وقت۔

**فوائد** : (۱) نبی مکرم ﷺ کا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کندھے کو پکڑنا ان سے محبت کی دلیل ہے اور اس بات کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ہے۔ (۲) ہر کام کو اپنے وقت پر کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔ (۳) امید کو کوتاہ کرنا چاہئے کیونکہ اس سے عمل میں اصلاح ہوتی ہے اور تاخیر اور سستی سے نجات مل جاتی ہے۔ (۴) اطاعت میں مزید اضافہ کے لئے فرض کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس میں سستی نہ کرنی چاہئے۔ (۵) انسان کو صحت و زندگی عظیم نعمتیں ملی ہیں ان میں اعمال خیر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے کہ جس سے آخرت میں فائدہ نہ ہو۔

۴۷۲ : وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ ' فَقَالَ : " اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ بِاَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ۔

۴۷۲: حضرت ابوالعباس سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ایسا عمل بتایئے جب میں اس کو کرلوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کریں گے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو لوگ تم سے محبت کریں گے''۔ یہ حدیث حسن ہے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ نے اچھی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

**تخریج** : رواہ ابن ماجہ فی الزھد واخرجہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر والحاکم فی الرقائق من مستدرکہ

**اَللُّغَاتُ** : احبنی اللہ : اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے یعنی رحمت وثواب کے ارادے سے۔ احبی الناس : فائدہ پہچانے کے ارادہ اور بلا اختیار طبعی میلان کے ساتھ۔ الزھد : صحیح زہد' جو مال اور متاع دنیا کی غلامی سے آزاد ہو تاکہ عبودیت خالص اللہ تعالیٰ ہی کی ہو۔ آپ ﷺ نے زہد کے متعلق اپنے اس ارشاد سے جواب دیا اما انہ ۔ ای الزھد ۔ ما ھو بتحریم الحلال ولا اضاعۃ احمال ولکن الزھد فی الدنیا ان تکون بما فی ید اللہ اغنی منك بما فی یدك: ''خبردار وہ زہد حلال کو حرام کرنے اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ تجھے زیادہ غنی بنانے والا اور اس مال کی بہ نسبت جو تیرے ہاتھ میں موجود ہو''۔ یحبك الناس : لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے اعراض کرنے کی وجہ سے لوگ تمہیں پسند کریں گے اگر تو ان کے پاس مال کی طمع کرے گا تو وہ تم سے بغض رکھیں گے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا آدمی لوگوں میں معزز رہتا جب تک کہ ان کے مال کی طمع نہیں رکھتا۔

**فوائد** : (۱) کوشش اور عمل میں پوری قوت صرف کرنے کے بعد ہی رزق حلال میں قناعت اور اس پر رضامندی پائی جاسکتی ہے۔

(۲) حرام سے بچنا چاہئے اور مشتبہ سے احتیاط کی جائے اور حلال پر شکر گزاری کی جائے اور اس کو جائز مقام پر خرچ کرنا چاہئے۔ (۳) اس دنیا میں جو کچھ مال واسباب ہے وہ اس کے ہاتھ کی حد تک ہو دل میں سمایا ہوا نہ ہو اور دنیا کی تمام اشیاء ذرائع ہیں مقصود نہیں۔ (۴) زہد و فقر، عاجزی، سستی کا نام نہیں بلکہ وہ نفس کی غناء، پاک دامنی، مال و جان کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کا نام ہے۔ (۵) دنیا کی محبت اس وقت مذموم ہے جبکہ شہوات نفس کو اس میں ترجیح دی جائے اور غیر حق میں مشغولیت ہو۔ اگر دنیا کی محبت اچھے کاموں اور مخلوق کی اعانت کے لئے ہو تو وہ قابل مذمت نہیں بلکہ وہ عبادت اور طاعت الٰہی ہے۔

٤٧٣ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : ذَكَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا اَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِىْ مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بِهٖ بَطْنَهٗ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الدَّقَلُ" بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ : رَدِیْءُ التَّمْرِ۔

۴۷۳: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لوگوں کو دنیا ملی تھی اس کا تذکرہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دن گزارتے ہوئے دیکھا۔ بھوک سے آپ لیٹ رہے ہوتے اور رڈی کھجور بھی نہیں ملتی تھی جس سے آپ اپنے پیٹ کو بھر لیتے۔ (مسلم)

الدَّقَل: گھٹیا کھجور۔

**تخریج** : رواه مسلم فی اوائل کتاب الزهد والرقائق

**اللغات** : ما اصاب الناس : جو لوگوں سے جمع کی اور حاصل کی۔ من الدنیا : مال وجاہ وغیرہ۔ یلتوی : بھوک سے پیٹ پر لپٹتے ہوئے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کا زہد بیان کیا گیا۔ یہ محتاجی اور فقر کی وجہ سے نہ تھا بلکہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے اور صحابہ کرام و امت کو تعلیم دینے کے لئے کہ وہ شہوات ولذات میں مشغول ہو کر کہیں طاعات وعبادات کو نہ چھوڑ بیٹھیں۔

٤٧٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا فِیْ بَيْتِیْ مِنْ شَیْءٍ يَاْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِیْ رَفٍّ لِّیْ فَاَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ فَكِلْتُهٗ فَفَنِیَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهَا "شَطْرُ شَعِيْرٍ" اَیْ شَیْءٌ مِّنْ شَعِيْرٍ كَذَا فَسَّرَهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۴۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حالت میں وفات پائی کہ میرے گھر میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھائے، سوائے ان تھوڑے سے جو کے جو طاق میں رکھے ہوئے تھے۔ پس میں ایک مدت دراز تک اسی میں سے لے کر کھاتی رہی پس میں نے ان کو ناپا تو وہ ختم ہو گئے۔ (بخاری و مسلم)

شَطْرُ شَعِيْرٍ: تھوڑے سے جو۔

ترمذی نے اس کی اسی طرح تفسیر کی۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد ' باب نفقة نساء النبی صلی الله علیه وسلم بعد وفاته والرقاق ' باب فضل

الفقر و مسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقاق

**اللُّغَاتُ** : **ذو کبد** : یعنی حیوانی زندگی کی تعبیر کبد سے کی گئی کیونکہ جسم کے لئے یہ اعضاء رئیسہ میں سے ہے۔**فی رف** : ایسی لکڑی جس کو زمین سے بلند کیا جائے اور اس میں جس چیز کی حفاظت مقصود ہو وہ رکھ دی جائے۔**ففنی** : خالی ہوا' ختم ہوا۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی جبکہ جزیرہ عرب آپؐ کے تابع ہو چکا اور اس کی آمدنی آپؐ کے قدموں میں تھی اور اس کے باوجود آپؐ کی محبوب ترین بیوی کے ہاں اس معمولی مقدار جَو کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی۔ (۲) بائع اور مشتری کا حق اس چیز سے متعلق ہے۔اس لئے کیل مستحب ہے۔البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔کیل بخل کی علامت ہے۔ماپ کے بعد جو ختم ہو گئے کیونکہ ماپنا مکمل سپرد داری کے خلاف تھا۔ (۳) آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ چند مٹھی جَو بہت زیادہ ہو گئے جو عرصہ تک کھاتے رہنے سے ختم نہ ہوئے۔

٤٧٥ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَیْرِیَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَیْضَآءَ الَّتِیْ كَانَ یَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۴۷۵ : حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہما ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کے بھائی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑا نہ دینار' نہ کوئی غلام لونڈی اور نہ کوئی اور چیز البتہ وہ سفید خچر چھوڑا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اور وہ زمین جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافروں کے لئے صدقہ کر دیا تھا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الوصایا' باب الوصایا' والجھاد' باب بغلة النبی صلی اللہ علیہ وسلم البیضاء وغیرہ والمغازی ' باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته۔

**اللُّغَاتُ** : **جویریہ** : ام المؤمنین بنت حارث الخزاعیہ: یہ مریسیع کے موقعہ پر قید ہوئیں۔۵ ھ میں پیش آنے والا یہی غزوہ بنو مصطلق کہلاتا ہے۔پھر یہ اسلام لے آئیں اور آپؐ نے ان سے نکاح کر لیا۔جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کا شادی کر لینا معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ بنو مصطلق آپؐ کے سسرالی بن گئے اس لئے ہم تمام قیدی رہا کرتے ہیں۔ان کی وجہ سے ایک سو قیدی رہا ہوئے۔ان کی وفات ۵۶ ھ میں ہوئی۔ **سلاحه** : تلوار' نیزہ وغیرہ۔**ارضاً** : فدک اور وادی القری اور خیبر والا حصہ مراد ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو صدقہ قرار دیا تھا۔اس فرمان کی بناء پر "**انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقة**"۔

٤٧٦ : وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ

۴۷۶ : حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پس ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا۔پس ہم میں سے کچھ وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے کوئی

بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُّغَطِّيَ رَاْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"النَّمِرَةُ" : كِسَآءٌ مُلَوَّنٌ مِّنْ صُوْفٍ وَقَوْلُهٗ "اَيْنَعَتْ اَيْ نَضِجَتْ وَاَدْرَكَتْ وَقَوْلُهٗ "يَهْدِبُهَا هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَكَسْرِهَا لُغَتَانِ اَيْ يَقْطِفُهَا وَيَجْتَنِيْهَا وَهٰذِهٖ اسْتِعَارَةٌ لِّمَا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ مِّنَ الدُّنْيَا وَتَمَكَّنُوْا فِيْهَا۔

حصہ نہیں پایا۔ انہی میں مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو اُحد کے دن شہید ہوئے اور ایک دھاری دار چادر چھوڑی جب ہم ان سے ان کے سر کو ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ پس ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے سر کو ڈھانپ کر ان کے پاؤں پر کچھ اذخر گھاس ڈال دو۔ اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کے پھل پک چکے اور وہ ان کو چن رہے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

النَّمِرَةُ: اون کی دھاری دار چادر۔

اَيْنَعَتْ: پک گئے اور پالئے۔

يَهْدِبُهَا: اس کا پھل چن رہا ہے یہ استعارہ ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر دنیا کو فتح کر دیا اور انہوں نے اس پر قدرت پالی۔

**تخريج** : رواه البخاری فی الجنائز' باب اذا لم یجد کفنا الا ما یواری راسه او قدمیه عظمی راسه وفی فضائل الصحابة والمغازی الرقاق و مسلم فی الجنائز ' باب کفن المیت۔

**اللُّغَاتِ** : تلتمس : ہم طلب کرتے ہیں۔ وجه الله : ذات باری تعالیٰ یہاں مراد یہ ہے کہ انہوں نے خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کی۔ فوقع : ثابت ہوا۔ لازم ہوا۔ بخاری کی روایت میں فوجب کا لفظ ہے۔ لم یاکل : مال نہ پایا' کھانے سے تعبیر کیا کیونکہ مال کو جمع کرنے کا اہم ترین مقصد یہ بھی ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ غنائم ہیں جو فتوحات کی وجہ سے حاصل ہوئیں۔ یہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ ان کو آپ ﷺ نے عبداللہ بن مکتوم کے ساتھ مدینہ منورہ میں تعلیم کے لئے بھیجا تھا۔ یہ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے اور قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے۔ بدر میں موجود تھے احد میں شہادت پائی۔ یہ ہجرت کا چوتھا سال تھا۔ ان کے ہاتھ میں لشکر کا جھنڈا تھا۔ الاذخر : خوشبودار گھاس ہے۔

**فوائد** : (۱) ہجرت کی عظیم نعمت کا تذکرہ ہے اور مخلص مہاجرین کے ثواب کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ (۲) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ (۳) متقین کا بدلہ کبھی تو دنیا میں جلدی بھی دیا جاتا ہے اور کچھ دیر بعد ملنے والا اجر آخرت کا ہے یا دونوں جہانوں میں دیا جاتا ہے۔ ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً﴾

٤٧٧ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا

۴۷۷ : حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر دنیا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ

سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَآءٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ملتا''۔(ترمذی)
اورانہوں نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد' باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللہ عزوجل

**اللغات** : **بعوضة** :بقول صاحب حیاۃ الحیوان ایک چھوٹا جاندار ہے۔جوہری کے بقول مچھر یعنی البق یہ البعوض کا واحد ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ دو الگ قسمیں ہیں اور یہ چیچڑی کے مشابہ ہے۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر کی ذلت و رسوائی۔(۲) دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں جب کہ بحیثیت دنیا اس کو مقصود بنایا جائے۔ اس کی قیمت اس وقت ہے جبکہ اس کو آخرت کے حاصل کرنے کا راستہ اور اعمال صالحہ کی کھیتی قرار دیا جائے۔(۳) دنیا کی حقارت میں اعمال صالحہ داخل ہی نہیں یا یہ مستثنٰی ہیں۔

٤٧٨ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَلَآ اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَّلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۷۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا۔خبردار بے شک دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہے ماسوا اللہ کے ذکر کے اور جو چیز اس سے موافقت رکھنے والی ہے عالم اور متعلم کے۔(ترمذی)
اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد' باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللہ عزوجل

**اللغات** : **ملعونة** :مبغوض اور گری ہوئی ہے۔لعنت کو اصل دور کرنا ہے۔**ملعون ما فیھا** :اموال' سامان' شہوات وغیرہ۔**وما والاہ**: جو چیزیں اس کے قریب ہیں۔

**فوائد** : (۱) مطلقاً دنیا پر لعنت جائز نہیں کیونکہ اس کی ممانعت پر احادیث وارد ہیں مگر جو چیز اس میں اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی ہو اور اس کی اطاعت سے مشغول کرنے والی ہو اس کو لعنت کرنا جائز ہے اور یہ روایت بھی اسی پر محمول کی جائے گی۔

٤٧٩ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِى الدُّنْيَا " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۷۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جائیدادیں مت بناؤ اس کے نتیجے میں تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے(ترمذی)
اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد' باب لا تتخذوا الضیعة فترغبوا فی الدنیا

**اللغات** : **الضیعة** :زمین اس کی جمع ضیع وضیاع ہے۔نہایہ میں ہے ضیعۃ الرجل ایسی چیز کو کہتے ہیں جس پر اس کا گزر اوقات ہو مثلاً صنعت وتجارت' زراعت وغیرہ۔**فترغبوا فی الدنیا** :پس دنیا کی درستگی میں مصروف ہو کر آخرت کی صلاح وفلاح کو بھول جاؤ۔

**فوائد**: (۱)زیادہ زمین سے منع فرمایا اور دل کو اس کی طرف پھیرنے سے روک دیا کیونکہ یہ چیز دنیا کی طرف جھکاؤ پیدا کرتی ہے۔ باقی اتنی زمین لینا کہ جس سے اس کا گزر اوقات ہو اور اس کے لئے کافی ہو جائے یہ جائز ہے۔

۴۸۰ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَّنَا فَقَالَ :"مَا هٰذَا؟" فَقُلْنَا :قَدْ وَهِيَ فَنَحْنُ نُصْلِحُهٗ فَقَالَ :"مَا اَرَى الْاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۰: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہمارے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ ہم اپنے ایک جھونپڑے کو درست کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا یہ کمزور ہو گیا ہم اس کو درست کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تو موت کے معاملے کو اس سے بھی زیادہ جلدی دیکھ رہا ہوں''۔ (ابوداؤد' ترمذی) نے بخاری اور مسلم کی سند سے روایت کیا۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج**: رواہ الترمذی فی الزھد وابوداود فی کتاب الادب' باب ما جاء فی البناء و معنی باسناد البخاری و مسلم ای برجال رویا عنھم فھو علی شرطھما

**اللغات**: الغالج :درست کرنا۔ خصاً :لکڑی اور نرکل سے بنایا جانے والا مکان جس پر مٹی سے لپائی کی گئی ہو۔ اس کی جمع خصاص اور اخصاص ہے۔ اس کو خص کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سوراخ ہوتے اور کشادگی ہوتی ہے جس کو چھپر کہا جاتا ہے۔ وھی : گرنے کے قریب ہونا۔ ما اری :میں گمان ہے۔ اکمای :میں جانتا ہوں۔ الامر :وقت مقررہ۔ اعجل :زیادہ تیز وجلدی۔

**فوائد**: (۱) آدمی کو موت ہر وقت سامنے رکھنی چاہئے اور اس کا اعتقاد یہ ہونا چاہئے کہ وہ سب سے زیادہ قریب چیز ہے۔ (۲)انسان کو چاہئے کہ وہ ایسی دنیا میں مشغول نہ ہو جو آخرت سے غافل کردے اور اس کا قطعی انجام اس کو بھلا دے۔

۴۸۱ :وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۱: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر ایک امت کے لئے آزمائش ہے اور میری امت کے لئے آزمائش مال ہے۔ (ترمذی)
اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج**: رواہ الترمذی فی الزھد' باب ما جاء ان فتنۃ ھذہ الامۃ فی المال

**اللغات**: فتنۃ :امتحان وآزمائش' امام راغب فرماتے ہیں فتنہ کا لفظ آزمائش کی طرح خیر وشر ہر دو میں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ شیٔ کے سلسلہ میں کثیر الاستعمال اور ظاہر المعنی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولنبلونکم بالشر و الخیر فتنۃ۔ فتنۃ امتی :میری امت دنیا کے سلسلہ میں جس چیز سے آزمائی جائے گی۔

**فوائد:** (۱) مال اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کی زینت بنایا ہے اور انسان کی فطرت میں اس کی طرف میلان اور اسکے اکٹھا کرنے کی محبت رکھ دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''بے شک یہ مال میٹھا سبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا میں نائب بنانے والے ہیں پس وہ دیکھیں گے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو''۔

٤٨٢ : وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو وَیُقَالُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَیُقَالُ اَبُوْ لَیْلٰی عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "لَیْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی هٰذِهِ الْخِصَالِ بَیْتٌ یَسْکُنُهٗ ، وَثَوْبٌ یُوَارِیْ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ ، وَالْمَآءُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ – قَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ اَبَا دَاوٗدَ سُلَیْمَانَ بْنَ سَالِمِ الْبَلْخِیَّ یَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَیْلٍ یَقُوْلُ : الْجِلْفُ : الْخُبْزُ لَیْسَ مَعَهٗ اِدَامٌ – وَقَالَ غَیْرُهٗ : هُوَ غَلِیْظُ الْخُبْزِ – وَقَالَ الْهَرَوِیُّ : الْمُرَادُ بِهٖ هُنَا وِعَآءُ الْخُبْزِ : کَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

۴۸۲: حضرت ابو عمرو، بعض نے کہا ابو عبداللہ اور بعض نے کہا ابو لیلیٰ، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے لئے سوائے ان چیزوں کے کسی اور چیزوں کا حق نہیں۔ ایک گھر جس میں وہ رہ سکے۔ ایک کپڑا جس میں وہ اپنے ستر کو ڈھانپ سکے اور روٹی کا ٹکڑا اور پانی (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ میں نے ابوداؤد سلیمان بن خلعی کو فرماتے سنا کہ وہ کہتے ہیں نضر بن شمیل کو فرماتے سنا۔

جِلْفُ : روٹی کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔ بعض نے کہا موٹی روٹی کو کہتے ہیں۔

علامہ حروی نے فرمایا مراد یہاں روٹی والا برتن ہے۔ جیسے تھیلا اور جمیل وغیرہ، واللہ اعلم۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی الزهد ، باب لیس بابن ادم حق فیما سوی خصال ثلاث

**اللغات:** **الخصال** جمع خصلہ: نفس میں رچ جانے والی صفت۔ **یواری**: چھپانے۔ **ابوداؤد سلیمان** بن اسلم البلخی ہیں۔ بلخ کے رہنے والے ہیں اس لئے بلخی کہلاتے ہیں۔ ان کو مصاحفی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ مصاحف کا کام کرتے تھے۔ **النصر بن شمل**: ابن خرشہ بن یزید المازنی التیمی۔ یہ ایام عرب، روایات حدیث اور فقہ لغت کے عظیم علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے مرو کے مقام پر ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ **الهروی**: احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الباشانی ابوعبید ھروی۔ یہ خارسان میں اہل حرات میں تحقیق کرنے والا عالم ہیں۔ ان کی کتاب الغریبین۔ غریب القرآن وغریب معروف ہے۔ ان کی وفات ۴۰۱ھ میں ہوئی۔ **کالجوالق**: یہ ایک برتن ہے۔ اس کی جمع جوالق اور جوالیق ہے۔ **الجرج**: یہ معروف برتن ہے اس کی جمع خرجة بروزن عنبہ ہے۔

**فوائد:** (۱) اس دنیا میں جو چیزیں کفایت کرنے والی ہیں وہ یہ ہیں: گھر رہائش کے لئے، کپڑا ستر چھپانے کے لئے اور روٹی اور پانی جینے کے لئے۔ (۲) عورت کا تمام جسم ستر ہے سوائے چہرہ، ہتھیلیاں اور مرد کے لئے ستر ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ۔ یہاں مراد جو کپڑا جسم ڈھانپنے کے کام آئے اور اس کے کمال کو ظاہر کرنے والا ہو کیونکہ وہ نفس کی لذات میں شمار ہوتا ہے۔

٤٨٣ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ بِکَسْرِ

۴۸۳: حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الشِّيْنِ وَالْخَآءِ الْمُشَدَّدَةِ الْمُعْجَمَتَيْنِ" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَاُ :﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ قَالَ :"يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ :مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے پھر کہتے ہیں کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اے آدم کے بیٹے تیرا مال نہیں ہے مگر جو تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے اس کو آگے چلا دیا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی اوائل کتاب الزھد والدقائق

**اللغات** : فافنیت :تلف کر دیا' ختم کر دیا۔ فابلیت : یہ ابلاء سے ہے اس کا معنی نئے کو پرانا کرنا ہے۔ فامضیت : صدقہ پہنچا دیا مستحق کو صدقہ خرچ کر دیا۔

**فوائد** : (۱) جو انسان اس دنیا کی زندگی میں اپنی ضروریات سے زائد جمع کرتا ہے وہ اس دولت کا خادم اور دوسروں کا خازن ہے۔ (۲) سامان اور مال جمع کرنے کی بجائے زہد اختیار کرنا اور اسی پر اکتفا کرنا چاہئے جو ضروری ہو اور جس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو۔ (۳) کثرت سے صدقہ اور محتاجوں کی اعانت اور مال کو ایسی چیزوں میں خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہوں۔

٤٨٤ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ : "اُنْظُرْ مَا ذَا تَقُوْلُ؟" قَالَ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ : وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ :"اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِيْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا ' فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُّحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۸۴ : حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم بے شک میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا غور کر لے جو کچھ تو کہتا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں آپؐ سے یقیناً محبت کرتا ہوں۔ تین مرتبہ یہ کہا۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر کا ٹاٹ تیار کر لے کیونکہ فقر اس آدمی کی طرف جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے بھی زیادہ تیزی سے جاتا ہے جتنا سیلاب اپنے بہاؤ کی طرف جاتا ہے۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

"اَلتِّجْفَافُ" بِكَسْرِ التَّآءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ وَبِالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ شَيْءٌ يُلْبَسُهُ الْفَرَسُ لِيُتَّقٰى بِهِ الْاَذٰى وَقَدْ يَلْبَسُهُ

اَلتِّجْفَافُ : وہ چیز ہے جس کو گھوڑے کو اس لئے پہناتے ہیں تاکہ تکلیف سے اس کو بچایا جا سکے اور کبھی بوقت ضرورت اس کو انسان بھی

الْإِنْسَانُ۔ — پہن لیتا ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد باب ما جاء فی فضل الفقر

**اللغات** : فاعد : پس تیار کر۔ الی فتھاء : پہنچنے کی جگہ۔

**فوائد** : (۱) سچی محبت کی دلیل یہ ہے کہ آدمی دنیا میں زہد اختیار کرلے اور اس میں زیادہ مشغول نہ ہو کیونکہ سچے محب کو چاہئے کہ وہ اپنے محبوب کی صفات میں رنگا ہوا ہو۔

٤٨٥ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي الْغَنَمِ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۵ : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا زیادہ نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور جاہ کی حرص آدمی کے دین کو پہنچاتی ہے۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد، باب ما جاء فی معیشۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللغات** : بافسدلھا : بکریوں کو بہت تباہ کرنے والا ہے۔ الشرف : مرتبہ۔

**فوائد** : (۱) مال جمع کرنے کی حرص اور کسی بلند مرتبہ پر پہنچنے کی چاہت انسان کے دین کو تباہ کردیتی ہے کیونکہ اس میں دنیا کی آخرت پر ترجیح کھلے بندوں نظر آتی ہے۔

٤٨٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ قُلْنَا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ :مَا لِيْ وَالدُّنْيَا؟ مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۶ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے، جب بیدار ہوئے تو اس کا نشان آپؐ کے پہلو پر پڑ گیا ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپؐ کے لئے نرم گدا تیار کروا دیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے دنیا سے کیا تعلق میں تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جس نے ایک درخت کا سایہ حاصل کیا پھر چلتا بنا پھر اس کو چھوڑ دیا۔ ترمذی اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد باب ما انا فی الدنیا الا کراکب **اللغات** : وطاء : بچھونا جس پر آرام فرمائیں۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کا زہد اظہر من الشمس ہے۔ (۲) دنیا کی زندگی ایک گزرگاہ اور عبور کرنے والا رستہ ہے جس کو چلنے والا طے کرکے آخرت کے گھر میں پہنچتا ہے۔ (۳) آخرت کی تعمیر کا اہتمام اعمال صالحہ کے ذریعے کرنا چاہئے۔ (۴) غرض کی وضاحت کے لئے تمثیل و تشبیہ سے معاونت لی جاسکتی ہے۔

۴۸۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ" : رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''فقراء مالداروں سے جنت میں پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے''۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی الزهد ' باب ما جاء ان فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل اغنيائهم

**فوائد** : (۱) اگر فقراء اعمال صالحہ والے ہوں تو ان کو ان اغنیاء پر فضیلت حاصل ہے جو نافرمانی کرنے والے ہوں۔ (۲) فقراء مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ کیونکہ وہ اس زمانہ میں موقف میں اپنے مال کا حساب چکا رہے ہوں گے کہ انہوں نے کہاں سے کمایا اور کہاں اس کو رکھا اور خرچ کیا۔

۴۸۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ اَيْضًا مِّنْ رِّوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ۔

۴۸۸ : حضرت ابن عباس' عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں جھانکا تو پس میں نے وہاں کی اکثریت نادار لوگوں کو پایا اور میں نے آگ (جہنم) میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ (بخاری ومسلم)

ابن عباس کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

بخاری نے اس کو عمران بن حصین سے بھی روایت کیا ہے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی بدء الخلق باب ما جاء فی صفة الجنة ' وفی النکاح والرقاق' ومسلم فی کتاب الرقاق' باب اکثر اهل الجنة الفقراء

**اللغات** : اطلعت : میں نے جھانک کر دیکھا اور غور سے دیکھا۔ فرایت : میں نے جانا۔ ممکن ہے کہ یہ اطلاع اسراء کی رات عمل دی گئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ نماز کسوف کے انکشاف میں آپ کو منکشف کی گئی ہو۔

**فوائد** : (۱) فقراء جنت میں مالداروں سے زیادہ ہوں گے۔ فقیر کو جنت میں فقر کی وجہ سے نہیں بلکہ اعمال صالحہ کی وجہ سے داخل کیا جائے گا۔ (۲) دنیا کا سامان بہت زیادہ جمع نہ کرنا چاہئے اور دنیا میں وسعت کو ترک کی حرص مسلمان میں ہونی چاہئے۔ (۳) عورتوں کو اعمال صالحہ کی ترغیب دلائی گئی تا کہ وہ آگ سے اپنی حفاظت کریں۔

۴۸۹ : وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ "قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ

۴۸۹: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ پس وہاں داخل ہونے والے زیادہ لوگ مساکین ہیں اور مالدار

وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(حساب کے لئے) ابھی روک لئے جائیں گے۔ البتہ آگ والے ان کے بارے میں آگ (یعنی جہنم) کی طرف جانے کا حکم دے دیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

"وَالْجَدُّ" الْحَظُّ وَالْغِنٰى، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ فَضْلِ الضَّعَفَةِ۔

اَلْجَدُّ: مال و دولت یہ حدیث فَضْلِ الضَّعَفَةِ کے باب میں گزری۔

**تخريج**: رواه البخاری فی النكاح، باب لا تاذن المراة فی بيت زوجها الا باذنه، والرقاق و مسلم فی اول كتاب الرقاق، باب اكثر اهل الجنة الفقراء

**فوائد**: اس حدیث کی شرح باب فضل الضعفہ روایت ۲۶۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۹۰: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ - اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے سچی بات جس کو کسی شاعر نے کہا وہ لبید کی بات ہے۔ (اس کے کہا) خبردار ہر چیز اللہ کے سوا مٹ جانے والی ہے۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج**: رواه البخاری فی المناقب، باب ايام الجاهلية، وفی الادب والرقاق وغيرهما و مسلم فی كتاب الشعر

**اللغات**: كلمة: وہ مکمل بات جو موقع کے مطابق ہو۔ لبيد: یہ لبید بن ربیعہ بن مالک عامری ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں اعلیٰ ترین شعراءِ ادب میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ یہ نجد کے بالائی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام کا زمانہ پایا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے بھی ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شاعری چھوڑ دی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی اور طویل عمر پائی۔ ۴۱ھ میں وفات پائی اور فرماتے میں شعر کیونکر کہہ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ بقرہ اور آلِ عمران سکھلا دیں۔ ما خلا الله: سوا اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے۔ باطل: ہلاک ہونے والا یا ہلاکت اور بے کاری کو قبول کرے۔ اس شعر کا معنی اس ارشاد باری تعالیٰ کے موافق ہے ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾۔

**فوائد**: (۱) آپ ﷺ نے لبید کے شعر سے استشہاد فرمایا اور ان کے حق میں گواہی دی کہ وہ شاعر ہے۔

(۲) اسلام میں شعر پڑھنا ممنوع نہیں جبکہ اس کا کوئی صحیح مقصد ہو۔

(۳) دنیا کی زندگی میں بڑا نقص یہی ہے کہ فنا ہونے والی ہے۔

(۴) دنیا جتنی بھی زیادہ ہو آخرت کے مقابلہ میں قلیل ہے کیونکہ اس کا انجام فناء و ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ﴾۔

## ٥٦ : بَابُ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ وَالْاِقْتِصَادُ عَلَى الْقَلِيْلِ مِنَ الْمَاكُوْلِ وَالْمَشْرُوْبِ وَالْمَلْبُوْسِ وَغَيْرِهَا مِنْ حُظُوْظِ النَّفْسِ وَتَرْكُ الشَّهَوَاتِ

## باب: بھوک سختی کھانے پینے اور لباس میں تھوڑے پر اکتفا اور اسی طرح دیگر مرغوبِ نفس اشیاء چھوڑنے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾ [مريم:٥٩-٦٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِىَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ [القصص:٧٩-٨٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾[التكاثر:٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا﴾ [الاسراء:١٨]

وَالْاٰيَاتُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس ان کے بعد نالائق لوگ آئے جنہوں نے وقت کو ضائع کیا اور خواہشات کی اتباع کی۔ عنقریب وہ گمراہی کا انجام پائیں گے مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل صالح کیے پس وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کے حق میں ذرّہ برابر کمی نہ کی جائے گی''۔ (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''قارون اپنی قوم کے سامنے زینت کے ساتھ آیا ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے کاش ہمیں وہ کچھ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا بے شک وہ تو بڑے نصیب والا ہے اور ان لوگوں نے کہا جو (اللہ کا) علم رکھتے تھے تم پر افسوس ہے اللہ کا بدلہ بہت بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لایا اور اس نے عمل صالح کئے''۔ (القصص) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پھر تم سے ضرور بالضرور ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ (تکاثر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جلدی آنے والی دنیا کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو جلدی اس دنیا میں دیتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اور پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جس میں پھر وہ داخل ہوگا۔ مذمت کیا ہوا دھتکارا ہوا''۔ (الاسراء)

اس سلسلہ میں آیتیں بہت مشہور ہیں۔

حل الآیات: خلف: نالائق نائب اور خلف لائق نائب۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خلف صدق و خلف سوء۔ غیاً: برائی لذو حظ عظیم: بڑے غناء والا۔ اولوا العلم: علم نافع والا اور وہ علم ہے جو احوال آخرت اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کیا ہے اس پر مشتمل ہو۔ ویلکم: ہلاکت کی دعا ہے۔ ناپسند بات پر ڈانٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عن النعیم: تم سے ضرور ان نعمتوں کا سوال ہوگا جنہوں نے تمہیں آخرت سے غافل کر دیا۔ بعض نے کہا ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا۔ التکاثر ۔ العاجلة: دنیا اور اس کی نعمتیں۔ عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد: ہم جلدی دے دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں۔

اس آیت میں معجّل اور معجّل لہ کو مشیت اور ارادہ سے مقید کیا۔ کیونکہ نہ تو ہر تمنا والا اپنی تمنا پاتا ہے اور نہ ہر ایک جو پسند کرتا ہے وہ اس کو ملتا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ معاملے کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ **یصلاھا** : اس میں داخل ہوگا اور اس کی گرمی برداشت کرے گا۔ **مدحوراً** : اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارا ہوا۔

۴۹۱ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَّوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ : مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ۔

۴۹۱ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے جَو کی روٹی دو دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ ہے محمد ﷺ کے گھر والوں نے جب سے وہ مدینہ آئے تین دن متواتر گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی۔

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الاطعمة باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه یاکلون ۔ والرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه، و مسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقاق۔

**اللغات** : **آل محمد** : یہاں مراد آپؐ کی ازواج اور خدام جن کا خرچ آپ ﷺ خود کرتے تھے اور آل کا لفظ اصل میں عزت و تکریم کے لحاظ سے آپؐ کے نسب میں قریب اور آپؐ کی ازواجِ مطہرات اور زکوۃ کے حرام ہونے کے لحاظ سے بنی ہاشم، بنی عبد المطلب کے مؤمن مرد اور عورتیں مراد ہیں۔ **البر** : گندم۔

**فوائد** : (۱) دنیا سے آپؐ کا اعراض اور اس میں زہد اختیار فرمانا مذکور ہے مگر یہ محتاجی کی وجہ سے نہ تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ اگر آپؐ پسند کرتے ہیں تو پہاڑوں کو سونا بنا دیتے ہیں مگر آپؐ نے انکار فرما دیا اور یہ روایت اس روایت کے خلاف نہیں کہ جس میں ذکر آتا ہے کہ زندگی کے آخری دنوں میں ایک سال کی خوراک اپنے اور اہل و عیال کے لئے جمع فرمائی۔ آپ ﷺ اس کو جمع کرنے کے بعد محتاجین پر صرف فرما دیتے اور وہ آپؐ کے پاس جمع نہ رہ سکتا تھا کیونکہ آپ ﷺ تیز ہوا سے زیادہ سخی تھے۔

۴۹۲ : وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ : وَاللّٰهِ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنْ كُنَّا نَنْظُرُ اِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ : ثَلَاثَةَ اَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا اُوْقِدَ فِيْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَارٌ قُلْتُ : يَا خَالَةُ فَمَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتِ : الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ جِيْرَانٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَتْ لَهُمْ

۴۹۲ : حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اے میرے بھانجے ہم چاند کی طرف دیکھتے پھر ایک اور چاند پھر ایک اور چاند یعنی دو مہینے میں تین دن چاند گزر جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا اے خالہ پھر آپ کا گزارا کس چیز سے ہوتا؟ آپ نے فرمایا دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری پڑوسی جن کے دودھ والے جانور تھے وہ رسول اللہ صلی

مَنَايِحُ وَكَانُوْا يُرْسِلُوْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَلْبَانِهَا فَيَسْقِيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ بھیج دیتے پس آپ ہمیں بھی پلا دیتے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی فاتحہ، کتاب الھبۃ وفی الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ، ومسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقائق

**اللغات** : الھلال :دو راتوں کا چاند، اسی طرح جب ۲۶، ۲۷ کا چاند جب ہو جائے۔ الانصار :اوس وخزرج کی تمام اولاد پر بولا جاتا ہے۔ منایح جمع منیحۃ بکری یا اونٹنی جو کسی دوسرے کو پینے کے لئے دے دی جائے اور جب دودھ ختم ہو جائے وہ واپس کر دے۔

**فوائد** : (۱) انسان کو گھر کی بات ظاہر کی جاسکتی ہے جبکہ وہ کسی شرعی حکم کے خلاف نہ ہو۔ اس میں حکم شرعی ہی کا ذکر ہے۔ شکوہ سے اس کا تعلق نہیں۔ (۲) اچھا نمونہ ظاہر کرنے اور امثال بیان کرنے کے لئے خاص حالات کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۹۳ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مُّصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ وَقَالَ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"مَصْلِيَّةٌ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ :اَيْ مَشْوِيَّةٌ۔

۴۹۳ : حضرت ابوسعید مقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا گزر ان لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی انہوں نے ان کو کھانے کی دعوت دی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ (بخاری)

مَصْلِيَّةٌ : بھنی ہوئی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاطعمۃ، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یاکنون۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متابعت رسول ﷺ میں کس قدر حریص تھے اور شہوات کو ابھارنے والی اشیاء میں کس قدر تخفیف کرنے والے تھے اور یہ بات اس کے منافی نہیں کہ نبی اکرمؐ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی کبھی سیر ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کی اکثر حالت قلت طعام والی ہوتی تھی۔ حدیث میں وارد ہے کہ ابن آدم کے لئے وہ چند لقمے کافی ہیں جو اسکی پشت کو سیدھا کریں۔

۴۹۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ يَاْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ، وَمَا اَكَلَ خُبْزًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ– وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ۔

۴۹۴ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے میز پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدے کی روٹی کھائی یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی دونوں آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاطعمۃ ' باب الخبز المرفق والاکل علی الخوان والسفرۃ و باب ما کان النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه یاکلون والروایۃ الاخری فی الرقاق' باب فضل الفقر وباب کیف کان عیش النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه۔

**اللغات** : **الخوان** : دستر خوان۔ جب کھانا رکھ دیا جائے تو مائدہ کہلاتا ہے۔ اس سے پہلے خوان کہلاتا ہے۔ **مرققاً**: نرم باریک بڑی روٹی۔ **شاۃ شمیطا** : گرم پانی سے بکری کے بالوں کو دور کر کے کھال میں بھوننا۔ یہ چھوٹی عمر کی بکری سے کیا جاتا ہے اور یہ عیش پرست لوگوں کا کام ہے۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں زہد رسول ﷺ کو حیران کن مثال سے واضح کیا گیا اور آپ کا خوشحال لوگوں کے طرزِ عمل زندگی سے اعراض کرنا مذکور ہوا اور یہ طرزِ نبوت فقراء و مساکین کے دلوں کی دلجوئی کو ظاہر کر رہا ہے۔ اگرچہ لوگوں پر یہ لازم نہیں لیکن یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو خواہشات کے حوالے کر دے تو وہ خواہشات اس کو شہوات کی طرف دھکیل دیتی اور گناہوں کی طرف اس کی راہنمائی کرتی ہیں۔

٤٩٥ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
"الدَّقَلُ" :تَمْرٌ رَدِیْءٌ۔

۴۹۵ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے تمہارے پیغمبر ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپؐ کو ادنیٰ کھجور اتنی تعداد میں میسر نہ تھی کہ جس سے اپنا پیٹ بھریں۔ (مسلم)
الدَّقَلُ : ادنیٰ قسم کی کھجور۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقائق

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کو بعض اوقات ایسے حالات پیش آتے کہ جس میں بقدر کفایت بھی نہ ہوتا۔ کیونکہ دعوت میں ہر وقت مشغولیت رہتی اور خواہشات سے آپؐ اعراض فرمانے والے تھے۔

٤٩٦ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى – فَقِيْلَ لَهٗ :هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنَاخِلُ؟ قَالَ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ مُنْخُلًا مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ، فَقِيْلَ لَهٗ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهٗ وَنَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مَا

۴۹۶ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت سے وفات تک چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے لے کر وفات تک چھلنی کو دیکھا تک نہیں۔ ان سے پوچھا گیا پھر آپ بغیر چھنے ہوئے جو کی روٹی کیسے کھاتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم اس کو پیس کر پھونک مارتے پس اس میں سے جو اُڑنا ہوتا اُڑ جاتا اور جو باقی رہتا

طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

هم اس کو گوندھ لیتے۔ (بخاری)

قَوْلُهُ "النَّقِيّ" هُوَ "بِفَتْحِ النُّوْنِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْيَآءِ" وَهُوَ الْخُبْزُ الْحُوَّارٰى وَهُوَ الدَّرْمَكُ – قَوْلُهُ "ثَرَّيْنَاهُ" هُوَ بِثَاءٍ مُّثَلَّثَةٍ ثُمَّ رَآءٍ مُّشَدَّدَةٍ ثُمَّ يَاءٍ مُّثَنَّاةٍ مِّنْ تَحْتُ ثُمَّ نُوْنٍ" اَىْ بَلَّلْنَاهُ وَعَجَنَّاهُ۔

النَّقِيّ :میدے کی روٹی۔

ثَرَّيْنَاهُ :ہم اس کو تر کر کے گوندھ لیتے یعنی ہم اس کو بھگو لیتے اور نرم کر کے آٹا گوندھتے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاطعمۃ ' باب الفضخ فی الشعیر ' باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یاکلون۔

**اَللُّغَاتُ** : النقی :جو خالص ہو چھان سے۔الحواری :سفید روٹی۔الدرمك :سفید روٹی کا آٹا۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کا کامل زہد اور خوش عیش لوگ جو اشیاء استعمال کرتے ہیں ان سے اعراض ظاہر ہوتا ہے۔(۲) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔

۴۹۷ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِاَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ :مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ "قَالَا الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ وَاَنَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِىْ الَّذِىْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمَا" فَقَامَا مَعَهُ فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِىْ بَيْتِهٖ ' فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ :مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَتْ :ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَآءَ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِىُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّىْ" فَانْطَلَقَ فَجَآءَ هُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّ تَمْرٌ وَّ رُطَبٌ فَقَالَ :

۴۹۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات کو گھر سے باہر نکلے پس اچانک ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آپؐ کی ملاقات ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں اس وقت تمہارے گھروں میں کس چیز نے نکالا؟ دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ بھوک نے۔آپؐ نے فرمایا میں بھی۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے نکالا جس نے تم دونوں کو نکالا۔پس اٹھو وہ دونوں آپؐ کے ساتھ چل دیئے۔ پس آپؐ ایک انصاری کے ہاں تشریف لائے وہ اس وقت اپنے گھر میں نہیں تھا۔جب ان کی بیوی نے آپؐ کو دیکھا تو مَرْحَبًا اور اَهْلًا وَسَهْلًا کہا آپؐ نے اس کو فرمایا کہ فلاں کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے کے لئے گئے ہیں اسی دوران وہ انصاری آ گیا چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا پھر کہا الحمد للہ آج مجھ سے زیادہ مہمانوں کے لحاظ سے عزت والا کوئی نہیں پھر وہ گیا اور

كُلُوْا وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا - فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کھجور کا ایک خوشہ لایا جس میں گوری خشک اور تر کھجوریں تھیں اور کہا کھائیے ۔ پھر چھری لی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا ۔ پس اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی ۔ پس انہوں نے بکری کا گوشت اور اس خوشے میں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا ۔ جب شکم سیر ہو گئے اور سیراب ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم سے ضرور ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا ۔ بھوک نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا پھر تم گھروں میں نہیں لوٹے یہاں تک کہ تمہیں اللہ نے یہ نعمتیں پہنچا دیں ۔ (بخاری)

قَوْلُهَا "يَسْتَعْذِبُ" : اَيْ يَطْلُبُ الْمَآءَ الْعَذْبَ وَهُوَ الطَّيِّبُ وَالْعِذْقُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ الْكِبَاسَةُ وَهِيَ الْغُصْنُ۔ "وَالْمُدْيَةُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ وَكَسْرِهَا : هِيَ السِّكِّيْنُ "وَالْحَلُوْبُ" ذَاتُ اللَّبَنِ - وَالسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ سُؤَالُ تَعْدِيْدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ وَّتَعْذِيْبٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ - وَهٰذَا الْاَنْصَارِيُّ الَّذِيْ اَتَوْهُ هُوَ اَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ ، كَذَا جَآءَ مُبَيَّنًا فِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ۔

يَسْتَعْذِبُ : خوشگوار پانی لینے گئے ۔

الْعَذْبُ : میٹھا پانی ۔

الْعِذْقُ : شاخ ۔

الْمُدْيَةُ : چھری ۔

الْحَلُوْبُ : دودھ والا جانور ۔

السُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ : اس سوال سے مراد نعمتوں کا شمار کروانا ہے ۔ ڈانٹ ڈپٹ اور سزا دینے کے لئے سوال مراد نہیں ۔ یہ انصاری ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ ترمذی کی روایت میں واضح طور پر آیا ہے ۔

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الاشربة ، باب جواز استتباعة غیره الی من دار من یثق برضاه بذلك

**اللُّغَاتُ** : مرحبا : جب تم مناسب اترنے کی جگہ پاؤ تو اُتر پڑو ۔ واھلاً : اپنے گھر والوں کو پالو تو ان سے مانوس ہو جاؤ ۔ بسر : بدلے رنگ والی کھجور ۔ تمر : خشک کھجور ۔ الرطب : تازہ کھجور خشک ہونے سے پہلے ۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت کے بعد اپنے مال اور جانیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیئے تھے ۔ اسی لئے بعض اوقات ان کے پاس کھانے پینے کے لئے سوائے کھجور کے کچھ بھی نہ ہوتا ۔ وہ ایک دوسرے سے تعاون کرتے اور بعض اوقات وہ وسعت سے کھاتے اور نعمتوں سے فیض یاب ہوتے ۔ میٹھا پانی استعمال کرتے اور پھل چن کر کھاتے ۔ (۲) دوستوں کے گھروں میں تعاون حاصل کرنے کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ان کی رضامندی کا علم ہو ۔ (۳) مہمان کا احترام کرنا اور اللہ تعالیٰ کے

انعامات پر شکر گزاری کرنی چاہئے۔ (۴) بات کی تاکید کے لئے قسم بھی جائز اور درست ہے۔ (۵) جب فتنے کا خطرہ نہ ہو تو عورت پردے کے ساتھ خاوند کے مہمانوں کا استقبال کرسکتی ہے تاکہ خاوند کی آمد کا انتظار کرسکیں۔

۴۹۸ : وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرِ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْبَصْرَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصُرْمٍ وَّوَلَّتْ حَذَّاءَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ ' يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا ' وَاِنَّكُمْ مُنْتَقِلُوْنَ مِنْهَا اِلٰى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا فَانْتَقِلُوْا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ فَاِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا لَاّ يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَاَنَّ اَفَعَجِبْتُمْ؟ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا وَّلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَّهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُّ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا وَّعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهٗ "اٰذَنَتْ" هُوَ بِمَدِّ الْاَلِفِ : اَيْ اَعْلَمَتْ – وَقَوْلُهٗ "بِصُرْمٍ" هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ :

۴۹۸ : حضرت خالد بن عمیر عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں عتبہ بن غزوان جو بصرہ کے گورنر تھے انہوں نے خطبہ دیا۔ پس اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اما بعد! دنیا نے اپنے ختم ہونے پر اعلان کر دیا اور تیزی سے منہ پھیر کر چلی اور اس میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے تلچھٹ کے جیسے برتن کی تلچھٹ ہوتی ہے جس کو برتن والا سمیٹتا ہے اور بے شک تم اس سے منتقل ہو کر ایک ایسے گھر میں جاؤ گے جس کو زوال نہیں پس تم اپنے پاس موجود چیزوں میں سے سب سے بہتر چیز کے ساتھ منتقل ہو۔ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک پتھر جہنم کے کنارے سے ڈالا جائے گا وہ اس میں ستر سال تک گرتا رہے گا پھر بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم وہ جہنم بھر دی جائے گی کیا تمہیں تعجب ہے؟ تحقیق ہمارے سامنے بیان کیا گیا کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور اس پر یقیناً ایک دن ایسا آئے گا وہ انسانوں کی بھیڑ سے بھری ہوئی ہوگی۔ تحقیق میں نے اپنے آپ کو ساتوں میں ساتواں آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پایا۔ ہمارے پاس ایسا وقت بھی نہیں تھا کہ کھانے کی کوئی چیز درخت کے پتوں کے سوا نہ تھی۔ یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں پس اسی دوران مجھے ایک چادر مل گئی تو میں نے اسے اپنے اور سعد بن مالک کے درمیان دو حصوں میں کر لیا آدھے کو میں نے چادر کے طور پر باندھ لیا اور نصف کو حضرت سعد نے چادر بنا لیا۔ لیکن آج ہم میں سے ہر شخص اس طرح ہوگیا کہ وہ کسی نہ کسی چیز کا حاکم ہے۔ میں اللہ جل جلالہ کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے ہاں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں اور اللہ جل جلالہ کے ہاں چھوٹا۔ (مسلم)

اَیْ بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا – قَوْلُهٗ : "وَوَلَّتْ حَذَّآءَ هُوَ بِحَاءٍ مُّهْمَلَةٍ مَّفْتُوْحَةٍ ثُمَّ ذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُّشَدَّدَةٍ ثُمَّ اَلِفٍ مَّمْدُوْدَةٍ :اَیْ سَرِیْعَةٌ ' وَالصُّبَابَةُ بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ – الْبَقِیَّةُ الْیَسِیْرَةُ وَقَوْلُهٗ "یَتَصَابُّهَا" هُوَ بِتَشْدِیْدِ الْبَاءِ قَبْلَ الْهَاءِ :اَیْ یَجْمَعُهَا۔ "وَالْكَظِیْظُ" :الْكَثِیْرُ الْمُمْتَلِئُ – وَقَوْلُهٗ "قَرِحَتْ" هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّآءِ :اَیْ صَارَتْ فِیْهَا قُرُوْحٌ۔

آذَنَتْ : اعلان کر دیا۔
بِصُرْمٍ : انقطاع وفناء۔
وَوَلَّتْ حَذَّآءَ : تیزی سے جانے والی۔
الصُّبَابَةُ : معمولی بچا ہوا' تلچھٹ۔
یَتَصَابُّهَا : وہ اس کو جمع کرتا ہے۔
الْكَظِیْظُ : بہت پُر' بھرا ہوا۔
قَرِحَتْ : زخمی ہونا یعنی اس میں زخم ہو گئے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی اوائل کتاب الزهد والرقائق

**اللّغَاتْ** : شفیر جهنم :جہنم کے کنارے۔قعراً : گہرائی۔مصراعین :دروازے کے دو حصے یعنی کواڑ۔قرحت :زخمی ہوا۔ اشدافنا جمع شدق :منہ کی طرف۔بردة :دھاری دار چادر۔بعض کہتے ہیں سیاہ چوکور چادر۔

**فوائد** : (۱) دوستوں کو نصیحت کرنی اور بھلائی کی طرف ترغیب دلانی چاہئے اور آخرت سے ان کو ڈرانا چاہئے۔(۲) قیامت کا قرب بتلایا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا انا والساعة کهاتین واشار باصبعه الوسطیٰ والسبابه :میں اور قیامت شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کی طرح قریب ہیں۔(۳) عظیم الشان جنت اور بہت بڑی دوزخ کے بنانے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ظاہر ہو رہی ہے۔(۴) اللہ تعالیٰ کے مزید فضل اور عمومی رحمت سے جنت میں کثرت سے لوگ داخل ہوں گے۔(۵) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس فقر پر صبر وضبط کا اظہار فرمایا تو اللہ تعالیٰ اپنے نصرت وتمکین فی الارض کے وعدوں کو پورا کر کے بعد میں ان کے حالات میں وسعت وخوش حالی فرما دی۔(۶) نفس کے غرور اور شیطان کی تزئین سے بچنے کا راستہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء ہے۔

٤٩٩ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَخْرَجَتْ لَنَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَآءً وَّاِزَارًا غَلِیْظًا قَالَتْ : قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ هٰذَیْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۴۹۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک اوڑھنے اور ایک باندھنے والی موٹی چادر نکال کر دکھائی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ان دو چادروں میں وفات پائی۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجهاد' باب ما ذکر من ورع النبی صلی الله علیه وسلم وعصاه وسیفه والنباس' باب الاکسیة والخمائص و مسلم فی اللباس' باب التواضع فی اللباس۔

**اللّغَاتْ** : کساء : کپڑا۔ازار :چادر۔غلیظا :موٹی۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ بعض اوقات موٹے کپڑے استعمال فرماتے اور کبھی دوسرا لباس بھی استعمال فرماتے۔گویا جو میسر آتا استعمال فرما لیتے اور اسی طرح کھانے کو جو میسر آجاتا کھا لیتے اس میں کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے۔

۵۰۰ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَہْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَقَدْ کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَۃِ وَھٰذَا السَّمُرُ حَتّٰی اِنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاۃُ مَالَہٗ خَلْطٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"اَلْحُبْلَۃُ" بِضَمِّ الْحَآءِ الْمُہْمَلَۃِ وَاِسْکَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَۃِ : وَھِیَ وَالسَّمُرُ نَوْعَانِ مَعْرُوْفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِیَۃِ۔

۵۰۰: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلا تیر پھینکا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کوئی کھانا سوائے کیکر کے درخت کے پتوں کے نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک اس طرح قضائے حاجت کرتا جس طرح بکری کرتی ہے۔ اس میں خشکی کی وجہ سے ملاوٹ نہ ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

اَلْحُبْلَۃُ: کیکر اور یہ دونوں جنگل کے مشہور درخت ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی فضائل الصحابۃ ' باب مناقب سعد بن ابی وقاص' وفی الاطعمۃ ' باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یاکلون ' وفی الرقاق' باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم' و مسلم فی اوائل کتاب الزہد والرقائق

**اللغات** : خلط :بہت زیادہ خشک ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ ملتا نہ تھا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کے انعامات کو بیان کرنا چاہئے اور انسان کو جو مشقت پیش آ رہی ہو اس کو بیان کرنا بھی جائز ہے جبکہ بطور شکوہ کے نہ ہو۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تنگ دستی وبھوک کی تکالیف برداشت کیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے فضل سے غنائم کے دروازے کھول دیئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بغیر زادِ راہ اور تیاری کے جہاد کے لئے جاتے تھے بلکہ غزوہ کے دوران ان کی مشقت انتہا کو چھونے لگتی تھی۔

۵۰۱ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا" :مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ :قَالَ اَھْلُ اللُّغَۃِ وَالْغَرِیْبِ مَعْنٰی "قُوْتًا" : اَیْ مَا یَسُدُّ الرَّمَقَ۔

۵۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو اتنی روزی عنایت فرما جو جسم وجان کے رشتے کو باقی رکھ سکے۔ (بخاری ومسلم)

قُوْت :اتنی خوراک جس سے جان اور جسم کا رشتہ باقی رہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الرقاق' باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی اوائل کتاب الزہد والرقائق

**فوائد** : (۱) یہ جائز ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اس کا رزق بقدر کفایت ہو اور یہ مقام نبوت ہے۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت دنیا اور اس کی زینت کے لئے نہیں اور اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے تھے۔ آپ

ﷺ نے تو اللہ تعالیٰ کی فقر سے پناہ مانگی۔ کیونکہ فقر محتاجی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اس سے کفایت مانگ رہے ہیں۔ (۲) اگر مالداری حلال و جائز مال سے ہو تو وہ اس روایت کے خلاف نہیں مگر اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی شرط ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مالدار شکر گزار تھے (مثلاً عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما)

۵۰۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِیْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰی بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ - وَلَقَدْ قَعَدْتُ یَوْمًا عَلٰی طَرِیْقِهِمُ الَّذِیْ یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَعَرَفَ مَا فِیْ وَجْهِیْ وَمَا فِیْ نَفْسِیْ ثُمَّ قَالَ : "اَبَاهِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : "الْحَقْ" وَمَضٰی فَاتَّبَعْتُهُ ، فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلْتُ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ : "مِنْ اَیْنَ هٰذَا اللَّبَنُ" قَالُوْا : اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ - اَوْ فُلَانَةٌ - قَالَ : "اَبَاهِرٍّ" قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "الْحَقْ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ" قَالَ وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْیَافُ الْاِسْلَامِ لَا یَاْوُوْنَ عَلٰی اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلٰی اَحَدٍ ، وَكَانَ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَیْهِمْ وَلَمْ یَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَیْئًا وَّاِذَا اَتَتْهُ هَدِیَّةٌ اَرْسَلَ اِلَیْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِیْهَا ، فَسَآءَنِیْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ : وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِیْ اَهْلِ الصُّفَّةِ! كُنْتُ اَحَقَّ اَنْ اُصِیْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰی بِهَا فَاِذَا جَآءُوْا وَاَمَرَنِیْ فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِیْهِمْ وَمَا عَسٰی

۵۰۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مجھے قسم ہے اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں اپنا جگر زمین پر بھوک کی وجہ سے ٹیک دیتا تھا اور بعض وقت میں بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا۔ میں ایک دن اس راستہ پر بیٹھا جس سے لوگ مسجد نبوی سے نکل رہے تھے۔ پس ابوبکر کا گزر ہوا تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت اس لئے پوچھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں وہ گزر گئے انہوں نے ایسا نہ کیا پھر عمر گزرے میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے ان سے بھی اس لئے پوچھا کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں مگر وہ بھی گزر گئے انہوں نے ایسا نہ کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ آپؐ نے دیکھ کر تبسم فرمایا اور جو کچھ میرے دل اور چہرے پر تھا اس کو پہچان گئے۔ پھر فرمایا ابوہریرہ ہو! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا آؤ اور آپؐ چل پڑے۔ میں آپؐ کے پیچھے ہولیا۔ آپؐ گھر میں داخل ہوئے۔ پس میں نے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی۔ سو میں داخل ہوا۔ آپؐ نے ایک پیالے میں دودھ پایا۔ پس آپؐ نے فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے کہا آپؐ کے لئے فلاں مرد یا عورت نے ہدیتاً بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حضور حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ یہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کا کوئی گھر نہیں تھا، نہ مال اور نہ کسی کا سہارا، کچھ بھی نہ لیتے اور جب آپؐ کے پاس ہدیہ آتا تو آپؐ ان کی طرف بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے تناول فرماتے اور ان کو اس میں شریک کر لیتے۔ چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری۔

اَنْ يَّبْلُغَنِيْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِّنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا وَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ – قَالَ اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "خُذْ فَاَعْطِهِمْ" قَالَ فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْقَدَحَ فَاُعْطِيْهِ الْاٰخَرَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَاُعْطِيْهِ الْاٰخَرَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِىَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ اِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ "اَبَاهِرٍّ" قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : "بَقِيْتُ اَنَا وَاَنْتَ" قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ" فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ : "اشْرَبْ" فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ : "اشْرَبْ" حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا، قَالَ : "فَاَرِنِيْ" فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ"۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

میں نے دل میں کہا یہ دودھ اہل صفہ کا کیا کرے گا۔ میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ میں اس میں سے ایک مرتبہ اتنا پی لوں جس سے مجھے طاقت حاصل ہو جائے جب وہ آ جائیں گے اور آپؐ مجھے حکم دیں گے پس میں ان کو دوں گا۔ تو امید نہیں کہ اس دودھ میں سے مجھے کچھ پہنچے مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے کوئی چارۂ کار بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ آ گئے اور اجازت طلب کی۔ آپؐ نے ان کو اجازت دے دی وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ پیالہ لو اور ان کو دیتے جاؤ۔ چنانچہ میں نے پیالہ لیا اور ایک ایک کر کے میں آدمی کو دینے لگا بس وہ پیتا یہاں تک کہ وہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا بس میں دوسرے کو دے دیتا بس وہ بھی پی کر سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا۔ بس اگلے کو دیتا بس وہ بھی پیتا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو جاتا۔ پھر یہ پیالہ مجھے واپس کر دیتا۔ یہاں تک کہ میں حضورؐ تک پہنچ گیا بس سارے کے سارے لوگ سیراب ہو چکے ہیں۔ بس آپؐ نے پیالہ لے کر اپنے دست اقدس پر رکھا۔ پھر میری طرف تبسم سے دیکھتے ہوئے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں۔ پھر فرمایا اب میں اور تو باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھو اور پیو، بس میں بیٹھ گیا اور میں نے پیا۔ آپؐ نے فرمایا اور پیو بس میں نے پیا۔ آپؐ اشْرَبْ اشْرَبْ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا اب تو پیٹ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔ آپؐ نے فرمایا بس مجھے دکھاؤ۔ میں نے آپؐ کو پیالہ پیش کیا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور بسم اللہ پڑھی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاري في الرقاق ، باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه۔

**اللُّغَاتْ** : اعتمد بكبدى على الارض : میں اپنے پیٹ کو زمین سے ملاتا۔ لبيك : یہ تلبیہ ہے۔ الصفة : فقراء صحابہ رضی

اللہ عنہم کے قیام کے لئے مسجد نبوی کے آخر میں ایک چبوترہ تھا۔ القدح : جس برتن سے دو آدمی سیر ہوسکیں۔ مسلکاً : راستہ۔ وہ جہاں سے میرے پیٹ میں چل کر جائے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ فقراء صحابہ کرام کا کس قدر خیال فرماتے اور ان کی کتنی عزت کرتے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے معجزے سے کھانے کا مقدار میں بڑھ جانا اور یہ معجزہ متعدد بار پیش آیا۔ (۳) آپ ﷺ کے لئے ہدیہ کا جواز اور صدقہ کی حرمت ثابت ہو رہی ہے۔ (۴) پینے کے وقت بیٹھنا مستحب ہے اور جب پی کر فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور اس کی حمد کرنا مسنون ہے اور دوسرے کا بچا ہوا مشروب پینا مستحب ہے۔ (۵) مہمان کو مزید کھلانے اور پلانے کے لئے کہنا مستحب ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا بھی جائز ہے جب کہ اس میں حد سے نہ گزرے اگرچہ عام حالات میں کھانے میں تخفیف ہی افضل ہے۔

۵۰۳ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى حُجْرَةِ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَغْشِيًّا عَلَيَّ ، فَيَجِيْ ءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى عُنُقِيْ وَيَرٰى اَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَّمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِيْ اِلَّا الْجُوْعُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۰۳ : حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میری یہ حالت بھی ہوئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ تو آنے والے آتے اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتے اور یہ خیال کرتے کہ میں دیوانہ ہوں حالانکہ مجھے کچھ دیوانگی وغیرہ نہ تھی فقط بھوک ہوتی تھی۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الاعتصام، باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحض علی اتفاق اھل العلم وما اجمع علیہ الحرمان

**اللغات** : اخر : میں گر پڑا۔ مغشیاً علی : مجھ پر غشی طاری ہوئی۔ اغماء : اعضاء کے تعطل کے ساتھ شعور کا زوال۔ یضع رجلہ علی عنقی : اس طرح عادت تھی جس کے متعلق جنون کا گمان ہوتا یہاں تک کہ وہ افاقہ پالیتا۔

**فوائد** : (۱) رسول اللہ ﷺ سوال کرنے سے کس قدر گریزاں تھے کہ فقر کی یہ حالت اور اس پر صبر۔

۵۰٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فِيْ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۰۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ تیس صاع جَو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الجھاد، باب ما قیل فی درع النبی والمغازی ومسلم فی البیوع باب الرھن وجوازہ فی الحضر کالسفر بلفظ آخر

**اَللُّغَاتُ** : الدرع :ذرّہ۔مرهونة :رہن رکھا روکنا۔شرع میں کوئی چیز کسی کے پاس رکھ کر قرض لینا تا کہ قرضہ کی واپسی پر وہ چیز واپس کر دی جائے۔ یهودی :اس کا نام ابوالشحم تھا۔

**فوائد**: (۱) آپ ﷺ دنیا میں کثرت کے طالب نہ تھے بلکہ اس میں زہد اختیار فرمانے والے تھے۔ (۲) اہل کتاب سے معاملہ جائز ہے۔ آپ ﷺ نے یہودی سے قرض لیا اپنے صاحب حیثیت صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہیں لیا۔ اس سے یہودی سے قرض لینے کے جواز ثابت کرنا مقصود تھا یا ان کے پاس اس وقت نہیں تھا یا آپ ﷺ کو خطرہ ہوا کہ وہ عوض یا قیمت نہ لیں گے۔ (۳) جو آدمی قرض واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کو قرض لینا جائز ہے۔

٥٠٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعَهُ بِشَعِيْرٍ وَّمَشَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ ' وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : "مَا اَصْبَحَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَّلَا اَمْسٰى" وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الْاِهَالَةُ" بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ : الشَّحْمُ الذَّآئِبُ "وَالسَّنِخَةُ" بِالنُّوْنِ وَالْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَهِيَ الْمُتَغَيِّرَةُ۔

٥٠٥ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور چربی جس میں تغیر آ گیا وہ لے کر گیا۔ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام تو ایک صاع خوراک بھی نہیں اور بے شک آپؐ کے نو گھر تھے۔ (بخاری)

اِهَالَةُ : پگھلی ہوئی چربی۔
السَّنِخَةُ : تغیر والی۔

**تخریج** : رواه البخاری فی البیوع' باب شراء النبی صلی الله علیه وسلم بالنسية والرهن ' باب الرهن فی الحضر۔

**فوائد**: (۱) دنیا پر قدرت کے باوجود بطور تواضع آپ ﷺ کا دنیا کی قلیل مقدار پر گزارہ کرنا۔ (۲) آپ کی سخاوت اور جمع نہ کرنے نے زرہ کے رہن رکھنے تک پہنچا دیا۔

٥٠٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَآءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَّاِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٥٠٦ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ستر اہل صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جن پر اوڑھنے والی چادر یا تہبند تھا یا اوپر لینے والی چادر۔ جس کو وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے جن میں سے بعض کی چادریں آدھی پنڈلی تک اور بعض کی ٹخنوں تک۔ پس وہ اس کے دونوں اطراف کو اپنے ہاتھ سے اکٹھا کر کے رکھتے اس خطرے سے کہ کہیں ستر نہ ظاہر ہو جائے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب المساجد' باب نوم الرجال فی المسجد۔

اس روایت کی شرح ۴۶۹ میں گزری۔

۵۰۷ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۰۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الرقاق' باب کیف کان عیش النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه۔

**اللُّغَاتُ** : آدم جمع ادیم :رنگی ہوئی کھال۔ کیف : چھلکا۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کا سامان دنیا سے اعراض کرنا اور تھوڑی دنیا پر راضی رہنا۔

۵۰۸ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِيُّ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَا اَخَا الْاَنْصَارِ كَيْفَ اَخِيْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ : صَالِحٌ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ يَّعُوْدُهُ مِنْكُمْ؟ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَّلَا قُمُصٌ نَمْشِيْ فِيْ تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۰۸: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک انصاری آدمی آیا پس اس نے آپؐ کو سلام کیا۔ پھر وہ واپس چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انصاری بھائی۔ میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا ٹھیک ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ان کی عیادت کے لئے جائے گا۔ آپؐ اٹھے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم دس سے کچھ زائد تھے۔ ہمارے پاس نہ جوتے' نہ موزے تھے اور نہ ٹوپیاں اور قمیصیں تھیں۔ ہم پتھریلی زمین میں چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے گھر والے ان کے پاس سے ہٹ گئے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ اور جو ان کے ساتھ تھے وہ ان کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الجنائز باب عیادة المرضی

**اللُّغَاتُ** : یعودة :مریض کی تیمارداری کرنا۔ بضعة عشر : بضعه کا لفظ تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔ خفاف جمع خف : موزہ۔ قلانس جمع قلنسوة :ٹوپی۔ السباخ :شوریلی زمین۔ فاستاخر قومه من حوله : سعد کے دوست اور اہل وعیال ان کے اردگرد سے پیچھے ہٹ گئے تاکہ رسول اللہ ﷺ ان کے قریب ہوں۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی کمال تواضع اور فضیلت اور آپ کا اپنے صحابہ کرام کے بارے میں انتہائی مشفقانہ طرز کلام۔ اے میرے بھائی تو کیسا ہے۔ اس میں حضرت سعد کے لئے ان کے ایمان کی گواہی رسالت مآب ﷺ کی طرف پائی جاتی ہے۔ (۲) مستحب یہ

ہے کہ جو مریض سے پوچھے وہ جواب میں کہے میں اچھا ہوں۔ مریض کی عیادت کرنا مستحب ہے۔ (۳) صحابہ کرام کا زہد اور تھوڑے کپڑوں پر گزارا اور تیماردار کے لئے جگہ کا فراخ کرنا۔

۵۰۹ :وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : "خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ : فَمَا أَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ' وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ' وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۰۹ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمران کہنے لگے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرتؐ نے یہ دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی طلب کرنے کے بغیر ہی گواہی دیں گے اور خیانت کریں گے اور امانت دار نہ ہوں گے اور نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے۔ ان میں موٹاپا غالب ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخارى فى الشهادات ، باب لا يشهد على شهادة جور' فضل الصحابة و مسلم فى فضائل الصحابة ، باب افضل الصحابة ثم الذين يلونهم

**اللُّغَاتِ** : قرنی :قرن سوسال کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ والا ہی آپؐ کے صحابہ رضی اللہ کا زمانہ ہے۔ الذین یلونهم :تابعین کا زمانہ پھر تبع تابعین کا زمانہ۔ تابعین کے زمانہ کی انتہاء ۲۲۰ھ تک ہے۔ یخونون :حقوق میں کمی یا صاحب حقوق کے حق کو ضائع کرنا۔ امانت یہ خیانت کا عکس ہے۔ ینذرون: کسی ایسے فدیئے کو لازم کر لینا جو اصل شرع میں لازم نہ ہو۔ السمن :موٹاپا۔

**فوائد**: (۱) قرون ثلاثہ کے لوگوں کا بعد والوں پر مرتبہ اور یہ مجموعی لحاظ سے ہے بعض افراد کے لحاظ سے نہیں۔ (۲) پہلے تین زمانوں کے بعد نقص کا ظہور۔ یہ نبوت کی پیشین گوئیوں سے ہے کہ مسلمانوں کا نعمتوں میں مستغرق ہونا۔ شہوات میں حدود سے آگے نکلنا اور کثرت کلام کی وجہ سے موٹاپا ظاہر ہونا۔ اس زمانہ میں کھلے بندوں نظر آتا ہے۔ (۳) جھوٹی گواہی حرام ہے۔ حدیث میں شہادت کے لفظ کا یہی معنی ہے اور اس کے متعلق دیگر اقوال بھی ہیں۔ (۴) خیانت بہر صورت حرام ہے خواہ اللہ تعالیٰ کی امانت کو ضائع کر کے ہو یا لوگوں کی امانتوں کو۔ لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ نذروں کو وہ پورا کریں بشرطیکہ شرعی قواعد کے خلاف نہ ہوں۔

۵۱۰ :وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ وَإِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَّكَ ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۱۰ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے آدم کے بیٹے اگر تو زائد مال کو خرچ کرے گا تو وہ تیرے لئے بہت بہتر ہوگا اور اگر تو روک کر رکھے گا تو وہ تیرے لئے بہت برا ہوگا اور گزارے کے مال پر تمہیں ملامت نہ کی جائے گی۔ تم مال خرچ کرنے کی ابتداء ان سے کرو جن کے خرچ کی ذمہ داری تم پر ہے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی کتاب الزھد' باب الید العلیا خیر من الید السفلی۔

**اللغات** : الفضل :ضرورت سے زائد۔ ولا تلام :شرع کی طرف سے کوئی تعاب و ملامت نہ ہو۔ کفاف :ضرورت کی مقدار سے روکنا۔من تعول :جن کا خرچ تمہارے ذمہ ضروری ہے۔

**فوائد** : (۱) انسان کا اپنی ضرورت اور اہل و عیال کی ضرورت کے مطابق ذخیرہ کرنا جائز ہے۔(۲) حاجت سے زائد کو بھلائی اور نیکی کے کاموں پر صرف کر دینا چاہئے۔ بعض اوقات اس کا روکنا نقصان دہ ہے کہ جب لوگوں میں ایسے حاجت مند پائے جائیں جن کے پاس جان بچانے کی مقدار۔کھانے کے بھی محتاج ہوں (۳) انسان کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنے عیال کے خرچ ضروریہ پر صرف کرے کیونکہ ان پر خرچ کرنا فرض عین ہے اور دوسروں پر اس مال کا صرف کرنا فرض کفایہ یا سنت ہے۔(۴) حق زکوۃ سے زیادہ اگر چہ صرف کرنا واجب نہیں لیکن زائد کا خرچ کرنا بہترین حالت کی نشاندہی کرتا ہے۔

۵۱۱ : وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْاَنْصَارِيِّ الْخَطْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَا فِيْرِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

" سِرْبِهٖ " بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ اَیْ نَفْسِهٖ ' وَقِيْلَ قَوْمِهٖ۔

۵۱۱ : حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی قوم میں اس حال میں صبح کرے کہ وہ امن سے ہو اور تندرست ہو اور اس کے پاس اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کے لئے تمام دنیا تمام ساز و سامان کے ساتھ جمع کر دی گئی ہے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

سِرْبِهٖ :اپنی ذات یا قوم۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی کتاب الزھد ' باب من بات امنا فی سربه

**اللغات** : سربه : راستہ۔ قوت یومه : جن چیزوں کی کھانے پینے میں انسان کی ضرورت ہے۔ حیزت : جمع کی گئی۔ **بحذافیرھا** :تمام اطراف کے ساتھ۔

**فوائد** : (۱) جس انسان کو امن اور کفایت رزق میسر ہو تو اس کو دنیا کی بھلائی میسر آ گئی اور اس کے بعد اضافہ کا طلب کرنا اس کی کثرت چاہنے کے لئے ہے اور کبھی تو اس کا شکریہ وہ ادا نہیں کرتا اور کبھی وہ اللہ تعالیٰ سے اس کو پھیر دیتی ہے۔

۵۱۲ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۱۲ : حضرت عبد اللہ بن عمر عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام لایا وہ کامیاب ہو گیا اور اس کا رزق بقدرِ کفایت ملتا رہا اور اللہ نے اس کو جو دیا اس پر قناعت فرمائی۔(مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في كتاب الزكاة' باب في الكفاف والقناعه

**اللُّغَات** : افلح : کامیاب ہوا۔ کفافا : ضرورت کی مقدار۔ قنعه : قناعت ورضاء دی۔

**فوائد** : (۱) تمام بھلائیوں کی قبولیت کے لئے بنیاد اسلام ہے۔ (۲) جب انسان کے پاس رزق بقدر ضرورت ہوتو وہ اس کو ذلت سے محفوظ اور سرکشی سے باز رکھتا ہے اور غناء کی اصل تو قناعت ہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے مالداری کثرت سامان سے نہیں بلکہ اصل غناء نفس کا غناء ہے۔

۵۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ فَضَالَۃَ ابْنِ عُبَیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : طُوْبٰی لِمَنْ ھُدِیَ لِلْاِسْلَامِ وَکَانَ عَیْشُہٗ کَفَافًا وَّقَنِعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۵۱۳ : حضرت ابومحمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس آدمی کو خوش خبری ہو جس کو اسلام کی طرف ہدایت ملی اور اس کا گزر اوقات مناسب ہے اور وہ قناعت کرنے والا ہے۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذي في كتاب الزهد' باب ما جاء في الكفاف

**اللُّغَات** : طوبیٰ: جنت کا نام ہے۔ بعض نے کہا جنت کے ایک درخت کا نام ہے۔ یہ الطیب سے فعلی کا مخذر ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ جنت کا ایک درخت ہے۔ ھدی : رہنمائی کی گئی' توفیق دی گئی۔

**فوائد** : (۱) آدمی کی اصل سعادت دین کا کمال ہے اور اس کے گزر اوقات کا مناسب ہونا اور جو اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر راضی ہونا ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ بدبختی جمع کرنے اور انسان کو بارگاہ الٰہی سے پھیرنے اور آخرت سے غافل کرنے والی ہے۔

۵۱۴ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَۃَ طَاوِیًا وَّاَھْلُہٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَآءً ' وَّکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِھِمْ خُبْزَ الشَّعِیْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۵۱۴ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن متواتر بھوکے گزار دیتے تھے اور آپؐ کے گھر والوں کو بھی شام کا کھانا میسر نہ ہوتا تھا اور آپؐ کی اکثر روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذي في كتاب الزهد' باب ما جاء في معيشة النبي صلى الله عليه وسلم

**اللُّغَات** : طاویاً : خالی پیٹ جس نے کچھ نہ کھایا ہو۔ عشاء : رات کے وقت کھایا جانے والا کھانا۔ بعض نے کہا زوال کے بعد کھایا جانے والا کھانا۔

**فوائد** : (۱) سابقہ روایت کی طرح آپ ﷺ کا زہد اور کفاف ظاہر ہوتا ہے۔

۵۱۵ : وَعَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

۵۱۵ : حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ - وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ : هٰؤُلَآءِ مَجَانِيْنُ فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ : "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

"اَلْخَصَاصَةُ" اَلْفَاقَةُ وَالْجُوْعُ الشَّدِيْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بعض لوگ قیام میں بھوک کی وجہ سے گر پڑتے اور وہ اصحابِ صفہ میں سے ہوتے۔ یہاں تک کہ بعض دیہاتی یہ کہتے تھے کہ یہ پاگل ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر ان کی طرف منہ پھیرتے تو فرماتے اگر تم جان لو جو اللہ کے ہاں تمہارے لئے بدلہ ہے تم پسند کرتے کہ تم اس سے بھی زیادہ فاقے اور حاجت میں مبتلا ہوتے۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْخَصَاصَةُ: فاقہ اور بھوک۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی الزهد' باب ما جاء فی معیشة اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم

**اللغات** : من قامتهم :قیام کی حالت سے۔ الاعراب : دیہات کے عرب۔ فاقة : حاجت وضرورت۔

**فوائد** : (۱) فاقہ کش لوگوں سے ہمدردی اور ان کے صبر کرنے پر ثواب کی بشارت اور ان کا سوال سے بچنا اور شاندار مجاہدہ ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) اس سے یہ تاثر ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ صاحب ثروت صحابہ ان کی امداد سے اعراض کرتے تھے بلکہ ان کے دوسروں سے سوال نہ کرنے اور عام لوگوں کو ان کے حالات کا علم نہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ (۳) اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ فقر کی حالت میں باقی رہنے کو رغبت رکھتے تھے۔ بلکہ وہ آخرت کے باقی رہنے والے اجر کو دنیا کے زائل ہونے والے سامان کے مقابلہ میں ترجیح دیتے تھے۔

۵۱۶ : وَعَنْ اَبِيْ كَرِيْمَةَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مَلَاَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَهٗ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِّشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِّنَفَسِهٖ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"اُكُلَاتٌ" :اَيْ لُقَمٌ۔

۵۱۶ : حضرت ابوکریمہ مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے زیادہ بُرا نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لئے اتنے ہی لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا کر دیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو تیسرا حصہ کھانے کے لئے' تیسرا پینے کے لئے اور تیسرا سانس کے لئے (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

اُكُلَاتٌ : چند لقمے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب الزهد' باب ما جاء فی کراهیة کثرة الاکل

**اللغات** : بحسب :کافی ہے۔ صلبه :ان کی پشت۔ لامحاله :لازماً۔

**فوائد** : (۱)تھوڑے کھانے کی طرف رغبت دلائی گئی ہے کیونکہ زیادہ کھانا جوڑوں کے درداور صحت کے بگاڑ کا سبب ہے۔

۵۱۷ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ ذَکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ" اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ یَعْنِی التَّقَحُّلَ – رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

"اَلْبَذَاذَةُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَیْنِ الْمُعْجَمَتَیْنِ وَهِیَ رَثَاثَةُ الْهَیْئَةِ وَتَرْكُ فَاخِرِ اللِّبَاسِ وَاَمَّا "التَّقَحُّلُ" فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ :قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْمُتَقَحِّلُ هُوَ الرَّجُلُ الْیَابِسُ الْجِلْدِ مِنْ خُشُوْنَةِ الْعَیْشِ وَتَرْكِ التَّرَفُّهِ۔

۵۱۷ : حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے' بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے یعنی تکلفات کو چھوڑنا۔(ابوداؤد)

اَلْبَذَاذَةُ : پراگندہ حال اور قیمتی لباس کا چھوڑنا۔

اَلتَّقَحُّلُ : اس آدمی کو کہتے ہیں کہ تنگ دستی اور خوش عیشی کو چھوڑنے کی وجہ سے جس کا چمڑا سوکھا ہوا ہو اور کم کھانے کی وجہ سے چہرہ جھریوں والا ہو جائے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اول کتاب الترجل

**فوائد** : (۱)زندگی میں خوشحالی کی ترغیب دی گئی مگر دنیا کی زینت اور تعیش میں تھوڑی مقدار کا حکم دیا۔کیونکہ لذت میں کھلی چھٹی بسا اوقات کمال دین کے حصول میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور مال اور نفس کے ساتھ جس جہاد کا حکم ہے اس سے انسان کو آڑے بن جاتا ہے۔(۲)آخرت کی طلب میں نفس پر یہ مشقت ڈالنا اور واجبات پر قائم رہنا یہ ایمان کے مظاہر میں سے ہے۔مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی نظافت کو چھوڑ دے اس لئے کہ نظافت تو ایمان کا حصہ ہے جیسا حدیث میں وارد ہے:**الطھور شطر الایمان** جس طرح ایسی تزئین جو تکبر و بڑھائی سے خالی ہو ممنوع نہیں۔

۵۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ :بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَمَّرَ عَلَیْنَا اَبَا عُبَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ نَتَلَقّٰی عِیْرًا لِّقُرَیْشٍ وَّزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ لَّمْ یَجِدْ لَنَا غَیْرَهُ – فَکَانَ اَبُوْعُبَیْدَةَ یُعْطِیْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً – فَقِیْلَ : کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ نَمَصُّهَا کَمَا یَمَصُّ الصَّبِیُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَیْهَا مِنَ الْمَاءِ فَتَکْفِیْنَا یَوْمَنَا اِلَی

۵۱۸ : حضرت ابوعبد اللہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستے میں بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا۔ہم قریش کے قافلے کا تعاقب کریں۔ہمیں ایک تھیلہ کھجوروں کا دیا۔اس کے علاوہ اور کوئی چیز آپؐ کو مہیا نہ ہوئی۔حضرت ابوعبیدہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے رہے ان سے کہا گیا پھر تم کیسے گزارہ کرتے رہے؟ انہوں نے کہا ہم اس کو چوس لیتے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پی لیتے تھے۔پس وہ ہمارے پورے دن سے رات تک کافی ہو جاتا

اللَّيْلِ ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَآءِ فَنَأْكُلُهُ قَالَ : وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ فَاَتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَآبَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ :مَيْتَةٌ ، ثُمَّ قَالَ : لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا ، فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَّنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهٖ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْطَعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ ، وَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهٖ وَاَخَذَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهٖ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَّعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهٖ وَشَائِقَ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ : هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟" فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَاَكَلَهٗ ـ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

"الْجِرَابُ" : وِعَاءٌ مِّنْ جِلْدٍ مَعْرُوْفٌ ، وَهُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ قَوْلُهٗ "نَمَصُّهَا" بِفَتْحِ الْمِيْمِ "وَالْخَبَطُ" وَرَقُ شَجَرٍ مَّعْرُوْفٍ تَاْكُلُهُ الْاِبِلُ۔ "وَالْكَثِيْبُ" : التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ وَ "الْوَقْبُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ وَهُوَ نُقْرَةُ

اور ہم لاٹھیوں سے درخت کے پتے جھاڑتے۔ پھران کو پانی سے تر کر کے اس کو کھا لیتے تھے۔ ہم چلتے چلتے ساحل سمندر تک پہنچے۔ تو ہمارے سامنے رات کے ایک بڑے ٹیلے کی طرح ایک چیز ظاہر ہوئی جب ہم اس کے پاس آئے تو وہ جانور تھا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا یہ مردار ہے پھر کہا نہیں بلکہ ہم تو اللہ کے رسول کے قاصد ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں اور تم مجبوری تک پہنچ چکے ہوں پس تم اس کو کھاؤ۔ پس ہم نے ایک مہینہ اس کے گوشت پر گزارا کیا ہماری تعداد تین سو تھی۔ ہم گوشت کھا کر موٹے ہو گئے اور ہم اس کی آنکھ کے خول سے چربی کے ڈول نکالتے تھے اور بیل کے برابر اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لیا اور اس کی آنکھ کے ایک گڑھے میں بٹھایا اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو پکڑ کر اس کو کھڑا کیا پھر ہم نے اپنے پاس موجود سب سے بڑے اونٹ پر کجاوہ باندھا تو وہ اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔ ہم نے زادِراہ کے طور پر اس کے گوشت کے ٹکڑے لئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا وہ رزق تھا جس کو اللہ نے تمہارے لئے نکالا۔ کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے ہے وہ ہمیں بھی کھلاؤ۔ پس ہم نے ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جس کو آپؐ نے تناول فرمایا۔ (مسلم)

اَلْجِرَابُ : چمڑے کا تھیلا۔
نَمَصُّهَا: ہم چوس لیتے۔
اَلْخَبَطُ: مشہور درخت کے پتے جسے اونٹ کھاتا ہے۔
اَلْكَثِيْبُ :ریت کا ٹیلہ۔
اَلْوَقْبُ : آنکھ کا خول یا گڑھا۔
اَلْقِلَالُ : گھڑا۔

الْعَیْنِ۔ "وَالْقِلَالُ" الْجِرَارُ "الْفِدَرُ" بِكَسْرِ الْفَآءِ وَفَتْحِ الدَّالِ : الْقِطَعُ۔ "رَحَلَ الْبَعِيْرَ" بِتَخْفِيفِ الْحَآءِ : اَیْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ "الْوَشَائِقُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ :اللَّحْمُ الَّذِیْ قُطِعَ لِيُقَدَّدَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

الْفِدَرَ: ٹکڑا۔ رَحَلَ الْبَعِيْرَ: اونٹ پر کجاوہ ڈالنا۔ الْوَشَائِقُ : سکھانے کے لئے گوشت کے جو ٹکڑے کئے جائیں انہیں کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الصید الذبائح ومایو کل من الحیوان باب اباحة میته البحر

**اللغات** : عیراً : قافلہ جو کھانے پینے کا سامان لاتا ہو۔ العنبر : یہ ایک مچھلی ہے جس کی لمبائی پچاس ہاتھ تک ہوتی ہے۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زہد و تقویٰ اور قلیل مقدار میں دنیا پر صبر اور بھوک اور تنگ گزران پر اکتفاء ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ایک کھجور ایک آدمی کے لئے پورا دن کافی ہو جاتی۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ اس ایک کھجور میں اپنی برکت اتار دیتے۔ (۳) سیر ہونا کھانے کے ساتھ لازم نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو کھانا کھا لینے کے بعد ظاہر ہوتا۔ کبھی اللہ تعالیٰ یہ صفت قلیل کھانے کے بعد بھی پیدا فرما دیتے ہیں تاکہ قدرت ظاہر ہو۔ (۴) اجتہاد جائز ہے اور اجتہاد میں تبدیلی بھی درست ہے۔ پہلے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مچھلی کھانے سے منع فرمایا پھر کھانے کا حکم دیا۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے کس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نگہداشت اور اکرام و احترام فرمایا کہ ان کو یہ رزق میسر فرمایا اس لئے کہ ان کی ضرورت اور اخلاص سے وہ واقف تھا۔

۵۱۹ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : "كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الرُّسْغِ " رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"الرُّصْغُ" بِالصَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّيْنِ اَيْضًا: هُوَ الْمُفْصَلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ۔

۵۱۹ : حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کی آستین (بازو کے) پاکچے تک تھیں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

الرُّصْغُ : سین اور صاد دونوں کے ساتھ۔ ہتھیلی اور کلائی کا درمیان والا جوڑ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی کتاب اللباس ' باب ما جاء فی القمیص' والترمذی فی کتاب اللباس ' باب ما جاء فی القمص۔

**فوائد** : (۱) بعض اوقات لمبے کپڑے تکبر پیدا کرتے ہیں اور جلدی چلنے پھرنے سے بھی مانع بن جاتے ہیں۔ (۲) اسی طرح بالکل چھوٹے کپڑے سردی اور گرمی کی ایذاء سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ پس بہترین معاملات درمیانے درجے کے ہوتے ہیں اور وہ وہی ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ ہیں۔

۵۲۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاءُ وْا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ ـ فَقَالَ : "اَنَا نَازِلٌ" ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ اَوْ اَهْيَمَ ، فَقُلْتُ ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ ، فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مَّا فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَّعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنْتُ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيْ قَدْ كَادَتْ تَنْضَجُ فَقُلْتُ طُعَيْمٌ لِّيْ فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ ، قَالَ : "كَمْ هُوَ؟" فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ "كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَّهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ" فَقَالَ "قُوْمُوْا" فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ ، وَيْحَكِ قَدْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَمَنْ مَّعَهُمْ قَالَتْ : هَلْ سَاَلَكَ؟ قُلْتُ : نَعَمْ قَالَ : "اُدْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا" فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ

۵۲۰ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق کے دن خندق کھود رہے تھے۔ ایک سخت چٹان سامنے آ گئی۔ صحابہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یہ چٹان خندق میں ہمارے لئے رکاوٹ بن گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں خود اترتا ہوں۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے تو اس حال میں کہ آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہمارے تین دن ایسے گزرے تھے کہ ہم نے کوئی چکھنے والی چیز نہ چکھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے کدال لے کر چٹان پر ماری جس سے وہ ریت کے ٹیلے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے آپؐ گھر جانے کی اجازت دیں۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو کہا میں نے آنحضرت ﷺ کی ایسی حالت دیکھی ہے جس پر صبر نہیں کیا جا سکتا۔ کہا تیرے پاس کوئی چیز ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس میں جَو کو پیسا۔ یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آٹا تیار تھا اور ہنڈیا چولہے پر پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کیا تھوڑا سا کھانا میرے پاس ہے۔ پس آپ رسول اللہ ﷺ اٹھیں اور ساتھ ایک دو آدمی اور لے لیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ کتنا ہے۔ میں نے ذکر کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا بہت ہے اور عمدہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیوی کو جا کر کہو کہ ہنڈیا کو نیچے نہ اتارے اور روٹی کو تنور سے نہ نکالے جب تک میں نہ آ جاؤں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اٹھو چنانچہ مہاجرین و انصار کھڑے ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا خدا تیرا بھلا کرے۔ حضور بمع مہاجرین و انصار کے اور جوان کے ساتھ ہیں تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم سے حضور نے پوچھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا داخل ہو جاؤ اور تنگی مت کرو۔ پھر آنحضرت ﷺ روٹی کو توڑ کر اس پر گوشت رکھتے اور ہنڈیا اور تنور کو ڈھانپ دیتے جب اس سے روٹی اور سالن لے لیتے اور صحابہ

حَتّٰی شَبِعُوْا وَبَقِیَ مِنْهُ فَقَالَ : "كُلِیْ هٰذَا وَاَهْدِیْ فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِیِّ ﷺ خَمَصًا فَانْكَفَاْتُ اِلَى امْرَاَتِیْ فَقُلْتُ : هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ؟ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا، فَاَخْرَجَتْ اِلَیَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ اِلٰى فَرَاغِیْ وَقَطَّعْتُهَا فِیْ بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : لَا تَفْضَحْنِیْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ مَّعَهُ ، فَجِئْتُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ ، فَصَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ : اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ" فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰی اَجِیْءَ" فَجِئْتُ وَجَآءَ النَّبِیُّ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰی جِئْتُ امْرَاَتِیْ فَقَالَتْ : بِكَ وَبِكَ! فَقُلْتُ : قَدْ فَعَلْتُ الَّذِیْ قُلْتِ ، فَاَخْرَجَتْ عَجِيْنًا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ : "اُدْعِیْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِیْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا" وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰی تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِیَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ

کی طرف بھیج دیتے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور اس میں سے کچھ بچ گیا۔ پھر فرمایا تو بھی اس میں سے کھا لے ہدیہ بھی بھیج دے لوگ بھوکے ہیں۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے حضور ﷺ کو بھوک کی حالت میں پایا۔ پس میں اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور اسکو کہا کہ کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے وہ میرے پاس ایک تھیلا نکال کر لائی جس میں جو تھے ہمارے پاس بکری کا ایک پالتو بچہ تھا۔ پس میں نے اس کو ذبح کیا اور بیوی نے جو پیس لئے میرے فارغ ہونے تک وہ بھی فارغ ہو گئی۔ میں نے گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا چلتے ہوئے میری بیوی نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کے کان میں بات کی۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ہم نے ایک بکری کا چھوٹا سا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں۔ پس آپؐ اور کچھ آدمی آپؐ کے ساتھ آ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے۔ پس تم سب آؤ۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا تم اپنی ہانڈی چولہے سے ہرگز نہ اتارنا اور آٹے سے روٹیاں نہ بنانا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ چنانچہ میں گھر آیا اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے پہلے تشریف لائے یہاں تک کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس نے کہا یہ تو نے کیا کیا! میں نے کہا میں نے تو وہ کہا جو تم نے کہا۔ اس نے آٹا نکالا اور آنحضرت ﷺ نے اس میں لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپؐ ہماری ہنڈیا کی طرف تشریف لائے اس میں بھی لعاب دہن ملایا اور برکت کی دعا کی۔ پھر میری بیوی کو فرمایا تو ایک اور روٹی پکانے والی کو بلا لے تا کہ وہ تیرے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہنڈیا میں سے سالن پیالے میں ڈالتی جاؤ اور

كَمَا هُوَ۔

قَوْلُهٗ "عَرَضَتْ كُدْيَةٌ" بِضَمِّ الْكَافِ وَاِسْكَانِ الدَّالِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتُ: وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ صُلْبَةٌ مِّنَ الْاَرْضِ لَايَعْمَلُ فِيْهَا الْفَاسُ "وَالْكَثِيْبُ" اَصْلُهٗ تَلُّ الرَّمْلِ وَالْمُرَادُ هُنَا صَارَتْ تُرَابًا نَاعِمًا وَّهُوَ مَعْنٰى "اَهْيَلَ" "وَالْاَثَافِيْ" : اَلْاَحْجَارُ الَّتِيْ يَكُوْنُ عَلَيْهَا الْقِدْرُ۔ "وَتَضَاغَطُوْا" : تَزَاحَمُوْا۔ "وَالْمَجَاعَةُ" : اَلْجُوْعُ وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ۔ "وَالْخَمَصُ" بِفَتْحِ الْخَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ وَالْمِيْمِ : اَلْجُوْعُ۔ "وَانْكَفَاْتُ" اِنْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ. "وَالْبُهَيْمَةُ" بِضَمِّ الْبَاءِ تَصْغِيْرُ بُهْمَةٍ وَّهِيَ : الْعَنَاقُ۔ بِفَتْحِ الْعَيْنِ "وَالدَّاجِنُ هِيَ الَّتِيْ اَلِفَتِ الْبَيْتَ" "وَالسُّوْرُ" : اَلطَّعَامُ الَّذِيْ يُدْعَى النَّاسُ اِلَيْهِ وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَحَيَّهَلًا" : اَيْ تَعَالَوْا وَقَوْلُهَا "بِكَ وَبِكَ" اَيْ خَاصَمَتْهُ وَسَبَّتْهُ لِاَنَّهَا اعْتَقَدَتْ اَنَّ الَّذِيْ عِنْدَهَا لَا يَكْفِيْهِمْ فَاسْتَحْيَتْ وَخَفِيَ عَلَيْهَا مَا اَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى بِهٖ نَبِيَّهٗ ﷺ مِنْ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْاٰيَةِ الْبَاهِرَةِ۔ "بَسَقَ" : اَيْ بَصَقَ۔ وَيُقَالُ اَيْضًا : بَزَقَ ثَلَاثُ لُغَاتٍ "وَعَمَدَ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ :اَيْ قَصَدَ ۔ "وَاقْدَحِيْ" اَيْ اغْرِفِيْ وَالْمِقْدَحَةُ الْمِغْرَفَةُ - "وَتَغِطُّ" اَيْ لِغَلَيَانِهَا صَوْتٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ہنڈیا کو چولہے سے مت اتارو۔ صحابہ کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مجھے اللہ کی قسم ہے ان سب نے کھایا یہاں تک کہ کھانا چھوڑ کر واپس چلے گئے اور ہماری ہنڈیا اسی طرح بھری ہوئی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا اس طرح تھا اور آٹے سے اس طرح روٹیاں بنائی جا رہی تھیں جس طرح وہ پہلے تھا۔

عَرَضَتْ كُدْيَةٌ: زمین کا سخت ٹکڑا جس میں کدال اثر نہ کرے۔

الْكَثِيْبُ: اصل معنی ریت کا ٹیلہ یہاں مراد نرم مٹی اور اَهْيَلَ بھی یہی معنی ہے۔

الْاَثَافِيْ: وہ پتھر جن پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے۔

تَضَاغَطُوْا: کا معنی بھیڑ کرنا۔

الْمَجَاعَةُ : بھوک۔

الْخَمَصُ : بھوک۔

انْكَفَاْتُ: میں لوٹا۔

الْبُهَيْمَةُ : یہ بُهْمَةٍ کی تصغیر ہے جس کا معنی بکری کا بچہ۔

الدَّاجِنُ : پالتو۔

السُّوْرُ: دعوت کا کھانا یہ فارسی کا لفظ ہے۔

حَيَّهَلًا : آؤ۔ بِكَ وَبِكَ : اس نے اس سے جھگڑا کیا اور سخت سست کہا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جو اس کے پاس کھانا ہے وہ ان کو کافی نہ ہوگا اس لئے ان کو حیا آئی۔ مگر ان پر وہ چیز مخفی تھی جس معجزے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو عزت عنایت فرمائی۔ بَسَقَ: سین اور صاد دونوں کے ساتھ اور بَزَقَ تینوں کا معنی تھوکنا۔ عَمَدَ : اس نے ارادہ کیا۔ وَاقْدَحِيْ : چمچے سے ڈالو۔ الْمِقْدَحَةُ : چمچہ۔ تَغِطُّ: ہانڈی کے اُبلنے کی آواز۔

واللہ اعلم

**تخریج** : رواه البخاری فی المغازی باب غزوة الخندق و مسلم فی كتاب الاشربة باب جواز استتباعه غيره الى من دار من يثق رضاه بذالك۔

**اللُّغَاتُ** : غزوة الخندق : یہ غزوہ ہجرت کے پانچویں سال میں پیش آیا۔ بعض کہتے ہیں چوتھے سال پیش آیا۔ ولا تذوق ذوقا : ہم کھانا نہیں کھاتے۔

**فوائد** : (۱) رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ کام میں شرکت فرماتے اور ان پر شفقت و محبت کا کس قدر اظہار فرماتے۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھوک کو برداشت کرنا اور سخت تھکاوٹ کے باوجود قائم رہنا اور آپ ﷺ کے ساتھ ان کی محبت۔ (۳) کھانے کا زیادہ ہونا یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جو بارہا ظاہر ہوا۔ (۴) ہدیہ مستحب ہے اور خاص طور پر جبکہ بھوک اور حاجت شدیدہ ہو۔

۵۲۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ : قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ : نَعَمْ ' فَقَالَ : "اَلِطَعَامٍ" فَقُلْتُ : نَعَمْ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ ' فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : يَا اُمَّ سُلَيْمٍ : قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ – فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ

۵۲۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا میں نے حضور ﷺ کی آواز میں کچھ کمزوری محسوس کی۔ میرا خیال ہے کہ بھوک کی وجہ سے تھی کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا ایک دوپٹہ لے کر ایک کنارے میں روٹی لپیٹی پھر اس کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا کر دوپٹے کا کچھ حصہ میرے اوپر ڈال دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ لے کر گیا تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے میں ان کے پاس جا کر کھڑے ہو گیا پس مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا کھانے کے لئے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو پس وہ سب چل دیئے اور میں ان کے آگے آگے چلتا رہا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ کے پاس پہنچا اور اس کو اس کی اطلاع دی۔ ابوطلحہ نے کہا اے ابوسلیم حضور لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو ہم ان سب کو کھلائیں۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ ابوطلحہ چلے یہاں تک کہ حضور ﷺ سے جا ملے۔ حضور ﷺ ان کے ساتھ تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں دونوں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوسلیم جو تمہارے پاس ہے وہ میرے پاس لے آؤ' وہ وہی روٹیاں لے کر آئے۔

سُلَيْمٍ" فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ ' فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ : ثُمَّ قَالَ : "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ' ثُمَّ قَالَ : "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشَرَةٌ وَّيَخْرُجُ عَشَرَةٌ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَكَلُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكُوْا سُؤْرًا – وَفِيْ رِوَايَةٍ : ثُمَّ اَفْضَلُوْا مَا بَلَّغُوْا جِيْرَانَهُمْ – وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَوَجَدْتُهٗ جَالِسًا مَعَ اَصْحَابِهٖ وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهٗ بِعِصَابَةٍ فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ : لِمَ عَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَهٗ؟ فَقَالُوْا : مِنَ الْجُوْعِ ' فَذَهَبْتُ اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ وَهُوَ زَوْجُ اُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَقُلْتُ يَا اَبَتَاهُ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَبَ بَطْنَهٗ بِعِصَابَةٍ فَسَاَلْتُ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَقَالُوْا مِنَ الْجُوْعِ فَدَخَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى اُمِّيْ فَقَالَ : هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ عِنْدِيْ كِسَرٌ مِّنْ خُبْزٍ

آنحضرت ﷺ نے اس کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اُم سلیم نے اس پر گھی کی کپی نچوڑ دی اور اس کا سالن بنا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں وہ کہا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ یعنی دعائے برکت فرمائی پھر فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کی اجازت دو۔ پس ابوطلحہ نے ان کو اجازت دی۔ پس انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے پھر نکل گئے۔ پھر فرمایا دس اور کو اجازت دو۔ یہاں تک کہ تمام نے کھالیا اور سیر ہو گئے۔ لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دس دس داخل ہوتے اور نکلتے رہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایسا نہ رہا جو داخل نہ ہوا ہو اور اس نے کھایا اور سیر نہ ہوا ہو۔ پھر اس کھانے کو جمع کیا گیا تو وہ اسی طرح تھا جیسا کہ کھانے سے پہلے تھا اور ایک روایت میں ہے کہ دس دس نے کھایا یہاں تک کہ ایسا اسی آدمیوں نے کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے بعد میں تناول فرمایا اور گھر والوں نے کھایا اور بچا ہوا کھانا چھوڑا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر انہوں نے اتنا کھانا بچایا کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں کو پہنچایا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپؐ کو اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا۔ آپؐ نے اپنے پیٹ کو ایک پٹی سے باندھ رکھا تھا۔ میں نے آپؐ کے بعض اصحاب سے کہا کہ آپؐ نے اپنے پیٹ پر کیونکر پٹی باندھی ہے؟ انہوں نے کہا بھوک کی وجہ سے۔ میں ابوطلحہ کے پاس گیا یہ اُم سلیم بنت ملحان کے خاوند ہیں۔ پس میں نے کہا ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پٹی سے اپنے پیٹ کو باندھنے والے ہیں۔ پس میں نے آپؐ کے بعض صحابہ سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتلایا کہ بھوک کی وجہ سے پٹی باندھ رکھی ہے۔ پس ابوطلحہ میری والدہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا کوئی چیز موجود ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور کچھ کھجوریں ہیں۔ اگر رسول

وَتَمَرَاتٌ ، فَاِنْ جَآءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ اَشْبَعْنَاهُ ، وَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ مَعَهٗ قَلَّ عَنْهُمْ۔ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔

اللہ ﷺ ہمارے پاس اکیلے تشریف لے آئیں تو ہم آپؐ کو سیر کر سکتے ہیں اور اگر آپؐ کے ساتھ دوسرے آ جائیں تو ان سے کم رہ جائے گا اور باقی حدیث کا ذکر کیا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الانبیاء ، باب علامات النبوۃ فی الاسلام وفی المساجد والاطعمۃ والایمان والنذور ومسلم فی الاشربۃ، باب جواز استتباعہ غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذلک۔

**اللغات** : خمار : دوپٹہ۔ دسته : اس کو داخل کیا۔ وردنی ببعضه : کچھ دوپٹہ مجھے دوہرا کر کے دیا۔ هلمی : تو حاضر ہو۔ عكة : گھی اور شہد کی مشک۔ ادمته : میں نے اس کے اوپر والے حصے کو تر کر دیا۔ حیاها : تمام کے کھانے کے بعد اس کو جمع کیا۔ مثلها : کھانے سے پہلے جس حالت میں تھا۔ سوراً : بقیہ کھانا، جوٹا کھانا۔ افضلوا : بچا دیا۔ ما بلغوا جیرانهم : ہدیہ کے طور پر ان کے ہاں بھیجا۔ عصب : پٹی۔ یا ابتاه : ادب کے طور پر کہا اے میرے ابا جی۔ ورنہ ابوطلحہ تو ام سلیم والدہ انس کے خاوند ہیں۔ کسر : ٹکڑے یہ لفظ کسرۃ کی جمع ہے۔

**فوائد**: (۱) سابقہ افادات ملاحظہ ہوں۔ یہ بھی آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

**ضروری نوٹ** : باب زہد کا اختتام ہے۔ اس لئے ہم چند گزارشات کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) اسلام مال سے محروم نہیں کرتا اور نہ ان پاکیزہ چیزوں سے فائدہ سے روکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں اور اسلام ایسا کرتا بھی کیوں۔ وہ تو وہی دین ہے جس نے پختہ طور پر یہ بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جو کچھ پیدا فرمایا وہ انسانی مصلحت کے لئے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ چونکہ علیم و خبیر ہیں اور جانتے ہیں کہ انسان کی طبع میں اسراف اور مال کی کثرت کی طلب پائی جاتی ہے۔ اس اسراف تکثیر کی خواہش صحیح مقام پر رکھنے کے لئے علاج کے طور پر زہد فی الدنیا اور مال کی طرف رغبت سے اعراض کی تعلیم دی اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا تا کہ اس کے نتیجہ میں طلب دنیا میں اعتدال پیدا ہو جائے اور دنیا اس کو گناہ اور حرام مال کے کھانے میں مبتلا نہ کر دے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اگر دنیا سے اعراض کرنے اور اس سے بلند ہونے کی طاقت رکھتے ہوتے تو وہ کر ڈالتے۔ خصوصاً جبکہ اسلام کو فارغ لوگوں کی ضرورت تھی اور اسلام جاہلیت کے مخالف قوت بن کر ابھر رہا تھا۔ عام لوگ تو ویسے بھی اس کی طاقت نہیں رکھتے اور ان سے دنیا کی محبت میں اعتدال سے بڑھ کر کسی چیز کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ تم کھاؤ پیو اور حد سے مت بڑھو وہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتے!

## ۵۷ : بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِي الْمَعِيْشَةِ وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السُّؤَالِ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

## باب : قناعت و میانہ روی کا حکم اور بلاضرورت سوال کی مذمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''زمین پر چلنے والا جو بھی جانور ہے اس کی

عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [هود:٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ [البقرة:٢٧٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان:٦٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ يُطْعِمُوْنِ﴾ [الذاريت:٥٦'٥٧]

روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے ہیں زمین میں سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کو جاہل لوگ مالدار سمجھتے ہیں سوال نہ کرنے کی وجہ سے تو ان کو ان کے چہروں کے نشانات سے پہچانے گا وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کریں گے''۔ (بقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کے درمیان ہے ان کا گزران''۔ (فرقان) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ کھلائیں''۔ (ذاریات)

حل الآیات :دابة :زمین پر رینگنے والا۔ یہاں مراد وہ تمام حیوانات جو رزق میں محتاج ہیں۔ للفقراء :صدقات فقراء کے لئے ہیں۔ احصروا :انہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے روک رکھا ہے۔ ضرباً فی الارض :تجارت کے لئے سفر نہیں کر سکتے۔ الجاھل :جو ان کی حالت سے ناواقف ہو۔ التعفف :سوال نہ کرنا۔ بسماھم :ایسا نشان جو مشقت کے اثر کو ظاہر کرے۔ الحافا : اصرار یہاں مراد یہ ہے کہ لوگوں سے کبھی سوال نہیں کرتے۔ یسرفوا :اسراف میں حد سے بڑھے یعنی مباحات میں حد سے بڑھنے کو اسراف کہتے ہیں۔ یقتروا :وہ خرچہ میں تنگی کرتے ہیں۔ قواماً :میانہ روی اور اعتدال جو طاقت وعیال کے مطابق ہو۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُهَا فِي الْبَابَيْنِ السَّابِقَيْنِ، وَمِمَّا لَمْ يَتَقَدَّمْ.

اس موضوع پر احادیث اکثر سابقہ بابوں میں گزریں جو پہلے نہیں آئیں وہ درج ہیں۔

٥٢٢ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : "لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْعَرَضُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالرَّآءِ هُوَ الْمَالُ.

۵۲۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مالداری کثرت سامان سے نہیں لیکن مالداری نفس کے غنا سے ہے''۔ (بخاری ومسلم)

اَلْعَرَضُ : مال۔

**تخريج** : رواه البخاری فی کتاب الرقاق' باب الغنی غنی النفس و مسلم فی الزکاة ' باب لیس الغنی عن کثرة العرض۔

**اللغات** : غنی النفس :استغناء اور قناعت اور مزید کی طلب میں اصرار نہ کرنا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ نے جو رزق اس کے لئے تقسیم کر دیا اس پر راضی رہنا چاہئے اور بڑھانے کے لئے بلاضرورت حرص نہ کرنی

چاہئے۔(۲)اور جو مال دوسرے کے پاس ہے اس کی طرف جھانکنا بھی نہیں چاہئے۔

۵۲۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۲۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام قبول کیا وہ کامیاب ہوا اور مناسب رزق دیا گیا اور اللہ نے جو کچھ اس کو دیا اس پر قناعت فرمائی۔(مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في الزكاة' باب الكفاف والقناعة

**اللغات** : افلح : کامیاب ہوا۔ کفافا : جو ضرورت کے عین مطابق ہو۔ اس کو کفاف اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگوں سے سوال کرنے سے روک دیتا اور مستغنی کر دیتا ہے۔ قنعه : راضی کر دیا۔

**فوائد** : (۱) اس میں ان لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی جو اللہ تعالیٰ کے اس اغناء پر راضی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے سامنے سوال کرنے کے سلسلہ میں عنایت فرمایا ہے۔ خواہ مقدار قلیل پر ہی استغناء ہو۔

۵۲۴ : وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ، ثُمَّ قَالَ : "يَا حَكِيْمُ : اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا : فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْا حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَهُ – فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اُشْهِدُكُمْ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهُ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ

۵۲۴ : حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر سوال کیا۔ پھر آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر آپؐ سے میں نے سوال کیا آپؐ نے پھر مجھے عنایت فرمایا۔ پھر فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز میٹھا اور شیریں ہے جس نے اس کو دل کی سخاوت کے ساتھ لیا۔ اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی گئی اور جس نے اس کو نفس کی چاہت کے لئے دیا۔ اس میں برکت نہ دی گئی اور اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا میں آپؐ کے بعد کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا یہاں تک کہ میں رخصت ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکیم کو ان کا عطیہ دینے کے لئے بلاتے مگر وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔ پھر اسی طرح عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو عطیے کے لئے بلایا۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اے مسلمانو! میں تم کو حکیم کے بارے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کے سامنے ان کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو ان کو اس مال فئے میں اللہ نے دیا ہے وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی وفات تک کسی سے کچھ نہ لیا۔ (بخاری و مسلم)

"يَرْزَأُ" بِرَآءٍ ثُمَّ زَايٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ اَيْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا ' وَاَصْلُ الرَّزْءِ : النُّقْصَانُ : اَيْ لَمْ يُنْقِصْ اَحَدًا شَيْئًا بِالْاَخْذِ مِنْهُ۔ "وَاِشْرَافُ النَّفْسِ" تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّيْءِ "وَسِخَاوَةُ النَّفْسِ" هِيَ عَدَمُ الْاِشْرَافِ اِلَى الشَّيْءِ وَالطَّمَعِ فِيْهِ وَالْمُبَالَاةِ بِهِ وَالشَّرَهِ۔

لَمْ يَرْزَأْ: وہ نہیں لیتے ہیں رُزْاً کا اصل معنی نقصان اور کمی ہے۔ یعنی لے کر کسی کی کوئی چیز کم نہیں کرتے۔

اِشْرَافُ النَّفْسِ :نفس کا کسی چیز کو جھانکنا اور اس کا طمع کرنا اور سخاوت نفس نہ کسی چیز کی طرف جھانکنا اور نہ کسی چیز کا طمع کرنا۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الوصایا و الزکاة ' باب الاستعفاف عن المسالة و الرقاق و الخمس' و مسلم فی الزکاة ' باب بیان الید العلیا خیر من الید السفلی۔

**اللغات** : سالت :میں نے اس سے امن طلب کیا۔ خضر حلو :یہ میلان اور نفس کی رغبت میں سبز میٹھے پھل کی طرح ہے۔ بورك فيه :تھوڑا مال زیادہ سے بے نیاز کر دے۔ العليا :دینے والا ہاتھ۔ السفلى :لینے والا۔ اشهدكم على حكيم :عطیہ لینے سے بھی حکیم نے اپنے آپ کو روک لیا حالانکہ وہ اس کا حق تھا کیونکہ ان کو خدشہ ہوا کہ وہ کسی سے کوئی چیز قبول کر لیں اور پھر ان کو لینے کی عادت پڑ جائے جس سے اس چیز کی طرف وہ بڑھ جائیں جو ان کے ارادہ میں بھی نہیں۔ پس انہوں نے علیحدگی اختیار کی اور اس چیز کو چھوڑ دیا جو شک والی بھی نہ تھی اس خطرے کے پیش نظر کہ مشکوک میں مبتلا ہو جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گواہ اس لئے بنایا تاکہ کوئی شخص جو اس معاملے کی حقیقت نہ سمجھتا ہو۔ وہ اعتراض بنا لے گا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حکیم بن حزام کو ان کے حق سے محروم کر دیا (جو بڑی بے انصافی ہے)

**فوائد** : (۱) سخاوت اور عطیہ دینے پر آمادہ کیا گیا اور بخل سے بچنے کی تاکید کر دی گئی خاص طور پر جبکہ تالیف قلب مقصود ہو۔ (۲) مال کے متعلق بلاضرورت حرص کرنا یہ بلا فائدہ ایک بڑی ذمہ داری کو اٹھانے کا سبب بنے گا۔ جس طرح پیاس کی بیماری میں مبتلا آدمی کو پانی سے سیر ہونا قطعاً مفید نہیں۔ (۳) دنیا میں زہد کے ساتھ ساتھ مال کا جمع کرنا اور جائز ذرائع سے حصول متعارض نہیں کیونکہ زہد تو سخاوت نفس اور دل سے مال کا تعلق نہ ہونے کا نام ہے۔ (۴) بلا وجہ لوگوں سے سوال کرنے سے نفرت دلائی گئی ہے۔ (۵) اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ آدمی لینے والا نہ ہونا چاہئے بلکہ دینے والا ہونا چاہیے۔ (۶) حضرت حکیم بن حزام اور دیگر اصحاب رسول ﷺ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کیا اس کو خوب نبھایا۔ (۷) حاکم کا فرض ہے کہ صاحب حق کو اس کا حق دلوائے۔ (۸) سننے والے کے ذہن میں بات بٹھانے کے لئے مثال بیان کرنا مناسب ہے۔

٥٢٥ : وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَیْنَنَا بَعِیْرٌ نَّعْتَقِبُهٗ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمِیْ وَسَقَطَتْ اَظْفَارِیْ فَکُنَّا نَلُفُّ عَلٰی اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ فَسُمِّیَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا کُنَّا نَعْصِبُ عَلٰی اَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ قَالَ اَبُوْبُرْدَةَ فَحَدَّثَ اَبُوْمُوْسٰی بِهٰذَا الْحَدِیْثِ ثُمَّ کَرِهَ ذٰلِکَ وَقَالَ مَا کُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْکُرَهٗ، قَالَ کَاَنَّهٗ کَرِهَ اَنْ یَّکُوْنَ شَیْئًا مِّنْ عَمَلِهٖ اَفْشَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۲۵ : حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے ہمارے قدم زخمی ہو گئے۔ میرا پاؤں بھی زخمی ہوا اور میرے ناخن گر گئے۔ ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹتے تھے۔ اس لئے اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا۔ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بیان کی پھر ناپسند کیا اور کہا میں اس کو ذکر کرنا نہ چاہتا تھا۔ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں گویا انہوں نے اپنے کسی بھی نیک عمل کو ظاہر ہونے کو ناپسند کیا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری' باب غزوه ذات الرقاع و مسلم فی کتاب الجهاد والسیر' باب غزوه ذات الرقاع

**اللغات** : غزاة : غزا یغزو غزواً غزوہ میں جانا اور غزوہ ایک مرتبہ جانے کو کہتے ہیں۔ غزوہ اسم ہے۔ نعتقبه : ہم باری سوار ہوتے۔ فنقبت : النقب اصل میں اونٹ کے پاؤں کا نیچے سے گھسنا۔ یہاں مراد انسانی قدموں کا گھسنا اور زخمی ہونا ہے۔ نعصب : ہم باندھتے تھے۔ ما کنت ان اصنع بان اذکرہ : میں اس کا تذکرہ کرنے والا نہ تھا۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنگ گزران اور تنگ دستی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور شاداں وفرحاں تھے۔ (۲) اگر ریاء کا خطرہ ہو تو اپنے کسی عمل صالح کو ذکر کرنا مکروہ ہے۔

٥٢٦ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ بِفَتْحِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَاِسْکَانِ الْغَیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَکَسْرِ اللَّامِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ سَبْیٍ فَقَسَمَهٗ فَاَعْطٰی رِجَالًا وَّتَرَکَ رِجَالًا فَبَلَغَهٗ اَنَّ الَّذِیْنَ تَرَکَ عَتَبُوْا، فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ "اَمَّا بَعْدُ فَوَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰکِنِّیْ اِنَّمَا اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِّمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ

۵۲۶ : حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال اور قیدی لائے گئے جن کو آپ نے تقسیم کر دیا۔ آپ نے کچھ آدمیوں کو دیا اور کچھ آدمیوں کو چھوڑ دیا۔ پھر آپ کو یہ اطلاع ملی کہ جن کو آپ نے چھوڑ دیا ہے انہوں نے ناراضگی ظاہر کی ہے۔ پس آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ امابعد! اللہ کی قسم میں ایک آدمی کو دیتا ہوں اور دوسرے آدمی کو چھوڑتا ہوں اور وہ جس کو میں چھوڑتا ہوں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ لیکن میں کچھ لوگوں کو دیتا ہوں کیونکہ میں ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی پاتا ہوں اور

وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ! مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ" فَوَ اللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمُرَ النَّعَمِ"

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

"الْهَلَعُ" هُوَ اَشَدُّ الْجَزَعِ ، وَقِيْلَ الضَّجَرُ۔

دوسرے لوگوں کو میں اس غنا اور بھلائی کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اوران لوگوں میں عمرو بن تغلب بھی ہے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ ملتے۔ (بخاری)

الْهَلَعُ: انتہائی گھبراہٹ' بعض نے کہا' اکتاہٹ۔ اور بعض نے اس کے معنی تکلیف کے بھی کئے ہیں۔

**تخریج** : اخرجه البخاري في الجمعه باب من قال في الخطبة بعد الثناء ـ اما بعد وفي الجهاد والتوحيد وغيرهما

**اللغات** : سبي :قیدی۔ عتبوا :ڈانٹ ڈپٹ۔ مواخذہ یاددلانا۔ کذا في النهاية۔ ادع :اس کو عطیہ دینا ترک کرتا ہوں۔ الجزع :غم وخوف صبرو برداشت نہ کرنا۔ الغنى والخير :دل کی رضامندی اور ایمان۔ بكلمة :یعنی حمر النعم کی جگہ اور کلمہ فرمایا۔ حمر النعم عمدہ اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ ہر نفیس چیز کے لئے بطور ضرب مثل بولا جاتا ہے۔

**فوائد** : (۱) مال اوراسباب دنیا یہ انسان کی شرافت وعظمت کی دلیل نہیں اور نہ ہی اس کے مرتبے کی نشان دہی کرنے والے ہیں۔ (۲) دلوں کی تالیف اوران کو ہلاکت سے بچانے کے لئے آپ ﷺ کی حکمت عملی۔ (۳) مصلحت عامہ کا جس طرح تقاضا ہو۔ مال کو اس کے مطابق خرچ کرنا۔ (۴) مسلمان کو اسی رزق پر راضی ہو جانا چاہئے جو بلا سوال یا اصرار کے ملتا ہے۔ (۵) مؤمن سے جو بھلائی کا کام ہو جائے اس پر اسے خوش ومسرور ہونا چاہئے۔

٥٢٧ : وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ اَخْصَرُ۔

۵۲۷ : حضرت حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے اوران لوگوں سے خرچ کی ابتدا کرو جن کی کفالت تمہارے ذمہ ہے اور سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو ضروریات پوری کرنے کے بعد دیا جائے اور جو آدمی سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو سوال سے بچاتے ہیں اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ اُسے بے نیاز کر دیتے ہیں (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں مسلم کے لفظ اس سے مختصر ہیں۔

**تخریج** : اخرجه البخاري في الزكاة باب لا صدقه الا عن ظهر غنى و مسلم في الزكاة ' باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى۔

**اللغات** : روایت کی شرح باب النفقه على العيال ۲۹۸ میں گزری۔

**فوائد** : بمن تعول :بیوی' بچے اور ماتحت۔ من عال اهله :خوراک اور کپڑے ضروریات مہیا کرنا۔ خير :افضل۔ ظهر غنى

:اس کی طرف سے محتاج نہ ہو۔یستعفف:لوگوں سے سوال کرنے سے باز رہے۔یستغن:غنی ظاہر کرے۔

**فوائد:**(۱)لوگوں میں سب سے زیادہ جن پر خرچ کرنا ضروری ہے وہ وہی لوگ ہیں جو اس کی کفالت ونگہبانی میں ہوں۔(۲)جس چیز کی ضرورت ہو اس کو صدقہ کرنا مکروہ ہے یا ہر ملکیتی چیز کو صدقہ کر دینا کہ پھر خود سوال پر مجبور ہو جائے یہ بھی مکروہ ہے۔(۳)اللہ تعالیٰ سے استغناء طلب کرنا اور سوال سے بچنا رزق حق کو میسر کرنے والا اور عزت کا راستہ ہے۔

۵۲۸ : وَعَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ ابْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْاَلَۃِ ، فَوَاللّٰہِ لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا فَتُخْرِجَ لَہٗ مَسْاَلَتُہٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَہٗ کَارِہٌ فَیُبَارَکَ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُہٗ"۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۵۲۸ : حضرت ابوعبدالرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیچھے پڑ کر سوال مت کرو اللہ کی قسم جو شخص تم میں سے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا اور اس کا وہ سوال مجھ سے کوئی چیز نکلوائے گا جبکہ میں اس کو ناپسند کرنے والا ہوں گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ اس کو میں نے دیا ہے اس میں برکت دی جائے۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الزکوۃ' باب النھی عن المسالہ

**اللغات** : تلحفوا: یہ الحاف سے ہے اور وہ اصرار کو کہتے ہیں۔ کارہ: ناپسند کرنے والا اس کے خالی واپس کرنے کو۔فیبارک: اس میں اس کو برکت نہیں دی جاتی۔

**فوائد:**(۱)دوسروں کو صدقہ نکالنے پر مجبور کرنے کی ممانعت ہے۔(۲)جو صدقہ دلی رضامندی کے بغیر دیا جائے خواہ شرم کے طور پر یا ناپسندیدگی کے ساتھ ہر دو حرام ہیں۔

۵۲۹ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ الْاَشْجَعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تِسْعَۃً اَوْ ثَمَانِیَۃً اَوْ سَبْعَۃً فَقَالَ :"اَلَا تُبَایِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ" وَکُنَّا حَدِیْثِیْ عَھْدٍ بِبَیْعَۃٍ ، فَقُلْنَا :قَدْ بَایَعْنَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ :"اَلَا تُبَایِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ" فَبَسَطْنَا اَیْدِیَنَا وَقُلْنَا : قَدْ بَایَعْنَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَعَلَامَ نُبَایِعُکَ؟ قَالَ : "اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّالصَّلَوَاتُ الْخَمْسِ وَتُطِیْعُوا اللّٰہَ" وَاَسَرَّ کَلِمَۃً خَفِیْفَۃً "وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَیْئًا"

۵۲۹ : حضرت ابوعبدالرحمٰن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو یا آٹھ یا سات افراد تھے اور ہم نے ابھی نئی نئی بیعت کی تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا ہم نے قریب ہی بیعت کی ہے۔آپؐ نے پھر فرمایا کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے۔ہم نے عرض کیا ہم تھوڑا عرصہ قبل آپؐ سے بیعت کر چکے ہیں۔آپؐ نے پھر فرمایا کیا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے ہو؟ عوف کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھ بیعت کے لئے پھیلا دیئے اور کہا ہم تو آپؐ سے بیعت کر چکے ہیں۔پس اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپؐ نے فرمایا تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازیں ادا کرو گے اور آپؐ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ تم لوگوں سے

فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُّنَاوِلُهُ اِيَّاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کسی چیز کا سوال نہ کرو گے۔ میں نے اس جماعت میں سے بعض افراد کو دیکھا کہ اگر کسی کا کوڑا بھی گر جاتا تو اس کے اٹھانے کے لئے بھی کسی سے سوال نہ کرتے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ ' باب کراھۃ المسالۃ للناس

**اللُّغَاتْ** : **حدیث عھد ببیعۃ** :تھوڑا عرصہ قبل بیعت کی۔**فعلام** :کس بات پر؟**سوط** :کوڑا۔

**فوائد** : (۱)مستحب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے ایمان اور عبادت میں اخلاص اور اس کی شریعت پر ثابت قدمی کے لئے تجدید عہد کرتا رہے۔(۲)مکارم اخلاق پر آمادہ کیا گیا کہ عزت نفس کو قائم رکھتے ہوئے مخلوق کا احسان نہ اٹھائے اور ان سے بے نیازی اختیار کرے۔(۳)مسلمان کو اپنی ذات پر اعتماد کرنا اور اپنے ہر کام کی ذمہ داری خود اٹھانا اور کسی دوسرے پر نہ ڈالنا سکھلایا گیا۔(۴) جس کو سوال کا نام دیا جا سکتا ہو خواہ وہ معمولی معاملہ ہو اس سے بھی گریز کرنا چاہئے۔

۵۳۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : " لَا تَزَالُ الْمَسْاَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْمُزْعَةُ" بِضَمِّ الْمِيمِ وَاِسْكَانِ الزَّايِ وَبِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْقِطْعَةُ۔

۵۳۰ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو آدمی سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے گا تو اس کے چہرہ پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

الْمُزْعَةُ : ٹکڑا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الزکاۃ ' باب من سال الناس تکثراً و مسلم فی کتاب الزکاۃ باب کراھۃ المسالۃ للناس۔

**اللُّغَاتْ** : **المسالۃ** :دوسروں سے سوال کرنا۔**یلقی اللہ** :قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔**ولیس فی وجھہ مزعۃ لحم** : قیامت کے دن ذلت و رسوائی سے کنایہ ہے۔بعض نے کہا یہ روایت اپنے ظاہر پر ہے کیونکہ اس نے گناہ اسی طرح کا کیا کہ اپنے چہرے کی عزت دنیا میں گرادی۔

**فوائد** : (۱)سوال میں اصرار کرنے سے ت دلائی گئی ہے۔اس لئے کہ اس سے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ہوگا۔

۵۳۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ : "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى- وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ ،

۵۳۱ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ بات فرمائی۔آپؐ نے صدقے کا ذکر کیا اور سوال سے بچنے کا اور فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ سوال

وَالسُّفْلٰی هِیَ السَّآئِلَةُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

کرنے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ ' باب لا صدقة الا عن ظهر غنی و مسلم فی الزکاۃ ' باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی۔

**فوائد** : کے لئے اسی باب کی روایت ۵۲۷۔

۵۳۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۳۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لوگوں سے سوال اپنا مال بڑھانے کے لئے کیا پس وہ انگارے کا سوال کرتا ہے۔ پس وہ تھوڑے طلب کرے یا زیادہ۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ ' باب کراھة المسألة للناس

**اللغات** : تکثراً : زیادہ مال اس کے ہاں جمع ہو جائے۔ جمراً : جس کے ذریعے سزا دی جائے گی وہ کوئلہ۔

**فوائد** : (۱) بلاضرورت سوال حرام ہے اور جو اس طریق سے لیا جائے گا وہ لینے والے پر وبال بنے گا۔

۵۳۳ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِیْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

"الْكَدُّ" : وَالْخَدْشُ وَنَحْوُهٗ۔

۵۳۳ : حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک سوال کرنا خراش ہے جس سے آدمی اپنے چہرے کو چھیلتا ہے مگر یہ کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا کسی ایسے معاملے میں سوال کرے جس کے بغیر چارہ نہیں۔ (ترمذی)

اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

الْکَدُّ : خراش

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزکاۃ ' باب ما جاء فی النھی عن المسألة

**اللغات** : سلطانا : حکمران یا اس کا عامل جو اس سے زکوۃ لے۔ امر لا بد منه : ایسی ضرورت جس سے استغناء ممکن نہ ہو۔

**فوائد** : (۱) بادشاہ سے طلب کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ضرورت کے وقت لوگوں سے سوال درست ہے اور ممانعت ان کے علاوہ دوسرے مواقع میں ہے۔

۵۳۴ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ ، وَمَنْ اَنْزَلَهَا

۵۳۴ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ' جس کو فاقہ پہنچے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرے اس کا فاقہ ختم نہ ہوگا۔ جس نے اس

بِاللّٰهِ فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"يُوْشِكُ" بِكَسْرِ الشِّيْنِ :اَيْ يُسْرِعُ۔

کو اللہ کے سامنے رکھا تو اللہ عنقریب اس کو جلد یا بدیر رزق عنایت فرمائیں گے۔(ابوداؤد' ترمذی)

اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

يُوْشِكُ : جلدی کرتا ہے۔

**تخریج** : اخرجه الترمذی فی کتاب الزهد' باب ما جاء فی الهم فی الدنیا وابوداود فی کتاب الزکاة ' باب الاستعفاف

**اللغات** : فاقة :حاجت۔انزلها بالناس :ان کی اعانت سے اس کے دور کرنے کی کوشش کی۔لم تسد :پوری نہیں کی جاتی۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرنا چاہئے اور مصائب کے وقت اس کی بارگاہ میں التجا کرنی چاہئے۔وہی ان حاجات کو پورا کرنے اور مصائب کو دفع کرنے والا ہے۔

٥٣٥ :وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَّا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَّاَتَكَفَّلَ لَهٗ بِالْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ :اَنَا ' فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا " رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۵۳۵ :حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں اس پر میں نے عرض کیا کہ میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔(ابوداؤد)

**تخریج** : رواه ابوداود فی کتاب الزکاة ' باب کراهية المسالة

**فوائد** : (۱) لوگوں سے سوال نہ کرنا چاہئے اور مسلمان کو صرف اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے پر اکتفاء کرنا چاہئے۔(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ابن ماجہ کے نزدیک حضرت ثوبان کا اگر سواری کی حالت میں کوڑا گر جاتا تو وہ کسی کو نہ کہتے کہ مجھے اٹھا کر دو بلکہ خود اتر کر اٹھاتے۔

٥٣٦ :وَعَنْ اَبِيْ بِشْرٍ قَبِيْصَةَ ابْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُ فِيْهَا فَقَالَ :"اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرُ لَكَ بِهَا" ثُمَّ قَالَ: "يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلٰثَةٍ رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ

۵۳۶ :حضرت ابوبشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک ضمانت اٹھائی۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مَیں اس کے سوال کے لئے آیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ٹھہرو یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقہ آ جائے اس میں سے تمہارے لئے حکم کر دوں گا۔پھر فرمایا اے قبیصہ! سوال صرف تین آدمیوں کے لئے حلال ہے ایک وہ آدمی جس نے کوئی ضمانت اٹھائی۔پس اس کے لئے سوال اس وقت تک حلال ہے جب تک کہ

اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ ' وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْلَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ : سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ ' فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قُبَيْصَةُ سُحْتٌ يَّاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْحَمَالَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ : اَنْ يَّقَعَ قِتَالٌ وَنَحْوُهٗ بَيْنَ فَرِيْقَيْنِ فَيُصْلِحُ اِنْسَانٌ بَيْنَهُمْ عَلٰى مَالٍ فَيَتَحَمَّلُهٗ وَيَلْتَزِمُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ - "وَالْجَائِحَةُ" : الْاٰفَةُ تُصِيْبُ مَالَ الْاِنْسَانِ "وَالْقِوَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا : هُوَ مَا يَقُوْمُ بِهٖ اَمْرُ الْاِنْسَانِ مِنْ مَّالٍ وَّنَحْوِهٖ - "وَالسِّدَادُ" بِكَسْرِ السِّيْنِ : مَا يَسُدُّ حَاجَةَ الْمُعْوِزِ وَيَكْفِيْهِ۔ "وَالْفَاقَةُ" : الْفَقْرُ - "وَالْحِجٰى" : الْعَقْلُ۔

ضرورت کو پا لے پھر وہ رک جائے۔ دوم وہ آدمی جس کو کوئی حادثہ پہنچا جس سے اس کا مال جاتا رہا۔ اس کے لئے سوال درست ہے یہاں تک کہ اتنی مقدار پا لے جس سے زندگی گزار سکے یا اس کی ضرورت کو پورا کر دے اور تیسرے نمبر پر وہ آدمی جس کو فاقہ پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین عقلمند لوگ کہہ دیں کہ فلاں فاقے کا شکار ہوگیا۔ اس کو اس وقت تک سوال جائز ہے یہاں تک کہ گزر اوقات پا لے یا حاجت کو پورا کر دے۔ اے قبیصہ اس کے علاوہ وہ سوال آگ ہے جس کو وہ سوال کرنے والا کھاتا ہے۔

اَلْحَمَالَةُ: دو فریقوں کے درمیان صلح کے لئے ضمانت۔

اَلْجَائِحَةُ: وہ مصیبت جو انسان کے مال کو پہنچے۔

الْقِوَامُ: جس سے آدمی کا معاملہ (کاروبار وغیرہ) قائم رہے۔ جیسے مال وغیرہ۔

السِّدَادُ: جس سے تنگ دست کی ضرورت پوری ہو جائے اور اسے کافی ہو جائے۔

الْفَاقَةُ :فقر۔

الْحِجٰى : عقل۔

**تخريج** : رواه مسلم في الزكاة ' باب من تحل له المسألة

**اللُّغَاتٌ** : الصدقة : مراد زکوۃ ہے۔ کیونکہ وہ مقروض ہے پس اس میں سے ادا کر دے گا۔ يصيبها : قرض ادا کر دے گا جو اس نے کسی کی خاطر اٹھایا تھا۔ اجتاحت : تباہ کر دے۔ سحت : لینا حرام ہے۔ سحت کا اصل معنی ہلاک کرنا ہے۔

**فوائد** : (۱) اس شخص کو سوال کرنا جائز ہے جس میں ان قرائن میں سے کوئی پایا جائے۔ (۲) ان کو زکوۃ سے بھی دینا درست ہے کیونکہ ان میں سے پہلا تو غارم کی تعریف میں اور دوسرا فقراء کے تحت داخل ہے۔ (۳) جس کو سوال کرنا جائز ہو جائے وہ اپنی ضرورت کی حد سے زائد نہ مانگے۔

۵۳۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ

۵۳۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس چکر لگائے اور اس کو ایک دو لقمہ واپس کر دیں یا لوٹا دیں اور ایک دو

وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کھجوریں اس کولوٹا دیں لیکن مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جو اس کو بے نیاز کردے اور نہ اس کی ظاہری حالت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس پر کوئی صدقہ کرے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الزکاة ' باب لا یسئالون الناس الحافا وفی التفسیر و مسلم فی الزکاة باب المسکین الذی لا یجد غنی و انظره فی باب ملاطفة الیتیم نمبر ۲۹٦

**اللُّغَاتْ** : ترده : لوٹادینا۔ یغنیه:اسے بے نیاز کردے۔ یفطن : نہ ظاہراً اس کی حالت کا اندازہ ہو سکے۔

**فوائد** : (۱) ایسے مساکین کے حالات کی خبر گیری کرتے رہنا چاہئے جو سوال سے بچنے والے اور غناء ظاہر کرنے والے اور صبر کے دامن کو تھامنے والے ہیں۔ یہ لوگ عطیات کے زیادہ حقدار ہیں۔

## ۵۸ :بَابُ جَوَازِ الْاَخْذِ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ اِلَيْهِ

## باب:بغیر سوال اور جھانک کے لینے کا جواز

۵۳۸ :عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِی الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ :اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّیْ۔ فَقَالَ :"خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ فَاِنْ شِئْتَ كُلْهُ وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَّلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"مُشْرِفٌ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ اَیْ مُتَطَلِّعٌ اِلَيْهِ۔

۵۳۸ :حضرت سالم اپنے والد عبداللہ اور وہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے جو کچھ دیتے تو میں عرض کرتا اس کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ اس پر آپؐ فرماتے کہ لے لو! جب تمہارے پاس اس مال میں سے کوئی چیز آئے اور تمہیں اس کی طمع نہ ہو اور نہ تم سوال کرنے والے ہو تو اس کو لے لو اور اس کو اپنے مال میں شامل کرلو۔ چاہو تو اس کو کھالو اور چاہو تو اس کو صدقہ کردو اور جو مال اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت لگاؤ۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرتے اور جو چیز دی جاتی اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

مُشْرِفٌ :جھانک رکھنے والا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الزکاة ' باب من اعطاه الله شیئا من غیر مسئلة ۔ والاحکام ' باب رزق الحکام والعاملین و مسلم فی الزکاة ' باب اباحة الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلة۔

**اللُّغَاتْ** : افقر :زیادہ ضرورت مند۔ فتموله :اس کو مال بنالے۔ وما لا :جو اس مذکورہ حالات میں تمہارے پاس نہ آئے۔

فلا تتبعه نفسك : اس سے تعلق نہ رکھ ادھر مت جھانک۔

**فوائد** : (۱) اگر مال کی خود ضرورت نہ رکھتا ہو تو دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دے۔ (۲) اگر مال بغیر سوال کے مل جائے اور نفس میں اس کی طرف جھانک موجود نہ ہو تو اس مال کو لینا جائز ہے۔ (۳) اس مال کا مالک بن جانا زیادہ بہتر ہو جس کو مخلوق کے نفع اور نیکی کے کاموں میں صرف کرتا ہو۔

## ۵۹ : بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْأَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِه وَالتَّعَفُّف بِهٖ عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعرض لِلاعْطاء

## باب: کما کر کھانے کی ترغیب اور سوال اور تعریض سے بچنے کی تاکید

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ [الجمعة: ١٠]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے رزق کو تلاش کرو''۔ (الجمعہ)

حل الآیات : قضيت الصلاة : جمعہ کی نماز ختم ہو جائے۔ ابتغوا : تلاش کرو۔ فضل الله : اللہ کا رزق۔

٥٣٩ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَاْتِيَ الْجَبَلَ فَيَاْتِيْ بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۳۹ : حضرت ابوعبد اللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی رسیوں کو لے کر پہاڑ پر جائے پھر وہاں سے اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر اس کو بیچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے چہرے کو ذلت سے بچائے گا۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ اس کو دے دیں یا انکار کر دیں۔ (بخاری)

**اللغات** : احبلة جمع حبل : رسّی۔ فيكف الله بها وجهه : اللہ تعالیٰ اس کی قیمت کے ذریعہ لوگوں سے سوال کرنے سے بے نیاز کر دیں گے۔ چہرے سے تعبیر کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسان کے اجزاء میں سے اعلیٰ ترین جزو ہے۔ ملعوه : اس کو واپس کر دیا اور نہ دیا۔

**فوائد** : (۱) رزق کو حاصل کرنے کے لئے عمل کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ پیشہ لوگوں کی نگاہ میں معمولی اور حقیر ہو۔ (۲) رزق حلال کو حاصل کرنے میں نفس کو مشقت دینی چاہئے۔

٥٤٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَدًا

۵۴۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی آدمی لکڑیاں کاٹ کر اپنی پشت پر ایک گٹھا لائے وہ اس کے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اس کو دے دیں یا

فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ انکار کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الزکاۃ ' باب الاستعفاف عن المسالة و باب لا یسالون الناس الحافا و مسلم فی الزکاۃ ' باب کراھة المسالة للناس و فی البیوع و الشرب۔

**اللغات** : حزمة :لکڑیوں کا گٹھا۔ علی ظھرہ :پشت پر اٹھا کر لائے۔

۵۴۱ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "كَانَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی البیوع ' باب کسب الرجل و عمله بیده و فی الانبیاء و التفسیر

**فوائد** : (۱) کام کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ انسان کا رزق اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہونا چاہئے جس طرح حضرت داؤدؑ کرتے تھے۔

۵۴۲ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كَانَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَجَّارًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۴۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی احادیث الانبیاء من کتاب الفضائل ' باب من فضائل زکریا علیه السلام

**فوائد** : (۱) ہاتھ کے کام اور صنعتوں کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے یہ راستہ اختیار فرمایا۔

۵۴۳ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ ﷺ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۳ : حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں کھایا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی اوائل البیوع ' باب کسب الرجل و عمله بیده

**اللغات** : قط : گزشتہ زمانہ کے احاطہ کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) پاکیزہ ترین کھانا اور خوشگوار ترین زندگی وہ ہے جو اپنی کوشش کے نتیجہ میں حاصل ہو اور اپنی محنت سے ملی ہو۔

**باب کی تمام احادیث کے متعلق مجموعی فوائد** : (۱) اسباب کو اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کو توکل علی اللہ کے متعارض قرار نہیں دیا گیا۔ (۲) زندگی کے معاملات سے نپٹنے کے لئے جس طرح اپنے نفس پر اعتماد کی ضرورت ہے اور غیر کے سامنے ذلیل نہ کرنے کا حکم ہے یہی وہ مستقل مزاجی کی تربیت ہے جو نفس میں عمل اور نشاط پیدا کرتی ہے اور اعمال میں سستی سے

محفوظ کرتی ہے۔اسلام حقیقی زندگی اور دنیا اور آخرت میں کام آنے والا اعمال والا دین ہے۔

## ٦٠ :بَابُ الْكَرَمِ وَالْجُودِ وَالْإِنفَاقِ فِيْ وُجُوهِ الْخَيْرِ ثقة بالله تعالى

## باب: اللہ پر اعتماد کر کے بھلائی کے مقامات پر خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [سبا:٣٩] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾[البقرة:٢٧٢] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:٢٧٣]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو کچھ بھی تم خرچ کرو وہ اس کو اس کا نائب بنا دے گا''۔ (سبا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو تم مال میں سے خرچ کرو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے اور تم نہیں خرچ کرو گے مگر اللہ کی رضا جوئی کے لئے۔ اور جو تم خرچ کرو مال میں سے وہ تم کو لوٹا دیا جائے گا اور تمہارے حق میں کمی نہیں کی جائے گی۔ (البقرة) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جو تم خرچ کرو مال میں سے اللہ اس کو جاننے والے ہیں''۔ (البقرة)

حل الآیات : یخلفه :عوض و بدلہ دے گا۔ ابتغاء وجه الله :اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہنے کے لئے۔یوف الیکم : تمہاری طرف بغیر کمی کے لوٹا دیا جائے گا۔

٥٤٤ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَمَعْنَاهُ :يَنْبَغِيْ أَنْ لَّا يُغْبَطَ أَحَدٌ إِلَّا عَلٰى إِحْدٰى هَاتَيْنِ الْخَصْلَتَيْنِ۔

۵۴۴ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نہیں مگر ان دو آدمیوں میں : (۱) وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر اس کو اس کے حق کے راستے میں خرچ کرنے کی ہمت بھی دی ہو۔ (۲) وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ دی ہو جس سے وہ فیصلے کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو (بخاری ومسلم) اس کا معنی یہ ہے کہ ان خصلتوں کے علاوہ اور کسی پر رشک کرنا درست نہیں۔

**تخریج** : رواه البخاری فی العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمة والزکاة وغیرهما و مسلم فی المسافرین من کتاب الصلاة ، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه۔

**اللغات** : لا حسد : حسد کا اصل معنی تو دوسرے کی نعمت کا زوال طلب کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔مگر یہ حدیث میں اس سے مراد رشک ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لئے اس جیسی نعمت چاہنا اور اس کے پاس بھی نعمت کے باقی رہنے کی طلب ہو اور یہ مباح ہے۔فسلطه :نیکی کے راستوں پر خرچ کرنے کی اس کو توفیق دی۔هلکته :اس مال کے صرف وخرچ کے مقامات۔فی الحق :نیکی کی مختلف اقسام اور بھلائی کے مواقع میں۔حکمة :علم۔علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا مراد اس سے قرآن ہے جیسا کہ حدیث ابن

عمرد اور بعض نے کہا احکام شرع کا علم مراد ہے اور وہ اصل ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنے کا نام ہے۔ یقضی بھا : اس کے تقاضوں کے مطابق لوگوں میں فتویٰ دے اور فیصلہ کرے۔

**فوائد** : (۱) حسد ایک قابل مذمت اجتماعی بیماری ہے۔ اس سے بچنا اور احتیاط کرنا ضروری ہے۔ (۲) رشک ایک پسندیدہ خصلت ہے بشرطیکہ بھلائی کے حصول کے لئے ہو۔ (۳) اس غنی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں بخل نہیں کرتا۔ (۴) دین کے احکامات کا علم حاصل کرنا چاہئے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینی چاہئے۔

٥٤٥ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهِ؟" قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ - قَالَ "فَاِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَا اَخَّرَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۵ : حضرت ابن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہو؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہؐ ہم میں سے کوئی بھی ایسا آدمی نہیں مگر اس کو اپنا مال زیادہ پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا اور پھر اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاري في الرقاق' باب ما قدم من مال وارثه فهو له

**اللغات** : فان ماله ما قدم : اس کا مال وہ ہے جو اس نے صدقہ کر دیا یا اس کو کھانے اور پہننے میں صرف کیا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ اے آدم کے بیٹے تیری دنیا میں سے تیرے لئے وہی ہے جو تُو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کر کے آگے چلتا کیا۔

**فوائد** : (۱) اسلام بڑے مبادی اور مفاہیم کی تصحیح کا کس قدر اہتمام کرنے والا ہے۔ (۲) انسان جو مال حالِ حاضر میں چھوڑتا ہے اس کی نسبت اس انسان کی طرف موجودہ وقت کے لحاظ سے ہے اور کیونکہ وہ منتقل ہو کر وارث کے پاس جائے گا۔ اس وجہ سے اس کی نسبت اس کی طرف ممالک کی زندگی میں تو مجازاً ہے اور موت کے بعد وارث کی طرف نسبت حقیقی بن جائے گی۔ (۳) نیک کاموں میں مال کو خرچ کر کے اگلے جہان میں بھیجنے کی ترغیب دی گئی تاکہ آخرت میں وہ ثواب پائے۔

٥٤٦ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۶ : حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''تم آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاري في الادب ' باب طيب الكلام والزكاة وغيرهما ومسلم في الزكاة باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة

**اللغات** : اتقوا : اعمال صالحہ کو اپنے اور آگ کے درمیان بچاو بناؤ۔ بشق تمرة : نصف کھجور۔

**فوائد** : (۱) اس روایت کی شرح باب الجوف ۴۰۶ میں گزری۔ (۲) صدقہ کی تاکید کی گئی خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔

٥٤٧ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۷ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اور آپؐ نے نہ کہا ہو۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب ' باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل و مسلم فی فضائل النبی صلی الله علیه وسلم' باب ما مثل الرسول صلی الله علیه وسلم شیئا قط فقال لا۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا اگر وہ آپؐ کے پاس موجود ہوتی تو عنایت فرما دیتے اور موجود نہ ہوتی تو سائل سے وعدہ فرما لیتے اور اس کے لئے دعا فرما دیتے اور جو قرض لیتے اس کو بھی خرچ کر دیتے اور زبان مبارک سے ممانعت یا رد نہ فرماتے اور یہ بات آپؐ کی عظیم الشان سخاوت اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت ہے۔

٥٤٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ يَوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: "اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ : "اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس دن بندے صبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عنایت فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کو ہلاکت دے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الزکاة باب قوله تعالی فاما من اعطی واتقی ومسلم فی الزکاة' باب فی المنفق والممسك

**اللغات** : اعط منفقًا : انفاق کرنے والے کے لئے خواہ واجب ہو یا نفل دونوں میں بھلائی کی دعا فرمائی۔ بقول علامہ ابن علان رحمہ اللہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ واجبات ومستحبات کو شامل ہے۔ لیکن مستحبات سے رکنے والا بد دعاء کا مستحق نہیں البتہ اگر بخل کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ حق واجب کا ادا کرنا بھی ناپسندیدگی ہو تو تب وہ بد دعا میں شامل ہو جائے گا۔ خلفا : بدل اور عوض۔ دنیا وآخرت میں ہر دو جہاں میں مل جانے کا احتمال ہے۔ ممسکاً : واجب ومستحب میں خرچ نہ کرنے والا۔ تلفاً : ہلاکت اس بد دعاء میں دونوں احتمال ہیں مال کی ہلاکت یا خرچ نہ کرنے والے نفس کی ہلاکت۔

**فوائد** : (۱) قابل تعریف انفاق پر برانگیختہ کیا گیا اور وہ بقول علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طاعات میں خرچ کرنا اور اسی طرح اہل و عیال مہمانوں اور نفلی کاموں میں خرچ کرنا ہے۔

٥٤٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ يُنْفَقْ عَلَيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم کے بیٹے خرچ کر تم پر خرچ کیا جائے گا"۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی التفسیر' باب قوله تعالی و کان عرشه علی الماء وفی النفقات و مسلم فی الزکاۃ' باب الحث علی النفقة و تبشیرا منفق بالخلف

**اللغات** : انفق : اے مؤمن تو مال کو بھلائی کے کاموں میں اس طریقہ سے خرچ کر جس کی شرع نے اجازت دی اور اس میں ثواب کی توقع رکھ۔ینفق علیك :تم پر وسعت کر دی جائے گی اور جو تو خرچ کرے گا اس کا عوض بدلہ میں دیا جائے گا۔

۵۵۰ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ : "تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۵۰ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''تو کھانا کھلا اور واقف و ناواقف کو سلام کہہ''۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الایمان' باب اطعام الطعام ومسلم فی الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام وای اموره افضل

**اللغات** : ای الاسلام :اس کی کونسی خصلت یا کونسے مسلمان فضیلت والے ہیں۔تطعم الطعام :صدقہ ہدیہ یا ضیافت وغیرہ کے طور پر۔تقراء السلام :مراد اس سے سلام کو پھیلانا ہے۔

**فوائد** : (۱) اس میں کھانا کھانے اور سلام کو لوگوں میں باہم پھیلانے کا حکم دیا گیا تاکہ دلوں میں اُلفت پیدا ہو اور باہمی محبت کا ثبوت ملے۔

۵۵۱ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَّعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا رَجَآءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ۔

۵۵۱ : حضرت عبد اللہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا چالیس خصلتیں ہیں۔ان میں سب سے اعلیٰ دودھ والی بکری کا عطیہ دینا ہے جو شخص بھی ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت کو اس نیت سے اپنائے گا کہ اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس میں کئے ہوئے وعدہ کی تصدیق ہو تو اللہ اسکی وجہ سے اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔(بخاری) یہ روایت کثرۃ طرق الخیر میں بیان ہو چکی ہے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی آخر الهبة من صحیحه باب فضل المنیحه۔ مرت هذه الروایة رقم ۱۳۸/۲۲

**اللغات** : اربعون خصله :ایک روایت میں اربعون حسنه کا لفظ ہے۔چالیس اچھی عادات۔منیحة العنز :معنی عطیہ ہے۔مگر عرف میں اونٹنی یا بکری جو کسی کو دودھ یا اون کا نفع اٹھانے کے لئے دی جائے اور پھر نفع اٹھا کر وہ واپس کر دے۔

**فوائد** : (۱) بعض علماء نے ان چالیس کو شمار کرنے کی کوشش کی چنانچہ انہوں نے ان میں چھینکنے والے کا جواب' بھوکے کو کھانا کھلانا' پیاسے کو پانی پلانا شامل کیا ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ شمار نہ کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاننے کے باوجود

جب مبہم رکھا اور جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے مبہم رکھا ہو کسی دوسرے آدمی سے اس کے بیان کی امید کیسے وابستہ کی جا سکتی ہے اور شاید مبہم رکھنے میں حکمت یہ ہو کہ نیکی کی کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی حقیر نہ قرار دیا جائے۔ آپ کو خطرہ ہو کہ ان کی تعیین سے ان کی طرف رغبت اختیار کر کے دیگر بھلائی کے کاموں سے اعراض نہ اختیار کرنے لگیں۔

۵۵۲ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَيِّ ابْنِ عَجْلَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ، وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۲ : حضرت ابو امامہ صدی بن عجلانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اے آدم کے بیٹے اگر تو ضرورت سے زائد کو خرچ کرے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک کر رکھے گا تو یہ تیرے حق میں برا ہے اور گزارے کے موافق روزی پر تو قابل ملامت نہیں اور ان سے شروع کرو جن کی ذمہ داری تم پر ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الزکاۃ : باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی

**اللغات** : تبذل الفضل : اس کو دے۔ فضل جو چیز انسان کی اپنی ضرورت اور جن کی نگہبانی اس کے ذمہ ہے ان کی ضرورت سے زائد ہو۔ تمسکه : اس کو روکتا ہے۔ اس کے متعلق بخل کرتا ہے۔ کفاف : جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔ بمن تعول : بیوی، قرابت دار، غلام، جانور۔ کیونکہ ان کا حق واجب ہے۔ یہ مستحب سے افضل ہے۔ الید العلیا : خرچ کرنے والا ہاتھ۔ بعض نے کہا سوال سے بچنے والا۔

**فوائد** : (۱) کمانے، کام کرنے اور خرچ کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور سوال سے نفرت دلائی گئی ہے۔ (۲) روایت کی مکمل شرح باب فضل الجوع ۱۰۵/۲۱ میں ملاحظہ ہو۔

۵۵۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ: يَقَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءَ مَنْ لَّا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَاِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يَلْبَثُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے نام پر سوال نہیں کیا گیا مگر کہ آپؐ نے اس کو دے دیا اور آپؐ کی خدمت میں ایک آدمی آیا آپؐ نے اس کو دو پہاڑیوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں سب عنایت فرما دیں۔ پس وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا۔ اے میری قوم! اسلام قبول کر لو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرح عطیہ دیتے ہیں جو فقر کا خطرہ ہی نہ رکھتا ہو۔ بے شک آدمی دنیا کی غرض سے اسلام لاتا مگر تھوڑے عرصہ بعد اس کا اسلام اس کو دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی فضائل النبی صلی الله علیه وسلم ' باب ما سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئًا قط فقال لا

**فوائد** : (۱) مؤلفۃ القلوب کوعطیات زکوٰۃ بیت المال میں سے دیے جاسکتے ہیں اور یہ حکم مسلمان مؤلفۃ القلوب کا ہے البتہ غیر مسلم مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ میں سے تو نہ دیا جائے گا اور بیت المال سے عطیہ دینے میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس میں سے بھی نہ دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عنایت فرمائی ہے۔ (۲) آپ ﷺ نے نفس کی دوا اور علاج اس انداز سے فرمایا کہ جس سے دنیا کی محبت آخرت کی محبت میں بدل گئی اور مال کی محبت تبدیل ہو کر اسلام کی محبت ہوگئی۔

۵۵۴ : وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانُوْا اَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ قَالَ : "اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ فَاُعْطِيَهُمْ اَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۴ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے علاوہ لوگ ان سے زیادہ اس مال کے حق دار تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا کہ وہ مجھ سے سخت انداز سے سوال کریں اور پھر میں ان کو دوں یا مجھے بخیل قرار دیں حالانکہ میں بخیل نہیں ہوں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الزکاة' باب فی الکفاف والقناعة

**اللغات** : **انهم خیرونی ان یسالونی بالفحش فاعطیهم** : انہوں نے مجھ سے بالاصرار سوال کیا کیونکہ ان کا ایمان کمزور تھا۔ انہوں نے اپنی حالت کے تقاضے سے مجبور کر دیا کہ میں ان سے سخت انداز سے گفتگو کروں یا انہوں نے میری طرف بخل کی نسبت کی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ان لوگوں نے آپ ؐ سے سوال کرنے میں اس قدر زیادتی کی کہ جس کا مقتضی یہ تھا کہ ان کو دینے میں خود ان کا نقصان اور نہ دینے میں ان کی طرف سے آپ ؐ کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ اور بخل کا طعنہ تھا۔ آپ ﷺ نے دینا پسند فرمایا کیونکہ بخل سے آپ ؐ کو نفرت تھی اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور تالیف قلب کا بھی یہی تقاضا تھا۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کس عظیم اخلاق' صبر اور حلم سے اور جاہلوں کے رویہ پر درگزر کی وافر مقدار سے نوازا تھا۔ (۲) اصرار سے سوال انتہائی قابل مذمت ہے۔ (۳) تالیف قلب کرنی چاہئے تاکہ لوگوں کے دلوں میں حقیقت ایمان سرایت کر جائے۔

۵۵۵ : وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ : بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخُطِفَتْ رِدَاءُهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : "اَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ فَلَوْ كَانَ

۵۵۵ : حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین سے واپسی پر چلے آ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی آپ ؐ سے چمٹ کر سوال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ ؐ کو ایک کیکر کے درخت تک مجبور کر دیا۔ پس آپ ؐ کی چادر اس درخت سے اچٹ گئی۔ آپ ؐ رک گئے اور فرمایا میری چادر تو مجھے

لِيْ عَدَدُ ' هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

دے دو اگر میرے پاس ان خار دار درختوں کے برابر چوپائے ہوتے تو میں یقیناً ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے بخیل اور جھوٹا نہ پاتے اور نہ ہی بزدل۔ (بخاری)

"مَقْفَلَهٗ" : اَیْ فِیْ حَالِ رُجُوْعِهٖ۔
"وَالسَّمُرَةُ" :شَجَرَةٌ۔ "وَالْعِضَاهُ" :شَجَرٌ لَّهٗ شَوْكٌ۔

مَقْفَلَهٗ :لوٹنے کے وقت۔
السَّمُرَةُ :ایک درخت ہے۔
الْعِضَاهُ : کانٹے دار درخت۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد' باب ما کان صلی الله علیه وسلم یعطی المؤلفة قلوبهم

**اللغات** : حنین : مکہ سے ۲۰ کلومیٹر پر واقع ایک وادی کا نام ہے۔ اس میں ۸ ھ میں فتح مکہ کے بعد ایک عظیم الشان معرکہ پیش آیا۔ فعلقه : یہ افعال شروع میں سے ہے۔ اس کا معنی آپ سے چمٹ گئے۔ بعض نے کہا شروع ہوئے۔

**فوائد** : (۱) منفی خصلتیں بخل' جھوٹ' بزدلی وغیرہ قابل مذمت ہیں اور مسلمانوں کے سربراہوں میں ان میں سے کوئی خصلت نہ ہونی چاہیے۔ (۲) آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حلم' حسن اخلاق' صبر' بے پناہ سخاوت عنایت فرمائی تھی جبکہ دیہاتیوں میں بدخلقی اور خشونت پائی جاتی تھی۔ (۳) انسان کو اس وقت اپنی اچھی عادت کا برملا تذکرہ درست ہے جبکہ خطرہ ہو کہ جہلاء اس کے برعکس گمان کر لیں گے۔ ایسے وقت میں اپنے اوصاف کا ذکر اس فخر سے نہیں جو قابل مذمت ہے۔

۵۵۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ ' وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ' وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی صدقہ کسی مال کو نہیں گھٹاتا اور مال ہی سے اللہ بندے کی عزت کو بڑھاتے ہیں اور جو کوئی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی البر والصلة ' باب استحباب العفو والتواضع

**اللغات** : صدقة : جو مال اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے صرف کیا جائے۔ بعفو :درگزر۔ عزاً : سرداری' دلوں میں عظمت اور احترام۔

**فوائد** : (۱) صدقہ مال کو کم نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتے ہیں اور اس میں سے جو صرف ہو جاتا ہے اس کا بدلہ عنایت فرماتے ہیں یا اس طرح کہا جائے کہ صدقہ کے آخرت والا اجر وہ اس کی وجہ سے مال میں ہونے والے نقصان کو پورا کرتا ہے۔ (۲) جو آدمی درگزر کو اختیار کرتا ہے وہ دلوں میں معظم و معزز قرار پاتا ہے یا آخرت میں اس کا اجر بہت بڑھ جائے گا جس سے اس کا مقام و مرتبہ بلند ہو جائے گا۔ اسی طرح تواضع کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں لوگوں کے دلوں میں بلند کر دیتے ہیں یا آخرت میں اس کا مرتبہ بڑھا دیں گے۔

۵۵۷ : وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ عَمْرِو ابْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ : مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا ، وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ، وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ : اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ : عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَاَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَّا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا الْخَبِيْثُ بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ ، وَعَبْدٌ لَّمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۵۵۷ : حضرت ابو کبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور ایک بات میں تمہیں بتاتا ہوں اس کو یاد کرلو۔ کسی بندے کا مال صدقے سے کم نہیں ہوتا اور جس مظلومیت پر بندہ صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں اور جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پرمحتاجی کا دروازہ کھول دیتے ہیں یا اسی طرح کی بات فرمائی اور میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں اس کو یاد کرلو۔ دنیا کے اعتبار سے لوگ چار قسم پر ہیں: (۱) وہ بندہ جس کو اللہ نے مال اور علم دیا وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اللہ کا حق اس میں پہچانتا ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ مرتبے والا ہے۔ (۲) وہ بندہ جس کو اللہ نے علم دیا لیکن مال نہیں دیا وہ سچی نیت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں جیسے عمل کرتا تو اس کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور دونوں کا بدلہ برابر ہے۔ (۳) وہ بندہ جس کو اللہ نے مال دیا اور علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں بغیر علم کے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اپنے رب سے اس میں نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں اللہ کا حق پہچانتا ہے یہ بدترین مرتبے والا ہے یا وہ بندہ جس کو اللہ نے مال اور علم نہیں دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں عمل کرتا پس اس کو اس کی نیت پر بدلہ ملے گا اور دونوں (پہلے اور تیسرے) کا گناہ برابر ہے۔ ترمذی اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی الزهد باب ما جاء مثل الدنیا مثل اربعة نفر

**اللغات** : **ثلاثه** : تین عادات۔ معدود محذوف ہوتو عدد میں تا کا لانا جائز ہے۔ **مظلمه** : یہ اسم مصدر ہے۔ جو چیز ظالم سے طلب کی جاتی ہے اور وہ وہی ہے جو ظالم نے مظلوم سے لی ہے یہاں اس کو نکرہ لا کر عموم ثابت کرنا مقصود ہے کہ ظلم خواہ نفس کا ہو یا مال یا عزت کا۔ **نفر** : کا لفظ لغت میں تین سے دس پر بولا جاتا ہے۔ یہاں یہ اربعہ کی تمیز ہے۔ **يعلم الله فيه حقا** : اللہ تعالیٰ اس میں حق کو

جانتے ہیں خواہ وہ حق فرض عین ہو یا فرض کفایہ یا مستحب۔ **بافضل المنازل** : یعنی جنت کے اعلیٰ ترین مقامات میں۔ **فهو نية** : یہ مبتداء اور خبر ہے یعنی وہ پختہ ارادہ ہے اور ایک نسخہ میں **فهو بنيته** کے الفاظ ہیں۔ یہاں نیت سے مراد پختہ ارادہ ہے کیونکہ اسی پر ثواب و عقاب ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) معافی اور درگزر کا اثر دنیا و آخرت میں عزت و رفعت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) جو شخص اپنے کام کاج کی وجہ سے غنی ہو یا جو کچھ اس کے پاس مال ہے اس کی وجہ سے غنی ہو اور پھر لوگوں سے سوال کرتا ہے تاکہ اس کا مال زیادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں محتاجی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (۳) علم و عمل ہر دو میں کامل اخلاص ہونا چاہئے۔ (۴) جہالت کی مذمت کی گئی کیونکہ یہ جہالت حرام میں مبتلا کر دیتی ہے۔

۵۵۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَا بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ : مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا ۔ قَالَ : "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ – وَمَعْنَاهُ : تَصَدَّقُوْا بِهَا اِلَّا كَتِفَهَا فَقَالَ بَقِيَتْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا كَتِفَهَا۔

۵۵۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا کتنا حصہ باقی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دستی باقی ہے۔ آپؐ نے فرمایا دستی کے علاوہ باقی سب باقی۔ (ترمذی) اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ دستی کے علاوہ باقی سب صدقہ کر دیا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ہمارے لئے آخرت میں دستی کے علاوہ باقی رہ گیا۔

**تخريج** : رواه الترمذى فى صفة القيامة ' باب فضل التصدق

**فوائد** : (۱) صدقہ کرنے کا پورا اہتمام کرنا چاہئے اور جو خرچ کرے اس میں کثرت کا طالب نہ ہو۔ (۲) انسان جو کھانا کھائے یا جو چیز صرف کر ڈالے اگر اس میں غرض صحیح نہ ہو تو اس میں کوئی ثواب نہیں۔

۵۵۹ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تُوْكِيْ فَيُوْكِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ' وَفِيْ رِوَايَةٍ "اَنْفِقِيْ اَوِ انْفَحِيْ اَوِ انْضِحِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ' وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَانْفَحِيْ" بِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ ' وَهُوَ بِمَعْنٰى: "اَنْفِقِيْ" وَكَذٰلِكَ "انْضِحِيْ"۔

۵۵۹ : اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا تو بندھن باندھ کر نہ رکھ ورنہ تم پر بھی بندھن باندھا جائے گا اور ایک روایت میں ہے تو خرچ کر اور تو گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دیں گے اور جمع نہ کر پس اللہ بھی تمہارے لئے روک لیں گے۔

(بخاری و مسلم)

وَانْفَحِيْ ' اَنْفِقِيْ ' انْضَحِيْ ۔ تو خرچ کر

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ' باب التحریض علی الصدقۃ و مسلم فی الزکاۃ' باب الحث علی الانفاق واکراھۃ الاحصاء

**اللغات** : **لا توکی** :جمع مت کرواور باندھ کرمت رکھو جوتمہارے پاس ہے اس کوروک کرنہ رکھو۔ **فیو کی** :پس وہ منقطع ہو جائے گا۔ **ولا تحصی** :مال کومت روکواور شمار کر کے جمع نہ کرو کہ اس میں سے خرچ نہ کرو۔**فیحصیٰ** :بخاری ومسلم کی ایک روایات میں معروف ہے **فیحصی اللہ علیک** اللہ تعالیٰ تم پر رزق بند کردیں گے اور قیامت کے دن حساب میں پوچھ گچھ فرمائیں گے۔ **ولا توعی** :جو بچ جائے اس کو جمع مت کر۔ **فیوعی اللہ علیک** :اللہ تعالیٰ تم پر سختی کردیں گے یا اپنے فضل وسخاوت کوروک لیں گے۔

**فوائد** : (۱) انفاق مال کی تاکید کی گئی اور اس پر بار بار آمادہ کیا گیا۔(۲) اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف ملاحظہ ہو کہ عمل کا بدلہ اس کے مثل سے عنایت فرمایا۔

٥٦٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِّنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا – فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ اَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُخْفِیَ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ – وَاَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ اَنْ يُّنْفِقَ شَيْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَّكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْجُنَّةُ": الدِّرْعُ ' وَمَعْنَاهُ الْمُنْفِقُ كُلَّمَا اَنْفَقَ سَبَغَتْ وَطَالَتْ حَتّٰى تَجُرَّ وَرَآءَهٗ وَتُخْفِیَ رِجْلَيْهِ وَاَثَرَ مَشْيِهٖ وَخُطُوَاتِهٖ۔

۵۶۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر سینے سے لے کر ہنسلی تک دو لوہے کی زرہیں ہیں۔پس ان میں سے جو خرچ کرنے والا ہے وہ جب خرچ کرتا ہے تو زرہ اس کے جسم پر پوری آ جاتی ہے یا اس کے چمڑے پر اتنی بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اسکے پوروں کو چھپا لیتی ہے اور وہ اسکے قدموں کے نشانات کو مٹا دیتی ہے باقی رہا بخیل وہ اس میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کرنا چاہتا تو زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے وہ اس کو وسیع کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ وسیع نہیں ہوتی۔(بخاری ومسلم)

الْجُنَّةُ : زرہ۔ اس کا معنی یہ ہے جب خرچ کرنے والا خرچ کرتا ہے تو زرہ پوری اور لمبی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو پیچھے کھینچتی ہے اور اس کے دونوں پاؤں کے نشانات کو چھپا دیتی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الزکاۃ' باب مثل البخیل والمتصدق اور یہ الفاظ بخاری کے ھیں۔ و مسلم فی الزکاۃ من طرق ' باب مثل المنفق والبخیل

**اللغات** : **لدیھما** جمع **سدی** :پستان۔ **تراقیھما** جمع **ترقوۃ** :یہ سینے کے کنارے اور کندھے کے درمیان والی دونوں جانب کی ہڈی (ہنسلی کی ہڈی) **سبغت** :دراز اور کامل ہونا۔ **وفرت** :پورا ہونا۔ **بنانہ** :انگلی کے جوڑ۔ **تعفو اثرہ** :اس کا اثر ڈھنپ جائے بالکل ظاہر نہ ہو۔ **لزقت** :چمٹنا۔ ایک روایت میں **عضت** کے الفاظ بھی ہیں یعنی کاٹنا۔

**فوائد** : (۱) صدقہ غلطیوں کو یوں ہی چھپاتا ہے جس طرح وہ کپڑا جس کو زمین پر کھینچا جائے تو وہ چلنے والے کے قدموں کے نشانات

کو مٹا دیتا ہے۔ (۲) صدقہ کرنے والے کے لئے برکت' مدد' ستر' عورت اور مصیبت سے حفاظت کا وعدہ ہے کیونکہ مصیبت کو دور کرتا ہے اور بخیل کو بے عزتی' مصائب کا شکار ہونے کی وعید ہے۔ (۳) سخی جب صدقے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور اس کے دل میں خوشی پیدا کر دیتا ہے۔ (۴) بخیل جب اپنے دل میں صدقے کی بات کرتا ہے تو اس کا سینہ تنگ اور ہاتھ رک جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ جو نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس وہی کامیاب ہیں۔ (۵) اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والی کی ستاری فرماتے ہیں اور بخیل کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔

٥٦١ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْفَلُوُّ" بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ وَيُقَالُ اَيْضًا بِكَسْرِ الْفَاءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِيْفِ الْوَاوِ :وَهُوَ الْمُهْرُ۔

۵۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی پاکیزہ کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ تو پاکیزہ ہی کو قبول کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کر کے پھر اس کے مالک کے لئے اس کی تربیت کرتے ہیں۔ جس طرح کہ تم میں سے کوئی شخص بچھیرے کو پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَلُوُّ: بچھیرا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الزکاة' باب الصدقة من کسب طیب' ومسلم فی الزکاة باب قبول الصدقه من الکسب وتربیتها واللفظ للبخاری۔

**اللغات** : **وعنه** : یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی۔ **بعدل** : اس کی قیمت کا۔ **من کسب طیب** : حلال مال جو ملاوٹ اور دھوکا دہی سے پاک ہو۔ **ولا یقبل الله الا الطیب** : یہ جملہ معترضہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو پاکیزہ مال ہی قبول فرماتے ہیں۔ **یقبلها بیمینه** : یہ قبولیت صدقہ سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ حلال و طیب مال سے صدقہ قبول فرماتے ہیں کیونکہ حرام مال سے صدقہ کرنے والا خود اس کا مالک ہی نہیں ہوتا کہ اس میں اس کا تصرف جائز ہو۔ (۲) جب مسلمان پاکیزہ کمائی سے مال صرف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں کمال پیدا فرما دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اتنا بڑھتا ہے کہ اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ مخلوقات کی مشابہتوں سے پاک ہے۔

٥٦٢ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَيْنَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ :اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ

۵۶۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی صحرا میں جا رہا تھا اس نے ایک بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغیچے کو تو سیراب کر۔ وہ بادل علیحدہ

فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَآءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهٖ یُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ : یَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ فُلَانٌ لِلاِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ :یَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ تَسْاَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ؟ فَقَالَ :اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَآؤُهٗ یَقُوْلُ : اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِاِسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا؟ فَقَالَ :اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِیْهَا ثُلُثَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلْحَرَّةُ" الْاَرْضُ الْمُلْبَسَةُ حِجَارَةً سَوْدَآءَ "وَالشَّرْجَةُ" بِفَتْحِ الشِّیْنِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الرَّآءِ وَبِالْجِیْمِ : هِیَ مَسِیْلُ الْمَآءِ.

ہوااورایک پتھریلی زمین میں اپنا پانی برسایا۔ پھرایک نالے نے ان نالوں میں سے اس سارے پانی کو جمع کیا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے چل دیا پس اچانک اس نے ایک آدمی کو اپنے باغ میں کھڑے دیکھا جو پانی کو اپنے کدال سے اپنے باغ میں لگا رہا تھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہاں فلاں۔ نام وہی تھا جو اس نے بادل سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا میں نے بادل میں ایک آواز سنی جس بادل کا یہ پانی ہے کہ تو فلاں شخص کے باغ کو سیراب کردے جو تیرا ہی نام ہے۔تُو بتلا اس میں کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا اب جب تُو نے یہ کہا۔تو میں بتاتا ہوں کہ میں جو کچھ اس کی آمدنی ہے اس کو دیکھتا ہوں اور اس کے تیسرے حصے کو صدقہ کر دیتا ہوں اور میں اور میرے گھر والے تیسرا حصہ کھاتے ہیں اور تیسرا حصہ باغ میں دوبارہ لگادیتا ہوں۔

اَلْحَرَّةُ: سیاہ پتھروں والی زمین۔

الشَّرْجَةُ: پانی کا نام۔

**تخریج** : رواه مسلم فی الزهد والرقائق ' باب الصدقة فی المساکین

**اللغات** : **الفلاة** :ایسی زمین جس میں پانی نہ ہو۔اس کی جمع **فلوات** ہے۔ **سحابة** : یہ سحاب کا واحد ہے اس کو سحاب اس لئے کہاجاتا ہے کیونکہ یہ فضا میں کھنچتا ہے۔اس کی جمع **سحب** آتی ہے۔ **حدیقه** :باغ۔ **ما یخرج منها** : غلہ اور پھل۔

**فوائد** : (۱)اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بندہ اس کا مقرب بن جاتا ہے۔(۲)اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی کوئی حد بندی نہیں۔اس کی حد بندی ضرورت اور مواقع کرتے ہیں یا انسان بذات خود اس کا اختیار اور چناؤ کرنے والا ہے۔(۳) کچھ فرشتے اللہ نے رزق کے مختلف اسباب پر مقرر فرمائے ہیں۔(۴)انسان کی آنکھ و کان پر کوئی حقیقت منکشف ہوسکتی ہے یہاں تک کہ وہ ایسی اشیاء دیکھتا ہے جو دوسرا نہیں دیکھتا اور بعض ایسی چیزیں سنتا ہے جو دوسرا نہیں سنتا (مگر یہ ہمہ وقت نہیں بلکہ کبھی کبھی۔مترجم)

## ٦١ : بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

## باب: بخل کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر جس نے بخل کیا اور بے پرواہی اختیار کی

وَكَذَّبَ الْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى﴾ [اللّيل:١١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [التغابن:١٦]

اور بھلی بات کو جھٹلا دیا ہم اس کے لئے تنگی کا سامان مہیا کریں گے اور اس کا مال اس کو کام نہ دے گا جب وہ ہلاک ہوگا''۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس وہ وہی کامیاب ہے''۔ (التغابن)

حل الآیات: بخل: بقول ابن علان رحمہ اللہ شرع میں بخل واجب کو روکنا اور اہل عرب کے ہاں سائل کو اس چیز سے روکنا جو اس کے ہاں بچ رہے۔ واستغنی: اپنے رب سے بے نیازی اس کی اطاعت کر کے اس کی طرف رجوع نہ کیا یا فضیلت کے حاصل کرنے کے لئے اپنے مال سے بے نیازی برتی۔ فسنیسرہ للعسری: عنقریب اس کو توفیق دیں گے اور ایسی خصلت مہیا کریں گے جو تنگی کی طرف پہنچانے والی ہو۔ وما یغنی: نہ دور کرے گا۔ اذا تردی: جب ہلاک ہوگا یا آگ میں پڑے گا۔ یوق شح نفسہ: نفس کے بخل کو اس کی طرف میلان کے باوجود روکتا ہے اور سلامت رہتا ہے۔ الشح: انتہائی قسم کا بخل درحقیقت ممانعت میں بلیغ انداز اختیار کیا گیا۔ المفلحون: کامیاب۔

**فوائد**: ابن زید ابن جبیر اور ایک جماعت نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی ممنوعات میں سے کسی کو اختیار نہ کیا اور فرض زکوٰۃ کو نہ روکا تو بخل نفس سے بری الذمہ ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نفس کا شح لوگوں کا مال ناجائز ذرائع سے کھانے کو کہا جاتا ہے۔ باقی انسان اگر اپنا مال لوگوں سے روک کر رکھے تو یہ بخیل ہے۔ اگرچہ یہ بھی برا ہے لیکن وہ شح میں داخل نہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَتَقَدَّمَتْ جُمْلَةٌ مِنْهَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ۔

احادیث تمام سابقہ باب میں گزری۔

٥٦٣: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۶۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور بخل سے بچو۔ بخل نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا اور ان کو خون بہانے اور حرام کو حلال قرار دینے پر آمادہ کیا''۔ (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم

**فوائد**: (۱) اس کی شرح باب تحریم الظلم ۲۰۵/۱ میں گزر چکی۔

## ٦٢: بَابُ الْاِيْثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

## باب: ایثار و ہمدردی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں

كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر:٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ [الانسان:٨] اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ۔

خواہ ان کو خود بھوک ہو'' ۔ (الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں'' (الانسان) ...... آیات کے آخر تک ۔

حل الآیات : ویوثرون : آگے بھیجتے ہیں۔ خصاصہ :فقرواحتیاج۔ علی حبه : کھانا کھلاتے اور مال خرچ کرتے ہیں باوجود مال کی محبت کے۔

٥٦٤ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ : وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَآءٌ ' ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُخْرٰی فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ ' حَتّٰی قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَآءٌ – فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ : اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ :اَكْرِمِیْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ :هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ؟ قَالَتْ : لَا ' اِلَّا قُوْتَ صِبْيَانِیْ – قَالَ :فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَیْءٍ وَاِذَا اَرَادُوا الْعَشَآءَ فَنَوِّمِيْهِمْ وَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَطْفِیءِ السِّرَاجَ وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ ' فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں بھوک سے نڈھال ہوں۔ پس آپؐ نے اپنی بعض ازواجِ مطہرات کے ہاں پیغام بھیجا' انہوں نے جواب دیا۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کوحق کے ساتھ بھیجا۔میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپؐ نے دوسری بیوی کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا۔ یہاں تک کہ تمام نے اسی طرح کا جواب دیا کہ جس ذات نے آپؐ کوحق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا اس مہمان کی آج مہمانی کون کرے گا؟ ایک انصاری نے کہا میں یارسول اللہ! پس وہ اس کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی کو کہا رسول اللہؐ کے مہمان کا اکرام کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی بیوی کو کہا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں سوائے میرے بچوں کی خوراک کے۔اس نے کہا ان کو کسی چیز سے بہلاؤ جب وہ رات کا کھانا مانگیں پھر ان کو سلا دو۔ جب ہمارا مہمان داخل ہوتو دیا گل کر دینا اور ظاہر یہ کرنا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ بیٹھ گئے۔ مہمانوں نے کھانا کھالیا اور ان دونوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور وہ نبی اکرمؐ کے پاس حاضر ہوا۔آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے مہمان کے ساتھ اس سلوک پر بہت خوش ہوئے۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی المناقب' باب ويوثرون علی انفسهم ......الاية وفی فضائل الانصار وفی التفسير و مسلم فی الاشربة ' باب اكرام الضيف وفضل ايثاره۔

اللغات : انی مجهور : مجھے مشقت پہنچی ۔ جہد مشقت اور تکلیف اور بدحالی اور بھوک کو کہتے ہیں ۔ الی رحله : مکان تک ۔

مصباح میں کہا گیا۔ رحل الشخص :اصل میں اقامت گاہ کو کہتے ہیں پھر مسافر کے سامان پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔ کیونکہ اس کا ٹھکانہ وہیں ہوتا ہے۔ الا قوت صبیانی :اپنی عادت کے مطابق جس کھانے کے وہ عادی اور دلدادہ ہیں۔ فعللیھم :اس کو کسی چیز میں مشغول نہ کرو یہ اس بات پر محمول ہے کہ بچوں کو کھانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر ان کو ضرورت ہوتی تو ان کو کھانا کھلانا مہمانی سے مقدم تھا۔ واریہ انا ناکل :ان کے سامنے ظاہر کرنا کہ جس سے کھانا کھاتے معلوم ہوں یہ کھانے کے لئے ہاتھ ہلانے سے کنایہ ہے۔ اسی طرح منہ کو حرکت دینے اور چبانے سے کنایہ ہے۔ طاوین : بھوکے۔ غدا :اگلی صبح۔ عجب اللہ : سے مراد اس کی رضامندی ہے۔ بعض نے کہا مراد اس سے بدلہ ہے۔ بعض نے کہا اس کی تعظیم مراد ہے۔

**فوائد** : (۱) ایثار پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا اس انصاری کی تعریف کرنا اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے بہت خوب اور عمدہ فعل کیا ہے۔ (۳) اسلام میں مہمان کا احترام ایک عمدہ خصلت ہے۔ لیکن اس کے لئے نفس اور اہل عیال کی کفایت اس پر مقدم ہے کیونکہ وہ درجہ واجب وفرض میں ہے۔

٥٦٥ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ' وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِيْ الِاثْنَيْنِ وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ۔

۵۶۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہے''۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاطعمہ' باب طعام الواحد یکفی الاثنین و مسلم فی الاشربۃ' باب فضیلۃ المواساۃ فی الطعام القلیل

**فوائد** : (۱) مکارم اخلاق کی تربیت دی گئی ہے اور بقدر کفاف پر قناعت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ (۲) تعداد میں حصر مقصود نہیں بلکہ مقصود ہمدردی ہے جو کہ حصول برکت کا سبب ہے۔ دو کے لئے مناسب ہے کہ وہ تیسرے کو اپنے ساتھ کھانے میں شامل کر لیں اور چوتھے کو بھی اسکے مطابق جو حاضر ہو سکے۔ (۳) اکٹھے ہو کر کھانا مسنون ومستحب ہے اور اکیلا کھانا حتی الامکان نہ کھائے۔

٥٦٦ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ ' وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ

۵۶۶ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور اپنی نگاہ دائیں بائیں گھمانے لگا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس بچا ہوا توشہ ہو پس وہ اس کو زاد راہ دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو پھر آپؐ نے مال کی مختلف

بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اقسام کا جتنا تذکرہ فرمانا تھا کر دیا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ زائد چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی اللقطة ' باب استحباب المواساة بفضول المال

**اللغات** : راحلته :اونٹ جوسواری کے لئے استعمال ہو۔ یصرف : پھیرنا۔ فضل ظهر :ضرورت سے زائد سواری۔ زاد :کھانا۔ اصناف المال :مال کی اقسام۔ حتی راینا :ہم نے جانا۔

**فوائد** : (۱) ذمہ داریوں میں ایک دوسرے سے تعاون اور ایک دوسرے کی کفالت کرنی چاہئے۔ (۲) کھانے کی باریوں میں ہی صرف تعاون پر اکتفاء نہ کرنا چاہئے۔

٥٦٧ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَّنْسُوْجَةٍ فَقَالَتْ : نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ فَقَالَ فُلَانٌ : اُكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ :مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَعَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا يَرُدُّ سَائِلًا! فَقَالَ :اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ لِاَلْبَسَهَا ' اِنَّمَا سَاَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ - قَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفَنَهٗ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۶۷ : حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی چادر لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے تاکہ میں یہ آپؐ کو پہناؤں۔ آنحضرتؐ نے اس کو ضرورت کی چیز سمجھ کر قبول فرمالیا۔ پھر آپؐ اس چادر کو ازار کے طور پر باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک شخص نے کہا یہ چادر کس قدر خوبصورت ہے یہ آپؐ مجھے پہنا دیں۔ آپؐ نے فرمایا بہت اچھا! پھر آپ مجلس میں بیٹھ گئے اور پھر واپس تشریف لے گئے اور اس چادر کو اتار کر لپیٹا اور اس آدمی کی طرف بھیج دیا۔ اس شخص کو لوگوں نے کہا تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو اپنی ضرورت کے طور پر پہن رکھا تھا۔ پھر تو نے یہ جانتے ہوئے کہ آپؐ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے آپ سے مانگ لیا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے یہ اپنے پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ میں نے اس لئے مانگی ہے تاکہ یہ میرا کفن بنے۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ پھر یہ چادر ان کے کفن ہی کے کام آئی۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجنائز' باب من استعد الکفن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ وفی البیوع و اللباس و الادب۔

**اللغات** : ببردة :دھاری دار چادر۔ ازراہ :اسفل بدن میں لپیٹی جانے والی چادر۔ سائلاً :سوال کرنے والا۔ یہ لفظ ابن ماجہ میں ہے۔ بخاری کی روایت میں نہیں ہے۔

**فوائد** : (۱) ہدیہ کرنے والے کی دلجوئی کیلئے ہدیہ لینے میں جلدی کرنی چاہئے۔ (۲) آپؐ کی سخاوت اس قدر تھی کہ کسی سائل کو واپس نہ فرماتے۔ (۳) نیک وصالح لوگوں کے آثار سے تبرک جائز ہے۔ (۴) ضرورت سے قبل کوئی چیز کا تیار کر کے رکھنا جائز ہے۔

۵۶۸ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَرْمَلُوْا" فَرَغَ زَادُهُمْ اَوْ قَارَبَ الْفَرَاغَ۔

۵۶۸ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اشعری لوگوں کا جب جہاد میں زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے ان کو ایک کپڑے میں جمع کر دیتے ہیں پھر ایک برتن کے ساتھ ان کو آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (بخاری ومسلم)

اَرْمَلُوْا: زادراہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الشركة' باب الشركة فی الطعام وغيره ومسلم فی فضائل الصحابة باب من فضائل الاشعريين۔

**اللغات** : فی الغزو : دشمن سے لڑنے کے لئے جانا۔ فهم منی : اخلاق واتباع کے اعتبار سے قریب ہیں۔ انا منهم : علامہ نووی فرماتے ہیں یہ درحقیقت ان کے ساتھ راستے میں اتحاد اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اتفاق کو مبالغۃً بیان فرمایا گیا۔

**فوائد** : (۱) اشعری قبیلہ کے مسلمانوں کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) ہمدردی کی فضیلت ذکر کی گئی اور سفر میں زادراہ کے دلانے کی فضیلت اور جب کم ہو جائے جمع کر کے تقسیم کر لینے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

## ۶۳ : بَابُ التَّنَافُسِ فِيْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْاِسْتِكْثَارِ مِمَّا يُتَبَرَّكُ بِهٖ

## باب: آخرت کے معاملات میں باہمی مقابلہ اور متبرک چیزوں کو زیادہ طلب کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ [المطففين:۲۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اس کے بارے میں چاہئے کہ رغبت کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کریں'' (مطففین)

حل الآیات : فی ذالك : یعنی جنت کے معاملے میں۔ فليتنافس : یہ منافسة سے لیا گیا جس کا معنی رغبت ہے۔ ایسی رغبت اسی چیز کی طرف منفرد ہو۔ یہ نفیس سے لیا گیا جس کا معنی عمدہ ترین چیز۔

۵۶۹ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ

۵۶۹ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مشروب لایا گیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا۔ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا اور بائیں طرف

يَّسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ : "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاۤءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ : لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"تَلَّهٗ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ : اَيْ وَضَعَهٗ وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

بزرگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ان کو دے دوں۔ لڑکے نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! یارسول اللہ! آپ کی طرف سے ملنے والے حصے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔ (بخاری ومسلم)

تَلَّهٗ: رکھ دیا۔ دے دیا۔

یہ باعتبار لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی المظالم ' باب اذا اذن له اوحلله وفی اول الشرب وابواب اخری منه و مسلم فی الاشربة ' باب استحباب ادارة الماء اللبن ونحوهما عن يمين المبتدی

**اللغات** : شراب :مشروب۔ الاشیاخ جمع شیخ : یہ شاخ فی السن سے لیا گیا جب پچاس سال یا اس سے اوپر عمر پہنچ جائے اور علوم کے ماہر کو کہتے ہیں خواہ عمر میں چھوٹا ہو۔ بنصیبی منك :تمہاری مہربانی اور برکت کے اثر سے۔

**فوائد** : (۱) فائدہ چیز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر رغبت رکھتے تھے اور ان میں آپ کے آثار مبارکہ سے برکت حاصل کرنا بھی تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے حق سے دستبردار نہ ہوئے کیونکہ وہ آپ ﷺ کا چھوڑا ہوا پانی تھا نہ کہ عام پانی۔ (۲) ضیافت میں دائیں جانب سے شروع کرنا افضل ہے بہ نسبت مجلس میں افضل آدمی سے ابتداء کرنے سے۔ (۳) اہل حق کو ان کا حق دینا چاہئے اور تمام چھوٹوں بڑوں سے حسن معاملہ سے پیش آنا چاہئے۔ (۴) بڑوں کا احترام کرنا چاہئے اور فضیلت وعزت میں جو جس مرتبہ پر ہے اس کا لحاظ کرنا چاہئے۔

۵۷۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "بَيْنَا اَيُّوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ عَزَّوَجَلَّ : يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ : بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۷۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ حضرت ایوب ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے ان کے ربّ نے ان کو آواز دی اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا ان چیزوں سے جو تو دیکھ رہا ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں آپ کی عزت کی قسم لیکن آپ کی برکت سے تو بے نیازی نہیں ہوسکتی۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الانبیاء ' باب قول اللّٰه تعالیٰ وایوب اذ نادی ربه وفی التوحید باب یریدون ان یبدلوا کلام الله وفی کتاب الغسل باب من اغتسل عریانا۔

**اللغات** : فخر : گرا۔ جراد من ذھب : سونے کے ٹکڑے جو ٹڈی کے مشابہ تھے کثرت اور شکل کے لحاظ سے۔ یحثی : ان کو پکڑ پکڑ کر اپنے کپڑے میں ڈالتے۔ برکتك : آپ کا فضل۔ اس کا اُتارنا ان کی تکریم اور ان کے معجزہ کے طور پر تھا۔

**فوائد** : (۱) فضل و برکت میں اضافہ کرنے والی چیز کو زیادہ سے زیادہ طلب کرنا چاہئے۔ (۲) مال کو اس لئے جمع کرنا کہ اس سے خود اور دوسرے فائدہ اٹھائیں یہ جائز ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ سے عطیہ طلب کرنی چاہئے اور اس عطیہ پر اللہ تعالیٰ اس استغفار طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت مندی کا شعور برقرار رہنا چاہئے خواہ انسان کتنا بھی مال و دولت جمع کر لے۔ (۴) خلوت و علیحدگی میں جسم سے تمام کپڑے اتار کر غسل کرنا جائز ہے اگرچہ کپڑا باندھنے کی قدرت بھی ہو۔

## ٦٤ : بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرُ وَهُوَ مَنْ اَخَذَ الْمَالَ مِنْ وَّجْهِهٖ وَصَرَفَهُ فِيْ وُجُوْهِهِ الْمَأْمُوْرِ بِهَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى﴾ [الليل:٥-٧] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ [الليل:١٧-٢١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ [البقرة:٢٧١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [آل عمران:٩٢] وَالْاٰيَاتُ فِيْ فَضْلِ الْاِنْفَاقِ فِي الطَّاعَاتِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

## باب : شکر گزار غنی کی فضیلت اور وہ وہ ہے جو مال کو جائز طریقے سے لے اور مناسب مقامات پر خرچ کرے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پھر جس شخص نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور بھلی بات کی تصدیق دی ہم اس کو آسانی کی طرف سہولت دے دیں گے''۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب وہ جہنم سے بچا لیا جائے گا جو بڑا پرہیز گار ہے جو کہ اپنا مال پاکیزگی کیلئے دیتا ہے اور کسی کا اس کے اوپر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہے صرف اپنے بزرگ ربّ کی رضامندی کو چاہنے کیلئے وہ خرچ کرتا ہے اور عنقریب یقیناً وہ راضی ہو جائے گا''۔ (اللیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم صدقات کو ظاہر کر کے دو تو یہ بہت خوب ہے اور اگر تم ان کو چھپاؤ اور فقراء کو دے دو تو وہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے وہ تم سے تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور اللہ تمہارے عملوں کی خبر رکھتے ہیں''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز تم کمال نیکی کو نہیں پاؤ گے یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو اور جو چیز بھی تم خرچ کرو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے''۔ (آل عمران)
نیکی کے راستے میں خرچ کرنے کے متعلق آیات کریمہ بہت معروف ہیں۔

حل الآیات : اعطیٰ : اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس نے اپنا مال خرچ کیا۔ اتقی : جو اللہ کی محرمات سے بچتا ہے۔

الحسنیٰ : اچھابدلہ۔ الیسریٰ : ایسے آسان امور جواس کوآخرت اور دنیا میں کامیابی سے سرفراز کردیں۔ سیجنبھا : آگ سے دور کیا جائے گا۔ الاتقی : جوکفرومعصیت سے بچے۔ یوتی : دیتا ہے۔ یتزکی : اپنے آپ کو پاک کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے نمو و اضافے کا طالب ہے۔ وما لاحد : یعنی اتقی وہی ہے جو چیز بھی وہ خرچ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس میں چاہنے والا ہے۔ یرضی : وہ اپنے رب سے راضی ہوجائے گا جب وہ اس کو جنت میں داخل کردے گا۔ اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ سورۂ لیل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔ البتہ مفہوم کے اعتبار سے جو بھی ان صفات کا حامل ہوگا اس پر یہ حکم لگے گا۔ ان تبدوا الصدقات فنعماھی: اگر تم صدقات کوظاہر کرو وہ بہتر چیز ہے جس کو تم ظاہر کرتے ہو۔ یکفر : وہ مٹاتا اور بخشتا ہے۔ سیئاتکم : چھوٹے گناہ۔ اکبر : وہ کامل بھلائی جو جنت میں لے جائے۔ مما تحبون : اس مال میں سے جو تمہیں پسند ہے اور تمہیں اس وقت فقر کا خطرہ اور غنیٰ کی اُمید ہو۔

۵۷۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:"لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰی هَلَكَتِهٖ فِی الْحَقِّ ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ یَقْضِیْ بِهَا وَیُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ- وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ قَرِیْبًا۔

۵۷۱ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوآدمیوں کے بارے میں رشک کرنا جائز ہے: ایک وہ آدمی جسکواللہ نے مال دیا اور پھر اس کو حق کے راستے میں خرچ کرنے پر لگا دیا اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے حکمت و سمجھ عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اس کی تشریح قریب گزر چکی ہے۔

**تخریج** : اس حدیث کی تخریج پہلے روایت ۵۴۴ میں گزر چکی۔

**اللغات** :لا حسد : غبط ورشک مراد ہے یا حسد کرنا جائز نہیں۔ فسلطه علی هلكته فی الحق : اس کو بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے پر لگادیا۔ حكمة : علم ۔یقضی : اس سے فیصلے کرتا اور نزاعات چکاتا ہے۔

**فوائد** : (۱) مال کواس لئے کمانا چاہئے تا کہ نیکی کے کاموں میں اس کو صرف کیا جائے اور علم اس لئے حاصل کرے تا کہ اس سے مخلوق کوفائدہ پہنچے۔ (۲) اگر کسی کے پاس کوئی اچھی چیز ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا جائز ہے تا کہ یہ بھی اسی طرح کا اجر وثواب اپنے لئے جمع کرلے۔ (۳) نیکی کے راستوں پر خرچ کر کے مال کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور علم کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس پر عمل کرے اور اس کی دوسروں کو تعلیم دے۔

۵۷۲ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُهٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ

۵۷۲ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رشک دوآدمیوں کے بارے میں جائز ہے ایک وہ آدمی جس کواللہ نے قرآن دیا ہو۔ پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے یعنی تلاوت اور اس پر عمل کرتا ہے دوسرے نمبر پر وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اس کو دن رات

النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْاٰنَآءِ" السَّاعَاتُ۔

کے اوقات میں خرچ کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

الْاٰنَآءِ: اوقات۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی التوحید وفی فضائل القرآن' باب اغتباط صاحب القرآن ومسلم فی المسافرین من کتاب الصلاۃ ' باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ۔

**اللُّغَاتُ** : آتاہ القرآن :قرآن کو یاد کیا اور سمجھا۔یقوم :نماز میں پڑھتا ہے یا اس کی تلاوت پر مداومت کرتا ہے۔مراد اس سے تمام اوقات ہیں۔

**فوائد** : (۱) سابقہ **فوائد** ملحوظ ہوں۔مزید یہ کہ اس میں تلاوت قرآن مجید اور اس پر مداومت پر متوجہ کیا گیا ہے۔

۵۷۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ ' فَقَالَ : "وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً" فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا :سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ۔

"الدُّثُوْرُ" الْاَمْوَالُ الْكَثِيْرَةُ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۵۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء و مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے۔ مال والے لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں۔ وہ صدقہ کرتے ہیں ہم صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم غلام آزاد نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھا دوں جس سے تم اپنے لئے آگے جانے والوں کو پالو اور اپنے بعد والوں سے آگے سبقت کر جاؤ اور تم سے کوئی بھی زیادہ فضیلت والا نہ ہو مگر وہ شخص جو کرے جس طرح تم نے کیا۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا کرو۔ پھر فقراء مہاجرین رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ ہمارے مال والے بھائیوں نے سن لیا جو ہم نے کیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔ (بخاری ومسلم)

الدُّثُوْرُ: کثیر مال۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الدعوات' باب الدعا بعد الصلاۃ و مسلم فی کتاب الصلاۃ ' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ و بیان صفتہ۔

**اللّغَاتْ** : **ذهب** :جمع کیا اور خاص کیا۔ **بالدرجات العلی** :اللہ تعالیٰ کا قرب۔ **المقیم** : جنت کی وہ نعمتیں جو ختم نہ ہوں گی۔ **وما ذاك** :ان کے اس فضیلت کو پانے کا سبب کیا ہے۔ **یعتقون** : غلام آزاد کرتے ہیں۔ **من سبقکم** : بلند منازل کی طرف تم سے بڑھ گئے۔ **من بعدکم** : جو مرتبہ میں تم سے کم ہیں۔ **تسبحون** : سبحان اللہ کہو۔ **تکبرون** : اللہ اکبر کہو۔ **تحمدون** : تم الحمد للہ کہو۔ **بما فعلنا** : جو آپؐ نے ہمارے سامنے ذکر فرمایا جو عظیم فضیلت بیان فرمائی۔

**فوائد** : (۱) نیک کاموں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کتنی زیادہ حرص رکھتے تھے اور اس میں ایک دوسرے سے بڑھنے والے تھے۔ (۲) سلف صالحین اللہ تعالیٰ کی راہ میں کس طرح مال صرف کرتے اور اس کا شکر کس انداز سے ادا کرنے والے تھے۔ (۳) بھلائی کے کام بہت ہیں اجر آخرت کو حاصل کرنے کے راستے متعدد اور قسما قسم کے ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ خود عطا فرمایا اور ثواب بھی دیا اور عمل کی توفیق بھی خود دی اور اجر کثیر سے نوازا۔ (۵) جو اذکار ماثورہ وارد ہیں وہ بہت زیادہ فضیلت والے ہیں ان کو لازم پکڑنا چاہئے۔ (۶) مسلمان مالداروں کو عبادت اور اطاعت خواہ انفاق کی صورت میں ہو یا کسی دوسری صورت میں اس پر آمادہ کیا گیا اور فقط انفاق پر ہی اکتفاء کر لینے کو پسند نہیں کیا گیا۔ (۷) فقراء کو بھی مال کمانے کی ترغیب دی تاکہ وہ بھی مال کو خرچ کرنے کی فضیلت کو حاصل کر سکیں۔ (۸) مال کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا یہ امتحان ہے اور اس کی طرف سے مال کا نہ ملنا آزمائش ہے۔ پس مومن کو مال ملنے کی صورت میں شکر اور نہ ملنے پر صبر کرنا چاہئے۔

## ۶۵ : ذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْأَمَلِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [آل عمران:۱۸۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ [لقمان:۳٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [الاعراف:۳٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

## باب: موت کی یاد اور تمناؤں میں کمی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے بے شک تمہیں قیامت کے دن پورا پورا اجر دیا جائے گا پس جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کسی نفس کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا اور نہ ہی یہ کسی نفس کو معلوم ہے کہ کس زمین میں اس کی موت آئے گی''۔ (لقمان) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب ان کا وقت مقررہ آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی اس سے نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں''۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا پس وہی نقصان اٹھانے والا ہے اور تم خرچ

الْخٰسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [المنافقون:۹-۱۱] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ، فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ، فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ، وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ؟﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ؟ قَالُوْا: لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ قَالَ: اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ، اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ [المومنون۹۹:۱۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾

[الحديد:۱۶]

کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا۔ اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کو موت آئے اور یوں کہنے لگے کہ اے میرے ربّ تو نے مجھے کیوں نہ مہلت دی۔ قریب وقت کے لئے کہ میں صدقہ کر لیتا اور نیکوں میں سے بن جاتا۔ ہرگز اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیں گے کسی نفس کو بھی جب کہ اس کا وقت مقرر آ جائے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے“۔ (المنافقون) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے ربّ تو مجھے واپس کر دے تا کہ میں نیک اعمال کروں اس زندگی میں جس کو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز ایسا نہیں بے شک وہ ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے برزخ ہے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک۔ پس جب صور میں پھونک ماردی جائے گی تو اس دن ان میں کوئی رشتہ دار نہیں رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کر سکیں گے۔ پس وہ شخص جس کے میزان بھاری ہوئے پس وہی کامیاب ہونے والا ہے اور وہ شخص جس کے میزان ہلکے ہوئے پس وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس ڈالے گی اور وہ اس میں بدشکل ہو جائیں گے۔ کیا میری آیات تم پر نہ پڑھی جاتی تھیں کہ تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿کَمْ......﴾ کہ تم کتنا عرصہ زمین میں ٹھہرے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں۔ اللہ فرمائیں گے تم واقعتاً تھوڑا ٹھہرے ہو کاش کہ تم اس کو جان لیتے۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے“۔ (المؤمنون) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”کہ کیا ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کیلئے جھک پڑیں اور جو کچھ حق اللہ نے نازل فرمایا ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ بن جائیں جن کو

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

ان سے پہلے کتاب دی گئی۔ پس ان پر زمانہ طویل ہوگیا پھران کے دل سخت ہوگئے اور بہت سارے ان میں سے فاسق ہیں۔ (الحدید)
آیات اس سلسلے کی بہت اور معروف ہیں۔

حل الآیات : توفون اجورکم :تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ خواہ خیر ہوں یا شر پورا پورا دیا جائے گا۔ زحزح :دور کردیا گیا۔ الغرور :دھوکا۔ اجلھم :عمر کا اختتامی لحہ۔ لا یستاخرون :مہلت نہ دی جائے گی۔ لا تلھکم :تمہیں مشغول نہ کریں پھیر دیں۔ لو لا اخرتنی :تو نے مجھے مہلت کیوں نہ دی یا میرے وقت مقرر کو مؤخر کیوں نہ کیا۔ ارجعونی :دنیا کی زندگی میں مجھے واپس کردو۔ کلا :ڈانٹ کا کلمہ ہے اس سے واپس لوٹنے کا بعید ہونا ظاہر کیا گیا۔ برزخ :ان کے اور لوٹنے کے درمیان روک اور پردہ ہے۔ فی الصور :صور سینگ کو کہا جاتا ہے۔ مراد اس سے نفخہ اخیرہ ہے۔ تلفح :جلادے گی۔ کالحون :ترش رو یا ہونٹ دانتوں سے سمٹے ہوئے ہوں گے۔ کم لبثتم :ان سے اس سوال کی غرض یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں جن عمروں پر تم نے دارومدار قائم کیا وہ کتنی تھیں یا اس کی مراد مٹی میں ٹھہرنا ہے کیونکہ وہ بعث کے تو منکر تھے۔ ان کا یقین یہ تھا کہ وہ مٹی سے کبھی نہ اٹھیں گے۔ العادین :جو گننے کی طاقت رکھتے ہوں اور وہ محافظ فرشتے ہیں۔ عبثا :بلا فائدہ عبث کھیل تماشے کو کہتے ہیں۔ الم یان :کیا قریب نہیں ہوا چیز جب آتی ہے تو قریب ہوتی ہے۔ ان تخشع :کہ خشوع اختیار کریں۔ خشوع دل کی ایک ہیئت کا نام ہے جو جوارح پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ ما نزل من الحق :قرآن کی آیات کا سننا۔ الامد :زمانہ مدت فقست قلوبھم :اس میں خیر اور بھلائی کم ہوگئی اور اطاعت کی طرف میلان کم ہوگیا اور گناہوں میں سکون محسوس ہونے لگا۔

٥٧٤ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ :"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ : اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۷۴ :حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو ناواقف یا مسافر ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب تم صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت میں سے بیماری کے لئے اور اپنی زندگی ہی سے موت کے لئے حصہ لے لو یعنی تیاری کرلو۔ (بخاری)

تخریج : اس حدیث کی شرح وتخریج باب الزھد ۴۷۱/۱۵ میں گزری۔

٥٧٥ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَيْءٌ يُّوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ"

۵۷۵ :حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان شخص کے لئے کہ جس کے پاس کوئی وصیت کی چیز ہو یہ جائز نہیں کہ دو راتیں بھی وہ گزارے کہ اس کے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ ' وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "يَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ". قَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِيْ وَصِيَّتِيْ۔

پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔ (بخاری ومسلم) بالفاظ بخاری۔ مسلم کی روایت میں ہے تین راتیں ایسی گزارے۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میری وصیت میرے پاس موجود نہ ہو۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الوصایا' باب الوصایا وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصیۃ الرجل مکتوبۃ و مسلم فی اول کتاب الوصیۃ۔

**اللُّغَاتٌ** :ما حق :حالت نہیں۔لہ شیء :ایک روایت میں لہ مال کے الفاظ ہیں۔مکتوبۃ عندہ :لکھی ہوئی دستاویز ہے۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ وصیت جلدی لکھے کیونکہ انسان کو معلوم نہیں کہ موت کب آتی ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب اس کے ذمہ کوئی فرض نہ ہو صرف نفلی تبرعات ہیں۔ باقی قرضے کی ادائیگی اور امانات کی واپسی کے متعلق تو وصیت واجب ہے۔ (۲) وصیت صرف مریض ہی پر لازم نہیں بلکہ دیگر بھی لکھیں۔ (۳) مسلمان موت کو یاد رکھنے والا اور اس کے لئے تیاری کرنے والا ہونا چاہئے۔ (۴) دو تین راتوں کا تذکرہ روایت میں مشاغل کے سبب پیش آنے والی تنگی کو دور کرنے کے لئے ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک روایت بھی ایسی نہ گزارتے تھے کہ وصیت ان کے پاس موجود نہ ہوتی۔

۵۷۶ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ : "هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهُ ' فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۷۶ :حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی لکیریں کھینچیں ۔پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کا مقررہ وقت ہے پس وہ اسی دوران میں ہوتا ہے کہ سب سے قریب خط اس کے درمیان آ جاتا ہے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الرقاق' باب فی الامل وطولہ

۵۷۷ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلَى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسْطِ فَقَالَ :هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِيْطًا بِهٖ — اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهُ ' وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ ' فَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ —

۵۷۷ :حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل کا خط کھینچا اور اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو اس مربع کے درمیان سے نکلنے والا تھا اور چھوٹے چھوٹے خط کھینچے جو اس وسط کے درمیان تھے پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کا وقت مقررہ۔ اور یہ اس کا گھیراڈالا ہوا ہے اور یہ باہر نکلنے والی اس کی امید ہے اور یہ چھوٹے خط یہ حوادثات ہیں۔ اگر ایک حادثہ اس سے خطا کرتا ہے دوسرا آ کر دبوچ لیتا ہے اور اگر اس سے نکلتا ہے تو تیسرا آ کر دبوچ لیتا ہے۔

(بخاری)

وَھٰذِہٖ صُوْرَتُہٗ۔ اس کی صورت یہ ہوگی۔
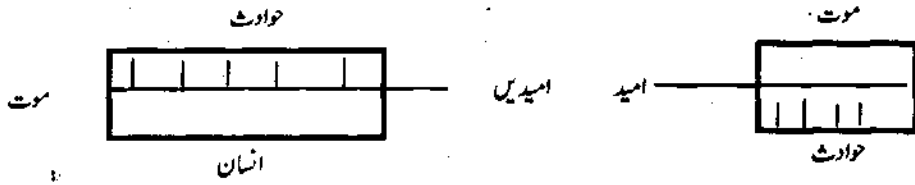
**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الرقاق' باب فی الامل وطولہ

**اللّغات** : **محیطا به** :احاطہ کرنے والا۔**الاعراض** جمع **عرض** : سامان اور سامان اس چیز کو کہتے ہیں جس سے خیر وشر میں دنیا کے اندر فائدہ اٹھایا جائے۔**نهته** :ہلاک کر دیا' اس کا آلیا۔

**فوائد** : (۱) نبی اکرم ﷺ وہ کامیاب مربی ہیں جو خالص معانی کو محسوس اشکال میں پیش کر دیتے ہیں۔ تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس کا سمجھنا آسان ہو جائے۔(۲) مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ توبہ اور اعمال صالحہ میں جلدی کرے اور لمبی اُمید کے دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔(۳) قابل مذمت اُمید وہ ہے جو امیدوار کو اعمال صالحہ کے متعلق بے کاری اور تکبر میں مبتلا کر دے۔(۴) عام طور پر انسان کا گمان یہ ہے کہ اس کی اُمیدیں مدت عمر کے ختم ہونے سے پہلے پوری ہو جائیں گی لیکن اس کا وقت مقررہ اس کو گھیرنے والا ہے خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند اور بعض اوقات تو اس کا وہ وقت اس کی تمام اُمیدوں یا بعض اُمیدوں سے قریب تر ہوتا ہے۔

۵۷۸ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ" سَبْعًا ھَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِیًا ' اَوْ غِنًی مُّطْغِیًا ' اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ ھَرَمًا مُّفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْھِزًا اَوِ الدَّجَّالِ فَشَرُّ غَائِبٍ یُّنْتَظَرُ ' اَوِ السَّاعَةُ فَالسَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۵۷۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو کیا تم بھلا دینے والے فقر کا انتظار کر رہے ہو یا سرکشی میں ڈالنے والی مالداری کا یا بگاڑ دینے والی بیماری کا یا سٹھیا دینے بڑھاپے کا یا تیار موت کا یا دجال کا۔ پس وہ تو بدترین غائب چیز ہے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے یا قیامت کا۔ قیامت تو بہت بڑی مصیبت یا تلخ ہے۔(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد' باب ما جاء فی المبادرۃ بالعمل

**اللّغات** : **فقرا منسیاً** : فقر کی طرف نسیان کی نسبت مجازی ہے۔ کیونکہ فقر شدید ذہول اور نسیان کا سبب ہے۔**غنی مطغیاً** : ایسی مالداری جس میں حد سے گزر جائے۔**ھرماً** :خلقی عاجزی جو بڑھاپے کے وقت بلا بیماری کے پائی جائے۔**مفنداً** :عقل وفہم کی کمزوری اور بڑھاپے سے کلام میں خلط ملط کرنا۔**مجھزاً** : جلدی' تیار'**ادھی** :زیادہ سخت۔

**فوائد** : (۱) وہ صحیح سالم انسان جو عبادات میں کوتاہی کرنے والا اور اعمال صالحہ کے ساتھ اوقات کو آباد کرنے میں افراط کرنے والا ہو وہ اپنی بیع میں نقصان اٹھانے والا ہو۔(۲) آپ ؐ نے انسان کو اس کے ان دشمنوں کے بارے میں خبردار کیا جو انسانوں پر حملہ کرتے ہیں مگر ان کے حملے کا وقت معلوم نہیں مثلاً فقر' بگاڑ پیدا کرنے والا اغناء' بیماری' بڑھاپا' موت' گمراہ' فتنہ باز' دجال اور قیامت۔

۵۷۹ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ" يَعْنِي الْمَوْتَ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۷۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لذتوں کو لوٹنے والی یعنی موت کا کثرت سے انتظار کرو۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد' باب ما جاء فی ذکر الموت

**اللُّغَاتٌ** :ھاذم اللذات :لذات کو قطع کرنے والی۔بعض نے کہا لذات کو گرانے والی اور اصل سے ان کو زائل کرنے والی۔

**فوائد** :(۱) ہر مسلم صحت مند یا بیمار کیلئے مسنون ہے کہ موت کو دل وزبان سے یادر کھے اور اس قدر اسکا تذکرہ کرے کہ یہ بات اسکی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہنے لگے کیونکہ یہ سب سے زیادہ معصیت سے روکنے اور اطاعت کی طرف مائل کرنے والی ہے۔

۵۸۰ : وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ ' جَآءَ تِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ' جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ' جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ : "مَا شِئْتَ؟" قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ :فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ ' فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ : فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "مَا شِئْتَ ' فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" قُلْتُ: اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا؟ قَالَ: "اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۸۰ : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا تو آپؐ عبادت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ لرزہ طاری کر دینے والی اور اس کے پیچھے آنے والا آ گیا۔ موت اپنی ساری ہولناکیوں سمیت آ گئی موت جو کچھ اس میں ہے وہ سب کے ساتھ آ گئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپؐ پر اکثر درود پڑھتا ہوں میں کتنا وقت درود کے لئے مقرر کروں؟ آپؐ نے فرمایا جتنا تو چاہتا ہے میں نے عرض کیا چوتھائی۔ پھر فرمایا جتنا تو چاہتا ہے اگر تو نے اضافہ کیا تو وہ تیرے لئے بہت بہتر ہے۔ میں نے کہا آدھا فرمایا جتنا تو چاہتا ہے اگر تو نے اس سے زیادہ اضافہ کیا تو وہ تیرے لئے بہت بہتر ہے میں نے کہا دو تہائی۔ فرمایا جتنا تو چاہتا ہے پس اگر تو نے بڑھا دیا تو تیرے لئے بہت بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنا سارا وقت آپؐ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تیرے غموں کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا جائے گا (ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب صفة القیامة

**اللُّغَاتٌ** :اذکر ما اللہ :دل وزبان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔الراجفه :پہلا نفخہ جس کی وجہ سے پہاڑ کانپ جائیں گے۔اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ ...... الرادفه﴾ :نفخہ ثانیہ۔ من صلاتی :اپنی دعاء میں سے۔تکفی همك : جوتمہارے غم کے لئے کافی ہو یعنی دونوں جہاں کے اور ایک روایت میں ہے یکفیك الله امر دنیاك واخرتك :تمہاری دنیا اور آخرت کے معاملہ کے لئے کفایت کر جائے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی دعاء اور نماز کی فضیلت بیان کی گئی۔(۲) اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں کو پانے کے لئے راستے کی رہنمائی کرنے میں آپ ﷺ امت کے لئے کس قدر حرص کرنے والے تھے۔(۳) انسان جو نیک اعمال کرلے ان کا زبانی تذکرہ جائز ہے جبکہ اس میں کوئی اچھی غرض ہو اپنے بارے میں خود پسندی کا خطرہ نہ ہو۔

## ٦٦ : بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُوْلُهُ الزَّائِرُ؟

## باب :مَردوں کے لئے قبروں کی زیارت مستحب ہے اور زیارت کرنے والا کیا کہے؟

٥٨١ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّزُوْرَ الْقُبُوْرَ فَلْيَزُرْ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُنَا الْاٰخِرَةَ"۔

۵۸۱ : حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا۔پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو (مسلم) ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے وہ زیارت کرے۔پس بے شک وہ آخرت کو یاددلانے والی ہے۔

**تخريج** : رواه مسلم فی الجنائز' باب استیذان النبی صلی الله علیه وسلم ربه عزوجل فی زیارة قبر امه۔

**فوائد** : (۱) قبور کی زیارت جائز ہے۔علماء رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ یہ مردوں کے لئے مستحب ہے اور خاص طور پر والد اور دوست وغیرہ کے حق کی ادائیگی کے لئے اور آخرت کی یادگیری کے لئے اور موت کی یاد سے دل میں نرمی پیدا کرنے اور موت کے احوال سے دل میں رقت کے لئے انتہائی فائدہ مند ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔(۲) عورتوں کے لئے زیارت مکروہ ہے کیونکہ ان کے متعلق نہی وارد ہے اور کراہیت حرمت شدیدہ تک بھی پہنچ جاتی ہے جبکہ شرعی ممنوع فعل کا ارتکاب ان کی زیارت سے لازم آتا ہو۔مثلاً فتنہ کا خطرہ یا رونے میں ان کا آواز کو بلند کرنا' اگر کوئی محظور شرعی بھی نہ ہو اور مصیبت قریب ہی پہنچی ہو تو زیارت ان کے لئے جائز ہوگی۔(۳) آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت مستحب ومندوب ہے۔(۴) احکام کا نسخ ثابت ہے کیونکہ شروع اسلام میں زیارتِ قبور حرام تھی اس لئے کہ زمانہ جاہلیت کا قرب تھا اور ان میں پہلے بت پرستی کا رواج عام تھا اور قبور کے پاس نوحہ خوانی غیرہ کثرت سے تھی۔اسلام نے نوحہ خوانی کو حرام قرار دیا۔جب عقیدہ توحید لوگوں کے دلوں میں راسخ ہوگیا اور اسلام کے احکام کھل کر لوگوں کے سامنے آگئے تو زیارتِ قبور کی حرمت کو منسوخ کر دیا گیا۔(۵) مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو موت یاددلائے۔اس طرح کہ وہ عنقریب یا کچھ دیر بعد مُردوں میں شمار ہوگا۔

٥٨٢ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :

۵۸۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آنحضرت ﷺ کی جب میرے ہاں باری ہوتی تو آپؐ رات کے آخری حصہ میں بقیع کی طرف نکل جاتے اور فرماتے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" : اے مسلمان! گھر والو تمہیں سلام ہو تمہارے پاس آ گیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا۔ کل جس کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور بے شک اللہ نے چاہا تو ہم تمہیں ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجنائز ' باب ما یقال عند دخول القبور رد الدعاء لاھلھا۔

**اَللُّغَاتُ** : کلما : ماوقتیہ ہے اور کل کا لفظ ظرف زمان منصوب ہے۔ البقیع : وسیع جگہ۔ یہاں مراد اہل مدینہ کا قبرستان ہے۔ اتاکم ما توعدون غدا : تمہارے پاس آ گیا جس کے وقوع کا کل تم سے وعدہ تھا۔ موجلون : تم کو مہلت دی گئی ہے۔ یہاں اجل سے مراد وہ مدت ہے جو موت سے بعث تک ہوگی۔ الغرقد : یہ کانٹے دار جھاڑی ہے۔ مدینہ کے قبرستان کو اس نام سے پکارا جاتا ہے کیونکہ یہ درخت یہاں پائے جاتے تھے۔

**فوائد** : (۱) اہل قبور کو سلام کرنا مستحب ہے اور اسی طرح ان کے لئے وہ استغفار کرنا بھی مستحب ہے۔ (۲) رات کو قبور کی زیارت درست ہے۔

۵۸۳ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلُهُمْ : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ' نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۳ : حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ لوگوں کو سکھاتے جب وہ قبروں کی طرف جاتے وہ اس طرح کہا کرتے : "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ...... اے مسلمان اور مؤمن گھر والو تم پر سلام ہو بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ہم تمہیں ملنے والے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجنائز ' باب ما یقال عند دخول المقابر والدعاء لاھلھا۔

**اَللُّغَاتُ** : العافیہ : بیماری کا ختم ہونا' صحت یاب ہونا۔ یہاں مراد گناہوں کا مٹنا اور ناپسند امور سے حفاظت ہے۔

**فوائد** : (۱) مُردوں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ اپنے آپ کو اس دعا میں شریک کر لے اور اہل ایمان کو ہی سلام اور دعا دینے کا حکم ہے۔

۵۸۴ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۵۸۴ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اللہ ﷺ مدینہ کی کچھ قبروں کے پاس سے گزرے آپ نے ان کی طرف چہرے کا رخ فرما کر کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" سلام ہوائے قبروں والے تم پر اللہ ہمیں اور تمہیں بخش دے تم ہمارے آگے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی الجنائز، باب ما یقول الرجل اذا دخل المقابر۔

**اَللُّغَاتُ** : سلفنا : وہ معزز ین جوفوت ہو جائیں۔ نحن بالاثر : ہم عنقریب تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ فائدہ ملحوظ رہے نیز آداب زیارت قبور میں سے ہے کہ ان کے چہرے کی طرف چہرہ کر کے ان کو سلام کرے اور ان کے لئے دعا کرے۔

## ٦٧ : بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبِ ضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ وَلَا بَاْسَ بِهٖ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّيْنِ

## باب: کسی جسمانی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا مکروہ ہے مگر دین میں فتنہ کے خوف سے کوئی حرج نہیں

٥٨٥ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَتَمَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهٗ، اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ، وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَيْرًا"۔

۵۸۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو شاید اس کی نیکیاں بڑھ جائیں اور اگر گناہگار ہے تو شاید وہ توبہ کر لے۔ (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں مسلم کی روایت میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ہے اس میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی موت کی تمنا نہ کرے اور آنے سے پہلے اس کے لئے دعا بھی نہ کرے کیونکہ جب وہ مر جائے گا تو اس کا عمل منقطع ہو جائے گا اور مؤمن کے لئے اس کی عمر بھلائی کا ذریعہ ہے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی التمنی، باب ما یکره من التمنی وفی المرضی و مسلم فی کتاب الذکر والدعاء والاستغفار، باب کراهة تمنی الموت لضر نزل به۔

**اَللُّغَاتُ** : الا یتمنی : لا نافیہ ہے کلام خبری نہی کے معنی میں ہے۔ محسنًا : اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار۔ یستعتب : اللہ تعالیٰ کی طرف معذرت سے رجوع کرے اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہو۔

**فوائد** : (۱) موت کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ سے موت طلب کرنا اور اس کی تمنا کرنا ممنوع ہے کیونکہ زیادہ عمر اگر تقوئی کے ساتھ ہوگی تو اس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی۔ ترمذی رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی عمر طویل اور اعمال اچھے ہوں۔ (۲) موت کے بعد اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور انسان کو اس کے عمل کا بدلہ ملنا شروع ہوتا ہے جو اس نے دنیا میں کمائے۔

۵۸۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ : "اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۶ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا کسی دنیاوی دکھ کی وجہ سے نہ کرے۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو جائے تو یوں کہے "اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ......" اے اللہ جب تک زندگی میں میرے لئے بہتری ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہے تو مجھے موت دے دے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی کتاب المرضی ' باب تمنی المریض للموت وفی الطلب ومسلم فی الذکر والدعاء باب کراھة تمنی الموت لضر نزله به

**اَللُّغَاتُ** : لضر اصابه : اس تکلیف کی بنا پر جو اس کو پہنچی۔ دنیا میں جیسا فقر اور اسی پر بدن کی تکلیف بھی قیاس کر لو مثلاً بیماری وغیرہ۔

**فوائد** : (۱) مسلمان کے لئے ناپسند ہے کہ وہ موت کی تمنا کرنے لگے اس دنیاوی یا بدنی تکلیف پر جو اس کو پہنچے کیونکہ یہ تمنا رضا بالقضاء پر عدم رضامندی کو ظاہر کرتی ہے۔ (۲) اس آدمی کے لئے جو موت کی تمنا کرنا چاہتا ہو ارشادِ نبوی کے مطابق ان کلمات سے دعا کرے جو آپ نے بتلائے کیونکہ ان میں اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپرد کرنا ہے۔ وہ ذات تو معاملات کی حقیقت

۵۸۷ : وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ : اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا ، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَالًا لَّا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْ لَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَّهٗ فَقَالَ : "اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُّنْفِقُهٗ اِلَّا فِيْ

۵۸۷ : حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن الارت کی بیمار پرسی کے لئے ان کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے سات داغ لگوائے تھے حضرت خباب نے فرمایا کہ ہمارے وہ ساتھی جو گزر گئے اور چلے گئے دنیا نے ان کے اجر کو کم نہیں کیا اور ہم نے اتنی دولت پالی جس کے لئے ہم کوئی جگہ نہیں پاتے سوائے مٹی کے۔ اگر پیغمبر ﷺ نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ پھر کچھ وقت کے بعد ہم دوسری مرتبہ حاضر ہوئے جب وہ اپنی دیوار تعمیر کر رہے تھے پس انہوں نے فرمایا کہ بے شک مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے جس کو وہ

شَیْ ءٍ یَّجْعَلُہٗ فِیْ ھٰذَا التُّرَابِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَھٰذَا لَفْظُ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ۔

خرچ کرے مگر اس چیز میں جس کو وہ اس مٹی میں لگائے۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی المرضی، باب تمنی المریض بالموت، والدعوات، باب الدعاء بالموت والحیاۃ و مسلم فی الذکر والدعاء، باب کراھۃ تمنی الموت لضر نزل بہ۔

**اللغات** : **خباب بن الارت** : راویوں کے حالات میں کتاب کے آخر میں ملاحظہ ہوں۔ **اکتوی سبع کیات** : جسم کے سات مقامات پر داغ دیئے۔ **سلفوا** : فوت ہو گئے اور چلے گئے۔ **لم تنقصھم الدنیا** : انہوں نے دنیا کی لذات میں سے کسی چیز کی تمنا نہ کی۔ کہیں یہ چیز ان کے آخرت والے اجر میں کمی نہ کر دے۔ **لا نجد لہ موضعا الا التراب** : ہم نے زائد مال جمع کیا ہمارے لئے اس کو محفوظ کرنے کی کوئی جگہ نہیں سوائے مٹی میں دفن کرنے کے یا تعمیر مراد ہے تا کہ اجر وغیرہ سے اس کا فائدہ ملے۔

**فوائد** : (۱) داغ بعض امراض کے لئے فائدہ مند تھا اور تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس روایت میں **لا یسترقون ولا یکتوون** : ممانعت کو زمانہ جاہلیت میں پائے جانے والے داغ دینے پر محمول کیا گیا ہے۔ وہ داغ دینے کو سبب شفاء سمجھتے تھے۔ اسلام نے آ کر بتلایا کہ شفاء دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور داغ ایک سبب محض ہے۔ (۲) موت کی تمنا کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۳) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی ہے وہ اپنے اللہ کی کس قدر معرفت رکھتے تھے کہ مباحات میں بھی اپنے نفس کا محاسبہ کرنے سے نہ چوکتے۔

## ٦٨ : بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُھَاتِ

## باب: پرہیز گاری اختیار کرنا اور شبہات کا چھوڑنا

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَتَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ﴾ [النور:١٥] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:١٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس کو ہلکا سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ کے ہاں بہت بھاری چیز تھی''۔ (النور) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپ کا ربّ البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)

حل الآیات : **ھینا** : آسان جس میں پیچھے پڑنے کی ضرورت نہ ہو۔ **عظیم** : گناہ کے لحاظ سے بڑا۔ یہ آیت واقعۂ افک میں اتری۔ نووی رحمہ اللہ نے یہاں استشہاداً پیش کیا کہ بہت سارے گناہ اگرچہ وہ بذاتہ چھوٹے ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں بوجھ کے لحاظ سے بڑے ہیں۔ اس لئے کہ ان گناہوں کے مرتکب نے اللہ تعالیٰ کی حدود پر جرأت مندی دکھائی ہے۔ **لبالمرصاد** : اللہ تعالیٰ ان کی نگہبانی کرنے والے ہیں اور ان کو بدلہ دیں گے۔

٥٨٨ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "اِنَّ الْحَلَالَ بَیِّنٌ وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَیِّنٌ وَّبَیْنَھُمَا

۵۸۸ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا بے شک حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو بہت

مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ ، كَالرَّاعِي يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ : وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ : اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَرَوَيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَلْفَاظٍ مُّتَقَارِبَةٍ۔

سارے لوگ نہیں جانتے جو آدمی شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا۔ جس طرح کہ وہ چرواہا جو چراگاہ کے اردگرد جانور چراتا ہے قریب ہے کہ اس کا جانور اُس میں چرے۔ اچھی طرح سن لو؟ بے شک ہر بادشاہ کے لئے ایک چراگاہ ہے؟ بے شک اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ بے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔ (بخاری و مسلم)

دونوں نے اس کو قریب قریب الفاظ سے روایت کیا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الایمان ' باب فضل من استبراء لدینه ' والبیوع ' رواه مسلم فی البیوع ' باب اخذ الحلال و ترك الشبهات۔

**اللغات** : بین : ظاہر۔ **مشتبهات** : مشکل کام جن کے حرام و حلال میں اشکال ہے۔ ایک اعتبار سے اس کے مشابہ اور دوسرے لحاظ سے دوسرے کے مشابہ ہے۔ **لا یعلمها** : اس کا حکم نہیں جانتے۔ **فمن اتقی الشبهات** : جو اشکال والے کاموں سے دور رہا اور احتراز و بچاؤ کرتا رہا۔ **استبرء لعرضه و دینه** : اس نے بیزاری طلب کر لی یا طعن سے اس نے عزت کو بچالیا۔ **وقع فی الشبهات** : جس نے جرأت کر کے شبہات والے کام کر لئے۔ **الحمیٰ** : چراگاہ جس کو محفوظ کر دیا گیا ہو۔ **محارمه** : وہ معصیتیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا مثلاً سرقہ، قتل۔ **مضغه** : گوشت کا ٹکڑا۔

**فوائد** : (۱) حلال کو حاصل کرنے اور حرام سے دور رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ (۲) شبہات سے پرہیز کرنا چاہئے لیکن پرہیز کا مطلب احتمالات بعید کو اختیار کرنا نہیں ہے۔ (۳) اندرونی طور پر جس کی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے وہ دل ہے۔ (۴) جو انسان معاش اور کمائی کے سلسلہ میں شبہات کی پرواہ نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو طعن و تشنیع اور محرمات میں مبتلا کرنے کے لئے پیش کرتا ہے۔

۵۸۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ : "لَوْ لَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۹ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں ایک کھجور پائی۔ پھر فرمایا کہ اگر مجھے اس کے صدقہ میں سے ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کو ضرور کھا لیتا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی البیوع ' باب ما یتنزه من الشبهات و اللقطة ' باب تحریم اذا وجد تمرة فی الطریق و مسلم فی الزکاة ' باب تحریم الزکاة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و علی آله۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپؐ پر صدقہ واجبہ اور مستحبہ ہر دو حرام ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کے مال سے بچا جائے اور اس سے بے رغبتی اختیار کی جائے کیونکہ یہ صدقہ لینے والے کی ذلت اور دینے والے کی عزت کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲) راستے میں اگر کوئی معمولی چیز مل جائے جس کی طرف عام طور پر لوگ توجہ ہی نہیں کرتے تو اس کو اٹھا کر فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ (۳) جب کسی چیز کے مباح ہونے میں شک ہو تو اسے ترک کر دینا چاہیے۔

۵۹۰ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"حَاكَ" بِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ ، اَیْ تَرَدَّدَ فِيْهِ۔

۵۹۰ : حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل نیکی اچھے اخلاق ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس کے بارے میں مطلع ہوں۔ (مسلم)

حَاكَ : کھٹکے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر و الصلة ' باب تفسير البر و الاثم

**اللغات** : البر : تمام افعال خیر اور خصال خیر کو شامل ہے۔ حسن الخلق : بڑی نیکی اور حسن اخلاق سے مراد خوش طبعی ایذاء سے باز رہنا' بھلائی پہنچانا ہے اور دوسروں کے لئے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ الاثم : تمام افعال شر پر بولا جاتا ہے۔ سب قبائح اس میں شامل ہیں۔

**فوائد** : (۱) حسن اخلاق کا اسلام میں بہت بڑا مرتبہ اور مقام ہے۔ (۲) گناہ کی دو نشانیاں ہیں: (ا) نفس میں اس کے متعلق تردد واضطراب ہو۔ (ب) وہ پسند کرتا ہو کہ لوگوں کو اس کی اطلاع نہ مل جائے۔ (۳) حدیث میں اس بات کی طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ نفس انسانی میں فطرۃً ایک ایسا شعور رکھا گیا ہے جس پر نفس انسانی قابل تعریف شمار ہوتا اور قابل مذمت گنا جاتا ہے۔ (۴) اگر گناہ صرف خیال کی صورت میں آیا اور اس نے اس پر عمل نہ کیا اور نہ ہی اس کے متعلق زبان سے کلام کی تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (۵) یہ ارشاد نبوت آپ ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے اس کے تھوڑے سے الفاظ میں بہت زیادہ معانی بیان کیے گئے ہیں۔

۵۹۱ : وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ؟" قُلْتُ : نَعَمْ - فَقَالَ : "اسْتَفْتِ قَلْبَكَ الْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ وَاَفْتَوْكَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ ، رَوَاهُ اَحْمَدُ

۵۹۱ : حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دل سے پوچھ لو۔ نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو اور نفس مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور سینے میں اس کے متعلق تردد ہو۔ خواہ اس کے متعلق مجھے لوگ فتویٰ دیں اور فتویٰ دیں۔ حدیث حسن ہے۔ (مسند

وَالدَّارِمِیُّ فِیْ مُسْنَدَیْھِمَا۔ احمد، مسند دارمی )

**تخریج** : رواہ الامام احمد بن حنبل و محمد بن عبد الرحمن السمرقندی الدارمی (یہ دارم بنو تمیم کا ایک خاندان ھے۔ ان کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی) فی مسندیھما : والمسند اس کتاب کو کھتے ھیں جس میں احادیث کو مسانید صحابہ کے مطابق ہر مسند صحابی کو الگ ذکر کر دیا گیا ھو۔

**اللّغَاتٌ** :استفت قلبك :اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو۔ تردد فی الصدر :دل میں اس کے متعلق انشراح نہ ہو۔ وان افتاك الناس :خواہ اہل جہل وفساد جوعلم واجتہاد نہیں رکھتے وہ اس کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیں یا عام لوگ۔ الناس سے مراد ہیں اس وقت مراد یہ ہے کہ جس میں شرع کے ظاہری حکم کے مطابق مفتی جس کی حلت کا فتویٰ دے مگر تقویٰ اس کے چھوڑ دینے کا کہے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ آپؐ نے غیب کی اطلاعات وخبریں وحی کے ذریعہ دیں۔ اس روایت میں آپؐ نے سائل کے سوال کو بیان سے پہلے جان لیا یہی معجزہ ہے۔ (۲) ان امور کو چھوڑ دینا چاہئے جن میں شبہ ہو اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں حرام میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

۵۹۲ : وَعَنْ اَبِیْ سِرْوَعَةَ "بِکَسْرِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا" عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِیْ اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ :اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا ، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ : مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَرَكِبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِیْنَةِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ؟" فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَیْرَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ "اِهَابٌ" بِکَسْرِ الْهَمْزَةِ۔ "وَعَزِیْزٌ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَبِزَایٍ مُکَرَّرَةٍ۔

۵۹۲ :حضرت ابوسروعہ عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ اور اس لڑکی کو جس سے اس نے شادی کی ہے دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے اس کو کہا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا اور نہ تو نے مجھے قبل ازیں اس کی خبر دی۔ پس وہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نکاح کیسے رہ سکتا ہے جبکہ اس کے بارے میں کہا جا چکا۔ پس عقبہ نے اس سے جدائی اختیار کی اور اس لڑکی نے کسی اور مرد سے شادی کر لی۔ (بخاری)

اِهَابٌ ۔عزیز

**تخریج** : رواہ البخاری فی العلم باب الرحلة فی المسالة النازله و البیوع باب تفسیر الشبهات ، و الشهادات ، باب اذا اشهد شاهد او شهود بشیء و النکاح ، باب شهادة المرضعه۔

**اللّغَاتٌ** :ابنة لابی اهاب :اس کا نام یحییٰ بنت ابی اہاب اور اس کا نام غنیہ بعض نے کہا زینب ہے اور ابواہاب یہ ابن عزیز تمیمی دارمی بنو نوفل کے حلیف ہیں۔ امراۃ : کتاب البیوع میں بخاری نے جو روایت نقل کی ہے اس میں امراء سوداء ہے۔ سیاہ عورت۔ فرکب : مکہ سے سواری پر سفر کیا۔ کیف :تمہارا اس کے بعد اجتماع کیسے ہوا۔ بعض نے کہا تم دونوں دودھ کے رشتہ سے

بھائی ہو۔

**فوائد** : (۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ظاہر حدیث کو لے کر فرمایا کہ رضاعت مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جائے گی۔ دیگر ائمہ کے نزدیک ثابت نہ ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ عقبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو احتیاطاً علیحدہ کر دیا۔ تقویٰ کے طور پر چھوڑ دیا ثبوت رضاع اور فساد نکاح کی بناء پر نہیں۔ اس لئے کہ ایک عورت کی بات یہ ایسی گواہی نہیں کہ جس پر حکم لگایا جا سکتا ہو۔ (۲) شبہ کو چھوڑ کر

٥٩٣ : وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : "دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يَرِيْبُكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، مَعْنَاهُ : اُتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيْهِ وَخُذْ مَا لَا تَشُكُّ فِيْهِ.

۵۹۳ : حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے: "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ" تم اس چیز کو چھوڑ دو جو شک میں ڈال دے اور اس کو اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشکوک کو چھوڑ دو اور اس کو اختیار کرو جو غیر مشکوک ہو۔

**تخريج** : رواه الترمذی فی کتاب الزهد ، باب اعقلها و توکل

**فوائد** : (۱) اس میں حکم استحباب کے لئے ہے اور اعلیٰ اخلاق اور شبہ سے بالاتر نیکی کو اختیار کرنے کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

٥٩٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ لِاَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُّخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَّاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : وَمَا هُوَ؟ فَقَالَ : كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِلْاِنْسَانِ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّىْ خَدَعْتُهٗ فَلَقِيَنِىْ فَاَعْطَانِىْ لِذٰلِكَ هٰذَا الَّذِىْ اَكَلْتَ مِنْهُ ، فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَهٗ فَقَآءَ كُلَّ شَيْءٍ فِىْ بَطْنِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۹۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کمائی کر کے لاتا اور آپ اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا۔ آپ نے اس میں کچھ کھایا۔ غلام نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے یہ کیا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک نجومیوں والی پیشین گوئی کی تھی اور میں کہانت کو اچھی طرح نہ جانتا تھا صرف میں نے اسے دھوکہ دیا پس آج وہ مجھے ملا اور اس نے مجھے یہ دیا یہ وہی ہے جس سے آپ نے کھایا ہے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں داخل کر کے پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر دیا۔ (بخاری)

"اَلْخَرَاجُ" شَيْءٌ يَّجْعَلُهُ السَّيِّدُ عَلٰى عَبْدِهٖ يُؤَدِّيْهِ كُلَّ يَوْمٍ وَبَاقِىْ كَسْبِهٖ يَكُوْنُ لِلْعَبْدِ.

اَلْخَرَاجُ : وہ رقم جو آقا اپنے غلام ماذون پر یومیہ مقرر کرتا ہے اور باقی غلام کا ہوتا ہے۔

**تخريج** : رواه البخاری فی فضائل الصحابه ، باب ايام الجاهلية

**اللغات** : يخرج له اخراج :خراج سے آمدنی حاصل کرتا ہے۔ تدری : ہمزہ استفہام محذوف ہے کیا تمہیں معلوم ہے۔ تکھنت : کہانت کسی آئندہ بات کی بغیر دلیل شرعی کے اطلاع دینا۔ خدعته : خدع اس چیز کی طمع دلانا جس تک پہنچا نہ جا سکتا ہو۔ فاعطانی : پس اس نے مجھے اسلام لانے کے بعد دیا۔

**فوائد** : (۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔ ان کا امور جاہلیت سے اجتناب کتنا زیادہ تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قے اس لئے کر دی کہ کیونکہ ان کے ہاں کاہن کی مٹھائی کی ممانعت ثابت ہو گئی تھی۔ نبوت کے ظہور سے پہلے عرب میں یہ بہت رائج تھی۔

۵۹۵ : وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ الْاٰفٍ وَّفَرَضَ لِابْنِهٖ ثَلَاثَةَ الْاٰفٍ وَّخَمْسَ مِائَةٍ ، فَقِيْلَ لَهٗ : هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ؟ فَقَالَ : اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبُوْهُ يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۹۵ : حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین اوّلین کا وظیفہ چار ہزار درہم مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے کے لئے تین ہزار پانچ سو مقرر فرمایا۔ ان کو کہا گیا کہ وہ مہاجرین میں سے ہے تو آپ ان کا حصہ کیوں کم کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس کے باپ نے اس کو ہجرت کروائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ان کی طرح نہیں جنہوں نے بذات خود ہجرت کی۔ (بخاری)

**تخريج** : رواه البخاری فی فضائل الصحابة ، باب هجرة النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه الی المدینة

**اللغات** : فرض : اندازہ کیا' مقرر کیا۔ لابنه : عبداللہ۔ ابواہ : والد اور والدہ۔

**فوائد** : (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد اور والدہ کے ساتھ ہجرت کی جبکہ ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ عطیات میں عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے وہ معاملہ نہ کیا جو ان لوگوں سے کیا جنہوں نے بذاتِ خود ہجرت کی اور ہجرت کی تکلیف اور سفر کی مشقت بنفس نفیس اٹھائی۔ احتیاطاً ان کے پانچ سو درہم کم کئے۔ (۲) دنیا کی آنکھ نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی حاکم اتنا پرہیزگار اور زاہد امت کے مال کے متعلق نہیں دیکھا جتنے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

۵۹۶ : وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا مِمَّا بِهٖ بَاْسٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۵۹۶ : حضرت عطیہ بن عروہ سعدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ پرہیزگاروں کے مرتبہ کو تبھی پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو۔ اس خطرے سے کہ وہ ان میں مبتلا ہو جن میں حرج ہو۔ (ترمذی)

یہ روایت حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الزھد' باب من درجات المتقین

**اللغات** :من المتقین :جوکمال تقویٰ سے متصف ہیں۔یدع :وہ چھوڑے۔

**فوائد** : (۱) شبہات سے بچنا چاہئے اوراس چیز کے لینے سے گریز کرنا چاہئے کہ جس میں حلال واضح نہ ہو۔یہ متقین کی علامات میں سے ہے۔(۲) کامل تقویٰ یہ ہے کہ شبہ سے بچے اوراس سے اعراض کرے۔

## ٦٩ : بابُ اسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَالزَّمَانِ اَوِالْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّيْنِ وَوقوعٍ فِيْ حَرَامٍ وَّشبُهَاتٍ وَنَحْوِهَا

## باب :لوگوں اورزمانے کے بگاڑ' دین میں فتنہ اورحرام میں مبتلا ہونے کے خوف کے وقت علیحدگی اختیار کرنا بہتر ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الذاریات:۵۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:''پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو بے شک میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں''۔(الذاریات)

حل الآیات : ففروا الی اللہ : اللہ کی پناہ میں آؤ اورکسی کی بجائے اوردرحقیقت ایمان میں داخل ہونے اوراس کی اطاعت کواختیارکرنے کاحکم ہے۔

۵۹۷ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

الْمُرَادُ "بِالْغَنِيِّ" غَنِيُّ النَّفْسِ ' كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ۔

۵۹۷ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگار مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ رہنے والے بندے کو پسند کرتا ہے''۔(مسلم)

الْغَنِيّ سے یہاں مراد دل کے غنا والا ہے جیسے پچھلی صحیح حدیث میں گزرا ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی اوائل کتاب الزھد والرقائق

**اللغات** :العبد: اس سے مراد مکلف ہے۔مکلف کے افضل ترین اوصاف میں سے عبودیت ہے اور یہ اطاعت وعاجزی کے سب سے بلندترین مقامات میں سے ہے۔التقی :احکام کی اطاعت کرنے والا اورنواہی سے بچنے والا۔الخفی :وہ گمنام جولوگوں میں مشہور نہ ہواورلوگوں سے الگ اللہ کی عبادت کرنے والا ہو۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کولازم کرکے لوگوں سے الگ تھلگ رہنا اچھی چیز ہے۔بعض علماء نے اس کومطلق قرار دیا اورنووی رحمہ اللہ کے نزدیک فتنہ کے خوف کے وقت یہ علیحدگی اختیارکرنا پسندیدہ عمل ہے۔

۵۹۸ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ يَا

۵۹۸ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا شخص افضل ہے؟

رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ : "مُؤْمِنٌ مُّجَاھِدٌ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ثُمَّ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ رَبَّہٗ" وَفِیْ رِوَایَۃٍ "یَتَّقِی اللّٰہَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ جہاد کرنے والا ہے۔ عرض کی پھر کون؟ فرمایا وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ رہ کر اپنے ربّ کی عبادت کر رہا ہو اور ایک روایت میں ہے وہ اللہ سے ڈرتا اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہو'۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجھاد' باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسه وماله فی سبیل الله و مسلم فی الجھاد کتاب الامارۃ سباب فضل الجھاد و الرباط

**اللُّغَاتُ** :شعب : پہاڑ میں راستہ۔ دو پہاڑوں کے درمیان کھلی جگہ۔

**فوائد** : (۱) دینی معاملات میں جس کسی کی ضرورت پیش آئے اس کے متعلق سوال کر لینا چاہئے۔ (۲) مال اور نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۳) ایسے وقت میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنا افضل ہے جب ان کے میل جول سے فتنہ کا قوی اندیشہ ہو اور اس کا مقصود بھی علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور لوگوں کو دکھ پہنچانے سے بچنا ہو۔

۵۹۹ : وَعَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "یُوْشِكُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَّتَّبِعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔
وَ "شَعَفُ الْجِبَالِ" : اَعْلَاھَا۔

۵۹۹: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے جائے گا۔ (بخاری)
شَعَفُ الْجِبَالِ: پہاڑوں کی چوٹیاں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان' باب من الدین الفرار من الفتن و الفتن وغیرھما۔

**اللُّغَاتُ** :یوشك :قریب ہے۔ مواقع القطر :گھاس کے وہ مقامات جہاں بارش اترتی ہے۔ الفتن : گناہ۔

**فوائد** : (۱) اس روایت میں مسلمانوں کے آئندہ حالات کی خبر دی گئی کہ ان کی کمائی حرام سے ملوث ہو جائے گی۔ ان پر گناہوں کا دروازہ کھل جائے گا اور حالت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ دین کو قائم رکھنے کے لئے میل جول سے فرار اختیار کرنا افضل ترین عبادت میں سے شمار ہوگا اور بکریوں کے گلہ جات کے ساتھ گھاس چرنے کے مقامات میں رہائش عمدہ عبادت شمار ہوگی اور بکریوں کی کمائی' مال کمانے کی اعلیٰ اقسام میں شمار ہوگی اور یہ خبر اس وقت مشاہدہ بنی ہوئی ہے۔ انسان حلال رزق پانے کو پانے کے قریب نہیں اور دن رات اپنے کو مال کے چکر سے نجات نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے اور فضل فرمائے۔

۶۰۰ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ

۶۰۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا اس نے

اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ" فَقَالَ اَصْحَابُہٗ : وَاَنْتَ؟ قَالَ : نَعَمْ ، کُنْتُ اَرْعَاھَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

بکریاں چرائیں۔صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا آپؐ نے بھی؟ آپؐ نے ارشادفرمایاجی ہاں! میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاجارہ، باب من رعی الغنم علی قراریط

**اللُّغَاتُ** :قراریط :جمع قیراط اوراس کی مقدار۲ ادانق ہےاوردانق کی مقدارایک درہم اوردینار کا۱/۶ ہے۔

**فوائد** : (۱) انبیاء علیہم الصلوات والسلام کی تواضع پرغورکریں کہ پیشوں میں نہایت معمولی پیشےکواپنایا۔(۲) حلال کمائی طلب کرنا چاہئےخواہ قلیل کیوں نہ ہو۔(۳) بکریاں چرا کرلوگوں کی رعایت ونگرانی کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہےاورلوگوں سےحسن معاشرت کا معاملہ بھی ثابت ہوا۔اس لئےکہ انسان کوکمزور جانور بکری کے معاملہ میں خاص صبر وضبط سے کام لیناپڑتا ہےاوراس کی مصالح کے لئے جاگنااوراس سےایذاءکودورکرناضروری ہوجاتا ہے۔

۶۰۱ : وَعَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ : "مِنْ خَیْرِ مَعَاشِ النَّاسِ رَجُلٌ مُّمْسِکٌ عِنَانَ فَرَسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَطِیْرُ عَلٰی مَتْنِہٖ کُلَّمَا سَمِعَ ھَیْعَۃً اَوْ فَزْعَۃً طَارَ عَلَیْہِ یَبْتَغِی الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّہٗ ، اَوْ رَجُلٌ فِیْ غُنَیْمَۃٍ فِیْ رَاْسِ شَعَفَۃٍ مِّنْ ھٰذِہِ الشُّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْاَوْدِیَۃِ یُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَیَعْبُدُ رَبَّہٗ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْیَقِیْنُ لَیْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِیْ خَیْرٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایالوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس آدمی کی ہے جواپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہواوراس کی پشت پر ہوامیں اڑتا ہو۔جب بھی کوئی خوفناک آواز یاگھبراہٹ سنتا ہےتو اس پر اڑکرقتل ہو جانے کے لئے وہاں پہنچ جاتا ہے یا موت کے مقامات کوتلاش کرتا ہے یاپھروہ آدمی جواپنی بکریوں میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر یاان وادیوں میں سےکسی وادی میں رہ کرنماز ادا کرتا اور زکوٰۃ ادا کرتا ہےاورموت تک اللہ کی عبادت کرتا ہے۔اورلوگوں میں سےوہ خیر یابہتر حالت پر ہے۔(مسلم)

"یَطِیْرُ" : اَیْ یُسْرِعُ "وَمَتْنُہٗ" : ظَھْرُہٗ۔ "وَالْھَیْعَۃُ" الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ۔"وَالْفَزْعَۃُ" : نَحْوُہٗ۔ "وَمَظَانُّ الشَّیْءِ" الْمَوَاضِعُ الَّتِیْ یُظَنُّ وُجُوْدُہٗ فِیْھَا۔ "وَالْغُنَیْمَۃُ" بِضَمِّ الْغَیْنِ۔ تَصْغِیْرُ الْغَنَمِ۔ "وَالشَّعَفَۃُ" بِفَتْحِ الشِّیْنِ وَالْعَیْنِ :وَھِیَ اَعْلَی الْجَبَلِ۔

یَطِیْرُ : وہ تیزی کرتا ہے۔ بَطْنَہٗ : اس کی پشت۔
الْھَیْعَۃُ :لڑائی کے لئے پکار۔
الْفَزْعَۃُ :اس کا بھی وہی مطلب ہے۔
مَظَانُّ الشَّیْءِ: جہاں کسی چیز کے ملنے کا گمان ہو۔
الْغُنَیْمَۃُ :یہ غنم کی تصغیر ہےتھوڑی بکریاں۔
شَعَفَۃُ :پہاڑ کی چوٹی۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ من الجھاد والرباط ۔ رواہ ابن ماجہ فی کتاب الفتن۔

**اللُّغَاتُ** :عنان :لگام۔یبتغی القتل :کفارکوقتل کے لئے جہادمیں ڈھونڈتا ہے۔الیقین :موت۔لیس من الناس الا فی

خیر :وہ بھلائی کے کاموں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جہاد ایک افضل ترین عمل ہے اور اس کے لئے مستعد رہنا چاہئے اور اس کے انتظار میں رہنا چاہئے۔ (۲) بکریاں چرا کر لوگوں سے دوری اختیار کرنا حلال رزق تب شمار ہوگا جب تک اس سے کوئی نماز ضائع نہ ہو اور لوگوں کے حقوق زکوۃ میں سے کوئی حق فوت نہ ہو۔ (۳) لوگوں سے زیادہ میل جول صرف بھلائی کی خاطر ہی ہونا چاہئے اور موت تک فتنوں سے پوری مضبوطی کے ساتھ دور رہے۔

## ۷۰: بَابُ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُوْرِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَ مَشَاهِدِ الْخَيْرِ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ وَحُضُوْرِ جَنَآئِزِهِمْ وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ، وَاِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَّصَالِحِهِمْ، لِمَنْ قَدَرَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَمَعَ نَفْسَهُ عَنِ الْاِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى

## باب: لوگوں کے ساتھ میل جول، جمعہ اور جماعتوں میں شرکت، ذکر اور بھلائی کے مقامات پر حاضری، بیماروں کی عیادت، جنازوں میں حاضر ہونا، محتاج کی خبر گیری، ناواقف کی راہنمائی اور دیگر بھلے کاموں میں شرکت کرنا جو آدمی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتا ہے اور ایذاء سے اپنے نفس کو روک سکتا اور دوسروں کی ایذاء پر صبر کر سکتا ہے ان سب کی فضیلت

اَعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ ذَكَرْتُهُ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَآئِرُ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ وَكَذٰلِكَ الْخُلَفَآءُ الرَّاشِدُوْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَخْيَارِهِمْ، وَهُوَ مَذْهَبُ اَكْثَرِ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میل جول اس طریقے سے جس کا میں نے ذکر کیا نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ سارے انبیاء علیہم الصلوات والسلام اور اسی طرح خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے بعد علماء مسلمین اور ان کے نیک لوگ سب کے ہاں پسندیدہ ہے اور اکثر تابعین کا یہی مسلک ہے اور اس کو امام شافعی، احمد اور اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة: ۲] وَالْاٰيَاتُ فِيْ مَعْنٰى مَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔

ذَكَرُهٗ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔ اس سلسلہ کی آیات بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔

حل الآیات : البر: بھلائی۔التقوی: طاعات کو بجالانا اور منہیات سے گریز کرنا۔

افادات الباب :(۱)جن اجتماعات میں مسلمانوں کا فائدہ ہو ان میں ضرور شرکت کرنی چاہیے اسی طرح وہ اجتماعات جن میں لوگوں کو خیر کی طرف بلایا جاتا ہے۔(۲) اسلام اجتماعیت والا دین ہے۔اس لئے زندگی کے مختلف اجتماعی میدانوں میں تعاون کا داعی ہے۔(۳)امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کے شعائر میں سے ہے۔اہل علم وفضل کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔

## ۷۱ : بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[الشعراء:۸۸] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة:٥٤] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ [الحجرات:١٣] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم:٣٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ، اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴾

[الاعراف:۴۸،۴۹]

## باب: تواضع اور مؤمنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:''تو اپنے بازو کو جھکا دے ان مؤمنوں کے لئے جو تیرے پیروکار ہیں''۔(الشعراء) اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:'' اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اللہ عنقریب ایسی قوم کو لائیں گے جن سے وہ محبت کریں گے' وہ اللہ سے محبت کریں گے۔مؤمنوں کے ساتھ نرمی کرنے والے اور کافروں پر غالب اور زبردست ہوں گے''۔(المائدہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے ہاں وہ ہیں جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہیں''۔(الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''پس اپنے آپ کو پاک مت قرار دو وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بڑے تقویٰ والا ہے''۔(النجم) اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''اعراف والے آواز دیں گے ان آدمیوں کو جن کو وہ ان کے نشانات سے پہچانتے ہوں گے کہیں گے تمہاری پارٹی نے تم کو کوئی فائدہ نہ دیا اور ان چیزوں سے جن پر تم تکبر کرتے تھے۔کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں اٹھاتے تھے۔ان کو اللہ رحمت عنایت نہیں فرمائیں گے تم داخل ہو جاؤ جنت میں نہ تم پر کوئی خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے''۔(اعراف)

حل الآیات : واخفض جناحلك :اپنے پہلو کو نرم رکھو اور تواضع اختیار کرو۔ (الشعراء) یحبھم :انکی راہنمائی کرتا اور ان کو ثابت قدم اور قائم رکھتا ہے۔ ویحبونه :اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اذلة :مہربانی ومتواضع۔ اعزةً :طاقتور غالب۔ (المائدہ) یہ آیت ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ کی طرح ہے۔ من ذکر :آدم علیہ السلام۔ وانثی :حواء رضی اللہ عنہا۔ شعوبا :جمع شعب شعوب قبائل کی بنیادوں کو کہتے ہیں مثل ربیعہ مضر اوس خزرج ان کو شعوب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی شاخیں پھیلیں اور یہ مجتمع رہے جس طرح درخت کی ٹہنیوں کی شاخیں ہوتی ہیں۔ قبائل :جمع قبیلہ یہ شعب سے چھوٹے خاندان کو کہتے ہیں مثلاً تمیم مضر سے یہ ایک باپ کے بیٹے ہیں۔ فلا تزکوا انفسکم :نہ ان کی تعریف کرو اور نہ ان پر فخر کرو۔ اصحاب الاعراف :یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ الاعراف جمع عرف یہ بلند مقام کو کہتے ہیں یہاں مراد وہ دیوار ہے جو جنت و دوزخ کے درمیان ہے۔ رجالاً: اس سے مراد سردارانِ کفر مثلاً ابوجہل جیسے مراد ہیں۔ بسیماھم :اپنی علامات سے اور علامت ان کے چہروں کی سیاہی اور بدصورتی ہے۔ ما اغنی عنکم :تمہیں فائدہ نہ دیا اور تم سے عذاب کو دور نہیں کیا۔ جمعکم :تمہاری کثرت تعداد یا دنیا جمع کرنا۔ تستکبرون :تمہارا ایمان سے بڑائی اختیار کرنا اور حق کے سامنے نہ جھکنا۔ اھولاء :اہل جنت کے کمزور لوگ۔ برحمة :احسان اور داخلہ جنت۔

۶۰۲ :وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۲ : حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع (عاجزی وانکساری) اختیار کرو۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے پر فخر نہ کرے نہ دوسرے پر زیادتی کرے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها' باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة واهل النار

**اللغات** :اوحی :مخفی تیز اطلاع کو وحی کہتے ہیں اور اس کا اطلاق الہام اور القاء فی القلب پر بھی ہوتا ہے۔ تواضعوا :تواضع تکبر نہ کرنے کو کہتے ہیں اور حق کے سامنے جھک جانا اور حکم پر اعتراض کو ترک کر دینا۔ لا یفخر :فخر نہ کرے اور اپنے مناقب وفضائل جو حسب ونسب کی وجہ سے ہوں ان پر بڑائی نہ کرے۔ لا ینبغی :نہ ظلم کرے اور نہ حد سے گزرے۔

**فوائد** : (۱) تواضع لازم ہے اور لوگوں پر تفاخر اور زیادتی نہ کرنی چاہئے۔ (۲) پسندیدہ تواضع جو کہ واجب ہے وہ وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول اور علماء امت اور افراد امت کے لئے کی جائے اور اس میں نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو۔ جو آدمی ایسی تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے کو بلند کرتا ہے اور اس کا پاکیزہ ذکر پھیلاتا ہے۔ باقی اہل ظلم کے سامنے تواضع کرنا یہ ایسی ذلت ہے جس میں کوئی عزت کا نشان نہیں۔

۶۰۳ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۶۰۳ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ ' وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ' وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور جتنا بندہ درگزر کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتے ہیں اور جس نے اللہ کے لئے تواضع کی اللہ نے اس کو بلند کردیا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر ' باب استحباب العفو والتواضع

**اللغات** : **ما نقصت صدقه من مال** : جوتو اس میں سے کم کرے اور خرچ کرے اس سے وہ کم نہیں ہوتا۔

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ صدقہ کرے اور گناہگار سے درگزر کرے اور ایمان والوں کے ساتھ تواضع سے برتاؤ کرے اور صدقہ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ برکت واضافہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **مثل الذین ینفقون اموالھم ……الایة** : (۲) تواضع سے انسان کی رفعت اللہ تعالیٰ کے ہاں اور لوگوں کے نزدیک بڑھ جاتی ہے۔

۶۰۴ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۰۴ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا جن کو انہوں نے سلام کیا اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستئذان ' باب التسلیم علی الصبیان

**فوائد** : (۱) چھوٹوں کو سلام کرنا مستحب ہے۔ ان کو آدابِ شرع کا عادی بنانا چاہئے۔ تکبر کی چادر کو اتار پھینکنا اور تواضع اور نرمی کو اختیار کرنا۔ (۲) صحابہ کرام رضوان علیہم پیروئ رسول میں کس طرح پختگی اختیار کرنے والے تھے۔

۶۰۵ : وَعَنْهُ قَالَ : اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَآءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَآءَتْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۰۵ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی آپؐ کو لے جاتی۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب الکبر

**اللغات** : **الامة** : لونڈی۔

**فوائد** : (۱) رسول اللہ ﷺ کی تواضع اور نرمی ظاہر ہو رہی ہے۔ حدیث میں اس کو اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۲) لوگوں کے درمیان مساوات کی دعوت دی گئی ہے اس لئے کہ تمام لوگ اللہ کے بندے ہیں۔ (۳) لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے آپ ﷺ کس قدر خواہش مند تھے۔

۶۰۶ : وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ : سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ؟ قَالَت : كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ

۶۰۶ : حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ وہ کہنے لگیں کہ آپؐ گھر والوں کی خدمت میں لگے

اَهْلِهٖ ' فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

رہتے جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی صلاة الجماعة' باب من كان فی حاجة اهله والنفقات ' باب خلاصة الرجل فی اهله والادب' باب كيف يكون الرجل فی اهله۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی کامل تواضع اور اپنے اہل وعیال سے بہترین سلوک اور نماز کو اول اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام کرنا اور کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہونا۔

٦٠٧ : وَعَنْ اَبِیْ رِفَاعَةَ تَمِيْمِ بْنِ اُسَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : انْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَآءَ يَسْاَلُ عَنْ دِيْنِهٖ لَا يَدْرِیْ مَا دِيْنُهٗ؟ فَاَقْبَلَ عَلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَیَّ ' فَاُتِیَ بِكُرْسِیٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِیْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهٗ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۷ : حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ ایک مسافر آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اسے دین کا پتا نہیں۔ رسول اللہؐ میری طرف خطبہ چھوڑ کر متوجہ ہوئے یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ کے لئے ایک کرسی لائی گئی جس پر آپؐ تشریف فرما ہوئے اور مجھے وہ سکھلانے لگے جو اللہ نے آپؐ کو سکھلایا۔ پھر اپنے خطبے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے آخری حصے کو مکمل فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج**: رواه مسلم فی كتاب الجمعة ' باب حديث التعليم فی الخطبة

**اللغات** : يخطب : خطبہ جمعہ ادا فرمارہے تھے۔ يسال عن دينه : دین کے جو احکام اس پر لازم تھے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی رفق ونرمی اور کمال تواضع سے پیش آنے والے تھے۔ (۲) فتویٰ طلب کرنے والے کے جواب میں جلدی کرنی چاہئے اور اس میں اہم سے اہم تر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ جو آدمی ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کی کیفیت دریافت کرے اس کو جواب دینا اور فی الفور تعلیم دینا ضروری ہے۔ (۳) مسافر کے ساتھ آپ کا کلام خطبہ میں سے تھا اس لئے خطبہ منقطع نہ ہوا۔ خطبہ کے دوران چلنا اور بعض حصے میں بیٹھنا نقصان دہ نہیں۔ (۴) آپ ﷺ لوگوں کو دین کی تعلیم دینے میں بہت زیادہ حرص رکھتے تھے کہ اس مسافر کے آتے ہی آپؐ نے اس کی تعلیم ضروری سمجھی۔

٦٠٨ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ : وَ قَالَ: "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا

۶۰۸ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس سے وہ مٹی کو دور کر کے اس کو کھا لے اور اس کو

يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ" وَاَمَرَ اَنْ تُسْلَتَ الْقَصْعَةُ قَالَ : فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمْ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم پیالے کو چاٹ لیا کریں۔ ارشاد فرمایا تم نہیں جانتے ہو؟ کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الاطعمة' باب استحباب لعق الاصابع و القصعة و اکل اللقمة الساقطة

**اللغات** : **لعق** : چاٹنا۔ **اصابعه الثلاث** : درمیانی انگلی' شہادت والی انگلی اور انگوٹھا۔ **فليمط** : دور کردے۔ **الاذى** : میل وغیرہ۔ **تسلت** : چاٹ لے۔ **القصعة** : برتن جس میں دس آدمی کھانا کھالیں۔ یہاں چھوٹا بڑا برتن مراد ہے۔ **البركه** : اضافۂ فائدے اور بھلائی کا ثابت ہونا۔

**فوائد** : (۱) دھونے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا مسنون ہے اور پیالے کو اس طرح چاٹ لے کہ اس میں ذرہ بھر کھانا نہ رہے جو پھینکا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائے۔ اسی طرح جو کھانا گر پڑا اس کو اٹھا کر اس پر چمٹ جانے والی مٹی اگر زیادہ نہ ہو تو دور کر کے اس لقمے کو کھالے کیونکہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی حفاظت و قدر دانی ہے۔ (۲) اسلام نے مال کو حتی الامکان ضائع ہونے سے بچانے کے اقدامات کئے ہیں اور اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔

٦٠٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ ' قَالَ اَصْحَابُهُ وَاَنْتَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۰۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا اس نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور آپ بھی؟ آپؐ نے فرمایا جی ہاں۔ میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چراتا تھا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاجارة' باب من رعی الغنم علی قراریط وقد مر فی باب استحباب العزلة ٦٠٠

٦١٠ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ ' وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۱۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے یا بازو کھانے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں اور اگر میرے پاس پائے یا بازو ہدیۃً بھیجے گئے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الھبة' باب القلیل من الھبة وفی النکاح

**اللغات** : **الکراع** : گائے اور بکری کے پائے کا باریک حصہ اور اگر یہ لفظ انسانی ٹانگ اور بازو پر بولا جائے پھر انگلیوں کے پوروں سے کہنی تک کا حصہ مراد ہوتا ہے یعنی دستی اور یہ پائے کی بہ نسبت اعلیٰ گوشت کا حصہ ہے۔

**فوائد** : (۱) دعوت معمولی کھانے کی بھی دی جائے تو قبول کرلی جائے کیونکہ اس میں تواضع ہے اور لوگوں میں باہمی الفت و محبت کا

جذبہ پیدا ہوتا ہے۔(۲) معمولی ہدیہ بھی قبول کر لینا چاہئے کیونکہ اس میں بھی تالیف قلب اور نیک اجتماعی تعلقات کی تجدید ہو جاتی ہے۔

۶۱۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ اَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ ' فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَّهٗ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ :"حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۱۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عضباء نامی اونٹنی تھی جس سے کوئی اونٹ سبقت نہیں کر سکتا تھا ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے نکل گیا یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرانی کو پہچان لیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ جو بھی چیز دنیا میں بلند ہے اس کو نیچا کر دے۔(بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الجهاد ' باب ناقة النبی صلی الله عليه وسلم والرقاق

**اللغات** :العضباء : آپ ﷺ کی اونٹنی کا نام ہے۔عضب کان چرنے کو کہتے ہیں۔اور آپ ﷺ کی اونٹنی چرے ہوئے کان والی نہ تھی۔اعرابی :عرب دیہات کا باشندہ۔قعود : یہ اس نوجوان اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کے قابل ہو جائے اور کم سے کم اس کی عمر دو سال ہو چھٹے سال میں داخل ہو جائے جب پورا چھ سال کا ہو جائے تو اس کو جمل کہتے ہیں۔حق : وہ حق جس کو اپنے اوپر لازم کیا ہو۔وضعہ : جھکا دیا۔گرا دیا۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دنیا کی ناقدری بتلا کر اس دنیا پر فخر و مباہات کو روک دیا گیا اور تواضع کی تعلیم دے کر تکبر کی جڑ کاٹ دی اور یہ بتلا دیا کہ دنیا کے معاملات ناقص ہیں' کامل نہیں۔(۲) آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو کس طرح تسلی دینے والے اور تواضع کے کس عظیم الشان مقام پر تھے۔

## ۷۲: بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَالْاِعْجَابِ

## باب :تکبر اور خود پسندی کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:۸۳] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ [الاسراء:۳۷] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہم مقرر کریں گے جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد اور اچھا انجام متقین کا ہے'' - (القصص) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کہ زمین میں تو اکڑ کر مت چل'' (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تو اپنے رخسار کو لوگوں کے لئے مت پھلا اور زمین میں اکڑ کر نہ چل ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔(لقمان)

[لقمان:١٨] وَمَعْنٰى : "تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ" : اَیْ تُمِیْلُهٗ وَتُعْرِضُ بِهٖ عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَیْهِمْ۔ "وَالْمَرَحُ" التَّبَخْتُرُ۔ وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْهِمْ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ [القصص:٧٦-٨١] الْاٰیَاتِ

تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ : کا معنی ہے تکبر کی وجہ سے لوگوں سے چہرہ پھیرنا۔

اَلْمَرَحُ : اکڑنا' اترانا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔ پس اس نے ان پر سرکشی کی ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت کو بوجھل کر دیتی تھیں۔ جب اس کو اس کی قوم نے کہا مت اتراؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے کو پسند نہیں کرتے'' ................... ''پس ہم نے اس کو گھر سمیت دھنسا دیا''۔ (القصص)

حل الآیات : علواً : تکبرو بڑائی۔ و لا فسادا : معاصی کا ارتکاب اور استقامت و اصلاح کے راستے سے ہٹنا۔ العاقبة : اچھا خاتمہ۔ (القصص) مختال : متکبر۔ فخور : لوگوں پر فخر کرنے والا اور خود پسند۔ (لقمان) قارون : یہ موسیٰ علیہ السلام کا چچیرا بھائی تھا۔ فبغی: اس نے تکبر کیا۔ الکنز : بہت سا مدفون مال۔ شرعی لحاظ سے ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ تنوء بالعصبة : قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کے متعلق سب سے بہتر قول وہ ہے لتنئی العصبة ای تمیل الجماعة بثقلها : کہ اس کے بوجھ سے ایک جماعت بوجھل ہو جاتی تھی۔ یہاں جماعت کو بوجھ سے بھاری ہو کر اٹھنے کا ذکر فرمایا۔ عصبہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کو مضبوط کرے اس کی کم سے کم تعداد تین ہے بعض نے ستر تک پہنچایا ہے۔ فخسفنا به : ہم نے اس کو زمین میں غرق کر دیا وہ اس کو نگل گئی۔

٦١٢ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ: "اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنَةً؟" قَالَ :"اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"بَطَرُ الْحَقِّ" : دَفْعُهٗ وَرَدُّهٗ عَلٰی قَائِلِهٖ۔ "وَغَمْطُ النَّاسِ" بِمَعْنٰی احْتِقَارُهُمْ۔

٦١٢ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبر ہو''۔ ایک شخص نے پوچھا بے شک آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور اس کے جوتے خوبصورت ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ جمال والے ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔ کِبْرُ حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے''۔ (مسلم)

بَطَرُ الْحَقِّ : حق کو رد کرنا۔

غَمْطُ النَّاسِ :لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الایمان' باب تحریم الکبر و بیانه

**اللّغات** : مثقال :وزن۔ذرة : چھوٹی چیونٹی یا غبار کا ایک جزء یا وہ جزو جس کی تقسیم نہ ہوسکتی ہو۔ فقال رجل :بعض نے کہا یہ مالک بن مرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ان الله جمیل :اللہ تعالیٰ کے تمام کام خوبیوں والے ہیں۔یحب الجمال :اس کو پسند کرتے اور ثواب دیتے ہیں جس کے اعمال وافعال اچھے ہوں۔

**فوائد** : (۱) تکبر حرام ہے اور متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا اگر اس کا تکبر ایمان کے انکار اور ایمان کو مسترد کر دینے کے ساتھ ہو یا جنت میں ابتدائی طور پر داخلہ سے محروم رہے گا اگر تکبر اس سے کم درجہ کا ہو۔(۲) اچھے کپڑے پہننا جائز ہے بشرطیکہ دل میں بڑائی پیدا نہ ہو۔

٦١٣ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ : "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ :لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ:"لَا اسْتَطَعْتَ :مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ" قَالَ :فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۳: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔آپؐ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا: خدا کرے کہ تو طاقت نہ رکھے۔اس کو تکبر نے اس بات سے روکا تھا۔حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ اپنا دایاں ہاتھ منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔(مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الاطعمة ' باب اداب الطعام و الشراب واحکامها۔

**فوائد** : (۱)اس روایت کی تشریح باب المحافظة علی السنه روایت ۱٦٠ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ زائدہ :تکبر کی قباحت و مذمت بیان کی گئی ہے اور متکبر کا انجام بتلا کر اس سے خبردار کیا گیا ہے۔

٦١٤ :وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِیْ بَابِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

۶۱۴: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔کیا میں تم کو آگ والوں کے بارے میں نہ بتلا دوں؟ ہر سرکش' بخیل' متکبر جہنمی ہے۔ (بخاری ومسلم) اس کی تشریح ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ روایت نمبر ۲۵۲ میں گزر چکی۔

**تخریج** : اس روایت کی تخریج اور تشریح باب ضعفه المسلمین ٢٥٤ میں ذکر کردی گئی ہے۔

**اللّغات** : الجواظ :وہ جماعت جو حق سے رکنے والی اور اپنی چال میں بڑائی اختیار کرنے والی ہو۔

٦١٥ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ

۶۱۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ و جنت نے آپس میں جھگڑا کیا۔

وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِیَ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ ' وَ قَالَتِ الْجَنَّةُ : فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ - فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا : اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ ' وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءَ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آ گ نے کہا میرے اندر سرکش اور متکبر لوگ ہیں۔ جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور مساکین ہوں گے۔ پھر اللہ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو رحمت ہے تیرے ساتھ جس کو میں چاہوں گا رحم کروں گا اور آ گ سے کہا کہ اے آ گ تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ساتھ جس کو میں چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب صفة الجنة والنار ' باب النار یدخلها الجبارون والجنة یدخلها الضعفاء۔

**اللغات** : احتجت : جھگڑا کیا۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ روایت کے الفاظ اپنے ظاہری معنوی پر محمول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آ گ و جنت میں تمیز دے رکھی ہے۔ جس سے وہ ادراک کرنے والیاں ہیں۔ بعض نے کہا اگر چہ ان میں تمیز تو پائی جاتی ہے مگر اس سے مراد ان کا لسان حالی سے یہ بات کہنا ہے۔ الجبارون : لوگوں پر بڑائی اختیار کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی معصیت پر جرأت کرنے والے ہیں۔ قضی بینهما : ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ رحمتی : رحمت کی جگہ۔

**فوائد** : (۱) تکبر سے گریزاں رہنا چاہئے اور تواضع کو اپنانا چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ عنقریب جنت لوگوں میں اعمال صالحہ والوں کو منتخب کرلے گی جو جنت کو بھر دیں گے اور آ گ لوگوں میں برے اعمال والوں کو جو اس کو بھر دیں گے۔

٦١٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۱۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو نہیں دیکھے گا جس نے تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو کھینچا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی اللباس ' باب من جر ازاره من غیر خیلاء وغیره و مسلم فی اللباس ' باب تحریم جر الثوب خیلاء وهو مروی عند مسلم عن عبد الله بن عمر

**اللغات** : لا ینظر : رحمت کی نگاہ نہ فرمائیں گے۔ ازارہ : نچلے بدن کو ڈھانپنے والا کپڑا یہاں مطلقاً کپڑا مراد ہے۔ بطراً : تکبر کے ساتھ۔

**فوائد** : (۱) تکبر کی وجہ سے کپڑے کو عبا کرنا حرام ہے اور اگر تکبر کی وجہ نہ ہو تو پھر بھی کراہت سے خالی نہیں۔ مستحب یہ ہے کہ نصف پنڈلی تک ازار ہو۔

٦١٧ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ ' وَعَآئِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ"

۶۱۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ انہیں پاک فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں رحمت سے دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا:

رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(۱) بوڑھا زانی‘ (۲) جھوٹا بادشاہ‘ (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

"اَلْعَآئِلُ" : اَلْفَقِیْرُ۔

اَلْعَآئِلُ: فقیر

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة وتنفیق السلعة بالحلف وبیان الثلاثة الذین لا یکلمهم الله

**اَللُّغَاتُ** : **لا یکلمهم** : خوش کن کلام مراد ہے یہ ان پر ناراضگی اور رحمت نہ کرنے سے کنایہ ہے۔ **ولا یزکیهم** : ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا اور نہ ان کے اعمال کو قبول کرے گا کہ جس پر ان کی تعریف ہو۔ **شیخ** : بوڑھا آدمی جو پچاس سے زائد عمر والا ہو۔

**فوائد** : (۱) زنا حرام ہے مگر بوڑھے سے تو زیادہ بدتر ہے کیونکہ باوجود عمر کے زیادہ ہونے کے اس کا زنا پر اقدام اس کی خباثت طبعی اور بددینی کی علامت ہے۔ (۲) جھوٹ حرام ہے مگر بادشاہ کا جھوٹ بولنا اور زیادہ قبیح تر ہے کیونکہ غلبہ حاصل ہونے کی وجہ سے اس کو کوئی اضطرار اور مجبوری نہیں جس کی بناء پر وہ جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جب وہ اسکے باوجود جھوٹ بولتا ہے تو وہ انسانیت سے بے بہرہ اور بددین ہے۔ (۳) تکبر کے حرام میں کیا شبہ ہو سکتا ہے مگر فقیر کا تکبر بہت زیادہ برا ہے کیونکہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر وہ تکبر کرے پس یقیناً اس کے تکبر کی بنیاد دین کی تحقیر پر ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان تین قسم کے لوگوں کو اس وعید کے ساتھ اس لئے خاص کیا گیا کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے ایسی معصیت اور گناہ کو لازم کرلیا ہے جس سے وہ دور ہے اور کوئی ضرورت ان کے کرنے کی نہیں بلکہ گناہوں کے مواقع اسکے حق میں بہت ضعیف وکمزور ہیں۔ اگرچہ گناہوں کے سلسلہ میں کوئی معذور نہیں مگر جب ان گناہوں کے لئے کوئی مجبوری نہیں اور نہ ہی ان گناہوں کے اسباب اس کو مجبور کرنے والے ہیں تو پھر اس کا ان پر اقدام ضد‘ ہٹ دھرمی‘ اللہ تعالیٰ کے حق کی تحقیر اور جان بوجھ کر معصیت کا ارتکاب کرنے کے مترادف ہے نہ مجبوراً۔

۶۱۸ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "اَلْعِزُّ اِزَارِیْ ' وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِیْ – فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَقَدْ عَذَّبْتُهٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں عزت میرا پہناوا ہے اور کبریائی میری چادر ہے۔ پس جو ان میں سے کسی ایک چیز کی مجھ سے کھینچا تانی کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر ' باب تحریم الکبر ' رواہ ابن ماجه فی کتاب الزهد بلفظ۔ یقول الله تعالی والکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحداً ......الخ

**اَللُّغَاتُ** : **العز** : قوت وغلبہ۔ **ازارہ** : ناف کے نیچے باندھا جانے والا کپڑا۔ **البرداء** : سے مراد اوڑھنے والی چادر۔ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ تمام نسخوں میں الفاظ اسی طرح ہیں۔ اس لئے ہ ضمیر ہر دو مقام پر اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کی طرف لوٹنے والی ہے۔ اس میں تقریرِ عبارت یہ ہے: **قال الله تعالی: من نیازعنی ذلك اعذبه۔ الکبریاء** : انتہائی عظمت و بڑائی اور کسی کی ماتحتی سے بالاتر ہونا۔ مراد یہ ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفات ہیں۔ "**فمن نازعنی**" ان صفات کے ساتھ

متصف ہونے کا قصدوارادہ کرتا ہے یا ان دونوں صفات کا اپنے متعلق دعوے دار ہے۔

**فوائد :** (۱) جوشخص متکلف لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال والی صفات سے متصف ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ یقیناً عذاب کا مستحق ہے کیونکہ یہ صفات کمزور ضعیف البیان انسان کے مناسب ہی نہیں۔

٦١٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ يَخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهٖ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِى الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ" اَىْ مُمَشِّطُهُ ۔ "يَتَجَلْجَلُ" بِالْجِيْمَيْنِ :اَىْ يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ۔

۶۱۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنے ایک جوڑے میں چل رہا تھا اور اس کو اپنا آپ اچھا معلوم ہو رہا تھا اس کے سر پر کنگھی کی ہوئی تھی اپنی چال میں وہ اترا رہا تھا۔ اسی وقت اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ پس وہ زمین میں قیامت تک دھنستا رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ : بالوں پر کنگھی کی ہوئی۔

يَتَجَلْجَلُ : اُترتا جائے گا۔

**تخریج :** رواه البخارى فى اللباس ' باب من جر ثوبه من الخيلاء ' و مسلم فى اللباس ' باب تحريم التبختر فى المشى مع اعجابه شيابه

**اللغات :** حلة : ستر ڈھانپنے اور اوپر اوڑھنے والی دو چادریں۔ جب تک دونوں نہ ہو حلہ نہیں کہلا سکتا۔

**فوائد :** (۱) تکبر وخود پسندی حرام ہے اور اس آدمی کو بدانجامی کا سامنا ہوگا جو ان صفات کو اختیار کرنے والا ہے۔

٦٢٠ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبَ فِى الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهُ مَا اَصَابَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ- وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ" اَىْ يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ۔

۶۲۰ : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سرکشوں میں لکھا جاتا ہے پس اس کو وہی سزا ملے گی جو ان کو ملی۔ (ترمذی)

اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ : برائی اور تکبر کرتا ہے۔

**تخریج :** رواه الترمذى فى البر و الصله ' باب ما جاء فى الكبر

**فوائد :** (۱) جوشخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان کے ساتھ شمار ہوگا اور اسی عذاب کا حق دار ہوگا جو پہلوں کو ملے گا۔

## ٧٣ : بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

## باب : اعلیٰ اخلاق

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [ن:٤] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور بے شک آپ (ﷺ) اعلیٰ اخلاق پر ہیں''۔ (نون)

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ [آل عمران:۱۳٤] الْاٰيَه۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں''۔ (آل عمران)

حل الآیات : الکاظمین : بدلے کی قدرت کے باوجود درگزر کرنے والے۔ الغیظ : غصہ۔ العافین : چھوڑنے والے معاف کرنے والے۔

٦٢١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۱: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب' باب الكنية للصبی و مسلم فی كتاب الفضائل' باب كان رسول الله صلی الله عليه وسلم احسن الناس خلقاً

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ میں کمال اخلاق پائے جاتے تھے۔ آپ کے اخلاق و عادات قرآن مجید کے سو فیصد مطابق تھے آپؐ اس کے حلال و حلال اور حرام کو حرام قرار دینے والے تھے اور اس کے آداب سے مزین تھے۔

٦٢٢ : وَعَنْهُ قَالَ : مَا مَسِسْتُ دِيْبَاجًا وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَلَا شَمِمْتُ رَائِحَةً قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ قَطُّ ' اُفٍّ ' وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَّمْ اَفْعَلْهُ: اَلَّا فَعَلْتَ كَذَا؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے میں نے کسی بڑے موٹے ریشم کو اور نہ باریک ریشم کو چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور میں نے کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ مجھے آپؐ نے کبھی بھی اُف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کام کے متعلق جو میں نے کیا یہ فرمایا کہ یہ تم نے کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا' جو میں نے نہیں کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہ کیا؟

**تخریج** : رواه البخاری فی فضائل النبی صلی الله عليه وسلم والانبياء' باب صفة النبی صلی الله عليه وسلم و مسلم فی الفضائل' باب كان رسول الله صلی الله عليه وسلم احسن الناس خلقاً۔

**اللغات** : دیباجاً : ریشمی کپڑا۔ اف : یہ اسم ہے فعل مضارع کے معنی میں ہے۔ اتضجر : میں زجر و توبیخ کرتا ہوں۔

**فوائد** : (۱) رسول اللہ ﷺ کے آمال اخلاق ملاحظہ ہوں کہ اپنے خدام اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے کس خوش اسلوبی سے معاملات فرماتے۔ اس میں امت کو تاکید کی گئی کہ وہ بھی اسی طرز عمل کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ اپنائیں۔

٦٢٣ : وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۲۳: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ قَالَ :اَهْدَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَرَدَّهٗ عَلَيَّ ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ :"اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا لِاَنَّا حُرُمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگلی گدھا ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ آپؐ نے مجھے واپس کر دیا اور جب میرے چہرے پر اثرات دیکھے تو فرمایا ہم نے تیرا یہ ہدیہ اس لئے واپس کیا کہ ہم احرام باندھنے والے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الحج، باب اذا اھدی للمحرم حمارا وحشیا والھبۃ ، باب ھدیۃ الصید و مسلم فی الحج ، باب تحریم الصید للمحرم

**اللُّغَاتُ** :حرم :حج یا عمرہ کا احرام باندھنا۔

**فوائد** : (۱) ہدیہ کو قبول کر لینا چاہئے جبکہ اس کے قبول کرنے میں کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ ہدیہ دینے والے کی معذرت کرتے وقت دلجوئی کرنا مناسب ہے۔ (۲) محرم کو شکار کا خود ذبح کرنا جائز نہیں اور جبکہ شکار زندہ حالت میں اس کے پاس لایا جائے جس طرح محرم کو اس شکار کا گوشت کھانا بھی جائز نہیں جسکے متعلق اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ شکار خالصتاً اسی کی خاطر کیا گیا ہے۔

٦٢٤ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ :"اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۲۴: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگ اس سے مطلع ہوں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی البر والصلۃ ، باب تفسیر البر والاثم

**اللُّغَاتُ** :البر : بھلائی اور اطاعت۔ **الاثم** :گناہ۔ **حاك** :جس کو کرتے وقت تمہارے دل میں تردد ہو تو اس کو کرے یا نہ کرے کیونکہ دل اس کو ناپسند کر رہا ہے۔

**فوائد** : (۱) بھلائی و نیکی حسن اخلاق میں ہے کیونکہ خوش اخلاق آدمی اچھے اعمال کو اختیار کرنے اور رذائل کو چھوڑنے میں جلدی کرتا ہے۔ (۲) گناہ وہ جس کے بارے میں نفس میں تردد ہو کہ آیا یہ خواہشات اور گناہ میں سے ہے اور آدمی ملامت اور عار دلانے کے خطرہ سے لوگوں کے سامنے کرنا پسند نہ کرتا ہو۔

٦٢٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا – وَكَانَ يَقُوْلُ :"اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۲۵ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ بتکلف فحش کہنے والے تھے اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المناقب باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی الادب و مسلم فی الفضائل ' باب کثرة حیاته صلی اللہ علیہ وسلم

**اللغات** : فاحشا : کلام میں فحش وہ ہے کہ اقوال وافعال میں جس کی برائی زیادہ ہو۔ متفحشا : مبالغہ کرنے والے اور فحش کا جان بوجھ کرارتکاب کرنے والے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ حسن اخلاق کے جس اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور برائی سے دور رہنے والے تھے۔ اس میں امت کو حسن اخلاق کی کس شاندار طریقے سے ترغیب دلائی گئی ہے۔ (۲) جوآدمی حسن اخلاق سے مزین ہو وہ بلاشک وشبہ بلند مرتبہ انسانوں میں سے ہے۔

٦٢٦ :وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ' وَاِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

"الْبَذِیُّ" ھُوَ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِالْفُحْشِ وَرَدِیْءِ الْکَلَامِ۔

٦٢٦ : حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کے میزان میں قیامت کے دن حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی بھاری چیز نہ ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بدکلامی اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْبَذِیُّ : بے ہودہ اور ردی باتیں کرنے والا۔ ایسا شخص جو ہروقت بے حیائی پر کمربستہ رہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی البر و الصلة ' باب ما جاء فی حسن الخلق

**فوائد** : (۱) حسن اخلاق کا فائدہ آخرت میں ضرور ہوگا جبکہ ایمان اس کے ساتھ شامل ہوگا۔ (۲) کفر سب سے بڑی بداخلاقی اور خالق کی حق تلفی ہے اور فحش اور گندی عادات کو اختیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں نقصان میں مبتلا ہوگا۔

٦٢٧ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ ' قَالَ : "تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" وَسُئِلَ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ : "الْفَمُ وَالْفَرْجُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

٦٢٧ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ لوگوں کو جنت میں لے جانے والے اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق۔ پھر آپؐ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیزیں لوگوں کو زیادہ آگ میں لے جانے والی ہیں؟ فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب البر والصلة ' باب ما جاء فی حسن الخلق

**فوائد** : (۱) اس روایت میں حسن اخلاق اور تقویٰ کی ترغیب دلائی گئی ہے اور کفر زنا اور جھوٹ سے ڈرایا گیا ہے۔(۲) حدیث نے تقویٰ اور حسن اخلاق کو جمع کر دیا کیونکہ تقویٰ انسان اور اس کے رب کے مابین تعلق کو درست کرتا ہے اور حسن اخلاق انسان اور دیگر انسانوں کے باہمی تعلقات کو درست کرتا ہے اس روایت میں منہ اور شرم گاہ کو جمع کیا گیا کیونکہ منہ سے کئی فواحش کا ارتکاب کیا جاتا ہے مثلاً کفر' غیبت' چغلی' حق کو باطل قرار دینا' بری الذمہ مخلوق پر تہمت و بہتان وغیرہ اور شرمگاہ سے زنا صادر ہوتا ہے گویا دونوں منہ اور شرمگاہ مصیبت کا سبب اور آگ کی طرف جانے کا راستہ ہیں۔

۶۲۸ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۶۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمنوں میں حسن اخلاق والے کامل مؤمن نہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے بارے میں سب سے بہتر ہیں۔(ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی بلفظ "ان من اکمل المومنین ایمانا ...... "الخ فی ابواب الایمان ' باب ما جاء فی استکمال الایمان وروی آخرہ بلفظ "خیرکم خیرکم لاھلہ ......" فی ابواب المناقب ' باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

**فوائد** : (۱) ایمان اور حسن اخلاق آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ بندہ جتنا اچھے اخلاق والا ہوگا اتنا ہی کامل الایمان ہوگا اور جب لوگوں سے اچھا سلوک کرے گا اور بشاشت' ہنس مکھ سے پیش آئے گا اور اپنے ہاتھ کو ان کی ایذاء سے روک کر رکھے گا اور سخاوت کو اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنا ہی مقبول ہوگا۔(۲) عورتوں کے ساتھ معاملات اور برتاؤ بہت اچھا ہونا چاہئے اور ان کے حق کے مطابق ان کی عزت کرنی چاہئے۔

۶۲۹ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۶۲۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا بے شک مؤمن اپنے حسن اخلاق سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار کا درجہ پا لیتا ہے۔(ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب باب' حسن الخلق

**فوائد** : (۱) اعلیٰ درجات پانے والوں میں وہ شخص بھی ہے جو صبح دن میں روزہ رکھتا اور رات کو نماز میں قیام کرتا ہے اور جو شخص حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال ہے جیسے ہنس مکھ' عمدہ کلام' ایذاء سے باز رہنا' سخاوت کرنا وغیرہ۔ وہ بدلے میں صائم النہار و قائم اللیل کے برابر ہے۔

۶۳۰ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۳۰ : حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا ، وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، اَبُوْدَاوُدَ۔

"الزَّعِيْمُ" :الضَّامِنُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے' جس نے حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دیا' جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور اس شخص کے لئے بھی جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ کو چھوڑ دیا خواہ مزاح کے طور پر ہی ہو اور اس شخص کے لئے بھی جنت کے بلند ترین مقام میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنالیا۔ (ابوداؤد) حدیث صحیح ہے۔

الزَّعِیْمُ :ضامن

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب حسن الخلق

**اللغات** :ربض الجنة :جنت کی اطراف' ربضی گھروں کے اردگرد باڑ کو کہا جاتا ہے۔ المراء :جھگڑا۔

**فوائد** : (۱) جھگڑے کو چھوڑ دینے کی ترغیب دی گئی ہے جب کہ اس میں کوئی فائدہ نہ ہو اور جھوٹ کو بالکل ترک کر دینا چاہئے خواہ بطور مزاح ہی کیوں نہ ہو اور قصد کا بھی دخل نہ ہو۔ (۲) اجر کا بلند ترین مرتبہ یہ ہے کہ انسان کے اخلاق اعلیٰ ہوں کیونکہ حسن خلق تمام اخلاق کا جامع ہے۔

۶۳۱ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ، وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدِكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ :"اَلْمُتَكَبِّرُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"وَالثَّرْثَارُ" هُوَ كَثِيْرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا۔ "وَالْمُتَشَدِّقُ" اَلْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهٖ وَيَتَكَلَّمُ بِمِلْءِ فِيْهِ تَفَاصُحًا وَتَعْظِيْمًا بِكَلَامِهٖ۔ "وَالْمُتَفَيْهِقُ" اَصْلُهٗ مِنَ الْفَهْقِ وَهُوَ الْاِمْتِلَاءُ ، وَهُوَ الَّذِيْ يَمْلَاُ فَمَهٗ بِالْكَلَامِ

۶۳۱ :حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ پیارا اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب مجلس کے لحاظ سے وہ شخص ہوگا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہوگا اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو بہت زیادہ باتیں کرنے والے' بناوٹ کرنے والے اور تکبر سے منہ کھول کر باتیں کرنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتونی اور بناوٹ والے لوگ تو ہم سمجھ گئے مُتَفَیْهِقُوْنَ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ متکبر ہیں۔ (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

وَالثَّرْثَارُ: بہت تکلف سے بات کرنے والے۔

اَلْمُتَشَدِّقُ: اعلیٰ گفتگو کا حامل ظاہر کرنے والا جو اپنے کلام کو منہ بھر کر اور لوگوں پر اپنے کلام کی بڑائی ظاہر کرنے والا ہو۔ اَلْمُتَفَیْهِقُ اس کی اصل الفهق ہے اور وہ منہ بھرنے کو کہتے ہیں' یعنی جو منہ بھر کر کلام

وَيَتَوَسَّعُ فِيهِ وَيُغْرِبُ بِهِ تَكَبُّرًا وَّارْتِفَاعًا وَّاِظْهَارًا لِلْفَضِيْلَةِ عَلٰى غَيْرِهٖ۔ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ: هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَكَفُّ الْاَذٰى۔

کرتا ہے اور منہ کو وسیع کرتا ہے اور دوسروں پر بڑائی اور بلندی ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے تکبر سے باتیں کرتا ہے (ترمذی) نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے حسن خلق کی تفسیر خندہ پیشانی، سخاوت سے کام لینا اور ایذاء نہ پہنچانا سے کی ہے۔

**تخریج**: رواه الترمذی فی کتاب البر و الصلة، باب ما جاء فی معالی الاخلاق

**فوائد**: (۱) حسن اخلاق کی ترغیب میں جتنی احادیث گزری ہیں اس کے فوائد بھی انہی جیسے ہیں۔

## ۷۴: بَابُ الْحِلْمِ وَالْاَنَاةِ وَالرِّفْقِ

## باب: حوصلہ، نرمی اور سوچ سمجھ کر کام کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۴] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الاعراف: ۱۹۹] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ [فصلت: ۳۴-۳۵] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوری: ۴۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''عفو و درگزر کو لازم پکڑو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔ (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نیکی اور برائی برابر نہیں۔ برائی کو اچھے طریقے سے ٹالو ہوسکتا ہے کہ وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گویا کہ وہ گہرا دوست ہے اور یہ توفیق انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں انہی کے حصے میں آتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں''۔ (فصلت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوری)

حل الآیات: روایت میں ہے کہ جب سورۃ اعراف کی آیت ۱۹۹ اتری۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ ان کو معاف کر دیں جنہوں نے آپؐ پر زیادتی کی اور اس کو عطا کریں جو آپ کو محروم کرے اور اس سے صلہ رحمی کریں جو آپ سے قطع رحمی کرے۔ الحسنة و السیئة: نیکی اور برائی کرنا۔ ادفع بالتی هی احسن: برائی اور زیادتی کا جواب اس عمل سے دیں جو کہ بہت خوب ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا غصب کے وقت صبر اور زیادتی کے وقت عفو و درگزر۔ ولی حمیم: شفیق دوست۔ وما یلقاها: اس پر قدرت ان صبر کرنے والوں کو ہے جن کو کمالات نفس کا بہت بڑا حصہ ملا ہو۔ صبر: ایذاء پر صبر کیا۔ غفر: درگزر کی اور اپنے نفس کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا۔

۶۳۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ :"اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ": اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۲ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا بے شک تم میں دو اچھی عادتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا: ایک حلم اور دوسرا سوچ سمجھ کر کام کرنا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی اوائل کتاب الایمان

**اللغات** : **لاشبح عبد قیس** : اس کا نام منذر بن عائذ ہے۔ بعض نے کہا ان کا نام منقذ بن عائذ ہے۔ **خصلتین** : دو عادات۔ **یحبھما اللہ** : اللہ تعالیٰ پسند فرماتے اور ان کے خصلتوں والے کی تعریف کرتے اور ثواب دیتے ہیں۔ **الحلم** : عقل، حوصلہ اور معاملات میں ثابت قدمی۔ غصہ اس کو نہ بڑھکائے۔ **الاناۃ** : ثابت قدمی اور عجلت کا ترک کرنا۔

**فوائد** : (۱) کسی آدمی میں جو اچھی خصلت پائی جائے اس کا تذکرہ اس کے سامنے کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس کے غرور میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو اور اس میں دوسرے آدمی کو اس جیسی اچھی صفت اپنانے کی لطیف انداز میں ترغیب دی گئی ہے۔ (۲) معاملات میں مسلمان کو حلم، پختگی اور حوصلگی سے کام لینا چاہئے۔

٦٣٣ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۳۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرم ہیں اور سارے معاملات میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب، باب فضل الرفق، وغیرہ و مسلم فی البر، باب فضل الرفق

**اللغات** : **ان اللہ رفیق** : اپنے بندوں پر نرمی و مہربانی والے ہیں۔ نرمی سے ان کو پکڑتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) نرمی کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں آسان تر کا چناؤ کیا جاتا ہے اور باہمی الفت اور میل جول پیدا ہوتا ہے۔

٦٣٤ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نرمی کرنے والے اور نرمی کو پسند کرنے والے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ دیتے ہیں جو سختی پر نہیں دیتے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر دے دیتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر، باب فضل الرفق

**اللغات** : **العنف** : سختی۔

**فوائد** : (۱) نرمی کو بہت سے اخلاقی اعمال پر برتری حاصل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نرم خو والے کو آخرت میں اتنا کثیر اجر عنایت فرمائیں گے جتنا اور کسی کو کم ہی میسر ہوگا۔ دنیا میں اس کی اچھی تعریف پھیلا دی جاتی ہے۔

٦٣٥ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ ' وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو مزین کر دیتی اور جس چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر' باب فضل الرفق

**اللغات** : زانه : اس کا حسین اور خوبصورت بنایا۔ شانه : اس کو عیب دار کر دیا۔

**فوائد** : (۱) انسان کو نرمی سے مزین ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس سے مزین کر دیتا اور لوگوں کی نگاہ میں اس کا مقام بلند کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی رتبہ اونچا ہو جاتا ہے اور کسی انسان سے یہ خصلت چھن جاتی ہے تو لوگوں کی نگاہ میں بھی وہ انسان عیب دار بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خوش اخلاقی کو پسند فرماتے ہیں۔

٦٣٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَالَ اَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ النَّاسُ اِلَيْهِ لِيَقَعُوْا فِيْهِ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "دَعُوْهُ وَاَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنَ الْمَاءِ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ ' فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۳۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اٹھے تا کہ اسے سزا دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ بے شک تم تو آسانی والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ (بخاری)

"اَلسَّجْلُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ : وَهِيَ الدَّلْوُ الْمُمْتَلِئَةُ مَاءً ' وَكَذٰلِكَ الذَّنُوْبُ۔

اَلسَّجْلُ : پانی سے بھرا ہوا ڈول
اَلذَّنُوْبُ کا بھی یہی معنی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الطهارة ' کتاب الوضو' باب صب الماء علی البول فی المسجد۔

**اللغات** : اعرابی : عرب دیہات کے رہنے والے۔ اس کا نام بعض اقرع بن حابس کہتے ہیں تھا جبکہ بعض ذوالخویصرہ یمانی۔
**لیقعوا فیه** : تا کہ اس کو ملامت کریں اور اس پر سختی کریں۔ **دعوه** : اس کو چھوڑ دو۔ **اریقوا** : تم بہاؤ۔ **معسرین** : سختی کرنے والے۔

**فوائد** : (۱) جاہل سے نرمی کرنا اور اس کے ساتھ آسانی والا معاملہ کرنا اور اس کی غلطی و بے ادبی پر اس کی سخت سرزنش نہ کرنا بلکہ اس کے مناسب اس کو تعلیم دینا چاہئے۔ (۲) زمین پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے (جبکہ نجاست کا کوئی ظاہری اثر زمین پر نہ رہے)

٦٣٧ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا

۶۳۷ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسانی کرو' تنگی نہ کرو' خوشخبری سناؤ اور نفرت

تُنَفِّرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

مت دلاؤ۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب العلم ' باب ما کان النبی یتخولھم بالموعظۃ وغیرہ و مسلم فی کتاب الجہاد ' باب الامر بالتیسیر و ترک التنفیر۔

**اللُّغَاتُ** : **یسروا** : آسانی کروا۔ **ولا تعسروا** : تنگی نہ کرو۔ **بشروا** : لوگوں کو بھلائی سے دوست بناؤ اور اس کی ان کو خبر دو۔ **ولا تنفروا** : ان کو خیر سے دور نہ کرو اور بھلائی سے نہ پھیرو۔

**فوائد** : (۱) مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف بھلائی سے لائے اس میں ان کو خوب رغبت دلائے اور دین سے ہٹنے والے لوگوں سے بچ کر رہے یا اپنے پاس سے ان کو رخصت کردے اور یہ ان پر سختی کرنے اور سخت روئی سے حاصل ہوگا۔

٦٣٨ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ : "مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۸ : حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : جو آدمی نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب البر ' باب فضل الرفق

**اللُّغَاتُ** : **یحرم الرفق** : اس میں نرمی نہیں پائی جاتی یا اس کو نرمی کی توفیق نہیں ملتی بلکہ اس میں سختی اور درشتی ہوتی ہے۔ **یحرم الخیر کلہ** : نرمی سے جو بھلائی صادر ہوتی ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نرمی پر بدلہ دیتا ہے اور ثواب دیا جاتا ہے جس نے اس کو گم کیا اس نے اس کے تمام ثواب کو گم کر دیا۔

٦٣٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : اَوْصِنِيْ – قَالَ : "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ : "لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۳۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ اس نے سوال کئی مرتبہ دہرایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب الحذر من الغضب

**اللُّغَاتُ** : **ان رجلاً** : بعض نے کہا ان کا نام جاریہ بن قدامہ تھا۔ بعض نے اور نام بتائے ہیں۔ **اوصنی** : مجھے ایسی بات بتلائیں جو دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہو۔ **لا تغضب** : نفس کے ایسے جوش کو کہتے ہیں جو انسان کو انتقام پر آمادہ کر دے۔ **فردد** : اس کا دہرایا۔

**فوائد** : (۱) سوال جائز ہے اور بھلائی کے متعلق راہنمائی بالضرور طلب کرنی چاہئے اس میں غصے کی مذمت اور ممانعت کی گئی اور

٦٤٠ : وَعَنْ اَبِيْ يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ

۶۴۰ : حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے انداز

الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ ، فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ ، وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سے کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ پس جب تم دشمن کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لو اور اپنے ذبیحہ کو خوب راحت پہنچاؤ۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الصید ' باب الامر باحسان الذبح و القتل و تحدید الشفرة

**اللغات** : کتب :فرض کیا گیا۔الاحسان :عمل کی پختگی یا فضل وانعام۔شفرته :چھری۔

**فوائد** : (۱) ہر عمل کو خوبی سے ادا کرنا چاہئے یہاں تک کہ حیوان کو ذبح کرتے وقت یا موذی چیز کو ہلاک کرتے ہوئے بھی اس کا خیال رکھا جائے گا۔(۲) ذبح کرتے ہوئے ذبیحہ کو راحت پہنچایا جائے اس کا طریقہ چاقو کو تیز کرنا اور حلق پر جلدی سے چلانا ہے اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال نہ اتارنی چاہئے اور گردن کی بالائی جانب سے اس کو ذبح نہ کرنا چاہئے اور مذبح کی طرف اس کو زبردستی گھسیٹ کر نہ لے جانا چاہئے بلکہ سکون سے لے جانا چاہئے۔

٦٤١ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَهُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا فَاِنْ کَانَ اِثْمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَکَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰی ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۱: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے جو زیادہ آسان ہوا اُس کو اختیار فرمایا بشرطیکہ گناہ نہ ہو اور اگر وہ گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے دور ہوتے۔ رسول اللہؐ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت کو توڑا جائے تو آپؐ اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی الادب و مسلم فی الفضائل باب مباعدته صلی اللہ اللہ علیہ وسلم للآثام واختیارہ من المباح اسھله وانتقامه لله۔

**اللغات** : بین امرین : دینی اور دنیوی۔ایسرھما :ان میں زیادہ آسان۔مثلاً دو سزاؤں میں اختیار دیا جاتا تو آپؐ ان میں سے ہلکی سزا کو اختیار فرماتے یا دو فرائض میں اختیار دیا جاتا تو ان میں ہلکے پھلکے کو اختیار فرماتے یا لڑائی اور صلح میں اختیار دیا جاتا تو آپؐ صلح کو اختیار فرماتے۔ما لم یکن اثما :جب تک کہ اس میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ لازم آتا ہو۔ انتقم :انتقام و بدلہ لیتے۔تنتھك حرمات الله :محرمات کا ارتکاب ہو۔

**فوائد** : (۱) اسلام میں کتنی آسانی ہے اور آپ ﷺ اپنی امت پر کس قدر مہربان تھے اس میں یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر غصہ کیا جا سکتا ہے۔

٦٤٢ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۶۴۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَیْہِ النَّارُ؟ تَحْرُمُ عَلٰی کُلِّ قَرِیْبٍ ھَیِّنٍ لَیِّنٍ سَھْلٍ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو میں ایسے آدمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو آگ پر حرام ہیں یا جن پر آگ حرام ہے۔ ہر وہ شخص جو قریب والا' آسانی کرنے والا' نرمی برتنے والا' نرم خو۔ اس پر آگ حرام ہے (ترمذی) کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی صفۃ یوم القیامۃ ' باب کان صلی اللہ علیہ وسلم فی مھنۃ اھلہ۔

**اللّغَاتُ** : کل قریب : لوگوں کے ہاں محبوب پسندیدہ ہے کیونکہ وہ ان سے بہتر معاملہ کرنے والا ہے اور یہ چیز خالص ایمان ہی سے پیدا ہوسکتی ہے۔ ھین لین سھل : ان الفاظ کا معنی نرمی وسہولت ہے۔ مراد اس سے تواضع اور لوگوں سے اچھا معاملہ اور نرمی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔

**فوائد** : (۱) اخلاق فاضلہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ وہ آگ سے نجات کا سبب ہیں اور لوگوں سے اچھا معاملہ ایمان کا حصہ ہے۔ (۲) بات کو شروع کرنے سے پہلے سامع کو متنبہ کر دینا مناسب ہے کہ اس سے کی جانے والی بات عظیم الشان ہو۔

## ۷۵: بَابُ الْعَفْوِ وَاِعْرَاضٍ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ

## باب: عفو اور جہلا سے درگزر

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ﴾[الاعراف:۱۹۹] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ﴾[الحجر] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ﴾[النور:۲۲] وَ قَالَ تَعَالٰی: ﴿وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾[آل عمران:۱۳۴] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوری:۴۳] وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''عفو کو لازم پکڑو' بھلائی کا حکم دو اور جہلاء سے اعراض کرو''۔ (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان سے اچھا درگزر کر''۔ (الحجر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور چاہئے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں معاف کرے''۔ (النور)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرمانے والے ہیں''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے صبر کیا اور بخش دیا بے شک یہ عظیمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوری)

آیات اس سلسلہ میں بہت اور معروف ہیں۔

حل الآیات : فاصفح الصفح الجمیل : ان سے درگزر کرنے والے حوصلہ مند کا معاملہ کرو۔ (الحجر)

۶۴۳ : وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ ﷺ: ھَلْ اَتٰی عَلَیْکَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ مِنْ یَّوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ : "لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ

۶۴۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپؐ پر یوم اُحد سے زیادہ سخت دن آیا؟ آپؐ نے فرمایا تمہاری قوم کی طرف سے تکالیف اٹھائیں اور

قَوْمِكِ ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقْبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَا لَيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلَى مَا اَرَدْتُّ ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلَى وَجْهِيْ ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ وَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ :اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ ، فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ ، وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ ، وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبِّيْ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ ، فَمَا شِئْتَ ، اِنْ شِئْتَ اَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْاَخْشَبَانِ" الْجَبَلَانِ الْمُحِيْطَانِ بِمَكَّةَ- وَالْاَخْشَبُ :هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيْظُ۔

ان میں سب سے زیادہ عقبہ والے دن پیش آئی جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ اس نے میری دعوت کو جس طرح میں چاہتا تھا اس طرح قبول نہ کیا میں چل دیا اس حال میں کہ میں بہت غمگین تھا۔ مجھے اس غم سے افاقہ نہ ہوگا مگر اس وقت کہ جب میں قرن ثعالب کے مقام پر پہنچا پس میں نے جونہی سر اٹھایا تو ایک بادل کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات کو سن لیا اور جو انہوں نے جواب دیا وہ بھی اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم ان کو جو چاہو ان کے متعلق حکم دو پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی بات سن لی جو انہوں نے آپؐ کو کہی اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور میرے رب نے مجھے آپؐ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپؐ مجھے اپنے معاملے میں حکم دیں۔ بس آپؐ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپؐ چاہتے ہیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس دیتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا لیکن مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ وحدہ کی عبادت کرتے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں گے۔ (بخاری)

اَلْاَخْشَبَانِ : مکہ کے اردگرد والے دونوں پہاڑ۔
اَلْاَخْشَبُ :سخت اور بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی بدء الخلق ' باب ذکر الملائکة وفی التوحید ' باب وکان الله سمیعًا علیمًا و مسلم فی المغازی باب لقی النبی صلی الله علیه وسلم من اذی المشرکین والمنافقین

**اللغات** :یوم احد :یوم غزوۂ احد احد ایک پہاڑ ہے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے۔اس کے پاس یہ غزوہ پیش آیا۔اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور ایک سامنے کا نچلا دانت ٹوٹا اور آپؐ گڑھے میں گر گئے وہ گڑھا جس کو ابو عامر راہب نے کھودا تھا۔ اس میں حضرت حمزہ شہید ہوئے اور ان کا مثلہ کیا گیا۔ من قومك : کفار قریش۔العقبه : شاید طائف کی جانب مقام ہے اور یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن آپؐ نے طائف کی طرف ہجرت کی۔شاید یہ منیٰ کا مقام ہو جہاں آپؐ اپنے کو قبائل کے سامنے پیش فرماتے۔

عرضت نفسی : میں نے اپنے آپ ؐ کو پیش کیا کہ وہ دین کی اشاعت واقامت میں مددگار بنیں۔ابن عبدیا لیل :بعض نے کہا اس کا نام مسعود تھا' بعض نے کہا کنانہ تھا' بعض نے کہا یہی وہ شخص ہے جس سے آپ ﷺ نے گفتگو فرمائی اور یہ اہل طائف کا بڑا سردار تھا۔مھوم : غمگین۔لم استفق : میں اپنے ہوش میں نہیں آیا۔قرن الثعالب : اس کے اور مکہ کے درمیان ۲۴ گھنٹے کا فاصلہ ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں سے اہل نجد احرام باندھتے ہیں آج کل اس کا نام سیل ہے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ اپنی قوم پر کس قدر شفیق تھے اور ان کی تکالیف پر کتنا صبر کرنے والے تھے اور ان کی زیادتیوں پر کتنی معافی آپ کی طرف سے تھی۔(۲) انسانی اور اعراض جیسے غم و رنج کا پیش آنا انبیاء علیہم السلام کے لئے درست ہے۔یہ ان کے مرتبہ کے خلاف نہیں اور اس غم سے دینی معاملہ میں غم ہے۔

٦٤٤ : وَعَنْهَا قَالَتْ :مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۴ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے کسی خادم و عورت کو کبھی نہیں مارا مگر آپ ؐ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے اور کبھی ایسا نہیں کہ آپ ؐ کو کسی کی طرف سے تکلیف پہنچی ہو اور آپ ؐ نے اس کا بدلہ اس تکلیف پہنچانے والے سے لیا ہو۔ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی چیز کی بے عزتی کی جاتی تو یقیناً آپ ؐ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الفضائل ' باب مباعدته صلی الله علیه وسلم للاثام واختیاره من المباح واسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته۔

**اللغات** :نیل منه : آپ ؐ کو کفار نے تکالیف پہنچائیں جیسا سر کا زخمی کرنا۔

**فوائد** : (۱) رسول اللہ ﷺ کے حلم کو بیان کیا گیا اور ذاتی تکالیف میں کس قدر درگزر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کس قدر ناراضگی ظاہر فرمائی۔اسی طرح حدود کے مستحقین پر حدود کے قیام میں بغیر کسی رعایت کے حدود کا قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ کی بات کو بلند کرنے کے لئے لڑنا ثابت ہو رہا ہے۔

٦٤٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ ، فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً ، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ : يَا

۶۴۵ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ؐ کے اوپر موٹے کناروں والی نجرانی چادر تھی۔پس آپ ؐ کو ایک اعرابی ملا اور اس نے آپ ؐ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔میں نے آنحضرت ﷺ کے کندھے کو دیکھا تو اس پر چادر کے موٹے کناروں کا نشان زیادہ کھینچنے کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔پھر اس نے کہا

مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اے محمد (ﷺ) میرے لئے اس مال کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا دیئے پھر اس کے لئے عطیہ کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی اللباس ' باب البرود والحبرة والشملة والادب باب التبسم والضحك و مسلم فی الزكاة ' باب اعطاء من سال بفحش وغلظة۔

**اللُّغَاتُ** : **برد** : دھاری دار چادر۔ **نجرانی** : یمن کا ایک شہر ہے اس کی طرف نسبت کی گئی۔ **غلیظ الحاشیه** : سخت اطراف والی۔ **جبذہ** : کھینچا۔ **عاتق** : کندھا۔ **صفحه** : طرف۔

**فوائد** : (۱) یہ آپ کا عظیم اخلاق تھا کہ جس نے زیادتی کی آپ نے اس کو معاف کر دیا اور معافی کے ساتھ ساتھ کھلے چہرے سے ملے اور احسان بھی فرمایا۔

٦٤٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَحْكِیْ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِمْ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَیَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۶ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک پیغمبر کا ذکر فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو خون آلود کر دیا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے پس وہ نہیں جانتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الانبیاء ' باب ما ذكر عن بنی اسرائیل مسلم فی الجهاد ك باب غزوه احد

**اللُّغَاتُ** : **یحکی** : تشبیہ دے رہے تھے۔ **ادموہ** : زخمی کر کے خون جاری کر دیا۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کے عظیم اخلاق جو عفو و درگزر میں نمایاں تھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے اور ان کے عدم علم کی بنا پر معذرت کو قبول کرنا۔ یہ اخلاق عالیہ کے کمال کی انتہاء ہے۔

٦٤٧ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی مضبوط نہیں جو پچھاڑ دے۔ بے شک مضبوط وہ ہے جو اپنے نفس پر کنٹرول غصے کی حالت میں کر لے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب ' باب الحذر من العقبه ۔ مسلم فی البر ' باب من یملك نفسه عند الغضب

**اللُّغَاتُ** : **الصرعه** : جو کشتی میں غالب آ جائے۔ **یملك** : نفس غصہ پینے والا۔

**فوائد:** (۱) اصل طاقت اخلاق کی ہے اور غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرنا اور زیادتی پر معاف کرنا عمدہ اخلاق سے ہے۔ اگر جسمانی طاقت کو بھلائی پر لگایا جائے تو ایسی قوت جسمانی دین کا عین مطلوب ہے۔

## ٧٦ : بَابُ اِحْتِمَالِ الْاَذٰی

## باب: تکالیف اٹھانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران:١٣٤] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوری:٤٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکیوں کو پسند فرماتے ہیں''۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا بیشک یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے''۔ (الشوریٰ)

حل الآیات: ان آیات کی تشریح ابواب سابقہ میں گزر چکی۔

وَفِی الْبَابِ : اَلْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اسی باب سے متعلق احادیث ماقبل باب حلة الارحام میں گزر چکی ہیں۔

٦٤٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِیْ ، وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَیَّ ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ! فَقَالَ: "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِیْ بَابِ صِلَةِ الْاَرْحَامِ۔

۶۴۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! میرے کچھ قرابت دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں۔ میں ان سے حسن سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے حوصلہ مندی سے پیش آتا ہوں وہ مجھ سے جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو پھر گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈالتا ہے اور جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لئے ایک مددگار رہے گا۔ (مسلم) اس کی شرح باب صلہ الارحام میں گزر چکی روایت ۳۱۸۔

**تخریج** : رواه مسلم قد سبق شرحه و تخريجه فی باب صلة الارحام ٣٢٠/٧

## ٧٧ : بَابُ الغَضَبِ اِذَا انْتُهِكَتْ حُرُمَاتُ الشَّرْعِ وَالْاِنْتِصَارِ لِدِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی

## باب: دین کی بے حرمتی پر غصہ اور دین کی مدد وحمایت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [الحج:٣٠] وَ قَالَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی معظم چیزوں کا احترام کرتا ہے۔ پس وہ اس کیلئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے''۔ (محمد)

تَعَالٰی : ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد:٧] وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ عَائِشَةَ السَّابِقُ فِيْ بَابِ الْعَفْوِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دیں گے''۔ اس باب سے متعلق حدیث باب عفو میں بروایت ۶۴۴ عائشہ رضی اللہ عنہا گزری۔

**حل الآیات** : حرمات اللہ : شرائع دین (الح) تنصر اللہ : عمل سے اس کے دین کی مدد کرنا اور دین سے دفاع کرنا۔ یثبت اقدامکم : جہاد میں ان کو مضبوط کر دے گا۔

٦٤٩ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا! فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ ' فَقَالَ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ : اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ ' فَاَيُّكُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْيُوْجِزْ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۹ : حضرت ابومسعود عقبہ بن عمر بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی کے لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی وعظ میں اس قدر غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا جتنا اس وعظ میں اس دن دیکھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! بعض لوگ تم میں سے نفرت دلانے والے ہیں پس جو شخص تم میں سے لوگوں کی امامت کرائے وہ مختصر کرلے۔ اس لئے کہ اس کے پیچھے بوڑھے' بچے اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب الجماعة ' باب تخفيف الامام فی القيام وفی العلم والادب والاحكام و مسلم فی الصلاة باب امر الائمة بتخفيف الصلاة فی تمام۔

**اللغات** : جاء رجل : بعض نے کہا یہ حرام بن ملحان تھے۔ بعض نے اور نام بتلائے۔ فلیوجز : وہ تخفیف کرے ارکان کی تکمیل اور اداء سنن پر اقتضاء کرے۔

**فوائد** : (۱) دین کی خاطر غصہ جائز ہے اور جس کام میں لوگوں پر تنگی بنتی ہو اس میں شکوہ ظاہر کرنا درست ہے۔ (۲) جماعت کی نماز میں تخفیف جائز ہے جبکہ امام بہت سے لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہو یا ان لوگوں کو پکڑ رہا ہو جو طویل نماز پر خوش نہ ہوں یا ان میں کمزور اور بچے ہوں۔ (۳) اگر کوئی عذر واقعی ہو تو جماعت سے پیچھے رہنا جائز ہے۔ (۴) امام ایسا کوئی فعل نہ کرے جس سے لوگوں میں دین کے متعلق نفرت پیدا ہو اور عبادات کی ادائیگی میں بیزاری پیدا ہو۔

٦٥٠ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ ' فَلَمَّا رَاٰهُ

۶۵۰ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سفر سے تشریف لائے اور میں نے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک پردہ ڈال رکھا تھا۔ جس میں تصاویر تھیں جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَتَكَهٗ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ "يَا عَآئِشَةُ: اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ان کو بگاڑ دیا اور آپؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے ہاں زیادہ عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

"السَّهْوَةُ" كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ۔ "وَالْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ :سِتْرٌ رَقِيْقٌ "وَهَتَكَهٗ" اَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهِ۔

السَّهْوَةُ: چبوترہ ڈیوڑھی۔
الْقِرَامُ: باریک پردہ۔
هَتَكَهٗ: اس میں جو تصویر تھی اس کو بگاڑ دیا۔

**تخریج** : رواه البخاري في اللباس ' باب ما وطي من التصاوير و مسلم في اللباس ' باب لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولا صورة

**اللغات** :قدم من سفر :غزوۂ تبوک سے لوٹے۔ تماثيل :تصاویر۔ يضاهون :اللہ تعالیٰ کی صنعت کے ساتھ مشابہت کرنے والے ہیں۔

**فوائد** :(۱) غصہ جائز ہے جب کہ دین کے معاملات میں خلل واقع ہو رہا ہو۔ تصویر کشی حرام ہے یہ کبیرہ گناہ ہے جبکہ تصویر ذی روح کی ہو اور اس تصویر کو تعظیم و تقدیس کے لئے بنایا جائے تو یہ شرک و کفر ہے۔ (۲) بعض علماء کرام نے اس حدیث کو اپنے عمومی معنی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہر قسم کی تصویر خواہ چھوٹی ہو یا بڑی مجسم ہو غیر مجسم جب ذی روح کی ہو تو حرام قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو ان تصاویر سے خاص کیا جن کا حجم ہو یعنی پتھر' دھات' لکڑی وغیرہ سے بنائی گئی ہوں۔

٦٥١ : وَعَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا :مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا : مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ! وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا"

۶۵۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کے معاملے نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے گا؟ پھر کہنے لگے اس کی جرأت تو اسامہ بن زید جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہیں وہی کر سکتے ہیں۔ پس اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپؐ سے گفتگو کی تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتے ہو؟ پھر آپؐ اٹھے اور خطبہ دیا جس میں فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) چوری کرتی تو میں

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ (بخاری)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الحدود ' باب اقامة الحدود علی الشريف و الوضيع و مسلم فی الحدود' باب قطع السارق الشريف وغيره والنهی عن الشفاعة فی الحدود

**اللغات** :المراة المخزومية :فاطمہ بنت ابی الاسد۔یجتری :جسارت کرنا' جرأت کرنا۔حب :محبوب۔فاختطب :خطبہ دیا۔

**فوائد** : (۱)امام تک معاملہ پہنچ جانے کے بعد حدود میں شفاعت ممنوع ہے اور معاملہ کے سلسلہ میں لوگوں میں امیر' غریب کا فرق امت کی ہلاکت کا باعث ہے (قانون سب کے لئے یکساں ہے) (۲) جنایت کرنے والا اونچا مرتبہ رکھتا ہو تو پھر بھی یہ حد اس سے ساقط نہیں ہوگی اور احکام شرع کی نگاہ میں شریف و کم درجہ کا فرق نہیں۔

۶۵۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِيْ وَجْهِهٖ ' فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ :"اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ' فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ ' وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ" ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ :"اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَالْاَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ هُوَ فِيْمَا اِذَا كَانَ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ ' فَاَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ اِلَّا فِيْ ثَوْبِهٖ۔

۶۵۲ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ والی (دیوار) میں تھوک دیکھا۔ ناراضگی کے آثار آپؐ کے چہرہ پر نمایاں ہوئے پس آپؐ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی ہرگز قبلہ کی جانب نہ تھوکے۔ البتہ اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے میں حرج نہیں۔ پھر آپؐ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا اور اس میں تھوکا اور اس کے بعض حصے کو دوسرے سے ملا کر فرمایا یا پھر اس طرح کرلے (بخاری و مسلم) امام نووی فرماتے ہیں کہ اپنے بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوکنے کا حکم مسجد کے علاوہ دوسرے مقامات پر ہے۔ جب مسجد میں ہو تو کپڑے میں ہی تھوکے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب المساجد ' باب حك البصاق باليد من المسجد و مسلم فی كتاب الصلاة ' باب النهی عن البصاق فی المسجد فی الصلاة وغيرها۔

**اللغات** :نخامة :بلغم جو منہ کے راستے سینہ سے خارج ہو۔ بعض نے کہا جو ناک کے راستہ مواد خارج ہو۔فی القبلة :قبلہ والی دیوار۔ فشق :آپ ﷺ کو گراں گزرا۔فحكه :اس کو زائل کردیا۔يناجی ربه : خطاب کرتا ہے قرآن کی تلاوت کر کے اور نماز کے اذکار کے ذریعہ۔بينه وبين القبلة :اس کا قبلہ کی طرف رخ کرنا اللہ تعالیٰ سے ثواب لینے کے لئے ہے۔ یہ قبلہ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ باری تعالیٰ کی ذات تو اطراف و جہات سے پاک ہے۔قبل القبله :قبلہ کے مقابل۔

**فوائد** : (۱)امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے اور برائی کا ہاتھ سے ازالہ کرنا چاہئے اگر ایسا کرنا ممکن ہو۔ (۲) مسجد کی حرمت

وعظمت اس قدر زیادہ ہے کہ ان میں میل کچیل کو ڈالنا جائز نہیں اور نہ اس قسم کی چیزوں سے اس کو ملوث کرنا چاہئے۔ (۳) جہت قبلہ کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرف نہ تھوکے۔ نماز کے دوران اگر تھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے تو کپڑے رومال وغیرہ میں تھوک لے۔

## ٧٨ : بَابُ اَمْرِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ بَالرِّفْقِ بِرَعَايَاهُمْ وَنَصِيْحَتِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِّهِمْ وَالتَّشْدِيْدِ عَلَيْهِمْ وَاِهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَآئِجِهِمْ

## باب: حکام کو رعایا پر شفقت و نرمی کرنی چاہئے' ان کی خیر خواہی مدنظر ہو' ان پر سختی' ان کے حقوق سے غفلت اور ان کے ساتھ فریب کاری نہ کرنی چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعراء:٢١٥] وَ قَالَ تَعَالٰى :﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ [النحل:٩٠]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے بازو کو اپنے پیروکار مسلمانوں کے لئے جھکا دو''۔ (الشعراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور رشتے دار کو دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی اور منکرات اور سرکشی سے روکتے ہیں وہ تمہیں نصیحت کرتے ہیں تا کہ تم نصیحت پکڑو''۔ (النحل)

**حل الآیات** : واخفض جناحك :تواضع اور نرمی اختیار کرو۔ (الشعراء) یامر بالعدل :اعتدال اور حقوق میں برابری۔ الاحسان :اخلاص اور پختگی۔ ایتاء ذی القربی :قریبی رشتہ داروں کو ان کے حقوق دینا۔ الفحشاء :سخت گناہ مثلاً زنا۔ والمنکر :جن اعمال کو شرع ناپسند کرے۔ والبغی :حد سے بڑھنا اور لوگوں پر ظلم کرنا۔ تذکرون :نصیحت پاؤ۔

٦٥٣ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ : اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ' وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ' وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا' وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ' وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٥٣ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ؐ کو فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے' مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں' عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں' خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں اور ہر ایک تم میں سے ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اس روایت کی تخریج اور تشریح باب حق الزوج علی امراته ۲۸۵ / ۳ میں ملاحظہ ہو۔

٦٥٤ :وَعَنْ اَبِیْ يَعْلٰى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ: "فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ لَمْ يَجِدْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ" وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ :"مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَّلِیْ اُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ"۔

۶۵۴ : حضرت ابویعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنی رعایا کا نگران بنا دے اور وہ اپنی رعایا کو دھوکہ دینے کی حالت میں ہی مر جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے اس نے ان کی خیر خواہی پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو امیر مسلمانوں کے معاملے کا ذمہ دار ہو اور پھر ان کے لئے محنت نہ کرے اور خیر خواہی نہ برتے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الاحکام ' باب من استرعی رعية فلم ينصح و مسلم فی الامارة باب فضلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق بالرعية والنهی عن ادخال المشقة عليهم۔

**اللغات** : **يسترعية** :اس کے سپرد رعایا کی سیاست ونگہبانی کی جائے۔ **غاش** :خیانت کرنے والا اور ان کے حقوق کو ضائع کرنے والا ہے۔ **حرم الله عليه الجنة** :ابتداء میں جنت میں داخل ہونے والوں کے ساتھ اس کا داخلہ حرام کر دیتے ہیں۔ یا مطلقاً جنت کا داخلہ اس کے لئے حرام کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ مسلمانوں کی خیانت وکھوٹ کو حلال سمجھے۔ **لم يحطها** :ان کی اعانت نہیں کرتا اور ان کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتا۔ **لا يجتهد لهم** :ان کے لئے اپنی انتہائی کوشش اور طاقت صرف نہیں کرتا۔

**فوائد** : (۱) ان حکام کو ڈرایا گیا جو اپنی رعایا کے حق میں کوتاہی کرتے اور ان کے فیصلوں کے سلسلہ میں سستی برتتے ہیں اور ان کے حقوق کو ضائع کرتے ہیں۔ (۲) حکام پر واجب ہے کہ وہ اپنی انتہائی کوشش اپنے ماتحتوں کے سلسلہ میں صرف کریں جس نے اس میں کوتاہی کی وہ جنت میں داخلے سے محروم ہو جائے گا۔ (۳) اسلام میں حاکم کا بہت بڑا منصب ہے۔

٦٥٥ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ بَيْتِیْ هٰذَا: "اَللّٰهُمَّ مَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ ' وَمَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۵۵ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا : میرے اس گھر میں فرما رہے تھے : اے اللہ جو شخص بھی میری امت کا کسی معاملے کا ذمہ دار بنے اور وہ امت کو مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے معاملات میں سے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے پھر ان میں سے کسی معاملے میں نرمی کرے تو تُو بھی اس پر نرمی فرما۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ ' باب فضیلۃ الامام العادل

**اللُّغَاتُ** :شق علیھم :ناحق ان پر تنگی اور سختی کی۔فرفق :ان سے نرمی کی ان پر مہربانی کی اور ان کے حقوق کی رعایت کی۔

**فوائد** : (۱) قیامت میں بدلہ عمل کی جنس سے ملے گا جب کوئی حاکم اپنی رعایا پر تنگی کرتا اور مشقت زیادہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی مشقتوں میں اس طرح مبتلا کر دیتے ہیں کہ اس کے دشمنوں کو اس پر مسلط کر دیتے ہیں اور قسم قسم کے عذاب میں ڈال دیتے ہیں۔ (۲) آپ ﷺ اپنی امت کے معاملات کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے۔

٦٥٦ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا هَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ، وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَآءَ فَیَکْثُرُوْنَ" قَالُوْا :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ : "اَوْفُوْا بِبَیْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ ، ثُمَّ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الَّذِیْ لَکُمْ ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۵۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کیا کرتے تھے۔ جب کوئی پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر اس کا جانشین بنتا اور شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کثرت سے ہوں گے۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپؐ اس بارے میں ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا تم سب سے پہلے کی بیعت کو پورا کرو اور پھر ان کا حق ان کو دو اور اپنے حقوق کا سوال اللہ سے کرو۔ اللہ تعالیٰ ان سے خود اس رعایا کے بارے میں پوچھ لیں گے جن کا ان کو والی بنایا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی ذکر بنی اسرائیل اواخر کتاب الانبیاء و مسلم فی کتاب الامارۃ ' باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول فالاول

**اللُّغَاتُ** :اسرائیل :یہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ان کے بیٹے وہ قبائل یہود ہیں۔اسرائیل عبرانی کا لفظ ہے جس کا معنی عبداللہ ہے۔ **تسوسھم** :ان کو سکھاتے اور ان کی نگہبانی کرتے۔جب کوئی رسول فوت ہو جاتا۔ دوسرا رسول اس کے بعد آتا جو ان کے معاملے کو درست کرتا اور ان کے مظلوم کی مدد کرتا۔ **فیکثرون** :زیادہ ہوتے ہیں گنتی میں۔ **فاوفوا ببیعۃ الاول** :اس کی بیعت کو لازم کرو اور اس کی اطاعت کا حق ادا کرو ان کے خلاف قتال کر کے جو اس کی بغاوت کریں اور اطاعت سے نکل جائیں۔

**فوائد** : (۱) رعایا کے لئے پیغمبر یا اس کا خلیفہ ضروری ہے جو ان کے معاملات کا ذمہ دار ہو اور ان کو سیدھے راستے پر قائم رکھے اور ظالموں کے شر سے ان کی حفاظت کرے۔ (۲) ہمارے آقا ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوگا۔ حکام ہی آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء و نائب ہوں گے جب تک کہ وہ حق پر قائم رہیں۔ (۳) رعایا پر ضروری ہے کہ حکام کے ساتھ خیر خواہی برتیں اور ان کی اطاعت کریں اور پہلی بیعت کی حفاظت کریں اور اس کے ساتھ ہو کر دوسرے سے لڑیں۔ رعایا کا یہ حق ہے کہ اپنے حکام سے نرمی کا مطالبہ کریں اور مصالح کی رعایت میں پوری پوری کوشش کرنے کا سوال کریں۔ (۴) دین کا معاملہ دنیا کے معاملات سے مقدم ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بادشاہ کے حق کو پورا پورا ادا کرنے کا فرمایا ہے۔اس لئے کہ اس میں دین کی بلندی ہے اور فتنے کی روک تھام ہے اور

اللہ تعالیٰ حکام سے ان کی تقصیر اور کوتاہی کے متعلق عنقریب سوال کرے گا۔ (۵) آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے بعض ان مغیبات کی خبر دی جو مستقبل میں ظاہر ہوئے جیسا آپؐ نے اطلاع دی تھی۔

٦٥٧ : وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِيَادٍ فَقَالَ لَهٗ : اَىْ بُنَىَّ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ شَرَّ الرِّعَآءِ الْحُطَمَةُ فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۷ : حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس داخل ہوئے اور اس کو فرمایا اے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک بدترین حاکم وہ ہیں جو رعایا پر ظلم کرنے والے ہوں تو اپنے آپ کو ان میں سے بچا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ ' باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر

**اللغات** : الرعاۃ جمع راع : امراء یا نائبین میں جو رعایا کی نگہبانی پر مقرر ہو۔ الحطمۃ : وہ سخت مزاج جو لوگوں پر ظلم کرے اور بالکل نرمی نہ برتے اور ایک کو دوسرے سے لڑائے۔

**فوائد** : (۱) حکام کو اس بات سے ڈرایا گیا کہ وہ اپنی رعایا پر ظلم اور سختی کریں۔ (۲) حکام کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور نصیحت کرنا ضروری ہے۔

٦٥٨ : وَعَنْ اَبِىْ مَرْيَمَ الْاَزْدِىِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ : اِحْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهٖ وَخَلَّتِهٖ وَفَقْرِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَآئِجِ النَّاسِ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ۔

۶۵۸ : حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی کا ذمہ دار بنا دے اور پھر وہ ان کی ضروریات اور حاجات اور فقر کے درمیان رکاوٹ ڈالے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی حاجات و ضروریات اور محتاجی کے درمیان رکاوٹ ڈال دے گا۔ پس اسی وقت حضرت امیر معاویہ نے ایک آدمی کو لوگوں کی حاجات کے لئے مقرر کر دیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الخراج ' باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ والترمذی فی الاحکام ' باب عقوبۃ الامام بغلق بابہ امام الرعیۃ۔

**اللغات** : فاحتجب : ان کی مصلحتوں سے اعراض کیا اور ان کے مطالبات سے چھپا رہا اور اس کی صورت یہ ہے کہ ضرورت مند لوگوں کو اپنے تک پہنچنے سے روکے۔ خلتھم : نہایہ میں کہا گیا حاجت اور فقر۔ احتجب اللہ دون حاجتہ : یعنی اس کی دعا قبول نہ ہوگی اور نہ اس کی امید پوری ہوگی۔

**فوائد** : (۱) بدلہ عمل کی جنس سے دیا جائے گا جو حاکم لوگوں کی حاجات سے اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے فضل کو روک لیں

گے اوراس کی آخرت کی ضروریات اس کو نہ دی جائیں گی۔ (۲) حکام کو اپنے اورلوگوں کے درمیان ایسی رکاوٹیں نہ ڈالنی چاہئیں جس کی وجہ سے حاجت مندلوگ ان تک نہ پہنچ سکیں۔

## ۷۹ : بَابُ الْوَالِي الْعَادِلِ

## باب: عادل حکمران

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ [النحل:۹۰] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الحجرات:۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا حکم فرماتے ہیں''۔(النحل)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''تم انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں''۔(الحجرات)

حل الآیات : ایتاء ذی القربی :اقارب سے صلہ رحمی کرنا (النحل) المقسطین :عادل (الحجرات)

۶۵۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ :اِمَامٌ عَادِلٌ ' وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ' وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ ' وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ' وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ' وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۹ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں اس دن جگہ دے دیں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) امام عادل (۲) اللہ کی عبادت میں پرورش پانے والا نوجوان (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے (۴) وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے' جمع ہوتے اوراسی خاطر جدا ہوتے ہیں۔ (۵) وہ آدمی جس کو مرتبے اور خوبصورتی والی عورت گناہ کی طرف دعوت دے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ آدمی جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اُس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں جو اس نے دائیں ہاتھ سے دیا (۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اُس سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : تخریج و شرحه انظر فی باب فضل الحب فی الله تعالی ۳۷۷ / ۲

۶۶۰ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ : اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۰ :حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ لوگ جو اپنے فیصلے میں اور گھر کے معاملے میں اور جن کے وہ ذمہ دار ہیں انصاف برتتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی باب الامارۃ ' باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر

**اللُّغَاتُ** :عند اللہ : ظاہرمعلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ منابر من نور :روشن منبر۔ایک احتمال یہ ہے کہ یہ حقیقت ہو کہ وہ لوگ ان پر قیامت کے دن ظل الٰہی میں بیٹھیں گے اور لوگ اپنے پسینے میں غرق ہوں گے اور وہ اس سے محفوظ ہوں گے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ کنایہ ہو کہ ان کے مراتب جنت میں بلند ہوں گے۔ فی حکمھم :اپنے فیصلوں میں۔ وما ولوا :جن کو ان کے غلبہ اور تصرف میں رکھا گیا۔

**فوائد** : (۱) عدل کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کو اختیار کرنے کی تاکید کی گئی اور مسلمان کی ہر شان میں بلندی ہو گی۔ (۲) قیامت کے دن عدل وانصاف والے لوگوں کا مرتبہ بہت بلند ہوگا۔

٦٦١ :وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ ' وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ ' وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ ' وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ" قَالَ :قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَانُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ :"لَا" مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ ' 'لَا' مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ" :تَدْعُوْنَ لَهُمْ۔

۶۶۱ :حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ تمہارے سربراہوں میں وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور جو تم سے محبت کرنے والے ہوں۔تم ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرنے والے ہوں اور وہ تمہارے لئے رحمت کی دعائیں کرنے والے ہیں۔بدترین حکمران وہی ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنتیں کرتے اور وہ تم پر لعنتیں کرتے ہوں۔عوف کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان کی بیعت نہ توڑ دیں؟ فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز کو تم میں قائم کرتے رہیں۔نہیں جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں۔(مسلم)

تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ:تم ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ ' باب خیار الامۃ وشرارھم

**اللُّغَاتُ** :خیار جمع خیر :یعنی افضل۔ ائمتکم :جمع امام مراد حکام ہیں۔ تحبونھم :تم ان سے محبت کرتے ہو حسن سیرت اور عدل وانصاف کی وجہ سے۔ یحبونکم :وہ تم کو پسند کرتے ہیں تمہاری امانت کی وجہ سے۔ تلعنونھم :تم ان پر لعنت کرنے والے ہو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے۔ یلعنونکم :وہ تم پر لعنت کرتے ہیں تمہارے ان کو لعنت کرنے کی وجہ سے۔ ننابذھم : ان کی بیعت کو توڑ دیں گے ان کے خلاف خروج کریں گے۔

**فوائد** : (۱) حکام کو رعایا کے ساتھ عدل وانصاف پر آمادہ کیا گیا تاکہ ان میں الفت ومحبت پختہ ہو جائے۔(۲) عوام کو یہ حکم دیا گیا کہ حکام کی اطاعت واتباع معصیت کے علاوہ ہر کام میں کرتے رہیں۔(۳) حکام ورعایا جب ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں گے تو اس سے محبت والفت باہمی پیدا ہو گی اور امن واطمینان کا دور دورہ ہوگا۔(۴) حکام جب تک شعائر اسلام کو قائم رکھیں اور ظاہراً کفر اختیار نہ کریں اس وقت تک انکی اطاعت لازم ہے۔(۵) نماز نہایت اہم چیز ہے یہ شعائر اسلام کی چوٹی اور ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔

٦٦٢ :وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ : ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ، رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَ مُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۲ : حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تین طرح کے آدمی جنتی ہیں: (۱) انصاف والا حکمران جن کو بھلائی کی توفیق ملی ہو۔ (۲) وہ مہربان آدمی جس کا دل ہر رشتہ دار اور مسلمان کے لئے نرم ہو۔ (۳) وہ پاک دامن جو عیال دار ہونے کے باوجود سوال سے بچنے والا ہو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الجنة و صفة نعیمها و اهلها، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة و اهل النار

**اللُّغَاتُ** :اهل الجنة :اہل جنت میں سے۔ذو سلطان :حکمران۔موفق :اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دیں گے جس میں اس کی رضامندی ہے یعنی عدل وغیرہ۔رقیق القلب :اس میں شفقت و ہمدردی ہے۔عفیف :سوال سے بچنے والا۔ متعفف : ترک سوال میں مبالغہ کرنے والا۔ذو عیال :بہت عیال والا۔

**فوائد** : (۱) حکام میں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمائیں اس کو رعایا میں عدل کی توفیق بخش دیتے ہیں اور ان پر احسان کی ہمت دیتے ہیں۔ (۲) سوال سے بچتے رہنا چاہئے اور ہاتھ سے کما کر رزق حاصل کرنا چاہئے۔ (۳) اہل جنت کی علامات میں یہ ہے کہ اس میں یہ پاکیزہ صفات پائی جائیں۔

## ٨٠ : بَابُ وُجُوْبِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْاَمْرِ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيْمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ

## باب: جائز کاموں میں حکام کی اطاعت کا لازم ہونا اور گناہ میں ان کی اطاعت کا حرام ہونا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء:٥٩]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حکمران ہوں ان کی"۔ (النساء)

**حل الآیات** : اولی الامر :حکام۔منکم :مسلمانوں میں سے۔

٦٦٣ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا

۶۶۳ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مرد پر سننا اور اطاعت کرنا ان سب باتوں میں ضروری ہے جو اس کو پسند ہو یا ناپسند ہو مگر یہ کہ گناہ کا حکم دیا جائے پس جب گناہ کا حکم دیا جائے گا پھر سننا اور ماننا لازم

طَاعَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ نہیں۔(بخاری ومسلم)

**تخريج** : اخرجه البخاري في كتاب الاحكام' باب السمع و الطاعة للامام ما لم تكن معصية وفي الجهاد' باب السمع وارطاعة للامام و مسلم في كتاب الامارة ' باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في المعصية

**اللُّغَاتِ** :اسمع والطاعة :قبول کرنا اوراطاعت کرنا یعنی اقوال واعمال میں۔

**فوائد** : (۱)مسلمان پرلازم ہے کہ وہ اس چیز کولازم کرے جس کو حاکم لازم کرے اوراس سے باز رہے جس سے منع کرے خواہ حکم اس کے اپنے ذوق کے مطابق ہو نہ ہو۔(۲)اور اگر وہ حکم معصیت والا ہوتو اس کی مخالفت ضروری ہے کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں رہتی۔

٦٦٤ :وَعَنْهُ قَالَ :كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا :"فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۶۴:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی بیعت ہر بات سننے اور ماننے پر کرتے تو حضور ﷺ فرماتے جن میں تمہاری طاقت ہو۔(بخاری ومسلم)

**تخريج** : اخرجه البخاري في الاحكام ' باب سمع والطاعة للامام و مسلم في الامارة باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع

**اللُّغَاتِ** :فيما استطعتم :بیعت استطاعت سے خاص کرلو۔

**فوائد** : (۱)حاکم کی اطاعت اس وقت لازم ہے جبکہ وہ ہمیں اس کام کا حکم دے جو اس کی طاقت میں ہو اور اس پر قدرت کا کم از کم امکان ہو۔(۲)حاکم کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا پر شفقت کرے اور اس میں آپ ﷺ کی شفقت ورحمت کی اتباع کا قصد کرے۔

٦٦٥ :وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ :"وَمَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ يَمُوْتُ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"۔

"الْمِيْتَةُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ۔

۶۶۵:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔(مسلم)اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے جو آدمی اس حال میں فوت ہوا جو جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا ہے وہ جاہلیت کی موت مرا۔

الْمِيْتَةُ: میم کی زیر کے ساتھ۔

**تخريج** : رواه مسلم في كتاب الامارة ' باب الامر بلزوم الجماعة عنه ظهور الفتن وتحذير الدعاة الى الكفر

اَللُّغَاتُ : خلع يدًا من طاعة : حاکم کی اطاعت سے نکل کر اس کی بیعت توڑ دے۔ لا حجة له : وعدہ توڑنے میں اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ ليس في عنقه بيعة : جس نے بیعت نہ کی۔ مفارق للجماعة : جماعت سے جدائی اختیار کرنے والا اور اس کی اطاعت اور حکم کی مخالفت کرنے والا۔ ميته جاهلية : اس کی موت اہل جاہلیت کی طرح گمراہی پر ہوگی کہ وہ بھی امیر کی اطاعت کو عیب خیال کرتے تھے اور اس کی اطاعت میں نہ آتے تھے۔

**فوائد** : (۱) امام عادل کی بیعت لازم ہے اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔ اگر امیر معصیت کا حکم نہ دے تو اس کی نافرمانی ممنوع ہے اور اس کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں۔

٦٦٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٦٦٦ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حکام کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو خواہ تم پر کوئی حاکم حبشی غلام بنایا جائے جس کا سر کشمش کے برابر ہو۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب صلاة الجماعة ' باب امامة العبد والمولى وباب امامة المفتون و کتاب الاحکام ' باب السمع والطاعة للامام

اَللُّغَاتُ : استعمل : والی بنایا جائے۔ زبيبة : سیاہ چھوٹے گھنگریالے بالوں والا۔ عبد حبشي : سیاہ غلام۔

**فوائد** : (۱) حکام کی اطاعت ان کاموں میں ضروری ہے جو معصیت نہیں قطع نظر اس بات کے کہ وہ جنس کے اعتبار سے کون ہو یا رنگ کے لحاظ سے کیا۔ (۲) اطاعت کے لزوم کو بیان کرنے کے لئے مبالغۃً غلام کا تذکرہ کیا گیا ہے ورنہ مملوک کا اس وقت تک والی بنانا جائز نہیں جب تک کہ غلام رہے۔ کیونکہ حاکم کے لئے آزاد ہونا شرط ہے۔

٦٦٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦٧ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر سننا اور اطاعت کرنا تمہاری تنگی اور خوشحالی میں بھی' خوشی اور ناپسندیدگی میں بھی اور تم پر دوسروں کو ترجیح کی صورت میں بھی تم پر (ہر حال میں) ضروری ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الامارة ' باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة

اَللُّغَاتُ : عليك : یہ اسم فعل ہے جو بمعنی امر ہے یعنی الزم۔ عسرك ويسرك : فقر و غناء۔ منشطك ومكرهك : منشط یہ نشاط سے مفعل کا وزن ہے۔ اس کام کو کہا جاتا ہے جو خوش دلی سے کیا جائے اور ہلکا پھلکا اور قابل ترجیح ہو۔ یہ نشاط کے معنی میں مصدر ہے۔ والمكره : جو انسان پر گراں گزرے اور اس کا کرنا مشکل ہو یہاں مراد جو پسند اور ناپسند ہو۔ اثرة عليك : یہ اثر سے اسم ہے۔ اس کا معنی دینا یہاں مراد جب دوسرے کو نوازا جائے اور تم پر فضیلت دی جائے' تمہارا حق نہ ملے یا مراد یہ ہے کہ امراء کو خاص کیا جائے

گا اور وہ دنیا کو ترجیح دیں گے تمہارے حق تک تمہیں نہ پہنچنے دیں گے جو حق ان کے ہاں ہے۔

**فوائد** : (۱) تمام حالات میں اطاعت ضروری ہے اگرچہ اس میں مکلّف پر بعض اوقات مشقت بھی آتی ہے یا بعض کے کچھ حقوق ضائع بھی ہوتے ہوں مگر عام لوگوں کی خیر خواہی ہوتی خواہ خاص کی مصلحت کے خلاف ہو۔

٦٦٨ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا ، فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَآءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرِهِ اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ- فَاجْتَمَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَدُلَّ اُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ ، وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا وَسَيُصِيْبُ اٰخِرَهَا بَلَآءٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا ، وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ : هٰذِهِ مُهْلِكَتِيْ، ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ : هٰذِهِ هٰذِهِ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ ، فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "يَنْتَضِلُ" : اَيْ يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ۔ "وَالْجَشَرُ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالرَّآءِ : وَهِيَ الدَّوَابُّ

۶۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر قیام کیا ہم میں سے کچھ اپنے خیمے درست کر رہے تھے اور کچھ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور بعض مویشیوں میں مصروف تھے تو اچانک حضور ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ نماز تیار ہے۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اکٹھے ہو گئے۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے جو بھی پیغمبر ہوا اس پر لازم تھا کہ وہ اپنی امت کو ان سب بھلائی کے کاموں کو بتلاتے جن کو وہ جانتا تھا اور جن برائی کے کاموں کو ان کے متعلق وہ جانتا تھا ان سے ان کو ڈرائے۔ بے شک یہ ہماری امت' اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں ہے اور اس امت کے آخری حصے کو آزمائش پہنچے گی اور ایسے حالات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب سمجھتے ہو اور ایسے فتنے آئیں گے کہ ایک دوسرے کو ہلکا کر دے گا اور فتنہ آئے گا جس پر مؤمن کہے گا کہ اس میں میری ہلاکت ہے پھر وہ چھٹ جائے گا پھر دوسرا فتنہ آئے گا پس مؤمن کہے گا یہی ہلاکت ہے۔ پس جس آدمی کو پسند ہو کہ وہ آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کی موت ایسی حالت میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ ایسا طرز عمل برتنے والا ہو جس کے بارے میں پسند کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ برتا جائے اور جو آدمی کسی حاکم کی بیعت کر لے تو وہ اس کو پورا کرے اور اپنے دل کے پھل اس کو دے اور اس حاکم کی جس حد تک ہو سکتا ہے اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا آ کر اس کو تابع بنانے کے لئے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دے۔ (مسلم)

یَنْتَضِلُ: تیر اندازی میں مقابلہ۔

الَّتِیْ تَرْعٰی وَتَبِیْتُ مَکَانَھَا۔ وَقَوْلُہٗ "یُرَقِّقُ بَعْضُھَا بَعْضًا": "اَیْ یُصَیِّرُ بَعْضُھَا بَعْضًا رَقِیْقًا: اَیْ خَفِیْفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَہٗ، فَالثَّانِیْ یُرَقِّقُ الْاَوَّلَ - وَقِیْلَ مَعْنَاہُ - یُشَوِّقُ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ بَتَحْسِیْنِھَا وَتَسْوِیْلِھَا، وَقِیْلَ یُشْبِہُ بَعْضُھَا بَعْضًا۔

اَلْحَشَرُ: جانوروں کو چرانا اور ان کے لئے راستہ کی جگہ بنانا۔ یُرَقِّقُ بَعْضُھَا بَعْضًا: بعد والا فتنہ پہلے فتنے کو ہلکا اور چھوٹا بنا دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی ایک فتنہ دوسرے کا شوق دلائے گا اور اس کے لئے دل میں تزئین پیدا کرے گا اور بعض نے کہا کہ ہر فتنہ ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہوگا (یا یہ کہ پے در پے فتنے آتے جائیں گے)

**تخریج** : اخرجه مسلم في كتاب الامارة، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول

**اَللُّغَاتُ** : منزلاً : وہ مقام جہاں ہم آرام کر رہے تھے۔ خباء ہ: خیمہ جس میں چھپا جا سکے یا اون کا بنا ہوا کپڑا یا کوئی دوسرا کپڑا جس کو دو ستونوں پر لٹکا دیا جائے یا تین پر لٹکا دیا جائے گا۔ الصلاۃ جامعۃ : جمع ہو جاؤ تا کہ اکٹھی نماز ادا کر سکو۔ الصلاۃ کا لفظ فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور جامعہ حال ہونے کی وجہ سے۔ فقال : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کہ ہم نماز سے فارغ ہو چکے۔ عافیتھا : فتنوں سے حفاظت و سلامتی۔ فی اولھا : یہ ابتدائی زمانہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا ہے کیونکہ ان تینوں زمانوں کی احادیث میں تعریف وارد ہے اور ان کے بعد والے زمانے مشقت اور آزمائشوں سے بھرے پڑے ہیں۔ امور : مراد ایجاد اور ابتداع سے نکالے ہوئے کام جو شرع کے خلاف ہیں۔ مھلکتی : جس میں میری ہلاکت ہے۔ ھذہ ھذہ : یہ فتنہ تمام سے بڑھ کر ہے۔ یزحزح : ہٹایا اور دور کیا جائے گا۔ فلتاتہ منیتہ : اس کو حرص کرنا چاہئے کہ ایمان کے ساتھ اس کی موت آ جائے۔ لیات : آ جائے۔ صفقۃ : ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔ یہ عرب والوں کا بیع کی تکمیل کے وقت معمول تھا پھر بعد میں مطلقاً عقد بیع پر اس کا استعمال ہونے لگا۔ ثمرۃ قلبہ : عزم و ارادہ دل۔ ینازعہ : اس کی اطاعت سے نکلے۔ مراد اس سے اپنی ذات کے لئے مملکت کا طالب ہونا ہے۔ فاضربوا عنق : اس کو قتل کر دو۔ النبل : عربی تیر۔ النشاب : عام تیر۔

**فوائد** : (۱) لوگوں کو غم و پریشانی میں مبتلا کرنے والے حالات سے مطلع کرنے کے لئے جمع کرنا مستحب ہے۔ (۲) حکام و علماء کے لئے ضروری ہے کہ وہ امت کو خطرات سے مطلع کریں۔ (۳) یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپؐ نے پے در پے واقع ہونے والے فتن کی اطلاع دی جو ایک دوسرے کو کھینچیں گے اور ہر فتنہ پہلے سے بدتر ہوگا اور یہ سب کچھ اسی طرح واقع ہوا جس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی تھی۔ (۴) فتنوں میں گھسنے سے بچنا چاہئے اور فساد کے ریلے سے کنارے پر رہنا چاہئے۔ (۵) ایمان کو ہمیشہ لازم پکڑنا چاہئے اور ہدایت کے راستے پر چلتے رہنا چاہئے۔ اچھے معاملات اور عمدہ اخلاق کو پہنانے والا ہو یہ بات اس کو فتنوں کے شر اور جہنم میں گرنے سے بچائے گی۔ (۶) حاکم کے ساتھ وعدہ میں وفاداری اختیار کرنی چاہئے اور اس کی بات کو معصیت کے علاوہ سننا اور ماننا لازم ہے۔ (۷) عادل امام کے خلاف جو بغاوت کرے ان کے ساتھ لڑنا ضروری ہے۔ (۸) مسلمانوں کی صفت میں وحدت برقرار رکھنی چاہئے اور ان کی یکجہتی کو نقصان نہ پہنچانا چاہئے۔

٦٦٩ : وَعَنْ اَبِیْ ھُنَیْدَۃَ وَآئِلِ ابْنِ حُجْرٍ

۶۶۹ : حضرت ابو ہنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا اُمَرَآءُ يَسْاَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ سَاَلَهُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ آپؐ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں اگر ہم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو اپنا حق ہم سے مانگیں مگر ہمارا حق ادا نہ کریں ؟ آپؐ نے اس سوال سے اعراض فرمایا۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ بیشک ان کے ذمہ اس کا بوجھ ان کو اٹھوایا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم اٹھوائے گئے ہو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الامارة ' باب فی طاعة الامراء وان منعوا الحقوق

**اللُّغَاتٌ** : یسالونا ویمنعونا : اصل میں یسالوننا ویمنعوننا یہ حذف نون معروف لغت ہے جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا۔ ما حملوا : جو کوتاہی کریں اس کا گناہ ان کو ہوگا۔ حملتم : تم پر اطاعت و فرمانبرداری چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

**فوائد** : (۱) حاکم کی اطاعت واجب ہے اگرچہ وہ واجبات میں کوتاہی کرے۔ تاکہ حکومت میں پختگی حاصل رہے اور عام لوگوں کی بھلائی بھی اسی میں ہے۔ (۲) حکام اگر اپنے فرائض میں کوتاہی کریں تو اس سے لوگوں کو اپنے فرائض میں کوتاہی کا جواز ہرگز نہیں مل سکتا کیونکہ شاذ و نادر کا شاذ و نادر سے علاج نہیں کیا جاتا۔ (۳) ہر ایک سے اس کے اپنے عمل کے متعلق باز پرس ہوگی اور اپنی کوتاہی پر مواخذہ ہوگا۔

۶۷۰ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ اَثَرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا! "قَالُوْا" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَاْمُرُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۷۰ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میرے بعد عنقریب اپنوں کو ترجیح ہوگی اور ایسے کام پیش آئیں گے جن کو تم اوپرا خیال کرو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں سے جو اس حالت کو پائے آپؐ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو تم پر ان کا حق بنے تم اس کو ادا کرو اور تمہارا حق جو ان کے ذمہ ہو اس کا سوال بارگاہِ الٰہی سے کرو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الانبیاء ' باب علامات النبوة وفی الفتن ' باب سترون بعدی اموراً و مسلم فی الامارة ' باب الامر بالوفاء ببیعة الخلفاء الاول فالاول

**اللُّغَاتٌ** : اثرة : ترجیح۔ یہاں مراد یہ ہے کہ حکام مال دینے میں بعض کو ترجیح دے کر اصل مستحقین سے حق روک لیں اور عطیات میں بھی برابری کے مقام پر کم زیادہ دیں۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ کا لحاظ ہو نیز حکام پر لازم ہے کہ وہ عدل و انصاف سے کام لیں اور حقوق اہل حق تک پہنچائیں اور رعایا کے

معاملہ میں ترجیح ہرگز نہ دیں۔(۲)جس کا حق کم کیا گیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے ثواب کی امید لگائی اور اسی کی بارگاہ میں التجا کی کہ وہ اس کے ظلم کو دور کر دے اور ظالم سے بدلہ لے (اس کے ثواب کا بدلہ آخرت میں ملے گا)

۶۷۱ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ ، وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۷۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو امیر کی اطاعت کرے گا پس اس نے گویا میری اطاعت کی اور جو امیر کی نافرمانی کرے گا پس گویا اس نے میری نافرمانی کی ۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الاحکام باب اطیعوا الله واطیعوا الرسول والجهاد ' باب یقاتل من وراء الامام و مسلم فی الامارة ' باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة

**اللغات** :الامیر :ہر حاکم کو کہا جاتا ہے خواہ خلیفہ ہو یا اور کوئی۔

**فوائد** : (۱) گناہ کے علاوہ کاموں میں امراء کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے ہے۔

۶۷۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ کَرِهَ مِنْ اَمِیْرِهٖ شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۷۲ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے حاکم کی کوئی بات ناپسند کرے پس وہ صبر کرے اس لئے کہ جو شخص بالشت کے برابر حاکم کی اطاعت سے نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الفتن ' باب قول النبی صلی الله علیه وسلم سترون بعدی اموراً تنکرونها والاحکام باب السمع والطاعة للامام و مسلم فی الامارة ' باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن وتحذیر الدعاة الی الکفر۔

**اللغات** :شیئًا : کھلے کفر کے علاوہ اور حدود کا تعطل نہ ہوتا ہو اور دینی شعائر کا روکنا لازم نہ آتا ہو۔ شبراً : ایک بالشت یعنی مخالفت خواہ کتنی چھوٹی ہو۔

**فوائد** : (۱) حکام کے انحراف پر صبر کرنا مگر مخلصانہ نصائح اور واضح حق پیش کرتے رہنا۔ (۲) اطاعت سے نکلنے سے نفرت ہونی چاہئے اس لئے کہ اس سے عام مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

۶۷۳ : وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ : "مَنْ اَهَانَ

۶۷۳: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ جس نے بادشاہ کی توہین کی اللہ تعالیٰ اس کی

السُّلْطَانَ اَهَانَهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ - وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِيْ اَبْوَابٍ۔

توہین فرمائیں گے۔ (ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے۔ اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جن میں سے بعض مختلف ابواب میں گزریں۔

**تخریج**: رواہ الترمذی فی ابواب الفتن

**اللغات**: اهان السلطان :امیر کی توہین کی۔ اهانه الله :اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں ذلیل کردیں گے اور آخرت میں عذاب دیں گے۔

**فوائد**: (۱) حکام وعلماء جو مراتب کے مالک ہوں ان کا احترام کرنا چاہیے تا کہ ان کا رعب دلوں میں بیٹھ سکے اور ان کی بات سن کر اطاعت کی جائے۔ (۲) حکام کی حقارت ان سے نفرت پیدا کرتی ہے اور ان کا استہزاء اور نافرمانی ان سے نفرت کو بڑھاتی ہے۔

## ۸۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَاخْتِيَارِ تَرْكِ الْوِلَايَاتِ إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ اَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ اِلَيْهِ

## باب: عہدے کا سوال ممنوع ہے جب عہدہ اسکے لئے متعین نہ ہو تو عہدہ چھوڑ دینا چاہئے اسی طرح ضرورت کے وقت بھی عہدہ چھوڑ دینا چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص:۸۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ آخرت والا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے اور اچھا انجام آخرت والوں کا ہے''۔ (القصص)

**حل الآیات**: علوا :تکبر بڑھائی۔ فسادا :انحراف۔ العاقبة :انجام۔ الحسنه :دنیا میں بلندی اور آخرت میں جنت۔

٦٧٤ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ : لَا تَسْاَلِ الْإِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا ، وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْاَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا ، وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۷۴ : حضرت ابوسعید عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ عہدے کا سوال مت کرو اور اگر تمہیں بلا سوال مل جائے تو اس پر تیری مدد کی جائے گی (اللہ کی طرف سے) اور اگر سوال سے ملا تو تمہیں عہدے کے حوالہ کردیا جائے گا جب تم کسی بات کی قسم اٹھاؤ پھر تم کسی اور کام میں اس سے زیادہ بہتری پاؤ تو وہ کرو جو بہت بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردو۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج**: اخرجه البخاری فی اوائل الایمان والنفور ، باب الکفارة قبل الحنث وبعده والاحکام ، باب من لم یسال الاماره اعانة الله علیها و مسلم فی الایمان ، باب ندب من حلف یمینا فرای غیرها خیراً منها ان یاتی الذی هو خیر ویکفر عن یمینه

**اَللُّغَاتُ** : لا تسال الامارة : خلافت وغیرہ کا مطالبہ مت کرو۔ ممانعت یہاں تحریم کے لئے ہے۔ اعنت علیھا : اللہ تعالیٰ اس پر تمہاری اعانت کریں گے اور ثواب کی توفیق دیں گے۔ و کلت الیھا : تمہیں اس کی طرف پھیر دیا جائے گا اور تیری مدد چھوڑ دی جائے گی۔ حلفت علی یمین : کسی چیز پر قسم اٹھالے۔ فرایت غیرھا خیراً منھا : تم نے معلوم کرلیا کہ حانث ہونا قسم کو پورا کرنے سے افضل ہے۔ فات : تو کر۔ کفر : کفارہ ادا کر۔

**فوائد** : (۱) عہد طلب کرنا حرام ہے اگر بلا طلب ملے تو اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ اگر اس عہدے کا دوسرا مستحق واہل نہ ملے تو پھر اس کو عہدے کا مطالبہ کرنا اور ذمہ داری سنبھالنا لازم ہے اور اللہ تعالیٰ کی اعانت اس کو حاصل ہوتی ہے۔ (۳) قسم کو توڑنا مستحب ہے اگر وہ فعل جس پر قسم اٹھائی گئی زیادہ نفع بخش ہو اور قسم توڑنا لازم ہے اگر قسم معصیت و گناہ کی اٹھائی اور اس صورت میں قسم کا پورا کرنا مستحب ہے اگر قسم کسی نیک پر اٹھائی۔ (۴) جس نے قسم توڑی اس پر کفارہ واجب ہے اور کفارہ کی مقدار گردن کا آزاد کرنا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا جو ایک دن کے لئے کفایت کرنے والا ہو یا ان کو کپڑے مہیا کرنا ہے۔ اگر فقیر و محتاج ہونے کی وجہ سے ان پر قدرت نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھے۔

٦٧٥ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "یَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّیْ اَرَاكَ ضَعِیْفًا وَاِنِّیْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ، لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَی اثْنَیْنِ وَلَا تَوَلَّیَنَّ مَالَ یَتِیْمٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۷۵ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور میں تمہارے لئے وہ بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں ہرگز دو آدمیوں پر بھی حاکم مت بننا اور یتیم کے مال کا متولی نہ بننا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ

**اَللُّغَاتُ** : ضعیفا : حکومت کو سنبھالنے کی تم طاقت نہیں رکھتے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ پر زہد کا غلبہ تھا اور دنیا کے امور کی کثرت نہ چاہتے تھے۔ لا تتاسرون : نہ تو حاکم بنے گا اور نہ امیر۔ ولا تولین : نہ متولی بننا، نہ وصی بننا اور نہ عہدے کو پسند کرنا یا ان کے قریب مت جانا۔

**فوائد** : (۱) اس آدمی کو حکومت کا کوئی عہدہ سنبھالنا جائز نہیں جو اپنے متعلق جانتا ہو کہ وہ اس کی ذمہ داریاں پوری نہ کر سکے گا۔ (۲) یتیم کے مال کی حفاظت کرنی چاہئے اور بغیر حق کے نہ اس کو ضائع کرنا چاہئے اور نہ اس میں سے ناحق کھانا چاہئے۔ (۳) اسلام نے یتیموں کے مال اور عام لوگوں کی مصلحت کا کس قدر لحاظ رکھا ہے۔

٦٧٦ : وَعَنْهُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ؟ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی مَنْكِبِیْ ثُمَّ قَالَ : "یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِیْفٌ، وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ، وَاِنَّهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خِزْیٌ

۶۷۶ : حضرت ابوذرؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کیوں نہیں فرماتے؟ آپؐ نے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر مار کر فرمایا اے ابوذر! وہ عہدہ امانت ہے اور قیامت کے دن وہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث بنے گا۔ البتہ

وَّنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِىْ عَلَيْهِ فِيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وہ شخص جس نے اس کو اس کی ذمہ داری کے ساتھ لیا اور اس کے بارے میں جو ذمہ داری تھی اس کو پورا کیا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الامارۃ' باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ

**اللُّغَات** : تستعملنی : آپ مجھے عامل نہیں بناتے۔ منکبی : میرے کندھے۔ وانھا : حکومت۔ خزی وندامۃ : یہ انتہائی رسوائی ہے اس کے لئے جو حق ادا نہ کرے چنانچہ وہ اس کی ذمہ داری اٹھانے پر شرمندہ ہوگا۔ بحقھا : اس کا اہل ہو' صلاحیت رکھتا ہو۔

**فوائد** : (۱) جو عہدہ طلب کرے اس کو والی نہ بنایا جائے اور وہ شخص سب سے بڑھ کر حق دار ہے جس سے باز رہے اور اس کو ناپسند کرے۔ (۲) حکومت بہت بڑی ذمہ داری ہے اور خطرناک باز پرس کا مقام ہے جو آدمی کوئی عہدہ سنبھالے وہ اس کا حق ادا کرے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے عہد میں خیانت نہ کرے۔ (۳) جو آدمی کسی عہدے کا حق دار تھا اور اس کو عہدہ دیا گیا اس کی فضیلت ذکر کی گئی خواہ وہ امام ہو یا خلیفہ عادل یا امانت دار خزانچی یا تقویٰ اختیار کرنے والا عامل۔

٦٧٧ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ ' وَسَتَكُوْنَ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۶۷۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک عنقریب تم حکومت اور امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہو گی۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاحکام' باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ

**اللُّغَات** : ستحرصون : عنقریب تم میں سے بعض کو اس کے طلب کرنے کی حرص ہوگی۔

**فوائد** : (۱) مراتب و مناسب کو حاصل کرنے سے نفرت دلائی خاص طور پر ایسے لوگوں کو جن میں اہلیت خاصہ نہ پائی جاتی ہو یا ذاتی طور پر اس عہدے کے لئے کام کرنے میں کمی پائی جاتی ہو۔ (۲) حکومت کی مسئولیت بہت بڑی ہے اور اس میں کوتاہی کی سزا اور اس کی رعایت نہ کرنے اور کامل طریقہ پر ادا نہ کرنے کی سزا بہت شدید ہے۔

## ٨٢ : حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِىْ وَغَيْرِهِمَا مِنْ وُّلَاةِ الْاُمُوْرِ عَلٰى اتِّخَاذِ وَزِيْرٍ صَالِحٍ وَّتَحْذِيْرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوْءِ وَالْقَبُوْلِ مِنْهُمْ

## باب : بادشاہ اور قضاۃ کو نیک وزیر مقرر کرنا چاہئے اور برے ہم مجلسوں سے بچنا چاہئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ [الزخرف:٦٧]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے تقویٰ والے لوگوں کے''۔ (الزخرف:۶۷)

**حل الآیات** : الا خلاء : جمع خلیل گہرا دوست و ساتھی۔ یومئذ : قیامت کے دن۔ الا المتقین : یعنی متقین کے درمیان دشمنی نہ ہوگی ان کی محبت باقی رہے گی زائل نہ ہوگی۔

۶۷۸ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِیٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۷۸ : حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھیجا اور ان کے بعد جس کو ان کا جانشین بنایا اس کے دو راز دار ساتھی ہوتے تھے۔ ایک راز دار اس کو نیکی کا حکم دیتا اور اس پر اس کو آمادہ کرتا اور دوسرا رازدار اس کو برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب القدر، باب المعصوم من عصم اللہ و کتاب الاحکام، باب بطانة الامام واهل مشورته

**اللغات** : خلیفه : حاکم یا عہدہ دار۔ کانت : پائے جاتے تھے۔ بطانتان : دوقسم کے مددگار۔ بطانة الرجل : اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اپنے حالات میں مشورہ کرے۔ تامر بالمعروف : جو صحیح ہے اس کا مشورہ دے اور جس کا شرع میں کرنا پسندیدہ ہے مثلاً عدل وغیرہ اس کی رائے دے۔ تحضه : تو اس کو آمادہ کرتا ہے۔ تامر بالشر : برائی کی طرف اس کو بلاتا ہے۔ المعصوم : برے دوست کی تاثیر سے وہ بچ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ کرے۔ من عصمه الله : جس کی اللہ حفاظت کرے خواہ نبوت و وحی کے نور سے یا شریعت کی راہ پر چلنے کی وجہ سے۔

**فوائد** : (۱) حاکم کے لئے ضروری ہے کہ وہ رعایا میں ان لوگوں کو چنے جو امانت وتقویٰ اور خیر خواہی میں معروف ہوں ان کو اپنا مقرب بنا کر ان سے مشورہ کرے اور برائی و بگاڑ میں جو معروف و مشہور ہوں ان سے بچتا رہے اور پوری طرح محتاط رہے۔ (۲) لغزشوں سے بچنے کا شرع نے اختیار دیا ہے حاکم پر یہ لازم ہے کہ شریعت کو مضبوطی سے تھامے رکھے اور اپنے احکام کی اس سے تطبیق دے تاکہ اپنے آپ کو برے دوست کے تاثر سے بچا سکے۔

۶۷۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ اِنْ نَّسِیَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ اِنْ نَّسِیَ لَمْ یُذَكِّرْهُ وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ یُعِنْهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۶۷۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو راست باز وزیر عنایت فرماتے ہیں کہ اگر وہ بھول جاتا ہے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اس کو نیک کام یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے اور جب کسی حاکم سے دوسری بات کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے برا وزیر مقرر فرما دیتے ہیں۔ اگر وہ بھول جائے تو اس کو یاد نہیں دلاتا اور اگر اس کو یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد نہیں کرتا۔ ابوداؤد نے شرط مسلم پر عمدہ سند سے بیان کیا۔

**تخریج** : اخرجه ابوداود فی الامارۃ، باب اتخاذ الوزیر

**اللغات** :وزیر :بادشاہ کا ایسا معاون جس کی رائے اور تدبیر کی طرف بادشاہ جھکتا ہے اور بادشاہ کا بوجھ بانٹنے والا ہو۔ صدق : سچا ناصح۔ ان نسی :کوئی ایسی چیز جس کا کرنا ضروری اور امت کی خیر خواہی ہو وہ بھول جائے۔ سوء :ایسا برا جو برائی اور فساد کی طرف مائل ہو اور رعایا پر حاکم کے ظلم کو پسند کرے۔

**فوائد** : (۱) حاکم کے گرد ایسا نیک گروہ ہونا چاہئے جو خیر کی طرف اس کی راہنمائی کرنے والا اور بھلائی پر اس کا معین و مددگار ہو۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی رضامندی کی دلیل ہے کہ ایسے معاون اس کو میسر آ گئے اور یہ چیز عدل و انصاف کو قائم کرنے میں اس کی معاون و مددگار ثابت ہوگی۔ (۲) حکام کو خبردار کیا گیا کہ برے کردار کے حامل افراد کو راز دار نہ بنائیں جو ان کے بگاڑ اور سرکشی کا ذریعہ بنے۔

## ۸۳ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوْلِيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ سَأَلَهَا أَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَضَ بِهَا

## باب :کسی ایسے آدمی کو حکومت و قضاء کا عہدہ دینا ممنوع ہے جو اس کے حصول کے لئے حرص رکھتا ہو یا تعریض کرے

٦٨٠ :عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَمِّيْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، فَقَالَ: اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّيْ هٰذَا الْعَمَلَ اَحَدًا سَاَلَهٗ اَوْ اَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۰ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو چچا زاد بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جن علاقوں پر آپؐ کو والی بنایا ہے ان میں سے کسی پر ہمیں بھی حاکم بنا دیں۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ پس آپؐ نے ارشاد فرمایا ہم اس کام کا والی کسی ایسے کو نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے یا کسی ایسے کو جو اس کی حرص کرے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الامارہ وغیرہ و کتاب استتابة المرتدین، باب حکم المرتد والمرتدۃ و مسلم فی الامارۃ، باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا

**اللغات** : من نبی عمی :یعنی اشعریین میں سے۔ امرنا :ہمیں امیر و حاکم بنا دیں۔ هذا العمل :مسلمانوں کی امارت۔ حرص علیه :جس نے رغبت کی اور اس کے حصول میں بڑا اہتمام کیا۔

**فوائد** : (۱) منصب کے طالب کو منصب سپرد نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح وہ شخص جو منصب کی حرص رکھتا ہو کیونکہ یہ بات ظاہر کر رہی ہے کہ وہ اس منصب سے ذاتی فائدہ چاہتا ہے لوگوں کا فائدہ مقصود نہیں اور اس میں امت کا نقصان ہے۔ (۲) حکام پر لازم و ضروری ہے کہ وہ ایسے افراد کو مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنائیں جو ان مناصب کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

# كِتَابُ الْاَدَبِ

## ٨٤ : بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهِ

## باب: حیاء اور اس کی فضیلت اور اسے اپنانے کی ترغیب

٦٨١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِى الْحَيَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۱ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو! اس لئے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخريج** : رواه البخارى فى كتاب الايمان ' باب الحياء من الايمان و كتاب الادب ' باب الحياء ورواه مسلم فى كتاب الايمان ' باب شعب الايمان

**اللُّغَاتِ** : يعظ : اس کو نصیحت کر رہا تھا اور اس کے سامنے وضاحت کر رہا تھا جو نقصان اس کو اس کے اختیار کرنے کی وجہ سے پہنچ رہا تھا اور ظاہر یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس میں بہت زیادہ افراط کرنے والا تھا۔ الحياء : نفس کی ایسی کیفیت کو کہتے ہیں جو قبیح کاموں سے اس کو روک دے۔ دعه : اس کو منع مت کر۔ اس کی حیاء والی حالت پر چھوڑ دے۔ من الايمان : ایمان کا حصہ ہے یعنی مؤمن کی صفات میں سے ہے۔

**فوائد** : (۱) حیاء کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ یہ کمال ایمان میں سے ہے کیونکہ حیاء دار انسان معاصی کرنے سے الگ تھلگ رہتا ہے اور اس کو حیاء طاعات کے کرنے کی طرف آمادہ کرتا ہے۔ (۲) حیاء اگرچہ انسان کے اندر پائی جانے والی فطری چیز ہے مگر اس کو آدابِ شریعت اپنا کر مزید بڑھایا اور زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

٦٨٢ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْحَيَآءُ لَا يَاْتِىْ اِلَّا بِخَيْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "اَلْحَيَآءُ خَيْرٌ كُلُّهُ" اَوْ قَالَ : "اَلْحَيَآءُ كُلُّهُ خَيْرٌ"۔

۶۸۲ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "حیاء خیر ہی لاتی ہے"۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہے یا فرمایا حیاء تمام کی تمام بھلائی ہے۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الادب ' باب الحیاء و مسلم فی الایمان ' باب شعب الایمان

**فوائد:** (۱) حیاء والی عادت کواپنانا چاہئے یہ فرداور معاشرے ہردو کے لئے بہتر ہے۔کیونکہ اس سے اچھے افعال کی ترغیب پیدا ہوتی ہے اور برے اعمال چھوٹتے ہیں۔(۲) بری چیز کو نہ روکنا اور واضح طور پر خیر خواہی کی بات نہ کرنا اور مطالبہ حق سے باز رہنا یہ کمزوری اور بزدلی ہے اس کا حیاء سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

٦٨٣ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ : "اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً ' فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۸۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کے ستر یا ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور سب سے کم راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

"اَلْبِضْعُ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَيَجُوْزُ فَتْحُهَا وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ۔ "وَالشُّعْبَةُ" : الْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ۔ "وَالْاِمَاطَةُ" : الْاِزَالَةُ۔ "وَالْاَذٰی" : مَا يُؤْذِیْ كَحَجَرٍ وَّشَوْكٍ وَّطِيْنٍ وَّرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ۔

اَلْبِضْعُ: تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔
اَلشُّعْبَةُ: ٹکڑا' عادت۔
اَلْاِمَاطَةُ: ازالہ۔
اَلْاَذٰی: جو تکلیف دے مثلاً کانٹا' پتھر' مٹی' راکھ' گندگی اور اسی طرح کی چیزیں۔

**تخریج:** انظر تخریج فی باب الدلالة علی کثرة طرق الخیر رقم ۱۲۵/۱

**اللغات:** فافضلها : ثواب میں سب سے بڑھ کر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں بلند۔ ادناها : ثواب میں کم تر۔

**فوائد:** (۱) گزشتہ فوائد ملاحظہ ہوں۔نیز ایمان کے مختلف درجات و مراتب ہیں اور حیاء اس کے درجات میں سے ایک درجہ اور ایمان کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔کیونکہ دل پر اس کا ایک اثر اور شریعت پر چلنے میں بھی اس کا ایک مقام ہے۔

٦٨٤ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَشَدَّ حَیَآءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِیْ خِدْرِهَا ' فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَّكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۸۴ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنواری پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیاء دار تھے۔اس لئے کہ جب کوئی ایسی چیز آپؐ دیکھتے جو ناپسند ہوتی تو ہم اس کے آثار آپؐ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے۔(بخاری و مسلم)

قَالَ الْعُلَمَآءُ : حَقِیْقَةُ الْحَیَآءِ خُلُقٌ یَّبْعَثُ عَلٰی تَرْكِ الْقَبِیْحِ وَیَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِیْرِ فِیْ حَقِّ ذِی الْحَقِّ وَرَوَیْنَا عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ الْجُنَیْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ الْحَیَآءُ رُؤْیَةُ الْاٰلَآءِ "اَیِ

علماء نے فرمایا کہ حیاء ایک ایسی خصلت کو کہتے ہیں جو آدمی کو بری چیز کے ترک پر آمادہ کرے اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی سے رکاوٹ بنے۔ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ سے ہم نے نقل کیا کہ حیاء اس حالت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اپنے اوپر انعامات

النِّعَمِ" وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيرِ فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَاءً"، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

دیکھنے اور پھران میں اپنی کوتاہیوں پر نظر کرنے سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الادب ' باب من لم یواجه الناس بالعتاب و باب الحیاء فی الانبیاء ' باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم و مسلم فی کتاب الفضائل ' باب کثرة حیاته صلی الله علیه وسلم

**اللغات** : **العذراء** : کنواری جس کو مرد نے نہ چھوا ہو اور یہ اس کو اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کا پردہ بکارت باقی ہوتا ہے۔ **الخدر** : گھر کا وہ کونا جس کے آگے پردہ لگایا گیا ہو۔ مراد یہ ہے کہ حیاء میں اس کنواری عورت سے بھی بڑھ کر تھے جو اپنے خاوند کے ساتھ خلوت کے وقت اس پر طاری ہوتا ہے جس خاوند نے اس سے خلوت نہیں کی۔ **یکرهه** : طبعًا ناپسند فرماتے۔ **عرفناه فی وجهه** : یعنی آپؐ کا چہرہ بدل جاتا مگر شدتِ حیاء کی وجہ سے گفتگو نہ فرماتے تھے۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی اتباع اور اقتداء میں حیاء کو اپنانا چاہئے۔ (۲) حیاء عورت کے لئے تو ذاتی وصف ہے۔ اسی لئے حیاء کی قلت قیامت کے قرب کی علامت ہے۔ (۳) اس روایت میں آپؐ کے عظیم اخلاق میں سے حیاء کو بیان کیا گیا۔

## ۸۵ : بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

## باب : بھید کی حفاظت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:٣٤]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم وعدہ کو پورا کرو بے شک وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا''۔ (الاسراء)

٦٨٥ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلُ يُفْضِیْ اِلَی الْمَرْاَةِ وَتُفْضِیْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٨٥ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں بدتر وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ملاپ کرے اور وہ اس سے ملاپ کرے پھر وہ مرد اس راز کو پھیلا دے''۔ (یعنی دوستوں میں مزے سے بیان کرے)۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی النکاح ' باب تحریم افشاء سر المراة

**اللغات** : **یفضی** : اس سے ملتا ہے۔ یہ جماع سے کنایہ ہے۔ **ینشر سرها** : لوگوں کے سامنے اپنے جماع کے حالات بیان کرتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کی جانے والی رازدارانہ باتیں ظاہر کردیں اس کو وعید سنائی گئی اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ (۲) بیوی کا حق خاوند پر یہ ہے کہ وہ اس کے راز کو افشاء نہ کرے۔

٦٨٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ قَالَ لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

٦٨٦ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر کی صاحبزادی حفصہ بیوہ ہوگئیں تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا۔ پس میں نے ان کے سامنے

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَعَرَضْتُ عَلَیْہِ حَفْصَۃَ فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَۃَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ: قَدْ بَدَالِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ ھٰذَا فَلَقِیْتُ اَبَابَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَۃَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا فَکُنْتُ عَلَیْہِ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَھَا النَّبِیُّ ﷺ: فَاَنْکَحْتُھَا اِیَّاہُ۔ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّکَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَۃَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْکَ شَیْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْکَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ذَکَرَھَا فَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلَوْ تَرَکَھَا النَّبِیُّ ﷺ لَقَبِلْتُھَا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

"تَاَیَّمَتْ" اَیْ صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ وَّکَانَ زَوْجُھَا تُوُفِّیَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ "وَجَدْتَ": غَضِبْتَ۔

حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا معاملہ پیش کیا۔ میں نے کہا اگر تم پسند کرو تو حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح میں تم سے کر دیتا ہوں۔ عثمان نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور کروں گا۔ پس میں چند راتیں رکا رہا پھر وہ مجھے ملے اور کہا کہ میرے سامنے یہی بات آئی ہے کہ میں ان دنوں میں شادی نہ کروں۔ پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا پس میں نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں؟ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا پس میں عثمان رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت ان پر زیادہ رنجیدہ ہوا۔ پس میں کچھ راتیں ٹھہرا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا میں نے آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگا شاید تم مجھ پر ناراض ہوتے ہو گے جبکہ تم نے نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ مجھ پر پیش کیا تو میں نے تمہیں کوئی جواب نہ دیا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا مجھے اس میں جواب دینے سے اور کسی چیز نے نہیں روکا مگر صرف اس بات نے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تھا اور میں حضور ﷺ کے راز کو افشاء کرنے والا نہ تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیتے تو میں اس کو قبول کر لیتا۔ (بخاری)

تَاَیَّمَتْ: بیوہ ہونا۔ وَجَدْتَ: تم ناراض ہوئے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی، باب شھود الملائکۃ بدراً والنکاح، باب عرض الانسان ابنتہ او اختہ علی اھل الخیر وغیرہ

**اللُّغَاتُ:** تایمت بنتہ حفصہ: یعنی اپنے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے۔ احد میں زخم آنے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔ یہ بیوہ ہو گئیں۔ فلبثت: میں نے انتظار کیا۔ بدا: ظاہر ہوا۔ یومی ھذا: میرا یہ زمانہ۔ یوم سے اس کو تعبیر کیا کیونکہ ارادہ تبتل کا وہم کرنا ممنوع ہے اور اسی طرح بالکل شادی نہ کرنا یہ بھی منع ہے۔ فکنت اوجد: میں سخت ناراض تھا۔ ذکرھا: ان کے سامنے ذکر کیا کہ وہ ان سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ لافشی: ظاہر کروں اور پھیلاؤں۔

**فوائد:** (۱) اہل خیر اور اہل صلاحیت کے سامنے اپنی بیٹی کی شادی کا معاملہ پیش کرنا مستحب ہے۔ (۲) آپ ﷺ نے جس عورت

کو منگنی کا پیغام دیا ہو کسی مسلمان کو اس کی طرف سے پیغام نکاح بھیجنا جبکہ وہ اس بات کو جانتا ہو حرام ہے۔ (۳) بھید کو چھپانا بلکہ اس کے مخفی رکھنے میں مبالغہ کرنا چاہیے۔ (۴) اس عورت سے شادی جائز ہے کہ جس کا آپ ﷺ نے تذکرہ فرمایا مگر پھر نکاح نہ فرمایا

٦٨٧ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِيْ مَا تُخْطِیءُ مِشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا وَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِيْدًا ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ - فَقُلْتُ لَهَا : خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ نِسَآئِهٖ بِالسِّرَارِ ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ :اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَاَنَّهٗ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ" وَاِنِّيْ لَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنَّهٗ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ" فَبَكَيْتُ بُكَائِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّ فِي الثَّانِيَةِ فَقَالَ: "يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟ فَضَحِكْتُ

٦٨٧ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی ازواج آپؐ کے پاس تھیں جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے ذرہ بھر مختلف نہ تھی۔ جب ان کو آپؐ نے دیکھا تو خوش آمدید کہی اور فرمایا مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ۔ پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا۔ پھر ان سے رازدارانہ باتیں کہیں پس وہ بہت روئیں۔ جب آپؐ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو دوسری مرتبہ ان سے رازداری کی بات فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ پھر میں نے ان کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں رازوں کے لئے اپنی بیویوں کے درمیان خاص کیا۔ پھر تم رو دیں۔ پس جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ تم سے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے راز ظاہر کرنے والی نہیں ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہیں اپنے حق کے حوالے سے قسم دیتی ہوں تم مجھے ضرور وہ بات بتلاؤ جو رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کہی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب میں بتلاتی ہوں۔ پھر پہلی مرتبہ جب حضورؐ نے مجھے رازداری کی بات فرمائی کہ مجھے یہ خبر دی کہ جبرائیل میرے ساتھ قرآن پاک ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ دَور کرتے تھے اور انہوں نے اب دو مرتبہ کیا ہے اور میں نہیں خیال کرتا یہ کہ وقت مقررہ قریب آ گیا پس تو تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا۔ شان یہ ہے کہ میں تیرے لئے بہت اچھا پیش رو ہوں۔ پس میں رو پڑی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ پھر جب آپؐ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھے دوسری مرتبہ رازدرانہ بات فرمائی اور فرمایا اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں کہ تو مؤمنوں کی عورتوں کی سردار

ضِحْكِيَ الَّذِيْ رَأَيْتِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

بنے یا اس امت کی عورتوں کی سردار بنے۔ پس میں ہنس پڑی جیسا تم نے میرا ہنسنا دیکھا۔ (بخاری ومسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الانبیاء ' باب علامات النبوۃ فی الاسلام وفی الاستیذان ' باب من ناجی الناس و مسلم فی الفضائل ' باب فضائل فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وسلم

**اللُّغَاتِ** : بمشیته : یہ فعلة کے وزن پر ہے۔ چلنے کا ایک انداز۔ مرحبًا بك : تو وسیع جگہ میں آئی ہے۔ جزعها : اس کی کمزوری اس بات کے برداشت کرنے سے جو اس نے سنی۔ عزمت علیك : میں اس حق کی بناء پر جو میرا تمہارے اوپر ہے میں تمہیں قسم دے کر پوچھتی ہوں۔ وہ حق اُم المؤمنین اور زوجۃ النبی ﷺ اور حبیبۃ النبی ﷺ ہونے کا تھا۔ یعارض القرآن : آپ ﷺ پڑھتے اور جبرئیل علیہ السلام سنتے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام پڑھتے اور نبی اکرم ﷺ سنتے اور قرآن سے مراد جو اس وقت تک اترا تھا۔ قرآن مجید کی تکمیل تو وفات النبی ﷺ سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئی۔ الاجل : مدتِ حیات کے آخری لمحات۔ فاتقی الله : موت آجانے کے وقت نوحہ وغیرہ جیسا حرام فعل مت کرنا۔ فانه نعم السلف انا لك : میرا سلف اور سابق بننے والا اشرف تمہاری تکلیف وگھبراہٹ جو میری جدائی سے پیش آئے گی۔ چونکہ میں تمہارے لئے سلف اور آگے جانے والا ہوں یہ شرف جو تمہیں ملا ہے یہ تمہاری اس تکلیف وگھبراہٹ جو میری جدائی پر تمہیں پیش آئے گی بہترین بدل ہے۔

**فوائد** : (۱) گناہ سے جو رونا خالی ہو وہ جائز ہے۔ (۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اس امت کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں۔ (۳) مؤمن مصیبت پر صبر کرتا ہے فخر نہیں اور نہ خود پسندی کا شکار ہوتا ہے جب اس کو نعمت ملے۔

۶۸۸ : وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِيْ فِيْ حَاجَتِهٖ فَاَبْطَاْتُ عَلٰى اُمِّيْ فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ : مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ : بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَةٍ ' قَالَتْ مَا حَاجَتُهٗ؟ قُلْتُ : اِنَّهَا سِرٌّ - قَالَتْ : لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَدًا۔ قَالَ اَنَسٌ : وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهٖ اَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ بِهٖ يَا ثَابِتُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ مُخْتَصَرًا۔

۶۸۸ : حضرت ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا پس آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور پھر مجھے اپنے کسی کام بھیج دیا جس سے مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر لگی۔ جب میں والدہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روک دیا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام بھیجا۔ وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ راز ہے۔ میری والدہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے راز کی خبر ہرگز کسی کو نہ دینا۔ حضرت انس نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں وہ راز کسی کو بیان کرتا تو اے ثابت میں تمہیں بیان کرتا۔ (مسلم) بخاری نے اس کا کچھ حصہ مختصراً بیان کیا ہے۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الفضائل ' باب من فضائل انس بن مالك رضی الله عنه ورواہ الترمذی فی کتاب الاستئذان ' باب حفظ السر

اللغات : فابطات : میں نے تاخیر کی اور لمبا عرصہ غائب رہا۔ ما حسبك : تمہیں کس چیز نے روکا۔ سر : راز۔ یہ اعلان کا برعکس ہے۔ اس کو غیر نہیں جانتا۔

**فوائد** : (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔ ان کی امانت' دیانت اور عظیم الشان لطافت ثابت ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے راز کی حفاظت میں زندگی اور موت کے بعد بھی کس طرح اہتمام کرنے والے تھے۔ (۲) حضرت انس کی والدہ نے انس کی کس شاندار انداز سے تربیت کر رکھی تھی کہ حضور اقدس ﷺ کے بھید کو کسی کے سامنے افشاء ہرگز نہ کرنا۔ (۳) اسلام کے آداب اور مکارم اخلاق کا یہ حصہ ہے کہ دوست واحباب کے رازوں کو محفوظ رکھا جائے اور ان کو افشاء نہ کیا جائے۔

## ٨٦ : بَابُ الْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَاِنْجَازِ الْوَعْدِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:٣٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ﴾ [النحل:٩١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدة:١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الصف:٢-٣]

## باب : وعدہ وفا کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم وعدے کو پورا کرو جب تم وعدہ کرو''۔ (النحل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ''اے ایمان والو! تم اپنے وعدوں کو پورا کرو''۔ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے ہاں یہ ناراضگی کے لحاظ سے بہت بڑی بات ہے تم وہ بات کہو جو تم خود نہ کرو''۔ (الصف)

حل الآیات : العهد : یہ عہد' میثاق اور عقد سب کو شامل ہے۔ مسئولاً : وعدے کی وفاداری اور اس کی حفاظت اور ضائع نہ کرنے کے متعلق پوچھا جائے گا۔ بعهد الله : جن ذمہ داریوں کا عہد کیا یا اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا عہد' پورا کرنا۔ العقود : قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے جانے والے تمام معاہدے اس کے عموم میں داخل ہیں اور لوگوں کے درمیان زندگی میں ہونے والے معاہدات بھی۔ کبر مقتاً : بغض شدید کے لحاظ سے بڑا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جن کا قول ان کے فعل کے خلاف ہو۔

٦٨٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ"۔

٦٨٩ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں : (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں خواہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خیال کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

**تخریج** : تقدم شرح وتخریجه فی باب الامر باداء الامانة رقم

۶۹۰ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :"اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا :اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۰: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار باتیں جس میں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اس کو ترک نہ کرے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان ' باب علامات المنافق' مسلم فی کتاب الایمان ' باب بیان لخصال المنافق.

**اللغات** :منافقا :منافق جو کفر چھپائے اور اسلام ظاہر کرے۔ یہ بدترین باطن اچھے ظاہر والا ہوتا ہے۔الخصلة :عادت' اصل صفت۔ غدر :جس بات پر اتفاق ہوا ہو اس کے خلاف کرنا۔فجر :جھگڑے میں مبالغہ کیا' حق سے مائل ہونے میں۔

**فوائد** : (۱) گزشتہ روایت میں آ چکا ہے کہ منافق میں تین خصلتیں ہوتی ہیں۔اس روایت میں چار بتلائیں۔ان کے درمیان کوئی منافات نہیں کیونکہ عدد سے قصر مقصود نہیں اور نہ حجت ہے۔(۲) اخلاق فاضلہ ایمان کے ساتھ ملانے والے مضبوط ذرائع ہیں۔(۳) منافقت طبیعت کی وہ کمینگی ہے جو فرد اور معاشرے ہر دو کو نقصان پہنچانے والی ہے۔

۶۹۱ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" فَلَمْ يَجِيْءُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰى :مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا۔ فَاَتَيْتُهٗ وَقُلْتُ لَهٗ :اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا' فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ فَقَالَ لِيْ خُذْ مِثْلَيْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا۔ بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ حضور ﷺ وفات پا گئے۔ جب بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم دے کر اعلان فرمایا جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وعدہ یا قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے پس میں ان کی خدمت میں آیا اور میں نے ان سے کہا بے شک نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس طرح اور اس طرح فرمایا۔ پھر انہوں نے مجھے دونوں ہاتھ بھر کر مال دیا جس کو میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے پھر مجھے فرمایا کہ اس سے دوگنا اور لے لو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الکفالة ' باب من تکفل عن میت دینًا والشهادات ' باب من امر بانجاز الوعد ومسلم فی باب الفضائل النبی صلی الله علیه وسلم ' باب ما سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم قط فقال لا

اَللُّغَاتٌ : هكذا وهكذا وهكذا : تین دفعہ تکرار تین مرتبہ لینے کی کیفیت کو بتلانے کے لئے ہے اور بخاری کی روایت میں اضافہ ہے فبسط يديه ثلاث مرات : کہ انہوں نے ہاتھ تین مرتبہ پھیلائے۔ قبض : وفات پائی۔ امر ابو بكر : خلافت کی ذمہ داری لینے کے بعد۔ عدة : وعدہ یعنی وہ چیز جس کے متعلق وعدہ کیا۔ فحشى لي حشية : اپنے دونوں ہاتھوں کے چلو سے مجھے دو چلو دیئے۔ حشية کی جمع حشيات ہے۔

**فوائد :** (۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان معاہدوں کی پاسداری جو رسول اللہ ﷺ نے کیے۔ (۲) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر کو جلدی سے عطا کر دیا اس لئے کہ وہ جابر کی نیکی و متانت کو جانتے تھے اور ان کو عطیہ دے کر ان کے قول کی صرف تصدیق ہی نہ کی بلکہ مکمل اعتماد بھی ظاہر کر دیا۔ یا دلیل طلب کرنے کے بعد ان کو دیا۔

## ۸۷ : بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰی مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ

## باب : جس کارِ خیر کی عادت ہو اس کی پابندی کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ [الرعد:۱۱] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِىْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا﴾ [النحل:۹۲] "وَالْأَنْكَاثُ" جَمْعُ نِكْثٍ وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ" وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [الحديد:۱۶] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد:۲۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : '' بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ نعمتوں والے معاملے کو تبدیل نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو تبدیل کر دیں جو ان کے دلوں میں ہے''۔ (الرعد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : '' تم اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے سوت کو مضبوط کر لینے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا''۔ اَلْاَنْكَاثُ : جمع نِكْثٍ ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا دھاگہ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : '' اور نہ وہ ان لوگوں کی طرح ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پس ان پر مدت دراز ہو گئی جس سے ان کے دل سخت ہو گئے''۔ (الحدید) اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا : '' انہوں نے حقِ رعایت نہ کی جیسا رعایت کرنے کا حق تھا''۔ (الحدید)

حَلُّ الْاٰيَاتِ : ما بقوم : جو ان میں خیر و شر ہو۔ حتى يغيروا ما بانفسهم : اچھے حالات یا قبیح و برے حالات۔ نقضت : بگاڑ دیا۔ من بعد قوة : اس کو پختہ اور مضبوط کر دینے کے بعد۔ الذين اوتو الكتب : یہود و نصاریٰ۔ الامد : مدت مقررہ۔ قست قلوبهم : شہوات دنیا کی طرف مائل ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے اعراض کیا۔

۶۹۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ

۶۹۲ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ رات کو قیام کرتا تھا پس اس نے رات کا قیام

اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ؛ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب التهجد ' باب ما یکره من ترک قیام اللیل و مسلم فی کتاب الصیام ' باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقاً

**اللغات** : یقوم اللیل : تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔

**فوائد** : (۱) قلیل عمل کی مداومت افضل ہے۔ (۲) عبادت یا عمل صالح جو انجام دیتا ہو اس کا ترک کرنا یہ دلیل ہے کہ یہ اطاعت کی کثرت نہیں چاہتا اور دل کو اللہ تعالیٰ سے مشغول کرنے والا ہے۔

## ۸۸ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ طِيْبِ الْكَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

## باب : ملاقات کے وقت خوش کلامی اور خندہ پیشانی پسندیدہ ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر:۸۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم اپنے بازوؤں کو مؤمنوں کے لئے جھکا دو''۔ (الحجر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر آپؐ تندمزاج 'سخت دل ہوتے تو آپؐ کے گرد سے (لوگ) منتشر ہو جاتے''۔ (آل عمران)

**حل الآیات** : واخفض جناحك : تواضع کرو اور اپنے پہلو کو نرم رکھو۔ فظاً : بداخلاق۔ غلیظ القلب : سخت دل۔ لا انفضوا : ضرور بھاگ جاتے اور منتشر ہو جاتے۔

۶۹۳ : وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۳ : حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہی ہو۔ پس جو شخص یہ بھی نہ پائے تو وہ اچھی بات کے ذریعے سے بچے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الادب ' باب طیب الکلام ' وفی الزکاة والرقاق وغیرها و مسلم فی الزکاة ' باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة او کلمة طیبة

**اللغات** : اتقوا النار : اپنے اور اس کے درمیان پردہ بنالو۔ بشق تمرة : آدھی کھجور۔

**فوائد** : (۱) صدقہ کرنا ہی بہتر ہے۔ خواہ معمولی مقدار میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا﴾ : جو آدمی ایک ذرہ کی مقدار بھلا عمل کرے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (۲) بہتر یہ ہے کہ سائل کو نرم انداز اور اچھے وعدے سے واپس کرے اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز میسر نہ ہو جو سائل کو دے سکے۔

۶۹۴ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۶۹۴ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهٖ۔

اکرم ﷺ نے فرمایا اچھی بات صدقہ ہے (بخاری و مسلم) اس طویل حدیث کا ایک حصہ روایت نمبر۱۲۲ میں پہلے گزر چکا۔

**تخریج** : تقدم التخریج فی باب بیان طرق الخیر رقم ۱۲۲

**فوائد** : (۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور مخاطب کے ساتھ نرم گفتگو جبکہ وہ گناہ کی بات نہ ہو یہ صدقہ ہے۔ (۲) خیر کی تمام اقسام کو صدقہ شامل ہے۔ اگر چہ اس کا غالب استعمال مال میں ہوتا ہے لیکن دوسرے تمام اعمال کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً تبسم، نرم کلام وغیرہ۔

٦٩٥ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ ان تلقی اخاك بوجه طليق" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۹۵ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھلائی میں سے چھوٹی چیز کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ خواہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی البر' باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء

**اللغات** : المعروف : جو چیز شریعت میں پسندیدہ ہو۔ طلیق : تبسم اور خوشی سے کھلنے والا۔

**فوائد** : (۱) مسلمانوں میں محبت و مودّت مطلوب ہے اور چہرے کا کھلا ہوا ہونا اور تبسم کرنا یہ تو دل میں پائی جانے والی محبت و مودّت کی ظاہر تعبیریں ہیں۔

## ٨٩ : بَابُ اِسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَاِيْضَاحِهٖ لِلْمُخَاطَبِ وَتَكْرِيْرِهٖ لِيُفْهَمَ اِذَا لَمْ يَفْهَمِ اِلاَّ بِذٰلِكَ

## باب : مخاطب کے لئے بات کی وضاحت اور تکرار تا کہ وہ بات سمجھ جائے' مستحب ہے

٦٩٦ : عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ ' وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۹۶ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات فرماتے تو آپ اس کو تین دفعہ دوہراتے تا کہ اچھی طرح سمجھ آ جائے۔ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو تین مرتبہ سلام فرماتے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب العلم' باب من اعاد ثلاثاً وفی الاستیذان باب التسلیم والاستیذان ثلاثاً

**اللغات** : اعادها : دہرایا' لوٹایا۔

**فوائد** : (۱) کلام و سلام کے متعلق جب شبہ ہو کہ سنا نہیں گیا تو اس کو دہرا دینا مستحب ہے۔ (۲) کمال وضاحت یہ ہے کہ بات کو تین مرتبہ دہرایا جائے۔ (۳) معلمین کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو کلام اور خطاب کے صحیح انداز اور طرز کی طرف متوجہ کریں۔

٦٩٧ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۶۹۷ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو جدا جدا ہوتی تھی جس کو ہر سننے والا سمجھ لیتا۔ (ابوداؤد)

**تخریج :** رواہ ابوداود فی الادب ' باب الهدی فی الکلام

**اللغات :** فصلاً : واضح ' ظاہر یا حق و باطل کو جدا جدا کرنے والا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿انه لقول فصل﴾ کہ وہ قرآن حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی بات ہے۔ پہلا معنی زیادہ موقعہ کے مناسب ہے۔

**فوائد :** (۱) آپ ﷺ کی کمال فصاحت اور لوگوں کو اس انداز سے سمجھانا جس سے بات کو وہ اچھی طرح سمجھ جائیں۔

## ٩٠ : بَابُ اِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِيْ لَيْسَ بِحَرَامٍ وَ اسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِيْ مَجْلِسِهٖ

## باب : ہم مجلس کی بات پر توجہ دینا جب تک کہ وہ حرام نہ ہو اور حاضرین مجلس کو عالم و واعظ کا خاموش کرانا

٦٩٨ : عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ : "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ : "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۸ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ۔ پھر فرمایا کہ میرے بعد تم کفر کی طرف مت لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی العلم ' باب الانصات للعلماء والحج وغیرهما و مسلم فی الایمان ' باب لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم اقاب بعض

**اللغات :** استنصت الناس : لوگوں کو خاموش ہونے کے لئے کہو۔ لا ترجعوا : مت بنو۔ کفاراً : کفار کی طرح۔

**فوائد :** (۱) انقطاع اور باہمی لڑائی کے اسباب کی ممانعت کی گئی ہے مثلاً : تحاسد ' تباغض ' تدابر وغیرہ

## ٩١ : بَابُ الْوَعْظِ وَالْاِقْتِصَادُ فِيْهِ

## باب : وعظ و نصیحت میں میانہ روی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل:١٢٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے رب کے راستے کی طرف بلاتے رہو دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ''۔ (النحل)

**حل الآیات :** سبیل ربك : دین اللہ۔ بالحکمة : قرآن مجید۔ و الموعظة الحسنة : مواعظ قرآن یا نرم کلام جو سختی اور درشتی سے خالی ہو۔

٦٩٩ :وَعَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ شَقِیْقِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُذَكِّرُنَا فِیْ كُلِّ خَمِیْسٍ مَرَّةً - فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ یَوْمٍ فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُ یَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّیْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَیْنَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"یَتَخَوَّلُنَا": یَتَعَهَّدُنَا۔

۶۹۹ : حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو نصیحتیں فرمایا کرتے تھے ان سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز نصیحتیں فرمایا کریں تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ خبردار مجھے اس بات سے یہ چیز مانع ہے کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں ڈالوں۔ میں وعظ و نصیحت میں تمہارا اسی طرح خیال کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتاہٹ کے ڈر سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

یَتَخَوَّلُنَا: ہمارا خیال رکھتے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی العلم ' باب من جعل لاهل العلم ایاماً معلومة و مسلم فی المنافقین ' باب الاقتصاد فی الموعظة

**اللغات** :یذکرنا :شرعی ذمہ داریوں کے ساتھ وعظ فرماتے یا ہمارے سامنے نیکیوں کا ثواب اور گناہوں کی سزا کا ذکر فرماتے۔
لوددت: میں پسند کرتا ہوں۔

**فوائد** : (۱) وعظ و نصیحت میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ تسلسل اختیار کرنے سے طبائع میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے خواہ وہ چیز نفوس میں کتنی پسندیدہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۲) تعلیم و وعظ کے لئے طبیعت کی نشاط و تازگی کے اوقات کا لحاظ کرنا چاہئے۔ (۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال پر عمل کرنے میں بہت زیادہ حریص تھے۔

٧٠٠ : وَعَنْ اَبِی الْیَقْظَانِ عَمَّارِ ابْنِ یَاسِرٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ - فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوْا الْخُطْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"مَئِنَّةٌ" بِمِیْمٍ مَّفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَّكْسُوْرَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ مُّشَدَّدَةٍ :اَیْ عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰی فِقْهِهٖ۔

۷۰۰ :حضرت ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبے کو مختصر کرنا اس کی سمجھ داری کی علامت ہے۔ پس تم نماز کو لمبا کرو اور خطبہ مختصر دو۔ (مسلم)

مَئِنَّةٌ: علامت۔ ایسی علامت جو اس کی سمجھ داری پر دال ہو۔

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الجمع ' باب تخفیف الصلاة و الخطبة

**اللغات** :طول صلاة الرجل :مراد یہ ہے کہ خطبہ کی نسبت اس کی لمبائی۔ اس روایت اور دوسری روایت کہ جس میں وارد ہے

کہ جو شخص تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کوئی تعارض نہیں (طوالت وقصر اضافی چیزیں ہیں)

**فوائد** : (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی نماز کو لمبا کرے اور خطبے کو مختصر کرلے کیونکہ بہترین کلام وہ ہے جو تھوڑی ہو اور مقصود پر دلالت کرنے والی ہو۔ (۲) نماز جمعہ مقصود بالذات ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبودیت کا اظہار کرتا ہے اور خطبہ عبودیت کی تمہید اور تذکیر ہے اسی لئے توجہ اور اہتمام کو دونوں میں سے اہم ترین یعنی نماز کی طرف پھیرا گیا ہے کہ وہ لمبی ہونی چاہئے۔

۷۰۱ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِيَ الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ : وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ؟ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَ اللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ قَالَ : "اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْاٰنِ" اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ : "فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ : "ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۰۱ : حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جب نمازیوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی پس میں نے یرحمک اللہ کہا۔ پھر نمازیوں نے مجھے گھور کر دیکھا اس پر میں نے کہا تمہاری مائیں تم کو گم پائیں۔ تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟ پس وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنے لگے۔ پس جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہتر معلم نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپؐ کے بعد۔ اللہ کی قسم نہ مجھے ڈانٹا اور نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا بے شک یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی کلام میں سے کوئی چیز مناسب نہیں۔ بے شک وہ تسبیح وتقدیس اور قراءت قرآن کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت والا زمانہ قریب ہے اور اللہ نے مجھے اسلام دیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس مت جاؤ۔ میں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگ فال لیتے ہیں۔ وہ ایسی چیز ہے جس کو وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں پس ہرگز وہ شگون ان کو ان کے کام سے نہ روکے۔ (مسلم)

"اَلثُّكْلُ" بِضَمِّ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ : اَلْمُصِيْبَةُ وَالْفَجِيْعَةُ - "مَا كَهَرَنِيْ" اَيْ مَا نَهَرَنِيْ۔

الثُّکْلُ: ناگہانی مصیبت۔

مَا كَهَرَنِيْ: مجھے ڈانٹا نہیں۔

**تخریج** : رواه مسلم فی المساجد ' باب تحریم الکلام فی الصلاة ونسخ ما کان من اباحته

**اَللُّغَات** : فرماني القوم بابصارهم :لوگوں نے میری طرف پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا جو میرے فعل کی ناپسندیدگی کو ظاہر کر رہا تھا۔ امیاہ : یہ اصل میں امتحان ہے اس پر الف نداء کا بڑھا دیا گیا اور آخر میں ھا سکتہ لگا دی جو وقف میں ثابت رہتی ہے اور وصل کے وقت حذف کر دی جاتی ہے یعنی ہائے افسوس اس کے مجھے گم پانے پر بس میں ہلاک ہو جاتا۔ یصمتونی : مجھے خاموش کروا رہے ہیں۔ التسبیح :اللہ تعالیٰ کو اس چیز سے پاک قرار دینا جو اس کے لائق نہیں۔ الکھان جمع کاھن : جو دلوں کی باتیں جاننے کا دعوے دار ہو اور مستقبل کے متعلق خبریں ظاہر کرتا ہو۔ یتطیرون : یہ الطیرۃ سے ہے کسی چیز کے متعلق فال لینا۔ فلا یصدھم : یہ چیز ان کی جانب سے (تقدیر الٰہی کو) روکنے والی نہیں کیونکہ یہ نفع ونقصان میں قطعاً مؤثر نہیں۔

**فوائد** : (۱) نماز اس کلام سے باطل ہو جاتی ہے جو قرآن مجید نہ ہو یا ان اذکار سے جو نماز میں وارد نہیں ہوئے۔ (۲) نماز کی کیفیت ذکر کر دی اور اس میں پڑھا جانے والا حصہ قرآن اور تسبیح وتکبیر کا ذکر کر دیا۔ (۳) اس روایت میں آپ ؐ کا انداز تعلیم وضاحت مذکور ہے۔ (۴) کاہنوں اور عرافوں کے پاس جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے کیونکہ وہ شریعت کے احکام میں ملمع سازی کرتے ہیں۔ بسا اوقات وہ کوئی غیب کی خبر اٹکل سے بیان کرتے ہیں اور وہ کبھی کبھی ان کے کلام کے موافق واقع ہو جاتی ہے اس سے لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (۵) فال اور شگون لینے سے ممانعت فرمائی اور ممانعت کا تعلق ان پر عمل کرنے سے ہے۔ البتہ غیر ارادی طور پر پایا جانے والا خیال اگر ان کے مقصود کے مطابق ہو تو وہ ممنوع نہ ہوگا۔

۷۰۲ :وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ ، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهٖ فِيْ بَابِ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَذَكَرْنَا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ قَالَ :اِنَّهٗ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۰۲: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا عمدہ وعظ فرمایا کہ جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں اور حدیث کو انہوں نے ذکر کیا جو مکمل بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ نمبر ۱۵۷ میں گزری۔ ہم نے ذکر کیا کہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذي في العلم ' باب ما جاء في الاخذ في السنة واجتناب البدع

**فوائد** : (۱) بہترین مواعظ وہ ہیں جو جامع اور بلیغ ہوں۔ اس روایت کی شرح مکمل طور پر باب الامر بالمحافظة على السنة رقم ۱۵۷/ ۲ پر ملاحظہ ہو۔

## ۹۲ : بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ

## باب: وقار وسکینہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ [الفرقان:٦٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان کو جاہلوں سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ ان کو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ (الفرقان)

حل الآیات : ھوناً : آہستگی والی رفتار جو سکون' وقار اور تواضع کا مجموعہ ہو۔ قالوا سلاماً : سیدھی بات کہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایذاء اور تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا' وہ سلام کہتے ہیں اور حدیث میں بھی اسی کی تائید موجود ہے۔

۷۰۳ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهٗ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۰۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی قہقہہ مار کر ہنستے نہیں دیکھا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کا کوا نظر آئے۔ بے شک آپؐ تبسم فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

"اللَّهَوَاتُ" جَمْعُ لَهَاةٍ ' وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِيْ هِيَ فِيْ اَقْصٰى سَقْفِ الْفَمِ۔

اللَّهَوَاتُ : جمع لَهَاةٍ' حلق کا کوا۔ گوشت کا وہ ٹکڑا جو انتہائی حلق میں ہوتا ہے۔

**تخریج** : رواه البخاري في الادب ' باب التبسم والضحك وفي التفسير تفسير سورة الاحقاف و مسلم في الفضائل ' باب تبسمه صلى الله عليه وسلم وحسن عشرته

اللغات : مستجمعًا : ہنسنے میں مبالغہ کرنے والے۔

**فوائد** : (۱) زیادہ ہنسنا نہ چاہئے کیونکہ زیادہ ہنسی اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کی علامت ہے اور بسا اوقات اس سے ماتحت پر رعب اور وقار بھی ختم ہو جاتا ہے۔

## ۹۳ : بَابُ النَّدْبِ اِلٰى اِتْيَانِ الصَّلٰوةِ وَ نَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ

## باب : نماز و علم اور دیگر عبادات کی طرف وقار و سکون سے آنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ۳۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ادب و احترام کے مقامات کی تعظیم کرتا ہے پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔ (الحج)

حل الآیات : شعائر اللہ جمع شعیرہ : دین کے امور و احکام۔ بعض نے کہا حج کے احکام مراد ہیں۔ من تقوی القلوب : دلوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے پیدا ہوتا ہے۔

۷۰۴ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ

۷۰۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم اس کی طرف دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ تم چلتے ہوئے آؤ اور تم پر سکون و اطمینان لازم ہے پس جتنی نماز تم پا لو اس کو پڑھ لو اور جو تم سے رہ جائے پس اسے پورا کر لو۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے

يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ"۔ کوئی نماز کا قصد کر لیتا ہے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجمعۃ ' باب المشی الی الجمعہ والاذان ' باب لا یسعی الی الصلاۃ مستعجلاً و مسنم فی المساجد ' باب استحباب ایتان الصلاۃ بوقار و سکینۃ۔

**اللغات** : **تسعون** : تیزی کرنا' دوڑ لگانا۔ **تمشون** : تیزی کے بغیر چلنا۔ **بالسکینۃ** : دیر۔ **اطمنان** : **ہیبت**' وقار' حوصلہ' امام نووی نے فرمایا۔ سکینہ حرکات میں آہستگی اور فضول حرکت سے پرہیز کرنے اور حالت و کیفیت میں وقار کو ملحوظ رکھنے کو کہتے ہیں مثلاً نیچی نگاہ' ہلکی آواز' کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہونا۔ **یعمد** : قصد کرتا ہے۔

**فوائد** : (۱) امام کے ساتھ نماز میں شریک ہونے کے لئے تیزی سے جانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں تشویش قلب لاحق ہوتی ہے اور اطمینان سے آدمی نماز میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (۲) خشوع' وقار کے ساتھ نماز کی طرف آنا چاہئے۔ (۳) نماز کی طرف جب انسان کوشش کرتا ہے اس وقت سے اس کا ثواب اس کے نامہ عمل میں درج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ (۴) حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان امام کے ساتھ جو نماز پڑھتا ہے وہ اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے (شروع کے اعتبار سے) اور جو بعد میں ادا کرتا ہے وہ نماز کا پچھلا حصہ ہے (تشہد کے لحاظ سے) کیونکہ اتمام پچھلے کے لئے ہوتا ہے (جب فوت پہلے والا حصہ ہے تو تکمیل بھی اسی کی ہے اور ادراک بقیہ کا ہوتا ہے اس لئے ادائیگی اسی ہی کی ہوئی)۔

۷۰۵ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيَ وَرَآءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِّلْاِبِلِ، فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ: "اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ۔

"اَلْبِرُّ" : اَلطَّاعَةُ۔ "وَالْاِيْضَاعُ" بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَهَا يَآءٌ وَّهَمْزَةٌ مَكْسُوْرَةٌ وَهُوَ : اَلْاِسْرَاعُ۔

۷۰۵ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کی اپنے پیچھے آواز سنی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اے لوگو! سکون اختیار کرو نیکی تیزی میں نہیں۔ (بخاری)

مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

اَلْبِرُّ : نیکی۔

اَلْاِيْضَاعُ : تیزی

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الحج' باب امر النبی بالسکینۃ عند الافاضۃ

**اللغات** : **دفع** : کوچ کیا اور لوٹا۔ **زجراً** : دھکیلنا۔ دور کرنا۔ **علیکم بالسکینۃ** : سکون کو لازم پکڑو۔ حوصلہ کرو۔

**فوائد** : (۱) عبادت کی ادائیگی میں خشوع و اطمینان ہونا چاہئے کیونکہ سکون سے حضور قلب میسر ہوتا ہے اور عبادت کا ثواب حضور قلب کی مقدار کے مطابق ملتا ہے۔

## ٩٤ : بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ

## باب: مہمان کا اکرام کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ فَقَرَّبَهٗ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ؟﴾ [الذاريات:٢٤] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ : يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ؟﴾ [هود:٧٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کیا ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی بات تمہارے پاس آئی؟ جب وہ ان کے پاس داخل ہوئے۔ پس انہوں نے سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں سلام کہا۔ فرمایا اوپرے لوگ ہیں پھر وہ اپنے گھر کی طرف چلے گئے اور ایک موٹا بچھڑا لائے اور ان کے قریب کیا فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟'' (الذاریات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان کی قوم ان کے پاس تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی اور اس سے پہلے وہ برے کام کرتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں پس اللہ سے تم ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی سمجھ دار آدمی نہیں؟'' (ھود)

**حل الآیات** : ضیف : مہمان۔ یہ لفظ واحد وجمع سب پر بولا جاتا ہے۔ یہ مہمان معزز ملائکہ تھے۔ المکرمین : اللہ تعالیٰ کے ہاں اکرام وعزت والے اور ابراہیم علیہ السلام کے ہاں بھی عزت والے۔ منکرون : ناواقف۔ فراغ : گئے مائل ہوئے۔ یھرعون : تیزی کرتے ہوئے۔ یعملون السیئات : لواطت جو قوم لوط کی عادت قبیحہ تھی۔ ھولاء بناتی : ان سے نکاح کرو۔ ولا تخزون : میرے مہمانوں پر زیادتی کر کے مجھے رسوا نہ کرو۔ رشید : عقل مند۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس کی حقیقت کو جاننے والا۔

٧٠٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٧٠٦ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے بس اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اس کو صلہ رحمی کرنی چاہئے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاري في الادب ' باب من كان يؤمن ...... و مسلم في الايمان ' باب الحث على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت الامن الخير

**فوائد** : (۱) مہمان کا احترام کامل ایمان کی علامات میں ہے اور مہمان کا اکرام یہ ہے کہ اس کو کھلے چہرے سے ملے جلدی سے اس کی مہمانی کا انتظام کرے اور اس کی خدمت کرے۔ اسی طرح صلہ رحمی بھی علامات ایمان سے ہے۔ رحم سے مراد اقرباء ہیں۔ صلہ رحمی سے مراد ان کا اکرام واحترام اور ان کی ملاقات کرنا اور ان میں سے جو محتاج ہیں ان کی معاونت و مدد کرنا ہے۔ (۲) زیادہ گفتگو سے

گریز کرنا چاہئے البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور پاکیزہ کلمات زیادہ کہنے میں حرج نہیں۔

۷۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ ابْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :"مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتَهٗ" قَالُوْا : وَمَا جَائِزَتُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "یَوْمُهٗ وَلَیْلَتُهٗ وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ : "لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ : اَنْ یُّقِیْمَ عِنْدَ اَخِیْهِ حَتّٰی یُؤْثِمَهٗ قَالُوْا :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ یُؤْثِمُهٗ؟ قَالَ :"یُقِیْمُ عِنْدَهٗ وَلَا شَیْءَ لَهٗ یَقْرِیْهِ بِهٖ"۔

۷۰۷: حضرت ابوشریح خویلد ابن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو پس چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اس کا جائزہ اس کو دے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جائزہ کیا ہے؟ فرمایا ایک دن اور رات اور تین دن اس کی مہمانی جو اس کے بعد ہے وہ صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ہاں اتنا ٹھہر کر اسے گنہگار کرے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے اس کو گنہگار کرے؟ فرمایا اس کے پاس ٹھہرے اور کوئی چیز بھی اس کے پاس نہ رہے کہ اس کے ساتھ اس کی مہمانی کر سکے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب باب اکرام الضیف و خدمته ایاہ بنفسه و مسلم فی کتاب اللقطة ' باب الضیافة ونحوهما

**اللُّغَاتِ** :یو ثمه :گناہ میں مبتلا کر دے۔یقریه به :اس کی مہمانی کرے اور اس کا اکرام کرے۔

**فوائد** : (۱) مہمانی تین ایام تک بھائی چارے کے حقوق میں سے ہے اور اس سے زائد صدقہ اور زیادہ ہو تو مہربانی ہے۔ (۲) میزبان کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی مہمانی پہلے دن رات میں خوب کرے اور باقی دنوں میں جو میسر ہو اس کے ساتھ مہمانی کرے۔(۳) مسلمان کے لئے مکروہ ہے کہ جس مسلمان بھائی کے متعلق معلوم ہو کہ وہ فقیر ہے اور میزبانی نہیں کر سکتا۔ اس کے ہاں مہمان بنے اور اس کو گناہ میں مبتلا کرے مثلاً وہ اس کی غیبت کرے گا اور تحقیر والی باتیں کرے گا یا قرض لے گا جو بعض اوقات جھوٹ تک پہنچا دیتا ہے۔

## ۹۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِیْرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَیْرِ

## باب: بھلائی پر مبارک باد و خوشخبری مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ [الزمر:۱۶'۱۷] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''پس تم میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو سن کر اس میں سب سے بہتر کی پیروی کرے''۔ (الزمر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''ان کا رب اپنی طرف سے رحمت' رضامندی

وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ﴾ [التوبة:٢١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ [فصلت:٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ [الصافات:١٠١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى﴾ [هود:٦٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ [هود:٧١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ﴾ [آل عمران:٣٩]

الْاٰيَةَ وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اور ایسے باغات کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں''۔ (توبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔ (فصلت) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس ہم نے ان کو حلم والے لڑکے کی خوشخبری دی''۔ (الصافات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہارے قاصد ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لائے''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان کی بیوی کھڑی تھی پس وہ ہنس پڑی۔ پس ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی''۔ (ہود) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس اس کو فرشتوں نے آواز دی جبکہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تمہیں یحییٰ کی خوشخبری دیتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مریم بے شک اللہ تمہیں اپنے ایک کلمے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام مسیح ہے۔'' (آل عمران) اس باب میں آیتیں بہت اور معروف ہیں۔

**حل الآیات** : فبشر : تو خوشخبری دے۔ خوش کن خبر کو بشارت کہتے ہیں۔ یستمعون القول : قول سے مراد یہاں قرآن مجید ہے۔ یتبعون احسنه : اس کے حسین ترین حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ مثلاً تریاق والے کو معاف کرنا اور قرض والے کو مہلت دینا۔ بغلام حلیم : بعض نے کہا اسماعیل اور بعض نے کہا اسحاق (دوسرا قول درست نہیں) سیاق قرآن کے خلاف ہے) رسلنا : فرشتے۔ بالبشریٰ : لڑکے کی خوشخبری۔ وامراته : سارہ۔ قائمة : مہمانوں کی خدمت کے لئے۔ فضحکت : وہ خوشی سے ہنس دیں بعض نے تعجب سے ہنس پڑیں۔ بعض نے کہا ان کو حیض آ گیا اس سے ہنس پڑیں اور حیض عورت کے قابل حمل ہونے کی علامت ہے۔ یہ اس قدر بوڑھی تھیں کہ حیض سے مایوس ہو چکی تھیں۔ المحراب : نماز کی جگہ نماز کی جگہ کو محراب اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ نمازی اس میں شیطان سے لڑائی کرتا ہے۔ کلمة : مراد عیسیٰ ' ان کو کلمہ اس لئے کہا کیونکہ وہ اللہ کے خصوصی حکم 'کن'' سے بغیر باپ پیدا ہوئے۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مِنْهَا:

اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ بھی بہت اور مشہور ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

٧٠٨ : عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَيُقَالُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَّيُقَالُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ

۷۰۸ : حضرت ابوابراہیم اور بعض نے کہا ابو محمد اور بعض نے کہا ابو معاویہ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں خالی موتیوں والے گھر کی خوشخبری دی کہ جس میں نہ شور ہوگا اور نہ

قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِیْهِ وَلَا نَصَبَ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ تکان ۔(بخاری ومسلم)

"اَلْقَصَبُ" هُنَا : اللُّؤْلُؤُ وَالْمُجَوَّفُ۔ اَلْقَصَبُ :سوراخ دارموتی۔

"وَالصَّخَبُ" : الصِّیَاحُ وَاللَّغَطُ۔ اَلصَّخَبُ :شوروغوغا۔

"وَالنَّصَبُ" :التَّعَبُ۔ اَلنَّصَبُ :تھکاوٹ۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی فضائل الصحابة ' باب تزوج النبی صلی اللہ علیه وسلم خدیجة وفضلها و مسلم فی الفضائل ' باب فضائل خدیجة رضی اللہ عنها

**فوائد** : (۱)مسلمان بھائی کو بھلائی وخیر کی خوشخبری دینی چاہئے کیونکہ اس سے اس کی دلجوئی ہوتی ہے۔(۲)حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ یہ آپ ﷺ کی اوّل زوجہ محترمہ ہیں اور تمام عورتوں میں آپؐ کی محبوب ترین بیوی ہیں۔آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: خدیجہ مجھ پر ایمان لائی جب قریش مکہ نے انکار کیا اور اس نے میری تصدیق کی جب دیگر لوگوں نے میری تکذیب کی اور اپنے مال سے میری ہمدردی کی جب اورلوگوں نے مجھے محروم کیا۔نبوت کے دسویں سال ان کی وفات ہوئی اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں اُن پر نازل ہوں۔

۷۰۹ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاَ كُوْنَنَّ مَعَهٗ یَوْمِیْ هٰذَا ، فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوْا :وَجَّهَ هٰهُنَا ، قَالَ فَخَرَجْتُ عَلٰی اَثَرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰی دَخَلَ بِئْرَ اَرِیْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰی قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهٗ وَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَیْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ : لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْیَوْمَ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ : عَلٰی رِسْلِكَ

۷۰۹ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر سے وضو کر کے نکلے اور یہ کہا کہ ضرور بضرور میں آج رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور آج کا سارا دن میں آپؐ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا یہاں سے آپؐ تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کے پیچھے آپؐ کے بارے میں پوچھتا ہوا نکلا یہاں تک کہ آپؐ بیرِ اریس کے اندر داخل ہوئے۔ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا پھر میں اٹھ کر آپؐ کی طرف گیا۔تو میں نے دیکھا کہ آپؐ بئرِ اریس پر بیٹھے ہیں اور اس کی منڈیر کو درمیان میں کرلیا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑے کو ہٹا کر کنویں میں لٹکایا ہوا ہے۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا پھر میں واپس لوٹا اور دروازے کے پاس آ بیٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ آج ضرور رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا۔اسی دوران ابوبکر رضی

• ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِیْ بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ ، فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَهٗ فِی الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِی الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِیْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِیْ فَقُلْتُ : اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيْدُ اَخَاهُ- خَيْرًا يَّاْتِ بِهٖ ، فَاِذَا اِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ، ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ : هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاْذِنُ؟ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ : اَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِی الْبِئْرِ ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ : اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِیْ اَخَاهُ يَاْتِ بِهٖ ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ، وَجِئْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ" فَجِئْتُ فَقُلْتُ : ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ

اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہیں؟ انہوں نے کہا ابوبکر۔ میں نے کہا ٹھہر جایئے۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور کہا یارسول اللہ۔ یہ ابوبکر آنے کی اجازت مانگتے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ ان کو اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ میں نے واپس لوٹ کر ابوبکر کو کہا اور داخل ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ تمہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس ابوبکر داخل ہوئے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور کنویں کے اندر اسی طرح پاؤں کو لٹکایا۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ننگا کر دیا۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے ۔ ڑا تھا کہ وہ مجھے آ ملے گا۔ پس میں نے دل میں کہا کہ اگر فلاں کے ساتھ مراد میرا اپنا بھائی تھا بھلائی کا ارادہ اللہ نے کیا ہوگا تو اس کو لے آئے گا اسی لمحے ایک انسان دروازے کو حرکت دینے لگا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ پس اس نے کہا عمر بن خطاب ۔ میں نے کہا ٹھہر جایئے۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہ عمر اجازت مانگ رہے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ پس میں عمر کے پاس آیا اور کہا حضور ﷺ اجازت دیتے ہیں اور تم کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس منڈیر پر بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کو کنویں میں لٹکا لیا پھر میں لوٹ کر بیٹھ گیا اور دل میں میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ یعنی میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہوگا تو اس کو لے آئے گا تو اسی لمحہ ایک انسان نے آ کر دروازے کو حرکت دی۔ پس میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو اس نے کہا عثمان ابن عفان ۔ میں نے کہا ٹھہر جایئے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی۔ پس آپؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔ ایک آزمائش کے

فَجَلَسَ رِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ : "وَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ الْبَابِ۔ وَفِيْهَا اَنَّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشَّرَهٗ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ :اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

قَوْلُهٗ "وَجَّهَ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ: اَيْ تَوَجَّهَ ' وَقَوْلُهٗ "بِئْرِ اَرِيْسٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَبَعْدَهَا يَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ سَاكِنَةٌ ثُمَّ سِيْنٌ مُهْمَلَةٌ وَهُوَ مَصْرُوْفٌ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرْفَهٗ۔ "وَالْقُفُّ" بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَآءِ :وَهُوَ الْمَبْنِيُّ حَوْلَ الْبِئْرِ قَوْلُهٗ: "عَلٰى رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّآءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَقِيْلَ بِفَتْحِهَا اَيْ اُرْفُقْ۔

ساتھ جوان کو پہنچے گی۔ پس میں آیا اور میں نے کہا تم داخل ہو جاؤ اور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس ابتلاء کے ساتھ جو تمہیں پیش آئے گا۔ پس وہ داخل ہوئے اور منڈیر کو پُر پایا۔ پھر وہ ان کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے۔ سعید ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے کی۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مجھے دروازے کی دربانی کا حکم دیا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عثمان کو جب خوشخبری دی تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور پھر کہا کہ اللہ ہی اس قابل ہے کہ اس سے مدد طلب کی جائے۔

وَجَّهَ :متوجہ ہوئے۔

بِئْرِ اَرِيْسٍ : یہ اریس کا لفظ بعض منصرف اور بعض غیر منصرف پڑھتے ہیں یہ مدینہ منورہ کے ایک کنواں کا نام ہے۔

اَلْقُفُّ: کنویں کے اردگرد کی دیوار۔ عَلٰى رِسْلِكَ: ذرا رکو۔

**تخریج** : رواه البخارى فى فضائل الصحابة ' باب قوله صلى الله عليه وسلم 'لو كنت متخذاً خليلاً والفتن ' باب الفتنة التى تموج كى يموج البحر وغير ذلك و مسلم فى الفضائل ' با من فضائل عثمان بن عفان رضى الله عنه

**اللغات** :**فخرجت على اثره** : میں نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ میں اس کے قریب پہنچ گیا۔**دخل بیئر اریس** : آپؐ اس باغ میں داخل ہوئے جہاں بئر اریس واقع تھا۔ یہ مدینہ منورہ کا مشہور کنواں تھا۔**قضی حاجته** : آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے۔**ساقیه** : یہ ساق کا تثنیہ ہے۔ پنڈلی۔ **دلاهما** :ان کو منکایا اور ان کو اتارا۔**علی رسلك**:ٹھہر جاؤ۔**ترکت اخی** :بعض نے کہا وہ ابورہم ہیں۔**ان یرد به خیراً** :اگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرے گا یعنی حضور ﷺ کے ساتھ حاضری کا موقعہ اور بشارت جنت سے فیضیاب کرے۔**بلویٰ** : ابتلاء اور مصیبت۔**وجاههم** : دوسری جانب سے ان کے سامنے بالمقابل۔**اولتها قبورهم** :میں نے ان کے بیٹھنے کی کیفیت کو ان کی قبور کی کیفیت سے تعبیر کیا۔ پس ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پہلو مبارک میں دفن ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ کے قبرستان بقیع میں مدفون ہیں۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو آپ کی صحبت کس قدر محبوب تھی۔ دوسروں کی خدمت کی ثواب کے لئے نیت کرنا جائز ہے جیسا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ نیت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دربان بنیں گے۔ آپ نے ان کو اس خدمت پر برقرار

رکھا۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ اجازت لینے والا اپنے نام کی تصریح کرے اور جب اس سے پوچھا جائے تو اپنے نام کو تصریح کے ساتھ بتلا دے۔ (۳) حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ ان کو اکٹھی جنت کی بشارت دی گئی۔ (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والا ابتلاء ان کو بتلایا۔ (۵) بہتر یہ ہے کہ جو شخص پہلے کسی جگہ بیٹھا ہو اس کے دائیں جانب بیٹھنا چاہئے کیونکہ یہ اعلیٰ ترین جانب ہے اور آدمی کو اپنے اہل و عیال اور بھائی بند کے متعلق خیر ہی کی توقع رکھنی اور امید لگانی چاہئے۔ (۶) جب کسی جگہ داخل ہو تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھنا بھی جائز ہے۔

۷۱۰: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا؟ فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ الصَّغِیْرُ ' فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "اَبُوْهُرَیْرَةَ؟" فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' قَالَ: "مَا شَاْنُكَ؟" قُلْتُ: كُنْتَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاۤءِ النَّاسُ مِنْ وَّرَآئِیْ۔ فَقَالَ: "یَا اَبَا هُرَیْرَةَ" وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ: "اِذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَیْنِ فَمَنْ لَّقِیْتَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَائِطِ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" وَذَكَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ ' رَوَاهُ

۷۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے اردگرد بیٹھے تھے اور اس جماعت میں ہمارے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اٹھ گئے اور پھر آپؐ نے بہت دیر فرمائی۔ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں کہیں آپؐ کو قتل نہ کر دیا گیا ہو اور ہم گھبرا گئے۔ پھر ہم اٹھے اور میں پہلا گھبرانے والا تھا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلا یہاں تک کہ میں بنی نجار کے ایک چار دیواری کے پاس آیا۔ میں اس کے اردگرد گھوما تا کہ اس کا کوئی دروازہ مل جائے لیکن میں نے نہ پایا۔ پھر اچانک میری نظر ایک نالی پر پڑی۔ جو احاطے کے درمیان میں بیرونی کنویں سے جاتی تھی۔ ربیع ... نالی کو کہتے ہیں۔ میں نے سکڑ کر یعنی سمٹ سمٹا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ابو ہریرہ؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا آپؐ ہمارے درمیان تھے پھر آپ اُٹھ کر چلے آئے پھر آپؐ نے واپسی میں بہت دیر کر دی۔ پس ہمیں خطرہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپؐ کو قتل نہ کر دیا ہو۔ پس ہم گھبرائے اور ان گھبرانے والوں میں میں سب سے پہلا تھا۔ پس میں اس احاطے کے پاس آیا اور میں اس طرح سمٹا جس طرح لومڑی سمٹتی ہے اور یہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! پھر آپؐ نے مجھے نعلین مبارک عنایت فرمائے اور فرمایا کہ ان کو لے جاؤ اور جو تمہیں اس دیوار کے پیچھے سے اس حال میں

مُسْلِمٌ۔

"الرَّبِيْعُ" النَّهْرُ الصَّغِيْرُ وَهُوَ الْجَدْوَلُ۔ بِفَتْحِ الْجِيْمِ" كَمَا فَسَّرَهُ فِي الْحَدِيْثِ۔ وَقَوْلُهُ "احْتَفَزْتُ" رُوِيَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّاي وَمَعْنَاهُ بِالزَّاي تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰى اَمْكَنَنِى الدُّخُوْلُ۔

ملے کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہو۔ اس کو جنت کی خوشخبری دے دو اور حدیث کو طوالت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (رواہ مسلم)

الرَّبِيْعُ : ئی نہر یا نالی جیسا حدیث میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

احْتَفَزْتُ: میں سکڑا یہاں تک کہ داخلہ ممکن ہو گیا۔

**تخریج** : رواه مسلم فی كتاب الایمان ، باب من لقی الله بالایمان وهو غیر شاك منه دخل الجنة وحرم علی النار

**اللغات** : نفر : تین سے دس تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سات تک۔ **من بین اظهرنا** : ہمارے درمیان سے۔ **فابطاء** : دیر کردی۔ **فخشینا** : ہم نے خطرہ محسوس کیا۔ **ان یقتطع دوننا** : کہ آپ کو ایسی تکلیف پہنچ جائے جو آپ کو ہم سے منقطع کر دے اور دور کر دے۔ **ففزعنا** : ہم گھبرائے یا آپ کو تلاش کرنے کے لئے گھبرا کر اٹھے۔ **ابتغی** : میں باغ میں تلاش کر رہا تھا۔ **فدرت** : اس کے گرداگرد چلا۔ **جوف حائط** : باغ کے اندر۔ **مستیقناً** : تصدیق کرنے والا۔

**فوائد** : (۱) جنت میں داخلہ اصل ایمان کی وجہ سے ہوگا خواہ ابتدائی طور پر یا آگ سے نکلنے کے بعد۔ (۲) بھلائی کی بشارت مستحب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے کتنی محبت اور شفقت تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کی زندگی کے کس قدر متمنی اور خواہش مند تھے۔

۷۱۱ : وَعَنِ ابْنِ شُمَاسَةَ قَالَ : حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكٰى طَوِيْلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ اِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ : يَا اَبَتَاهُ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اِنِّىْ قَدْ كُنْتُ عَلٰى اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ : لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّىْ وَلَا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مِتُّ

۷۱۱ : حضرت ابن شماسہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے وقت میں حاضر ہوئے جب وہ قریب المرگ تھے۔ پس وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف کر لیا۔ اس پر ان کا بیٹا کہنے لگا اے ابا جان ! کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اس طرح کی خوشخبری نہیں دی ؟ کیا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یہ خوشخبری نہیں دی ؟ اس پر وہ متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ بیشک سب سے افضل چیز جس کو ہم شمار کرتے ہیں وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ کی گواہی ہے۔ مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں: (۱) میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بغض رکھنے والا نہ تھا۔ اور مجھے سب سے زیادہ محبوب یہ بات تھی کہ میں آپ پر قابو پا کر آپ کو قتل کر ڈالوں۔ اگر میں اس حالت میں

عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ – فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْاُ بَايِعْكَ ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ فَقَبَضْتُ يَدِيْ فَقَالَ : "مَالَكَ يَا عَمْرُو؟" قُلْتُ : اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ : تَشْتَرِطُ مَاذَا؟ "قُلْتُ :اَنْ يُّغْفَرَلِيْ ، قَالَ :"اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنِيْ مِنْهُ ، وَمَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنِيْ مِنْهُ اِجْلَالًا لَّهٗ – وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنِيْ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، ثُمَّ وَلِيْنَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِيْ مَا حَالِيْ فِيْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِّيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ، ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مر جاتا تو میں جہنم میں جاتا۔ (۲) پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں ڈال دیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپؐ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپؐ کی بیعت کروں۔ پس آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اے عمرو تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو کیا شرط لگانا چاہتا ہے۔ میں نے کہا یہ کہ مجھے بخش دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپؐ سے بڑھ کر عظمت والا میری نگاہ میں اور کوئی تھا اور آپؐ کے رعب کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپؐ کے حلیہ مبارک بیان کرنے کو کہا جائے تو میں اس کی ہمت نہیں رکھتا کیونکہ میں نے آپؐ کو نظر بھر کر کبھی دیکھا ہی نہیں اگر اس حالت میں میری موت آ جاتی تو مجھے اُمید تھی کہ میں جنت میں جاتا پھر ہم بعض چیزوں پر نگران بنائے گئے مجھے معلوم نہیں کہ میرا حال ان میں کیا ہوگا۔ پس جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ ہو اور نہ ہی آگ ہو۔ پھر جب تم دفن کر چکو اور مجھ پر تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالنا۔ پھر میری قبر پر اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور دیکھ لوں کہ اپنے رب کے بھیجے ہوئے قاصدوں کو میں کیا دیتا ہوں۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ "شُنُّوْا" رُوِيَ بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْمُهْمَلَةِ : اَيْ صُبُّوْهُ قَلِيْلًا قَلِيْلًا ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔

شُنُّوْا : تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالو۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ، باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ و کذا الھجرۃ و الحج

**اللّغَاتْ** : فی سیاق الموت : قریب المرگ۔ اطباق ثلاث : تین حالات۔ استمکنت : قدرت و طاقت پانا۔ اتیت

النبی:عمرہ وقضاۃ کے بعدآپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطبق :زیادہ قدرت والا۔ ولینا اشیاء :ہمیں اعمال کی ذمہ داری سونپی گئی۔نائحة :میت کے اوصاف بیان کرکے اس پر رونے والی۔الجزور :اونٹ۔

**فوائد** : (۱)موت جب قریب ہوتو رونا جائز ہے اس طور پر کہ آدمی کو اپنی کوتاہیوں پر خوف اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور معافی کی امید ہو۔اسی طرح اپنی سابقہ باتوں کا تذکرہ جائز ہے۔جبکہ سننے والوں سے خیرخواہی کی توقع یا طاعت میں اضافے کی امید ہو۔(۲) قریب المرگ آدمی کے دل کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور معافی کی خوشخبری سنا کر خوش کرنا چاہئے۔(۳) کافر جب مسلمان ہو جائے تو گزشتہ گناہوں کا اس سے سوال نہ ہوگا۔ہجرت' حج' نماز صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کا کفارہ اپنی شرائط کے ساتھ توبہ کرنا ہے۔(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت محبت اور احترام کا معاملہ کرتے تھے۔(۵) جنازہ کے پیچھے نوحہ کرنے والی عورتوں کا جانا اور آگ کا لے جانا حرام ہے۔(۶) موت سے قبل وصیت مستحب ہے۔(۷) اہل الحق کا مذہب یہ ہے کہ قبر میں منکر نکیر کا سوال برحق ہے۔(۸) قبر کے پاس دفن کرنے کے بعد حدیث میں مذکورہ مقدار ٹھہرنا مستحب ہے اور نیک لوگ اگر قبر کی زیارت کریں تو میت کو انس حاصل ہوتا ہے۔

## ٩٦:بَابُ وَدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهِ عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ وَالدُّعَآءِ لَهُ وَطَلَبَ الدُّعَآءِ مِنْهُ

## باب: دوست کو الوداع کرنا اور سفر کیلئے' جدائی کے وقت اس کیلئے دعا کرنا اور اس سے دعا کروانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ : يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ' اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ؟ قَالُوْا : نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ [البقرة:۱۳۲'۱۳۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وصیت کی اس بات کی ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب (علیہ السلام) نے بھی۔ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین کو چن لیا پس ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام ہی کی حالت میں۔کیا تم اس وقت موجود تھے جبکہ یعقوب (علیہ السلام) کو موت آ پہنچی اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپ اور آپکے باپ دادا ابراہیم' اسماعیل و اسحٰق (علیہم السلام) کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے اور ہم اسی ہی کے تابعدار ہیں''۔

**حل الآیات** : اصطفی :چنا۔الدین :اللہ تعالیٰ کا وہ طریقہ جس پر عقل مند لوگ اپنے اختیار سے چلتے ہیں کیونکہ اسی میں ان کی سعادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا دین وہ اسلام ہے۔شھداء : موت کے وقت موجود لوگ۔حضر : موت کی علامات کا ظاہر ہونا۔ مسلمون :مطیع وفرمانبردار لوگ۔

۷۱۲ :وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ

۷۱۲ : احادیث میں سے ایک روایت وہ ہے جو حضرت زید بن ارقم

اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الَّذِیْ سَبَقَ فِیْ بَابِ اِکْرَامِ اَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْنَا خَطِیْبًا فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ :"اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَاَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ اَوَّلُھُمَا : کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ" فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ- ثُمَّ قَالَ: "وَاَھْلُ بَیْتِیْ" اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ - وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِہٖ۔

رضی اللہ عنہ کی مسند سے باب اکرام اھل بیت رسول اللہ ﷺ کے باب میں گزری۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا امابعد! خبردار! اے لوگو بے شک میں ایک انسان ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کا پیغام قبول کرلوں۔ میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں پہلی کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت و نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامو! اور آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کے لئے اُبھارا اور رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں ان کے سلسلہ میں اللہ یاد دلاتا ہوں (کہ ان پر کوئی زیادتی نہ کرے)۔ (مسلم) یہ روایت طوالت کے ساتھ گزری۔

**تخریج** : یہ روایت اکرام اھل بیت رسول اللہ ۳۴۷ میں گزری۔

**فوائد** : (۱) اہل وعیال اور دوستوں کو ایسی وصیت کرنی مستحب ہے جس سے دین کے معاملات کی حفاظت ہوتی ہو اور یہ نصیحت سفر پر روانہ ہوتے ہوئے اور مرض موت کے وقت کرنی مناسب ہے۔

۷۱۳ : وَعَنْ اَبِیْ سُلَیْمَانَ مَالِکِ ابْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَۃٌ مُّتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَہٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِیْمًا رَفِیْقًا ، فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَھْلَنَا فَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا مِنْ اَھْلِنَا ، فَاَخْبَرْنَاہُ ، فَقَالَ :"ارْجِعُوْا اِلٰی اَھْلِیْکُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْھِمْ وَعَلِّمُوْھُمْ وَمُرُوْھُمْ وَصَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا ، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - زَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ "وَصَلُّوْا کَمَا

۷۱۳: حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم ایک جیسی عمر والے نوجوان تھے۔ پس ہم نے آپؐ کے ہاں بیس راتیں گزاریں۔ آپؐ بڑے مہربان اور نرم دل تھے۔ پس آپؐ نے خیال کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے مشتاق ہوگئے ہیں۔ اس لئے آپؐ نے ہم سے پیچھے چھوڑے ہوئے اہل وعیال کے متعلق دریافت فرمایا۔ پس ہم نے آپؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں میں قیام کرو اور ان کو تعلیم دو اور انہیں اچھی باتوں کا حکم دو اور فلاں فلاں نماز وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ جب نماز کا وقت آئے تو ایک تم میں سے اذان دے اور تم میں سے بڑا نماز پڑھائے۔ (بخاری ومسلم) بخاری نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ تم اسی طرح نماز پڑھو جس

رَاَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ"۔
طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔

قَوْلُهٗ "رَحِيْمًا رَفِيْقًا" رُوِیَ بِفَآءٍ وَّقَافٍ ' وَّرُوِیَ بِقَافَيْنِ۔
رَفِيْقًا کا لفظ (فاء کے ساتھ) اور رَقِيْقًا کا لفظ (دو قافوں کے ساتھ) بھی منقول ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاذان ' باب من قال لیوذن فی السفر موذن واحد وفی ابواب اخری وکتب اخری ' مسلم فی کتاب الصلاۃ باب من احق بالامامة

**اللغات** :شبیة جمع شاب :نوجوان۔اشتقنا :شوق مند ہوئے۔میلان اختیار کرنے کوشوق کہتے ہیں۔رفیقا :شفقت وحلم والے۔

**فوائد** : (۱) اگر اپنے شہر میں علم کا موقع میسر نہ ہو تو سفر کرنا ضروری ہے خواہ فرض عین کو حاصل کرنے کے لئے یا فرض کفایہ کو۔ (۲) حاکم کو اپنی رعایا کے حالات کی خبر گیری کرتے ہوئے پوچھ گچھ کرنی چاہئے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کی صحابی رضی اللہ عنہم پر شفقت ظاہر ہوتی ہے۔عالم کو چاہئے کہ وہ بےعلم لوگوں کو علم سکھائے اور خوب پختہ باتیں سکھائے۔نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے۔ (۴) تمام نمازوں کے لئے اذان دینی چاہئے۔امامت میں زیادہ عمر والے کو مقدم کرنا چاہئے جبکہ علم میں سب برابر ہوں یا وہ ان سے زیادہ علم رکھتا ہو ورنہ زیادہ علم والا مقدم ہوگا۔

۷۱٤ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اسْتَاْذَنْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ وَقَالَ : "لَا تَنْسَنَا يَا اُخَیَّ مِنْ دُعَآئِكَ" فَقَالَ كَلِمَةً مَّا يَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِهَا الدُّنْيَا – وَ فِیْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اَشْرِكْنَا يَا اُخَیَّ فِیْ دُعَآئِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ' وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۱۴ : حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عمرہ کی اجازت طلب کی۔ پس آپؐ نے مجھے اجازت دے کر فرمایا کہ اے ہمارے چھوٹے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ یہ آپؐ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا جس پر مجھے اتنی خوشی ہے اگر اس کے بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اے میرے چھوٹے بھائی' ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور اس نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الصلاۃ ' باب الدعاء والترمذی فی ابواب الدعوات

**اللغات** :استاذن :اجازت طلب کرنا۔العمرۃ :عمرہ کرنا۔

**فوائد** : (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس ﷺ کے ساتھ کس قدر ادب کا معاملہ کرتے تھے اور آپ ﷺ کس طرح تواضع سے پیش آتے۔ (۲) تمام مسلمانوں سے دعا کرنے کو کہنا چاہئے خواہ کہنے والا مسوول سے افضل و اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) اس سے یہ ثابت ہوا کہ دعا کا فائدہ زندوں کو بھی پہنچتا ہے۔

۷۱۵ : وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ

۷۱۵ : حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اس آدمی سے جو سفر کا ارادہ کرتا' فرماتے۔ میرے

يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا : اُدْنُ مِنِّیْ حَتّٰی اُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ : اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

قریب آ ؤ تا کہ میں تمہیں الوداع کہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع فرمایا کرتے تھے۔ پھر فرماتے میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهُ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، باب ما يقول اذا ودع انساناً

**اللُّغَاتُ:** ادن: تو قریب ہو۔ استودع: میں الوداع کرتا ہوں۔ امانتك: جن تکالیف شرعیہ پر تو نے امین بنایا۔ خواتیم: اعمال کا انجام۔ انجام اہتمام شان کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ انسان کی انتہا وہی ہے جس پر موت کے وقت اس کا خاتمہ ہوا۔

**فوائد:** (۱) مسافر کو اسی قسم کے کلمات سے الوداع کرنا چاہئے۔ سفر میں اہتمام دین کی تاکید اس لئے کی گئی ہے کیونکہ سفر میں موت کا گمان اور اعمال میں سستی کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے تقویٰ یاد دلایا گیا اور شرعی امور میں محافظت کی تاکید کی گئی اور اچھے خاتمہ کی امید ظاہر کی گئی۔

۷۱۶ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَدِّعَ الْجَيْشَ يَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ ، وَاَمَانَتَكُمْ ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۱۶ : حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو الوداع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کو فرماتے : اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ "میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے عمل کا انجام اللہ کے حوالے کرتا ہوں"۔

حدیث صحیح ہے۔

**تخریج:** رواه ابوداود فی الجهاد، باب الدعاء عند الوداع

**اللُّغَاتُ:** الجیش: لشکر

**فوائد:** (۱) جب دشمن سے لڑائی کے لئے لشکر روانہ ہو تو سپہ سالار کو اسی طرح کے کلمات سے ان کو وصیت کرنا، الوداع کہنا اور اس دین کی طرف بطور خاص متوجہ کرنا چاہئے جس کے لئے وہ لڑنے نکلے ہیں اور ان کے خاتمہ بالخیر کی امید کرنی اور دلانی چاہئے۔

۷۱۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِیْ ، فَقَالَ : "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی" قَالَ : زِدْنِیْ ، قَالَ : "وَغَفَرَ ذَنْبَكَ"

۷۱۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ مجھے زادِ راہ دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ دے۔ اُس نے عرض کیا میرے لئے کچھ اضافہ فرما دیجئے۔ آپؐ

قَالَ :زِدْنِيْ ' قَالَ :"وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

نے فرمایا اللہ تیرے گناہ کو بخشے۔ اس نے کہا اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے لئے خیر کو آسان فرما دے جہاں بھی تو ہو۔(ترمذی) کہا حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات

**فوائد** : (۱) مسافر کو سفر سے قبل اپنے دوست احباب سے مل کر درخواست کرنی چاہئے اوران کو بھی چاہئے کہ وہ اس کیلئے تمام بھلائیوں کی جامع دعائیں کریں اوراس کو دعاؤں کا زادِراہ مانگنا اوران کو خوب خوب دعائیں دینی چاہئیں تا کہ اس کا دل خوش ہو۔

## ۹۷ :بَابُ الْاِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

## باب: استخارہ اور مشورہ

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾ [آل عمران:۱۵۹] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى:۳۸] اَیْ يَتَشَاوَرُوْنَ بَيْنَهُمْ فِيْهِ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ان سے معاملات میں مشورہ کریں''۔ (آل عمران) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان کے معاملات اپنے درمیان مشورے سے ہے''۔ (الشوریٰ) یعنی وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔

۷۱۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ :يَقُوْلُ : "اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ' ثُمَّ لْيَقُلْ! اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ ' وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ' وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ ' فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ' وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ' وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ :اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ" اَوْ قَالَ : عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ – وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ" اَوْ قَالَ : "عَاجِلِ

۷۱۸ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز فرض کے علاوہ ادا کرے۔ پھر کہے اے اللہ میں آپ سے بھلائی کا طالب ہوں۔ آپ کے علم کے سبب اور آپ سے قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی قدرت کے ذریعے اور آپ سے آپ کا بڑا فضل مانگتا ہوں۔ اس لئے کہ آپ قدرت رکھتے ہیں میں قدرت نہیں رکھتا اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا اور آپ پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام زیادہ بہتر ہے میرے لئے دین اور دنیا کا اعتبار سے اور میرے معاملے کے انجام کے اعتبار سے یا یوں کہا میرے معاملے کے جلدی کے اعتبار سے یا اس کے مقررہ وقت کے اعتبار سے اس کو میرے لئے مقدر فرما اور آسان فرما۔ پھر اس میں برکت فرما میرے لئے اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لئے دین اور دنیا کے اعتبار سے برا ہے اور

اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ ' وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ' وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ' ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ" قَالَ :وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ ـ

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

معاملے کے انجام کے اعتبار سے یا فرمایا یا میرے کام کی جلدی اور مقررہ وقت کے لحاظ سے ۔ پس اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی کو مقدر فرما جہاں ہوں ۔ پھر مجھے اس پر راضی کر لے پھر فرمایا کہ اپنی حاجت کا نام لے ۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب صلاة التطوع ' باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنیٰ وفی الدعوات ' باب الدعا عند الاستخارة وفی التوحید باب قول الله تعالی قل هو القادر

**اللغات** :الاستخارة :طلب خیر'مراد اس سے صلاۃ استخارہ اوراس کی دعاء ہے۔ یہ لفظ خار الله لفلانی سے ماخوذ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پسندیدہ چیز اس کو دی اور رب سے استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ دو معاملات میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہو یا وہ معاملہ جس سے اس کا فعل متعلق ہے اس میں خیر کا طالب ہو۔ کالسورة من القرآن :مکمل اہتمام کی طرف اشارہ ہے۔هم :ارادہ کرنا۔ استخارہ کسی فعل کی ابتداء یا کسی فعل کے ارادے کے وقت بہتر ہے۔فلیرکع رکعتین :دو رکعت نماز پڑھے۔رکوع بول کر نماز مراد لی گئی ایسے اطلاقات شریعت میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ استقدرك :میں آپ سے طلب کرتا ہوں کہ مجھے اس کام پر قدرت عنایت فرمادیں۔او قال عاجل امری واجله :یہ روای کا شک ہے البتہ دعا کرنے والا دونوں کو ذکر کرے تو مناسب ہے۔ ارضنی به :تو مجھے اپنی تقدیر پر راضی ہونے والا بنا۔ویسمی حاجته :اپنی ضرورت کا نام لے۔

**فوائد** : (۱) نماز استخارہ مستحب ہے اوراس کے بعد یہ دعا مسنون ہے۔ (۲) استخارہ ان معاملات میں ہے جو کہ مباح ہیں۔ باقی فرائض' واجبات' حرام و مکروہ میں استخارہ درست نہیں کیونکہ شرع نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا یا جس بات سے روک دیا اس کو اسی طرح ماننا ضروری ہے۔اس میں استخارہ کا کوئی معنی نہیں البتہ کسی عبادت کے خاص وقت میں ادا کرنے کے لئے استخارہ درست ہے مثلاً حج اس سال میں بہتر رہے گا۔ (۳) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ تمام معاملات کی سپرد داری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرے اوراس پر اعتماد کرے کیونکہ طاقت و اختیار اسی ہی کو حاصل ہے۔ (۴) حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا نماز کے بعد کی جائے اور فقہاء نے ذکر فرمایا کہ نماز کے دوران دعا بھی درست ہے خاص طور پر سجدہ میں اور تشہد کے بعد۔

## ۹۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ اِلَى الْعِيْدِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ وَّالرُّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

## باب :عید' عیادتِ مریض' حج' غزوہ وغیرہ کے لئے ایک راستے سے جانا اور دُوسرے سے لوٹنا تا کہ عبادت کے مواقع زیادہ ہوں

۷۱۹ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ

۷۱۹ :حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا (تو عید گاہ تشریف لے جاتے وقت) راستہ بدلتے۔ (بخاری)

قَوْلُهُ "خَالَفَ الطَّرِيْقَ" : وَيَعْنِيْ ذَهَبَ فِي الطَّرِيْقِ ' وَرَجَعَ فِيْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ۔

خَالَفَ الطَّرِيْقَ : ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے لوٹتے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی العیدین ' باب من خالف الطریق اذا رجع یوم عید

**فوائد** : (۱) عید کے لئے مستحب یہ ہے کہ ایک راستہ سے جائے اور دوسرے سے لوٹے۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا تقاضا یہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾۔ (۲) امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: راستہ بدلنے کی حکمت یہ ہے تاکہ عبادت میں کثرت ہو جائے۔ بعض نے کہا تاکہ قیامت میں دونوں راستے اس کے لئے گواہی دیں یا اللہ تعالیٰ کا ذکر دونوں راستوں پر پھیل جائے یا فقراء پر صدقہ زیادہ ہو سکے یا منافقین کو غصہ دلانے کی غرض سے یا ان کے فساد سے بچنے کے لئے یا حالت کی تبدیلی کا نیک گمان ظاہر کرنے کے لئے یا رحمت کے لئے یا اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے۔

۷۲۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق شجرہ سے نکلتے اور طریق معرس سے داخل ہوتے اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو ثنیہ علیا کی طرف سے داخل ہو کر ثنیہ سفلیٰ کی طرف سے نکلتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الحج ' باب خروج النبی صلی الله علیه وسلم علی طریق الشجره و مسلم فی الحج ' باب استحباب دخول مکه من الثنیة العلیاء والخروج منها من الثنیة السفلی۔

**اللغَات** : من طريق الشجرة : مدینہ شریف سے مکہ جانے کے مشہور راستے پر یہ مقام واقع ہے۔ آپ ﷺ اس سے نکل کر ذوالحلیفہ میں رات گزارتے۔ جب واپسی ہوتی تو ذوالحلیفہ میں رات گزار کر معرس کے راستے مدینہ میں داخل ہوتے۔ المعرس : مدینہ شریف سے چھ دن کے فاصلہ پر معروف مقام واقع ہے۔ الثنية العلياء : حجون ثانی کو کہتے ہیں۔ الثنية السفلى : ثنیہ دو پہاڑوں کے درمیان تنگ راستے کو کہتے ہیں۔ سفلیٰ کا نام شبیکہ ہے اور آج کل یہی نام ہے۔

**فوائد** : (۱) حج وغزوہ کے لئے بھی ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس لوٹنا ثابت ہوا۔ داخلے کے وقت ثنیہ علیاء کو خاص اس لئے کیا گیا کیونکہ داخل ہونے والا بلند قدر و منزلت جگہ کا قصد رکھتا اور نکلنے والا اس کے برعکس ہے اس لئے ثنیہ سفلیٰ کا حکم دیا گیا۔

## ۹۹ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ الْيَمِيْنِ فِيْ كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيْمِ

## باب: ہر معزز کام میں دائیں ہاتھ کو مقدم رکھنا

كَالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ وَلُبْسِ

مثلاً وضوء' غسل' تیمم' کپڑا' جوتا' موزہ' شلوار پہننے اور مسجد میں

الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيْلِ وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ ، وَالسِّوَاكِ وَالْإِكْتِحَالِ وَتَقْلِيْمِ الْأَظْفَارِ ، وَقَصِّ الشَّارِبِ ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الرَّأْسِ وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمُصَافَحَةِ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ الْأَسْوَدِ ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ وَالْأَخْذِ ، وَالْإِعْطَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِيْ مَعْنَاهُ - وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَارِ فِيْ ضِدِّ ذٰلِكَ : كَالْإِمْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ وَدُخُوْلِ الْخَلَاءِ وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ وَالْإِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَاَشْبَاهُ ذٰلِكَ-

داخل ہونے' مسواک کرنے' ناخن کاٹنے' مونچھیں کاٹنے' بغل کے بال اکھاڑنے' سرمنڈوانے اور اس طرح نماز میں سلام پھیرنے' کھانے اور پینے میں' مصافحہ کرنے' حجراسود کو بوسہ دینے' بیت الخلاء سے نکلنے' کسی سے کوئی چیز لینے اور کسی کو کوئی چیز دینے وغیرہ جو اس طرح کے کام ہیں ان میں دائیں طرف کو مقدم کرے اور ان کے برعکس کاموں میں بائیں کو مقدم رکھے مثلاً تھوکنے' ناک صاف کرنے' بیت الخلاء میں داخل ہونے' مسجد سے نکلنے' موزہ اور جوتا اُتارنے' شلوار اور کپڑا اُتارنے اور استنجا اور اسی طرح کی گندگی والے افعال کرنے میں بائیں کو مقدم کرنا مستحب ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ : هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ﴾ [الحاقة : ١٩] الْاٰيَاتُ - وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ، وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ﴾ [الواقعه:٨-٩]

رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: ''پھر وہ جو دائیں ہاتھ میں کتاب دیا جائے گا (سبحان اللہ) پس وہ کہے گا کہ آؤ اور میرا نامہ عمل پڑھو''۔(الحاقہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: دائیں ہاتھ والے کیا خوب ہیں دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کیا برے ہیں بائیں ہاتھ والے''۔(الواقعہ)

حل الآیات : **اصحاب المیمنه** : جو عرش کے دائیں جانب ہوں گے یا جن کو نامہ عمل دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ **ما اصحاب الیمین** : کیا ہی سعادت مند ہیں۔ **اصحاب المشامة** : جن کو نامہ عمل بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ **ما اصحب المشامه** : کتنے ہی وہ بد بخت ہیں اور ان کو کتنا سخت عذاب ہوگا۔

٧٢١ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ : فِيْ طُهُوْرِهٖ ، وَتَرَجُّلِهٖ ، وَتَنَعُّلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٢١ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں جانب اپنے کاموں میں پسند تھی۔ (جیسے) وضو کرنے میں' کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الوضو، باب التیمن فی الوضوء والغسل وفی اللباس وغیرهما و مسلم فی کتاب الطهارة، باب التیمن فی الطهور وغیره

**اللُّغَاتُ** : طهوره : پانی کووضو کے لئے استعمال کرنا یا پانی۔ ترجله : کنگھی کرنا۔ تنعله : جوتا پہننا۔

**فوائد** : (۱) ہر احترام والی چیز کو دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے اور جو توہین والی چیز ہو اس کو بائیں ہاتھ سے کرنا۔

۷۲۲ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۲۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کہا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کے لئے اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء کے لئے اور جو بھی اسی طرح کے گندگی والے کام ہیں۔ (ابوداؤد حدیث صحیح ہے)

**تخریج** : رواه ابوداود فی کتاب الطهارة، باب کراهیة مس الذکر بالیمین فی الاسبراء ورواه احمد فی مسنده۔

**اللُّغَاتُ** : لخلائه : استنجا، ازالۂ گندگی، پتھر وغیرہ کے لئے۔ اذیً : تھوک، رینٹھ وغیرہ۔

**فوائد** : (۱) مشرف کاموں میں نبی اکرم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ آپ دائیاں ہاتھ استعمال فرماتے اور اس کے علاوہ کاموں میں بایاں ہاتھ۔

۷۲۳ : وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : "اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۳ : حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل کے سلسلے میں ہمیں فرمایا کہ اس کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا اور اعضاء وضو سے کرنا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل و الجنائز، اب یبداء بمیا من المیت وفی غیره۔ مسلم فی الجنائز، باب فی غسل المیت

**اللُّغَاتُ** : ابدان : ام عطیہ اور ان کے ساتھ دیگر عورتوں کو فرمایا جوان کو غسل دیتی تھیں۔ ام عطیہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو غسل دیا کرتی تھیں۔

**فوائد** : (۱) میت کے غسل میں دائیں طرف سے شروع کرنا جس طرح زندہ کو غسل میں دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے۔ (۲) عورت کو غسل دینے کے لئے اس کی محارم سب سے بہتر ہیں۔

۷۲۴ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ،

۷۲۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے پہل کرے اور جب وہ اُتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے تاکہ دایاں پاؤں جوتا پہننے کے وقت

وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلا ہوا اور جوتا اتارتے وقت آخری ہو۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی اللباس ' باب ينزع نعل اليسری ۔ و مسلم فی اللباس ' باب اذا انتعل فليبدء باليمين واذا خلع فليبداء بالشمال۔

**فوائد** : (۱) جوتا پہننے اور اتارنے کا ادب بتلایا گیا اور دائیں طرف کی بائیں پر فضیلت ظاہر کی گئی ہے۔

۷۲۵ : وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ ' وَيَجْعَلُ يَسَارَهٗ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ۔

۷۲۵ : حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں کو کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لئے استعمال فرماتے اور بائیں کو ان کے علاوہ کاموں کے لئے استعمال فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)

**تخريج** : رواه ابوداود فی کتاب الطهارة ' باب کراهة مس الذکر باليمين فی الاستبراء

**فوائد** : (۱) اس روایت میں بھی دائیں ہاتھ کی بائیں پر افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ (۲) عمدہ افعال کے لئے دایاں خاص ہے اور دوسرے کاموں کے لئے بایاں ہے۔

۷۲۶ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ فَابْدَءُوْا بِاَيَامِنِكُمْ ' حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۷۲۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کپڑا پہنو اور وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے ابتداء کرو۔
(ابوداؤد ترمذی صحیح اسناد کے ساتھ)
حدیث صحیح ہے۔

**تخريج** : رواه ابوداود فی کتاب اللباس ' باب الانتقال و اللفظ له و الترمذی فی کتاب اللباس ' باب ما جاء بای رجل يبداء اذا انتعل

**اللغات** : بایمنکم : یہ جمع ایمن ہے۔ دایاں۔ وضو میں دایاں ہاتھ پاؤں دھونے میں مقدم ہوگا۔ اسی طرح قمیص وغیرہ پہننے میں۔

۷۲۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ' ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ : "خُذْ" وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ' ثُمَّ الْاَيْسَرِ ' ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَ فِىْ رِوَايَةٍ : "لَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ ' وَنَحَرَ نُسُكَهٗ

۷۲۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب منیٰ میں تشریف لائے اور پھر جمرہ کے پاس آ کر اس کو کنکریاں ماریں۔ پھر منیٰ میں اپنے مقام پر واپس تشریف لائے اور قربانی کی پھر سر مونڈنے والے کو کہا لو اور اپنی دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب پھر وہ بال آپؐ لوگوں کو دینے لگے۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب آپؐ نے جمرہ کی رمی کر لی تو اپنی

وَحَلَقَ ' نَاوَلَ الْحَلَّاقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ' ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ : "احْلِقْ" فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ : "اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ"۔

قربانی ذبح کر دی اور بال منڈوانے لگے تو مونڈنے والے کو سر کی دائیں جانب اس کی طرف کی پس اس نے مونڈ دیا۔ پھر ابوطلحہ انصاری کو بلایا اور وہ بال ان کو دے دیئے۔ پھر بائیں جانب اس کی طرف کی اور کہا کہ مونڈ دو۔ پس اس نے مونڈا وہ بھی آپ نے ابوطلحہ کو دے دیئے اور فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الوضوء ' باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان و مسلم فی کتاب الحج ' باب بیان ان السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق۔

**اللغات** : **الجمرة** : جمرہ عقبہ یہ منیٰ میں معروف مقام ہے۔ **خذ** : سر مونڈ دو۔ **نسکه** : ہدی کا جانور۔ **ابوطلحہ انصاری** ان کا نام زید بن سہل ہے۔ یہ ام سلیم کے خاوند ہیں جو کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی والدہ ہیں۔ **اعطاوہ الشعر** : یہ بال ان کو عنایت فرمانا تقسیم کے لئے حضور ﷺ کے ساتھ ان کی محبت اور ان کے گھر والوں کی آپ ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔

**فوائد** : (۱) سر مونڈنے والے کو دائیں طرف سے ابتداء کرنی چاہئے عند الجمہور یہ ہے۔ احناف کے نزدیک مونڈنے والا اپنے دائیں سے شروع کرے اور وہ سر کا بایاں حصہ ہے۔ (۲) آپ ﷺ کا بالوں کو تقسیم کروانا اس لئے تھا تا کہ موت کے بعد برکت ان میں رہے اور جب بھی اس بال کو دیکھیں تو آپ ﷺ کو یاد کریں۔ (۳) حدود شرع کے اندر نبی اکرم ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

# كِتَابُ آدَابِ الطَّعَامِ

## ۱۰۰ :بَابُ التَّسْمِيَةِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَالْحَمْدِ فِيْ آخِرِهٖ

## باب: کھانے کے آغاز میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا

۷۲۸ : عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۸ : حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم رب ذوالجلال والاکرام کا نام لو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الاطعمة ' باب التسمية على الطعام والاكل اليمين و باب الاكل مما يليه و مسلم فی كتاب الاشربة 'باب آداب الطعام والشراب

**اللغات** :سم الله :اللہ تعالیٰ کا نام لو۔تسمیہ تو بسم اللہ سے حاصل ہو جائے گی اگر اس نے الرحمٰن الرحیم کو پڑھا تو زیادہ بہتر ہے۔
**کل مما يليك** :اپنی طرف سے کھاؤ جبکہ کھانا ایک ہو یا جماعت کے ساتھ مل کر کھانے والا ہو۔

**فوائد** : (۱) کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا چاہئے۔ جمہور کے ہاں یہ مستحب ہے۔ اسی طرح پینے کا بھی حکم ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے پر سب کا اتفاق ہے اسی طرح الحمد للہ پر بھی۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ کا نام برکت پیدا کرتا ہے۔ قناعت کی طرف دعوت دینے والا اور حرص سے روکنے والا ہے۔ (۲) کھانے والے کا اپنے سامنے سے کھانا متفق علیہ ہے اور اس کی مخالفت مکروہ ہے۔ یہ حکم پھل کے علاوہ کھانے کی اشیاء کا ہے پھلوں میں جائز ہے کہ ہاتھ بڑھا کر اور چن کر کھایا جائے۔

۷۲۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَّذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ :بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۲۹ :حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھانے لگے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع میں بھول جائے تو وہ اس طرح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ کہ میں اللہ کے نام پر اس کی ابتداء اور انتہا کرتا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الاطعمۃ ' باب التسمیۃ والترمذی فی ابواب الاطعمۃ ' باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام

**فوائد** : (۱) جب کھانے کا ارادہ کیا جائے تو بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ اگر ابتداء میں بھول جائے تو درمیان میں پڑھ لے اور یوں کہے: بسم اللہ اولہ واخرہ۔ (۲) حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد کرنا مستحب ہے۔

۷۳۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لِاَصْحَابِهٖ : لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَآءَ ' وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ ' وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى ' عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ :اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَآءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۳۰ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو داخل ہونے اور کھانا کھانے کے وقت بھی یاد کر لیتا ہے تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ نہ تمہارے لئے رات کا قیام ہے نہ ہی رات کا کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا قیام مل گیا جب کھانا کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا تو وہ کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام اور کھانا دونوں پا لئے ۔ (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی کتاب الاشربۃ ' باب آداب الطعام والشراب واحکامھما

**اَللُّغَاتٌ** :قال الشیطان :اپنے حمایتیوں کو کہتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جب آدمی گھر میں داخل ہو یا کھانا کھائے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ (۲) جب اللہ تعالیٰ کا نام گھر میں داخل ہونے یا کھانا کھانے کے وقت چھوڑ دیا جائے تو شیطان کو اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ مل جاتی ہے۔ (۳) گھر میں داخلے کے وقت اللہ کا نام ذکر کرنے سے انسان غفلت سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غفلت انسان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر آمادہ کرتی ہے اور شیطان کی اتباع گمراہی ہے۔

۷۳۱ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهٗ ' وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَآءَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ ' فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا ' ثُمَّ جَآءَ

۷۳۱ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں حاضر ہوتے تو کھانے میں ہم اُس وقت تک ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جب تک رسول اللہ ﷺ ابتداء نہ فرماتے اور ہاتھ نہ رکھتے ۔ ہم ایک مرتبہ آپؐ کے ساتھ ایک کھانے میں شامل ہوئے ۔ ایک لڑکی اِس تیزی سے آئی گویا اُس کو دھکیلا جا رہا ہے۔ وہ کھانے کے اندر اپنا ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہؐ نے اس

اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ ، فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ ، وَاِنَّهٗ جَآءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا ، فَجَآءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدَيْهِمَا " ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَكَلَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی اس تیزی سے آیا گویا اُس کو دھکیلا جار ہا ہے آپؐ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے ۔ وہ اس لڑکی کو لایا تا کہ اس کھانے کو اپنے لئے حلال کرے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ اس دیہاتی کو لایا تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک شیطان کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں آیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الاشربۃ ، باب آداب الطعام و الشراب و احکامھما

**اللغات** : جاریۃ :نوجوان عورت۔غلام بوڑھی عورت پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے یعنی لونڈی۔ **کانھا تدفع** : وہ تیزی سے آ رہی ہے گویا اس کو دھکیلا جار ہا ہے۔ **اعرابی** : دیہاتی۔ **الشیطان** : یہ شاط بمعنی احترق (جلنا) سے ہے یا شطن سے ہے اس کا معنی دور اور وہ خیر سے دور ہے۔ **یستعمل الطعام** : وہ اپنے لئے حلال کراتا ہے تا کہ اس کو پا سکے۔ **فاخذت بیدھا** : میں کھانے سے اس کو دور کر دیا کھانے سے روک دیا تا کہ شیطان کا مقصد پورا نہ ہو۔

**فوائد** : (۱) صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کا کس قدر ادب کرتے تھے کہ جب تک آپ کھانا نہ شروع فرماتے تو انتظار کرتے۔ بڑے کے ساتھ کھانے کا ادب یہی ہے۔ (۲) سننے والے کو تاکید کے لئے قسم اٹھانا درست ہے۔ (۳) اس حدیث میں دلیل ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کبھی غفلت نہ کرنی چاہئے۔ (۴) اسلام نے جو کھانے پینے کے آداب بتلائے وہ لوگوں کو سکھانے چاہئیں۔ (۵) جب اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان لوگوں کے کھانے پینے میں شرکت کرتا ہے۔

۷۳۲ : وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهٗ ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَآءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِيُّ۔

۷۳۲ : حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کا نام اس وقت تک نہ لیا یہاں تک کہ اس کا کھانے کا صرف ایک لقمہ رہ گیا تو اس نے جب وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ اس پر نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا۔ شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا جو کچھ پیٹ میں تھا وہ سب کچھ اس نے قے کر دیا۔ (ابوداؤد' نسائی)

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الاطعمۃ ' باب التسمیة علی الطعام نسبه المنذری للنسائی ایضاً۔

**فوائد** : (۱)اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینے سے شیطان کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔

۷۳۳ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَكَلَهٗ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَمَا اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ' وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۳۳ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے ایک دیہاتی آیا اور سارے کھانے کے دو لقمے کئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اگر وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تو وہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہوجاتا (ترمذی) کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الاطعمۃ ' باب ما جاء فی التسمیة علی الطعام

**فوائد** : (۱)اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور بسم اللہ کو چھوڑ دینے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

۷۳۴ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۳۴ : حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپؐ یہ دعا فرماتے : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا ...... تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔اس حال میں کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے نہ اس سے کفایت کی گئی ہے اور نہ ہی یہ آخری کھانا ہے اور اے ہمارے رب اس سے بے نیازی بھی نہیں ہوسکتی۔(بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاطعمۃ ' باب ما یقول اذا فرغ من طعامة

**اللغات** : طیباً : یہ دکھلاوے شہرت وغیرہ سے پاک ہے۔ مبارکاً : اضافہ اور بڑھوتری کو کہتے ہیں۔ **غیر مکفی ولا مستغنی عنه** : بعض نے فرمایا ضمیر ہ کی کھانے کی طرف لوٹتی ہے۔بعض نے کہا مراد اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ مددگار اور پشت پناہ سے پاک ہے وہ کھلاتا ہے اس کو کھلایا نہیں جاتا یا کلام حمد کی طرف راجع ہوتو مطلب یہ ہے کہ حمدا کثیرًا غیر مکفی ...... الخ کہ اللہ تعالیٰ کی بہت تعریف سے کفایت واستغناء اختیار کرنا ممکن نہیں۔

**فوائد** : (۱)حضور ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے کھانے کے آخر میں الحمدللہ کہنا چاہئے۔

۷۳۵ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَّلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۳۵ : حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے کھانا کھا کر یہ کہا : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَّلَا قُوَّةَ (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھلایا اور مجھے میری طاقت وقوت کے بغیر رزق عنایت فرمایا) اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں

(ابوداوُد) ترمذی۔ حدیث حسن ہے۔

**تخریج**: رواہ ابوداود فی اوائل کتاب اللباس والترمذی فی الدعوات

**اللغَاتْ**: من غیر حول: کسی حیلہ کے بغیر۔ من ذنبہ: صغیرہ گناہ۔

**فوائد**: (۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر کھانے کے آخر میں اس کی حمد وثنا کرنی چاہیے کیونکہ وہی انعام کرنے والا رزق دینے والا ہے انسان کی کسی فضیلت کا اس میں ذرا دخل نہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے کو یہ اجر دیا جاتا ہے کہ اس کے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

## ۱۰۱: بَابُ لَا يَعِيبُ الطَّعَامَ وَاسْتِحْبَابِ مَدْحِهٖ

## باب: کھانے کے عیب نہ نکالے بلکہ تعریف کرے

۷۳۶: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ: اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۳۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج**: رواہ البخاری فی الانبیاء ، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاطعمۃ ، باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاماً و مسلم فی کتاب الاشربۃ ، باب لا یعیب الطعام۔

**فوائد**: (۱) رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کسی کھانے کو عیب نہ لگائے کیونکہ یہ تکبر اور رعونت اور عیش پرستی کی علامت ہے۔ (۲) کھانے کی تعریف مناسب کر دینا یہ اس کی طرف رغبت کی دلیل ہے جبکہ مذمت اس کو حقیر قرار دینے کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی بلند اخلاقی یہ ہے کہ کسی کھانے میں عیب نہ نکالتے تھے۔

۷۳۷: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ ، فَدَعَا بِهٖ ، فَجَعَلَ يَاْكُلُ وَ يَقُوْلُ: "نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ ، نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۳۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن طلب فرمایا تو انہوں نے کہا کہ سوا سرکہ کے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تو آپؐ نے سرکہ ہی طلب فرمایا آپؐ اس کو کھاتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ'' سرکہ تو بہت اچھا کھانا ہے۔ (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی کتاب الاشربۃ ، باب فضیلۃ النحل والتادم بہ

**اللغَاتْ**: الادم: (سالن) یہ ادام کی جمع ہے۔ فدعا بہ: اس کو منگوانے کا حکم دیا۔

**فوائد**: (۱) کھانا خواہ معمولی ہو مگر اس کی تعریف کرنا مستحب ہے۔ (۲) کھانے میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے اپنے آپ کو پرتکلف اور مرغن کھانوں سے باز رکھنا چاہیے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کی تواضع یہ تھی کہ آپؐ کھانے کی تعریف فرماتے۔

## ۱۰۲ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ

## باب: روزہ دار کے سامنے کھانا آئے اور وہ روزہ افطار نہ کرے تو کیا کہے؟

۷۳۸ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ! فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ ، وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ :مَعْنٰى "فَلْيُصَلِّ" فَلْيَدْعُ - وَمَعْنٰى "فَلْيَطْعَمْ" فَلْيَاْكُلْ۔

۷۳۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس کو قبول کرے۔ اگر وہ روزہ دار ہے تو پھر وہ دعا کرے اور اگر وہ روزہ سے نہ ہو تو وہ افطار کرے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا کہ فَلْيُصَلِّ کا معنی دعا کرنا اور فَلْيَطْعَمْ کا معنی ہے: چاہئے کہ کھالے۔

**تخريج** : ایضاً

**اللغات** :فليجب : شادی وغیرہ کے ولیمہ میں دعوت کوقبول کرنا واجب ہے جبکہ ایسے اذار سے خالی ہو جو وجوب کو ساقط کرنے والے ہیں اور دوسری دعوتوں کو قبول کرنا مستحب ہے۔فليصل : کھانے والوں کے لئے مغفرت اور برکت کی دعا کرے بعض نے کہا کہ نفلی نماز پڑھے تا کہ اس کو اس کی برکت حاصل ہو اور حاضرین بھی اس سے متبرک ہو جائیں۔

**فوائد** : (۱)جب کسی ولیمہ کی دعوت میں بلایا جائے تو جانا مستحب ہے۔

## ۱۰۳ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِیَ اِلٰى طَعَامٍ فَتَبِعَهٗ غَيْرُهٗ

## باب: جب مدعو کے ساتھ اور آدمی (بن بلائے) چلا جائے تو وہ کیا کہے؟

۷۳۹ :عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :دَعَا رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ لَهٗ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ - فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ :"اِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا ،فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ ، وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ" قَالَ :بَلْ اٰذَنُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۳۹ : حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس میں چار آدمی آپ کے علاوہ تھے۔ پھر ایک آدمی ان کے پیچھے ہولیا۔ جب دروازے پر پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ آدمی ہمارے ساتھ چلا آیا اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دو اور اگر چاہو تو وہ لوٹ جائے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی الاطعمة ' باب الرجل يتكلف الطعام لاخوانه والبيوع والمظالم ومسلم فی الاشربة ' باب ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام۔

**اللغات** :صنعه :یعنی اپنے غلام کو تیار کرنے کا حکم دیا جیسا کہ دوسری روایت میں واضح آیا ہے۔خامس خمسه :اس کو ملا کر پانچ تعداد پوری ہو جاتی تھی۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ نے صاحب دعوت سے صراحتاً اجازت اس لئے لی تھی کیونکہ آپؐ کو اس کی اجازت کا علم نہ تھا اگر اس کی اجازت کا علم ہوتا تو آپ اجازت نہ لیتے اور حدیث کے الفاظ اسی بات کو ثابت کرتے ہیں۔ (۲) بلا اجازت کسی دعوت ولیمہ وغیرہ میں جانا نہ چاہیے۔

## ۱۰۴: بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَوَعْظِهٖ وَتَأْدِيْبِهٖ مَنْ يُسِيْءُ اَكْلَهٗ

## باب: اپنے سامنے سے کھانا اور نا مناسب انداز سے کھانے والے کو تادیب و نصیحت

۷۴۰ : عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا قَالَ : كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۷۴۰ : حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی پرورش میں بچہ تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے اللہ کا نام لو۔ اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهٗ : "تَطِيْشُ" بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ مَعْنَاهُ : تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ اِلٰى نَوَاحِي الصَّحْفَةِ۔

تَطِيْشُ :پیالے کی اطراف میں حرکت کرنا یعنی برتن کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک گھومنا۔

**تخریج** : رواه البخاري في كتاب الاطعمة ، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين ، باب الاكل مما يليه ومسلم في كتاب الاشربة ، باب آداب الطعام والشراب واحكامها

**اللغات** : كنت غلاماً : نابالغ' آپ کی سرپرستی میں تھا۔ الصحفة : پیالے سے چھوٹا برتن جس میں پانچ آدمیوں کا کھانا آ سکے۔ **قصعه** : وہ پیالہ جس سے دس آدمی سیر ہو کر کھا سکیں۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کی تواضع کو ملاحظہ کریں کہ اپنے ربیب کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرماتے تھے حالانکہ بچوں سے طبیعت کو تنفر اور اس میں گھٹن پیدا کرنے والی باتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ (۲) اسلام میں کھانے کے جو آداب ہیں آنحضرت ﷺ نے کس قدر اہتمام سے عمر بن ابی سلمہ کو کھلائے۔

۷۴۱ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ : "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ : لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۴۱ : حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہؐ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تم اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ! اس نے جواباً کہا میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے کہا پھر خدا کرے طاقت نہ رکھے! اس کو تکبر نے آپؐ کا حکم ماننے سے روکا چنانچہ پھر وہ اپنے ہاتھ کو منہ کی طرف کبھی نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الشربۃ، باب آداب الطعام والشراب واحکامھا

**فوائد** : (۱) دائیں ہاتھ سے کھانا اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا مستحب ہے۔
(۲) اطاعت رسول ﷺ سے بطور تکبر اعراض کرنے والے کے حق میں آپ نے بددعا فرمائی۔
(۳) حدیث میں معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور وہ آدمی اپنا ہاتھ پھر کبھی منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔

## ۱۰۵ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا اِذَا اَكَلَ جَمَاعَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ رُفْقَتِهِ

## باب: اجتماعی کھانے میں دوسروں کی رضامندی کے بغیر دو کھجوروں وغیرہ کو ملا کر کھانا منع ہے

۷۴۲ :عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ :اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ ، فَرُزِقْنَا تَمْرًا ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَنَحْنُ نَاْكُلُ فَيَقُوْلُ : لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ "اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۴۲ : حضرت جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانہ میں قحط سالی کا شکار ہو گئے۔ پھر ہمیں چند کھجوریں ملیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزر رہے تھے اور کھجوریں کھا رہے تھے۔ پس آپؓ فرمانے لگے دو دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ۔ نبی اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا پھر فرمایا اگر آدمی اپنے ساتھی کو اسکی اجازت دے دے تو پھر درست ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المظالم، باب اذا اذن انسان لاخر جاز ۔ والشرکۃ، باب القرآن فی التمربین الشرکاء والاطعمۃ، باب القرآن فی التمر و مسلم فی کتاب الاشربۃ، باب نھی الاکل مع جماعۃ عن قرآن تمر تین ونحوھما فی لقمۃ الا باذن اصحابہ۔

**اللغات** :عام سنۃ :قحط والے سال۔لا تقارنوا :مت ملا کر کھاؤ۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔

**فوائد** : (۱) جب کسی جماعت کے ساتھ مل کر کھائے تو دو دو کھجوروں کو ملا کر نہ کھایا جائے۔ کیونکہ یہ حرص کی علامت ہے اور اس سے وہ آدمی عیب دار معلوم ہوتا ہے اور دوست کا حق غصب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے دوستوں کی اجازت کے وقت جائز ہے اور دوسرے جو پھل وفروٹ اس کے مشابہ ہوں ان کا یہی حکم ہے۔

## ۱۰۶ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

## باب: جو کھا کر سیر نہ ہوتا ہو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

۷۴۳ :عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ

۷۴۳ : حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم کھا کر سیر

اللّٰهِ اِنَّا نَاْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ : "فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ" قَالُوْا : نَعَمْ – قَالَ : "فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہوگے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کھانا مل کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ اللہ تعالیٰ برکت عنایت فرمائیں گے۔ (ابوداود)

**تخریج** : رواه ابوداود فی الاطعمة، باب الاجتماع علی الطعام

**اللغات** : فلعلکم : یہ استفہام توبیخی ہے اور سیر نہ ہونے کی علت بتلائی گئی ہے۔

**فوائد** : (ا) کھانے کو استعمال کرنے کے وقت اگر بسم اللہ پڑھی جائے اور کھانا بھی مل کر کھایا جائے تو اس سے کھانے والے سیر ہو جائیں گے کیونکہ اس سے کھانے میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

## ۱۰۷ : بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ مِنْ وَسَطِهَا

## باب: پیالے کی ایک طرف سے کھانا اور درمیان سے کھانے کی ممانعت

فِيْهِ قَوْلُهُ ﷺ : "وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس باب میں ایک تو آنحضرت ﷺ کا ارشاد: كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ بخاری و مسلم کی روایت ۷۴۰ گزری ہے۔

۷۴۴ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۴۴ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت کھانے کے درمیان میں اُترتی ہے پس تم اس کے دونوں کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے مت کھاؤ۔ (ابوداؤد، ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الاطعمة، باب ما جاء فی الاکل من اعلی الصحفة والترمذی فی الاطعمة واللفظ له باب ما جاء فی کراهة الاکل من وسط الطعام

**اللغات** : البركة : اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اضافہ و کثرت کھانے میں ڈالی جاتی ہے نیز فائدہ اٹھانے کو بھی کہا جاتا ہے۔
حافتيه : دونوں کنارے۔

**فوائد** : (ا) کھانے کے درمیان یا چوٹی سے کھانا مکروہ ہے اور ادب یہ ہے کہ سامنے سے کھائے اور خاص طور پر جبکہ کسی کے ساتھ مل کر کھا رہا ہو۔ اسی طرح روٹی کو درمیان سے نہ کھائے بلکہ ایک طرف سے شروع کرے۔

۷۴۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۷۴۵ : حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

قَالَ : كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّآءُ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ ، فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوْا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يَعْنِيْ وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا ، فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا ، فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَّلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

"ذِرْوَتُهَا" اَعْلَاهَا :بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا۔

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جس کا نام الغراء تھا۔اس کو چار آدمی اٹھا سکتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوتا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم چاشت کی نماز پڑھ لیتے تو وہ پیالہ لایا جاتا۔ اس میں ثرید بنایا گیا ہوتا تھا۔ پس لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے جب کبھی لوگ زیادہ ہو جاتے تو آپؐ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ایک دن ایک دیہاتی نے کہا یہ بیٹھنا کیسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے۔ مجھے جبار وسرکش نہیں بنایا۔ پھر فرمایا تم اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کی چوٹی کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیں گے۔ (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔

ذِرْوَتُهَا :اس کی چوٹی۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الاطعمة ، باب ما جاء فی الاکل من اعلی الصحفة

**اللغات** :الغراء : یہ اغر کی مونث ہے۔ یہ غرۃ سے نکلا ہے اور اصل میں گھوڑے کی پیشانی پر سفید نشانی کو کہا جاتا ہے اور ظاہراً اس کو تشبیہ بہت زیادہ معروف ہونے کی وجہ سے دی گئی۔ اضحو :چاشت کے وقت آئے۔یعنی دن کا چوتھائی حصہ گزر جائے۔ سجد والضحی : نماز چاشت پڑھ کر بعض رواۃ نے قد ثرد فیها کا جملہ نقل کیا یعنی اس میں ثرید بنایا گیا تھا۔شوربے میں روٹی توڑ کر ڈالنے کو کہا جاتا ہے۔ جثا علی رکبتیه: آپؐ اپنے قدموں کے بل بیٹھ گئے۔ کریماً : نبوت وعلم سے مجھ پر کرم فرمایا۔ جباراً : یہ جبر سے نکلا ہے۔ دوسرے کو کسی بات پر مجبور کرنا۔ عنیداً : میانہ روی سے ہٹنے والا۔ باغیا : جو جاننے کے باوجود حق کو رد کر دے۔ حوالیها :اطراف۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ کی تواضع اور کرم نفسی ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) کھانے کو اکٹھا کھانا اور قدموں کے بل بیٹھنا مستحب ہے۔ خاص طور پر جبکہ جگہ تنگ ہو اور اس طرح بیٹھنا شرفاء کا بیٹھنا ہے۔ (۲) تکبر تعلّی اور حق بات کو رد کر دینے سے آپؐ کو کس قدر نفرت تھی۔ (۳) پیالے کی اطراف سے کھانے کی ابتداء کی جائے اور جس حصہ میں برکت اترتی ہے اس کو آخر تک باقی رکھنا چاہئے حتی الامکان زائل نہ کرنا چاہئے۔

## ۱۰۸ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا

## باب: ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے

۷۴۶ :عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۴۶ : حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری)

قَالَ الْخَطَّابِیُّ : "الْمُتَّكِئُ هٰهُنَا : هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى وِطَآءٍ تَحْتَهٗ قَالَ : وَاَرَادَ اَنَّهٗ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَآءِ وَالْوَسَآئِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُّرِيْدُ الْاِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ ' بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَا مُسْتَوْطِئًا ' وَيَاْكُلُ بُلْغَةً هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ وَاَشَارَ غَيْرُهٗ اِلٰى اَنَّ الْمُتَّكِئَ: هُوَ الْمَآئِلُ عَلٰى جَنْبِهٖ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

امام خطابیؒ نے فرمایاالْمُتَّكِئُ سے مراد وہ شخص ہے جو نیچے بچھائے ہوئے گدے پر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ یا گدا لگا کر نہ بیٹھتے جس طرح زیادہ کھانے والے بیٹھتے ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکڑ کر بیٹھتے۔ گدے پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھے اور بقدر ضرورت کھاتے۔ یہ خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا۔
دیگر علماء نے فرمایا: الْمُتَّكِئَ کا معنی پہلو کی طرف جھکنا ہے۔ واللہ اعلم

**تخریج** : اخرجه البخاری فی كتاب الاطعمة ' باب الاكل متكئا

**اللُّغَاتْ** : وطیاء : جس پر بیٹھا جائے۔ یہ غطاء کا الٹ ہے۔ اس کا معنی جس سے ڈھانپا جائے۔ الوسائد جمع وسادہ: تکیہ۔ مستوفزا: پورا جم کر نہ بیٹھنا بلکہ جلدی میں بیٹھنا۔ بلغه : جس سے زندگی بچ سکے۔

۷۴۷ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔"الْمُقْعِيْ" : هُوَ الَّذِيْ يُلْصِقُ اَلْيَتَيْهِ بِالْاَرْضِ وَيَنْصِبُ سَاقَيْهِ۔

۷۴۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں زانو کھڑے ہو کر کھجوریں تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم) الْمُقْعِيْ : سرین کو زمین کے ساتھ ملا کر دونوں زانوں کو کھڑا رکھنا۔

**تخریج** : رواه مسلم فی كتاب الشربة ' باب استحباب تواضع الاكل وصفة قعوده

**فوائد** : (۱) ماقبل کے فوائد۔ (۲) ایسی حالت کے ساتھ بیٹھنا جو تکبر اور بڑھائی پر دلالت کرے ممنوع ہے اور یہ حالتیں عرف و مقامات کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ (۳) نہ زیادہ کھانا چاہئے اور نہ زیادہ دسترخوان پر بیٹھنا چاہئے۔ (۴) تواضع اختیار کرنا نبی اکرم ﷺ کی کامل اقتداء ہے۔

## ۱۰۹:بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَاسْتِحْبَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ ' وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْقَصْعَةِ وَاَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِيْ تَسْقُطُ مِنْهُ وَاَكْلِهَا وَجَوَازِ مَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

## باب : تین انگلیوں سے کھانا اور انگلیاں چاٹنا مستحب ہے اور چاٹنے سے پہلے پونچھنا مکروہ ہے گرے ہوئے لقمے کو صاف کر کے کھانا اور انگلیاں چاٹنے کے بعد کلائی وقدم پر ملنا

۷۴۸ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

۷۴۸ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ اَصَابِعَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے وہ اپنی انگلیاں اس وقت تک نہ پونچھے یہاں تک کہ ان کو چاٹ لے۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی الاطعمة ' باب لعق الاصابع و مسلم فی الاشربة ' باب استحباب لعق الاصابع والقصعة

**اللغات** : طعاما: اس میں ایسی رطوبت ہو جو انگلیوں سے چاٹی جاتی ہے۔ یلعقها : جو کھانے کا اس پر اثر ہو اس کو چاٹ لے۔

**فوائد** : (۱) انگلیوں کا چاٹنا مستحب ہے اور اسی طرح چمچ دھونے سے قبل یہی حکم ہے۔ کھانے کے آثار میں سے کسی چیز کا اس پر چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (۲) دوسرے کی انگلیاں بھی چاٹی جا سکتی ہیں جبکہ ان سے محبت و معروف کا تعلق ہو اور ان سے تبرک کی چاہت ہو اور اس کو برا نہ سمجھا جاتا ہو مثلاً بیٹا اور محبوب دوست۔

۷۴۹ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۴۹ : حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرما رہے تھے جب آپؐ فارغ ہوئے تو ان انگلیوں کو چاٹ لیا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی الاشربة ' باب استحباب لعق الاصابع والقصعة

**فوائد** : (۱) کھانے سے فراغت کے بعد انگلیاں چاٹنا مستحب ہے' درمیان میں نہیں۔ کیونکہ وہ ان کو کھانے میں لوٹائے گا تو اس کے تھوک کا اثر باقی ہو گا جس کو دوسرے برا خیال کریں گے۔ (۲) تین انگلیوں سے کھانا مستحب ہے (وسطیٰ' مسبحہ' ابہام) انگوٹھا انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کھانے کے لئے استعمال کی جائے جیسا کہ طبرانی کی روایت میں ہے اور آپ ﷺ کی عام عادت مبارکہ یہی تھی۔ اس کے خلاف کسی ضرورت سے کیا۔ کیونکہ ان سے کم انگلیوں سے کھانا تکبر اور زیادہ سے کھانا حرص کی علامت ہے۔

۷۵۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ ' وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۰ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب الاشربة ' باب استحباب لعق الاصابع والقصه

**اللغات** : الصحفه : کھانے کا برتن۔ لا تدرون : تم نہیں جانتے۔ فی ای طعامکم : اس کے اجزاء میں سے کسی جزء میں۔

**فوائد** : (۱) انگلیوں کے ساتھ باقی رہ جانے والے کھانے کے اثرات کو چاٹ لینا مستحب ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ کھانے کی برکات حاصل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی ناقدری بھی نہ ہو۔ کھانے کے تمام اجزاء سے استفادہ حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پوری احتیاط ہو سکے۔

۷۵۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ' وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهُ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۱ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا لے اور اس کے ساتھ جو تکلیف دہ چیز لگ گئی اُسے دور کر کے اسے کھا لے اور اسے شیطان کیلئے پڑا نہ رہنے دے اور اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے۔ اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الاشربہ ' باب لعق الاصابع والقصعة واکل اللقمة والساقطة

**اللغات** : لقمه : ایک مرتبہ منہ میں ڈالی جانے والی کھانے کی مقدار۔ فلیمط : صاف کرے۔ اذی : جو مٹی وغیرہ لگی ہے۔ لا یدعها الشیطان : اس کو نہ چھوڑے ' تکبر پر تنبیہ فرمائی کہ اس کا اٹھانا متکبر ناپسند کرتا ہے۔ بالمندیل : رومال یہ ندل سے نکلا ہے جس کا معنی نکالنا اور منتقل کرنا ہے۔

**فوائد** : (۱) جو کھانے کا لقمہ وغیرہ گر جائے اس کو صاف کر کے کھانا مستحب ہے اس سے نفس میں تواضع آئے گی اور شیطان ذلیل ہو گا اور برکت کا ذریعہ بنے گا۔ جب تک کہ اس پر ایذا نہ لگے جو اتاری نہ جا سکے۔ (۲) چاٹنے کے بعد ہاتھ کو رومال سے صاف کرنا درست ہے اگر دھونا میسر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

۷۵۲ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَاْنِهِ ' حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ' فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ لِلشَّيْطَانِ ' فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهُ ' فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵۲ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کام کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے موقعہ پر بھی حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے پس وہ اس کو اٹھا کر اس کے ساتھ لگنے والے غبار وغیرہ کو دور کرے پھر اس کو کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو پس وہ اپنی انگلیاں چاٹ لے۔ اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الاشربہ ' باب استحباب لعق الاصابع والقصعة واکل اللقمة الساقطه۔

**اللغات** : شانه : اس کا معاملہ اور حالت

**فوائد** : (۱) ماقبل روایت کے فوائد ملاحظہ ہوں نیز انسان کے کاموں میں شیطان ہر وقت پیچھے لگنے والا ہے اس سے احتیاط ضروری ہے کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت پر ابھارتا رہتا ہے۔ (۲) بسم اللہ کھانے کے وقت مسنون ہے تا کہ شیطان کو بھگایا جا سکے۔

۷۵۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ

۷۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ : "اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ" وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ وَقَالَ : "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِىْ اَىِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو وہ اس کو اٹھالے اور اس سے لگنے والی ایذا کو دور کر لے اور کھالے اور اس کو شیطان کے لئے پڑا نہ رہنے دے اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم برتن کو چاٹ لیا کریں اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کونسے کھانے میں برکت ہے۔ (مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم فى كتاب الاشربة ' باب استحباب لعق الاصابع والقصعة واكل اللقمة والساقطه

**اللغات** : تسلت : پونچھ لے اور جو اس میں کھانا ہو اس کو زائل کر لے۔

**فوائد** : (۱) کھانے سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تکبر سے اس کو ضائع نہ کرنا چاہئے اور بے کار نہ پھینکنا چاہئے۔ (۲) برتنوں سے کھانے کے آثار کو بھی صاف کر لینا چاہئے اور انگلیوں کو چاٹنا چاہئے اس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ (۳) آپ ﷺ نے کھانے کی کسی بھی چیز کو ضائع کرنے سے روکا اس سے برکت' میانہ روی اور کفایت حاصل ہو جائے گی۔

٧٥٤ : وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ سَاَلَ جَابِرًا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ' فَقَالَ : لَا ' قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِىِّ ﷺ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا ' فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَاَقْدَامُنَا' ثُمَّ نُصَلِّىْ وَلَا نَتَوَضَّاُ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۷۵۴ : حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس جیسے کھانے بہت کم پاتے تھے جب ہم پاتے تو ہمارے پاس رومال نہ تھے بس ہتھیلیاں' کلائیاں اور اپنے قدم (ان سے ہم ہاتھ پونچھ لیتے) پھر ہم نماز ادا کرتے اور وضو نہ کرتے تھے۔ (بخاری)

**تخريج** : رواه البخارى فى الاطعمة 'باب المناديل

**اللغات** : **مست النار** : بھنی ہوئی' پکی ہوئی' ابلی ہوئی وغیرہ۔ **فقال لا** : اس سے وضو نہیں۔ **اكفنا** جمع **كف** : ہتھیلی بمعہ انگلیاں۔ **سواعدنا** جمع **ساعد** : کلائی۔ کہنی اور ہتھیلی کے درمیان کا حصہ۔

**فوائد** : (۱) آگ سے پکی ہوئی چیز کھا لینے کے بعد وضو کرنا منسوخ ہو گیا۔ (۲) ہاتھ وغیرہ پر کھانے کا آثار کو ہاتھ وغیرہ پر ملنا درست ہے جبکہ دھونے کے لئے پانی یا صاف کرنے کے لئے رومال میسر نہ ہو۔ (۳) حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھوں کو سجدہ کے وقت مٹی میں زیادہ ملوث نہ کرے تا کہ اگر اس کے ساتھ کھانے کے کچھ اثرات ہوں تو مٹی لگنے سے ہاتھ زیادہ ملوث ہو جائے گا۔ (۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اتنی تنگی کی تھی مگر ان کا مقصد کھانا پینا نہ تھا اس لئے جو میسر آتا وہ کھا لیتے۔

## ١١٠ :بَابُ تَكْثِيرِ الْاَيْدِیْ عَلَى الطَّعَامِ

## باب: کھانے پر ہاتھوں کا اضافہ

٧٥٥ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٥٥ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : اس کی **تخریج** روایت ٥٦٥/٢ میں ملاحظہ ہو۔

٧٥٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ ، وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةِ ، وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٧٥٦ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہے۔(مسلم)

**تخریج** : اس روایت کی تخریج باب المواساة والایثار ٢/٥٦٥ میں گزر چکی۔

**فوائد** : (١) ماقبل کے فوائد ملاحظہ ہوں نیز مستحب یہ ہے کہ اکٹھا کھایا جائے الگ الگ نہ کھایا جائے۔(٢) دوسروں کو کھانا کھلانا چاہئے اور کھانا اتنا بھی کافی ہے جس سے بھوک کا ازالہ ہو جائے۔(٣) مل کھانے سے کھانے میں برکت اور دلوں میں الفت وسرور پیدا ہوتا ہے۔

## ١١١ :بَابُ اَدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْاِنَاءِ وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْاِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اِدَارَةِ الْاِنَاءِ عَلَى الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِئِ

## باب: پینے کے آداب' برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینا مستحب ہے اور برتن میں سانس لینا مکروہ ہے اور برتن دائیں سے شروع کر کے دائیں ہی طرف بڑھاتے جانا

٧٥٧ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – يَعْنِيْ يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْاِنَاءِ۔

٧٥٧ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے۔(بخاری ومسلم) یعنی برتن سے باہر سانس لیتے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الاشربة ' باب الشرب بنفسین او ثلاثة و مسلم فی کتاب الاشربة ' باب کراهة التنفس فی الاناء

**فوائد** : (۱) پانی تین گھونٹ سے پیے اور ہر گھونٹ کے بعد سانس لے اور سانس کے وقت منہ سے برتن کو دور رکھے۔ اس میں بے شمار صحت کے راز بھی مضمر ہیں۔

۷۵۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ ، وَسَمُّوْا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۵۸ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح پانی مت پیو بلکہ دو اور تین سانس سے پیو اور جب تم پینے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لو اور جب برتن بڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

**تخريج** : رواه الترمذی فی کتاب الاشربة ، باب ما جاء فی التنفس فی الانباء

**اللُّغَات** : لا تشربوا واحدًا : پانی کا ایک ہی گھونٹ مت بناؤ کہ درمیان میں سانس نہ لو۔ کشرب البعیر : اونٹ پانی پینے میں سانس نہیں لیتا۔ مثنیٰ : دو مرتبہ۔ ثلاث : تین مرتبہ۔ رفعتم : منہ سے برتن دور کرو۔

**فوائد** : (۱) ایک گھونٹ میں پانی پینا مکروہ ہے اور جب پینا شروع کرے تو بسم اللہ پڑھے۔ اگر مکمل پڑھ لے تو افضل ہے اور جب پانی ختم کرے تو الحمد للہ کہے۔ اگر اس نے رب العالمین بھی کہہ لیا تو یہ اکمل ہے۔ (۲) ہر سانس کی ابتداء و انتہا میں بسم اللہ الحمد للہ تکمیل سنت ہے۔

۷۵۹ : وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، يَعْنِيْ يُتَنَفَّسَ فِيْ نَفْسِ الْإِنَاءِ۔

۷۵۹ : حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم) یعنی پیتے وقت اسی برتن میں سانس لینا۔

**تخريج** : رواه البخاری فی الاشربة ، باب النهی عن التنفس فی الاناء وفی الوضوء و مسلم فی کتاب الاشربة، باب كراهة التنفس فی نفس الاناء

**فوائد** : (۱) پانی پینے کے دوران برتن میں سانس لینا مکروہ ہے۔ اسی طرح گھونٹ کے بعد برتن میں سانس لینا یا منہ برتن پر ہی رہنے دینا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ (۲) منہ کو برتن سے ہٹالینا چاہئے تا کہ تھوک سے پانی متاثر نہ ہو یا منہ کی بو سے متاثر نہ ہو جس کو دوسرا پینے والا برا سمجھ کر پانی کو استعمال نہ کر سکے۔

۷۶۰ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ وَّعَنْ يَسَارِهٖ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَشَرِبَ ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ :"الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۷۶۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپؐ کے دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پس آپؐ نے پیا پھر دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا دایاں اور پھر دایاں۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهُ "شِيْبَ" :اَیْ خُلِطَ۔ شِيْبَ :ملایا گیا۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاشربۃ ' باب شرب اللبن بالماء وباب الایمن فالایمن و مسلم فی الاشربۃ ' باب استحباب اوارۃ الماء باللبن

**فوائد** : (۱) سنت طریقہ پینے اور ضیافت وغیرہ میں یہ ہے کہ مجلس میں کسی بڑے سے ابتداء کروائی جائے۔ پھر دائیں جانب سے۔ (۲) اگر مجلس میں تمام لوگ برابر ہوں تو پھر میزبان اپنی دائیں جانب سے شروع کرے۔ (۳) اگر کسی نے مجلس میں سے پانی مانگ لیا تو اس کو دے کر پھر اس کے دائیں جانب سے آگے چلائیں۔ اگرچہ بائیں جانب والا تمام اعتبارات سے اس سے افضل ہو۔

۷۶۱ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ "اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَآءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ : لَا وَاللّٰهِ ' لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا' فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهُ "تَلَّهٗ" اَیْ وَضَعَهٗ ' هٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

۷۶۱ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشروب لایا گیا جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف شیوخ و معمر لوگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو فرمایا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں ان کو دے دوں۔ پس اس لڑکے نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں آپؐ کی طرف سے ملنے والے حصے پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (بخاری و مسلم) تَلَّهٗ : رکھ دیا۔

یہ لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاشربۃ ' باب ھل یستاذن الرجل من عن یمینہ فی الشرب لیعطی الاکبر و مسلم فی الاشربۃ ' باب استحباب ادارہ الماء باللبن۔

شرح روایت ۵۶۸/۴ میں ملاحظہ ہو۔

**فوائد** : (۱) صاحب حق اگر دوسرے کو اجازت دے تو جائز ہے۔ جبکہ اس کو معلوم ہو کہ میزبان اس بات سے ناراض نہ ہوگا۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباس سے اجازت طلب کی اور دیہاتی سے اجازت طلب نہیں فرمائی کیونکہ اس کا اسلام قبول کرنے کا زمانہ قریب تھا اور وہ ان آداب سے واقف نہ تھا۔

## ۱۱۲ : بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانُ اَنَّهٗ كَرَاهَةُ تَنْزِيْهٍ لَا كَرَاهَةُ تَحْرِيْمٍ

## باب : مشک وغیرہ کو منہ لگا کر پینا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں

۷۶۲ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ

۷۶۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِىْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا وَيُشْرَبَ مِنْهَا' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے مُنہ کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الاشربة ' باب اختناث الاسقية و مسلم فی الاشربة ' باب ما آداب الطعام واشراب واحكامها

**اللُّغَاتُ** :الاسقية : جمع سقاء 'چمڑے کا برتن جس میں پانی رکھا جائے مثلاً مشکیزہ۔تکسر :دوہرا کرنا۔افواهها جمع فم۔

**فوائد** : (۱)اس برتن کو منہ لگا کر پینے کی کراہت معلوم ہوتی ہے جس کے اندر والا حصہ نظر نہ آتا ہو تا کہ کوئی خطرناک چیز اس کے اندر نہ ہو اور وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو کر نقصان پہنچائے۔

٧٦٣ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِى السِّقَاءِ اَوِ الْقِرْبَةِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٦٣ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے چھوٹی مشک یا بڑی مشک کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الاشربة ' باب الشرب من فم السقاء ومسلم فی المساقاة باب غرز الخشب فی جدار الجار

**اللُّغَاتُ** :القربة :مشکیزہ چھوٹے بڑے دونوں پر بولا جاتا ہے مگر عموماً چھوٹے پر بولا جاتا ہے۔

٧٦٤ : وَعَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِىْ قِرْبَةٍ مُّعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ - وَاِنَّمَا قَطَعْتُهَا لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَتَتَبَرَّكَ بِهٖ وَتَصُوْنَهٗ عَنِ الْاِبْتِذَالِ - وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلٰى بَيَانِ الْجَوَازِ وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

٧٦٤ :ام ثابت کبشہ بن ثابت ہمشیرہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکی ہوئی مشک سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ پھر میں اٹھی اور مشک کے اس منہ کو کاٹ لیا (تبرک کے طور پر)......(ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ام ثابت نے اس کو اس لئے کاٹا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے لگنے والی جگہ محفوظ رہے اور اس سے برکت حاصل کریں اور ہر وقت استعمال سے اس کو محفوظ کر لیں۔ یہ حدیث بین جواز کو ثابت کرتی ہے۔

اور پہلی دونوں حدیثیں افضلیت اور کمال کو بیان کرتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

**تخریج**: رواہ الترمذی فی کتاب الاشربۃ ' باب ما جاء فی الرخصۃ فی اختناث الاسقیۃ

**فوائد**: (۱) کھڑے ہوکر پینا جائز ہے۔ایسے برتن سے کہ جس کا اندر کا حصہ نظر نہ آتا ہو اور ممانعت والی روایت کراہت تنزیہی پر دلالت کرتی ہے (۲) نیک لوگوں کے آثار سے تبرک درست مگر شرط یہ ہے کہ اس کو عبادت اور تقدیس کا مظہر نہ بنالیا جائے۔

## ۱۱۳ :بَابُ کَرَاھَةِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ

## باب: پانی میں پھونک مارنا مکروہ ہے

۷۶۵ : عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ : اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِی الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ : "اَهْرِقْهَا" قَالَ اِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ : "فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِیْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ - وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۶۵ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! اگر میں برتن میں کوئی تنکا دیکھوں تو؟ اس پر آپؐ نے فرمایا اس کو انڈیل دو۔ اس نے عرض کیا میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا تو آپؐ نے فرمایا پھر پیالے کو اپنے منہ سے (ایک دو سانس کے بعد ہٹالو)......(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الاشربۃ ' باب کراھۃ النفخ فی الشراب

**اَللُّغَاتُ** :القذاۃ ۔ القذی : کا واحد ہے تنکا یا مٹی یا میل پانی میں پڑ جائے۔اھرقھا :اس کو بہادو۔فابن القدح :منہ سے پیالے کو دور کر جبکہ تم ایک گھونٹ سے زیادہ پینا چاہتے ہو۔

۷۶۶ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی اَنْ یُّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ اَوْ یُنْفَخَ فِیْهِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ - وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۷۶۶ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الاشربۃ ' باب کراھۃ النفخ فی الشراب

**فوائد** : (۱) ماقبل کے **فوائد** ملاحظہ ہوں۔نیز پانی پینے کے دوران اس میں پھونک مارنا یا اس کے بعد پھونک مارنا مکروہ ہے خواہ کسی تنکے کو دور کرنے کی خاطر کیوں نہ ہو۔(۲) اگر پیالے میں کوئی تنکا وغیرہ ہو اس کو بہادیا جائے۔(۳) اسلام صحت کا ضامن ہے اور میل کچیل کو جسم سے زائل کرنے اور دور رکھنے کا کس قدر اہتمام کرتا ہے۔

## ۱۱۴ :بَابُ بَیَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَبَیَانِ اَنَّ الْاَکْمَلَ وَالْاَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا

فِیْهِ حَدِیْثُ کَبْشَةَ السَّابِقُ

## باب: کھڑے ہوکر پینا جائز ہے مگر بیٹھ کر پینا افضل ہے

اس میں ایک روایت نمبر ۷۶۴ کبشہ والی گزری۔

٧٦٧ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٧٦٧ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم پلایا تو آپ نے کھڑے ہونے کی حالت میں پیا۔ (بخاری ومسلم)

**تخريج** : اخرجه البخارى فى الاشربة ' باب الشرب قائما وفى الحج باب ما جاء فى زمزم و مسلم فى الاشربة ' باب فى الاشربة من زمزم قائماً

**اللُّغَاتُ** : من زمزم : یعنی زمزم کے کنواں کا پانی۔

٧٦٨ : وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَابَ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا وَّقَالَ : اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٧٦٨ : حضرت نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب راحبہ پر پانی کے پاس آئے اور کھڑے ہوکر پانی پیا پھر فرمایا: بعض لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو ناپسند کرتے ہیں بے شک میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا جیسے تم نے دیکھا۔ (بخاری)

**تخريج** : رواه البخارى فى الاشربة ' باب الشرب قائماً

**اللُّغَاتُ** : الرحبة : وسیع جگہ۔ رحبة المسجد سے مسجد کا وسیع صحن مراد ہوتا ہے۔

٧٦٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَاْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِيْ وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٧٦٩ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے اور کھڑے کھڑے پانی پی لیتے۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخريج** : رواه الترمذى فى الاشربة ' باب ما جاء فى النهى عن الشرب قائماً

**اللُّغَاتُ** : قيام : جمع قائم ہے۔ کھڑے ہونے والے۔

٧٧٠ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَّقَاعِدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٧٧٠ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے دیکھا۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخريج** : رواه الترمذى فى كتاب الاشربة ' باب ما جاء فى الرخصة فى الشرب قائماً

**فوائد** : (١) سابقہ تین روایات ملاحظہ ہوں۔ اس روایت سے کھڑے ہوکر بیٹھ کر پینے کا جواز ثابت ہو رہا ہے مگر افضل بیٹھ کر پینا

ہے۔(۲) حدیث علی رضی اللہ عنہ میں قول وعمل دونوں سے حکم کا استحباب ثابت ہو رہا ہے۔

۷۷۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا - قَالَ قَتَادَةُ : فَقُلْنَا لِاَنَسٍ : فَالْاَكْلُ ؟ قَالَ : ذٰلِكَ اَشَرُّ - اَوْ اَخْبَثُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً۔

۷۷۱ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی پئے۔قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے پوچھا پھر کھانے کا کیا حکم؟ تو انہوں نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ برا اور بدتر عمل ہے۔ (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹ پلائی۔

**تخريج** : رواه مسلم فى كتاب الاشربة ' باب كراهة الشرب قائماً

**اللُّغَاتُ** : فالاكل : کھڑے ہو کر پینے کا کیا حکم ہے۔اشروا خبث : یہ ممانعت کا اس سے زیادہ حقدار ہے۔زجر : روکنا۔

۷۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا' فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۷۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے کھڑے ہو کر ہرگز پانی نہ پئے جو بھول جائے وہ قے کر ڈالے۔(مسلم)

**تخريج** : رواه مسلم فى كتاب الاشربة ' باب كراهية الشرب قائماً

**اللُّغَاتُ** : نسى : اس نے کھڑے ہو کر جان بوجھ کر پیا اور نسی سے مراد یہاں چھوڑنا اور ترک کرنا ہے۔فليستقى : وہ قے کر دے۔

**فوائد** : (۱) ماقبل والے فوائد زیر غور ہوں مزید برآں یہ ہیں کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے اور کھڑے ہو کر کھانے کی ممانعت شدید ہے۔(۲) جس نے کھڑے ہو کر پیا ہو وہ قے کر دے تاکہ نفس کو بھی ہوش آئے کہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔(۳) ظاہر سے یہ

## ۱۱۵ : بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرَهُمْ شُرْبًا

## باب : پلانے والا سب سے آخر میں پئے

۷۷۳ : عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ" يَعْنِي شُرْبًا' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷۳ : حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قوم کا ساقی پینے میں سب سے آخر میں پیتا ہے۔(ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخريج** : رواه الترمذى فى الاشربة' باب ما جاء ان ساقى القوم آخرهم شربًا رقم ۱۸۹۵

**فوائد** : (۱) یہ ادب بیان کیا گیا ہے کہ پلانے والا' کھلانے والا یا پھل تقسیم کرنے والا خود آخر میں اپنا حصہ لے۔

## ۱۱۶ :بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيْعِ الْاَوَانِي الطَّاهِرِ غَيْرَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَوَازِ الْكَرْعِ – وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهٖ – بِغَيْرِ اِنَآءٍ وَّلَا يَدٍ وَّتَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَآءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَالْاَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَآئِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

## باب: تمام پاک برتنوں سے سوائے سونا چاندی کے پینا جائز ہے اور نہر وغیرہ سے بغیر برتن کے منہ لگا کر پینے کا جواز اور چاندی اور سونے کے برتن کھانے پینے اور طہارت میں استعمال کرنا بھی حرام ہے

۷۷٤ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهٖ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ ' فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ – قَالُوْا : كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ : ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ– هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِمُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِاِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ ' فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّآءٍ ' فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ –قَالَ اَنَسٌ : فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ ' فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ۔

۷۷٤ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نماز کا وقت ہو گیا قریب گھر والے تو اپنے گھروں میں چلے گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں ہتھیلی بھی نہیں پھیل سکتی تھی مگر سب لوگوں نے وضو کیا۔ لوگوں نے پوچھا تمہاری تعداد کتنی تھی؟ حضرت انس کہتے ہیں کہ اسّی (۸۰) یا اس سے زیادہ یہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور دوسری تعلیم بخاری و مسلم کی روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ آپؐ کے پاس ایک ایسا پیالہ لایا گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپؐ نے اس میں اپنی انگلیاں مبارک رکھ دیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے پس میں نے وضو کرنے والوں کو شمار کیا تو وہ ستّر اور اسّی کے درمیان تھے۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی كتاب الوضوء ' باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارة و مسلم فی الفضائل ' باب فی معجزات النبی ﷺ۔

**اللغات** :حضرت :نماز کا وقت آ گیا۔ الی اهله : وضو کے لئے اپنے گھر کی طرف چل دیئے یا چلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ المخضب : پتھر کا برتن۔ ان یبسط فیه کفه: کھلا ہاتھ یا ہتھیلی اس میں رکھ سکے۔ فتوضا القوم :یعنی قوم نے اس پانی سے جو حضور ﷺ کی انگلیوں سے نکل رہا تھا' وضو کیا۔

**فوائد** : (۱) پتھر کے برتنوں کو وضو اور دوسرے کاموں کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔(۲) پانی کی زیادتی' برکت اور آپ ؐ کی انگلیوں سے پانی بہنا معجزہ رسول ﷺ ہے۔

۷۷۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَاَخْرَجْنَا لَهٗ مَآءً فِيْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الصُّفْرُ" بِضَمِّ الصَّادِ ' وَيَجُوْزُ كَسْرُهَا' وَهُوَ النُّحَاسُ "وَالتَّوْرُ" كَالْقَدَحِ ' وَهُوَ بِالتَّآءِ وَالْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ۔

۷۷۵ : حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے تانبے کے ایک پیالے میں پانی پیش کیا تو آپ ؐ نے اس سے وضو فرمایا۔(بخاری)

الصُفْرُ : تانبا۔

التَّوْرُ : پیالے جیسا برتن

**تخریج** : رواه البخاری فی ابواب متعدده من الوضوء منها ' باب الوضوء من التور

**فوائد**: تانبے کا برتن وضو یا کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز ہے۔

۷۷٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"الشَّنُّ" :الْقِرْبَةُ۔

۷۷٦ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لائے اور آپ ؐ کے ساتھ ایک اور ساتھی بھی تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے پاس رات کا باسی پانی مشکیزے میں ہو تو وہ ہمیں دو۔ ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ (بخاری)

الشَّنُّ : مشک

**تخریج** : رواه البخاری فی الاشربة ' باب شرب اللبن بالماء و باب الكرع فی الحوض

**اَللُّغَاتٌ** : رجل :ابوالہیثم بن تیہان مراد ہیں۔ صاحب : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ الشن والشنة :چمڑے کی پرانی مشک۔اسکو شن اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں پانی زیادہ دیر تک ٹھنڈا رہتا ہے۔ جہاں تک اس کو طلب کرنا کا سبب ہے تو وہ یہ تھا کہ یہ گرمیوں کا موسم تھا اور اس موسم میں اس میں پانی زیادہ دیر تک صاف اور ٹھنڈا رہتا ہے۔ کرعنا :منہ لگا کر بغیر برتن کے پانی پینا۔

**فوائد** : (۱) جس جگہ سے پانی نکل رہا ہو اس سے منہ لگا کر پینا جائز ہے مثلاً چشمہ' نہر' دریا وغیرہ اور جن حدیثوں میں ممانعت آئی ہے ان سے کراہت تنزیہی ثابت ہوتی ہے۔

۷۷۷ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ :

۷۷۷ : حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے اور باریک ریشم' سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پینے سے منع فرمایا اور

"هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا ، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ارشادفرمایا یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اورتمہارے لئے آخرت میں۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی اللباس ' باب لبس الحریر و افتراشه للرجال والاشربة ' باب الشرب فی آنیة الذهب و باب آنیة الفضة و مسلم فی اللباس ' باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء ......

**اللُّغَاتُ** :نهانا :ہم عاقل وبالغ مردوں کومنع کیا۔ دیباج :اس لباس کوکہتے ہیں جس کاباہری حصہ ریشم کااوراندرونی کپڑے کا ہو۔

**فوائد** : (۱)مردوں پرریشم پہننا حرام ہےاورسونے چاندی کے برتنوں میں پینا مردوزن دونوں کے لئے حرام ہے۔باقی استعمال کےطریقے ان کاحکم بھی پینے کی ہی مانند ہے۔(۲) کفارآخرت کی نعمتوں سےمحروم ہوں گےاور جوحرام کاموں کاارتکاب کرتے ہیں

۷۷۸ : وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :اِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ :"مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ۔

۷۷۸ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں جوسونے اور ندی کے برتنوں میں کھاتا اور پیتا ہے۔

اور مسلم کی دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ جس نے سونے اور ندی کے برتن سے پیا۔پس بے شک وہ اپنے پیٹ میں جہنم سے آگ بھررہا ہے۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الاشربة ' باب آنیة الفضة و مسلم فی اللباس ' باب تحریم استعمال اوانی الذهب والفضة فی الشرب وغیره علی الرجال والنساء

**اللُّغَاتُ** :یجرجر : جرجر سےمشتق ہے'اس کالغوی یہ ہے کہ کوئی چیز کسی برتن میں اس طرح انڈیلی جائے کہ اس سےآواز پیدا ہو۔جوآدمی سونے چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آگ کوداخل کررہا ہے۔جرجرت النار: آگ میں داخل ہونا جب وہ بھڑ کنے لگے۔

**فوائد** : (۱)ان لوگوں کے لئے شدید وعید ہے جوکھانے پینے اورباقی کاموں میں سونے چاندی کے برتن استعمال کرتے ہیں۔ابن ہیثمی نے اپنی کتاب زواجر میں اس کوکبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔اس لئے کہ یہ اسراف وتبذیر کی ایک قسم اور متکبر مالداروں کی عادت ہے۔اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس اس طرح سونا چاندی کم ہوجاتے اور عام لوگوں پراس کی خرید وفروخت تنگی کا باعث ہوتی ہے۔

# كِتَابُ اللِّبَاسِ

## ۱۱۷ :بَابُ اِسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْاَبْيَضِ وَجَوَازُ الْاَحْمَرِ وَالْاَخْضَرِ وَالْاَصْفَرِ وَالْاَسْوَدِ وَجَوَازِهٖ مِنْ قُطْنٍ وَّكَتَّانٍ وَّشَعْرٍ وَّصُوْفٍ وَّغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيْرَ

## باب: سفید کپڑا مستحب ہے البتہ سرخ، سبز، زرد، سیاہ رنگ کے کپڑے جو کپاس، السی، بالوں اور اون وغیرہ کے ہوں جائز ہیں سوائے ریشم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ [الاعراف:٢٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ﴾ [النحل:٨١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے ستر کو چھپاتا اور زینت کا باعث ہے۔ اور تقویٰ کا لباس بہت زیادہ بہتر ہے''۔ (اعراف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اس نے تمہارے لئے کچھ قمیص ایسے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں کچھ قمیص ایسے بنائے جو تمہیں لڑائی سے بچاتے ہیں۔

حل الآیات: انزلنا علیکم: ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا۔ یواری: تمہیں ڈھانپ لیا۔ سواتکم: ستر۔ ریشاً: کپڑے جن سے تزئین کی جائے۔ لباس التقوی: اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف۔ سرابیل: جمع سربال، قمیص یا ذرع یا ہر وہ چیز جس کو پہنا جائے۔ تقیکم: تمہیں سے روکتے ہیں گرمی اور سردی۔ باسکم: نیزے کا وار یا تلوار کی ضرب۔

۷۷۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۷۷۹: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اس میں اپنے مُردوں کو دفن کر دیا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج**: رواه ابوداود فی اللباس، باب فی البیاض والترمذی فی کتاب الجنائز، باب ما یستحب من الاکفان

اللغات: البیاض: سفید کپڑے ان کو سفیدی سے تعبیر فرمایا گویا مجسم سفیدی۔

۷۸۰: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۷۸۰: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِلْبَسُوْا الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ" رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ ، وَالْحَاكِمُ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو۔ اس لئے کہ وہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔ (نسائی، حاکم)
یہ حدیث صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ النسائی فی الجنائز ، باب ای الکفن خیر والحاکم فی المستدرك

**اللغات** : اطهر : صفائی کی وجہ سے وہ میل سے دور ہے۔ اطیب : تکبر سے دور ہے کیونکہ متکبر لوگ اکثر رنگ برنگ پہنتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) پہلی حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں نیز سفید کپڑے پہننے کا استحباب ثابت ہو رہا ہے خاص کر جمع اور مناسب مواقع میں مگر عیدین کے موقع پر اگر میسر ہوں تو نئے کپڑے پہنے اور اگر وہ سفید ہوں تو بہت مناسب ہیں۔ (۲) میت کو سفید کپڑوں میں کفن دینا چاہئے۔

۷۸۱ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا ، وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۱ : حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔ میں نے آپؐ کو سرخ رنگ کے جوڑے میں دیکھا میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کسی کو کبھی نہ دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی اللباس ، باب الثوب الاحمر والمناقب ، باب صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم ورواہ مسلم فی فضائل النبی صلی اللہ علیه وسلم فی صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم وانه کان احسن الناس وجهاً

**اللغات** : مربوعاً : نہ چھوٹا نہ بہت لمبا۔ بلکہ لمبائی مناسب۔ حله : ایسا کپڑا جس کا اندروالا حصہ اور باہر والا حصہ ایک جنس کا ہو یا دو کپڑے جو ایک جنس سے ہوں۔ آج کل کے جبہ کے ساتھ مشابہ تھا۔ قسط : زمانہ گزشتہ میں۔

۷۸۲ : وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ لَهٗ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهٖ فَمِنْ نَاضِحٍ وَنَائِلٍ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ سَاقَيْهِ ، فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ ، فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا ، يَقُوْلُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا :

۷۸۲ : حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ کے مقام ابطح میں سرخ چمڑے کے ایک خیمے میں دیکھا۔ حضرت بلال آپؐ کے وضو کا پانی لے کر باہر نکلے۔ پس کچھ لوگ تو وہ تھے جن کو چھینٹے مل سکے اور بعض کو پانی مل گیا۔ پس نبی اکرمؐ نکلے جبکہ آپؐ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا گویا اب بھی مجھے حضورؐ کی پنڈلیوں کی سفیدی نظر آ رہی ہے۔ پھر آپؐ نے وضو کیا اور حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ میں حضرت بلال کے اِدھر اُدھر منہ کرنے کو خوب جانچ رہا تھا کہ وہ دائیں اور بائیں جانب کہہ رہے تھے : حَيَّ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ' ثُمَّ رُکِزَتْ لَہٗ عَنَزَۃٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ الْکَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا یُمْنَعُ – مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

"الْعَنَزَۃُ" بِفَتْحِ النُّوْنِ نَحْوَ الْعُکَّازَۃِ۔

عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ پھر آپؐ کے لئے ایک چھوٹا نیزہ گاڑ دیا گیا پس آپؐ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ (آپؐ کے سامنے سے کتا اور گدھا گزرتا رہا جنہیں روکا نہ گیا۔ (بخاری و مسلم)

الْعَنَزَۃُ: چھوٹا نیزہ۔

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الصلاۃ فی الثیاب ' باب الصلاۃ فی الثوب الاحمر وفی ابواب اخری و کتب اخری مسلم فی الصلاۃ باب سترۃ المصلی

**اللُّغَاتِ** : الابطح : وادی میں پانی کا راستہ اس کو وادیٔ محصب کہا جاتا ہے۔ قبة : خیمہ۔ آدم : جمع ادیم ' رنگی ہوئی کھال۔ بوضوئه : وضوء کے لئے جو پانی مہیا کیا جائے۔ ناضح و نائل : چھینٹوں سے تر کرنے والے تھے اور اس میں سے کچھ پانے والے تھے اور یہ آپؐ کے استعمال کے بعد تھا۔ رکزت : آپؐ کے سامنے گاڑ دیا۔ بین یدیه : نیزے کے پچھلی طرف سے۔

**فوائد** : ماقبل فوائد ملاحظہ ہوں' نیز (۱) سرخ کپڑے کا پہننا مردوں کے لئے جائز ہے۔ صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ (۲) مؤذن کو حی علی الصلوۃ کے وقت دائیں طرف اور حی علی الفلاح پر بائیں طرف منہ موڑنا مستحب ہے۔ (۳) جب صحراء میں کوئی نماز ادا کرے تو اپنی دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے ڈیڑھ میٹر فاصلے پر سُترہ گاڑے تاکہ گزرنے والا سُترہ کے پیچھے سے گزر جائے۔

۷۸۳ : وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَۃَ رِفَاعَۃَ التَّیْمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَعَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۷۸۳ : حضرت ابو رمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپؐ کے جسم مبارک پر دو سبز کپڑے تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اللباس ' باب الرخصه فی اللون الاحمر والترمذی فی ابواب الادب ' باب ما جاء فی الثوب الاخضر

**فوائد** : (۱) سفید کپڑے پہننا جائز ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ اہل جنت کا لباس ہے۔

۷۸۴ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ ' رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۴ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الحج ' باب جواز دخول مکه بغیر احرام

۷۸۵ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَمْرِو ابْنِ حُرَیْثٍ

۷۸۵ : حضرت ابوسعید عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ۔

ہے کہ گویا میں اب بھی سامنے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ نے سیاہ پگڑی پہن رکھی ہے اور اس کے دونوں کناروں کو اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپؐ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الحج ' باب جواز دخول مکہ بغیر احرام

**اللغات** : ارخی :لٹکایا۔طرفھا : پگڑی کا پلڑا۔خطب : جمعہ کے دن خطبہ دیا اور منبر پر دیا جیسا کہ مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

**فوائد** : (۱) سیاہ کپڑے پہنے جائز ہیں۔علماء نے فرمایا دشمنوں پر غلبہ کی صورت میں سیاہ پگڑی پہننا مستحب ہے۔

٧٨٦ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ ' لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۶ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحول مقام کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ان میں نہ قمیص تھی نہ پگڑی۔ (بخاری و مسلم)

"اَلسَّحُوْلِيَّةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا وَضَمِّ الْحَآءِ وَالْمُهْمَلَتَيْنِ:ثِيَابٌ تُنْسَبُ اِلٰى سَحُوْلٍ: قَرْيَةٌ بِالْيَمَنِ– "وَالْكُرْسُفُ" :اَلْقُطْنُ۔

السَّحُوْلِيَّةُ : یمن کی ایک بستی کا نام ہے اس کی طرف منسوب کپڑے کو کہتے ہیں۔
الْكُرْسُفُ :روئی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الآداب من الجنائز منھا باب الثیاب البیض للکفن و مسلم فی الجنائز باب فی کفن المیت۔

**فوائد** : (۱) سوتی کپڑے استعمال کرنے جائز ہیں۔(۲) مردوں کے لئے کفن کے تین کپڑے مسنون ہیں۔بہتر یہ ہے کہ کفن سفید ہو۔

٧٨٧ : وَعَنْهَا قَالَتْ :خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۷ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے جبکہ آپؐ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی کجاووں کی تصویر والی چادر تھی۔ (مسلم)

"اَلْمِرْطُ" بِكَسْرِ الْمِيْمِ :وَهُوَ كِسَآءٌ ۔ "وَالْمُرَحَّلُ" بِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ هُوَ الَّذِيْ فِيْهِ صُوْرَةُ رِحَالِ الْاِبِلِ ' وَهِيَ الْاَكْوَارُ۔

اَلْمِرْطُ :چادر۔
اَلْمُرَحَّلُ : کجاوے کی تصویر والی چادر۔یعنی اس کے اوپر اونٹ کے کجاوے (بیٹھنے کی جگہ) سفید لہریں بنی ہوئی تھیں۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی اللباس ' باب التواضع فی اللباس و الاقتصاد علی الغلیظ منہ۔

**اللغات** : ذات غداۃ : صبح کے کسی وقت میں۔ الاکوار : جمع کور کجاوہ۔ جس کواونٹ پر رکھ کراس پرسوار ہوتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) جانوروں کے بالوں سے بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے۔ سیاہ کپڑے کا استعمال بھی جائز ہے اور غیر ذی روح کی تصویر بھی درست ہے۔

۷۸۸ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ مَسِيْرِهٖ ' فَقَالَ لِيْ : "اَمَعَكَ مَآءٌ"؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ ' فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى اَخْرَجَهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ ' فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ' ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ : "دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ هٰذِهِ الْقَضِيَّةَ كَانَتْ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔

۷۸۸ : حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کے ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ پس آپؐ نے مجھے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؐ اپنی اونٹنی یا سواری سے اتر کر چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی سیاہی میں چھپ گئے۔ پھر تشریف لائے پس میں نے برتن سے آپؐ پر پانی انڈیلا۔ جس سے آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا اس وقت آپؐ نے اون کا ایک جبہ پہنا ہوا تھا۔ آپؐ کے بازو اس میں سے نہ نکل سکے۔ پھر آپؐ نے جبہ کی نچلی جانب سے نکال کر اپنے دونوں بازوؤں کو دھویا اور سر کا مسح فرمایا پھر میں جھکا تا کہ آپؐ کے موزے اتاروں تو آپؐ نے فرمایا ان کو اسی طرح رہنے دو۔ اس لئے کہ میں نے پاکیزگی کی حالت میں ان میں پاؤں کو داخل کیا اور آپؐ نے ان دونوں پر مسح فرمایا۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ معاملہ غزوۂ تبوک میں پیش آیا۔

**تخریج** : اخرجہ البخاری فی اللباس ' باب من لبس جبۃ ضیقۃ الکمین فی السفر ' باب جبۃ الصوف فی الغزو وفی الصلاۃ والوضوء والجھاد والمغازی و مسلم فی الطھارۃ ' باب المسح علی الخفین

**اللغات** : ذات لیلۃ : ایک رات۔ تواری : نظروں سے آپ غائب ہوگئے۔ افرغت : انڈیلا۔ الاداوۃ : برتن لوٹا وغیرہ۔ طاھرتین : جبکہ موزے کو طاہر ہونے کی حالت میں پہنا ہو۔

**فوائد** : (۱) اُون سے بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے۔ (۲) جو قضائے حاجت کے لئے جنگل میں جائے وہ موجود لوگوں سے اتنا دور جائے کہ ان سے غائب ہو جائے یا کم از کم اس کی آواز نہ سنائی دے یا بدبو نہ آئے۔

(۳) وضو میں دوسرے سے استعانت لینا جائز ہے اگرچہ اس کا ترک افضل ہے۔

(۴) مسح علی الخفین اپنی شرائط کے ساتھ درست ہے۔

## ۱۱۸: بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْقَمِيْصِ

## باب: قمیص کا پہننا مستحب ہے

۷۸۹ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۸۹: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کپڑوں میں محبوب کپڑا قمیص تھی۔ (ابوداؤ‘ ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

**تخريج** : رواه ابوداود في اللباس ' باب ما جاء في القميص والترمذي في اللباس ' باب ما جاء في لبس الجبة والخفين

**اللغات** : القميص : ایک سلا ہوا دو آستینوں والا کپڑا جو زیادہ کھلی نہ ہوں یہ عموماً روئی کے کپڑوں کے نیچے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ نہایہ میں ہے۔

**فوائد** : (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلے ہوئے کپڑوں میں قمیص کو پسند فرماتے کیونکہ یہ اعضاء کو ازار و رداء کی بہ نسبت زیادہ ڈھانپنے والی مشقت بھی کم' بدن پر بھی ہلکا پھلکا اور تواضع کو بھی زیادہ ظاہر کرتا ہے۔ (۲) اس کے پہننے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اختیار کرنی چاہئے۔

## ۱۱۹ : بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْاِزَارِ وَطَرْفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ اِسْبَالِ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهٖ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ!

## باب: قمیص' آستین' چادر اور پگڑی کے کنارے کی لمبائی اور تکبر کے طور پر ان میں سے کسی بھی چیز کو لٹکانا حرام اور بغیر تکبر کے مکروہ

۷۹۰ : عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الرُّسْغِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۷۹۰: حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کے آستین گٹوں تک تھے۔ (ابوداؤ‘ ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخريج** : رواه ابوداود في اللباس ' باب ما جاء في القميص والترمذي في اللباس ' باب ما جاء في القميص

**اللغات** : الرسغ : ہتھیلی اور کلائی کا جوڑ۔ یہ الرصغ بھی آیا ہے۔

**فوائد** : (۱) قمیص کے بازو گٹے سے متجاوز نہ ہونے چاہئیں اور قمیص کے علاوہ دوسرے کپڑے کے لئے مثلاً کوٹ وغیرہ مسنون یہ ہے کہ انگلیوں کے سروں سے متجاوز نہ ہو۔

۷۹۱ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ

۷۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا زمین میں گھسیٹا اللہ قیامت

اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّ اِزَارِىْ يَسْتَرْخِىْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ، وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ۔

کے دن اس پر نظر نہ فرمائیں گے۔ اس پر ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میرا تہبند لٹک جاتا ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا بہت خیال کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوبکر بے شک تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے کچھ حصہ روایت کیا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی فضائل الصحابة ، باب لو کنت متخذا خليلا و مسلم فی اللباس ، باب تحریم جر الثوب خيلاء وبيان حد ما يجوز ارخاء اليه و ما يستحب

**اللغات** : جر : لمبائی کی وجہ سے زمین پر کھینچا۔ ثوبه : تمام کپڑوں کو یہ لفظ شامل ہے۔ لم ینظر الله الیه : رحمت ورضاء کی نظر نہ فرمائیں گے۔ ابوبکر : عبداللہ بن ابی قحافہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ لیسترخی : لٹک جاتی ہے۔ اقعاهده : میں اس کو بڑی شدت سے درست رکھتا ہوں۔

**فوائد** : (۱) اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اسی لئے مختلف نیات کے احکام الگ الگ ہیں۔ (۲) تکبر و خود پسندی کی وجہ سے جو اپنے کپڑے کو زمین پر کھینچتا ہے اس کے لئے بڑی شدید وعید ہے۔

۷۹۲ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۹۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے جس نے اپنا تہبند تکبر کی وجہ سے لٹکایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی اللباس ، باب من جر ثوبه من غير خيلاء۔ و مسلم فی اللباس ، باب بتحريم جر الثوب خيلاء

**اللغات** : بطرا : نعمت کی ناشکری کرنا اور خود پسندی اور تکبر کو لازم پکڑنا۔

۷۹۳ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ : "مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِى النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۷۹۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی اللباس ، باب ما اسفل من الكعبين

**فوائد** : (۱) ظاہر حدیث کے الفاظ سے کپڑے کا دخول نار کا سبب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی اس آیت کی طرح ہے: ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ تو اس سے یہ حاصل نکلا کہ جس سے معصیت ہو جائے جب اس کے لئے وعید ہے تو جو اس کا جان بوجھ کر ارتکاب کرتا ہے وہ بدرجہ اولیٰ اس کا حقدار ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی

مراد یہ ہے کہ وہ جگہ جس پر ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک جائے وہ مقام آگ کا مستحق بن گیا۔ تو گویا کپڑا بول کر کپڑے والا مراد لیا گیا اور معنی روایت کا یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے قدم کا حصہ آگ میں جلے گا جبکہ ازار کو اس پر لٹکایا جائے۔ عبدالرزاق نے روایت ذکر کی کہ نافع رحمہ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کپڑے کا کیا گناہ ہے۔ بلکہ گناہ تو قدمین کا ہے۔ (۲) اگر کوئی عذر معقول نہ ہو تو کپڑا لٹکانا مکروہ ہے اور اگر تکبر کی بناء پر ہو تو کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کسی نے زخم وغیرہ کی وجہ سے ازار کو لٹکایا تا کہ وہ مکھیوں وغیرہ کی ایذاء سے محفوظ رہ سکے تو پھر کراہیت نہ ہوگی۔

۷۹۴ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "ثَلَاثَۃٌ لَّا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" قَالَ فَقَرَاَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ - قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا ' مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ : "اَلْمُسْبِلُ' وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ : "اَلْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ"

۷۹۴ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام فرمائیں گے اور نہ ہی اُن کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو پاک فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ اس بات کو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ ابوذر نے کہا یہ رسوا ہوئے اور نقصان میں پڑے۔ یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا : چادر ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا' احسان جتلانے والا' جھوٹی قسم سے سامان بیچنے والا (مسلم) مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے اپنا تہبند لٹکانے والا۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیۃ وتنفیق السلعۃ بالحلف

**اللغات** : لا یکلمھم اللہ : بعض نے کہا اعراض مراد ہے اور بعض کے بقول رضامندی کی کلام نہ فرمائیں گے۔ ولا یزکیھم : نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے اور نہ ان کی تعریف فرمائیں گے۔ ثلاث مرات : آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ تا کہ مقصد سامعین کے ذہن میں خوب اتر جائے اور ان کو فائدہ تام میسر ہو۔ المسبل : لٹکانے والا۔ المنان : احسان دھرنے والا' جتلانے والا۔

**فوائد** : (۱) تکبر کی وجہ سے چادر لٹکانے کو منع فرمایا گیا۔ (۲) احسان جتلانے کے متعلق خبردار کیا گیا کہ یہ ایذا دینے میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ﴿وَلَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی﴾ : (۳) سامان فروخت کرنے کے لئے قسمیں نہ اٹھانی چاہئیں کیونکہ یہ بھی من جملہ کبیرہ گناہوں سے ہے۔

۷۹۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَۃِ مَنْ جَرَّ شَیْئًا خُیَلَاءَ لَمْ

۷۹۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسبال (زیادہ کپڑا لٹکانا) تہبند' قمیص اور پگڑی میں ہے اور جس نے بھی کوئی چیز تکبر کے طور پر گھسیٹی

يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالنَّسَآئِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں فرمائیں گے۔ (ابوداؤد نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اللباس ' باب ما جاء فی اسبال الازار والنسائی فی الزینۃ ' باب التغلیظ فی جر الازار وباب اسبال الازار

**فوائد** : (۱) تکبر سے زمین پر چادر کو کھینچنا حرام ہے اور جو آدمی یہ کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہ فرمائیں گے۔ جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ (۲) اور جس نے کپڑے کو لمبا کیا خواہ تکبر و بڑائی کی نیت نہ بھی ہو تب بھی مکروہ ہے اور ضرورت کی خاطر طویل کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

٧٩٦ : وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "رَاَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْیِهٖ۔ لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ ' قُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ قُلْتُ : عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' مَرَّتَیْنِ۔قَالَ : "لَا تَقُلْ عَلَیْكَ السَّلَامُ ' عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَوْتٰی۔ قُلِ السَّلَامُ عَلَیْكَ" قَالَ قُلْتُ : اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ قَالَ :" اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ ' وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَیْكَ" قَالَ : قُلْتُ : اعْهَدْ اِلَیَّ قَالَ : "لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا" قَالَ : فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا ' وَّلَا عَبْدًا ' وَّلَا بَعِیْرًا ' وَّلَا شَاةً " وَّلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا ' وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَیْهِ وَجْهُكَ ' اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ ' وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰی نِصْفِ

٧٩٦ : حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ ایک آدمی کی رائے کی طرف لوٹتے ہیں اور جو کچھ بھی کہتا ہے وہ اس کو قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ ﷺ دو مرتبہ میں نے کہا۔ آپؐ نے فرمایا علیک السلام مت کہو علیک السلام تو مُردوں کا سلام ہے یوں کہو۔ السلام علیکم۔ کہتے ہیں میں نے کہا کیا آپؐ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اس اللہ کا رسول ہوں جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اس کو پکارتے ہو وہ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں اور جب تم کو کوئی قحط سالی پہنچتی ہے تو پھر تم اس کو پکارتے ہو تو وہ تمہاری فصلوں کو اُگا دیتا ہے اور جب تم کسی بیابان یا جنگل میں ہوتے ہو اور تمہاری اونٹنی گم ہو جاتی ہے۔ پھر اس کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہیں واپس کر دیتا ہے۔ میں نے کہا مجھ سے کوئی وعدہ لے لیں یا مجھے کوئی نصیحت فرما دیں۔ فرمایا ہرگز کسی کو گالی مت دو۔ جابر کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ کسی آزاد اور غلام کو گالی دی بلکہ کسی اونٹ اور بکری کو بھی برا بھلا نہیں کہا اور فرمایا کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر مت سمجھو خواہ وہ نیکی اپنے بھائی کے ساتھ تیرے کھلا چہرہ گفتگو کرنا ہو۔ بلاشبہ یہ بھی نیکی ہے اور فرمایا اپنی تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو

السَّاقِ ، فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ ، وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ ، فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ ، وَاِنِ امْرُءٌ شَتَمَكَ اَوْ عَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

پھر ٹخنوں تک اور چادر لٹکانے سے اپنے آپ کو بچاؤ چونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتے اور فرمایا اگر کوئی شخص تم کو گالی دے ایسی بات سے عار دلائے جو تیرے بارے میں جانتا ہو تو تُو اس کو مت عار دلا ایسی بات سے جو تُو اس کے بارے میں جانتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ابوداؤد)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود في كتاب الادب ، باب كراهية ان يقول عليك السلام مبتدئاً

**اللغات** : يصدر الناس : لوگ اس کی طرف لوٹیں گے جو اس کے سینے سے رائے صادر ہوگی۔ صدروا : رائے سے رجوع کریں گے۔ جس طرح لوٹنے والا گھاٹ سے پانی پی کر لوٹتا ہے۔ عليك السلام : جاہلیت کی عادت کے مطابق یہ مُردوں کا سلام ہے۔ اسلام میں مُردوں کو سلام کرنے کے لئے یہ درست نہیں بلکہ مُردوں پر سلام کا طریقہ نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح بتلایا جس طرح زندوں کا سلام ہے۔ السلام عليكم دار قوم مومنين۔ ضر : فقر و مصیبت سے نقصان۔ كشفه : تم سے ہٹا دیا۔ عام سنة : بھوک کے سال۔ ارض قفر : خالی زمین جس میں پانی نہ ہو اور نباتات۔ اعهد الي : مجھے وصیت کی۔ لا تسبن احداً : کسی کو گالی ہرگز نہ دو۔ لا تحقرن : کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر نہ چھوڑو۔ منبسط اليه وجهك : خوشی والے چہرے سے۔ المخيلة : بڑائی اور تکبر لوگوں کو حقیر سمجھنا اور خود پسندی اختیار کرنا۔ وبال ذلك : برا نتیجہ۔

**فوائد** : (۱) گالی گلوچ حرام ہے جس کو گالی دی جائے اس کو گالی دینے والے سے بدلہ لینا جائز نہیں مگر اسی مقدار میں جتنا اس نے گالی دی جبکہ وہ کذب اور بہتان نہ ہو۔ جب گالی دیئے جانے والے نے جواب دے دیا تو اس نے اپنا بدلہ چکا لیا۔ باقی ابتداء کرنے کا گناہ اس گالی دینے والے کے ذمے رہ گیا۔ (۲) نصف پنڈلی تک چادر کا بلند کرنا مستحب ہے کیونکہ ستر عورت کے ساتھ اس میں تواضع اور نفس کی شہوات پر غلبہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

۷۹۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ : لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اذْهَبْ فَتَوَضَّاْ" فَذَهَبَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ : "اذْهَبْ فَتَوَضَّاْ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ يَتَوَضَّاَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ : "اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ

۷۹۷ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جاؤ اور وضو کرو وہ گیا اور وضو کیا۔ پھر آیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا جاؤ اور وضو کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم دیتے ہیں؟ پھر آپؐ خاموش ہو جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تہبند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لگانے والے کی نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ (ابوداؤد)

عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

صحیح علی شرط مسلم۔

**تخریج** : رواہ ابو داود فی اللباس ' باب ما جاء فی اسبال الازار

**فوائد** : (۱) اس آدمی کو نبی اکرم ﷺ نے وضو دوبارہ کرنے کا حکم فرمایا تا کہ اس نے جو زمین پر تکبر و بڑائی سے چادر کو کھینچ کر گناہ کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے اور احادیث میں وارد ہے کہ وضو گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۲) ممکن ہے کہ وضو کو لوٹانے کا حکم وضو کے اندر کسی خلل کی بنا پر ہو مگر اس کو نماز کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا کیونکہ یہ نفلی نماز تھی اگر نفلی نماز کا اعادہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۷۹۸ : وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ : اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ . وَكَانَ جَلِيْسًا لِاَبِي الدَّرْدَآءِ ـ قَالَ : كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ ' وَكَانَ رَجُلًا مُّتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ ' اِنَّمَا هُوَ صَلٰوةٌ فَاِذَا فَرَغَ فَاِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَّ تَكْبِيْرٌ حَتّٰى يَاْتِيَ اَهْلَهُ ' فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ اَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ لَهُ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ ' قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ ' فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِيْ يَجْلِسُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' فَقَالَ لِرَجُلٍ اِلٰى جَنْبِهِ : لَوْ رَاَيْتَنَا حِيْنَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ وَّطَعَنَ فَقَالَ : خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ ' كَيْفَ تَرٰى فِيْ قَوْلِهٖ ؟ فَقَالَ : مَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ بَطَلَ اَجْرُهُ – فَسَمِعَ بِذٰلِكَ اٰخَرُ فَقَالَ : مَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا فَتَنَازَعَا حَتّٰى سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَا بَاْسَ اَنْ يُّؤْجَرَ وَيُحْمَدَ" فَرَاَيْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ سُرَّ

۷۹۸ : حضرت قیس ابن بشر تغلبی کہتے ہیں مجھے میرے والد جو حضرت ابو درداء کے ہم نشین تھے انہوں نے بتلایا کہ دمشق میں ایک آدمی حضرات صحابہ میں سے تھا جس کو سہل بن حنظلیہ کہا جاتا تھا وہ الگ تھلگ رہنے والا آدمی تھا وہ عام لوگوں کے ساتھ کم ہی بیٹھتا تھا۔ وہ تو نماز کی طرف ہی متوجہ رہتا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو جاتے تو پھر تسبیح اور تکبیریں۔ گھر آنے تک مصروف رہتے۔ ایک دن ان کا گزر ہمارے پاس سے اس وقت ہوا جبکہ ہم ابو درداء کے پاس بیٹھے تھے تو ان حضرت کو حضرت ابو درداء نے کہا ایک ایسی بات فرمائیں جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا پس وہ لشکر واپس آیا تو ان میں ایک ایسا آدمی آیا جو اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کو کہا اگر تو ہمیں اس وقت دیکھتا جب ہم اور دشمن ایک دوسرے کے مقابل ہوئے (تو کیا خوب تھا) پھر فلاں آدمی نے حملہ کیا اور نیزہ اٹھایا اور کہا یہ مجھ سے لڑائی کا مزہ چکھو لو میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ تم بتلاؤ اس کہنے والے کی اس بات کا کیا حکم ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اس کا اجر باطل ہو گیا۔ اس بات کو دوسرے نے سن کر کہا پھر میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ پس دونوں نے آپس میں تنازعہ کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا سبحان اللہ کوئی حرج نہیں کہ اسے اجر بھی دیا جائے اور اس پر تعریف بھی کی جائے۔ میں نے ابو درداء رضی

بِذٰلِكَ وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ اِلَيْهِ وَيَقُوْلُ :آأَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ ۔ فَمَا زَالَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَقُوْلُ لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ' قَالَ : فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ :قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا" ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ ' فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ ' قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ!لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ!" فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجَّلَ :فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ ' وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ ' ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا اٰخَرَ ' فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ : كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ :فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ وَاَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ :فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ' اِلَّا قَيْسَ بْنَ بِشْرٍ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ تَوْثِيْقِهٖ وَتَضْعِيْفِهٖ وَقَدْ رَوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ۔

اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اس سے بڑے خوش ہوئے اور اس کی طرف سر اٹھا کر فرمانے لگے تم نے یہ بات واقعتاً رسول اللہ ﷺ سے سنی وہ کہنے لگے جی ہاں۔ حضرت ابودرداء اس بات کو لوٹاتے رہے یہاں تک کہ میں کہنے لگا ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ قیس کہتے ہیں کہ ایک دن پھر ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں ایک بات بتلایئے کہ وہ ہمیں فائدہ دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ کہنے لگے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جہاد کے گھوڑوں پر خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسا صدقہ کے لئے ہاتھ کھولنے والا جو اس کو کبھی بند نہ کرے۔ پھر ایک اور دن ہمارے پاس سے ان کا گزر ہوا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک بات فرمایئے جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ تو اس پر ابن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کے بال لمبے اور تہبند لٹکا ہوا نہ ہوتا۔ پس یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے ایک چھری لے کر اپنے بالوں کو اپنے کانوں تک کاٹ ڈالا اور چادر کو نصف پنڈلی تک اونچا کرلیا۔ پھر اسی طرح ایک دن کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ ایک بات جو ہمیں نفع دے اور آپ کو نقصان نہ دے فرمائیں تو اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جانے والے ہو۔ پس اپنے کجاووں کو درست کرلو اور اپنے لباسوں کو صحیح کرلو۔ تا کہ تم اس طرح ہو جاؤ جیسے وہ آدمی جو چہرے پر تل رکھتا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بری ہیئت کو اور بتکلف بدصورتی کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ابوداؤد) اچھی سند کے ساتھ البتہ قیس بن بشر کے بارے میں ثقہ اور ضعیف ہونے اختلاف ہے امام مسلم نے ان سے روایت لی ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداؤد في اللباس ' باب ما جاء في اسبال الازار

اللُّغَاتُ :ابو درداء :یہ عویمر بن زید انصاری ہیں۔تراجم میں ملاحظہ ہو۔ابن الحنظلیه :یہ سہل بن ربیع بن عمرو بن عدی ہیں تراجم میں ملاحظہ ہوں۔متوحداً :لوگوں سے الگ رہنا پسند کرتے۔انما هو صلاة :بے شک وہ نماز میں تھے۔کلمه :ہم کوئی بات فرمائیں یا کوئی بات فرمائیں۔سرية :یہ سراۃ الجیش سے لفظ بنا ہے جس کا معنی لشکر کا خلاصہ ونچوڑ یا یہ سریٰ سے ہے اس کا معنی رات کو چلنا ہے۔بہرصورت چھوٹے دستے کو کہتے ہیں۔فتنازعا :باہمی جھگڑنا۔لیبر کن علی ر کبتیه :یہ تواضع میں انتہا ہے کہ طالب علم کی طرح بیٹھے۔المنفق علی الخیل :یعنی چرائی۔چارے اور پانی پلانے کی قیمت۔ان گھوڑوں سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار کئے جائیں۔خریم بن فاتك :ان کی کنیت ابو یحییٰ الاسیدی رضی اللہ عنہ ہے۔اپنے بھائی سبرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے۔جمته :بال لمبے ہو کر کندھوں کو پہنچ جائیں اور ان پر گریں۔شفرة :چاقو، چھری۔رحالکم : رحل کی جمع ہے۔اونٹ پر رکھ کر جس پر بیٹھا جاتا ہے(کجاوہ)۔شامة :تل۔التفحش :بتکلف فحش کلام کرنا یا حالت ولباس میں فحش پن اختیار کرنا۔

**فوائد** : (۱) ابودرداء رضی اللہ عنہ کا حصول علم میں حرص اور اس کے حاصل کرنے میں تواضع وانکسار ظاہر ہوتا ہے۔(۲) اگر کسی بہادری میں معروف ومشہور ہو تو اس کو اپنی بہادری کا تذکرہ کفار کو خوف زدہ کرنے کے لئے درست ہے البتہ تکبر و بڑائی کے لئے جائز نہیں اور ایسا کرنے والا دنیا وآخرت میں اجر کا حقدار ہے۔(۳) بالوں کو کندھوں تک لمبا کرنا اور ٹخنے سے نیچے ازار لٹکانا حرام ہے جبکہ یہ تکبر کی وجہ سے ہو ورنہ مکروہ ہے۔(۴) انسان کو ایسے افعال سے بچنا چاہئے جس سے دوسروں کو مذمت کا موقعہ ملے اور مناسب یہ ہے کہ اپنے دوستوں کو راحت پہنچائے اور ان کے دلوں کو موہ لے۔وہ نہ اس کو بوجھ سمجھیں اور نہ حقیر قرار دیں۔(۵) اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندوں پر ظاہر ہو۔

۷۹۹ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِزْرَةُ الْمُسْلِمِ اِلٰی نِصْفِ السَّاقِ ، وَلَا حَرَجَ اَوْ لَا جُنَاحَ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْكَعْبَیْنِ ، مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ فَهُوَ فِی النَّارِ ، وَمَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا لَّمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۷۹۹ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا تہبند نصف پنڈلی تک اور کوئی حرج اور گناہ نہیں اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو پس جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور جس آدمی نے اپنی چادر کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔(ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اللباس ، باب فی قدر موضع الازار

اللُّغَاتُ :ازرة اعلم :چادر باندھنے کی کیفیت۔لا جناح :گناہ نہیں۔بطراً :سرکشی کے طور پر۔

۸۰۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَرَرْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ اِزَارِیْ

۸۰۰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا جبکہ میرا تہبند لٹکا ہوا تھا آپ

اسْتِرْخَاءٌ ، فَقَالَ : "يَا عَبْدَ اللّٰهِ ، ارْفَعْ إِزَارَكَ" فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ : "زِدْ" فَزِدْتُ ، فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ ۔ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ: اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

نے فرمایا اے عبداللہ اپنے تہبند کو اونچا کرو۔ میں نے اونچا کیا فرمایا کچھ اور اونچا کرو تو میں نے کچھ اور اونچا کر دیا اس کے بعد میں نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا بعض لوگوں نے پوچھا تہبند کہاں تک ہونا چاہئے؟ تو عبداللہ نے کہا نصف پنڈلیوں تک ۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فى كتاب اللباس ، باب تحريم جر الثوب خيلاء

**فوائد** : (۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے اور ان کا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں تصلب والتزام ثابت ہوتا ہے۔ (۲) افضل یہ ہے کہ ازار نصف پنڈلی تک ہو۔

۸۰۱ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ : فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَآءُ بِذُيُوْلِهِنَّ؟ قَالَ : "يُرْخِيْنَ شِبْرًا" قَالَتْ: اِذًا تَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ۔ قَالَ :"فَيُرْخِيْنَهُ ذِرَاعًا لَّا يَزِدْنَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۰۱ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس نے اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے لٹکایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ عورتیں اپنے دامنوں کے بارے میں کیا کریں؟ فرمایا کہ ایک بالشت ڈھیلا کریں۔ ام سلمہ نے عرض کیا کہ پھر تو ان کے قدم ننگے ہو جائیں گے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ وہ ایک ہاتھ لٹکا لیں اس سے زائد نہ کریں۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فى اللباس ، باب فى الانتعال والترمذى فى اللباس ، باب ما جاء فى القمص

**اَللُّغَاتُ** :من جر ثوبه :یہاں کھینچنے کی قید غالب استعمال کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ تکبر قابل مذمت ہے' خواہ کپڑے کو چڑھا کر یا چھوٹا کر کے۔لم ینظر اللہ :اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔شبراً :بالشت۔ذراعاً :کہنی سے انگلی کے کنارے تک۔

**فوائد** : (۱) عورتوں کے لئے کپڑوں کی لمبائی دامن سے زمین تک ایک ہاتھ زیادہ ہوتا کہ ان کے پاؤں بھی ظاہر نہ ہوں اور مستور رہیں۔

## ۱۲۰ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِى اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

## باب :تواضع کے طور پر اعلیٰ لباس چھوڑ دینا مستحب ہے

قَدْ سَبَقَ فِىْ بَابِ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْكِتَابِ

باب فضل الجوع من الى اخره ۔اس باب کے متعلق کچھ باتیں گزر چکی ہیں۔

۸۰۲ : وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ

۸۰۲ : حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے

تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَآءَ يَلْبَسُهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

لئے ایسا لباس چھوڑا جس پر اسے قدرت حاصل ہے تو اللہ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جس جوڑے کو وہ چاہے پہن لے۔ ترمذی نے اس کو روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی صفة القیامة ' باب صور من الفضائل

**اللغات** :حلل :جمع حلہ' جس کپڑے کا اندرون وبیرون ایک جنس سے ہو یا ایک جنس کے اوپر نیچے پہنے جانے والے دو کپڑے۔

**فوائد** : (۱) لباس میں تواضع اختیار کرنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں حتی الامکان کوشش ہو کہ دوسروں پر بڑائی اور بلندی مقصود نہ ہو۔

## ۱۲۱ :بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى مَا يُزْرِيْ بِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَّلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِيٍّ

## باب: لباس میں میانہ روی اختیار کرنا بہتر ہے مگر ایسا لباس جو بغیر کسی شرعی ضرورت کے نہ پہنے جو اس کو عیب دار کرے

۸۰۳ : عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۰۳ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر دیکھا جائے۔ (ترمذی)
یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الادب ' باب ما جاء ان اللہ تعالٰی یحب ان یری اثر نعمته علی عبده۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے اچھے کپڑے پہننا جائز ہے البتہ لوگوں پر تکبر و بلند آوری کے لئے درست نہیں۔ (۲) اعمال خیر میں اقارب کے ساتھ صلہ رحمی اور محتاج لوگوں کی معاونت اعلیٰ اعمال میں سے ہیں۔

## ۱۲۲ :بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ اِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهٖ لِلنِّسَآءِ

## باب: مردوں کو ریشمی لباس اور ریشم کے گدے اور بیٹھنا اور تکیہ لگانا حرام ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے

۸۰۴ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَلْبَسُوا

۸۰۴ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشم مت پہنو۔ اس لئے کہ

الْحَرِيْرَ ، فَإِنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جس شخص نے اس کو دنیا میں پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی اللباس ، باب لبس الحریر وافتراشه للرجال و مسلم فی اللباس ، باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء وخاتم الذهب والحریر علی الرجال واباحته للنساء

**فوائد** : (۱) بالغ مردوں کے لئے ریشم پہننا دنیا میں حرام ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ انسان فخر وغرور سے بچا رہے اور اسی طرح ٹھاٹھ باٹھ اور مشرکین کی مشابہت سے محفوظ رہے۔

۸۰۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ: "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ"

قَوْلُهُ "مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ" : أَيْ لَا نَصِيْبَ لَهُ۔

۸۰۵ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ بے شک ریشم وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہ ہو (یعنی آخرت میں) ...... (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے جس کا کوئی حصہ آخرت میں نہ ہو۔

مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ: یعنی جس کا کوئی حصہ نہ ہو۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی اللباس ، باب لبس الحریر للرجال وقدر ما یجوز منه و مسلم فی اللباس باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء۔

**فوائد** : (۱) جس مسلمان نے حرام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ریشم کو استعمال کیا اس کو آگ میں داخل کیا جائے گا اگر اس نے موت سے قبل توبہ واستغفار نہ کیا۔

۸۰۶ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۰۶ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی اللباس ، باب لبس الحریر للرجال وقدر ما یجوز منه ومسلم فی اللباس ، باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء۔

**فوائد** : (۱) آخرت کے انعامات میں سے ایک انعام ریشم کا لباس ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ ......الایة : (۲) جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں ریشم کے لباس سے محروم رہے گا۔

۸۰۷ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : رَأَيْتُ

۸۰۷ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِيْنِهِ وَذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ :"اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو پکڑ کر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

ابوداؤد نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی کتاب اللباس ' باب فی الحریر للنساء

**فوائد** : (۱) اس روایت میں صراحت ہے کہ ریشم اور سونا بالغ مردوں کو پہننا حرام ہے۔ (۲) بیمار لوگ اس حرمت سے مستثنیٰ ہیں مثلاً خارش وغیرہ اس کے لئے علاج کے طور پر درست ہے۔ جیسا کہ روایت ۸۱۰ میں آ رہا ہے۔

۸۰۸ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَاُحِلَّ لِاُنَاثِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۰۸ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم اور سونے کا پہننا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی اللباس ' باب ما جاء فی الحریر والذھب

**فوائد** : (۱) سابقہ روایت کے فوائد ملاحظہ ہوں نیز عورتوں کے لئے ریشم و سونے کے استعمال کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔

۸۰۹ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا ' وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۰۹ : حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا۔ موٹے اور باریک ریشم کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی اللباس ' باب لبس الحریر افتراشه للرجال وما یجوز منه وفی الاطعمة ' باب الاکل فی اناء مفضض والاشربة ' باب الشرب فی آنیة للفضة۔

**اللُّغَاتٌ** : الحریر : فطری ریشم تو کیڑوں سے جو حاصل ہوتا ہے۔ آنیة : جمع اناء' برتن خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ الدیباج : موٹے کپڑے۔

**فوائد** : (۱) حدیث میں وارد شدہ حرمت ان تمام چیزوں میں ہے جو روایت میں مذکور ہیں۔ (۲) بغیر کسی حائل کے ریشم پر بیٹھنا بھی ممنوع ہے۔ یہ جمہور کا قول ہے۔ (۳) سونے کے برتن اور سونے کا سامان' گھڑی اور عینک وغیرہ کا استعمال بھی حرام ہے۔ (۴) عیش پرستی اور کفار کی مشابہت سے دور رہنا چاہئے۔ (۵) عورتوں کو زینت کے طور پر سونا پہننا جائز ہے جس طرح ان کو ریشم پہننے کی رخصت ہے۔ (۶) چاندی سونے کے برتنوں کا استعمال اور ریشم کے گدوں پر بیٹھنا یہ عیش پرستوں اور متکبروں کی علامات میں سے ہے۔

## ۱۲۳ :بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

## باب: خارش والے کو ریشم پہننا جائز ہے

۸۱۰ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۱۰ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی اللباس ' باب ما یرخص من الحریر للحکة وفی الجهاد ' باب لبس الحریر فی الحرب و مسلم فی کتاب اللباس ' باب اباحة لبس الحریر الرجل اذا کانت به حکة او نحوها۔

**اللّغَاتُ** :رخص :مباح قرار دیا باوجود ممانعت کی دلیل موجود ہونے کے۔الحکة : خارش۔

**فوائد** : (۱) خارش والے بالغ مرد کو ریشم کا استعمال جائز ہے۔(۲) اگر کسی کے پاس گرمی وسردی سے بچانے والا کوئی کپڑا موجود نہ ہو تو اس کے لئے بھی پہننا مباح ہوگا۔

## ۱۲۴ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُوْدِ النُّمُوْرِ

## باب: چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور اس پر سوار ہونے کی ممانعت

۸۱۱ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۸۱۱ : حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چیتے کی کھال اور ریشم پر مت بیٹھو۔ حدیث حسن ہے۔
ابوداؤد نے حسن کہا۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اللباس ' باب جلود النمور والسباع

**اللّغَاتُ** :الخز :پہلے زمانہ میں ایک معروف کپڑا جو اُون اور ریشم کو ملا کر بنا جاتا تھا۔ یہ مباح ہے اس کو صحابہ اور تابعین نے استعمال فرمایا ہے۔ یہاں ممانعت عجمیوں کے لباس میں مشابہت کی وجہ سے کی گئی نیز یہ خوش عیش لوگوں کا لباس ہے۔پس یہ نہی تنزیہی ہے اور اگر آج کل کا معروف خز مراد لیا جائے تو یہ حرام ہے کیونکہ وہ مکمل طور پر ریشم سے بنتا ہے۔النمار :مراد چیتے کی کھالیں ہیں۔ اس کا واحد نمر ہے یہ مشہور درندہ ہے۔

**فوائد** : (۱) ریشم کی بنی ہوئی کاٹھی پر سواری بھی ممنوع ہے۔(۲) چیتے وغیرہ درندوں کی کھالیں استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں زینت اور تکبر ہے اور عجمیوں کا لباس ہے۔

۸۱۲ : وَعَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ

۸۱۲ : حضرت ابوالملیح اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ ' وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدَ صِحَاحٍ - وَّفِيْ رِوَايَةٍ التِّرْمِذِيِّ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ اَنْ تُفْتَرَشَ۔

ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالوں سے (استعمال سے) منع فرمایا۔ ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ درندوں کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اللباس ' باب جلود النمور والسباع والترمذی فی اللباس ' باب ما جاء فی النھی من جلود السباع

**فوائد** : (۱) درندوں کی کھال وغیرہ سواری وغیرہ پر بچھانے کی ممانعت ہے۔ دلیل الفالحین کے مصنف سے امام بیہقی کا قول نقل کیا ہے کہ ممکن ہے ممانعت کی وجہ سے اس پر بالوں کا باقی رہنا ہو کیونکہ بال دباغت قبول نہیں کرتے مگر دوسرے علماء نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ ممانعت ان کھالوں سے ہو جو غیر مدبوغ ہوں یا اس قسم کی سواریاں تعیش پسند متکبر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ممانعت کی گئی ہے۔

## ۱۲۵ :بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا لَبِسَ جَدِيْدًا

## باب: جب نیا کپڑے پہنے تو کیا دعا پڑھے؟

۸۱۳ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ ' عِمَامَةً ' اَوْ قَمِيْصًا' اَوْ رِدَآءً ' يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ ' اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۱۳ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے مثلاً پگڑی' قمیص' چادر اور پھر یہ دعا پڑھتے : "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ......" اے اللہ آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں آپ نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں آپ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور جس مقصد کے لئے یہ بنایا گیا اس کے شر سے بھی۔ (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی اول کتاب اللباس والترمذی فی اللباس ' باب ما یقول اذا لبس ثوباً جدیداً

**اللغات** : استجد : نیا کپڑا پہننا۔ ما صنع له : جو اس کے لئے بنایا گیا۔

**فوائد** : (۱) نئے کپڑے پہننے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر کرنا مسنون ہے اور افضل یہ ہے کہ یہ مسنون دعا پڑھی جائے۔

## ۱۲۶ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْتِدَآءِ بِالْيَمِيْنِ فِي اللِّبَاسِ

## باب: پہننے میں دائیں جانب مستحب ہے

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهٗ وَذَكَرْنَا الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ۔

اس باب کا مقصد و ماحصل گزر چکا وہاں صحیح احادیث ذکر کر دی گئی ہیں۔

# کِتَابُ آدَابُ النَّوْمِ

## ۱۲۷ :بَابُ آدَابُ النَّوْمِ وَالْاِضْطِجَاعِ وَالْقُعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

## باب:سونے' لیٹنے' بیٹھنے' مجلس' ہم مجلس اور خواب کے آداب

۸۱٤ : عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ ' وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْكَ ' وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ ' وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ ' رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ' لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ' اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ ' وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فِیْ كِتَابِ الْاَدَبِ مِنْ صَحِيْحِهٖ۔

۸۱۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر سونے کے لئے تشریف لاتے تو دائیں جانب لیٹ کر یوں دعا کرتے :"اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ' وَوَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَيْكَ ...... اے اللہ میں نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے چہرے کو آپ کی طرف متوجہ کیا اور اپنے معاملے کو آپ کے حوالے کیا اور رغبت وخوف کے ساتھ میں نے اپنی پشت کو آپ کی پناہ میں دیا۔کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کوئی چھوٹنے کا مقام نہیں مگر تیری ہی طرف سے میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر جو تو نے بھیجا۔ بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ کتاب الادب میں بیان کیا۔

**تخریج** : رواه البخاری فی الدعوات ' باب النوم علی الشق الایمن

**اللغات** :علی شقه :پہلو پر۔وجهت وجهی :اپنی ذات کو چہرے سے کنایتاً تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ جسم انسانی کا اشرف ترین عضو ہے۔فوضت : میں نے سپرد کیا۔الجات ظهری الیك :میں نے اس کو آپ کی طرف ہی لوٹایا اور آپ کی ذات کو پشت پناہ سمجھا۔رغبة :رحمت کی طمع کرتے ہوئے۔رهبة :عذاب کا ڈر محسوس کرتے ہوئے۔آمنت :تصدیق کی۔

**فوائد** : (۱) شرح باب الیقین ۷/۸۰ میں ملاحظہ ہو۔

۸۱٥ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَيْمَنِ

۸۱۵: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو اور پھر اپنی دائیں جانب یوں کہو اور پر

وَقُلْ" وَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِيهِ :"وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

والی دعا ذکر کی اور اس میں یہ بھی فرمایا ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی آخر کتاب الوضوء ' باب من نام علی الوضوء ' و مسلم فی کتاب الذکر ' باب ما یقول عند النوم واخذا المضجع

۸۱۶ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ' ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۱۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں ادا فرماتے پھر جب صبح طلوع ہو جاتی دو ہلکی رکعتیں ادا فرماتے پھر اپنے دائیں پہلو پر اس وقت تک لیٹے رہتے یہاں تک کہ مؤذن آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز کی) اطلاع دیتا۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الدعوات ' باب الضجع علی الشق الایمن و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین ' باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی فی اللیل

**اللغات** :احدی عشرۃ رکعۃ :رات کی رکعات اور نماز وتر۔ رکعتین خفیفتین :فجر کی دو سنتیں جو فرض سے قبل ادا کی جاتی ہیں۔ فیوذنہ :مؤذن آپ کو نمازیوں کے جمع ہونے کی اطلاع دیتا۔

**فوائد** : (۱) امام نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں پسندیدہ قول یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد لیٹنا سنت ہے۔ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت سے معلوم ہوتا ہے پھر خصوصاً دائیں جانب لیٹنا اور آنحضرت ﷺ کا اس پر استمرار و دوام نہ فرمانا عدم وجوب پر دلالت اور سنت کی علامت ہے۔ (۲) لیٹنے کا سنت طریقہ دائیں جانب پر لیٹنا ہے۔

۸۱۷ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۱۷: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے جب حضورؐ اپنے بستر پر رات کے وقت لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنی رخسار کے نیچے رکھ کر یوں دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ ...... اے اللہ آپ کے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں اور جب آپ بیدار ہوتے تو یوں فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ...... تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی ہی کی طرف اٹھنا ہے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الدعوات ' باب ما یقول اذا نام وباب ما یقول اذا اصبح وباب وضع الید الیمنی تحت الخد الایمن

**اللغات** :اخذ مضجعہ :سونے کا ارادہ فرماتے۔ اللھم باسمک اموت واحیاء :یعنی تو ہی مجھے موت وزندگی دینے والا ہے۔ احیانا :ہمیں جگایا۔ اماتنا :ہمیں سلایا۔ احیاء وامات کی تعبیر میں استعارہ تبعیہ ہے۔ النشور :لوٹنا۔

**فوائد** : (۱) نیند کے وقت اس طرح سونا مستحب ہے اور اسی طرح آنحضرتؐ کی اقتداء واتباع میں دعا پڑھنا بھی سنت ہے۔

۸۱۸ : وَعَنْ يَعِيْشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ اَبِيْ : "بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى بَطْنِيْ اِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِيْ بِرِجْلِهِ فَقَالَ : "اِنَّ هٰذِهِ ضَجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ" قَالَ : فَنَظَرْتُ ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۱۸ : حضرت یعیش بن طخفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کہنے لگے اسی دوران میں کہ میں مسجد کے اندر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی آدمی مجھے پاؤں سے حرکت دینے لگا۔ پھر فرمایا کہ یہ لیٹنا اللہ کو ناپسند ہے جونہی میری نگاہ پڑی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ، باب فی الرجل ینبطح علی بطنه

**اللُّغَاتُ** : مضطجع : سونے والا۔ ضجعه : ایک طرح کا لیٹنا۔

**فوائد** : (۱) پیٹ کے بل سونا ممنوع ہے۔

۸۱۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اَلتِّرَةُ" بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ ، وَهِيَ : النَّقْصُ ، وَقِيْلَ : التَّبِعَةُ۔

۸۱۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی جگہ بیٹھا اور وہاں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وبال ہوگا اور جو آدمی کسی نیند کی جگہ لیٹا اور اس جگہ میں اللہ کو یاد نہ کیا تو اس پر بھی اللہ کا وبال ہے۔ (ابوداؤد)
حسن سند کے ساتھ۔

اَلتِّرَةُ : کمی یا وبال یا کوتاہی اور حسرت کے معنی بھی ہیں۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی کتاب الادب ، باب کراهية ان یقوم الرجل من مجلسه ولا یذکر الله تعالیٰ

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر مجلس میں کرنا چاہئے بلکہ لیٹتے وقت بھی اس سے غفلت نہ برتنی چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنا محرومی کا باعث ہے۔

## ۱۲۸ : بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا لَمْ يَخَفِ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

## باب : چت لیٹنا اور ٹانگ پر رکھنا ٹانگ بشرطیکہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اور چوکڑی مار کر اور اکڑوں بیٹھ کر ٹانگوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا جائز ہے

۸۲۰ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۸۲۰ : حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں

اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِى الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے اس حالت میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھی تھی۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی المساجد ' باب الاستلقاء فی المسجد وفی اللباس باب الاستلقاء ووضع الرجل علی الاخری و مسلم فی اللباس ' باب فی اباحۃ الاستلقاء ووضع احدی الرجلین علی الاخری

**فوائد** : (۱) چت لیٹنا جائز ہے اور ایک پاؤں کا دوسرے پر رکھنا بھی درست ہے بشرطیکہ ستر کے کھل جانے کا ڈر نہ ہو اور اس کا کافی ثبوت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ہے۔

۸۲۱ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِىْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

۸۲۱ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرمالیتے تو سورج کے اچھی طرح طلوع ہونے تک اپنی جگہ پر چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند سے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب فی الرجل یجلس متربعاً ورواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ ' باب فضل الجلوس فی صلاۃ بعد الصبح

**اللُّغَات** : تربع : اپنی نماز کی جگہ پر چوکڑی مار کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔ حسناء : سفید۔

**فوائد** : (۱) چوکڑی مار کر بیٹھنا جائز ہے۔ (۲) نمازِ فجر کے بعد مسجد میں طلوع آفتاب تک بیٹھنا مستحب ہے۔

۸۲۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ هٰكَذَا ' وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَاءَ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۲۲ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں احتباء کی حالت میں دیکھا اور پھر عبداللہ نے احتباء کی کیفیت ذکر کی اور قرفصاء بھی اسی حالت کا نام ہے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان ' باب الاحتباء بالید

**اللُّغَات** : بفناء الکعبۃ : صحن کعبہ اطراف کعبہ۔ کذا فی المصباح۔ محتبیاً : احتباء پنڈلیوں کو ہاتھوں کے ذریعے پیٹ و سینہ سے ملانا۔ القرفصاء : چوتڑوں پر بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے ملانا اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر رکھنا یا گھٹنوں کے بل ٹیک لگا کر اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر بیٹھنا اور دونوں ہاتھوں کو بغل میں دبا لینا۔

**فوائد** : (۱) احتباء کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۸۲۳ : وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ ' فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ ۔

۸۲۳ : حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرفصاء کی حالت میں بیٹھے دیکھا۔ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹھنے کی حالت انکساری والی دیکھی تو میں خوف سے کانپ اٹھی ۔ (ابوداؤد' ترمذی)

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب جلوس الرجل والترمذی فی الاستیذان

**اللغات** : ارعدت : میں کانپ گیا۔ الفرق : خوف۔

**فوائد** : (۱) آنحضرت ﷺ کی جلسہ میں خشوع کی حالت بیان کی گئی ہے۔

۸۲٤ : وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا ' وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ : "اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۲۴ : حضرت شرید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا جبکہ میں اس طرح بیٹھا تھا کہ میں نے بایاں ہاتھ پشت کے پیچھے رکھا ہوا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کی طرح کا بیٹھنا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب الجلسۃ المکروھۃ

**اللغات** : علی الیۃ یدی : ہاتھ کی ہتھیلی کے نچلے حصہ پر۔ صاحب نہایہ فرماتے ہیں کہ الیۃ ید سے مراد ہتھیلی کا وہ حصہ ہے جو انگوٹھے کی جڑ کے پاس بازو کی ابتداء سے متصل حصہ۔ اس کے بالمقابل چھنگلیا کی جڑ والا حصہ صرہ کہلاتا ہے۔

**فوائد** : (۱) یہود' نصاریٰ کے ساتھ افعال واقوال' عادات اور طرز وطریق میں مشابہت کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔ (۲) مسلمان کی ایک الگ امتیازی شان ہے جو تمام حالات میں مشرکین وکفار سے الگ تھلگ نظر آنی چاہئے۔ خواہ مجلس ہو یا دسترخوان' لباس ہو یا ہیئت کذائی۔

## ۱۲۹ : بَابُ آدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ

## باب : مجلس اور ہم مجلس کے آداب

۸۲٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا ' وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ

۸۲۵ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص دوسرے کو ہرگز اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود پھر وہاں بیٹھ جائے۔ لیکن تم مجلس میں وسعت و فراخی کرو۔ جب ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس سے جب کوئی شخص اُٹھ

لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ لَمْ يَجْلِسْ فِيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ جاتا تو آپ اس کی جگہ نہ بیٹھتے ۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان ' باب لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه وباب اذا قیل لکم تفسحوا ' والجمعة ' باب لا یقیم الرجل اخاہ من مقعدہ ومسلم فی السلام ' باب تحریم اقامة الانسان من موضعه۔

**فوائد** : (۱) ایک انسان اگر پہلے کسی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا تو اس کو وہاں سے اٹھانا تاکہ وہاں دوسرے کو بٹھایا جائے یہ حرام ہے۔ خواہ آنے والا علم' عمر میں اس سے پہلے افضل ہی ہو۔ یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے البتہ فقہاء نے اس سے بعض چیزوں کو مستثنیٰ کیا ہے مدرس مسجد میں اگر کسی مقام پر بیٹھ کر لوگوں کو پڑھاتا ہے اگر اس کی جگہ آ کر دوسرا بیٹھ جائے گا تو اس کو وہاں سے اٹھانا درست ہے۔ اسی طرح اگر بازار میں کسی چیزیں فروخت کرنے والے کی جگہ سے لوگ مانوس ہوں تو جو دوسرا وہاں آ کر بیٹھے گا اس کو اٹھانا جائز ہے۔ اسی طرح کچھ دوسرے مسائل کو بھی مستثنیٰ کیا گیا اور یہ بات اس کے منافی نہیں کہ عالم جبکہ اس کے دل میں طلب ورغبت قیام نہ ہو تو اس کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس خطرے کے پیش نظر چھوڑ دیا کہ یہ قیام کہیں ممانعت میں داخل نہ ہو۔ (۲) آنے والے کے لئے مجلس میں گنجائش پیدا کرنی چاہئے۔

۸۲۶ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۲۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مجلس سے اٹھ جائے پھر وہ واپس لوٹ آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی السلام ' باب اذا قام من مجلسه ثم عاد فهو احق به

**فوائد** : (۱) جب کوئی آدمی مسجد میں کسی جگہ پہلے آ کر بیٹھ گیا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے بازار کا بھی یہی حکم ہے۔ (۲) جب پہلا کسی عذر کی وجہ سے وہاں سے اٹھ جائے تو اس کا حق سابق ساقط نہیں ہوتا اس کو واپس آ کر وہاں بیٹھنے والے کو اٹھانا جائز ہے۔

۸۲۷ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۲۷ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ہم میں ہر ایک وہیں بیٹھ جاتا جہاں مجلس ختم ہوتی۔ (ابوداؤد' ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب فی التحلق والترمذی فی الاستیذان ' باب اجلس حیث انتهی بك المجلس

**فوائد** : (۱) مجلس میں بیٹھنے کا ایک ادب یہ ہے کہ انسان وہاں بیٹھے جہاں مجلس کے آخر میں جگہ ملے۔ (۲) مجلس میں آنے والے کو

جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھنا چاہئے البتہ اگر اس کے لئے کوئی مخصوص نشست یا جگہ ہو تو وہاں بیٹھ سکتا ہے۔ (۳) کسی کو اس کی جگہ سے اس لئے نہ اٹھائے کہ اس کی جگہ بیٹھے۔

۸۲۸ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَهٗ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۲۸ : حضرت ابوعبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس حد تک ہوسکتا ہے خوب پاکیزگی حاصل کر لے اور اپنے گھر میں میسر تیل اور خوشبو استعمال کرے۔ پھر گھر سے نکل کر جائے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے۔ پھر جو میسر ہو نماز ادا کرے اور جب امام کلام کرے تو وہ خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاری فی الجمعه ' باب الدهن للجمعة و باب لا یفرق بین اثنین یوم الجمعة

**فوائد** : (۱) جمعہ کا غسل مستحب ہے بعض نے کہا واجب ہے۔ اس کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور زوال تک اس کا مؤخر کرنا افضل ہے۔ (۲) خوشبو کا استعمال' مجلس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے لوگوں کی گردنوں کو نہ پھاندے اور نہ دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھے۔ (۳) خطبہ سے قبل نفل نماز مستحب ہے اور خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے۔ (۴) ان آداب کا لحاظ اگر جمعہ میں کیا جائے گا تو مکمل جمعہ کے صغیرہ گناہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے وہ معاف کر دیئے جاتے ہیں البتہ کبیرہ گناہ میں توبہ ضروری ہے اور جن گناہوں کا تعلق لوگوں سے ہے ان میں ان کے حقوق کی ادائیگی یا ان کو راضی کرنا ضروری ہے۔

۸۲۹ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ – وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوُدَ :لَا یَجْلِسُ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا"

۸۲۹ : حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کے لئے درست نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی مرضی کے بغیر جدائی ڈالے۔ (ترمذی' ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آدمی کو دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہئے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب فی الرجل یجلس بین الرجلین بغیر اذنهما و الترمذی فی الادب ' باب ما جاء فی کراهة الجلوس بین الرجلین بغیر اذنهما

**فوائد** : (۱) گزشتہ حدیث کے فوائد سے جیسے ظاہر ہو رہا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر گھسنا ممنوع ہے اور اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کی گفتگو کو نہ سنے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دیں جب کہ وہ کوئی پوشیدہ رازدارانہ بات کر رہے ہوں۔

٨٣٠ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلْقَةٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ : مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ - اَوْ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ۔ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٨٣٠ : حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو حلقہ کے درمیان بیٹھے۔ (ابوداؤد بسند حسن) اورترمذی نے ابومجلز کی روایت سے نقل کیا کہ ایک شخص کسی حلقہ کے درمیان میں بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا حلقے کے درمیان میں بیٹھنے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے مطابق ملعون ہے یا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت فرمائی ہے جو حلقہ کے درمیان میں بیٹھے۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخريج** : رواه ابوداود في الادب ، باب الجلوس وسط الحلقة والترمذي في ابواب الادب ، باب ما جاء في كراهية القعود وسط الحلقة وفيه (قعد) بدل (جلس)

**فوائد** : (۱) لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر جانا اوران کے درمیان میں بیٹھنا منع اورحرام ہے۔ (۲) مسلم کے لئے ضروری ہے کہ دوسروں کا وہ احساس کرے اور مجلس میں بچوں جیسی حرکات نہ کرے۔

٨٣١ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ۔

٨٣١ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا : بہترین مجالس وہ ہیں جوفراخ ہوں۔ (رواہ ابوداؤد) صحیح سند سے شرط بخاری پر روایت کیا ہے۔

**تخريج** : رواه ابوداود في الادب ، باب في سعة المجلس

**فوائد** : (۱) مجالس میں وسعت پیدا کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں خیر و برکت اور بیٹھنے والوں کو آرام پہنچانا ہے اوراس کا ازالہ ہو جاتا ہے جو چیز مجلس میں کراہت وبغض کا باعث بنتی ہے۔

٨٣٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ، اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِيْ

٨٣٢ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جوآدمی کسی مجلس میں بیٹھا اوراس میں بہت سی فضول باتیں اس سے ہوئیں پھراس نے مجلس سے اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھ لیا تو اس مجلس کے تمام گناہ اس کے معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (ترمذی)

مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب الدعوات ' باب ما یقول اذا قام من مجلسه

**اللغات** : لغطه : شوروغل والا کلام جس میں بات واضح نہ ہو۔ حدیث میں مراد وہ کلام ہے جس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ سبحانك : یہ مصدر ہے اس کا معنی ان عیوب سے اس کا پاک ہونا ہے جو اس کے لائق نہیں۔ استغفرك : میں گناہوں کی مغفرت آپ سے طلب کرتا ہوں۔

**فوائد** : (۱) یہ دعا ہر مجلس کے آخر میں کی جائے تا کہ اس میں ہونے والے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے مگر علماء نے گناہ سے مراد صغیرہ لئے ہیں اور وہ صغیرہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو۔ دیگر احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

٨٣٣ : وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بِاٰخِرَةٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ : "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ " فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتَقُوْلُ قَوْلًا مَّا كُنْتَ تَقُوْلُهٗ فِیْمَا مَضٰی؟ قَالَ :"ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِّمَا یَكُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ '

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِی الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ رِّوَایَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ :صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ۔

۸۳۳ : حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں اس طرح فرماتے : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ میں آپ سے مغفرت طلب کرتا اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ایسی بات فرمائی جو آپؐ نے پہلے نہیں فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا یہ مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہے۔ (ابوداؤد)

حاکم نے اس کو مستدرک میں بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر کے کہا یہ یہ صحیح الاسناد ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب كفارة المجلس

**اللغات** : كفارة : ایسا عمل جو گناہوں کو مٹا دے۔ بآخرة : اپنی عمر کے آخری حصہ میں۔

**فوائد** : (۱) آپ ﷺ یہ دعا اُمت کی تعلیم اور اپنے ثواب میں اضافہ کے لئے فرماتے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپؐ سے مجلس کے اندر کوئی غلط باتیں (نعوذ باللہ) صادر ہوتی تھیں۔

٨٣٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ حَتّٰی یَدْعُوَ بِهٰٓؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ اَللّٰهُمَّ

۸۳۴ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ کسی مجلس سے اٹھتے تو دعائیہ کلمات ضرور پڑھتے : اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعْصِیَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ

اَقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا: اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا ' وَاَبْصَارِنَا ' وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا ' وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا ' وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا ' وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا ' وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا ' وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ' وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

...... اے اللہ ہمارے لئے اپنی خشیت کا وہ حصہ عنایت فرما جو ہمارے درمیان اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے اور وہ اطاعت عنایت فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچائے اور یقین میں سے وہ عنایت فرما جس سے مصائب دنیا آسان ہو جائیں۔ اے اللہ ہمیں ہمارے کانوں سے اور آنکھوں سے اور اپنی قوتوں سے فائدہ پہنچا جب تک ہماری زندگی ہے اور ان کو ہمارا وارث بنا اور جس نے ہم پر ظلم کیا تو اس سے بدلہ لے اور ہمارے ساتھ عداوت رکھنے والوں اور ہمارے ساتھ دشمنی کرنے والوں کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہمارے دین میں کوئی مصیبت نہ ڈال اور نہ ہی دنیا کو ہمارا بڑا مقصد اور ہمارے علم کا مقصد نہ بنا اور ہم پر ان لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرنے والے ہوں۔ (ترمذی) حدیث حسن۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الدعوات ' باب دعاء حین یقوم من مجلس

**اللغات** : **اقسم لنا** : ہم میں تقسیم کردو۔ **خشیتك** : خوف۔ جو عظمت کے لحاظ سے ہو۔ **یحول** : جو ہمیں روک دے اور تیری معیت کے سامنے رکاوٹ بن جائے۔ **تبلغنا** : تو ہمیں پہنچا۔ **الیقین** : پختہ دلی تصدیق۔ **تهون** : آسان کر دے۔ **مصائب** : جمع **مصیبة**' ہر وہ چیز جو انسان کو پہنچے تو تکلیف دے۔ **متعنا** : ہمیں فائدہ دے پوری زندگی اور ہمارے حواس قائم رکھ۔ **واجعلنه الوارث منا** : ہمارے' کانوں' آنکھوں اور قوتوں کو زندگی کی آخری گھڑی تک درست رکھ۔ اس میں حواس کی بقاء کو وارث سے مشابہت دی گئی جو میت کے بعد باقی رہتا ہے۔ **ثارنا** : خون کا مطالبہ یہاں مراد یہ ہے کہ ہمارا حق ظالم سے دلوا اس کے ظلم پر اس کو سزا دے۔ **مصیبتنا فی دیننا** : یعنی دین میں جو اطاعت کی کمی یا ارتکاب معصیت سے نقص پیدا ہوتا ہے۔ **اکبر همنا** : بڑی مشغولیت۔ **مبلغ علمنا** : کوشش کا مقصود و مطلوب۔

**فوائد** : (۱) مجلس سے اٹھتے وقت اور مطلقاً بھی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے اور انسان اللہ کی غلامی اور محتاجی کے میلان سے ڈھلا ہوا ہے یعنی یہ اس کی فطرت میں پائی جاتی ہے۔ (۲) انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تمام زندگی میں سلامتی حواس کی طلب ہونی چاہئے تاکہ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضیات کو ادا کرتا رہے اور ظالم دشمن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کرنی چاہئے۔ (۳) دین میں واقع ہونے والی مصیبت بہت بڑی ہے کیونکہ اس پر دنیا و آخرت کی بدبختی مرتب ہوتی ہے۔ (۴) دنیا اور اس کا سامان جو کہ زائل ہونے والی چیزیں ہیں انسان کی زندگی کا بھی مطمع نظر نہ ہونا چاہئے۔ (۵) حکام اور ظالموں کی طرف سے پہنچنے والا ظلم درحقیقت ان کے گناہوں کا نتیجہ ہے اگر وہ اس ظلم کو دور کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین معاملہ کو درست کریں وہ اپنی قدرت سے کفایت فرمائیں گے۔

٨٣٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَّا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً " رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٨٣٥ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ تعالیٰ کی یاد کے اٹھ جاتے ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے وہ کسی مردار کے اوپر سے اٹھ کر آئے ہیں اور یہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب كراهية ان يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله

**اللغات** : قوم :مرد مگر یہاں عورتیں بھی شامل ہیں۔جيفة حمار :بدبودار مردار گدھا۔حسرة :افسوس۔

**فوائد** : (۱) اس نفرت آمیز منظر سے دراصل اللہ تعالیٰ کی یاد میں غفلت برتنے کے متعلق خبردار کیا گیا ہے کیونکہ دل کی سب سے بڑی بیماری اللہ تعالیٰ سے غفلت ہے اور اکثر گناہ اس غفلت کے باعث پیش آتے ہیں۔

٨٣٦ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ ' وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٨٣٦ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے اور نہ پیغمبر ﷺ پر درود بھیجتے ہیں وہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کو عذاب دیں گے اور اگر چاہیں گے تو ان کو بخش دیں گے۔ (ترمذی) حدیث حسن۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب الدعوات ' باب القوم يجلسون ولا يذكرون الله

**اللغات** : تِرة :امام ترمذی فرماتے ہیں اس کا معنی حسرت وندامت ہے بعض اہل عربیت نے کہا اس کا معنی آگ ہے۔

**فوائد** : (۱) مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور پیغمبر ﷺ پر درود واجب ہے کیونکہ اس کے چھوڑنے پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ بعض نے ترک ذکر اور صلوٰۃ کو مکروہ کہا ہے مگر حدیث کے ظاہر الفاظ وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

٨٣٧ :وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ ' مَّنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى تِرَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ – وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا' وَشَرَحْنَا "اَلتِّرَةَ" فِيْهِ۔

٨٣٧ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ندامت کا باعث ہوگی۔ (ابوداؤد)

ابھی قریب روایت گزری جس میں اَلتِّرَةَ کی تشریح کر دی گئی یعنی حسرت وندامت۔

**تخریج** : رواہ ابو داود فی الادب ' باب کراھیۃ ان یقوم الرجل من مجلسہ و لا یذکر اللہ

**فوائد** : (۱) سابقہ احادیث کے فوائد سے جیسا ظاہر ہے ہر مجلس و مضجع اور بیٹھنے کے مقام پر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے تا کہ مسلمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم رہے۔ روایت ۸۱۹ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

## ۱۳۰ :بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

## باب: خواب اور اس کے متعلقات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ [الروم:۲۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی علامات میں تمہارا دن رات کا ہونا ہے''۔ (الروم)

<u>حل الآیات</u> : من آیاتہ : دلائل قدرت اور ظاہر الوہیت و وحدانیت۔ منامکم : نیند' کیونکہ نیند میں شعور غائب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سونے والا میت کی طرح ہو جاتا ہے اور جاگنے والے کا شعور واپس لوٹ آتا ہے تو وہ زندہ کی طرح ہو گیا اور اس میں کمال قدرت باری تعالیٰ کی دلیل ہے۔

۸۳۸: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ:"لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ" قَالُوْا: "وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۳۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا نیک خواب۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب التعبیر ' باب المبشرات

**فوائد** : (۱) بعض خواب سچے ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ مؤمن کو آئندہ پیش آنے والے شر یا خیر کی اطلاع دیتے ہیں اور مبشرات کا تذکرہ منذرات کے مقابلہ کے طور پر کیا گیا ہے۔ (۲) آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ نہیں رہا۔

۸۳۹ :وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِیْ رِوَايَةٍ: اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا :اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا۔

۸۳۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب زمانہ قریب (قیامت) ہو جائے گا تو مؤمن کا خواب کم و بیش ہی جھوٹا ہوگا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے تم میں ان کا خواب زیادہ سچا ہے جو بات میں بھی سب سے سچا ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی التعبیر ' باب القید فی المنام و مسلم فی اول کتاب الرویا

**اَللُّغَاتُ** : اقترب الزمان : دنیا کی مدت ختم ہونے کے قریب ہوئی۔ لم تکد : قریب نہیں۔

**فوائد** : (۱) اللہ تعالیٰ مؤمن کو مانوس کرتے اور تسلی دیتے ہیں ان حقائق کو ظاہر فرما کر جبکہ زمانہ بگاڑ کا شکار ہو۔ خواب اتنا زیادہ سچا

ہوتا ہے جتنا صاحب رویا سچا ہوتا ہے۔مہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب برحق ہیں۔ بعد کامل مؤمنوں کے خوابوں میں عموماً سچائی کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے دل شیطان کے غلبے سے بچے ہوتے ہیں اور کفار اور فساق کے خوابوں میں جھوٹ کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے دلوں پر شیطان کا تسلط ہوتا ہے۔(۲) سچے خواب نبوت کا حصہ ہیں اس لحاظ سے کہ ان خوابوں سے بھی بعض

٨٤٠ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِیْ فِی الْيَقَظَةِ اَوْ كَاَنَّمَا رَاٰنِیْ فِی الْيَقَظَةِ - لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۴۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے۔شیطان میری مثالی صورت نہیں بنا سکتا۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی التعبیر ' باب من رای النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام ومسلم فی الرویا باب قول النبی صلی الله علیه وسلم من رانی فی المنام فقد رانی

**فوائد** : (۱) جس نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب قیامت کے روز آپؐ کی زیارت کرے گا۔ یہ خواب والے کو خوشخبری دی گئی ہے یا گویا اس نے آپؐ کو بیداری میں دیکھا۔ یہ بھی اس خواب والے کے اکرام کی دلیل ہے اور آپؐ کو خواب میں وہی دیکھتا ہے جس کے دل میں آپؐ کی محبت اور آپؐ کی پیروی کامل درجہ کی ہو۔(۲) آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا برحق ہے یہ پراگندہ خیالات نہیں کیونکہ شیطان آپؐ کی خیالی شکل میں نہیں آ سکتا اور یہ آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے۔

٨٤١ :وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا - وَفِیْ رِوَايَةٍ :فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ - وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۴۱ : حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔پس چاہئے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کو بیان کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بالکل بیان نہ کرے مگر اس کو جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جب ایسا خواب دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے پس وہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ پھر وہ خواب اس کے لئے نقصان دہ نہ ہوگا۔(بخاری ومسلم)

وَلَيْسَ هُوَ فِیْ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاِنَّمَا هُوَ عِنْدَهٗ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَ اَبِیْ قَتَادَةَ۔

مسلم میں یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ کی روایت سے آتی ہے۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی التعبیر ' باب الرؤیا الصالحہ من اللہ و مسلم فی اول کتاب الرؤیا

**فوائد** : (۱)اگر کوئی مسلمان اچھا خواب دیکھے تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرے اور اس کی حمد وثنا کرے کہ اس نے خوش کن خواب دکھلایا اور اس کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے اچھا گمان پیدا ہوگا اور اچھا گمان عین مقصود ہے۔(۲) اگر برا خواب دیکھے تو اس کی نسبت شیطان کی طرف کرے کیونکہ وہ عموماً شیطانی وساوس میں سے ہوتا ہے اور وہ کسی کے سامنے بیان بھی نہ کرے کیونکہ اس سے بدشگونی پیدا ہوگی اور بدشگونی ممنوع ہے۔اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور اس کی ذات پر بھروسہ کرے وہ خواب اس کونقصان نہ دے گا۔

۸٤۲ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ وَفِیْ رِوَايَةٍ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ - مِنَ اللّٰهِ ' وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا ' وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"النَّفْثُ" نَفْخٌ لَطِيْفٌ لَا رِيْقَ مَعَهٗ۔

۸۴۲:حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نیک خواب اور ایک روایت میں''اچھے خواب'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور خیالاتِ پریشان شیطان کی طرف سے ہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔پس وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گا۔(بخاری ومسلم)

النَّفْثُ :ایسی لطیف پھونک جس میں تھوک نہ ہو۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی التعبیر ' باب الرؤیا الصالحہ جزء من ستۃ واربعین جزءاً وابواب اخری وبدء الخلق ' باب صفۃ ابلیس وجنودہ و مسلم فی اول کتاب الرؤیا

**اللغات** : الحلم :خواب۔فھما : یہ دونوں لفظ ایک معنی رکھتے ہیں۔لیکن شرع میں رویا اچھے خواب کو کہا جاتا ہے اور حلم کا لفظ برے خواب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) جب براخواب نظر آئے تو بائیں طرف تھوکنا اور شیطان سے پناہ مانگنا مستحب ہے اور تھوکنے کا مقصد شیطان کو بھگانا اور خیالات کی طرف توجہ نہ دینا ہے کیونکہ کوئی نقصان دہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نقصان نہیں دے سکتی۔

۸٤۳ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا ' وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا ' وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۳ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسند خواب دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور شیطان سے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر ہے اس سے پھر جائے۔(مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی اول کتاب الرؤیا

**فوائد** : (۱) خواب جس پہلو پر آیا ہو اس کو تفاولاً بدل لینا چاہئے یہ گمان کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ حالات کو یوں برے خواب سے اچھے خواب میں بدل دے اور بائیں طرف خاص طور پر تھوکنے کی اس لئے خاص تاکید کی تا کہ معلوم ہو کہ شیطان والی طرف ہے۔

٨٤٤ : وَعَنْ اَبِی الْاَسْقَعِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰی اَنْ یَّدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ ' اَوْ یُرِیَ عَیْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ ' اَوْ یَقُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ یَقُلْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۴۴ : حضرت ابواسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا افتراء یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ اور کسی کی طرف نسبت کرے یا اپنی آنکھ کو وہ کچھ دیکھنے کی طرف منسوب کرے جو اس نے واقعہ میں نہ دیکھا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ بات کہے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔ (بخاری)

**تخریج** : رواه البخاري في المناقب الانبياء' باب نسبة اليمن الى اسماعيل

**اللغات** : الفری : جمع فیریة جھوٹ۔یدعی : غیر باپ کی طرف نسبت کرنا۔یری عینه : وہ اس بات کی تکذیب کرتا ہے جو کچھ اس کی آنکھ نے دیکھا ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) اور باپ کی طرف نسبت کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس سے نسب ضائع ہوتا ہے اور اس بات کو داخل کرنا ہے جو واقعہ میں پیش نہیں آیا اور اس بارے میں بہت سی شرعی ممانعتیں پائی جاتی ہیں۔ (۲) خواب میں جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا دکھایا حالانکہ وہ اس نے دیکھا نہیں۔ بیداری میں جھوٹ بولنا یہ مخلوق پر جھوٹ لگانا ہے یہ بھی اگرچہ حرام ہے لیکن اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے سے کم تر ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا بھی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں بے دین لوگوں میں دین کے سلسلہ میں گمراہی پھیلتی ہے۔

# كِتَابُ السَّلَامِ

## ۱۳۱ :بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْاَمْرِ بِاَفْشَائِهٖ

## باب: سلام کی فضیلت اوراس کے پھیلانے کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا﴾ [النور:۲۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ [النور:٦١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ [النساء:٨٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا : سَلٰمًا ، قَالَ : سَلٰمٌ﴾ [الذاريات:٢٤-٢٥]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : '' اے ایمان والو! تم دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو تک کہ ان سے تم اجازت نہ لےلو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔(النور) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ''پس تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے نفسوں کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ''۔ (النور) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : تمہیں تحفہ سلام دیا جائے تو تم اس کو سلام دو اس سے بہتر یا اسی کو لوٹا دو''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : '' کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی جبکہ وہ ان کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا تو ابراہیم نے بھی سلام کہا (جواباً)''۔

<u>حل الآیات</u> : تستانسوا : تم اجازت طلب کرو تم رضامندی پاؤ اپنے استقبال کے لئے ان کے چہروں پر۔ بیوتاً : بعض نے کہا اپنے گھر۔ فسلموا علی انفسکم : یعنی یوں کہو ہم پر سلام اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام۔ یہاں امر استحباب کے لئے ہے۔ تحیۃ : سلام۔ من عند اللہ : اللہ کے حکم سے ثابت ہونے والا۔ مبرکۃً : اس کے ساتھ خیر و برکت کی امید کی جاتی ہے۔ طیبۃ : سننے والے کا دل اس سے خوش ہوتا ہے۔ حییتم : تمہیں سلام کیا جائے۔ باحسن منھا : یعنی اس پر اضافہ کر کے۔ او ردوھا : جیسے تم پر سلام کیا گیا بغیر اضافے کے۔ پس اضافہ سنت اور سلام کا جواب واجب ہے۔ جو تمہیں السلام علیکم کہے تم اسے وعلیکم السلام کہو گویا تم نے اس کے سلام کو لوٹا دیا اور جب تم نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو تم نے بہتر اس کے سلام کو لوٹایا۔

٨٤٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۸۴۵ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

ﷺ اَیُّ الْاِسلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ :"تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

کیا اسلام کی کونسی بات سب سے اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا تم کھانا کھلاؤ (بھوکے کو) اور دوسروں کو سلام کرو خواہ ان کو تم پہچانتے ہو یا نہ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الایمان ' باب اطعام الطعام فی الاسلام والاستیذان ' باب السلام للمرفۃ ولغیر المرفۃ و مسلم فی الایمان ' باب بیان تفاضل الاسلام وای امورہ افضل

**اللغات** : ای الاسلام : یعنی اس کے اعمال۔ خیر : یعنی ثواب میں زیادہ۔ تقرا السلام : تو سلام کرے۔

**فوائد** : (۱) کھانا کھلانا مستحب ہے چونکہ اس سے دلوں میں الفت اور محبت بڑھتی ہے اور یہ نفس کی سخاوت کی دلیل ہے۔ (۲) سلام کرنا' واقف اور ناواقف دونوں کو ہی مستحب ہے۔ اکیلے آدمی کے حق میں سنت مؤکدہ ہے اور جماعت کے حق میں سنت علی الکفایہ ہے اور سلام کا جواب دینا جماعت کے حق میں واجب علی الکفایہ ہے اور اکیلے کے حق میں واجب عین ہے۔ سلام کرنا جواب دینے سے افضل ہے۔ کھانا کھلانے کے ساتھ اس کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ یہ بھی مسلمانوں کے درمیان محبت کا ذریعہ ہے۔ (۲) صباح الخیر یا مرحبا یا اسی طرح کے الفاظ سلام کے قائم مقام نہیں بن سکتے۔

۸۴۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ ﷺ قَالَ : اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِكَ ' نَفَرٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ جُلُوْسٍ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ – فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ' فَقَالُوْا : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ' فَزَادُوْهُ : وَرَحْمَةُ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۴۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرمایا کہ جاؤ اور فرشتوں کی ان بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو۔ پھر غور سے سنو! جو وہ تمہیں جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا اس پر فرشتوں نے السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تو فرشتوں نے رَحْمَةُ اللّٰهِ کے لفظ کو زیادہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء والاستیذان ' باب بدء السلام و مسلم فی صفۃ الجنۃ' باب یدخل الجنۃ اقوام افئدتھم مثل افئدۃ الاولین

**فوائد** : (۱) السلام علیکم کے الفاظ سے سلام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہی جاری فرمایا اور یہ تمام دینوں میں ایک ہے۔ (۲) حدیث کے اندر ابتداء جواب میں اضافہ کرنا بھی جائز قرار دیا گیا۔

۸۴۷ : وَعَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ : بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ ' وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ '

۸۴۷ : حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا: (۱) مریض کی عیادت' (۲) جنازوں کے ساتھ جانا۔

وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۳) چھینک کا جواب دینا' (۴) کمزور کی مدد کرنا' (۵) مظلوم کی اعانت' (۶) سلام کو کھل کر کہنا' (۷) قسم والے کی قسم کا پورا کرنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان باب افشاء السلام و مسلم فی السلام ' باب من حق المسلم للمسلم رد السلام

**اللغات** : **عیادة المریض** : مریض کی ملاقات۔ **اتباع الجنائز** : جنازہ کے ساتھ جانا۔ **تشمیت العاطس** : چھینک والے کو جواب دینا۔ **افشاء السلام** : کثرت سے سلام کرنا اور اس کا پھیلانا۔ **ابرابر المقسم** : قسم اٹھانے والے کی قسم کا پورا کرنا۔

**فوائد** : (۱) ان اسلامی آداب کی ترغیب دی گئی تاکہ مسلمانوں کے درمیان آخرت کے روابط مضبوط ہوں۔ (۲) الفت و محبت کی حقیقت بتلائی گئی ہے سلام کو پھیلانے کا حکم دیا گیا اور اطمینان کو رائج کرنے کا حکم دیا گیا۔

۸۴۸ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۸ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان والے نہیں جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اس کو اختیار کرو تو باہمی محبت پیدا ہو جائے۔ (اور وہ اہم بات یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ' باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون و ان حجۃ المؤمنین من الایمان

**فوائد** : (۱) جنت میں داخلہ اصل ایمان سے ہوگا۔ ایمان کامل مسلمانوں کے درمیان محبت و الفت سے ہوگا۔ (۲) محبت تب پیدا ہو گی جب وہ کثرت سے سلام کریں گے۔

۸۴۹ : وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ ، وَصِلُوا الْاَرْحَامَ ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۸۴۹ : حضرت ابو یوسف عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو۔ اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الاطعمۃ ' باب ما جاء فی فضل اطعام الطعام

**فوائد** : (۱) ان خصلتوں کو اپنے آپ میں پیدا کرنا چاہئے اور یہ خصائل جنت میں اولین داخلہ کا سبب ہوں گے۔

۸۵۰ : وَعَنِ الطُّفَيْلُ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْا مَعَهُ إِلَى السُّوْقِ قَالَ :فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلَى سَقَّاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ ، قَالَ الطُّفَيْلُ : فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ إِلَى السُّوْقِ ، فَقُلْتُ لَهُ :مَا تَصْنَعُ بِالسُّوْقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ وَأَقُوْلُ :اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ ، فَقَالَ :يَا أَبَا بَطْنٍ - وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ - إِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِيْنَاهُ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۸۵۰ : حضرت طفیل بن ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتا پھر سویرے ہی ان کے ساتھ بازار کی طرف نکلتا۔ جب ہم بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر جس کسی کباڑیے اور تاجر یا مسکین یا کسی اور کے پاس سے ہوتا تو وہ سب کو سلام کرتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بازار جانے کے لئے کہا۔ میں نے ان سے کہا آپ بازار کیا کریں گے؟ آپ نہ تو سودا فروخت کرنے والے کے پاس ٹھہرتے ہیں اور نہ ہی کسی سامان کے متعلق پوچھتے ہیں اور نہ اس کا بھاؤ کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی مجالس میں بیٹھتے ہیں۔ میں تو پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ یہیں تشریف فرما ہوں کہ ہم آپس میں گفتگو کریں۔ اس پر انہوں نے مجھے فرمایا اے ابو بطن (طفیل کا پیٹ کچھ بڑا تھا) ہم تو صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں تاکہ ہم جان پہچان والوں اور انجانے لوگوں کو سلام کریں۔ (موطا مالک) صحیح سند سے۔

**تخریج** : رواه مالك في الموطا في كتاب السلام

**اللُّغَاتُ** : **يغدوا** : فجر کی نماز اور طلوع آفتاب کے درمیان جانا۔ پھر بعد میں توسع کر کے کسی وقت میں جانے کے لئے استعمال ہونے لگا۔ **عمدنا** : ہم نے قصد کیا۔ **سقاط** : ردی اشیاء بیچنے والا۔ **بيعة** : کسی چیز کا فروخت کرنا مراد یہاں بذات خود بیع کرنا۔ **مسكين**: حاجت مند۔ **فاستتبعني** : مجھ سے بیع کا مطالبہ کیا۔ **ولا تسوم** : سودا کرنا' قیمت طے کرنا۔ **السلع** : جمع سلعۃ' بیع کے لئے پیش کیا جانے والا سامان۔ **اقول اجلس بنا هاهنا** : طفیل نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی۔

**فوائد** : (۱) راستے میں اگر کسی گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو مختلف مجالس میں سلام کی غرض سے بغیر کسی دنیوی حاجت کے جانا بھی درست ہے۔

(۲) جب گناہ کا خطرہ ہو تو پھر گھومنے کی بجائے گھر میں بیٹھ رہنا افضل ہے۔

(۳) جس کو بھی ملا جائے سلام کیا جائے' خواہ کتنی کثیر تعداد کیوں نہ ہو۔

(۴) دوست و ساتھی کے ساتھ ایسے نام سے مذاق کر سکتا ہے جو چیز اس میں پائی جاتی ہو بشرطیکہ اس کی تحقیر مقصود نہ ہو بلکہ اس کی رضامندی معلوم ہو۔

## ۱۳۲ :بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ

## باب: سلام کی کیفیت

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُبْتَدِئُ بِالسَّلَامِ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ - فَيَأْتِيْ بِضَمِيْرِ الْجَمْعِ وَاِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا ' وَ يَقُوْلُ الْمُجِيْبُ :وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' فَيَأْتِيْ بِوَاوِ الْعَطْفِ فِيْ قَوْلِهٖ :"وَعَلَيْكُمْ"۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلام کی ابتداء کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ جمع کے الفاظ استعمال کرے اگرچہ جس کو سلام کیا جا رہا ہے وہ اکیلا ہو اور جواب دینے والا بھی وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ جمع کے الفاظ اور واؤ عاطفہ کے ساتھ کہے۔ جیسے : "وَعَلَيْكُمْ"

۸۵۱ :عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ' فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"عَشْرٌ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ' فَقَالَ : "عِشْرُوْنَ" ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ ' فَقَالَ : "ثَلَاثُوْنَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵۱: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔ پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا دس نیکیاں۔ پھر دوسرا آیا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا۔ اس کو آپؐ نے جواب دیا پس وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس نیکیاں پھر تیسرا آیا تو اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب مرحمت فرمایا پس وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس نیکیاں۔ (ابوداؤد ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب کیف السلام والترمذی کتاب الاستیذان ' باب ما ذکر فی فضل الاسلام

**فوائد** : (۱) سلام کی مقدار سے ثواب بڑھ جاتا ہے جس نے السلام علیکم کہا اس کی نیکیاں دس گنا تک بڑھیں گی اور جس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اس کی دونوں نیکیاں بیس تک بڑھائی جاتی ہیں اور جس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ اس کی تین نیکیاں تیس تک بڑھادی جاتی ہیں۔

۸۵۲ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" قَالَتْ قُلْتُ :وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ' وَهٰكَذَا

۸۵۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ کہا۔ (بخاری ومسلم)

وَقَعَ فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ الصَّحِيْحَيْنِ: "وَبَرَكَاتُهُ" وَفِيْ بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا - وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ۔

بخاری ومسلم کی بعض روایات میں وَبَرَكَاتُهُ کا اضافہ سے وارد ہے۔ اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے۔

**تخریج** : اخرجه البخاري في بدء الخلق و مسلم في كتاب فضائل الصحابة ' باب في فضل عائشة رضى الله عنها '

**فوائد** : (۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ (۲) ملائکہ لوگوں کو سلام کرتے ہیں۔ (۳) غائب کی طرف سے سلام کا پہنچانا اور اس کے جواب کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

٨٥٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ ' وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا اِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيْرًا۔

۸۵۳ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے جب کسی قوم کے پاس آ کر سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کہتے (بخاری) یہ مجمع کی کثرت کی صورت میں حکم ہے۔

**تخریج** : رواه البخاري في كتاب العلم ' باب من اعاد ثلاثاً وفى الاستيذان باب التسليم والاستيذان ثلاثا

**فوائد** : (۱) حضور ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کمال مہربانی اور ان سے حسن مخاطبت۔ (۲) جب مجمع زیادہ ہو تو سلام کا دو مرتبہ کہنا جائز ہے جبکہ سب نے پہلی مرتبہ نہ سنا ہو۔ اگرچہ اصل سنت تو بعض کے سن لینے سے پوری ہو جاتی ہے لیکن آپ کی صحابہ کرام کے ساتھ خصوصی دلجوئی ہے۔

٨٥٤ : وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ قَالَ : كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ مِنَ اللَّبَنِ فَيَجِيْءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ فَجَآءَ النَّبِيُّ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۵۴ : حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں ذکر کیا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے لئے آپ کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ پس آپ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اسی طرح سلام کیا جس طرح سلام فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم في كتاب الاشربه ' باب فضل اكرام الضيف و فضل ايثاره

**فوائد** : (۱) جہاں کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں ان کو سلام کرنا جائز ہے۔ لیکن ان میں سنت طریقہ یہ ہے کہ آواز اتنا بلند نہ کرے کہ جس سے سونے والا جاگ جائے اور نہ ہی اتنا پست آواز سے کیا جائے کہ جاگنے والا بھی نہ سن پائے۔

۸۵۵ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ- وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْاِشَارَةِ ، وَيُؤَيِّدُهٗ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ اَبُوْدَاوُدَ :فَسَلَّمَ عَلَيْنَا۔

۸۵۵: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ پس آپؐ نے سلام کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے لفظ سلام اور اشارے دونوں کو جمع فرمایا اور اس کی تائید ابوداؤد کی روایت کے الفاظ **فَسَلَّمَ عَلَيْنَا** دلالت کرتے ہیں۔

یہ روایت کسی صحیح نسخہ میں نہیں ملی۔ ۱۳۵۷ھ کا نسخہ مصری جس کا مقابلہ ۸۴۷ سے کیا ہے اس میں بھی موجود نہیں۔

**تخريج** : رواه الترمذي في الاستيذان ' باب ما جاء في التسليم على النساء

**اللغات** : عصبة :دس تک کی جماعت۔الوی بيده :اشارہ فرمایا۔

**فوائد** : (۱) جو آدمی دور ہو اس کو ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا جائز ہے جبکہ زبان سے بھی لفظ سلام ادا کرے۔ صرف اشارہ کر دینا مکروہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ سے سلام کا اشارہ کرنے کو منع فرمایا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے اور یہ غیر مسلموں کا فعل ہے۔ (۲) آپ ﷺ فتنے سے معصوم ہیں اس لئے آپؐ کا عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے البتہ دوسروں کے لئے فتنہ سے مامون ہونے کا پختہ یقین ہو تو سلام جائز ورنہ خاموشی اور سلام نہ کرنا احسن و افضل بات ہے۔

۸۵۶ :وَعَنْ اَبِيْ جُرَيِّ الْهُجَيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ :"لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ ، فَاِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَقَدْ سَبَقَ لَفْظُهٗ بِطُوْلِهٖ۔

۸۵۶: حضرت ابو جری ہجیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں نے کہا **عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عَلَيْكَ السَّلَامُ** مت کہو کیونکہ یہ تو مُردوں کا سلام ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

پہلے گزر چکی۔

**تخريج** : رواه ابوداود في الادب ' باب كراهية ان يقول عليك السلام والترمذي في الاستيذان' باب ما جاء في كراهية ان يقول عليك السلام مبتدءا

**فوائد** : روایت کی شرح حدیث ۷۹۶ باب ۱۱۹ میں گزری۔

## ۱۳۳ : بَابُ آدَابِ السَّلَامِ

## باب: آداب سلام

۸۵۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ ، وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ ، وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ :"وَالصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ"۔

۸۵۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل' بیٹھنے والے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ (بخاری ومسلم) اور بخاری کی روایت میں ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے'' کے بھی الفاظ ہیں۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان ' باب تسلیم القلیل علی الکثیر و باب تسلیم الراکب علی الماشی وباب تسلیم الماشی علی القاعد و مسلم فی السلام' باب تسلیم الراکب علی الماشی

**فوائد** : (۱) حدیث میں مذکورطریقہ پر سلام کرنا مستحسن ہے۔ بقول مہلب رحمہ اللہ اس میں حکمت یہ ہے کہ چلنے والا داخل ہونے والے کے مشابہ ہے۔ اس لئے سلام میں اس کا ابتداء کرنا افضل ٹھہرا۔ چھوٹے کو حکم ہے کہ بڑے کا احترام کرے اور اس کے سامنے تواضع اختیار کرلے۔ اس لئے سلام میں ابتداء کا حکم ہوا اور سوار تا کہ تکبر میں مبتلا نہ ہو جائے اور تھوڑی تعداد والے سلام میں ابتداء کریں تا کہ زیادہ کے حق کا لحاظ ہو کیونکہ اہل کثرت کا حق زیادہ ہے۔ اسلام میں سلام کرنے کے یہ شاندار آداب ہیں۔

۸۵۸ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ ابْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ' وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قِیْلَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' الرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّهُمَا یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ؟ قَالَ : "اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ تَعَالٰی" قَالَ التِّرْمِذِیُّ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۸۵۸: حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو سلام میں ابتداء کرے (ابوداؤد بسند جید) ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! جب دو آدمی ملیں تو کونسا سلام میں ابتداء کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب فضل من بدء بالسلام والترمذی فی الاستیذان ' باب ما جاء فی فضل الذی یبداء بالسلام۔

**اللغَاتْ** : اولی الناس بالله :اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا زیادہ حق دار ہے۔

**فوائد** : (۱) اطاعت کی وجہ سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو ملاقات کے وقت سلام میں پہل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں سبقت کرنے والا' اپنے مسلمان بھائی کی دلجوئی میں جلدی کرنے والا اور اللہ کا ذکر اس کو یاد دلانے والا ہے۔

۱۳۴: بَابُ اسْتِحْبَابِ اِعَادَةِ السَّلَامِ عَلٰى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلٰى قُرْبٍ بِاَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ ' اَوْحَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

باب: سلام کا اعادہ کرنا اس پر جس کو ابھی مل کر اندر گیا پھر باہر آیا یا ان کے درمیان درخت حائل ہوا وغیرہ

۸۵۹ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الْمُسِيْءِ صَلَاتَهٗ اَنَّهٗ جَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلّٰى ' ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس میں انہوں نے الْمُسِيْءِ صَلَاتَهٗ کا تذکرہ کیا کہ وہ آیا پھر نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھو۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر لوٹا اور نماز پڑھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا یہاں تک کہ یہ تین مرتبہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخريج** : رواه البخاری فی صفة الصلوة ' باب وجوب القراة للامام والماموم فی الصلوة کلها وباب استواء الظهر فی الرکوع وفی الایمان والاستیذان و مسلم فی الصلاة ' باب وجوب قراة الفاتحه فی کل رکعة

**اللغات** : المسی صلاته :ان کا نام رافع بن خلاد رضی اللہ عنہ زرقی انصاری ہے۔

**فوائد** : (۱) تحیۃ المسجد کی نماز سلام سے پہلے ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق لوگوں کے حق سے مقدم ہے۔ (۲) دوبارہ سلام کرنا مستحب ہے خواہ دونوں سلاموں میں معمولی فاصلہ ہو۔

۸۶۰ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۶۰: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کہے پھر اگر ان کے درمیان درخت حائل ہو جائے یا دیوار آ جائے یا پتھر۔ پھر اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد)

**تخريج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاه ایسلم علیه

**فوائد** : (۱) ہر ملاقات میں سلام مستحب ہے خواہ دونوں ملاقاتوں میں درخت' دیوار' پتھر وغیرہ کا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔

۱۳۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ

باب: گھر میں داخلے کے وقت سلام مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس جب تم گھروں میں داخل ہو پس

عَلٰی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً﴾ [النور:٦١]

اپنے نفسوں کو سلام کرو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ مبارک تحفہ ہے''۔(النور)

٨٦١ :عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"یَا بُنَیَّ ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَهْلِكَ فَسَلِّمْ یَکُنْ بَرَکَةً عَلَیْكَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

۸۶۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کرو۔ یہ تیرے لئے برکت کا باعث ہوگا اور تیرے گھر والوں کے لئے بھی برکت کا باعث ہوگا۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب الاستیذان' باب ما جاء فی التسلیم اذا دخل بیته

**فوائد** : (۱)غیر کو یا بنی کہہ کر آواز دینا جائز ہے کیونکہ یہ اس پر مہربانی اور محبت کو ظاہر کرتا ہے۔(۲) اپنے گھر والوں کو سلام کرنا مستحب ہے اور اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو اس طرح سلام کہنا چاہئے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اس سے خیر و برکت حاصل ہو جائے گی اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی میسر آ گیا۔

## ١٣٦ :بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

## باب: بچوں کو سلام

٨٦٢ :عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَقَالَ :کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَفْعَلُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

۸۶۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا پس انہوں نے بچوں کو سلام کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان ' باب التسلیم علی الصبیان و مسلم فی السلام ' باب استحباب السلام علی الصبیان

**فوائد** : (۱) چھوٹے بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے تاکہ ان کو بھی سلام کا طریقہ آ جائے اور ان کو ادب سکھانے اور ان کے دلوں کو خوب پاکیزہ کرنے کے لئے بھی ایسا کرنا چاہئے۔

## ١٣٧ :بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ وَالْمَرْاَةِ مِنْ مَّحَارِمِهٖ وَعَلٰی اَجْنَبِیَّةٍ وَّاَجْنَبِیَّاتٍ لَّا یَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

## باب: بیوی اور محرم عورت کو سلام کرنا اور اجنبیہ کے متعلق فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو سلام کرنا

٨٦٣ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :کَانَتْ فِیْنَا امْرَاَةٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ :کَانَتْ لَنَا

۸۶۳ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان میں ایک عورت تھی اور ایک روایت میں

عَجُوْزٌ تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهٗ فِی الْقِدْرِ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ وَانْصَرَفْنَا نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهٗ اِلَيْنَا' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ'

قَوْلُهٗ "تُكَرْكِرُ" :اَیْ تَطْحَنُ۔

ایک بڑھیا تھی۔ وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہانڈی میں ڈالتی اور جَو کے کچھ دانے پیس کر (اس میں ڈالتی) پس جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتے۔ ہم اس کو سلام کرتے پس وہ یہ کھانا ہمیں پیش کرتی۔ (بخاری)

تُکَرْکِرُ : پیستی۔

**تخریج** : رواہ البخاری فی الجمعة' باب القائلة بعد الجمعة وفی الاطعمة والاستیذان

**اللغات** : عجوز : معمر عورت۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ عجوزہ لغت میں کمزور کو کہا جاتا ہے۔

السلق : چقندر۔ اصولہ : جڑیں۔ القدر : ہنڈیا۔ حبات : چند دانے۔

**فوائد** : (۱) جن بوڑھی عورتوں کو سلام کرنے میں فتنہ کا خطرہ نہ ہو ان کو سلام کرنا جائز ہے۔

٨٦٤ : وَعَنْ اُمِّ هَانِیءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ – وَذَكَرَتِ الْحَدِيْثَ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۶۴ : حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح کے دن آئی جبکہ آپؐ غسل فرما رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ پس میں نے سلام کیا اور روایت ذکر کی۔ (رواہ مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الطهارة' باب تستر المغتسل بثوب ونحوه

**اللغات** : الفتح : فتح مکہ۔ تسترہ : پردہ کو تھامے ہوئے تھیں تاکہ وہ نظر نہ آئیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے مشرک خاوند کو پناہ دی جو کہ واجب القتل ہو چکا تھا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اُس کو اس بناء پر قتل کرنا چاہتے تھے۔ ام ہانی ان کا شکوہ کرنے آئیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی پناہ کو برقرار رکھا۔

**فوائد** : (۱) فتنے کا خطرہ نہ ہو تو عورت کو سلام کرنا بھی جائز ہے۔

٨٦٥ : وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا – رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَهٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوٗدَ ' وَلَفْظُ التِّرْمِذِیِّ :اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَّعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ قُعُوْدٌ فَاَلْوٰی بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ۔

۸۶۵ : حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم عورتوں کے پاس سے گزر ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداؤد) ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ ترمذی کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے ایک دن گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب السلام علی النساء و الترمذی فی الاستیذان' باب ما جاء فی التسلیم علی النساء

**اللغات** : عصبة :جماعت۔ فالوی بیده :سلام کا ہاتھ سے اشارہ۔

**فوائد** : جب مردوں اور عورتوں کی طرف سے کسی قسم کے فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو سلام کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ اس پر سابقہ احادیث دلالت کرتی ہیں۔ مسئلہ کی تفصیل اس طرح ہے: (۱) نوجوان عورت کو انفرادی طور پر مردوں میں سلام میں ابتداء کرنا حرام ہے۔ (۲) عورتوں کے مجمع یا بوڑھی عورتوں کو سلام میں ابتداء بھی درست اور جواب دینا بھی درست بلکہ ضروری ہے۔ (۳) ایک آدمی کو ابتداءً نوجوان عورت کو سلام کرنا یا جواب دینا مکروہ ہے۔ (۴) فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو آدمیوں کے مجمع کو نوجوان عورت کو سلام کرنا درست ہے۔ (۵) ایک آدمی کو عورتوں کی جماعت کو سلام دینا مستحب ہے۔

## ۱۳۸ :بَابُ تَحْرِيْمِ ابْتِدَآئِنَا الْكَافِرَ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰى اَهْلِ مَجْلِسٍ فِيْهِمْ مُسْلِمُوْنَ وَكُفَّارٌ

## باب: کافر کو سلام میں ابتداء حرام ہے اس کو جواب دینے کا طریقہ اور مشترک مجلس کو سلام

۸۶۶ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ ' فَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِىْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان کے راستے میں ملو تو اسے راستہ کے تنگ حصہ کی طرف مجبور کر دو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواه مسلم فی کتاب السلام ' باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام و کیف یرد علیهم

**اللغات** : فاضطروه الی اضیقه :اس کو مجبور کرو کہ وہ راستے کے کنارے پر چلے اور یہ بھیڑ کے وقت میں حکم ہے۔

**فوائد** : (۱) غیر مسلم کو سلام میں ابتداء کرنا حرام ہے۔ (۲) جب راستہ میں بھیڑ ہو تو مسلمانوں کو راستے کے درمیان میں چلنا چاہئے اور غیر مسلموں کو کنارے پر۔ (۳) اس سے مسلمانوں کی عزت اور دوسروں کی ذلت کا اظہار مقصود ہے کیونکہ اصل عزت تو اسلام میں ہے۔

۸۶۷ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا :وَعَلَيْكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۶۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں اہل کتاب سلام کریں پس کہو وَعَلَيْكُمْ ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الاستیذان' باب کیف یرد علی اهل الذمة السلام ومسلم فی کتاب السلام ' باب

النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام

اَللُّغَاتُ : وعلیکم :یعنی تم جس مذمت کے حق دار ہو وہ تم پر ہو یا ہم اور تم موت میں برابر ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے جو حدیث میں ہے کہ یہود جب تمہیں سلام کریں تو وہ کہتے ہیں السام علیکم تو تم کہہ دو وعلیك کہ تم پر ہو۔ السام :موت کو کہتے ہیں۔

**فوائد** : (۱) غیر مسلم کو سلام کا جواب دینا جائز ہے مگر یوں نہ کہے وعلیکم السلام بلکہ وعلیکم پر اکتفاء کرے۔

٨٦٨ : وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ - عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٦٨ : حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی مجلس سے ہوا جس میں مسلمان اور مشرکین یہود ملے جلے تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الاستیذان ' باب التسلیم علی مجلس فیه اخلاط ' و مسلم فی الجهاد والسیر باب فی دعاء النبی صلی الله علیه وسلم وصبره علی اذی المنافقین

**فوائد** : (۱) مجلس کے اندر جو لوگ ہوں ان کو سلام کرے اگر ان میں غیر مسلم ملے جلے ہوں تو سلام میں مسلمانوں کی نیت کرے۔

## ١٣٩ : بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ اِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَآءَهٗ اَوْ جَلِيْسَهٗ

## باب: مجلس سے اٹھتے اور احباب سے جدائی کے وقت سلام

٨٦٩ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ ' فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ ' فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٨٦٩ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے پس وہ سلام کرے۔ جب وہ ارادہ کرے مجلس سے اٹھنے کا تو سلام کرے۔ پس پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فوقیت والا نہیں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ' باب السلام اذا قام من المجلس واللفظ له ' والترمذی فی الاستیذان' باب ما جاء فی التسلیم عند القیام وعند القعود

اَللُّغَاتُ : انتهى :پہنچا۔ الاولى :پہنچنے کے وقت کا سلام۔ باحق :بہتر۔ الاخرة :مجلس چھوڑنے کا سلام۔

**فوائد** : (۱) سلام ملاقات اور جدائی کے وقت مستحب ہے۔

## ١٤٠ : بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَآدَابِهٖ

## باب: اجازت اور اس کے آداب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ

تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا﴾ [النور:۲۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾[النور:۵۹]

دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ تم ان سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔ (النور)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بچے تم میں سے بلوغت کو پہنچ جائیں تو چاہئے کہ وہ اجازت مانگ کر آئیں جس طرح ان سے پہلے لوگ اجازت مانگتے تھے''۔

حل الآیات : تستانسوا : اجازت طلب کرو۔ بیوتا : کمرے مراد ہیں۔ خواہ ماں باپ کا ہی ہو۔ الحلم : بلوغت کا احتمال ہو۔ الذین من قبلھم : بالغ

۸۷۰ : عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ ، فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۰ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت حاصل کرنا تین مرتبہ ہے۔ پس اگر تمہیں اجازت مل جائے (تو ٹھیک) ورنہ واپس لوٹ جاؤ''۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الاستیذان ، باب التسلیم والاستیذان ثلاثا و مسلم فی الاول باب الاستیذان واللفظ للمسلم

اللغات : ثلاث : تین مرتبہ۔

**فوائد** : (۱) اجازت کا ادب یہ ہے کہ تین مرتبہ دہرائے۔ اگر اس کے بعد اجازت مل جائے تو داخل ہو جائے اور اگر اجازت نہ ملے تو پھر گھر میں داخل ہونا ممنوع ہے اس سے زیادہ اصرار نہ کرے۔

۸۷۱ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۱ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اجازت طلبی تو (غیر محرم پر) نگاہ نہ پڑنے کے لئے مقرر کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی کتاب الاستیذان ، باب الاستیذان من اجل البصر و مسلم فی الاستیذان، باب تحریم النظر فی بیت غیره

**فوائد** : (۱) اجازت طلبی کی حکمت یہ ہے کہ جن کے ہاں داخل ہونا ہو ان کے مستورہ حصہ پر نگاہ نہ پڑے۔ (۲) ممکن ہے اس کی نگاہ کسی ایسی چیز پر پڑ جائے جو اس کو ناپسند ہو۔

۸۷۲ : وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ

۸۷۲ : حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بنی عامر کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے

ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ : أَأَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَادِمِهٖ : اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهٗ قُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، أَ اَدْخُلُ؟ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، أَ اَدْخُلُ؟ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

اجازت طلب کی جبکہ آپؐ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا أألج؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم کو فرمایا باہر نکل کر اس کو اجازت کا طریقہ سکھاؤ اور اس کو یوں کہو کہ وہ کہے: السلام علیکم أ أدخلُ؟ آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو کو سن لیا۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ أ أدخلُ؟ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ پس نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی پس وہ داخل ہوا۔ ابوداؤد سند صحیح کے ساتھ۔

**تخریج** : اخرجه ابوداود فی الاستیذان ، باب کیفیة الاستیذان

**اللغات** : أ الج : کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔ یہ لفظ ولوج سے ہے جس کا معنی داخل ہونا ہے۔ **فعلمه الاستیذان** : یعنی اجازت کے الفاظ سکھلائے۔

**فوائد** : (۱) اجازت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ کو استعمال کیا جائے اور سنت یہ ہے کہ اجازت سے قبل السلام علیکم کہا جائے۔ (۲) گھروں کا ایک احترام خالص اسلام میں ہے اس لئے ان میں گھر والوں کی اجازت کے بغیر داخل ہونا درست نہیں۔ (۳) جاہل کو تعلیم دینی چاہئے اور اس پر آمادہ کرنا چاہئے اور علم پر خود بھی عمل کرنا اور اس پر بھی دوسروں کو آمادہ کرنا چاہئے۔

٨٧٣ : وَعَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، اِرْجِعْ فَقُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَ اَدْخُلُ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۷۳ : حضرت کلاہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے داخل ہوتے ہوئے سلام نہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ واپس جاؤ! اور کہو السلام علیکم کیا میں اندر داخل ہوسکتا ہوں؟ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواه ابوداود فی الادب ، باب کیفیة الاستیذان والترمذی فی الاستیذان، باب ما جاء فی التسليم قبل الاستيذان

**اللغات** : لم اسلم : میں نے اجازت نہ لی۔ ارجع : باہر جاؤ یعنی اس مقام سے جہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔

**فوائد** : (۱) امر بالمعروف اور سنن و آداب کی تعلیم دینا چاہئے اور اس پر عمل کرنے پر بھی دوسروں کو آمادہ کرتے رہنا چاہئے اور سستی نہ برتنی چاہئے۔

## ١٤١ : بَابُ بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ اِذَا قِيْلَ لِلْمُسْتَاْذِنِ مَنْ اَنْتَ اَنْ يَّقُوْلَ : فُلَانٌ فَيُسَمِّيْ نَفْسَهٗ بِمَا يُعْرَفُ بِهٖ مِنْ اسْمٍ اَوْ كُنْيَةٍ وَكَرَاهَةِ قَوْلِهٖ "اَنَا" وَنَحْوِهَا!

## باب: اجازت لینے والے سے جب پوچھا جائے تو اس کو اپنا نام یا کنیت بتانی چاہئے

٨٧٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ

۸۷۴ : حضرت انس رضی اللہ عنہ اسراء کے سلسلے میں اپنی مشہور

حَدِيْثِهِ الْمَشْهُوْرِ فِي الْإِسْرَآءِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثُمَّ صَعِدَ بِيْ جِبْرِيْلُ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ ، فَقِيْلَ : مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ " "ثُمَّ صَعِدَ إِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ ، قِيْلَ : مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ" وَالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَآئِرِهِنَّ وَيُقَالُ فِيْ بَابِ كُلِّ سَمَآءٍ : مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ : جِبْرِيْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حدیث میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے جب جبرائیل آسمانی دنیا کی طرف لے کر چڑھے۔ دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا۔ ان سے کہا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل۔ پھر کہا گیا تمہارے ساتھ کون؟ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے۔ دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا۔ ان سے کہا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل۔ پھر کہا گیا تمہارے ساتھ کون؟ کہا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر تیسرے، چوتھے اور تمام آسمانوں پر لے کر چڑھے اور ہر آسمان کے دروازے پر کہا گیا یہ کون ہے؟ جبرائیل جواب دیتے جبرائیل۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی بدء الخلق ' باب ذكر الملائكة ومسلم فی كتاب الايمان ' باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم

**اللغات** : فاستفتح :کھولنے کے لئے کہا۔ وسائرهن :باقی ماندہ، پانچویں، چھٹی، ساتویں۔

۸۷۵ : وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْتُ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ وَحْدَهُ ، فَجَعَلْتُ أَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِيْ فَقَالَ : "مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ أَبُوْذَرٍّ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۵ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات باہر نکلا۔ اچانک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے چلتے ہوئے دیکھا پس میں چاند کے سائے میں چلنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہو کر مجھے دیکھ لیا اور فرمایا۔ یہ کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجه البخاری فی الرقاق ' باب المكثرون هم المقلون و مسلم فی الزكاة ' باب الترغيب فی الصدقة

**اللغات** : امشی فی ظل القمر: تاکہ آپؐ کا سایہ رات کی سیاہی میں نظر نہ آسکے کیونکہ انہوں نے آنحضرتؐ کا اکیلے چلنے کو پسند فرمانا اس وقت محسوس کیا۔ تاکہ اس میں خلل نہ آئے۔ من هذا: یہ سوال اس لئے فرمایا تاکہ وہ منافقین ودشمنان اسلام میں سے نہ ہو۔

۸۷٦ : وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ

۸۷٦ : حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس حال میں کہ آپ صلی

فَقَالَ : "مَنْ هٰذِهٖ؟" فَقُلْتُ :اَنَا اُمُّ هَانِئٍ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ علیہ وسلم غسل فرمارہے تھے اور فاطمہ پردہ کئے ہوئے تھیں۔آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی ہوں۔(بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الغسل ' باب التستر فی الغسل عند الناس وفی کتاب الصلوۃ والجزیۃ والادب ومسلم فی الطھارۃ باب تستر المغتسل بثوب ونحوہ

**فوائد** : اس کی شرح باب ۱۳۷ حدیث نمبر ۷۶۴ میں گزری۔

۸۷۷ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ :"مَنْ هٰذَا؟" فَقُلْتُ :اَنَا ' فَقَالَ :"اَنَا اَنَا؟" كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۷۷ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔پس میں نے دروازہ کھٹکھٹایا جس پر آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں۔آپؐ نے فرمایا: اَنَا اَنَا گویا آپؐ نے اَنَا کے لفظ کو ناپسند فرمایا۔(بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الاستیذان ' باب اذا قال من؟ فقال انا و مسلم فی الاستیذان باب کراھۃ قول المستاذن انا اذا قیل من ھذا

**اللغات** : فدققت :میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کرھھا :ایسے جواب کو ناپسند فرمایا جس سے اجازت لینے والا متعین نہ ہوتا تھا۔

**فوائد** : (۱) سنت طریقہ یہ ہے کہ جب وضاحت طلب کی جائے تو اجازت لینے والا ایسی تعیین سے بتلائے جس سے اس کی شخصیت واضح ہو جائے مثلاً نام یا کنیت سے جواب دے۔(۲) ایسے الفاظ سے جواب دینا مکروہ ہے جس سے شخص تعارف نہ ہوتا ہو مثلاً میں انسان' آدمی وغیرہ۔(۳) اگر راستہ میں اندھیرا ہو اور کسی آدمی کا اشتباہ ہو تو اس سے وضاحت طلب کرنی چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو سلام کرے جس سے اس کی شخصیت معلوم ہو جائے۔(۴) دروازہ کھٹکھٹانا اجازت طلبی کے الفاظ ہی کے قائم مقام ہے۔(۵) حدیث جبرئیل علیہ السلام کا اپنے اور محمد ﷺ کے نام کو ظاہر کرنا اور حدیث ابوذر اور اُم ہانی میں نام کا لے کر دہرانا بھی سنت ہے۔

## ۱۴۲ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَرَاهِيَةِ تَشْمِيْتِهٖ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيْتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

## باب: چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا اور چھینک و جمائی کے آداب

۸۷۸ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ ' فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ

۸۷۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اس پر اللہ

اللّٰہَ تَعَالٰی کَانَ حَقًّا عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَہٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ : یَرْحَمُکَ اللّٰہُ – وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا ھُوَ مِنَ الشَّیْطٰنِ ، فَاِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّہٗ مَا اسْتَطَاعَ ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَثَاءَ بَ ضَحِکَ مِنْہُ الشَّیْطَانُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

کی حمد کرے تو ہر اس مسلمان پر جو اس کو سنے یہ حق بن جاتا ہے کہ وہ اس کے لئے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے لیکن جمائی تو شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے جہاں تک ہو سکے وہ اس کو روکے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب ما یستحب من العطاس ویکرہ من التثاؤب

**اللُّغَات** : **یحب** : اس پر راضی ہے اور اس پر بدلہ دیتا ہے۔ **یکرہ** : اس پر ثواب نہ ملے گا۔ **حقاً** : لازم۔ **یرحمك** : اللہ تعالیٰ تم سے مصیبت کو دور کرے۔ سلامتی میسر فرمائے تمہارا گناہ بخش دے۔ **من الشیطان** : شیطان اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کے اسباب کی کوشش کرتا ہے۔ **ضحك منه** : ہنستا ہے کیونکہ اس سے جمائی والے کا منہ بدلتا ہے۔

**فوائد** : (۱) بہتر یہ ہے کہ آدمی چھینک کے اسباب کو حاصل کرے اور وہ چستی' بدن کا ہلکا پھلکا ہونا یہ کم کھانے سے میسر ہوتا ہے۔ اکتائی کے اسباب سے نفرت چاہئے اور وہ بدن کے بوجھل پن اور سستی جو زیادہ کھانے اور اس میں خلط ملط کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲) چھینک پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور چھینک سے رطوبات دور ہوتی اور دماغ کو نشاط حاصل ہوتی ہے اور تکلیف کا ازالہ ہوتا ہے پس یہ اعضاء کی سلامتی کا باعث بنتی ہے۔ (۳) چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے اس کے لئے جس نے الحمد للہ سنا اور اگر تمام سامعین کہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ بعض مالکیہ تو اس کے وجوب کے قائل ہیں کہ جو بھی سنے وہ الحمد للہ کہے۔ (۴) منہ بند کر کے جمائی کو روکنے کا حکم دیا گیا یا پھر منہ پر ہاتھ رکھنے کا فرمایا گیا۔ (۵) شیطان کو خوش کرنے والے تمام برے افعال سے دور رہنے کی تاکید کی گئی۔

۸۷۹ : وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، وَلْیَقُلْ لَہٗ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ : یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ : یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ، فَلْیَقُلْ : یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۷۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے اور اس کا مسلمان بھائی یا ساتھی یرحمک اللہ کہے۔ پس جب وہ یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہے یعنی اللہ ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست فرمائے۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الادب ' باب اذا عطس کیف یشمت

**اللُّغَات** : **یهدیکم الله** : اللہ تعالیٰ اس چیز پر پہنچنے میں تمہاری راہنمائی کرے جو اللہ کو پسند ہے۔ **بالکم** : تمہ[illegible] یہ تمہارا دل۔

**فوائد** : (۱) سنت یہ ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور جو اس کی حمد کو سنے وہ یرحمک اللہ کہے اور چھینکنے والا اس کے جواب میں یهدیکم الله ویصلح بالکم کہے۔ (۲) جو دعائیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں ان پر اضافہ نہ کرنا چاہئے چونکہ ابتداء سے اتباع بہتر

ہے۔(۳)دعا کے بالمقابل اس جیسی دعا اور اچھائی کے مقابلہ میں اچھائی کرنی چاہئے اس سے محبت اور بھائی چارہ بڑھتا ہے۔

۸۸۰ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :"اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ ، فَاِنْ لَّمْ یَحْمَدِ اللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۸۰ : حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے پھر وہ اس پر اللہ کی حمد کرے تو تم اس کے لئے خیر کی دعا کرو۔ اگر اس نے اللہ کی حمد نہیں کی تو مت اس کا جواب دو۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الزھد والرقائق ، باب تشمیت العاطس

**اللغات** : فشمتوہ : یعنی یرحمک اللہ اس کو کہے۔ یہ خیر و برکت کی دعا ہے بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تمہیں شماتت سے دور رکھے اور تمہیں ان چیزوں سے بچا کر رکھے جس سے ان کو شماتت کا موقع مل سکے۔

۸۸۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَشَمَّتَ اَحَدَھُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ ، فَقَالَ الَّذِیْ لَمْ یُشَمِّتْہُ :عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّہٗ وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ؟ فَقَالَ :"ھٰذَا حَمِدَ اللّٰہَ ، وَاِنَّکَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰہَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۸۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو ان میں سے ایک کو آپؐ نے چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ پس جس کو چھینک کا جواب نہ دیا اس نے کہا کہ فلاں کو چھینک آئی تو آپؐ نے اس کا جواب دیا اور مجھے چھینک آئی مگر آپؐ نے اس کا جواب نہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔ (بخاری ومسلم)

**تخریج** : اخرجہ البخاری فی الادب ، باب ما لا یشمت العاطس اذا لم یحمد و مسلم فی کتاب الزھد والرقائق باب تشمیت العاطس

**فوائد** : (۱) پہلی روایات کے فوائد کو سامنے رکھا جائے۔(۲) چھینک کا جواب اس شخص کے لئے ہے جس نے چھینک کے بعد اللہ کی حمد کی اور جس نے حمد نہ کی اس کا کوئی حق نہیں۔(۳) دونوں کے جواب میں فرق کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپؐ نے اس کا سبب بیان فرما دیا۔(۴) جو آدمی نیکی کرے اس کا اکرام کرنا چاہئے اور جو سنت کو ترک کرے اس سے بتوجیہ کرنی چاہئے تا کہ اس کو اپنی کوتاہی کا احساس ہو۔

۸۸۲ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا عَطَسَ وَضَعَ یَدَہٗ اَوْ ثَوْبَہٗ عَلٰی فِیْہِ وَخَفَضَ – اَوْ غَضَّ – بِھَا صَوْتَہٗ شَکَّ الرَّاوِیْ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۸۸۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چھینک آتی تو آپؐ اپنے ہاتھ کا کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیتے اور اس کے ذریعہ اپنی آواز ہلکا یا پست کرتے۔ راوی کو شک ہے کہ کونسا لفظ حضرت انس نے استعمال کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب فی العطاس والترمذی فی الاستیذان ' باب ما جاء فی خفض الصوت وتخمیر الوجه عند العطاس

**اللغات** : خفض او وضع بها صوته :یعنی زور سے چھینک نہ مارے۔

**فوائد** : (۱) مجلس کا ادب یہ ہے جس آدمی کو چھینک آئے وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے یا اپنے منہ اور ناک پر کوئی ایسی چیز رکھ لے جس سے اس کے پاس بیٹھنے والا اور اس کے تھوک وغیرہ سے متاثر نہ ہو۔ (۲) چھینک مارنے میں آواز کو آہستہ کرنا مقصود ہے اور یہ کمال ادب کی علامت ہے اور مکارم اخلاق کی بلندی ہے۔

٨٨٣ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْیَهُوْدُ یَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَرْجُوْنَ اَنْ یَقُوْلُ لَهُمْ یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَیَقُوْلُ :"یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

٨٨٣ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تکلف سے چھینکتے اور اس بات کے امیدوار ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فرمائیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ فرماتے۔ (ابوداؤد' ترمذی) کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب کیف یشمت الذمی والترمذی فی کتاب الادب ' باب ما جاء کیف یشمت العاطس

**اللغات** : یتعاطسون : کا معنی بتکلف چھینک لینا یا چھینک کے مشابہ آوازیں نکالتے تھے۔ یرجون :حضور ﷺ کی دعا کے امیدوار تھے۔

**فوائد** : (۱) مسلمان کے لئے رحمت کی دعا کی جائے۔ (۲) مسلم کے لئے ہدایت اور کفر سے باز رہنے کی دعا کیجئے۔ (۳) اہل کتاب کو آپ کی نبوت اور رسالت کا اندرونی طور پر علم تھا لیکن اقرار سے تکبر مانع تھا۔

٨٨٤ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْیُمْسِكْ بِیَدِهٖ عَلٰی فِیْهِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٨٤ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے ہاتھ سے منہ کو بند کر لے اس لئے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب الزهد والرقائق ' باب تشمیت العاطس و کراهة التثاؤب

**فوائد** : (۱) جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ شیطان کی غرض پوری نہ ہو سکے۔ (۲) اسلامی آداب کا تمام حالات میں خیال رکھنا چاہئے کیونکہ یہی کمال اور اخلاق کا عنوان ہیں۔ (۳) مسلمان کو شیطان کو بھگانے اور اس کے وساوس کو دور کرنے کی حرص ہونی چاہئے تا کہ وہ اس کو گمراہ اور اغوا کرنے سے باز رہے۔ (۴) جمائی لینے والے کے لئے یہ مکروہ ہے کہ وہ اپنے منہ سے آواز

نکالے۔ ابن ماجہ کی روایت میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جمائی لینے والے کے لئے فرمایا کہ وہ آواز نہ نکالے اس لئے کہ شیطان اس سے ہنستا ہے۔

## ١٤٣ :باب اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِعِنْدَ اللِّقَآءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَتَقْبِيْلِ وَلَدِهٖ شَفَقَةً وَمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ وَّكَرَاهِيَةِ الْاِنْحِنَآءِ

## باب: ملاقات کے وقت مصافحہ اور خندہ پیشانی سے پیش آنا‘ نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینا‘ بچے کو چومنا اور سفر سے آنے والے سے معانقہ‘ جھک کر ملنے کی کراہت

٨٨٥ :عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ قَتَادَةَ قَالَ :قُلْتُ لِاَنَسٍ : اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ : نَعَمْ - رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

٨٨٥: ابوخطاب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا مصافحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (بخاری)

**تخریج** : رواہ البخاری فی الاستیذان ' باب المصافحة

**اللغات** : المصافحه : یہ صفحہ سے باب مفاعلہ ہے۔ مراد اس سے ہاتھ کی ہتھیلی کو ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا۔

**فوائد** : (١) مصافحہ جائز ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود تھا یہ اجماع سکوتی کہلاتا ہے اور یہ محبت ہے۔

٨٨٦ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :لَمَّا جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :قَدْ جَآءَ كُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ ' وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ جَآءَ بِالْمُصَافَحَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

٨٨٦ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یمن کے لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور یہ پہلے لوگ ہیں جو تمہارے پاس مصافحہ لائے ہیں۔ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب المصافحه

**اللغات** : اهل اليمن : شاید کہ اس سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔

**فوائد** : (١) آنحضرت ﷺ کی تصدیق سے مصافحہ کا ثبوت ملتا ہے اور اس میں سب سے پہل کرنے والے اہل یمن ہیں۔

٨٨٧ :وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّفْتَرِقَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ۔

٨٨٧ : حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو مسلمان باہمی ملاقات میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابوداود فی الادب ' باب المصافحة

**فوائد** : (۱) ملاقات کے وقت مصافحہ جائز ہے اور اس روایت میں اس پر آمادہ کیا گیا ہے کیونکہ مصافحہ ان اعمال میں سے ہے جس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور محبت والفت باہمی بڑھتی ہے۔

۸۸۸ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاهُ اَوْ صَدِیْقَهٗ اَیَنْحَنِیْ لَهٗ؟ قَالَ : "لَا" قَالَ : اَفَیَلْتَزِمُهٗ وَیُقَبِّلُهٗ؟ قَالَ : "لَا" قَالَ : فَیَاْخُذُ بِیَدِهٖ وَیُصَافِحُهٗ؟ قَالَ : "نَعَمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۸۸۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی آدمی جب اپنے بھائی یا دوست کو ملے تو کیا وہ اس کے لئے جھکے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کیا وہ اس کو لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے۔ فرمایا ہاں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی ابواب الاستیذان ' باب ما جاء فی المصافحة

**اللغات** : ینحنی : رکوع کی حالت پر جھکنا۔ یلتزمه : معانقہ کرنا۔ یقبله : چہرہ اور بدن کو بوسہ دینا۔

**فوائد** : (۱) ملاقات کے وقت جھکنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور یہ بدعت ہے اور حرام ہے۔ (۲) بوسہ کے ساتھ معانقہ مکروہ و ناپسند ہے البتہ صرف معانقہ کرنا اس آدمی سے جو دور سے آیا ہو درست ہے۔

۸۸۹ : وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ یَهُوْدِیٌّ لِصَاحِبِهٖ : اِذْهَبْ بِنَا اِلٰی هٰذَا النَّبِیِّ فَاَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰیٰتٍ بَیِّنَاتٍ ' فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ اِلٰی قَوْلِهٖ : فَقَبَّلَا یَدَهٗ وَرِجْلَهٗ وَقَالَا : نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِیٌّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهٗ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ۔

۸۸۹ : حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا کہ مجھے اس نبی (ﷺ) کے پاس لے چلو! پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے نو "واضح آیات" نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ پس حدیث کو فَقَبَّلَا یَدَهٗ تک بیان کیا کہ "ان دونوں نے آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور پاؤں کو بوسہ دیا اور دونوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نبی ہو۔ (ترمذی) اور دوسروں نے سند صحیح سے روایت کیا۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الاستیذان ' باب ما جاء فی قبلة والرجل ورواہ النسائی فی السیر والمحاربة وابن ماجه فی الادب

**اللغات** : اذهب الی هذا النبی : اس پیغمبر (ﷺ) کے ہاں لے چلوتا کہ ہمارے سامنے اس کے کچھ معجزات آئیں جو اس کی نبوت کو واضح کرنے والے ہوں۔ تسع آیات بینات : نو آیات بینات وہی ہیں جو امام ترمذی کے ہاں روایت میں موجود ہیں۔ (۱) شرک نہ کرو (۲) چوری مت کرو۔ (۳) زنا نہ کرو۔ (۴) اس جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ۔ (۵) کسی بری الذمہ آدمی کو حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر ڈالے۔ (۶) جادو ٹونہ نہ کرو۔ (۷) سود نہ کھاؤ۔ (۸) پاک دامن پر

تہمت نہ لگاؤ۔ (۹) لڑائی کے میدان سے مت بھاگو اور یہود کے لئے خاص حکم یہ بھی ہے کہ ہفتہ کے دن میں حد سے مت بڑھو۔ آنحضرت ﷺ نے ان نو باتوں سے جواب دیا جو مسلمانوں اور یہود میں مشترک تھیں اور دسویں جو یہود کے ساتھ مخصوص تھی وہ بھی ذکر فرمادی۔ وہ اپنے دلوں میں یہ بات پوشیدہ کئے ہوئے تھے۔ پس آپ نے اضافے سے جواب دے کر معجزہ ثابت کر دیا۔

**فوائد** : (۱) ہاتھ یا پاؤں کو بوسہ ان کے لئے جائز ہے جن سے تقویٰ اور اصلاح کا گمان اور برکت کی امید ہو۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ انہوں نے یہ معاملہ کیا مگر آپؐ نے انکار نہیں فرمایا۔

۸۹۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِصَّةٌ قَالَ فِيهَا : فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ۔

۸۹۰ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصہ منقول ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوئے اور ہم نے آپؐ کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

**تخریج** : اخرجه ابوداود هكذا مختصرا في كتاب الادب' باب قبلة اليد

**اللغات** : قصة : واقعہ سے مراد وہ ہے جس کو ابوداؤد نے کتاب الجہاد کے آخر میں نقل کیا ہے۔ ابویعلیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک سریہ میں گئے لوگ پیچھے ہٹے اور میں بھی ان میں سے تھا جو پیچھے ہٹنے والے تھے (اور غالباً یہ غزوۂ موتہ کا واقعہ ہے) جب ہم پیچھے ہٹ کر اکٹھے ہوئے تو آپس میں ہم نے کہا ہم کیا کریں گے؟ ہم نے معرکہ سے فرار اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی حاصل کر لی ہے۔ پھر ہم نے آپس میں کہا کہ ہم مدینہ میں داخل ہو کر وہاں سے کھسک جائیں گے کہ ہمیں کوئی نہ دیکھے۔ چنانچہ ہم داخل ہوئے اور ہم نے دل میں کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اگر توبہ منظور ہوگئی تو اقامت اختیار کر لیں گے ورنہ دوسری صورت میں ہم چلے جائیں گے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز سے قبل رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو ہم نے کھڑے ہو کر ملاقات کی اور عرض کیا کہ ہم فرار اختیار کرنے والے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ بلکہ تم تو مڑ کر حملہ کرنے والے ہو اور بقیہ واقعہ اس روایت میں مذکور ہے کہ ہم نے آپ کے قریب ہو کر آپؐ کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ امام ترمذی نے اسی معنی کی روایت باب الجہاد میں ذکر کی ہے اور ابن ماجہ نے باب الادب میں قبلنا يد النبي صلى الله عليه وسلم کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ فحصنا حيصة : ہم گھومے واپس ہٹنے کے لئے۔ برزنا : ہم ظاہر ہوئے۔ بونا : ہم لوٹے۔ العكارون : مڑ کر برائی کی طرف جانے والے۔

۸۹۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ"۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۸۹۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ پس انہوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی اکرم ﷺ جلدی سے اس کی طرف اٹھے اس حال میں کہ اپنے کپڑے کو کھینچ رہے تھے اور ان کو گلے لگا لیا اور ان کا بوسہ لیا۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج** : رواہ الترمذی فی الاستیذان ' باب ما جاء فی المعانقة و القبلة

**اللُّغَاتٌ** : قدم :سفر سے لوٹے۔ فقرع :کھٹکھٹایا۔ یجر ثوبه :یعنی کپڑے جسم میں اس کے مقام پر نہ رکھا اور جلدی میں ایسا ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) بوسہ دینا اور گلے ملنا جائز ہے اس کو جو سفر سے واپس آیا ہو بشرطیکہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو مثلاً اجنبی عورت اور بلا ریش بچہ۔ (۲) اس باب کی حدیث نمبر۲ میں جو ممانعت وارد ہے وہ کراہیت کو ظاہر کرتی ہے نہ کہ تحریم کو۔ (۳) جس سے محبت ہو جب اس کے آنے کی اطلاع ملے تو جلدی ملاقات کو جانا چاہئے۔ (۴) حضرت زید بن حارثہ کی فضیلت اور حضور ﷺ کی اس سے محبت اس روایت سے ظاہر ہوتی ہے۔

۸۹۲ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِیْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو خواہ تم اپنے بھائی کو کھلے چہرے سے ملو۔ (یعنی اس نیکی سے اس وجہ سے اعراض نہ کرنا کہ یہ معمولی نیکی ہے بلکہ یہ بہت بڑی نیکی بن سکتی ہے)۔ (مسلم)

**تخریج** : کو باب الاستحباب طیب الکلام و طلاقة الوجه رقم ۶۹۲/۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

**فوائد** : (۱) ملاقات میں کھلے چہرے اور خندہ پیشانی سے ملنا چاہئے' خاص طور پر اس وقت جبکہ سفر یا گھر سے غیر حاضری کے بعد واپسی ہوئی ہو۔

۸۹۳: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ : اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۹۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما (نواسۂ رسولؐ) کو بوسہ دیا۔ اس پر اقرع بن حابس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں کسی کا آج تک بوسہ نہیں لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج**:اس روایت کی تخریج باب تعظیم حرمات المسلمین ۲۲۷ میں ملاحظہ ہو۔

**اللُّغَاتٌ** :الولد :پیدا ہونے والے کو کہا جاتا ہے۔ خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ اسی طرح اس کا اطلاق واحد' تثنیہ' جمع سب پر ہوتا ہے۔

**فوائد** : (۱) محبت کے لئے چھوٹے بچوں کو چومنا مستحب ہے۔ یہ دل میں رحمت و شفقت کی علامت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے باہمی ایک دوسرے پر رحم کرنے کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔